

الاصحاب

فی

مميز الصحابة
(اردو)

(صحابہ کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۲

ترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر، عزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور



الاصحاب

فی

متین الصلوات
(اردو)

(صحابہ کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۲

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ

مکتبہ احسانیہ

اقرا سنٹر، عرفی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور





مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر عذری سٹریٹ، اڈو بازار، لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

297-9922

124

100812

۲۳

الأصل المرفوع في تبيين الصحاح (أردو) جلد ۲

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی حاشیہ علیہ

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر عذری سٹریٹ، اڈو بازار، لاہور

خضر جاوید پرنٹرز

نام کتاب

تالیف

مترجم

ناشر

مطبع

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

نور الثقات

- ۲۱۵۳ // خالد بن ثابت انصاری اوسی
- ۲۱۵۴ // خالد بن جبیل
- ۵۱ ۲۱۵۵ // خالد بن حارث نصری
- ۲۱۵۶ // خالد بن حزام
- ۵۲ ۲۱۵۷ // خالد بن حکیم
- ۵۳ ۲۱۵۸ // خالد بن حواری حبشی (ز)
- ۲۱۵۹ // خالد بن ابی خالد انصاری
- ۲۱۶۰ // خالد بن خلاد انصاری
- ۲۱۶۱ // خالد بن ابی دجانہ انصاری
- ۲۱۶۲ // خالد بن رافع
- ۵۴ ۲۱۶۳ // خالد بن رباح حبشی
- ۲۱۶۴ // خالد بن ربیع نھشلی
- ۲۱۶۵ // خالد بن زید بن کلب
- ۵۵ ۲۱۶۶ // خالد بن زید انصاری
- ۵۶ ۲۱۶۷ // خالد بن زید بن حارثہ
- ۲۱۶۸ // خالد بن زید مزنی (ز)
- ۲۱۶۹ // خالد بن سعید (ز)
- ۵۸ ۲۱۷۰ // خالد بن سلمہ
- ۲۱۷۱ // خالد بن سنان
- ۲۱۷۲ // خالد بن سیار
- ۲۱۷۳ // خالد بن طفیل
- ۵۹ ۲۱۷۴ // خالد بن عاص
- ۲۱۷۵ // خالد بن عبادہ غفاری
- ۲۱۷۶ // خالد بن عبد اللہ بن حرمہ مدلجی

حرف خاء با نقطہ

باب خاء کے بعد الف

- ۲۱۳۲ // خارج بن خویلد کعبی
- ۲۱۳۳ // خارجہ بن جزء العدری
- ۲۱۳۴ // خارجہ بن حدافہ
- ۳۶ ۲۱۳۵ // خارجہ بن حصن
- ۲۱۳۶ // خارجہ بن حمیر
- ۳۷ ۲۱۳۷ // خارجہ بن زید
- ۲۱۳۸ // خارجہ بن زید
- ۲۱۳۹ // خارجہ بن عبدالمنذر انصاری
- ۲۱۴۰ // خارجہ بن عقفان ثقفی
- ۳۸ ۲۱۴۱ // خارجہ بن عمرو انصاری
- ۲۱۴۲ // خارجہ بن عمرو جمحی
- ۲۱۴۳ // خارجہ بن عمرو

خالد نامی حضرات

- ۲۱۴۵ // خالد بن اساف جھنی
- ۳۹ ۲۱۴۶ // خالد بن اسید
- ۲۱۴۷ // خالد بن ایاس
- ۲۱۴۸ // خالد بن بجیر
- ۲۱۴۹ // خالد بن برصاء
- ۵۰ ۲۱۵۰ // خالد بن بکیر
- ۲۱۵۱ // خالد بن ثابت
- ۲۱۵۲ // خالد بن ثابت

- ۶۰ خالد بن عبدالله خزاعی (۲۱۷۷)
- ۶۱ خالد بن عبدالله قنانی (۲۱۷۸)
- ۶۲ خالد بن عبدالله عدوی (۲۱۷۹)
- ۶۳ خالد بن عبدالعزی (۲۱۸۰)
- ۶۴ خالد بن عبیدالله (۲۱۸۱)
- ۶۵ خالد بن عتبہ (۲۱۸۲)
- ۶۶ خالد بن عدی الجهنی (۲۱۸۳)
- ۶۷ خالد بن عرقطہ (۲۱۸۴)
- ۶۸ خالد بن عقبہ (۲۱۸۵)
- ۶۹ خالد بن عقبہ (۲۱۸۶)
- ۷۰ خالد بن عمرو (۲۱۸۷)
- ۷۱ خالد بن عمرو (۲۱۸۸)
- ۷۲ خالد بن عمیر عبدی (۲۱۸۹)
- ۷۳ خالد بن عنیس (۲۱۹۰)
- ۷۴ خالد بن غلاب (۲۱۹۱)
- ۷۵ خالد بن قیس بن مالک (۲۱۹۲)
- ۷۶ خالد بن قیس سہمی (۲۱۹۳)
- ۷۷ خالد بن قیس بن نعمان (۲۱۹۴)
- ۷۸ خالد بن کعب (۲۱۹۵)
- ۷۹ خالد بن مالک (۲۱۹۶)
- ۸۰ خالد بن معیت (۲۱۹۷)
- ۸۱ خالد بن نافع خزاعی (۲۱۹۸)
- ۸۲ خالد بن فضلہ اسلمی (۲۱۹۹)
- ۸۳ خالد بن نعمان (۲۲۰۰)
- ۸۴ خالد بن ہشام (۲۲۰۱)
- ۸۵ خالد بن ہوذہ (۲۲۰۲)
- ۸۶ خالد بن ولید بن مغیرہ (۲۲۰۳)
- ۸۷ خالد بن ولید انصاری (۲۲۰۴)
- ۸۸ خالد بن یزید (۲۲۰۵)
- ۸۹ خالد بن یزید مدنی (۲۲۰۶)
- ۹۰ خالد احدب حارثی (۲۲۰۷)
- ۹۱ خالد ازرق غاضری (۲۲۰۸)
- ۹۲ خالد الاشعر (۲۲۰۹)
- ۹۳ خالد انصاری (۲۲۱۰)
- ۹۴ خالد خزاعی (۲۲۱۱)

باب خاء کے بعد با

- ۹۵ خباب بن ارت (۲۲۱۲)
- ۹۶ خباب ابو عرقطہ (۲۲۱۳)
- ۹۷ خباب بن عمرو (۲۲۱۴)
- ۹۸ خباب خزاعی (۲۲۱۵)
- ۹۹ خباب (سائب کے والد) (۲۲۱۶)
- ۱۰۰ خباب مولا عتبہ (۲۲۱۷)
- ۱۰۱ خباب مولا فاطمہ (۲۲۱۸)
- ۱۰۲ خباب (عطاء کے والد) (۲۲۱۹)
- ۱۰۳ خباب زبیدی (۲۲۲۰)
- ۱۰۴ خبیب بن اساف (۲۲۲۱)
- ۱۰۵ خبیب بن اسود انصاری (۲۲۲۲)
- ۱۰۶ خبیب بن حباشہ (۲۲۲۳)
- ۱۰۷ خبیب بن عدی (۲۲۲۴)
- ۱۰۸ خبیب الجہنی (۲۲۲۵)

باب خاء کے بعد ثاء اور وال

- ۱۰۹ خثیم سلمی (۲۲۲۶)
- ۱۱۰ خدّاش بن بشیر (۲۲۲۷)
- ۱۱۱ خدّاش بن ابی خدّاش مکی (۲۲۲۸)
- ۱۱۲ خدّاش بن سلامہ (۲۲۲۹)
- ۱۱۳ خدّاش بن عیاش انصاری عجلانی (۲۲۳۰)

- ۲۲۵۷ خزیمہ بن جزئی ۹۰
 // ۲۲۵۸ خزیمہ بن جہم
 // ۲۲۵۹ خزیمہ بن حارث
 // ۲۲۶۰ خزیمہ بن حکیم سلمی
 ۹۱ ۲۲۶۱ خزیمہ بن خزیمہ
 // ۲۲۶۲ خزیمہ بن عاصم
 // ۲۲۶۳ خزیمہ بن عبد عمرو العَصْرِي
 ۹۲ ۲۲۶۴ خزیمہ بن عمرو العَصْرِي
 // ۲۲۶۵ خزیمہ بن معمر خطمی
 // ۲۲۶۶ خزیمہ / ابو خزیمہ

باب خاء کے بعد شین

- // ۲۲۶۷ خَشَخَاش
 // ۲۲۶۸ (ز) خَشَخَاش
 ۹۳ ۲۲۶۹ خَشْرَم (بروزن احمد)

باب خاء کے بعد صاد

- // ۲۲۷۰ خَصَفَه
 // ۲۲۷۱ خَصَفَه تَمِيمِي

باب خاء کے ضاد

- // ۲۲۷۲ خَضِير
 ۹۴ حضرت خضر کا نسب
 ۹۵ ان کے نبی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے
 ۹۷ باب ان کی عمر اور اس کا سبب
 ۱۰۱ نبی ﷺ کی بعثت سے خضر علیہ السلام کے حالات
 ۱۰۳ جن لوگوں کا مسلک ہے کہ خضر علیہ السلام فوت ہو گئے
 وہ روایات جن میں خضر علیہ السلام کا زمانہ نبوی اور اس کے بعد ہونا
 منقول ہے ۱۰۵
 باب: خضر نبی ﷺ کے بعد زندہ رہے اور جس نے انہیں دیکھا
 اور ان سے بات کی اور ان سے کچھ نقل کیا ۱۱۱

- // ۲۲۳۱ خدّاش بن قتادہ
 // ۲۲۳۲ خَدِيج بن رافع
 ۸۱ ۲۲۳۳ خَدِيج بن سلامہ

باب خاء کے بعد ذال

- // ۲۲۳۴ خِذَام

باب خاء کے بعد راء

- ۸۲ ۲۲۳۵ خِرَاش بن اميّه
 // ۲۲۳۶ خِرَاش بن حارثہ
 ۸۲ ۲۲۳۷ خِرَاش بن الصّمّه
 ۸۳ ۲۲۳۸ خِرَاش بن مالك
 // ۲۲۳۹ (ز) خِرَافَه العَدْرِي
 ۸۴ ۲۲۴۰ خِرَبَاق سلمِي
 // ۲۲۴۱ خِرَشَه
 // ۲۲۴۲ خِرَشَه بن حارث مرادِي
 // ۲۲۴۳ (ز) خِرَشَه بن حرّ فزاري
 ۸۵ ۲۲۴۴ (ز) خِرَشَه بن مالك
 // ۲۲۴۵ خِرَشَه ثَقْفِي
 // ۲۲۴۶ خِرَيْت بن راشد ناجِي
 // ۲۲۴۷ خِرِيم بن اوس
 ۸۶ ۲۲۴۸ خِرِيم بن فاتك

باب خاء کے بعد زاء

- // ۲۲۴۹ خِرَاعِي بن اسود
 // ۲۲۵۰ خِرَاعِي بن عبد نهم
 ۸۷ ۲۲۵۱ خِرَاج انصاري (بے نسبت)
 ۸۸ ۲۲۵۲ خِرِيمه بن اوس
 // ۲۲۵۳ خِرِيمه بن ثابت
 ۸۹ ۲۲۵۴ (ز) خِرِيمه بن ثابت انصاري
 // ۲۲۵۵ خِرِيمه بن ثابت سلمِي
 // ۲۲۵۶ خِرِيمه بن جزِي اسلمِي

باب خاء کے بعد نون

- ۱۳۳ خنیس (۲۲۹۶)
 // خنیس بن خالد اشعری (۲۲۹۷)
 // خنیس بن ابی السائب (۲۲۹۸)
 // خنیس غفاری (۲۲۹۹)

باب خاء کے بعد واؤ

- ۱۳۴ خوات بن جبیر (۲۳۰۰)
 ۱۳۵ خوط بن عبدالعزیٰ (۲۳۰۱)
 // خولی بن ابی خولی (۲۳۰۲)
 // خولی (بے نسبت) (۲۳۰۳)
 ۱۳۶ خویلد بن خالد (۲۳۰۴)
 // خویلد بن خالد (۲۳۰۵)
 // خویلد الضمری (۲۳۰۶)
 // خویلد بن عمرو (۲۳۰۷)
 // خویلد بن عمرو انصاری سلمیٰ (۲۳۰۸)

باب خاء کے بعد یاء

- // خیبری (۲۳۰۹)
 ۱۳۷ خیشمہ بن حارث (۲۳۱۰)
 // (ز) خَیْر (مولا عامر بن الحضرمی) (۲۳۱۱)

باب خاء کے بعد الف

- // خالد بن عجیر (۲۳۱۲)

باب خاء کے بعد لام

- // خلیفہ بن بشر (۲۳۱۳)

باب خاء کے بعد القاف

- ۱۳۸ خارجه بن الصلت البرجمی (۲۳۱۴)
 // خارجه بن عقال رُعینی (۲۳۱۵)
 // خالد بن خویلد ہذلی (۲۳۱۶)

باب خاء کے بعد طاء

- ۱۴۶ الخطل العرجی الكنانی (۲۲۷۳)

باب خاء کے بعد قاف

- // خُفاف (۲۲۷۴)
 // خُفاف بن عُمیر (۲۲۷۵)
 ۱۴۷ خفاف بن نضله (۲۲۷۶)
 ۱۴۸ حفشیش کنندی (۲۲۷۷)

باب خاء کے بعد لام

- // خَلاد بن رافع (۲۲۷۸)
 ۱۴۹ خَلاد بن سائب (۲۲۷۹)
 // خَلاد بن سوید (۲۲۸۰)
 // خَلاد بن عمرو (۲۲۸۱)
 ۱۳۰ (ز) خَلاد بن نعمان انصاری (۲۲۸۲)
 // خَلاد (بے نسبت) (۲۲۸۳)
 // خَلاد (بے نسبت) (۲۲۸۴)
 // خَلاد الزرقی (۲۲۸۵)
 ۱۳۱ خَلده الانصاری زرقی (۲۲۸۶)
 // خَلید بن المنذر (۲۲۸۷)
 // خَلید (۲۲۸۸)
 // خَلیدہ/ خَلیدہ (۲۲۸۹)
 // خلف بن مالک (۲۲۹۰)
 // خلیفہ بن امیہ جذامی (۲۲۹۱)
 ۱۳۲ خلیفہ (۲۲۹۲)

باب خاء کے بعد میم

- // خمخام بن حارث (۲۲۹۳)
 // خمیصہ بن ابان حدانی (۲۲۹۴)
 // (ز) خمیصہ بن حکم سلمیٰ (۲۲۹۵)

باب خاء کے بعد طاء

۱۳۳ خطیل بن اوس العبسی (۲۳۳۸)

باب خاء کے بعد قاء

// (ز) خفاف بن مالک (۲۳۳۹)

باب خاء کے بعد لام

// خلیفہ بن جزء (۲۳۴۰)

// (ز) خلیفہ بن عبد اللہ (۲۳۴۱)

// (ز) خلیفہ المنقری (۲۳۴۲)

باب خاء کے بعد نون

۱۳۵ (ز) خنابہ بن کعب عبشمی (۲۳۴۳)

// خنافر بن توام الحمیری (۲۳۴۴)

باب خاء کے بعد واو

۱۳۶ خولد بن خالد (۲۳۴۵)

// خولد بن ربیعة عقیلی (۲۳۴۶)

// (ز) خوید بن مروة الهدلی (۲۳۴۷)

باب خاء کے بعد یاء

۱۳۸ خیبار بن اوفیٰ یا ابن ابی اوفیٰ النهدی (۲۳۴۸)

// خیبار بن مرثد تجیبی نعم الأبدوی (۲۳۴۹)

قسم رابع: باب خاء کے بعد الف

// خارجه بن جبيله (۲۳۵۰)

// خارجه بن زید خزر جی (۲۳۵۱)

۱۳۹ خارجه بن منذر (۲۳۵۲)

// خارجه بن نعمان (۲۳۵۳)

// خالد بن أسید بن ابی المغلس (۲۳۵۴)

// خالد بن ایمن المعافری (۲۳۵۵)

// خالد بن سعد (۲۳۵۶)

۱۵۰ خالد بن سنان عبسی (۲۳۵۷)

// (ز) خالد بن ربیعه (۲۳۱۷)

۱۳۹ خالد بن زهیر (۲۳۱۸)

// (ز) خالد بن سطح غسانی (۲۳۱۹)

۱۴۰ (ز) خالد بن عروه (۲۳۲۰)

// خالد بن عمیر عدوی بصری (۲۳۲۱)

// (ز) خالد بن معبد (۲۳۲۲)

// خالد بن معمر (۲۳۲۳)

// (ز) خالد بن هلال (۲۳۲۴)

۱۴۱ خالد بن ولید سکسکی (۲۳۲۵)

باب خاء کے بعد باء

// (ز) خباب الحدلی (۲۳۲۶)

// خباب (۲۳۲۷)

باب خاء کے بعد تاء

// (ز) خثیم المکی القاری (۲۳۲۸)

باب خاء کے بعد واء

// خدش بن زهیر (۲۳۲۹)

باب خاء کے بعد زاء

۱۴۲ خراش بن ابی خراش هدلی (۲۳۳۰)

// خراش (۲۳۳۱)

۱۴۳ (ز) خروزاد بن بزرج فارسی صنعانی (۲۳۳۲)

// (ز) خروخست فارسی (۲۳۳۳)

// (ز) خریث بن راشد شامی (۲۳۳۴)

باب خاء کے بعد زاء

// (ز) خزیمه بن عداس مزنی (۲۳۳۵)

باب خاء کے بعد سین

// (ز) خسره فارسی (۲۳۳۶)

// (ز) خسیس الکندی (۲۳۳۷)

۲۳۸۱ (ز) خطیم حدّانی //

باب خاء کے بعد لام

۲۳۸۲ (ز) خلاد بن یزید بن معاویہ //

۲۳۸۳ خلف بن عبد یغوث زہری //

باب خاء کے بعد نون

۲۳۸۴ (ز) خنیس المصری //

۱۵۹ ۲۳۸۵ (ز) خنیس بن الاشعر //

باب خاء کے بعد واؤ

۲۳۸۶ خوط انصاری //

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۸۷ خیر //

حرف دال

باب دال کے بعد الف

۱۶۰ ۲۳۸۸ دارم تمیمی //

۲۳۸۹ داؤد //

۲۳۹۰ (ز) داؤد بن سلمہ انصاری //

باب دال کے بعد جیم

۱۶۱ ۲۳۹۱ (ز) دجاجہ (جرہ کے والد) //

باب دال کے بعد حاء

۲۳۹۲ دحیہ بن خلیفہ //

باب دال کے بعد راء

۱۶۲ ۲۳۹۳ درہم (معاویہ کے والد) //

۲۳۹۴ (ز) درہم (زیاد کے والد) //

۲۳۹۵ درید بن شراحیل //

۲۳۹۶ درید راہب //

۱۶۳ ۲۳۹۷ (ز) دُرید بن کعب نخعی //

۲۳۵۸ خالد بن سوید ۱۵۳ //

۲۳۵۹ خالد بن صخر //

۲۳۶۰ خالد بن طفیل //

۲۳۶۱ خالد بن فضاء ۱۵۴ //

۲۳۶۲ خالد بن کثیر //

۲۳۶۳ خالد بن الدجاج //

۲۳۶۴ خالد بن یزید بن معاویہ ۱۵۵ //

۲۳۶۵ خالد ابونافع خزاعی //

۲۳۶۶ (ز) خالد الجہنی //

باب خاء کے بعد باء

۲۳۶۷ خباب بن قیظی ۱۵۶ //

۲۳۶۸ خباب بن منذر //

۲۳۶۹ خبیب بن حارث //

۲۳۷۰ خبیب //

باب خاء کے بعد واد

۲۳۷۱ خداش بن حصین //

۲۳۷۲ خدع الانصاری ۱۵۷ //

باب خاء کے بعد راء

۲۳۷۳ خراش بن جحش //

۲۳۷۴ (ز) خراش کلبی سلولی //

۲۳۷۵ خرشہ شامی //

۲۳۷۶ خرویم //

۲۳۷۷ (ز) خزامہ بن یعمّر لیشی //

باب خاء کے بعد سین

۲۳۷۸ خسیس کندی //

۲۳۷۹ خشخاش ازدی ۱۵۸ //

باب خاء کے بعد طاء

۲۳۸۰ خطاب بن حارث جمحی //

باب وال کے بعد عین

۲۳۹۸ دعثور بن حارث غطفانی ۱۶۳

۲۳۹۹ (ز) دُعْمُوص دملی //

۲۴۰۰ (ز) دعووص //

باب وال کے بعد غین

۲۴۰۱ دَغْفَل (بروزن جعفر) ۱۶۳

باب وال کے بعد قاف

۲۴۰۲ (ز) دفافة راعی ۱۶۵

باب وال کے بعد کاف

۲۴۰۳ دُکَيْن ابن سعید یا ابن خثعمی //

باب وال کے بعد لام

۲۴۰۴ (ز) دلهمس بن جمیل عامری //

۲۴۰۵ دلِیحہ (بے نسبت) ۱۶۶

باب وال کے بعد میم

۲۴۰۶ دَمُون //

باب وال کے بعد حاء

۲۴۰۷ دهر بن اخرم //

۲۴۰۸ (ز) دُهَيْن //

باب وال کے بعد واؤ

۲۴۰۹ (ز) دَوْس //

۲۴۱۰ (ز) درید بن زید ساعدی ۱۶۷

۲۴۱۱ دومی بن قیس //

باب وال کے بعد یاء

۲۴۱۲ دَيْلَم الحِمیری //

۲۴۱۳ (ز) دینار بن حیان ربعی ۱۶۹

۲۴۱۴ (ز) دینار (عدی بن ثابت کے دادا) //

۲۳۱۵ دینا حجاج //

باب وال کے بعد الف

۲۳۱۶ داؤد بن عروہ //

باب وال کے بعد الف

۲۳۱۷ داؤدیه الفارسی ۱۷۰

باب وال کے بعد ثاء

۲۳۱۸ (ز) دثار بن سنان ۱۷۱

۲۳۱۹ دثار بن عبید ابن الایرص //

باب وال کے بعد جیم

۲۳۲۰ (ز) دجاجه بن ربیعہ //

باب وال کے بعد الف

۲۳۲۱ داؤد بن عاصم //

باب وال کے بعد راء

۲۳۲۲ درهم ۱۷۲

باب وال کے بعد عین

۲۳۲۳ دعامہ بن عزیز //

باب وال کے بعد قاف

۲۳۲۴ دَفه بن ایاس //

باب وال کے بعد لام

۲۳۲۵ دلجه بن قیس //

۲۳۲۶ دُکیم ۱۷۳

باب وال کے بعد حاء

۲۳۲۷ (ز) دُهَيْن //

باب وال کے بعد یاء

۲۳۲۸ دینار (عمرو کے والد) //

۲۳۲۹ (ز) دینار الحجاج //

- ۲۳۴۸ (ز) ذوالقديہ //
- ۱۸۰ ۲۳۴۹ ذو جدن حبشی //
- ۲۳۵۰ (ز) ذوالحکم //
- ۲۳۵۱ ذوالجوشن ضبابی //
- ۱۸۱ ۲۳۵۲ ذوالخویرہ تمیمی //
- ۲۳۵۳ ذوالخویرہ یمانی //
- ۱۸۲ ۲۳۵۴ ذوالخیار //
- ۲۳۵۵ ذوخیوان ہمدانی یمانی //
- ۲۳۵۶ ذو دجن //
- ۲۳۵۷ (ز) ذوالرائی //
- ۲۳۵۸ ذوالزوائد جہنی //
- ۱۸۳ ۲۳۵۹ ذوالسیفین //
- ۲۳۶۰ ذوالشمالین //
- ۲۳۶۱ (ز) ذوالشہادتین //
- ۲۳۶۲ ذوالعقیصتین //
- ۲۳۶۳ (ز) ذوالعین //
- ۲۳۶۴ ذوالغرہ الجہنی //
- ۲۳۶۵ ذوالغصہ حارثی //
- ۱۸۴ ۲۳۶۶ (ز) ذوالغصہ //
- ۲۳۶۷ ذوقرnat حمیری //
- ۲۳۶۸ ذوالکلاع حمیری //
- ۱۸۵ ۲۳۶۹ ذواللحیہ کلابی //
- ۲۳۷۰ ذواللسانین //
- ۲۳۷۱ ذومنجر //
- ۲۳۷۲ ذوالمشعار //
- ۲۳۷۳ ذومرآن //
- ۲۳۷۴ ذومناجب //

حرف ذال

باب ذال کے بعد الف

۱۷۴ ۲۳۳۰ ذابل بن طفیل //

باب ذال کے بعد باء

۲۳۳۱ (ز) ذباب //

۱۷۵ ۲۳۳۲ (ز) ذباب بن فاتک //

۲۳۳۳ (ز) ذباب بن معاویہ عکلی //

باب ذال کے بعد راء

۲۳۳۴ ذر بن ابی ذر غفاری //

۲۳۳۵ (ز) ذریح (بروزن عظیم) //

باب ذال کے بعد راء

۱۷۶ ۲۳۳۶ ذرع خولانی //

باب ذال کے بعد قاء

۲۳۳۷ ذفافہ راعی //

باب ذال کے بعد کاف

۲۳۳۸ ذکوان بن عبدقیس //

۱۷۷ ۲۳۳۹ (ز) ذکوان بن عیید //

۲۳۴۰ ذکوان بن یامین //

۲۳۴۱ ذکوان (مولا رسول اللہ ﷺ) //

۱۷۸ ۲۳۴۲ ذکوان مولا بنی امیہ //

۲۳۴۳ ذکوان مولا انصار //

۲۳۴۴ ذکوان سلمی (یہ پہلے والے نہیں) //

لفظ "ذو" والوں کا "ذو" کے بعد ترتیب وار ذکر

۲۳۴۵ ذوالاذنین //

۱۷۹ ۲۳۴۶ ذوالاصابع الجہنی //

۲۳۴۷ ذوالجنادین المزنی //

۲۴۹۹ ذکوان مولا عمر بن خطاب //

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۰۰ (ز) ذو اصْبَحِ حَمِيرِي //

۲۵۰۱ ذو جَوْشَن //

۲۵۰۲ ذو ظَلِيم //

۲۵۰۳ (ز) ذر رود //

۱۹۲ (ز) ذوالشکوة ۲۵۰۴

۲۵۰۵ ذو عَمْرُو حَمِيرِي //

۲۵۰۶ (ز) ذوالغصه العامري //

۲۵۰۷ ذوالکلاع //

۱۹۳ ذُوَيْبِ بْنِ كَلَيْبِ بْنِ رَبِيعَةَ ۲۵۰۸

۱۹۴ ذُوَيْبِ بْنِ أَبِي ذُوَيْبِ ۲۵۰۹

۲۵۱۰ (ز) ذُوَيْبِ بْنِ مَرَارِ //

۲۵۱۱ (ز) ذُوَيْبِ بْنِ يَزِيدِ //

باب ذال کے بعد ہاء

۱۹۵ ذهل بن کعب ۲۵۱۲

باب ذال کے بعد کاف

۲۵۱۳ ذکوان بن عبدمناف //

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۱۴ (ز) ذوزین //

حرف راء

باب راء کے بعد الف

۱۹۶ راشد بن حُبَيْش ۲۵۱۵

۲۵۱۶ راشد بن حَفْصِ هُدَلِي //

۲۵۱۷ راشد بن سعید سلمی //

۲۵۱۸ راشد بن شهاب //

۱۹۷ (ز) راشد بن عبدربه سلمی ۲۵۱۹

۲۴۷۵ (ز) ذوالنُخَامَه ۱۸۶

۲۴۷۶ ذوالنَّسْعَه //

۲۴۷۷ (ز) ذوالنُّمْرُق //

۲۴۷۸ (ز) ذوالنور //

۲۴۷۹ (ز) ذوالنور //

۲۴۸۰ (ز) ذوالنور //

۱۸۷ (ز) ذوالنورین ۲۴۸۱

۲۴۸۲ (ز) ذوالنون //

۲۴۸۳ ذوالینین سلمی //

۲۴۸۴ ذوزین //

۱۸۸ (ز) ذویناق ۲۴۸۵

۲۴۸۶ ذُوَاب //

۲۴۸۷ ذُوَالِهِ بْنِ عَوْقَلِهِ يَمَانِي //

۲۴۸۸ ذُوَيْبِ بْنِ حَارِثَةَ اسْلَمِي //

۲۴۸۹ (ز) ذُوَيْبِ بْنِ حَبِيبِ //

۲۴۹۰ ذُوَيْبِ بْنِ حَبِيبِ خُزَاعِي //

۲۴۹۱ ذُوَيْبِ بْنِ حَلْحَلِه //

۱۸۹ ذُوَيْبِ بْنِ شَعْتَمِ ۲۴۹۲

باب ذال کے بعد ہاء

۱۹۰ ذُهَيْنِ ۲۴۹۳

باب ذال کے بعد الف

۲۴۹۴ (ز) ذَاذَوِيَه //

باب ذال کے بعد ہاء

۲۴۹۵ ذباب بن حارث //

۲۴۹۶ ذبیان بن سعد اسدی //

باب ذال کے بعد راء

۱۹۱ ذرع خولانی ۲۴۹۷

۲۴۹۸ ذریح بن حارث //

- ۲۵۴۸ رافع بن معلىٰ انصارى زرقى //
- ۲۵۴۹ رافع بن مكيث (بروزن عظيم) جهني //
- ۲۵۵۰ رافع بن نعمان //
- ۲۵۵۱ رافع بن يزيد ثقفى //
- ۲۵۵۲ رافع بن يزيد انصارى ۲۰۵ //
- ۲۵۵۳ رافع (مولا نبى ﷺ) //
- ۲۵۵۴ (ز) رافع مولا عبيد بن عمير اسلمى //
- ۲۵۵۵ (ز) رافع خزاعى ان کے مولا ہیں ۲۰۶ //
- ۲۵۵۶ رافع (مولا عائشہ رضی اللہ عنہا) //
- ۲۵۵۷ رافع مولا غزیه بن عمرو //
- ۲۵۵۸ رافع مولا سعيد //
- ۲۵۵۹ رافع قُرَظِي //
- ۲۵۶۰ (ز) رافع رفيق اسلم ۲۰۷ //

باب راء کے بعد باء

- ۲۵۶۱ رباح //
- ۲۵۶۲ رباح بن قصير اللخمي //
- ۲۵۶۳ رباح بن معترف //
- ۲۵۶۴ رباح مولا ام سلمه ۲۰۸ //
- ۲۵۶۵ رباح مولا بن جَحْجَبِي //
- ۲۵۶۶ رباح مولا حارث بن مالك انصارى //
- ۲۵۶۷ رباح مولیٰ رسول اللہ //
- ۲۵۶۸ رباح (بے نسبت) ۲۰۹ //
- ۲۵۶۹ (ز) رباح سلمى //
- ۲۵۷۰ (ز) رَبِيس //
- ۲۵۷۱ (ز) رَبِيعِي بن الْأَفْكَلْ غَنَبَرِي //
- ۲۵۷۲ (ز) ربعى بن تميم //
- ۲۵۷۳ رَبِيعِي بن ابى ربعى //
- ۲۵۷۴ (ز) ربعى بن عامر ۲۱۰ //

- ۲۵۷۰ (ز) راشد بن عبد ربّه //
- ۲۵۷۱ رافع بن معلىٰ //
- ۲۵۷۲ (ز) رافع بن اشيم اشجعى //
- ۲۵۷۳ (ز) رافع بن ثابت //
- ۲۵۷۴ (ز) رافع بن جابر طائى //
- ۲۵۷۵ (ز) رافع بن جَعْدَبَه انصارى //
- ۲۵۷۶ رافع بن حارث //
- ۲۵۷۷ (ز) رافع بن خداش ۱۹۸ //
- ۲۵۷۸ رافع بن خديج //
- ۲۵۷۹ رافع بن ابى رافع طائى ۱۹۹ //
- ۲۵۸۰ رافع بن رفاعه انصارى //
- ۲۵۸۱ رافع بن زيد //
- ۲۵۸۲ رافع بن سعد انصارى //
- ۲۵۸۳ رافع بن سنان ۲۰۰ //
- ۲۵۸۴ رافع بن سنان انصارى //
- ۲۵۸۵ رافع بن سهل بن رافع //
- ۲۵۸۶ رافع بن سهل بن زيد //
- ۲۵۸۷ رافع بن ظهير //
- ۲۵۸۸ (ز) رافع بن عبد الحارث ۲۰۱ //
- ۲۵۸۹ (ز) رافع بن عدى //
- ۲۵۹۰ (ز) رافع بن عمرو بن جابر //
- ۲۵۹۱ رافع بن عمرو بن مُجَدِّع ۲۰۲ //
- ۲۵۹۲ رافع بن عمرو بن هلال مزنى //
- ۲۵۹۳ (ز) رافع بن عمير تميمى //
- ۲۵۹۴ (ز) رافع بن عمير (بہ اور ہیں - بے نسبت) //
- ۲۵۹۵ (ز) رافع بن عُنْجَدَه ۲۰۳ //
- ۲۵۹۶ رافع بن مالك //
- ۲۵۹۷ رافع بن معلىٰ ۲۰۴ //

- ۲۱۷ ربیعہ بن رقیع (۲۶۰۱) //
 // ربیعہ بن رِوَاء العنسی (۲۶۰۲) //
 // ربیعہ بن روح العنسی مدنی (۲۶۰۳) //
 ۲۱۸ ربیعہ بن زرعه الخضرمی (۲۶۰۴) //
 // ربیعہ بن زیاد (۲۶۰۵) //
 // ربیعہ بن سعد الاسلمی (۲۶۰۶) //
 // (ز) ربیعہ بن السكن (۲۶۰۷) //
 ۲۱۹ (ز) ربیعہ بن سیار (۲۶۰۸) //
 // (ز) ربیعہ بن ابی الصلت الثقفی (۲۶۰۹) //
 // (ز) ربیعہ بن عامر (۲۶۱۰) //
 // (ز) ربیعہ بن عامر (۲۶۱۱) //
 // ربیعہ بن عباد (۲۶۱۲) //
 ۲۲۰ ربیعہ بن عثمان (۲۶۱۳) //
 // (ز) ربیعہ بن عتیک (۲۶۱۴) //
 // ربیعہ بن عمرو (۲۶۱۵) //
 // ربیعہ بن عمرو (۲۶۱۶) //
 // (ز) ربیعہ بن عمرو الجرشی (۲۶۱۷) //
 ۲۲۱ (ز) ربیعہ بن عوف (۲۶۱۸) //
 // ربیعہ بن عیدان (۲۶۱۹) //
 // ربیعة الجرشی (۲۶۲۰) //
 ۲۲۲ ربیعہ بن الفراس (۲۶۲۱) //
 // ربیعہ بن الفضل (۲۶۲۲) //
 // ربیعہ بن قریش (۲۶۲۳) //
 // ربیعہ بن قیس العدوانی (۲۶۲۴) //
 // ربیعہ بن کعب (۲۶۲۵) //
 ۲۲۳ (ز) ربیعہ بن کعب (دوسرے) (۲۶۲۶) //
 // (ز) ربیعہ بن کلده (۲۶۲۷) //
 // ربیعہ بن لهیعه (۲۶۲۸) //

- ربیع بن عمرو انصاری (۲۵۷۵) //
الربیع نامی حضرات جس کے شروع میں الف لام ہے
 // الربیع بن ایاس (۲۵۷۶) //
 // (ز) الربیع بن ربیعہ (۲۵۷۷) //
 // الربیع بن ربیعہ (۲۵۷۸) //
 ۲۱۱ الربیع بن زیاد (۲۵۷۹) //
 ۲۱۲ الربیع بن زید (۲۵۸۰) //
 // الربیع بن سهل (۲۵۸۱) //
 // (ز) الربیع بن طعیمہ (۲۵۸۲) //
 // الربیع بن قارب العبسی (۲۵۸۳) //
 ۲۱۳ (ز) الربیع بن مالک (۲۵۸۴) //
 // (ز) الربیع بن معاویہ (۲۵۸۵) //
 // الربیع بن نعمان (۲۵۸۶) //
 // الربیع الانصاری الزرقی (۲۵۸۷) //
 // الربیع الانصاری (۲۵۸۸) //
 // الربیع الجرشی (۲۵۸۹) //

ربیعہ نامی حضرات

- ۲۱۴ (ز) ربیعہ بن اکثم (۲۵۹۰) //
 // ربیعہ بن اکثم (۲۵۹۱) //
 // (ز) ربیعہ بن امیہ بن ابی الصلت الثقفی ... (۲۵۹۲) //
 // (ز) ربیعہ بن ابی براء (۲۵۹۳) //
 // ربیعہ بن حارث (۲۵۹۴) //
 // (ز) ربیعہ بن حارث (۲۵۹۵) //
 ۲۱۵ ربیعہ بن خراش الصبأحی (۲۵۹۶) //
 // (ز) ربیعہ بن ابی خورشہ (۲۵۹۷) //
 // ربیعہ بن خویلد (۲۵۹۸) //
 // (ز) ربیعہ بن دراج (۲۵۹۹) //
 ۲۱۶ ربیعہ بن رقیع (تیسرے) (۲۶۰۰) //

باب راء کے بعد زاء

- زرعه بن عبدالله انصاری ۲۶۵۲ //
 رزین (بروزن عظیم) ۲۶۵۳ ۲۲۹ //
 رزین بن مالک ۲۶۵۴ //

باب راء کے بعد سین

- رَسِيمُ الْعَبْدِي الْهَجْرِيُّ ۲۶۵۵ //

باب راء کے بعد شین

- رشدان الجهنی ۲۶۵۶ ۲۳۰ //
 رشید (تغیر ہے) ۲۶۵۶ //
 رشید بن علاج الثقفی ۲۶۵۸ ۲۳۱ //
 رشید ابو عمیرہ المزنی ۲۶۵۹ //
 رشید بن مالک ۲۶۶۰ //

باب راء کے بعد عین

- رغیہ ۲۶۶۱ ۲۳۲ //

باب راء کے بعد فاء

- رفاعہ بن اوس ۲۶۶۲ //
 رفاعہ بن تابوت انصاری ۲۶۶۳ //
 رفاعہ بن حارث ۲۶۶۴ ۲۳۳ //
 رفاعہ بن رافع انصاری ۲۶۶۵ //
 رفاعہ بن رافع ۲۶۶۶ //
 رفاعہ بن زبیر ۲۶۶۷ //
 رفاعہ بن زید ۲۶۶۸ //
 رفاعہ بن زید ۲۶۶۹ ۲۳۴ //
 رفاعہ بن سهل ۲۶۷۰ //
 رفاعہ بن سَمُوَالِ الْقُرْطِيُّ ۲۶۷۱ //
 رفاعہ بن عبدالمنذر ۲۶۷۲ ۲۳۵ //
 رفاعہ بن عبدالمنذر ۲۶۷۳ //

- ربیعہ بن لیث ۲۶۲۹ //
 ربیعہ بن مالک ۲۶۳۰ ۲۲۲ //
 ربیعہ بن معاویہ ۲۶۳۱ //
 ربیعہ بن مَلَّة ۲۶۳۲ //
 ربیعہ بن الْمُتَنَفِقِ الْعُقَيْلِيُّ ۲۶۳۳ //
 ربیعہ بن ملاعب الأسنه ۲۶۳۴ //
 ربیعہ بن نیار ۲۶۳۵ ۲۲۵ //
 ربیعہ بن وقاص ۲۶۳۶ //
 ربیعہ بن یزید السلمی ۲۶۳۷ //
 ربیعہ الاجذم الثقفی ۲۶۳۸ //
 ربیعہ الجرشى ۲۶۳۹ //
 ربیعة السعدی ۲۶۴۰ //
 ربیعہ القرشى ۲۶۴۱ ۲۲۶ //

باب راء کے بعد جیم

- رَجَاءُ بْنُ الْجَلَّاسِ ۲۶۴۲ //
 رَجَاءُ الْغَنَوِيُّ ۲۶۴۳ //
 رجاء (بے نسبت) ۲۶۴۴ //
 رجل بن بلقین ۲۶۴۵ ۲۲۷ //

باب راء کے بعد حاء

- رَحَضَهُ ۲۶۴۶ //

باب راء کے بعد خاء

- رُخَيْلَهُ (تغیر ہے) ۲۶۴۷ //
 رُخِي الْعَنْبَرِيُّ ۲۶۴۸ //

باب راء کے بعد دال

- رَدَادُ اللَّيْثِيِّ ۲۶۴۹ ۲۲۸ //
 رَدَادُ (دوسرے، بے نسبت) ۲۶۵۰ //
 رُدَيْح ۲۶۵۱ //

رومان الرومی ۲۶۹۸

رویشد (تصغیر ہے) الثقفی ۲۶۹۹

رویفیع بن ثابت البکوی ۲۷۰۰

رویفیع بن ثابت ۲۷۰۱

رویفیع مولا نبی ۲۷۰۲

باب راء کے بعد یاء

رناب بن حنیف ۲۷۰۳

رناب بن عمرو ۲۷۰۴

رناب بن مہشم ۲۷۰۵

ریاح بن حارث التیمی ۲۷۰۶

ریاح بن ربیع ۲۷۰۷

ریبال الثقفی ۲۷۰۸

ریبال بن عمرو ۲۷۰۹

باب راء کے بعد الف

رافع بن ابی رافع ۲۷۱۰

باب راء کے بعد باء

ربیعہ بن شرحبیل ۲۷۱۱

ربیعہ بن شرحبیل ۲۷۱۲

ربیعہ بن عبد اللہ ۲۷۱۳

ربیعہ بن نوفل ۲۷۱۴

باب راء کے بعد واؤ

رؤح بن زنباع ۲۷۱۵

قسم ثالث از حرف راء

جنہوں نے دو ربوی پایا اور جنہیں آپ ﷺ سے سماع کرنا

ممكن تھا لیکن پھر ان سے منقول نہیں

باب راء کے بعد الف

راشد بن عبد الرحمن الازدی ۲۷۱۶

رافع الاشجعی ۲۷۱۷

رفاعہ بن عرابہ ۲۶۹۴

رفاعہ بن عوادہ العذری (دوسرے) ۲۶۹۵

رفاعہ بن عمرو ۲۶۹۶

رفاعہ بن عمرو الجہنی ۲۶۹۷

رفاعہ بن عمرو ۲۶۹۸

رفاعہ بن قرظہ القرظی ۲۶۹۹

رفاعہ بن مبشر ۲۷۰۰

رفاعہ بن مسروح ۲۷۰۱

رفاعہ بن نعمان الدارانی ۲۷۰۲

رفاعہ بن وقش ۲۷۰۳

رفاعہ بن وہب القرظی ۲۷۰۴

رفاعہ بن یفریبی ۲۷۰۵

رفاعہ الانصاری ۲۷۰۶

رفاعہ (بے نسبت) ۲۷۰۷

باب راء کے بعد قاف

رقاد بن ربیعہ العقیلی ۲۶۸۸

رقیبہ بن عقیبہ ۲۶۸۹

رقیم بن ثابت ۲۶۹۰

باب راء کے بعد کاف

رکانہ بن عبد یزید ۲۶۹۱

رکب المصری ۲۶۹۲

باب راء کے بعد حاء

رہم العدوی ۲۶۹۳

رہین ۲۶۹۴

باب راء کے بعد واؤ

رؤح بن سیار ۲۶۹۵

رؤح (بے نسبت) ۲۶۹۶

رؤمان ۲۶۹۷

باب راء کے بعد شین

۲۶۴۱ (ز) رشید بن ریض العدری

باب راء کے بعد فاء

۲۶۴۲ (ز) رفیع بن مهران

باب راء کے بعد واو

۲۶۴۳ (ز) روح بن حبیب التغلبی

باب راء کے بعد یا

۲۶۴۴ (ز) رئاب

۲۶۴۵ (ز) رئاب

قسم الرابع از حرف راء

باب راء کے بعد الف

۲۶۴۶ (ز) رافع بن بدیل

۲۶۴۷ (ز) رافع بن بشر السلمی

۲۶۴۸ (ز) رافع بن ثابت

۲۶۴۹ (ز) رافع بن معبد انصاری

الف لام سے الربیع نامی حضرات

۲۶۵۰ (ز) الربیع بن زیاد

۲۶۵۱ (ز) الربیع بن عمرو

۲۶۵۲ (ز) الربیع بن کعب انصاری

۲۶۵۳ (ز) الربیع بن محمود الماردینی

۲۶۵۴ (ز) ربیعہ بن امیہ

۲۶۵۵ (ز) ربیعہ بن حارث

۲۶۵۶ (ز) ربیعہ بن حصین

۲۶۵۷ (ز) ربیعہ بن مالک ساعدی

۲۶۵۸ (ز) ربیعہ بن لقیط

۲۶۵۹ (ز) ربیعہ خادم النبی

۲۶۶۰ (ز) ربیعة الکلابی

۲۶۱۸ (ز) رافع الاشجعی

۲۶۱۹ (ز) رافع (بے نسبت)

۲۶۲۰ (ز) رافع بن سالم

باب راء کے بعد باء

۲۶۲۱ (ز) رباب بن رمیله

۲۶۲۲ (ز) رباح بن قصیر اللخمی

۲۶۲۳ (ز) ربیع بن ربیع

۲۶۲۴ (ز) ربیع الحنظلی

۲۶۲۵ (ز) ربیع الذہلی

الف لام کے ساتھ الربیع نامی حضرات

۲۶۲۶ (ز) الربیع بن بن ربیعہ

۲۶۲۷ (ز) الربیع بن اوس

۲۶۲۸ (ز) الربیع بن ربیعہ

۲۶۲۹ (ز) الربیع بن زیاد

۲۶۳۰ (ز) الربیع بن ضبیع

۲۶۳۱ (ز) الربیع بن مطرف

ربیعہ نامی حضرات

۲۶۳۲ (ز) ربیعہ بن ابی الضبی

۲۶۳۳ (ز) ربیعہ بن حوط

۲۶۳۴ (ز) ربیعہ بن زرارہ العتکی

۲۶۳۵ (ز) ربیعہ بن سلمہ

۲۶۳۶ (ز) ربیعہ بن الکنود

۲۶۳۷ (ز) ربیعہ بن مالک

۲۶۳۸ (ز) ربیعہ بن مقروم

۲۶۳۹ (ز) ربیعہ بن النمر بن تولب

باب راء کے بعد حاء

۲۶۴۰ (ز) رخیل

باب راء کے بعد تاء

۲۶۶۱ (ز) رتن بن عبد اللہ الہندی

باب راء کے بعد جیم

۲۶۶۲ (ز) بے نام صحابی

۲۶۶۳ رجال ابن عُنُقُوہ الحنفی

باب راء کے بعد واء

۲۶۶۴ (ز) رِقَاد

باب راء کے بعد قاء

۲۶۶۵ رفاعہ بن عبد المنذر

۲۶۶۶ رفاعہ بن عمرو الجہنی

۲۶۶۷ رفاعہ البدری

۲۶۶۸ (ز) رفاعہ ابو عباہ

۲۶۶۹ رفاعہ (بے نسبت)

باب راء کے بعد کاف

۲۶۷۰ (ز) رقیس الاسدی

باب راء کے بعد گاف

۲۶۷۱ رکانہ ابو محمد

باب راء کے بعد واؤ

۲۶۷۲ رومان بن بَعَجہ

۲۶۷۳ (ز) رومہ الغفاری

۲۶۷۴ رویبہ الثقفی (عمارہ کے والد)

باب راء کے بعد یاء

۲۶۷۵ رِقَاب المزنی

۲۶۷۶ (ز) الرئیس بن عامر

حرف زائقطہ والی

قسم اول از حرف زاء

باب زاء کے بعد الف

۲۶۷۷ الزارع بن عامر

۲۶۶۸ (ز) زاملہ

۲۶۶۹ زاهر بن الاسود

۲۶۷۰ زاهر بن حرام اشجعی

۲۶۷۱ زائده بن حَوَالہ العنزی

باب زاء کے بعد باء

۲۶۷۲ زَبَان

۲۶۷۳ (ز) زَبَان العدوی

۲۶۷۴ الزُبْرُقَان بن بَدْر

۲۶۷۵ زبرقان بن أصْلَم

۲۶۷۶ الزیبب بن ثعلبہ

۲۶۷۷ (ز) زبید السلمی

زیر نامی حضرات

۲۶۷۸ زبیر بن عبد اللہ کلابی

۲۶۷۹ زبیر بن عبیدہ اسدی

۲۶۸۰ (ز) زبیر بن عدی

۲۶۹۱ زبیر بن عوام

۲۶۹۱ زبیر بن ابی ہالۃ التیمی

باب زاء کے بعد جیم

۲۶۹۲ (ز) الزجّاج

باب زاء کے بعد خاء

۲۶۹۳ (ز) زَخَّی (تفغیر ہے)

باب زاء کے بعد داء

۲۶۹۴ زرارہ بن اوفی النخعی

۲۶۹۵ زرارہ بن جُزَی

۲۶۹۶ زرارہ بن عمرو النخعی

۲۶۹۷ (ز) زرارہ بن عُمیر

۲۶۹۸ زرارہ بن قیس

۲۶۹۹ زرارہ بن قیس

باب زاء کے بعد ہاء

// (ز) زہرہ بن حویہ ۲۸۲۲

زہیر نامی حضرات

// زہیر بن ابی امیہ ۲۸۲۳

۲۸۹ زہیر بن ابی جبَل ۲۸۲۴

// (ز) زہیر بن الحارث ۲۸۲۵

// (ز) زہیر بن خطامہ الکنانی ۲۸۲۶

// زہیر بن صرد السعدی ۲۸۲۷

۲۹۰ (ز) زہیر بن طهفة الکندی ۲۸۲۸

// زہیر بن عاصم ۲۸۲۹

// زہیر بن عبد اللہ ۲۸۳۰

۲۹۱ زہیر بن عثمان الثقفی ۲۸۳۱

// زہیر بن عَجْوَه هُدَلی ۲۸۳۲

// زہیر بن علقمہ الفرعی ۲۸۳۳

// زہیر بن علقمہ ۲۸۳۴

۲۹۲ زہیر بن علقمہ ۲۸۳۵

// زہیر بن عمرو الہلالی ۲۸۳۶

// (ز) زہیر بن عمرو البجلی ۲۸۳۷

// (ز) زہیر بن عوف ۲۸۳۸

// زہیر بن عیاض الفہری ۲۸۳۹

۲۹۳ زہیر بن غزیه ۲۸۴۰

// (ز) زہیر بن قنفذ الاسدی ۲۸۴۱

// زہیر بن قیس البکوی ۲۸۴۲

۲۹۴ زہیر بن مُحَشی الازدی ۲۸۴۳

// (ز) زہیر بن مذکور ۲۸۴۴

// زہیر بن معاویہ الجشمی ۲۸۴۵

// (ز) زہیر بن الہیثم الاشہلی ۲۸۴۶

// (ز) زرارہ بن قیس ۲۸۰۰

// زرارہ الانصاری ۲۸۰۱

// (ز) زر بن جابر ۲۸۰۲

۲۸۳ زر بن عبد اللہ ۲۸۰۳

// زرعه بن خلیفہ الیمامی ۲۸۰۴

// زرعه بن ضمیرہ العامری ۲۸۰۵

۲۸۴ (ز) زرعه بن عامر ۲۸۰۶

// زرعه الشقری ۲۸۰۷

// (ز) زرین ۲۸۰۸

باب زاء کے بعد عین اور فاء

// (ز) زعبہ بن ہشام الجہنی ۲۸۰۹

// زمر بن حوثان ۲۸۱۰

// (ز) زفر بن زرعه ۲۸۱۱

// زفر بن یزید ۲۸۱۲

باب زاء کے بعد کاف

// (ز) زکرة بن عبد اللہ (بے نسبت) ۲۸۱۳

باب زاء کے بعد لام، میم

۲۸۵ (ز) زُعب الجنی ۲۸۱۴

// (ز) زمعه بن ابی خلیف الجمحي ۲۸۱۵

// (ز) زمعه بن اسود ۲۸۱۶

// (ز) زمَل بن عمرو ۲۸۱۷

باب زاء کے بعد نون

۲۸۶ زَباع بن سلامہ ۲۸۱۸

۲۸۷ (ز) زَنْکَل (بے نسبت) ۲۸۱۹

// (ز) زَنیم (بے نسبت) ۲۸۲۰

۲۸۸ زَنیم (دوسرے) ۲۸۲۱

- ۲۸۶۲ زياد (الاغتر کے والد) //
- ۲۸۶۳ زياد مولا سعد بن ابی وقاص //
- زيد نامی حضرات**
- ۲۸۶۴ زيد بن ارقم //
- ۳۰۱ زيد بن الازور الاسدی //
- ۲۸۶۶ زيد بن اساف //
- ۲۸۶۷ زيد بن اسلم //
- ۲۸۶۸ (ز) زيد بن أسيد //
- ۲۸۶۹ زيد بن ابی اوفی //
- ۳۰۲ (ز) زيد بن بولا (مولا رسول اللہ ﷺ) //
- ۲۸۸۱ زيد بن ثابت (کاتب قرآن) //
- ۳۰۳ (ز) زيد بن ثابت (دوسرے) //
- ۲۸۸۲ زيد بن ثعلبه //
- ۲۸۸۳ زيد بن جاريه //
- ۲۸۸۵ (ز) زيد بن جاريه //
- ۲۸۸۶ زيد بن جاريه (دوسرے) //
- ۳۰۵ (ز) زيد بن جبير الجهني //
- ۲۸۸۸ زيد بن الجلاس //
- ۲۸۸۹ زيد بن الحارث //
- ۲۸۹۰ (ز) زيد بن الحارث //
- ۲۸۹۱ زيد بن حارثه //
- ۳۰۸ (ز) زيد بن حاطب //
- ۲۸۹۳ (ز) زيد بن الحر العبسي //
- ۲۸۹۴ (ز) زيد بن حصن //
- ۲۸۹۵ زيد بن خارجه //
- ۳۰۹ زيد بن خالد الجهني //
- ۲۸۹۶ زيد بن خريم //
- ۲۸۹۸ زيد بن خطاب //

- ۲۸۴۷ زهير الثقفي //
- باب زاء کے بعد واؤ**
- ۲۸۴۸ زوبعة الجنبي //
- باب زاء کے بعد ياء**
- زيد نامی حضرات**
- ۲۸۴۹ زيد بن الاخرس ۲۹۵
- ۲۸۵۰ زيد بن الجلاس //
- ۲۸۵۱ زيد بن الحارث الصدائي //
- ۲۸۵۲ زيد بن حدره ۲۹۶
- ۲۸۵۳ زيد بن حنظله التميمي //
- ۲۸۵۴ زيد بن سبره اليعمرى //
- ۲۸۵۵ زيد بن السكن //
- ۲۸۵۶ زيد بن طارق ۲۹۷
- ۲۸۵۷ زيد بن عبدالله //
- ۲۸۵۸ زيد بن عبدالله انصاري //
- ۲۸۵۹ (ز) زيد بن عمار //
- ۲۸۶۰ زيد بن عمرو //
- ۲۸۶۱ (ز) زيد بن عياض ۲۹۸
- ۲۸۶۲ زيد بن عياض الاشعري //
- ۲۸۶۳ (ز) زيد بن ابی الفرد انصاري //
- ۲۸۶۴ زيد بن كعب //
- ۲۸۶۵ زيد بن لبيد //
- ۲۸۶۶ زيد بن مطرف ۲۹۹
- ۲۸۶۷ زيد بن نعيم الحضرمي //
- ۲۸۶۸ زيد بن نعيم الفهري //
- ۲۸۶۹ زيد الالهاني //
- ۲۸۷۰ زيد الباهلي //
- ۲۸۷۱ زيد الغفاري ۳۰۰

- ۲۸۹۹ // زید بن الدثنه
- ۲۹۰۰ (ز) زید بن ربیعہ ۳۱۰
- ۲۹۰۱ // زید بن رقیس
- ۲۹۰۲ // (ز) زید بن زمعه
- ۲۹۰۳ // (ز) زید بن ابی زهیر انصاری
- ۲۹۰۴ // زید بن سراقه
- ۲۹۰۵ // زید بن سعنہ
- ۲۹۰۶ // زید بن سهل ۳۱۱
- ۲۹۰۷ // زید بن شراحیل انصاری ۳۱۲
- ۲۹۰۸ // زید بن شبیه ۳۱۳
- ۲۹۰۹ // زید بن الصامت
- ۲۹۱۰ // زید بن صُحار العبدي
- ۲۹۱۱ // زید بن صُوحان
- ۲۹۱۲ // زید بن عاصم
- ۲۹۱۳ // زید بن عامر الثقفي
- ۲۹۱۴ // زید بن عائش المرّي ۳۱۴
- ۲۹۱۵ // (ز) زید بن عَبَّس الزُرَيْدِي
- ۲۹۱۶ // زید بن عبدالله انصاری
- ۲۹۱۷ // زید بن عبدالله انصاری
- ۲۹۱۸ // (ز) زید بن عبدالله انصاری
- ۲۹۱۹ // (ز) زید بن عبدره
- ۲۹۲۰ // (ز) زید بن عبدالمنذر ۳۱۵
- ۲۹۲۱ // (ز) زید بن عبید بن عمرو الصُبَیعی
- ۲۹۲۲ // زید بن عبید
- ۲۹۲۳ // زید بن عمرو
- ۲۹۲۴ // زید بن عمرو بن نُفیل العدوی
- ۲۹۲۵ // زید بن عمیر الکندي ۳۱۷
- ۲۹۲۶ // زید بن عمیر العبدي
- ۲۹۲۷ // (ز) زید بن غنم اللخمي
- ۲۹۲۸ // (ز) زید بن قنقد ۳۱۸
- ۲۹۲۹ // زید بن قیس
- ۲۹۳۰ // زید بن کعب
- ۲۹۳۱ // زید بن کعب البهزی
- ۲۹۳۲ // زید بن لیید
- ۲۹۳۳ // زید بن لُصیت ۳۱۹
- ۲۹۳۴ // (ز) زید بن لوذان انصاری
- ۲۹۳۵ // زید بن مربع
- ۲۹۳۶ // زید بن المُرین
- ۲۹۳۷ // (ز) زید بن معاذ انصاری اوسی ۳۲۰
- ۲۹۳۸ // زید بن معاویه النَمِیرِي
- ۲۹۳۹ // (ز) زید بن المعلی الانصاری
- ۲۹۴۰ // زید بن ملحان
- ۲۹۴۱ // (ز) زید بن المهاجر
- ۲۹۴۲ // زید الخیل بن مهلهل
- ۲۹۴۳ // زید بن ودیعة ۳۲۲
- ۲۹۴۴ // زید بن یساف
- ۲۹۴۵ // زید الثقفي
- ۲۹۴۶ // زید ابو حسن انصاری
- ۲۹۴۷ // (ز) زید الديلمي
- ۲۹۴۸ // زید
- ۲۹۴۹ // (ز) زید ابو عبدالله ۳۲۳
- ۲۹۵۰ // زید
- ۲۹۵۱ // (ز) زید العبدي (بے نسبت)
- ۲۹۵۲ // زید العجلانی ۳۲۴
- ۲۹۵۳ // (ز) زید العقیلی
- ۲۹۵۴ // زید ابو یسار

- ۲۹۵۷ (ز) زرعۃ السیبانی //
- ۳۳۰ ۲۹۵۸ (ز) زُرَيْب (تصغیر ہے) بن ثُرُمَلَا //
- باب زاء کے بعد قاء**
- ۲۹۵۹ (ز) زفر بن یزید بن حذیفہ اسدی //
- باب زاء کے بعد میم**
- ۲۹۶۰ (ز) زَمَان بن عَمَّار الفَزَارِي //
- ۲۹۶۱ (ز) زَمِيل بن اَبِيْر //
- باب زاء کے بعد ہاء**
- ۳۳۱ ۲۹۶۲ (ز) زهرة بن حَمِيْضَة //
- ۲۹۶۳ (ز) زهير بن حرام الهدلی //
- ۲۹۶۴ (ز) زهير بن خيشمة //
- ۲۹۶۵ (ز) زهير بن قيس بن مشجعة الجعفی //
- ۲۹۶۶ (ز) زُهَيْر بن المَعْقَل //
- باب زاء کے بعد یاء**
- ۲۹۶۷ (ز) زياد بن الاشهب بن وَرْد اَدَد //
- ۳۳۲ ۲۹۶۸ (ز) زياد بن جزء بن مخارق الزبيدي //
- ۲۹۶۹ (ز) زياد بن اييه //
- ۳۳۳ ۲۹۷۰ (ز) زياد بن حُدَيْر (تصغیر ہے) الاسدی //
- ۲۹۷۱ (ز) زياد بن عبد الله العطفانی //
- ۳۳۴ ۲۹۷۲ (ز) زياد بن عياض الاشعري //
- ۲۹۷۳ (ز) زياده بن فائد اللخمي //
- ۲۹۷۴ (ز) زياد بن النضر //
- ۳۳۵ ۲۹۷۵ (ز) زياد بن هوذة //
- ۲۹۷۶ (ز) زياد مولا آل دُرَّاج //
- ۲۹۷۷ (ز) زيادة بن جهور اللخمي //
- ۲۹۷۸ (ز) زياد بن حيلة //
- ۳۳۶ ۲۹۷۹ (ز) زيد بن صرحان //
- ۳۳۷ ۲۹۸۰ (ز) زيد بن عمرو //

- ۲۹۵۵ (ز) زيد (بے نسبت) //
- ۲۹۵۶ (ز) زيد (دوسرے بے نسبت) //
- ۲۹۵۷ (ز) زيد (یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا) //
- القسم الثانی از حرف زاء**
- باب زاء کے بعد قاء**
- ۲۹۵۸ (ز) زفر بن اوس ۳۲۵ //
- باب زاء کے بعد یاء**
- ۲۹۵۹ (ز) زيد بن زيد //
- ۲۹۶۰ (ز) زيد بن عمر بن خطاب قرشی عدوی ... //
- ۲۹۶۱ (ز) زييد بن الصلت (تصغیر) //
- قسم الثالث از حرف زاء**
- باب زاء کے بعد یاء**
- ۲۹۶۲ (ز) زَبَاب بن رُمَيْلَة ۳۲۶ //
- ۲۹۶۳ (ز) زَبَان بن الاصبع //
- ۲۹۶۴ (ز) زَبِيد الاعور بن جَيْفَر //
- ۲۹۶۵ (ز) زبيد بن عبد الخولانی //
- ۲۹۶۶ (ز) زبير بن الاشتم الاسدی //
- باب زاء کے بعد حاء**
- ۲۹۶۷ (ز) زحر بن قيس ۳۲۷ //
- باب زاء کے بعد راء**
- ۲۹۶۸ (ز) زرارة بن هوذة //
- ۲۹۶۹ (ز) زرارة بن عمرو //
- ۲۹۷۰ (ز) زرارة بن المخبل السعدی //
- ۲۹۷۱ (ز) زرارة بن جزء //
- ۲۹۷۲ (ز) زَرَّب بن جَبِيْش (ح ب ی ش) ۳۲۸ //
- ۲۹۷۳ (ز) زرعۃ بن سيف ۳۲۹ //
- ۲۹۷۴ (ز) زرعۃ بن عريب //
- ۲۹۷۵ (ز) زرعۃ بن ابی عقبۃ الحمیری //

- ۳۰۲۱ زید بن ثعلبہ //
- ۳۰۲۲ زید بن ابی حزامہ //
- ۳۰۲۳ زید بن ربیعہ الاسدی //
- ۳۰۲۴ زید بن سلمہ ۳۳۳ //
- ۳۰۲۵ زید بن طلحہ بن رکانہ //
- ۳۰۲۶ (ز) زید بن طلحہ التمیمی //
- ۳۰۲۶ زید بن عمرو //
- ۳۰۲۸ زید بن کعب //
- ۳۰۲۹ زید بن کعب //
- ۳۰۳۰ زید بن مالک //
- ۳۰۳۱ (ز) زید بن المرّس ۳۳۵ //
- ۳۰۳۲ زید بن وہب الجہنی //

حرف سین

قسم اول از حرف سین باب سین کے بعد الف

- ۳۰۳۳ سابط بن ابی حمیضہ ۳۳۶ //
- ۳۰۳۴ ساریہ بن اوفی المزنی //
- ۳۰۳۵ ساریہ بن زئیم //
- ۳۰۳۶ (ز) ساعدہ بن محصن ۳۳۸ //
- ۳۰۳۷ ساعدہ //
- ۳۰۳۸ ساعدہ تمیمی عنبری //
- ۳۰۳۹ ساعدہ الہذلی ۳۳۹ //
- ۳۰۴۰ سالف بن عثمان //
- ۳۰۴۱ (ز) سالم بن ثیبہ //
- ۳۰۴۲ سالم بن حرملة //
- ۳۰۴۳ (ز) سالم بن حمیر العبدی ۳۵۰ //

سالم نامی حضرات کا تذکرہ

- ۳۰۰۰ زید بن کعب //
- ۳۰۰۱ زید بن مالک //
- ۳۰۰۲ زید بن وہب ۳۳۸ //
- قسم الرابع از حرف زاء
باب زاء کے بعد باء
- ۳۰۰۳ (ز) زبیر بن عبدالرحمن //
- باب زاء کے بعد راء
- ۳۰۰۴ زرارہ بن کریم //
- ۳۰۰۵ (ز) زرارہ (اسعد کے والد) ۳۳۹ //
- باب زاء کے بعد عین
- ۳۰۰۶ زعبل //
- باب زاء کے بعد کاف
- ۳۰۰۷ زکریا بن علقمة الخزاعی //
- باب زاء کے بعد ہاء
- ۳۰۰۸ زہیر بن الاقمر //
- ۳۰۰۹ زہیر بن ابی جبّل ۳۳۰ //
- ۳۰۱۰ زہیر بن رهم القضاعی المہری //
- ۳۰۱۱ زہیر الانماری شامی //
- باب زاء کے بعد یاء
- ۳۰۱۲ زیاد ابوالاغرّ النہشلی ۳۳۱ //
- ۳۰۱۳ زیاد بن جاریہ تمیمی //
- ۳۰۱۴ زیاد بن جهور ۳۳۲ //
- ۳۰۱۵ (ز) زیاد بن سعد //
- ۳۰۱۶ (ز) زیاد بن ابی ہند //
- ۳۰۱۷ زیاد السہمی //
- ۳۰۱۸ (ز) زیاد مولا معقب //
- ۳۰۱۹ زید بن ارطاة العامری //
- ۳۰۲۰ زید بن اسحاق انصاری ۳۳۳ //

- ۳۶۱ // السائب بن عوام ۳۰۶۱
 ۳۶۱ (ز) السائب بن قيس السهمي ۳۰۶۲
 // السائب بن مظعون الجمحي ۳۰۶۳
 // السائب بن نميلة ۳۰۶۴
 // السائب بن ابي وداعه ۳۰۶۵
 // السائب الغفاري ۳۰۶۶
 ۳۶۲ (ز) السائب الثقفي ۳۰۶۷
 // السائب بن يزيد ۳۰۶۸

باب سین کے بعد یاء

- ۳۶۳ سباع بن ثابت الزهري ۳۰۶۹
 // سباع بن زيد ۳۰۸۰
 // سباع بن عرفطه ۳۰۸۱
 ۳۶۳ سبره بن ابي سبره ۳۰۸۲
 // (ز) سبزه بن عمرو ۳۰۸۳
 // (ز) سبره بن عمرو تميمي ۳۰۸۴
 // (ز) سبره بن عوسجه ۳۰۸۵
 // سبره ۳۰۸۶
 ۳۶۵ سبره بن الفاكه ۳۰۸۷
 // سبره بن معبد ۳۰۸۸
 // (ز) سبره بن يزيد ۳۰۸۹
 ۳۶۶ سبيع بن حاطب ۳۰۹۰
 // سبيع بن قيس ۳۰۹۱
 // (ز) سبيع بن نصر المزني ۳۰۹۲
 // (ز) سبيق ۳۰۹۳

باب سین کے بعد جیم

- // سجار ۳۰۹۴
 ۳۶۷ سجل (نبي ﷺ کے کاتب) ۳۰۹۵
 باب سین کے بعد حاء
 // سحيم (تصغير ہے) ۳۰۹۶

- ۳۰۴۴ (ز) سالم بن رافع الخزاعي ۳۰۴۴
 // (ز) سالم بن عبدالله ۳۰۴۵
 // سالم بن عبید الاشجعي ۳۰۴۶
 // سالم بن عمير ۳۰۴۷
 ۳۵۱ (ز) سالم بن عمير الواقفي ۳۰۴۸
 // سالم بن عوف انصاري ۳۰۴۹
 // (ز) سالم بن عوف بن مالك الاشجعي ۳۰۵۰
 ۳۵۲ سالم بن وابصه الاسدي ۳۰۵۱
 // سالم الحجّام ۳۰۵۲
 // سالم مولا ابو حذيفه ۳۰۵۳
 ۳۵۳ سالم مولا رسول الله ۳۰۵۴
 ۳۵۵ (ز) سالم (بے نسبت) ۳۰۵۵
 // سالم العدوي ۳۰۵۶

السائب نامی حضرات

- // السائب بن الاقرع ۳۰۵۷
 ۳۵۶ (ز) السائب بن الحارث ۳۰۵۸
 // السائب بن حارث ۳۰۵۹
 // السائب بن ابي حبيش ۳۰۶۰
 ۳۵۷ السائب بن حزن ۳۰۶۱
 // سائب بن خباب ۳۰۶۲
 ۳۵۸ السائب بن خلاد ۳۰۶۳
 // السائب بن خلاد الجهني ۳۰۶۴
 // السائب بن سويد مدني ۳۰۶۵
 // السائب بن ابي السائب ۳۰۶۶
 ۳۵۹ السائب بن عبدالله المخزومي ۳۰۶۷
 // السائب بن عبید ۳۰۶۸
 ۳۶۰ السائب بن عثمان ۳۰۶۹
 // السائب بن عمير القاري ۳۰۷۰

- ۳۱۲۲ (ز) سُرْقُوْحَه (بے نسبت) //
- ۳۱۲۳ سُرْق //
- ۳۲۵ سُرْق (دوسرے) //
- ۳۱۲۵ سریع بن الحکم السعدی //
- باب سین کے بعدین - سعد نامی حضرات**
- ۳۱۲۶ سعد بن الاخرمی الطائی //
- ۳۲۶ سعد بن اسحاق //
- ۳۱۲۸ سعد بن اسعد //
- ۳۱۲۹ سعد بن الاطول (درازقد) //
- ۳۱۳۰ سعد بن ایاس //
- ۳۲۷ سعد بن بجیر //
- ۳۱۳۲ سعد بن تمیم السکونی //
- ۳۲۸ سعد بن جناده العوفی //
- ۳۱۳۳ سعد بن جاریہ //
- ۳۱۳۵ سعد بن حبثہ //
- ۳۱۳۶ سَعْدُ بن ابی جُنْدُب //
- ۳۱۳۷ سعد بن حارث //
- ۳۱۳۸ سعد بن حبان //
- ۳۱۳۹ سعد بن حبثہ //
- ۳۱۴۰ سعد بن جَمَاز //
- ۳۲۹ سعد بن حرّہ //
- ۳۱۴۱ سعد بن حنظلہ بن یسار //
- ۳۱۴۲ سعد بن الحنظلیہ //
- ۳۱۴۳ سعد بن خارجہ //
- ۳۸۰ سعد بن خلیفہ //
- ۳۱۴۶ سعد بن خولہ //
- ۳۱۴۷ سعد بن خولی الکلبی //
- ۳۸۱ سعد بن خولی (دوسرے) //

- ۳۰۹۷ سعیم (دوسرے) (بے نسبت) ۳۶۸
- ۳۰۹۸ (ز) سعیم //
- باب سین کے بعداء**
- ۳۰۹۹ سَخْبَرَة الازدی //
- ۳۱۰۰ سخبرہ بن عبیدہ الاسدی //
- ۳۱۰۱ سُخْرُور //
- باب سین کے بعدراء**
- ۳۱۰۲ (ز) سِرَاج بن قَرَة ۳۶۹
- ۳۱۰۳ سِرَاج بن مُجَاعَة //
- ۳۱۰۴ سِرَاج التمیمی ۳۷۰
- (ز) سِرَار بن ربیع ۳۱۰۵ //
- سراقہ نامی حضرات کا تذکرہ**
- ۳۱۰۶ سراقہ بن جعشم ۳۷۱
- (ز) سراقہ بن حارث ۳۱۰۷ //
- ۳۱۰۸ سراقہ بن الحارث //
- ۳۱۰۹ سراقہ بن الحباب //
- ۳۱۱۰ سراقہ بن سراقہ //
- ۳۱۱۱ سراقہ بن عمرو بن زید //
- ۳۱۱۲ سراقہ بن عمرو بن عَطِیَّہ //
- ۳۱۱۳ سراقہ بن عمرو ۳۷۲
- ۳۱۱۴ سُرَاقَہ بن عُمَیر //
- ۳۱۱۵ سراقہ بن کعب //
- ۳۱۱۶ سراقہ بن مالک //
- (ز) سراقہ بن مالک انصاری ۳۷۳
- (ز) سراقہ بن مرداس السلمی ۳۱۱۸ //
- ۳۱۱۹ سُرَاقَہ بن المُعْتَمِر ۳۷۴
- ۳۱۲۰ سِرْحَان //
- ۳۱۲۱ سَرْع //

- ۳۱۷۷ سعد بن عبيد //
- ۳۹۰ سعد بن عثمان ۳۱۷۸ //
- (ز) سعد بن عدی ۳۱۷۹ //
- (ز) سعد بن عقیب ۳۱۸۰ //
- (ز) سعد بن عماره الثعلبی ۳۱۸۱ //
- ۳۹۱ سعد بن عماره ۳۱۸۲ //
- سعد بن عماره ۳۱۸۳ //
- سعد بن عمرو ۳۱۸۴ //
- (ز) سعد بن عمرو بن حرام ۳۱۸۵ //
- سعد بن عمرو بن عبید ۳۱۸۶ //
- سعد بن عمرو انصاری ۳۱۸۷ //
- (ز) سعد بن عمرو ۳۱۸۸ ۳۹۲ //
- سعد بن عمیر ۳۱۸۹ //
- سعد بن الفاكه ۳۱۹۰ //
- سعد بن قرحاء ۳۱۹۱ //
- سعد بن قیس العنزی ۳۱۹۲ //
- (ز) سعد بن مالك ۳۱۹۳ //
- سعد بن مالك العذری ۳۱۹۴ ۳۹۳ //
- سعد بن مالك بن اهب ۳۱۹۵ //
- سعد بن مالك ۳۱۹۶ ۳۹۵ //
- سعد بن مالك بن سنان ۳۱۹۷ //
- سعد بن محمد ۳۱۹۸ ۳۹۶ //
- سعد بن مُحَيَّصَة ۳۱۹۹ ۳۹۷ //
- (ز) سعد بن المذحاس ۳۲۰۰ //
- سعد بن مسعود انصاری ۳۲۰۱ //
- سعد بن مسعود الكندی ۳۲۰۲ ۳۹۸ //
- سعد بن مسعود ثقفی ۳۲۰۳ //
- سعد بن مسعود ۳۲۰۴ ۳۹۹ //

- سعد بن خيشمه ۳۱۷۹ //
- (ز) سعد بن خيشمه السالمی ۳۱۸۰ ۳۸۲ //
- سعد بن ابی ذباب الدوسی ۳۱۸۱ //
- سعد بن ذؤیب ۳۱۸۲ //
- سعد بن ابی رافع ۳۱۸۳ ۳۸۳ //
- سعد بن الربیع ۳۱۸۴ //
- سعد بن الربیع ۳۱۸۵ ۳۸۴ //
- (ز) سعد بن زرارہ انصاری ۳۱۸۶ //
- سعد بن زید ۳۱۸۷ ۳۸۵ //
- (ز) سعد بن زید بن الفاكه ۳۱۸۸ //
- سعد بن زید ۳۱۸۹ //
- سعد بن زید انصاری ۳۱۹۰ //
- (ز) سعد بن زید ۳۱۹۱ ۳۸۶ //
- سعد بن سعد الساعدی ۳۱۹۲ //
- سعد بن ابی سعد ۳۱۹۳ //
- (ز) سعد بن سعید ۳۱۹۴ //
- (ز) سعد بن سفیان بن مالك ۳۱۹۵ //
- سعد بن سلامه ۳۱۹۶ //
- سعد بن سويد ۳۱۹۷ //
- سعد بن سهل ۳۱۹۸ ۳۸۷ //
- سعد بن ضَمِيرَه ۳۱۹۹ //
- (ز) سعد بن طریف ۳۲۰۰ //
- سعد بن عامر ۳۲۰۱ //
- سعد بن عائذ ۳۲۰۲ //
- سعد بن عباد ۳۲۰۳ ۳۸۸ //
- سعد بن عبادہ ۳۲۰۴ //
- سعد بن عبد الله ۳۲۰۵ ۳۸۹ //
- (ز) سعد بن عبد قیس ۳۲۰۶ //

- ۳۲۳۳ سعد ظفري //
- ۳۲۳۴ سعد مولا عتبه بن غزوان //
- ۳۲۳۵ سعد العرجي //
- ۳۰۶ ۳۲۳۶ سعد مولا عمرو بن العاصي //
- ۳۲۳۷ سعد مولا قدامة بن مظعون //
- ۳۲۳۸ (ز) سعد الكندي //
- ۳۲۳۹ (ز) سعد ابو الحارث //
- ۳۲۴۰ (ز) سعد (بے نسبت) //
- ۳۲۴۱ سعد (بے نسبت) //
- ۳۰۷ ۳۲۴۲ (ز) سعد //
- ۳۲۴۳ (ز) سعد (بے نسبت) //
- ۳۲۴۴ سعدی //
- ۳۲۴۵ سَعْر دُنَلِي //
- ۳۰۸ ۳۲۴۶ (ز) سَعْنَة //

سعد نامی حضرات

- ۳۰۹ ۳۲۴۷ سعید بن بَجِير الجهنی //
- ۳۲۴۸ (ز) سعید بن ثَجِير //
- ۳۱۰ ۳۲۴۹ سعد بن البختری //
- ۳۲۵۰ سعید بن ثابت //
- ۳۲۵۱ سعید بن حارث //
- ۳۲۵۲ سعید بن حارث //
- ۳۱۱ ۳۲۵۳ سعید بن حاطب //
- ۳۲۵۴ سعید بن حرث //
- ۳۲۵۵ سعید بن خالد //
- ۳۲۵۶ سعید بن ابی راشد //
- ۳۱۲ ۳۲۵۷ سعید بن حَيوة //
- ۳۲۵۸ سعید بن الربیع //
- ۳۲۵۹ سعید بن ربیعة الثقفی //

- ۳۲۰۵ سعد بن معاذ //
- ۳۲۰۶ (ز) سعد بن معاذ الانصاری (دوسرے) ۳۰۰ //
- ۳۲۰۷ (ز) سعد بن معاذ یا معاذ بن سعد //
- ۳۲۰۸ سعد بن المنذر الانصاری //
- ۳۲۰۹ سعد بن المنذر الساعدی ۳۰۱ //
- ۳۲۱۰ سعد بن النعمان //
- ۳۲۱۱ سعد بن النعمان ۳۰۲ //
- ۳۲۱۲ سعد بن هلال //
- ۳۲۱۳ سعد بن وائل //
- ۳۲۱۴ سعد بن ابی وقاص //
- ۳۲۱۵ سعد بن وهب الجُهَنِي //
- ۳۲۱۶ سعد بن وهب النضیري //
- ۳۲۱۷ سعد بن يزيد بن الفاكه //
- ۳۲۱۸ (ز) سعد الاسود السلمی ثم الذکوانی //
- ۳۲۱۹ سعد الاسلمی ۳۰۳ //
- ۳۲۲۰ (ز) سعد الاحمسی //
- ۳۲۲۱ سعد مولا ابی بکر الصديق //
- ۳۲۲۲ (ز) سعد الانصاری //
- ۳۲۲۳ (ز) سعد الانصاری //
- ۳۲۲۴ (ز) سعد مولا اوس بن حجر //
- ۳۲۲۵ (ز) سعد مولا ثابت بن قيس الانصاری ... //
- ۳۲۲۶ سعد الجُهَنِي //
- ۳۲۲۷ سعد مولا حاطب بن ابی بلتعہ //
- ۳۲۲۸ سعد مولا حاطب (دوسرے) ۳۰۴ //
- ۳۲۲۹ (ز) سعد الخیر //
- ۳۲۳۰ سعد الدوسی //
- ۳۲۳۱ سعد (مولا رسول اللہ ﷺ) //
- ۳۲۳۲ سعد والد زيد (بے نسبت) ۳۰۵ //

- ۳۲۱ سعید بن قیس ۳۲۶۰ //
- ۳۲۲ سعید بن زید بن سعد اشہلی ۳۲۶۱
- ۳۲۳ سعید بن زید ۳۲۶۲ //
- ۳۲۴ سعید بن سعد ۳۲۶۳
- ۳۲۵ سعید بن سعید ۳۲۶۴ //
- ۳۲۶ سعید بن سفیان الرّ علیّی ۳۲۶۵ //
- ۳۲۷ سعید بن سوید ۳۲۶۶ //
- ۳۲۸ سعید بن سہیل ۳۲۶۷
- ۳۲۹ سعید بن شراحیل ۳۲۶۸ //
- ۳۳۰ سعید بن العاص ۳۲۶۹ //
- ۳۳۱ سعید بن عاص ۳۲۷۰
- ۳۳۲ سعید بن عامر ۳۲۷۱
- ۳۳۳ سعید بن عامر ۳۲۷۲
- ۳۳۴ سعید بن عبد قیس ۳۲۷۳ //
- ۳۳۵ (ز) سعید بن عیید ۳۲۷۴ //
- ۳۳۶ (ز) سعید بن عیید بن نعمان ۳۲۷۵
- ۳۳۷ (ز) سعید بن عتاب ۳۲۷۶ //
- ۳۳۸ سعید بن عثمان انصاری ۳۲۷۷ //
- ۳۳۹ (ز) سعید بن عدی الانصاری ۳۲۷۸ //
- ۳۴۰ (ز) سعید بن عمارہ ۳۲۷۹ //
- ۳۴۱ سعید بن عمرو التیمی ۳۲۸۰ //
- ۳۴۲ سعید بن عمرو بن غزّیہ انصاری ۳۲۸۱
- ۳۴۳ سعید بن عمرو الکندی ۳۲۸۲ //
- ۳۴۴ (ز) سعید بن عمرو العیذیّ المحاربیّی ۳۲۸۳ //
- ۳۴۵ (ز) سعید بن عمرو ۳۲۸۴ //
- ۳۴۶ سعید بن القشب الازدی ۳۲۸۵ //
- ۳۴۷ سعید بن قیس ۳۲۸۶ //
- ۳۴۸ (ز) سعید بن مرّہ العجلیّی ۳۲۸۷ //
- ۳۲۸ (ز) سعید بن مقرّن المزنی ۳۲۸۸
- ۳۲۹ سعید بن المنذر ۳۲۸۹ //
- ۳۳۰ سعید بن مینا (مولا رسول اللہ ﷺ) ۳۲۹۰ //
- ۳۳۱ سعید بن نوفل ۳۲۹۱ //
- ۳۳۲ سعید بن یربوع ۳۲۹۲ //
- ۳۳۳ سعید بن یزید الازدی ۳۲۹۳
- ۳۳۴ (ز) سعید بن یزید البلوی ۳۲۹۴
- ۳۳۵ (ز) سعید بن فلان ۳۲۹۵
- ۳۳۶ سعید ۳۲۹۶ //
- ۳۳۷ (ز) سعید الشامی ۳۲۹۷ //
- ۳۳۸ سعید (تصغیر) ۳۲۹۸
- ۳۳۹ (ز) سعیر (تصغیر) ۳۲۹۹ //
- ۳۴۰ سعیر بن سوادۃ العامری ۳۳۰۰ //
- ۳۴۱ سعیر بن العداء الفرعی ۳۳۰۱ //
- ۳۴۲ (ز) سعّیہ ۳۳۰۲ //
- ۳۴۳ سفّعة الغافقی ۳۳۰۳ //
- باب سین کے بعدفاء**
- ۳۴۴ سفیان بن آسد ۳۳۰۴ //
- ۳۴۵ (ز) سفیان بن امّیہ ۳۳۰۵
- ۳۴۶ سفیان بن بشر ۳۳۰۶ //
- ۳۴۷ سفیان بن ثابت الانصاری ۳۳۰۷ //
- ۳۴۸ سفیان بن حاطب ۳۳۰۸ //
- ۳۴۹ سفیان بن الحکم الثقفی ۳۳۰۹ //
- ۳۵۰ سفیان بن خولی ۳۳۱۰ //
- ۳۵۱ سفیان بن ابی زہیر ازدی ۳۳۱۱ //
- ۳۵۲ سفیان بن زید ۳۳۱۲
- ۳۵۳ سفیان بن زیاد الحمصیّی ۳۳۱۳ //
- ۳۵۴ سفیان بن سهل ۳۳۱۴ //

باب سین کے بعد لام

- ۳۳۱ سلام (تشدید کے بغیر)
 ۳۳۲ سلام (تشدید سے)
 ۳۳۳ (ز) سلام بن قیس الحضرمی
 ۳۳۴ سلامہ بن سالم الثعلبی
 ۳۳۵ (ز) سلامہ بن عبد اللہ
 ۳۳۶ سلامہ بن عمیر الاسلمی
 ۳۳۷ سلامہ بن قیصر
 ۳۳۸ (ز) سلامة العذری
 ۳۳۹ (ز) سلم بن سب
 ۳۴۰ (ز) سلم بن سمی
 ۳۴۱ سلکان بن سلامہ
 ۳۴۲ سلکان بن مالک
 ۳۴۳ سلمان بن ثمامہ
 ۳۴۴ سلمان بن خالد الخزاعی
 ۳۴۵ سلمان بن ربیعہ
 ۳۴۶ سلمان بن صخر البیاض
 ۳۴۷ سلمان بن عامر
 ۳۴۸ سلمان ابو عبد اللہ الفارسی
 ۳۴۹ سلمہ بن الادرع
 ۳۵۰ (ز) سلمہ بن الازرق
 ۳۵۱ سلمہ بن اسلم
 ۳۵۲ سلمہ بن الاسود
 ۳۵۳ سلمہ بن الاکوع
 ۳۵۴ سلمہ بن امیہ
 ۳۵۵ سلمہ بن امیہ
 ۳۵۶ سلمہ بن یدیل
 ۳۵۷ سلمہ بن یدیل

- ۳۳۵ سفیان بن صہابہ المہری
 ۳۳۶ سفیان بن عبد اللہ
 ۳۳۷ سفیان بن عبدالاسد المخزومی
 ۳۳۸ (ز) سفیان بن عبد شمس
 ۳۳۹ (ز) سفیان بن العدیل
 ۳۴۰ (ز) سفیان بن ابی عزه الجذامی
 ۳۴۱ سفیان بن عطیہ
 ۳۴۲ سفیان بن عمیر بن وہب النضری
 ۳۴۳ سفیان بن ابی العوجاء الثقفی
 ۳۴۴ (ز) سفیان بن عوف الاسلمی
 ۳۴۵ سفیان بن القرد
 ۳۴۶ (ز) سفیان بن قیس
 ۳۴۷ سفیان بن قیس بن ابان ثقفی
 ۳۴۸ (ز) سفیان بن قیس الثعلبی
 ۳۴۹ سفیان
 ۳۵۰ سفیان بن معمر
 ۳۵۱ سفیان بن نسر
 ۳۵۲ سفیان بن ہمام
 ۳۵۳ سفیان بن وہب الخولانی
 ۳۵۴ سفیان بن یزید
 ۳۵۵ (ز) سفیان الہذلی
 ۳۵۶ (ز) سفینہ

باب سین کے بعد کاف

- ۳۵۷ سگیہ بن الحارث الاسلمی
 ۳۵۸ السكران بن عمرو
 ۳۵۹ (ز) السکن
 ۳۶۰ السکین الضمری

- ۳۳۶ سلمه بن ثابت ۳۳۶
- ۳۳۷ سلمه بن حارث ۳۳۷
- ۳۳۸ سلمه بن حارثہ ۳۳۸
- ۳۳۹ سلمه بن حارثہ اسلمی ۳۳۹
- ۳۴۰ سلمه بن حاطب ۳۴۰
- ۳۴۱ سلمه بن حبیش ۳۴۱
- ۳۴۲ سلمه بن الخطل الكنانی ثم العرجی ۳۴۲
- ۳۴۳ (ز) سلمه بن الجسمان ۳۴۳
- ۳۴۴ (ز) سلمه بن ذکوان ۳۴۴
- ۳۴۵ (ز) سلمه بن ربیده ۳۴۵
- ۳۴۶ سلمه بن ربیعہ العذری ۳۴۶
- ۳۴۷ سلمه بن زھیر ۳۴۷
- ۳۴۸ سلمه بن سُحَیم الأسدی ۳۴۸
- ۳۴۹ سلمه بن سعد بن صُرَیم العنزى ۳۴۹
- ۳۵۰ سلمه بن سلام الإسرائیلی ۳۵۰
- ۳۵۱ سلمه بن سلامہ ۳۵۱
- ۳۵۲ سلمه بن سلام الثعلبی ۳۵۲
- ۳۵۳ سلمه بن أبوسلمه بن عیدالأسد ۳۵۳
- ۳۵۴ سلمه بن ابی سلمه ۳۵۴
- ۳۵۵ سلمه بن ابی سلمه الهذلی ۳۵۵
- ۳۵۶ سلمه بن صخر ۳۵۶
- ۳۵۷ سلمه بن صخر ۳۵۷
- ۳۵۸ سلمه بن عراده ۳۵۸
- ۳۵۹ سلمه بن عمرو ۳۵۹
- ۳۶۰ (ز) سلمه بن عیاد ۳۶۰
- ۳۶۱ سلمه بن عیاض الاسدی ۳۶۱
- ۳۶۲ سلمه بن قیس الاشجعی الغطفانی ۳۶۲
- ۳۶۳ سلمه بن قیصر ۳۶۳
- ۳۳۵ سلمه بن مالک سلمی ۳۳۵
- ۳۳۶ سلمه بن المحبِق الهذلی ۳۳۶
- ۳۳۷ سلمه بن مسعود ۳۳۷
- ۳۳۸ سلمه بن معاویہ ۳۳۸
- ۳۳۹ سلمه بن میلاء الجهتی ۳۳۹
- ۳۴۰ سلمه بن نعیم ۳۴۰
- ۳۴۱ (ز) سلمه بن نَصْر ۳۴۱
- ۳۴۲ سلمه بن نَفِیع الجرُمی ۳۴۲
- ۳۴۳ سلمه بن نفیل السکونی ۳۴۳
- ۳۴۴ سَلْمَه بن هشام ۳۴۴
- ۳۴۵ (ز) سلمه بن وهب بن الاکوع ۳۴۵
- ۳۴۶ سلمه بن یزید ۳۴۶
- ۳۴۷ (ز) سلمه بن یزید الاشجعی ۳۴۷
- ۳۴۸ (ز) سلمه (اصیل بن سلمه کے والد) ۳۴۸
- ۳۴۹ سلمة الخزاعی ۳۴۹
- ۳۵۰ (ز) سلمه ابوسنان ۳۵۰
- ۳۵۱ سلمه ابویزید ۳۵۱
- ۳۵۲ سَلْمَه ۳۵۲
- ۳۵۳ سلمیٰ بن حنظله السُحَیمی ۳۵۳
- ۳۵۴ سلمی بن القین ۳۵۴
- ۳۵۵ (ز) سلمی بن نوفل ۳۵۵
- ۳۵۶ سلیط بن ثابت ۳۵۶
- ۳۵۷ سلیط بن حارث الهاللی ۳۵۷
- ۳۵۸ (ز) سلیط بن حرمله ۳۵۸
- ۳۵۹ (ز) سلیط بن سفیان ۳۵۹
- ۳۶۰ سَلِیْط بن سَلِیْط ۳۶۰
- ۳۶۱ (ز) سلیط بن سلیط ۳۶۱
- ۳۶۲ (ز) سلیط بن سلیط ۳۶۲

- ۳۵۹ (ز) سلیم العذری (۳۳۵۱) //
 // سلیم السلمی (۳۳۵۲) //
 // سلیم (مولا عمرو بن الجموح) (۳۳۵۳) //
 // سلیم (۳۳۵۴) //
 ۳۶۰ سلیم (بے نسبت) (۳۳۵۵)

سلیمان نامی حضرات

- // سلیمان بن اکیمه (۳۳۵۶) //
 // سلیمان بن ابی حشمہ (۳۳۵۷) //
 // سلیمان بن صرد (۳۳۵۸) //
 // (ز) سلیمان بن عمرو الزرقی (۳۳۵۹) //
 // سلیمان بن عمرو (۳۳۶۰) //
 ۳۶۱ سلیمان بن ابی سلیمان الشاہی (۳۳۶۱) //
 // سلیمان السلمی (۳۳۶۲)

باب سین کے بعد میم

- // سَمَاک (۳۳۶۳) //
 // سَمَاک بن ثابت (۳۳۶۴) //
 // سَمَاک بن حارث (۳۳۶۵) //
 ۳۶۲ (ز) سَمَاک بن خَرَشَه انصاری (دوسرے) (۳۳۶۶) //
 // سَمَاک بن سعد (۳۳۶۷) //
 // سَمَاک بن عبد عَبَسَى (۳۳۶۸) //
 // سَمَاک بن مخرمہ (۳۳۶۹) //
 ۳۶۳ (ز) سَمَاک بن نعمان (۳۳۷۰) //
 // (ز) سَمَاک الخَیْرَی (۳۳۷۱) //
 // سَمَالِی بن ہزال (۳۳۷۲) //
 // (ز) سَمَحَج (بروزن أَحْمَر) الجَنّی (۳۳۷۳) //
 ۳۶۴ سَمَحَج (۳۳۷۴) //
 // سمرہ بن جنادہ (۳۳۷۵) //
 ۳۶۵ سمرہ بن جندب (۳۳۷۶)

- ۳۳۲۳ سلیط بن عمرو //
 ۳۳۲۴ (ز) سلیط بن عمرو بن زید //
 ۳۳۲۵ (ز) سلیط بن عمرو انصاری //
 ۳۳۲۶ سلیط بن قیس ۳۵۳ //
 // سلیط التمیمی (۳۳۲۷) //
 // سلیط انصاری (۳۳۲۸) //
 // (ز) سلیط الجَنّی (۳۳۲۹) //
 // سلیک (۳۳۳۰) //
 ۳۳۳۱ سلیک بن عمرو ۳۵۵ //
 // سلیک (دوسرے) بے نسبت (۳۳۳۲) //
 // سلیل اشجعی (۳۳۳۳) //
 // سلیم بن احمر (۳۳۳۴) //
 ۳۵۶ سلیم بن اکیمه اللیثی (۳۳۳۵) //
 // سلیم بن ثابت (۳۳۳۶) //
 // سلیم بن جابر (۳۳۳۷) //
 // سلیم بن حارث (۳۳۳۸) //
 // (ز) سلیم بن خلدہ (۳۳۳۹) //
 ۳۵۷ سلیم بن سعید الجشمی (۳۳۴۰) //
 // سلیم بن عَش العذری (۳۳۴۱) //
 // سلیم بن عبدالعزیز (۳۳۴۲) //
 // سلیم بن عقرب (۳۳۴۳) //
 ۳۵۸ سلیم بن عمرو (۳۳۴۴) //
 // سلیم بن قیس (۳۳۴۵) //
 // سلیم بن قیس (۳۳۴۶) //
 // (ز) سلیم بن مخنف (۳۳۴۷) //
 // سلیم بن مالک العذری (۳۳۴۸) //
 // سلیم بن ملحان انصاری (۳۳۴۹) //
 // (ز) سلیم انصاری (۳۳۵۰)

- ۳۵۰۴ سنان بن شفعله //
- ۳۵۰۵ سنان بن صیفی //
- ۳۵۰۶ سنان بن ظهیر اسدی //
- ۳۵۰۷ سنان بن عبد اللہ ۳۷۲
- ۳۵۰۸ سنان بن عبد اللہ الجہنی //
- ۳۵۰۹ (ز) سنان بن ابی عبید //
- ۳۵۱۰ سنان بن غرّفہ //
- ۳۵۱۱ سنان بن عمرو ۳۷۳
- ۳۵۱۲ سنان بن مقرّن المزنی //
- ۳۵۱۳ سنان بن وبرہ //
- ۳۵۱۴ سنان الضمری //
- ۳۵۱۵ سنان (بے نسبت) ۳۷۴
- ۳۵۱۶ سنان //
- ۳۵۱۷ سننبر (بروزن جعفر) الاراشی //
- ۳۵۱۸ سنندر //
- ۳۵۱۹ سنین ۳۷۵
- ۳۵۲۰ سنین بن واقد ظفری //
- باب سنین کے بعد ہاء - سہل نامی حضرات**
- ۳۵۲۱ سہل ابن بیضاء قرشی //
- ۳۵۲۲ سہل بن حارث //
- ۳۵۲۳ سہل بن حارثہ انصاری //
- ۳۵۲۴ سہل بن ابی حثمہ ۳۷۷
- ۳۵۲۵ سہل بن حمار انصاری //
- ۳۵۲۶ سہل ابن الحنظلیہ //
- ۳۵۲۷ سہل بن حنظلہ العشمی ۳۷۸
- ۳۵۲۸ سہل بن حنیف //
- ۳۵۲۹ سہل بن رافع //
- ۳۵۳۰ سہل بن رافع ۳۷۹
- ۳۳۷۷ سمرة بن حبيب //
- ۳۳۷۸ سمرة بن ربيعة العدوانی //
- ۳۳۷۹ سمرة بن عمرو ۳۶
- ۳۳۸۰ سمرة بن فاتک //
- ۳۳۸۱ سمرة بن معاوية ۳۶۷
- ۳۳۸۲ سمرة بن معیر //
- ۳۳۸۳ سمعان بن خالد //
- ۳۳۸۴ سمعان بن عمرو //
- ۳۳۸۵ (ز) سمعان بن عمرو ۳۶۸
- ۳۳۸۶ (ز) سمعون //
- ۳۳۸۷ (ز) سمعون //
- ۳۳۸۸ سُمَيْحَة //
- ۳۳۸۹ (ز) سمیدع الکنانی //
- ۳۳۹۰ سمیر بن حصین ۳۶۹
- ۳۳۹۱ سمیر بن زهیر //
- ۳۳۹۲ (ز) سمیر بن کعب //
- ۳۳۹۳ سمیر //
- ۳۳۹۴ سمیط البجلی //
- ۳۳۹۵ سمیفع //
- باب سنین کے بعد نون**
- ۳۳۹۶ سنان بن تیم الجہنی ۳۷۰
- ۳۳۹۷ سنان بن ثعلبہ //
- ۳۳۹۸ سنان بن رُوح //
- ۳۳۹۹ سنان بن سلمہ //
- ۳۴۰۰ سنان بن سنّہ اسلمی //
- ۳۴۰۱ سنان بن ابی سنان ۳۷۱
- ۳۴۰۲ (ز) سنان بن ابی سنان اسدی //
- ۳۴۰۳ (ز) سنان بن سوید جہنی //

۳۵۵۹ (ز) سهل انصاری (دوسرے ہیں)

۳۵۶۰ سهم ابن عمرو الاشعری

۳۵۶۱ سهم بن مازن

سهیل نامی حضرات

۳۵۶۲ سهیل ابن بیضاء

۳۵۶۳ سهیل بن حنظلہ ۳۸۶

۳۵۶۴ (ز) سهیل بن حنظلہ

۳۵۶۵ سهیل بن خلیفہ المنقری

۳۵۶۶ سهیل بن دَعْد ۳۸۷

۳۵۶۷ سهیل بن رافع

۳۵۶۸ سهیل بن سعد ساعدی

۳۵۶۹ (ز) سهیل بن السَّمَط

۳۵۷۰ سهیل بن عامر ۳۸۸

۳۵۷۱ سهیل بن عتیک

۳۵۷۲ سهیل بن عدی ازدی

۳۵۷۳ سهیل بن عمرو (باڑے والے)

۳۵۷۴ سهیل بن عمرو

۳۵۷۵ (ز) سهیل بن عمرو الجُمَحِّی ۳۹۰

۳۵۷۶ سهیل بن قیس

۳۵۷۷ (ز) سهیل الثقفی

باب سین کے بعدواؤ

۳۵۷۸ سواء بن حارث محاربی

۳۵۷۹ (ز) سواء بن الحارث ۳۹۱

۳۵۸۰ سواء بن خالد

۳۵۸۱ (ز) سَوَاد

۳۵۸۲ سواد بن عمرو

۳۵۸۳ سواد بن غزیه انصاری ۳۹۲

۳۵۸۴ سواد بن قارب الدوسی یا السدوسی

۳۵۳۱ سهل بن الربیع

۳۵۳۲ سهل بن رومی

۳۵۳۳ (ز) سهل بن زید

۳۵۳۴ سهل بن سعد

۳۵۳۵ سهل بن صخر ۳۸۰

۳۵۳۶ سهل بن ابی صعصعہ انصاری

۳۵۳۷ سهل بن عامر

۳۵۳۸ (ز) سهل بن عبید

۳۵۳۹ سهل بن عتیک ۳۸۱

۳۵۴۰ سهل بن عتیک انصاری

۳۵۴۱ سهل بن عدی

۳۵۴۲ سهل بن عدی

۳۵۴۳ (ز) سهل بن عدی تمیمی ۳۸۲

۳۵۴۴ سهل بن عمرو

۳۵۴۵ سهل بن عمرو بن عدی

۳۵۴۶ سهل بن عمرو انصاری النجاری

۳۵۴۷ (ز) سهل بن قرط انصاری

۳۵۴۸ سهل بن قرظہ

۳۵۴۹ سهل بن قیس ۳۸۳

۳۵۵۰ سهل بن قیس مزنی

۳۵۵۱ سهل بن قیس انصاری

۳۵۵۲ سهل بن منجاب تمیمی

۳۵۵۳ (ز) سهل بن مالک

۳۵۵۴ سهل بن نَسِير ۳۸۴

۳۵۵۵ (ز) سهل بن وهب

۳۵۵۶ (ز) سهل

۳۵۵۷ سهل بن فلان

۳۵۵۸ سهل انصاری ۳۸۵

- سويد بن هبیره ۳۶۱۳ //
- (ز) سويد بن هشام التميمی ۳۶۱۴ //
- سويد ۳۶۱۵ //
- (ز) سويد الآهلی ثم العکبی ۵۰۱ ۳۶۱۶ //
- (ز) سويد ۳۶۱۷ //
- (ز) سويد انصاری ۳۶۱۸ //
- سويد الجهنی یا المزنی ۳۶۱۹ //
- (ز) سويد (بے نسبت) ۵۰۲ ۳۶۲۰ //
- (ز) سويد ۳۶۲۱ //

باب سین کے بعد یاء

- سیابہ ۳۶۲۲ //
- سیار بن بلز ۵۰۳ ۳۶۲۳ //
- (ز) سیار بن سويد الجهنی ۳۶۲۴ //
- (ز) سیار ۳۶۲۵ //
- سیار بن رُوح ۳۶۲۶ //
- (ز) سیار بن طلق الیمانی ۳۶۲۷ //
- سیار بن عبدالله ۳۶۲۸ //
- سیار (عبداللہ کے والد) ۳۶۲۹ //
- (ز) سیان الکوفی ۳۶۳۰ //
- (ز) سیحان بن صوحان العبدی ۵۰۳ ۳۶۳۱ //
- سیدان (عبداللہ کے والد) ۳۶۳۲ //
- السید بن بشر بن عصر ۳۶۳۳ //
- السید النجرانی ۳۶۳۴ //
- سیف بن قیس ۵۰۵ ۳۶۳۵ //
- سیمویہ ۳۶۳۶ //

قسم ثانی از حرف سین

باب سین کے بعد الف

- ساعده بن حرام ۳۶۳۷ //

- سواد بن قطبه ۳۵۸۵ ۳۹۴ //
- سواد بن مالک ۳۵۸۶ //
- سواد بن مالک بن تمیمی ۳۵۸۷ //
- (ز) سواد بن مقرن المزنی ۳۵۸۸ //
- سواده ابن الربیع الجرمی ۳۵۸۹ //
- سواده بن عمرو ۳۵۹۰ ۳۹۵ //
- سوار بن همام ۳۵۹۱ //
- سویبط بن حرمله ۳۵۹۲ //
- (ز) سویبط بن عمرو ۳۵۹۳ ۳۹۶ //
- سویبق بن حاطب ۳۵۹۴ //
- (ز) سويد بن ثابت ۳۵۹۵ //
- سويد بن حارث ازدی ۳۵۹۶ //
- (ز) سويد بن حارثہ ۳۵۹۷ //
- سويد بن حنظله ۳۵۹۸ ۳۹۷ //
- سويد بن زید ۳۵۹۹ //
- سويد بن الصامت ۳۶۰۰ //
- سويد بن صخر الجهنی ۳۶۰۱ //
- سويد بن طارق ۳۶۰۲ ۳۹۸ //
- سويد بن عامر ۳۶۰۳ //
- سويد بن علقمه ۳۶۰۴ //
- (ز) سويد بن عمرو انصاری ۳۶۰۵ //
- سويد بن عیاش انصاری ۳۶۰۶ //
- سويد بن غفله ۳۶۰۷ ۳۹۹ //
- سويد بن قیس العبدی ۳۶۰۸ //
- سويد بن کلثوم ۳۶۰۹ //
- سويد بن مخشی الطائی ۳۶۱۰ //
- سويد بن مقرن ۳۶۱۱ //
- سويد بن نعمان ۳۶۱۲ ۵۰۰ //

۵۱۲ (ز) سالم بن ہبیرہ الحضرمی ۳۶۶۰

// (ز) سائب بن حارث ۳۶۶۱

// (ز) سائب بن مہجان ۳۶۶۲

باب سین کے بعد باء اور جیم

۵۱۳ (ز) سُبَّع بن قتادہ حنفی یمامی ۳۶۶۳

// (ز) سَجْف ۳۶۶۴

باب سین کے بعد حاء

// (ز) سبحان وائل ۳۶۶۵

// (ز) سحیم (بنی حواس کے غلام) ۳۶۶۶

۵۱۴ سحیم بن وُقَیل الریاحی ۳۶۶۷

۵۱۵ (ز) سحیم مولا عتبہ بن فرقد ۳۶۶۸

باب سین کے بعد واء

// (ز) سدیس العدوی ۳۶۶۹

باب سین کے بعد راء

// (ز) سراقہ (عبدالاعلیٰ کے والد) ۳۶۷۰

۵۱۶ (ز) سَرَج الیَرْمُوکی ۳۶۷۱

باب سین کے بعد عین

// سعد بن ایاس ۳۶۷۲

// سعد بن بالویہ فارسی ۳۶۷۳

// (ز) سعد بن بکر ۳۶۷۴

۵۱۷ (ز) سعد بن عمیلہ الفزاری ۳۶۷۵

// (ز) سعد بن مالک الاعرج ۳۶۷۶

// (ز) سعد بن نوفل ۳۶۷۷

// (ز) سعد السبائی ۳۶۷۸

// سعد (مولا اسود بن سفیان) ۳۶۷۹

۵۱۸ (ز) سعد المَعْطَلِ ہذلی ۳۶۸۰

// (ز) سَعْر ۳۶۸۱

// سعید بن حیدہ ۳۶۸۲

۵۰۶ سائب بن ابی لبابہ ۳۶۳۸

// سائب بن ہشام ۳۶۳۹

باب سین کے بعد عین

۵۰۷ سعد بن زید انصاری ۳۶۴۰

// (ز) سعد بن ابی العادیہ ۳۶۴۱

// (ز) سعید بن ثابت ۳۶۴۲

// سعید بن حارث ۳۶۴۳

باب سین کے بعد قاء

// (ز) سفیان بن عبدشمس ۳۶۴۴

باب سین کے بعد لام

۵۰۸ (ز) سلمہ بن طریف ۳۶۴۵

// (ز) سلیم بن احمر ۳۶۴۶

// سلیمان بن ابی حثمہ ۳۶۴۷

۵۰۹ (ز) سلیمان بن خالد ۳۶۴۸

// سلیمان بن ہاشم ۳۶۴۹

باب سین کے بعد نون

// سنان بن سلمہ ۳۶۵۰

قسم الثالث از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۵۱۰ (ز) ساریہ بن عمرو الحنفی ۳۶۵۱

// (ز) ساعدہ بن جُوَین ۳۶۵۲

// ساعدہ بن عجلان ہذلی ۳۶۵۳

// (ز) سالم بن دارہ ۳۶۵۴

۵۱۱ سالم بن ربیعہ ۳۶۵۵

// سالم بن سالم عیسیٰ ۳۶۵۶

// سالم بن سنہ ۳۶۵۷

// سالم (مولا قدامہ بن مظعون) ۳۶۵۸

// (ز) سالم بن مسافع ۳۶۵۹

باب سین کے بعد لون

- ۳۶۰۷ (ز) سناس
 ۳۶۰۸ (ز) سنان و داعی
 ۳۶۰۹ (ز) سنان بن کعب ازدی

باب سین کے بعد حاء

- ۳۶۱۰ (ز) سهم بن حنظلہ غنوی
 ۳۶۱۱ (ز) سهم بن مسافر
 ۳۶۱۲ (ز) سهیل بن ابی جندل ۵۲۵
 ۳۶۱۳ (ز) سهیل بن حنظلہ

باب سین کے بعد واو

- ۳۶۱۴ (ز) سوار بن ارفی قشیری
 ۳۶۱۵ (ز) سوار بن حبان منقری ۵۲۶
 ۳۶۱۶ (ز) سویسط بن جهیل
 ۳۶۱۷ (ز) سوید بن جهیل
 ۳۶۱۸ (ز) سوید بن حطان
 ۳۶۱۹ (ز) سوید بن سَلمہ
 ۳۶۲۰ (ز) سوید بن عدی
 ۳۶۲۱ (ز) سوید بن عمرو
 ۳۶۲۲ (ز) سوید بن غفله ۵۲۷
 ۳۶۲۳ (ز) سوید بن قطبه وائلی
 ۳۶۲۴ (ز) سوید بن ابی کاهل
 ۳۶۲۵ (ز) سوید بن کراع عقیلی ۵۲۸
 ۳۶۲۶ (ز) سوید (مولا عتبہ بن غزوآن)

باب سین کے بعد یا

- ۳۶۲۷ (ز) سیاہ فارسی
 ۳۶۲۸ (ز) سیرین ابو عمرہ ۵۲۹
 ۳۶۲۹ (ز) سیف بن نعمان لخمی

- ۳۶۸۳ (ز) سعید بن ساریہ
 ۳۶۸۴ (ز) سعید بن البار و ورود
 ۳۶۸۵ (ز) سعید بن نعمان عَدَوِی
 ۳۶۸۶ (ز) سعید بن نمران ہمدانی
 ۳۶۸۷ (ز) سعید بن وہب خیوانی ۵۱۹

- ۳۶۸۸ (ز) سَعِیْہ بن غَرِیض

باب سین کے بعد فاء

- ۳۶۸۹ (ز) سفیان بن سفیان جذامی
 ۳۶۹۰ (ز) سفیان بن عمرو سلمی
 ۳۶۹۱ (ز) سفیان بن ہانی ۵۲۰
 ۳۶۹۲ (ز) سفیان الہذلی

باب سین کے بعد لام

- ۳۶۹۳ (ز) سلمہ بن حبیش
 ۳۶۹۴ (ز) سلمہ بن سَبْرہ
 ۳۶۹۵ (ز) سلمہ بن سلم الجہنی ۵۲۱
 ۳۶۹۶ (ز) سلیک الفزاری
 ۳۶۹۷ (ز) سلیک العقیلی الاقطع
 ۳۶۹۸ (ز) سلیل بن زید
 ۳۶۹۹ (ز) سلیم بن عتر
 ۳۷۰۰ (ز) سلیم انصاری ۵۲۲

باب سین کے بعد میم

- ۳۷۰۱ (ز) سَمْرَہ بن جَعَوْنہ
 ۳۷۰۲ (ز) سِمط بن اسود کندی
 ۳۷۰۳ (ز) سمعان بن ہبیرہ ۵۲۳
 ۳۷۰۴ (ز) سمیر بن عبد اللہ
 ۳۷۰۵ (ز) سمیط بن عمیر
 ۳۷۰۶ (ز) سَمِیْع ۵۲۴

۵۳۶ (ز) سَعْدُ ۳۶۵۱

// سعد الدُّنلِيّ ۳۶۵۲

// سعيد ۳۶۵۳

// سعيد بن اياس ۳۶۵۴

// (ز) سعيد بن بكر ۳۶۵۵

۵۳۷ سعيد بن حارث ۳۶۵۶

// سعيد بن حرب ۳۶۵۷

// سعيد بن حصين ۳۶۵۸

// سعيد بن حيوة ۳۶۵۸

۵۳۸ (ز) سعيد بن ابى ذباب ۳۶۶۰

// سعيد بن ذى لَعْوَه ۳۶۶۱

// (ز) سَعِيدُ بن رَسِيم ۳۶۶۲

// سعيد بن ابى سعيد ۳۶۶۳

// سعيد بن سهيل ۳۶۶۴

// سعيد بن عامر لخمى ۳۶۶۵

۵۳۹ سعيد العكبي ۳۶۶۶

// سعيد بن العاص ۳۶۶۷

۵۴۰ (ز) سعيد بن عبدالله الثقفى ۳۶۶۸

// (ز) سعيد بن عبدالعزيز ۳۶۶۹

// (ز) سعيد بن عقبه ثقفى الطائفى ۳۶۷۰

۵۴۱ سعيد ۳۶۷۱

// سعيد بن وقش اسدى ۳۶۷۲

// سعيد بن يزيد ازدي ۳۶۷۳

// سَعِيدُ ۳۶۷۴

باب سين کے بعدفاء

// (ز) سفيان بن بجير ۳۶۷۵

// سفيان بن ابى العوجاء ۳۶۷۶

// (ز) سيماء بُلُقَاوِيّ ۳۶۷۰

قسم الرابع از حرف سين باب سين کے بعدالف

// سابق ۳۶۷۱

۵۳۰ (ز) ساريه خُلَجِيّ ۳۶۷۲

// (ز) سالم بن ابى الجعد ۳۶۷۳

// سالم بن منصور ۳۶۷۴

// سالم العدوى ۳۶۷۵

۵۳۱ سالم خادم النبى ﷺ ۳۶۷۶

// السائب ۳۶۷۷

// السائب بن يزيد ۳۶۷۸

باب سين کے بعدحاء

// سَحْرُ الخَيْرِ ۳۶۷۹

باب سين کے بعدواو

۵۳۲ سديد مولا ابوبكر ۳۶۸۰

باب سين کے بعدراء

۵۳۳ سراقه بن المعتمر ۳۶۸۱

// (ز) سَرَبَاتِك (شاه ہند) ۳۶۸۲

// (ز) السرى (رجح کے والد) ۳۶۸۳

باب سين کے بعدعين

۵۳۴ سعد بن بكر ۳۶۸۴

// سعد بن ربيع ۳۶۸۵

// (ز) سَعْدُ بن ابى سَرْحِ عامرى ۳۶۸۶

// سعد بن سهل ۳۶۸۷

// (ز) سعد بن عياض ثمالى ۳۶۸۸

// سعد بن محيصة انصارى ۳۶۸۹

۵۳۵ سعد بن هذيم ۳۶۹۰

- ۵۴۸ سنان بن رُوح (۳۸۰۱) //
 // سنان بن سعد (۳۸۰۲) //
 // (ز) سنان بن سلمہ (۳۸۰۳) //
 // سَنَدْر ابوالاسود (۳۸۰۴) //

باب سین کے بعد ہاء

- ۵۴۹ (ز) سہل بن ثعلبہ (۳۸۰۵) //
 // سہل بن حنظلہ (۳۸۰۶) //
 // سہل بن الربیع (۳۸۰۷) //
 // سہل بن ابی سہل (۳۸۰۸) //
 // سہل (۳۸۰۹) //
 ۵۵۰ (ز) سہل بن معاذ الجُهَنِّي (۳۸۰۱) //
 // (ز) سہل بن یوسف (۳۸۱۱) //
 // (ز) سہم (بے نسبت) (۳۸۱۲) //

باب سین کے بعد واو

- // سواہ بن قیس محاربی (۳۸۱۳) //
 ۵۵۱ سوادہ بن عمرو (۳۸۱۴) //
 // (ز) سوار بن خالد (۳۸۱۵) //
 // (ز) سوار بن عمرو (۳۸۱۶) //
 // (ز) سوار بن غزیہ (۳۸۱۷) //
 // سُوَيْبِق بن حاطب (۳۸۱۸) //
 // سوید بن جبلة الفزاری (۳۸۱۹) //
 ۵۵۲ (ز) سوید بن جَمَلہ (۳۸۲۰) //
 // سوید بن الصامت (۳۸۲۱) //
 // سوید بن صُبَیح (۳۸۲۲) //
 ۵۵۳ سوید بن عامر (۳۸۲۳) //
 // (ز) سوید الجهنی (۳۸۲۴) //
 // سیاہ (۳۸۲۵) //
 ۵۵۴ سیف بن ذی یزن (۳۸۲۶) //

- // سفیان بن قیس الکندی (۳۶۶۷) //

باب سین کے بعد کاف

- ۵۴۲ سکن بن ابی السکن (۳۶۶۸) //
 // سکنہ (۳۶۶۹) //

باب سین کے بعد لام

- // سلام بن عمرو یشکری (۳۶۸۰) //
 ۵۴۳ (ز) سلام بن قیس حضرمی (۳۶۸۱) //
 // (ز) سلمان الخیر (۳۶۸۲) //
 // سلمہ انصاری (۳۶۸۳) //
 // سلمہ بن ابی سلمہ الجرمی (۳۶۸۴) //
 // سلمہ ہذلی (۳۶۸۵) //
 // سلمہ بن المُجَرِّ (۳۶۸۶) //
 ۵۴۴ سلم بن یزد (۳۶۸۷) //
 // سلمی (خادم النبی ﷺ) (۳۶۸۸) //
 // سلیط بن عمرو (۳۶۸۹) //
 // (ز) السلیل اشجعی (۳۶۹۰) //
 // (ز) سلیمان ابو عثمان (۳۶۹۱) //
 ۵۴۵ (ز) سلیمان بن جابر (۳۶۹۲) //
 // (ز) سلیمان بن سعد (۳۶۹۳) //
 // سلیمان بن مُسَہَر (۳۶۹۴) //
 ۵۴۶ (ز) سلیم (بے نسبت) (۳۶۹۵) //
 // (ز) سلیم الضبی (۳۶۹۶) //
 // (ز) سلیم بن خالد انصاری الزرقی (۳۶۹۷) //
 // (ز) سلیم بن عامر النجاشی (تفسیر ہے) ... (۳۶۹۸) //

باب سین کے بعد میم

- ۵۴۷ سمالی بن ہزال (۳۶۹۹) //

باب سین کے بعد نون

- // سناح عَبَسِي (۳۸۰۰) //

باب شین کے بعد وال

- ۵۶۱ شَدَاد بن اسامه الليثی (۳۸۴۷)
- // شَدَاد بن أسيد (۳۸۴۹)
- ۵۶۳ شَدَاد بن ثمامه (۳۸۵۱)
- // (ز) شَدَاد بن حى (۳۸۵۲)
- // (ز) شَدَاد بن شرحبيل انصاری (۳۸۵۳)
- ۵۶۴ (ز) شَدَاد ابن شعوب (۳۸۵۴)
- // (ز) شَدَاد بن عارض جشمی (۳۸۵۵)
- // (ز) شَدَاد بن عامر (۳۸۵۶)
- // (ز) شَدَاد بن عبدالله قتيانى (۳۸۵۷)
- ۵۶۵ (ز) شَدَاد بن عمرو (۳۸۵۸)
- // (ز) شَدَاد بن عوف (۳۸۵۹)
- // (ز) شَدَاد بن الهادى (۳۸۶۰)
- // (ز) شَدَاد بن يزيد (۳۸۶۱)
- باب شین کے بعد اء**
- ۵۶۶ (ز) شراحيل بن اوس (۳۸۶۲)
- // (ز) شراحيل بن زرعه الحضرمی (۳۸۶۳)
- // (ز) شراحيل بن غيلان (۳۸۶۴)
- // (ز) شراحيل بن مره همدانى (۳۸۶۵)
- // (ز) شراحيل الكندی (۳۸۶۶)
- ۵۶۷ (ز) شراحيل المنقرى (۳۸۶۷)
- // (ز) شراحيل (بے نسبت) (۳۸۶۸)
- // شرحبيل بن الاعور (۳۸۶۹)
- // شرحبيل بن اوس الجعفی (۳۸۷۰)
- // شرحبيل بن اوس الكندی (۳۸۷۱)
- ۵۶۸ شرحبيل ابن حسنه (۳۸۷۲)
- ۵۶۹ شرحبيل بن السمط (۳۸۷۳)

حرف شین

قسم اول از حرف شین باب شین کے بعد الف

- ۵۵۵ (ز) شاصِر (۳۸۷۷)
- // (ز) شاصِر (دوسرے جن صحابی) (۳۸۷۸)
- // شافع بن السائب (۳۸۷۹)
- ۵۵۶ شاور (۳۸۸۰)
- باب شین کے بعد باء**
- // شبّاث بن خديج (۳۸۸۱)
- // شبت بن سعد (۳۸۸۲)
- ۵۵۷ شبر (۳۸۸۳)
- // شبرمه (بے نسبت) (۳۸۸۴)
- // شبل بن خلیل المزنى (۳۸۸۵)
- ۵۵۸ (ز) شبيب بن حرام (۳۸۸۶)
- // شبيب بن غالب (۳۸۸۷)
- // شبيب بن قره (۳۸۸۸)
- // شبيب بن نعيم (۳۸۸۹)
- ۵۵۹ شبيب (دوسرے) (۳۸۹۰)
- باب شین کے بعد تاء**
- // شتيم (۳۸۹۱)
- باب شین کے بعد جیم**
- // شجار السلفی (۳۸۹۲)
- // شجاع بن حارث السدوسی (۳۸۹۳)
- ۵۶۰ شجاع بن وهب (۳۸۹۴)
- // (ز) شجره النصرى (۳۸۹۵)
- // (ز) شجره الكندی (۳۸۹۶)

- ۳۹۰۰ شريك بن حنبل عَبْسِي //
- ۳۹۰۱ شريك ابن سحماء //
- ۳۹۰۲ شريك بن سلمه ۵۷۹ //
- ۳۹۰۳ شريك بن سُمَي غُطَيْفِي //
- ۳۹۰۴ شريك بن طارق //
- ۳۹۰۵ (ز) شريك بن طارق اشجعي ۵۸۰ //
- ۳۹۰۶ (ز) شريك بن طفيل //
- ۳۹۰۷ (ز) شريك بن عبدالرحمن صباحي ۵۸۱ //
- ۳۹۰۸ شريك بن عبد عمرو //
- ۳۹۰۹ شريك بن عبده العجلاني //
- ۳۹۱۰ (ز) شريك بن ابى العُكْر //
- ۳۹۱۱ (ز) شريك بن وائله هذلي //
- ۳۹۱۲ شريك (بِ نَسَب) //

باب شين کے بعد صا

- ۳۹۱۳ (ز) شِصَار الجَنِّي ۵۸۲ //

باب شين کے بعد طاء

- ۳۹۱۴ شطب الممدود //

باب شين کے بعد عين

- ۳۹۱۵ شعل بن احمر تميمي ۵۸۳ //

- ۳۹۱۶ (ز) شعبه العنبري //

- ۳۹۱۷ شعيب بن عمرو الحضرمي //

باب شين کے بعد قاف

- ۳۹۱۸ شفي الهذلي //

باب شين کے بعد قاف

- ۳۹۱۹ شقران ۵۸۴ //

- ۳۸۷۲ (ز) شرحبيل بن عبدالله ۵۷۰ //
- ۳۸۷۵ (ز) شرحبيل بن عبدالرحمن الجعفي //
- ۳۸۷۶ (ز) شرحبيل بن غيلان //
- ۳۸۷۷ (ز) شرحبيل بن مره ۵۷۱ //
- ۳۸۷۸ شرحبيل بن معديكرب //
- ۳۸۷۹ (ز) شرحبيل (بِ نَسَب) //
- ۳۸۸۰ (ز) شرحبيل (دوسرے بِنَسَب) //
- ۳۸۸۱ (ز) شرحبيل ضبابي //
- ۳۸۸۲ شريح بن ابرهه يافعي //
- ۳۸۸۳ (ز) شريح بن حارث ۵۷۲ //
- ۳۸۸۴ (ز) شريح بن ابى شريح الحجازي ۵۷۳ //
- ۳۸۸۵ (ز) شريح بن ضميره المزني //
- ۳۸۸۶ شريح بن عامر //
- ۳۸۸۷ (ز) شريح بن عامر //
- ۳۸۸۸ شريح بن عمرو الخزاعي ۵۷۴ //
- ۳۸۸۹ (ز) شريح بن مالك بن ربيعه //
- ۳۸۹۰ (ز) شريح بن مره ۵۷۵ //
- ۳۸۹۱ شريح بن ابى وهب الحميري //
- ۳۸۹۲ شريح الحضرمي //
- ۳۸۹۳ شريح الكلابي //
- ۳۸۹۴ شريح (بِ نَسَب) ۵۷۷ //
- ۳۸۹۵ الشريد بن سويد ثقفى //
- ۳۸۹۶ شريط //
- ۳۸۹۷ شريق //
- ۳۸۹۸ شريك //
- ۳۸۹۹ شريك بن ابى الحسير ۵۷۸ //

باب شین کے بعد یاء

- ۳۹۲۲ (ز) شیبان بن عباد سلمی..... //
- ۳۹۲۳ (ز) شیبان بن علقمہ..... //
- ۳۹۲۴ شیبان بن مالک انصاری سلمی..... //
- ۵۹۳ ۳۹۲۵ شیبان بن محرز..... //
- ۳۹۲۶ شیبہ بن عبدالرحمن سلمی..... //
- ۳۹۲۷ شیبہ بن عتبہ..... //

کعبہ کے چابی بردار

- ۳۹۲۸ شیبہ بن عثمان..... //
- ۵۹۲ ۳۹۲۹ شیبہ بن ابی کثیر اشجعی..... //
- ۳۹۵۰ شیبب بن سعد..... //
- ۳۹۵۱ شیحہ العوسجی..... //
- ۵۹۷ ۳۹۵۲ (ز) شیطان..... //
- ۳۹۵۳ شیم..... //
- ۳۹۵۴ (ز) شیم (دوسرے)..... //

قسم ثانی از حرف شین

باب شین کے بعد تاء

- ۳۹۵۵ شتیر بن شگل عبسی..... //

باب شین کے بعد یاء

- ۵۹۸ ۳۹۵۶ شیم..... //

قسم ثالث از حرف شین

باب شین کے بعد الف

- ۳۹۵۷ (ز) شیباه بن مغفل..... //

باب شین کے بعد باء

- ۳۹۵۸ شبث بن ربیع..... //
- ۵۹۹ ۳۹۵۹ شبر بن علقمہ العبدی الکوفی..... //
- ۳۹۶۰ شبیل بن معبد..... //

باب شین کے بعد کاف

- ۳۹۶۰ سگل بن حمید عبسی..... //

باب شین کے بعد میم

- ۵۸۵ ۳۹۶۱ (ز) الشماخ بن ضرار..... //
- ۵۸۷ ۳۹۶۲ (ز) شماس بن عثمان..... //
- ۳۹۶۳ (ز) الشمر دکل بن قبات الکعبی نجرانی..... //
- ۵۸۸ ۳۹۶۴ شمعون..... //
- ۵۸۹ ۳۹۶۵ (ز) سمیحہ انصاری..... //
- ۳۹۶۶ شمیر (بے نسب)..... //

باب شین کے بعد نون

- ۳۹۶۷ (ز) شنبر..... //
- ۳۹۶۸ شنتم (بے نسب)..... //
- ۵۹۰ ۳۹۶۹ (ز) شن الجرشسی..... //

باب شین کے بعد ہاء

- ۳۹۷۰ شهاب بن اسماء الکندی..... //
- ۳۹۷۱ شهاب بن خرفہ..... //
- ۳۹۷۲ شهاب بن زہیر..... //
- ۵۹۱ ۳۹۷۳ شهاب بن عامر انصاری..... //
- ۳۹۷۴ (ز) شهاب بن کلیب..... //
- ۳۹۷۵ شهاب بن مالک..... //
- ۳۹۷۶ شهاب بن المتروک..... //
- ۳۹۷۷ شهاب بن المجنون الجرمی..... //
- ۵۹۲ ۳۹۷۸ شهاب القرشی..... //
- ۳۹۷۹ شهاب (دوسرے بے نسب)..... //
- ۵۹۳ ۳۹۸۰ (ز) شهاب العبری (حبیب کے والد)..... //

باب شین کے بعد واو

- ۳۹۸۱ شویفع (بے نسب)..... //

باب شین کے بعد عین

// (ز) شعبہ بن عمیر الطہوی ۳۹۸۳

باب شین کے بعد قاف

// شقیق بن جزء ۳۹۸۴

// شقیق بن سلمہ اسدی ۳۹۸۵

باب شین کے بعد میم

۲۰۶ شمّاس بن لای تمیمی ۳۹۸۶

// (ز) شمر بن جعونہ ۳۹۸۷

باب شین کے بعد ہاء

۲۰۷ (ز) شہاب بن جمرہ ۳۹۸۸

// شہر بن بازام فارسی ۳۹۸۹

// (ز) شہر ذویناق ۳۹۹۰

باب شین کے بعد واو

// شوئس بن حیاش العدوی ۳۹۹۱

باب شین کے بعد یاء

۲۰۸ (ز) شیبان بن دثار النمیری ۳۹۹۲

// (ز) شیبان بن محرث ۳۹۹۳

// (ز) شیبان بن المختل السعدی ۳۹۹۴

// (ز) شیبان نخعی ۳۹۹۵

۲۰۹ (ز) شیبان (دوسرے، بے نسب) ۳۹۹۶

// (ز) شیمان ۳۹۹۷

قسم الرابع از حرف شین

باب شین کے بعد الف

// شاہ ۳۹۹۸

باب شین کے بعد باء

// شیل ۳۹۹۹

۲۰۰ (ز) شیبب بن برد ۳۹۹۱

// (ز) شیبب بن حجل ۳۹۹۲

// (ز) شیبب بن عبد اللہ ۳۹۹۳

۲۰۱ شیل بن عرف ۳۹۹۴

باب شین کے بعد جیم

// (ز) شجرہ بن الاغر ۳۹۹۵

باب شین کے بعد حاء

// (ز) شحریب ۳۹۹۶

باب شین کے بعد ذال

// شداد بن الازمع الکوفی ۳۹۹۷

۲۰۲ شداد بن ثمامہ ۳۹۹۸

// (ز) شدید مولا ابی بکر الصدیق ۳۹۹۹

باب شین کے بعد راء

// (ز) شراحیل بن مرثد ۳۹۷۰

// شرحیل بن حجاج المرادی ۳۹۷۱

// شرحیل بن عبد کلّال ۳۹۷۲

// شریح بن حارث قاضی ۳۹۷۳

۲۰۳ (ز) شریح بن عبد کلّال ۳۹۷۴

// (ز) شریح بن ہانی ۳۹۷۵

// (ز) شریک بن ارطاة ۳۹۷۶

۲۰۴ شریک بن خبّاشہ النمیری ۳۹۷۷

// (ز) شریک بن سلمان ۳۹۷۸

// (ز) شریک بن نملہ ۳۹۷۹

// (ز) شریک الفزاری ۳۹۸۰

۲۰۵ (ز) شریہ ابن عبید ۳۹۸۱

// (ز) شریہ الجرہمی ۳۹۸۲

۴۰۱۳ شریق (افس کے والد) //

۴۰۱۵ (ز) شریک بن شرحبیل //

باب شین کے بعد میں

۴۰۱۶ شعبہ بن التواضبی //

۴۰۱۶ (ز) شعیب بن زریق الکُفَی ۶۱۳

۴۰۱۸ (ز) شعیب العنبری //

۴۰۱۹ شعیت ابن شداد ۶۱۵

باب شین کے بعد فاء

۴۰۲۰ شفر بن مائع //

باب شین کے بعد یاء

۴۰۲۱ شیان بن محرز //

۴۰۲۲ شیان اسلمی //

۴۰۲۳ شیان انصاری ۶۱۶

۴۰۲۴ شیبہ المہری //

۴۰۲۵ (ز) شیبہ الخیر //

۴۰۰۰ (ز) شبل بن حامد ۶۱۰

۴۰۰۱ (ز) شبل بن مالک //

۴۰۰۲ شیب بن ذی الکلاع //

باب شین کے بعد حاء

۴۰۰۳ سُحرور الحضرمی ۶۱۱

باب شین کے بعد راء

۴۰۰۴ شراحیل الحنفی //

۴۰۰۵ شرحبیل بن حبیب //

۴۰۰۶ (ز) شرحبیل عبسی ۶۱۲

۴۰۰۷ (ز) شرحبیل العبسی //

۴۰۰۸ شرحبیل (بے نسب) //

۴۰۰۹ شرحبیل //

۴۰۱۰ (ز) شریح بن حارث ۶۱۳

۴۰۱۱ شریح بن عمرو خزاعی //

۴۰۱۲ (ز) شریح بن ابی وہب حمیری //

۴۰۱۳ شریح الیافعی //

حرف خاء با نقطہ

قسم اول از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

۲۱۳۲ خارج بن خویلد کعبی

ابن سعد نے خالد بن ولید کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ثنیۃ اذخر (گھاسوں والی گھاٹی) کے نئے پر چڑھے تو آپ ﷺ کو چمکتی تلواریں نظر آئیں۔ ارشاد فرمایا: ”یہ کیا میں نے جنگ سے منع نہیں کیا تھا؟“ کسی نے بتایا کہ یا رسول اللہ! خالد بن ولید سے کسی نے مزاحمت کی تو انہوں نے بھی جوانی کا رروائی کی۔ فرمایا: ”خیر مرضی الہی بہتر ہے۔“ * ابن سعد لکھتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے خارج بن خویلد خزاعی کعبی کے اشعار زبان سے دہرا رہے تھے:

”جب ہم میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس ہوتے ہیں اس وقت ہمیں دیکھنا جیسے سمندر کی گہرائی ہوتی ہے جس کا ریت ظاہر ہو جائے۔ جب ہم گلے میں تلواریں لٹکاتے ہیں تو محمد ﷺ ان کے مددگار ہوتے ہیں۔ یوں وہ اور ان کا مددگار غالب رہتا ہے۔“

ابن سعد کہتے ہیں: محمد بن عمر نے فرمایا: ہمیں یہی اشعار حزام بن ہشام کعبی نے بحوالہ اپنے والد سنائے۔

۲۱۳۳ خارجہ بن جزء العذری

ابن اسکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا، انہوں نے اور ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی، بیہقی نے ”شعب“ میں اور خطیب نے ”مؤتلف“ میں سعید بن سنان کے طریق سے بحوالہ ربیعہ بن یزید، خارجہ بن جزء عذری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے تبوک کے روز ایک آدمی کو کہتے سنا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت میں لوگ ہم بستری کریں گے؟ (حدیث) * اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ خطیب کی روایت میں بحوالہ ربیعہ الجرشمی منقول ہے کہ مجھ سے خارجہ نے بیان کیا کہ میں نے تبوک میں ایک شخص کو کہتے سنا: یا رسول اللہ ﷺ! پھر یہ واقعہ ذکر کیا۔ ابو عمر * نے یہ واقعہ ذکر کیا لیکن اس میں راویوں میں اضافہ نقل کیا ہے کہ خارجہ بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے۔

۲۱۳۴ خارجہ بن حذافہ

بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عوتج (عین پر زبر آخر میں جیم) بن عدی بن کعب بن لوی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن بجرہ عدویہ ہیں۔ مشہور گھڑ سوار تھے۔ بقول بعض ایک ہزار گھڑ سواروں کے برابر نہیں مانا جاتا تھا۔ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ذریعہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مکہ و مدد پہنچائی تھی۔ چنانچہ یہ ان کے ساتھ فتح مصر میں شریک

* دلائل النبوة (۴۸/۵) الطبقات الكبرى (۱/۲) (۹۸/۲) * اسد الغابہ (۱۳۲۶) استیعاب (۶۱۴) تجرید (۱۴۶/۱)
* کنز العمال (۳۹۳۶۲) * استیعاب (۶/۲)

ہوئے اور وہیں مخصوص حویلی بنائی۔ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پولیس دستہ کے نگران تھے۔ بقول بعض: جس رات حضرت علی بن ابی طالب شہید ہوئے اس رات عمرو بن العاص نے انہیں نماز پڑھانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ تو جس خارجی نے عمرو بن العاص کو قتل کرنا تھا اس نے انہیں شہید کر دیا۔ وہ کہنے لگا: میں نے عمرو کو قتل کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی خارجہ کے بارے میں تھی۔

وتر کے بارے میں * ان کی ایک حدیث ہے مصری عبدالرحمن بن جبیر کے طریق سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں خارجہ بن حذافہ صحابی نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا تھا۔ محمد بن ربیع فرماتے ہیں: ان سے مصری لوگوں کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔

۲۱۳۵) خارجه بن حصن *

بن حذیفہ بن بدر عیینہ بن حصن کے بھائی۔ اسماء بن خارجہ کے والد جو کوفہ میں تھے۔ انہیں خدمت نبوی ﷺ میں تشریف آوری کی سعادت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے بطریق مدائنی، ابو معشر بحوالہ یزید بن رومان روایت کی ہے۔ فرمایا: خارجه بن حصن اور ایک جماعت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جنہوں نے آ کر قحط سالی اور بھوک کی شکایت کی اور عرض کرنے لگے: ہمارے لیے اپنے رب کے حضور سفارش کریں۔ آپ نے * دعا فرمائی: "اے اللہ! ہمیں سیراب فرما"۔ (حدیث) اسی میں ہے کہ وہ سب مسلمان ہو کر واپس گئے تھے۔ واقدی کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اپنی قوم کی زکوٰۃ روکی تھی اور اس سلسلہ میں حطیہ کے وہ اشعار بھی نقل کیے جن میں ان کی تعریف کی تھی۔ نوفل بن معاویہ دوکلی سے جب ان کی ملاقات ہوئی تو ان سے زکوٰۃ واپس لے لی اور جن جن سے وصول کی تھی انہیں واپس کر دی۔ واقدی لکھتے ہیں: پھر انہوں نے توبہ کر لی تھی۔

واقدی کی روایت ہے کہ جب خالد بن ولید بنی اسید کی جنگ سے سبکدوش ہوئے تو خارجه صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں: یا ذلت سے صلح کر لو یا ایسی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ جو تمہارا صفایا کر دے۔ وہ کہنے لگے: جنگ کی تو ہمیں سمجھ آگئی یہ صلح کیا ہے؟ آپ نے اس کی تفصیل بتائی جس پر وہ کہنے لگے: اے خلیفہ رسول! میں راضی ہوں۔ مرزبانی فرماتے ہیں: یہ حضری ہیں اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے یوم عوارض کے روز دونوں گروہوں کے مقابلہ میں فخریہ طور پر کہے تھے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ زید الخلیل نے انہیں اس کا جواب دیا تھا۔

۲۱۳۶) خارجه بن حمیر

بقول بعض حارثہ، یہی زیادہ صحیح ہے۔ حاء میں تذکرہ ہوا ہے۔

* ترمذی کتاب الوتر (۴۵۲) کتاب التاريخ الكبير (۲۰۳/۳) الاحاد والمثنائی (۱۱۲/۲، ۱۳۳)

* اسد الغابہ (۱۳۲۸) تجرید (۱۴۷/۱)

* ابوداؤد کتاب الصلاة (۱۱۶۹) ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۶۹، ۱۲۷۰)

مسند احمد (۲۳۶/۴) جامع المسانید (۱۰/۴)

۲۱۳۷ خارجہ بن زید ✓

بن ابی زہیر بن امری القیس بن مالک انصاری خزرجی موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور محمد بن اسحاق وغیرہ لوگوں نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت ابو بکر ان کے داماد ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی اور جب وہ امید سے تھی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا۔ بغوی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حالات میں بحوالہ زہیر بن محمد، صدقہ بن سابق، محمد بن اسحاق روایت کی ہے کہ یہ زید بن خارجہ کے والد ہیں جنہوں نے موت کے بعد بات کی تھی۔

۲۱۳۸ خارجہ بن زید

ان کے متعلق یہ واقعہ آیا ہے کہ انہوں نے موت کے بعد بات کی تھی۔ جس کی تفصیل زید بن خارجہ کے تذکرہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۲۱۳۹ خارجہ بن عبدالمنذر انصاری

بقول بعض یہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ ابن ابی داؤد نے ان کا تذکرہ کیا اور عطاردی سے، ابن فضیل، عمرو بن ثابت، ابن عقیل، عبدالرحمن بن یزید کے سلسلہ سند سے خارجہ بن عبدالمنذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ سارے دنوں کا سردار ہے۔“ (حدیث) ان کے علاوہ لوگوں نے یہ روایت ابن فضیل سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ابولبابہ سے مروی ہے۔ اسی طرح کئی ایک نے عمرو بن ثابت کے حوالہ سے نقل کی ہے جو مشہور ہے۔

عبدان نے اپنے بعض احباب سے نقل کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام خارجہ بن منذر تھا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور جو انہوں نے ”ابن المنذر“ کہا تو وہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ بالاتفاق ابن عبدالمنذر ہیں۔ اور ابولبابہ کا نام جو مشہور ہے وہ رفاعہ بن عبدالمنذر ہے۔

۲۱۴۰ خارجہ بن عقیان ثقفی

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ابن مرزوق، ام دہیم بنت مہدی بن عبداللہ سے وہ جمع سے وہ خارجہ بن عقیان سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے آباء و اجداد سے بحوالہ خارجہ بن عقیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری کے ایام میں آئے۔ آپ کو پسینہ آ رہا تھا۔ حضرت فاطمہ کہنے لگیں: ہائے میرے ابا کی تکلیف! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آج کے بعد تمہارے والد کے لئے کوئی مشقت نہیں رہی۔“ ابن مندہ نے بطریق ابن مرزوق، ام سعید بنت امین، ام فلیحہ بنت وژاد وہ اپنے والد سے بحوالہ عقیان بن سعیم روایت کرتی ہیں کہ وہ اور ان کے دونوں بیٹے خارجہ اور مرداس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان دونوں کے لئے دعا فرمائی، مرداس بن عقیان کے تذکرہ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

اسد الغابہ (۱۳۳۰) استیعاب (۶۰۸) * اسد الغابہ (۱۳۳۳) تجرید (۱۴۷/۱)

مسند احمد (۴۳۰/۳) المعجم الكبير (۴۵۱۲/۵) المستدرک (۲۷۷/۱) مجمع الزوائد (۲۹۹۵) الدر المنثور (۲۱۶/۶) كشف الخفاء (۵۵۴/۲)

اسد الغابہ (۱۳۳۴) استیعاب (۶۱۶) تجرید (۱۴۷/۱) * الجرح والتعديل (۳۷۴/۳)

ابن ماجہ کتاب الجنائز (۱۶۲۹) دلائل النبوة (۲۱۲/۷) تاریخ بغداد (۲۶۲/۶)

۲۱۳۱) خارجہ بن عمرو انصاری

بقول بعض ابن عامر۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں یہ ان لوگوں میں تھے جن کے احد کے دن قدم اکھڑ گئے تھے۔

۲۱۳۲) خارجہ بن عمرو جمحی

طبرانی * نے بطریق عبدالملک بن قدامہ جمحی انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے خارجہ بن عمرو جمحی سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی“۔ (حدیث) ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمرو بن خارجہ کے نام سے مشہور ہے یعنی اس میں قلب ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث عمرو بن خارجہ، امام احمد * اور اصحاب السنن نے نقل کی ہے۔ اس کا مخرج حدیث خارجہ بن عمرو کے مخالف ہے بظاہر یہ اور ہیں۔ اسی متن کو ابو امامہ، انس، ابن عباس اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے۔

۲۱۳۳) خارجہ بن عمرو

آل ابوسفیان کے حلیف۔ ابن مندہ بطریق عبدالحمید بن جعفر روایت کرتے ہیں۔ درست ابن بہرام بحوالہ شہر بن حوشب، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے خارجہ بن عمرو نے روایت کی جو جاہلیت میں آل ابی سفیان کے حلیف تھے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت فرماتے سنا جب آپ کجاوے میں تشریف فرما تھے: ”میرے اور میرے گھرانے کے کسی فرد کے لئے زکوٰۃ و صدقات جائز نہیں“۔ * بقول ابن مندہ، اس میں فریابی کو بحوالہ عبدالحمید وہم ہوا ہے تو انہوں نے خارجہ بن عمرو کہہ دیا۔ حالانکہ وہ عمرو بن خارجہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جنادہ بن مغلس نے بحوالہ عبدالحمید بن بہرام روایت کی تو خارجہ بن عمرو کہا۔

خالد نامی حضرات

۲۱۳۵) خالد بن اساف جہنی

ابن شاہین فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا: وہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ بقول عدوی احد میں شریک اور قادسیہ میں شہید ہوئے۔ بنو حارث بن خزرج کا گمان ہے کہ وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے تھے۔

- * اسد الغابہ (۱۳۳۵) استیعاب (۶۱۱) الجرح والتعديل (۳۷۴/۳)
 * اسد الغابہ (۱۳۳۶) تجرید (۴۷/۱) المعجم الكبير (۴۱۴۰/۴) مجمع الزوائد (۲۱۴/۴) کنز العمال (۴۶۰۷۴)
 * مسند احمد (۲۳۸/۴) اسد الغابہ (۱۳۳۷)
 * مسند احمد (۱۸۵/۴) (۱۸۶/۴) المعجم الكبير (۷۲/۱۷) مجمع الزوائد (۳۳۹/۵) کنز العمال (۱۲۹۱۷) (۱۶۵۲۵)
 * اسد الغابہ (۱۳۴۲) تجرید (۱۴۸/۱)

۲۱۳۶) خالد بن اسید

ابن ابی عیص بن امیہ بن عبد شمس اموی، عتاب کے بھائی، ہشام کلبی فرماتے ہیں: فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور مکہ ہی قیام رکھا، ان میں بزاغرورتھا۔ تالیف قلبی والوں میں شامل تھے۔ ابن درید کا قول ہے کہ وہ قصاب تھے، سراج بحوالہ عبدالعزیز بن معاویہ لکھتے ہیں: خالد فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ ابن مندہ نے بطریق یحییٰ بن جعدہ، عبدالرحمن بن خالد بن سعید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ”نبی ﷺ نے جب منیٰ کا رخ کیا تو لا الہ الا اللہ کہا“۔ فرماتے ہیں یہ حدیث صرف اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سند میں ابوالربیع سمان جیسے دیگر کئی راوی ضعیف ہیں۔

ابوحسان زیادی کا قول ہے کہ جنگ یمامہ کے روز یہ لاپتہ ہو گئے۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے ان کے بھائی عتاب نے انہیں اس مہم کا امیر مقرر کیا تھا جسے مرتدوں کے لیے روانہ فرمایا تھا اور عبدالان نے بطریق بشر بن تیم، تالیف قلبی والوں میں ان خالد بن اسید کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے دادا کا نام ابوالمغلس بتایا ہے جو لفظ غلطی ہے۔ بلاذری ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خالد بن اسید کے گھرانے کے لیے مدد سے محرومی کی بددعا فرمائی تھی، جس کے متعلق آمنہ بنت عمر بن عبدالعزیز، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک کی اہلیہ کہتی ہے: جو ابو حمزہ خارجی کے مقابلہ سے بھاگا تھا۔ اس نے جنگ بلا وجہ چھوڑی ہے۔ صرف اس میں کمزوری اور خالد کی نسل میں ہونے سے خاندانی اثر ہے۔

۲۱۳۷) خالد بن ایاس

بقول ابن مندہ: ابن عقده نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے ابواسحاق روایت کرتے ہیں، فرمایا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۲۱۳۸) خالد بن بجیر

ابوعقرب۔ خویلد بن خالد میں ذکر ہوگا اور ابوعقرب کے حالات کئیوں میں آئیں گے۔

۲۱۳۹) خالد بن برصاء

ان کے بھائی حارث بن برصاء کا ذکر ہو چکا ہے کہ ان کے والد کا نام مالک ہے وہاں بنی لیث تک کا نسب مذکور ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: محمد بن سلام یزید بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر غنیمت کا نگران ابو جہم بن حذیفہ عدوی کو مقرر کیا، اتنے میں خالد بن برصاء نے آ کر بالوں کی ایک مہار اٹھالی۔ ابو جہم نے انہیں منع بھی کیا، وہ کہنے لگا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ جس پر وہ باہم دست و گریبان ہو گئے۔ ابو جہم نے گرا کر انہیں زخمی کر دیا، جس سے ان کی ہڈی ٹل گئی۔ تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پندرہ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ اسے زبیر نے دوسری سند سے موصولاً روایت کیا ہے لیکن ان کا نام خالد نہیں لیا۔ اور ابوداؤد ونسائی نے بطریق معمر بحوالہ زہری، عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ابو جہم بن حذیفہ کو زکوٰۃ:

اسد الغابہ (۱۳۴۳) استیعاب (۶۲۴) جامع المسانید (۱۴/۴) اسد الغابہ (۱۳۴۶)

کی وصولیابی کے لیے بھیجا تو ان سے ایک شخص الجھ پڑا جسے ابو جہم نے مار کر زخمی کر دیا۔ *

۲۱۵۰) خالد بن بکیر *

بن یاسیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن بکر بن لیث بن عبدمناتہ لیشی، بنی عدی بن کعب کے حلیف۔ سابقین میں شہرت یافتہ ہیں۔ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ ان بھائیوں میں سے ایک ہیں جن میں سے ایاس کا تذکرہ پہلے ہوا ہے۔ جبکہ عامر اور غافل کا تذکرہ ابھی ہونا باقی ہے۔ غزوہ رجب میں بعمر چونتیس (۳۴) سال شہید ہوئے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، انہی کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اس شعر میں مراد لیتے ہیں:

”میں نے اپنے دوست خیب اور عاصم کا دفاع کیا، اگر میں خالد سے مل جاتا تو دل کو چین آ جاتا۔“

ابن مندہ نے بطریق کلبی، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، فرمایا کہ ”نبی ﷺ نے خالد بن بکیر کو عبد اللہ بن جحش کے ساتھ قریشی قافلہ کی تلاش میں بھیجا تھا۔“ (حدیث)

۲۱۵۱) خالد بن ثابت

بن طاعن بن عجلان بن عبد اللہ بن صبح فہمی۔ عبد الرحمن بن خالد بن مسافر بن خالد بن ثابت۔ مصر کے گورنر لیث کے شیخ کے دادا۔ ابن یونس کا بیان ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ لیث، یزید بن ابی حبیب سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خالد بن ثابت فہمی کو لشکر کا نگران بنا کر بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود جابیہ میں تھے پھر وہ قصہ ذکر کیا جسے ابو عبید نے نقل کیا ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں کہ خالد بن ثابت ۵۱ھ میں مصری سمندر کے والی مقرر ہوئے۔ خلیفہ بن خیاط لکھتے ہیں: مسلمہ بن مخلد نے انہیں غزوہ افریقہ کے لئے ۵۴ھ میں روانہ کیا۔

میں کہتا ہوں: اس قسم میں میں نے ان کا اس اعتماد سے ذکر کیا کہ فتوحات میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۱۵۲) خالد بن ثابت *

بن نعمان بن حارث بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ظفیری۔ عدوی نے لکھا ہے کہ وہ بزم معونہ میں شہید ہوئے۔ ابو علی جیانی نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۵۳) خالد بن ثابت انصاری اوسی

بقول ابن عساکر: * ابن درید کا بیان ہے کہ بزم معونہ میں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں: مجھے مغازی میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۲۱۵۴) خالد بن جبیل *

امام بخاری * اور ابن البرقی کی روایت میں جبیل لکھا ہے جبکہ ابن ماکولا * نے پہلے کو ترجیح دی ہے۔ اور خطیب نے

* المعجم الكبير (۷۸۸) مجمع الزوائد (۱۰۷۷۳) * اسد الغابہ (۱۱۴۸) استيعاب (۶۱۹)

* اسد الغابہ (۱۳۴۹) * تاريخ دمشق (۱۱/۱۶) * اسد الغابہ (۱۳۵۰) استيعاب (۶۳۸) تجريد (۱۴۹/۱)

* التاريخ الكبير (۱۳۸/۳) * الاكمال (۲۳/۱)

دوسرے نام کو راج قرار دیا ہے۔ عدوانی طائفی۔ بقول ابن اسکن: طائف میں رہائش رکھی۔ ان کی ایک ہی حدیث ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بیعت رضوان میں شریک تھے جسے امام احمد، ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بطبرانی اور ابن شاہین نے نقل کیا ہے اور وہ بطریق عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی سے بحوالہ عبدالرحمن بن خالد بن ابی جبل عدوانی ان کے والد سے مروی ہے کہ انہوں نے ثقیف کے مشرقی حصہ میں نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ کمان یا لٹھی پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ ان سے مدد طلب کرنے آئے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو سورہ طارق کی تلاوت کرتے سنا۔ جسے آپ ﷺ نے اختتام تک پڑھا۔ فرماتے ہیں: میں نے دور جاہلیت میں ہی اسے یاد کر لیا۔ اور پھر مسلمان ہونے کے بعد پڑھی۔ ابن شاہین کی بحوالہ عبدالرحمن بن خالد بن ابی جبل روایت میں ہے۔ ابن حبان نے خالد بن جبل عدوانی اور خالد بن ابی جبل ثقفی میں وہم کی وجہ سے فرق کیا ہے۔

۲۱۵۵) خالد بن حارث نصری

ان شاء اللہ تعالیٰ خالد بن غلاب میں تذکرہ ہوگا۔

۲۱۵۶) خالد بن حزام

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسد، حکیم بن حزام کے بھائی۔ بلاذری اور ابن مندہ نے منذر بن عبداللہ کے طریق سے بحوالہ ہشام بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے فرمایا: خالد بن حزام نے حبشہ ہجرت کی تو راستہ میں انہیں ایک سانپ نے ڈس لیا جس سے ان کی وفات ہو گئی۔ جس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

”جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے اور پھر راستہ ہی میں اسے موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے (سمجھو) واجب ہو گیا۔“

بلاذری لکھتے ہیں: ان کے متعلق اتفاق نہیں۔ اسی بنا پر ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے اسی سند سے موصولاً نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ہشام بن عروہ اپنے والد سے وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں یہ اضافہ ہے: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے آنے کی پوری توقع تھی۔ حبشہ میں میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے کسی بات سے اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا ان کی وفات کی خبر ملنے سے ہوا۔ اس واسطے کہ وہ بنی اسد بن عبدالعزی کے فرزند تھے اور میرے ساتھ ان کے علاوہ وہاں کوئی بھی نہیں بچا تھا۔

کتاب النسب میں زبیر بن بکار لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا مصعب نے آل حزم کے کئی افراد کے حوالہ سے بحوالہ واقدی، مغیرہ بن عبداللہ حزامی سے نقل کر کے بتایا کہ خالد بن حزام مکہ سے ہجرت کر کے نکلے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے لیکن خالد راستہ میں ہی انتقال کر گئے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

مسند احمد (۳۳۵/۴) الثقات (۱۰۵/۳) اسد الغابہ (۱۳۵۱) استیعاب (۶۲۶)

سورة النساء: ۱۰۰ الجرح والتعديل (۳۲۴/۳)

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہ ہے کہ یہ آیت جناب بن زمرہ کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا ہے۔* طبرانی فرماتے ہیں کہ واقدی اس بارے میں منفرد ہیں کہ انہوں نے حبشہ ہجرت ثانیہ کی تو راستہ میں انہیں سانپ نے ڈس لیا جس سے حبشہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے اتنا ہی کہا۔ لیکن اس میں تامل ہے اس واسطے کہ زبیر کی بحوالہ مصعب جو روایت ہے وہ واقدی کے موافق ہے۔

۲۱۵۷ خالد بن حکیم*

بن حزام بن خویلد سابقہ شخصیت کے بھتیجے۔ بقول ہشام بن کلثوم فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے جبکہ ابن السکن نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے بیٹے خالد، ہشام اور یحییٰ اسلام لے آئے تھے۔ طبرانی فرماتے ہیں: حکیم کے یہ بیٹے تھے: عبد اللہ، خالد، یحییٰ اور ہشام۔ سب نے زمانہ نبوی پایا ہے اور فتح مکہ کے روز اسلام لے آئے تھے۔ ابو عمر* نے ان کا ذکر کیا کہ بکیر بن اشج بواصلہ ضحاک بن عثمان، بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سند سے تو ان کی حدیث بحوالہ ان کے والد، نبی ﷺ سے مروی ہے۔ اور اسی سے امام بخاری،* ابن ابی حاتم* نے بحوالہ اپنے والد ذکر کی ہے۔ اسی بنا پر ابن حبان* وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن ابی عاصم اور بغوی وغیرہ نے ان کی ایک معلول حدیث بیان کی ہے جس کا مدار ابن عیینہ پر بحوالہ عمرو بن دینار ہے کہ مجھے ابویحییٰ نے بحوالہ خالد بن حکیم بن حزام بتایا کہ ابو عبیدہ شام کے گورنر تھے۔ تو وہاں کے کچھ لوگوں کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کوئی سزا دے رہے تھے، جس پر خالد رضی اللہ عنہ ان سے بات کرنے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے کہا: تم نے امیر کو ناراض کر دیا۔ وہ کہنے لگے: میرا ارادہ انہیں ناراض کرنا نہیں تھا بلکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے: ”قیامت کے روز زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جو دنیا میں لوگوں کو سخت سزا دیتا ہوگا۔“* یہ بغوی کے الفاظ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کی یہ حدیث لکھی ہے اسے وہم ہوا ہے کہ ان کی اس بات سے ”تو خالد رضی اللہ عنہ اٹھ کر ان سے گفتگو کرنے لگے۔“ مراد خالد بن حکیم صاحب عنوان ہیں۔ جس کی صراحت طبرانی نے اپنی روایت میں کی ہے۔ جو سراسر وہم ہے وہ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے انہی نے یہ کہا تھا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے۔ فرماتے ہیں: امام احمد نے بحوالہ ابن عیینہ اپنی مسند میں، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی* نے دوسرے طریق سے یہ حدیث خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات میں نقل کی ہے۔ یہی حدیث ابن شاہین نے بطریق حماد بن سلمہ نقل کی تو اس میں بھی وہم پیدا ہو گیا۔ وہ لکھتے ہیں: عمرو بن دینار، ابویحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن حکیم بن حزام کا گزر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو وہ کچھ لوگوں کو سزا دے رہے تھے جس پر وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: پھر یعنی وہ حدیث ذکر کی۔ اصل میں اس کی کچھ عبارت رہ گئی جس سے یہ وہم پیدا ہوا کیونکہ باوردی نے یہی روایت دوسری سند سے بحوالہ حماد بن سلمہ نقل کی تو اس میں یہ اضافہ کیا ہے: وہ جزیہ نہ دینے پر چند افراد کو سزا دے

* تفسیر الطبری سورة النساء: ۱۰۰ (۲۳۸/۴) * اسد الغابہ (۱۳۵۲) استیعاب (۶۳۷) تجرید (۱۴۹/۱)
* جامع المسانید (۱۷/۴) * استیعاب (۱۹/۲) * التاريخ الكبير (۱۴۳/۱) * الجرح والتعديل (۳۲۴/۳)
* الثقات (۱۹۷/۴) * مستدرک حاکم (۲۹۰/۳) * مسند احمد (۹۰/۴) * المعجم الكبير (۱۹۵/۴)

رہے تھے۔ تو اس پر انہوں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث نہیں سنی؟ پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ اسی طرح کا واقعہ ان کے بھائی ہشام بن حکیم کے ساتھ پیش آیا جس کا ہم ان کے حالات میں تذکرہ کریں گے۔

۲۱۵۸ (ن) خالد بن حواری حبشی

ابن ابی خنیثہ، بغوی اور مطین سب کا قول ہے ہمیں اسمعیل بن ابراہیم ترجمانی نے بواسطہ اسحاق بن حارث بتایا، فرماتے ہیں: میں نے خالد بن حواری کو جو ایک حبشی صحابی رسول ﷺ تھے دیکھا، جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئے تو ان کی وفات کے آثار نمودار ہونے لگے، فرمایا: مجھے دو غسل دینا ایک غسل جنابت دوسرا غسل موت۔ اسے طبرانی * نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۲۱۵۹ خالد بن ابی خالد انصاری

ضرار بن سرد نے عبید اللہ بن ابی رافع تک اپنی سند سے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں شامل تھے۔ طبرانی * وغیرہ نے انہی کے طریق سے یہ روایت لی ہے۔

۲۱۶۰ خالد بن خالد انصاری

ان کی ایک حدیث ہے محاطی نے امالی کے پانچویں جزء بروایت اصہبانیوں کے ان سے روایت کے لکھا ہے۔ عبد اللہ بن شیبہ، اسمعیل، وہ اپنے بھائی سے بحوالہ سلیمان (جو ابن بلال ہیں) موسیٰ بن عبید سے وہ عبد اللہ بن دینار سے وہ خالد بن خالد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اسے دہشت زدہ کرے اور اس پر لعنت کرے اور قیامت تک اس سے ناراض رہے۔ اس کی نہ فرض عبادت قبول ہے اور نہ نفلی۔“ * ایسا ہی لکھا ہے، جبکہ اس متن کی روایت سے سائب بن خالد انصاری مشہور ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

۲۱۶۱ خالد بن ابی دجانہ انصاری

ان کا بھی ضرار نے جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۶۲ خالد بن رافع

ہمام بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ سے مالک بن عبد روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق سعید بن ابی مریم، نافع بن یزید مصری، عیاش بن عباس، عبد بن مالک معافری، جعفر بن عبد اللہ بن حکم سے بحوالہ خالد بن رافع روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، جو مقدر میں ہے ہو کر رہے گا اور جو رزق تمہیں ملنا ہے تم تک پہنچ کر رہے گا۔“ *

اسد الغابہ (۱۳۵۳) استیعاب (۶۴۳) المعجم الكبير (۱۹۶/۴) اسد الغابہ (۱۳۵۴) المعجم الكبير (۱۹۷/۴)
مسند احمد (۵۶/۴) اسد الغابہ (۱۳۵۶) اسد الغابہ (۱۳۵۷) تجرید (۱۵۰/۱) التاريخ الكبير (۱۴۸/۱)
الثقات (۲۰۱/۴) مسند احمد (۳۸۹/۳) كنز العمال (۵۰۵) اتحاف السادة المتقين (۱۹۴/۶) (۱۹۷/۸) جامع المسانيد (۲۰/۴)

سعید فرماتے ہیں: یحییٰ بن ایوب اور ابن لہیعہ نے ہمیں بواسطہ عباس، مالک سے بحوالہ عبد بتایا۔ اور ابن مندہ فرماتے ہیں ان کے علاوہ راوی کہتے ہیں: عباس سے بحوالہ جعفر، مالک سے یہی الفاظ مروی ہیں۔ بغوی نے یہ حدیث بروایت سعید، نافع سے نقل کی۔ فرمایا: میں نہیں جانتا آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن ابی عاصم نے یہ روایت بطریق سعید بن ایوب، عیاش بن عباس، جعفر بن عبد اللہ بن حکم، مالک بن عبد اللہ معافری سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پھر وہ حدیث ذکر کی۔ خالد بن رافع کا ذکر نہیں کیا۔ اس سند میں اضطراب عیاش بن عباس کی طرف سے ہے جو ضعیف راوی ہے۔

❖ ۲۱۶۳ خالد بن رباح حبشی ❖

حضرت بلال مؤذن کے (اسلامی) بھائی، کنیت ابو رویحہ تھی۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ہمیں عارم نے بواسطہ عبد الواحد بن زیاد، عمرو بن میمون سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بھائی نے ایک عربی خاتون کے لئے رشتہ بھیجا۔ تو ان لوگوں نے کہا: بلال حاضر ہوتے تو ہم تمہاری شادی کر دیتے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

انہوں نے یہ روایت بطریق شععی نقل کی ہے کہ حضرت بلال اور ان کے بھائی نے یمن کے ایک گھر رشتہ بھیجا۔ ابن مندہ سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء سے وہ ام درداء سے وہ بحوالہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے بھائی ابو رویحہ، جن سے رسول اللہ ﷺ نے میرا رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا، کو شام میں ٹھہرا دیں۔ چنانچہ وہ دونوں خولان میں بمقام داریتا فروکش ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو رویحہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اسلامی بھائی تھے نسبی نہیں۔ (کسی کو شک ہو تو) ان کے دادا کا نام دیکھ لیا جائے۔

مواظظ میں ابو سعید لکھتے ہیں: ابو نصر، شیبان، آدم بن علی ان کے سلسلہ سند میں ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن کے بھائی کو فرماتے سنا کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: سلامتی والے، فائدہ حاصل کرنے والے اور بک بک کرنے والے۔

❖ ۲۱۶۴ خالد بن ربیع نھشلی ❖

❖ ۲۱۶۵ خالد بن زید بن کلب ❖

بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن التجار، ابو ایوب انصاری۔ اپنے نام اور کنیت سے مشہور ہیں ان کی والدہ ہند بنت سعید بن عمرو بن حارث بن حارث کے سابقین میں سے ہے۔ نبی ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ ان سے براء بن عازب، زید بن خالد، مقدم بن معدیکرب، ابن عباس، جابر بن سمرہ اور انس رضی اللہ عنہم صحابہ کی جماعت اور تابعین کا ایک گروہ روایت کرتا ہے۔ بیعت عقبہ، غزوہ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو انہی کے گھر فروکش ہوئے اور جب تک آپ کے حجرے اور مسجد نہیں بنی انہی کے گھر مقیم رہے۔ آپ ﷺ نے ان میں اور مصعب بن عمیر میں

❖ اسد الغابہ (۱۳۵۸) استیعاب (۶۳۹) تجرید (۱۵۰/۱) ❖ اسد الغابہ (۱۳۶۱) استیعاب (۶۱۸) تجرید (۱۵۰/۱)

❖ البدایہ والنہایہ (۱۹۸/۳)

رفیقہ اخوت قائم فرمایا، حکم بن عیینہ کا قول ہے کہ فتوحات میں شرکت کی ہمیشہ جہاد میں مصروف رہے۔ حضرت علی جب عراق گئے تو انہیں مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر گئے۔ بعد میں یہ بھی ان سے جا ملے، یوں خوارج سے جنگ میں آپ کا ساتھ دیا۔

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب نے نبی ﷺ کی ریش مبارک کا خط بنایا اور اس کے بال اپنے پاس رکھ لیے، جس پر بارگاہ نبوت سے یہ مژدہ ملا کہ ابوایوب تمہیں کبھی کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم بطریق ابو الخیر، ابوہم کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی ﷺ ان کے کاشانہ پر فروکش ہوئے، میں بالاخانے میں تھا ہمارا گھڑا ٹوٹنے سے اس کا پانی پورے کمرے میں پھیل گیا۔ تو جھٹ سے میں اور ام ایوب اپنا لحاف لے کر پانی جذب کرنے لگے مبادا آپ ﷺ تک پانی پہنچنے سے تکلیف ہو۔ میں ڈرتے ڈرتے نیچے آیا، آپ سے دریافت کیا پھر اوپر منتقل ہو گیا۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ جو باقیماندہ کھانے ہمیں واپس بھیجتے ہیں تو میں آپ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کر کے وہیں سے کھاتا ہوں، آج یہ کھانا ویسے کا ویسے واپس آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: چونکہ اس میں لہسن تھا اور میں فرشتے کی وجہ سے کھانا پسند نہیں کرتا، لیکن تم لوگ کھالیا کرو۔“ امام احمد ^{*} بطریق جبیر بن نفیر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار نے آپ کی میزبانی کے لیے قرعہ اندازی کی، جس میں ابوایوب قرعہ جیت گئے۔ (حدیث) ابن سعد ^{*} بحوالہ ابن علیہ، ایوب سے وہ محمد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوایوب جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ پھر وہ مسلمانوں کی کسی جنگ میں پیچھے نہیں صرف ایک سال جس میں ایک نوجوان شخص لشکر کا امیر مقرر ہوا ہوا تو ابوایوب گھر بیٹھ گئے اور اس کے بعد افسوس سے کہنے لگے: جو میرا امیر بنا اس نے مجھے کوئی نقصان نہیں دیا۔ پھر بیمار پڑ گئے، اس وقت لشکر کا گورنر یزید بن معاویہ تھا۔ تو وہ آپ کی عیادت کرنے آیا، کہنے لگا: آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ آپ نے فرمایا: ضرورت بس یہی ہے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری لاش ساتھ لے جانا جب تک گنجائش ہوئی ساتھ رکھنا اور جب ایسا کرنا مشکل ہو جائے تو مجھے دفن دینا اور پھر جنگ کی طرف لوٹ جانا، چنانچہ اس نے یونہی کیا۔

ابو اسحاق فزاری ہشام سے بحوالہ محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نوجوان کا نام ”عبدالملک بن مروان“ بتایا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد جہاد نہیں چھوڑا بلکہ مسلسل شریک عمل رہے بالآخر ۵۰ھ یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ غزوہ قسطنطنیہ میں فوت ہوئے۔ آخری قول اکثر لوگوں کا ہے۔ ابو زرعد مشقی، بواسطہ جیم، ولید سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بڑی و بحری جنگ کے لیے روانہ کیا، تو ان لوگوں نے قسطنطنیہ کو عبور کر لیا۔ اور قسطنطنیہ کے باشندوں سے فصیل کے دروازے پر جنگ کرتے رہے۔

۲۱۶۶ خالد بن زید انصاری ^{*}

ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ہمارے بعض احباب نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابوایوب کے علاوہ کوئی شخصیت ہے۔ پھر جو روایت حمید بن زنجویہ نے کتاب الترغیب میں ان کے حوالہ سے نقل کی ہے اسے روایت کیا۔ جو بطریق حسین بن ابی زینب، ان کے والد سے انہوں نے خالد بن زید سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ ”جو شخص بیس (۲۰) بار سورہ اخلاص ”قل هو اللہ احد“ ^{*} پڑھے گا اس کے لیے جنت میں ایک

^{*} مسند احمد (۴۲/۵) ^{*} الطبقات (۱۶۰/۱) ^{*} اسد الغابہ (۱۳۶۲) ^{*} سورة الاخلاص

کل تعمیر ہوگا۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ حارث بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے اور اپنے گھرانے کی دیکھ بھال کے لئے خالد بن زید کو چھوڑ گئے تو انہوں نے ان کے اناج سے کھانا ناجائز سمجھا حالانکہ وہ بھوک سے تھے جس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اندھے پر کوئی حرج نہیں“۔ جس سے معلوم ہوتا ہے شاید وہ یہی صاحب ہوں۔

۲۱۶۷) خالد بن زید بن حارثہ

بقول بعض ابن زید بن حارثہ انصاری۔ ابو یعلیٰ اور طبرانی مجمع بن یحییٰ بن یزید بن حارثہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے چچا خالد بن زید بن حارثہ انصاری کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص زکوٰۃ کی ادائیگی کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے اور مصیبت میں لوگوں سے ہاتھ نہیں کھینچتا تو وہ بخل و کنجوسی سے بری ہے۔“ اس کی سند اگرچہ حسن ہے لیکن امام بخاری اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۲۱۶۸) (ز) خالد بن زید مزنی

خلیفہ بن خیاط نے بصرہ فرودکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو نعیم نے ایک انتہائی کمزور روایت کے ذریعہ بطریق معاذ الجنبی، خالد بن زید مدنی جو صحابی ہیں کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس گھرانے کے لوگوں کے پاس بکریوں کا ریوڑ لوٹتا ہے تو فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔“

میں کہتا ہوں: اس روایت میں نام ”ابن زید“ یاء کے اضافہ سے لکھا ہے اور مدنی دال سے، میرے خیال میں یہ وہی ہیں جن کا خلیفہ نے تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابن ابی شیبہ بطریق ابو یحییٰ روایت کرتے ہیں کہ خالد بن زید (جن کی آنکھ غزوہ سوس میں شہید ہو گئی تھی) فرمانے لگے: ہم نے سوس کا محاصرہ کیا، بڑی مشقت اٹھائی، اس وقت ہمارے امیر ابو موسیٰ تھے پھر قصہ ذکر کیا۔

۲۱۶۹) (ز) خالد بن سعید

بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اموی، ابو سعید، والدہ کا نام ام خالد بنت حباب ثقفیہ ہے۔ سابقین اولین سے ہیں۔ بقول بعض چوتھے یا پانچویں نمبر پر اسلام لائے۔

اسلام لانے کا سبب:

انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ کی گھاٹی کے کنارے کھڑے ہیں۔ ان کے والد چاہ رہے ہیں کہ انہیں اس میں پھینک دیں۔ اچانک وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوکھ سے پکڑ لیا، اسی میں بیدار ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے

مسند احمد (۴۳۷/۳) سنن الدارمی (۴۵۹/۲)

سورة النور: ۶۱ * اسد الغابہ (۱۳۶۰) * المعجم الكبير (۴۰۹۷/۴)

کنز العمال (۱۵۷۸) الدر المنثور (۱۹۷-۱۹۶/۶) * التاريخ الكبير (۱۱۷/۴)

الطبقات (۱۷۹/۱) کنز العمال (۳۵۲۳۲)

فرمایا: محمد (ﷺ) کا اتباع کر لو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ چنانچہ یہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کے والد کو پتہ چلا، درپے آزار ہوئے، ان کا کھانا پینا بند کر دیا اور بھائیوں کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر وہ روپوش ہو گئے اور کچھ ایام کے بعد حبشہ کا رخ کر لیا۔ مہاجرین حبشہ میں سے تھے وہیں ان کی دختر ام خالد پیدا ہوئیں۔

یعقوب بن سفیان، بواسطہ ابو عستان روایت کرتے ہیں کہ اسحاق بن سعید نے ان سے بیان کیا کہ مجھے سعید بن عمرو بن سعید اور میرے بھائیوں نے بحوالہ ام خالد بنت سعید روایت کی کہ ان کے والد مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ اور وہیں ان کی (یعنی ام خالد کی) ولادت ہوئی تھی۔ ابن سعید، سعید بن عمرو بن سعید بن عاص کے طریق سے وہ اپنے چچا خالد بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن عاص بن امیہ بیمار ہوا تو اس نے کہا: اگر میں صحت یاب ہو گیا تو مکہ میں ابن ابی کبشہ (مراد حضرت محمد ﷺ) کے معبود کی پرستش نہیں ہوگی۔ تو خالد بن سعید نے کہا: اے اللہ! اسے تندرست نہ فرما۔ اور اسی سند سے خالد بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قریش کی ایک جماعت سمیت شاہ حبشہ کی جانب بھیجا تھا۔ خالد کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھی۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو وہاں ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی اور یہ لوگ اتنا عرصہ وہیں رہے کہ وہ بچی چلنے پھرنے اور بولنے لگی تھی۔

ابن ابی داؤد "مصاحف" میں بطریق ابراہیم بن عقبہ، ام خالد بنت خالد سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: سب سے پہلے میرے والد نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھی۔ "افراد" میں دارقطنی بطریق اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ وہ اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید سے سنا، فرماتی ہیں: میرے والد سب سے پہلے اسلام لائے جس کا سبب وہ خواب بنا جو انہوں نے دیکھا تھا..... (حدیث) فرماتے ہیں: اس روایت میں اسمعیل متفرد ہیں اور ان سے محمد بن ابی شملہ جو واقفی ہیں کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ عمر بن شبہ، مسلمہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن سعید نے فرمایا: میں اسلام تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے لے آیا تھا البتہ ابواحمجہ یعنی اپنے والد سعید بن العاص کے خوف سے اظہار نہ کر سکا جبکہ علی ابوطالب سے اس بارے میں خوفزدہ نہ تھے۔ ضمیرہ بن ربیعہ فرماتے ہیں: وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔ ام خالد فرماتی ہیں: میرے والد پانچویں نمبر پر مسلمان ہوئے جبکہ ابو بکر، علی، زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم نے ان سے پہلے کی ہے۔

حبشہ سے جب حضرت جعفر بن ابی طالب آئے تو ان کے ساتھ خالد اور ان کے بھائی عمرو بھی نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عمرۃ القضیہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ آپ ﷺ نے انہیں مذبح کے صدقات و زکوٰۃ کے لیے مقرر کیا تھا یعقوب بن سفیان بطریق زہری، سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلی ہجرت حبشہ میں جعفر بن ابی طالب اپنی اہلیہ اسماء بنت عمیس کے ساتھ اور حضرت عثمان بن عفان اپنی اہلیہ رقیہ بنت النبی ﷺ کے ساتھ اور خالد بن سعید بن عاص اپنی اہلیہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہی قول ابن اسحاق کا ہے البتہ ان کی اہلیہ کا نام امیہ بنت خالد بن اسعد بن عامر ازخرزاعہ لیا ہے۔ فروہ بن مسیک کے حالات میں بھی خالد کا تذکرہ ہوگا۔ فتوح میں سیف نے سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زمانہ ارتداد میں انہیں شام کے مشرقی علاقوں کا گورنر مقرر کیا تھا حضرت عمرو بن معدیکرب کے دیوان میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس وقت خالد بن سعید کی ایک قصیدہ میں مدح کی تھی جب آپ ﷺ نے انہیں زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے بھیجا تھا جس میں انہوں نے کہا:

میں نے خیر کے طلبگار سے کہا: اگر تو خالد سے ملا تو تجھے بڑی خوشی ہوگی اور واپس جاتے ہوئے تیرا دل اتنا خوش ہوگا کہ تو ان کی تعریف سے رطب اللسان ہوگا۔

ابن اسحاق، خلیفہ اور زبیر بن بنگار کا قول ہے: حضرت خالد مر ج الضفر کے روز شہید ہوئے، یہی قول اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے۔ محمد بن فلیح بحوالہ موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ اجنادین کے روز شہید ہوئے۔ اور یہی قول ابوالاسود نے بحوالہ عروہ قلمبند کیا ہے۔ اس میں اہل سیر و تاریخ کا اختلاف رہا ہے کہ کونسا معرکہ پہلے پیش آیا۔ واللہ اعلم

۲۱۴۰) خالد بن سلمہ

ابن الامین نے بحوالہ دارقطنی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قانع اپنی معجم میں بطریق خالد الحداء، بواسطہ ابوقلابہ بحوالہ خالد بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک غلام آزاد کر کے فرمایا: اس کی ولاء تمہاری ہے اس روایت کو ابن قانع نے بحوالہ عمر بن حسن اشثانی (جو ایک ضعیف راوی ہے) نقل کی ہے۔

۲۱۴۱) خالد بن سنان

بن ابی عبید بن وہب بن لوذان بن عبدوڈ بن ثعلبہ اوسی۔ عدوی فرماتے ہیں: احد میں شریک ہوئے اور ”یوم جسر“ میں شہید ہوئے۔

۲۱۴۲) خالد بن سیار

بن عبدعوف بن معشر بن بدر غفاری۔ بقول ابن کلبی: وہ اور حستان اسلمی نبی ﷺ کے (قربانی کے) اونٹ لے جانے والے تھے۔ ابن شاپین اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۴۳) خالد بن طفیل

بن مدرک غفاری۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابن بنت منیع نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جس میں تردد ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے ابن بنت منیع کی کتاب میں ان کا نام نہیں ملا، البتہ انہوں نے ان کے دادا مدرک کے سوانح میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ چنانچہ سفیان بن حمزہ کے طریق سے بحوالہ کثیر بن زید، خالد بن طفیل بن مدرک غفاری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو اپنی بیٹی لانے کے لئے مکہ بھیجا تھا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رکوع اور سجدہ کرتے تو فرماتے: اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک۔

”اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعہ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں“۔ (حدیث) *
سواں حدیث میں خالد کے صحابی ہونے کی کوئی صراحت نہیں ہاں البتہ اس کا احتمال ہے۔

* اسد الغابہ (۱۳۶۹) * ابوداؤد کتاب الصلاة باب القنوت فی الدعاء (۱۶۲۷) ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الوتر (۳۵۶۶)

نسائی کتاب قیام اللیل باب قدر السجدة بعد الوتر (۱۷۴۶) ابن ماجہ کتاب اقامتہ الصلاة والسنة فیہا باب ما جاء فی القنوت

فی الوتر (۱۱۷۹) جامع المسانید (۲۴/۴)

۲۱۴۴ * خالد بن عاص *

بن ہشام بن المغیرہ مخزومی، ان کے والد بدر میں قتل ہوئے۔ ابن سعد * اور ابن حبان * فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور مکہ ہی مقیم رہے۔ طبرانی اور ابن قانع ان کے حالات میں بروایت حماد بن سلمہ، عکرمہ بن خالد سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا کی طاعون کے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے حالانکہ عکرمہ کے دادا عاص بن ہشام ہیں جس کے ظاہر سے طبرانی کو دھوکا ہوا ہے اور عاص بن ہشام کو صحابہ کی فہرست میں شمار کر دیا ہے۔ جو کھلی غلطی ہے۔ جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ میں حرف عین میں کروں گا جہاں یہ بھی تفصیل ہوگی کہ عکرمہ کے والد خالد اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ نسب یوں ہے عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص لہذا صحبت سعید کے لیے ہے نہ کہ عاص کے لئے اور صاحب ترجمہ (جن کے حالات بیان ہو رہے ہیں) خالد بن عاص، خالد کے چچا ہیں جو عکرمہ کے والد کہلاتے ہیں۔ واللہ اعلم

بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی خالد بن عاص کو نافع بن عبد حارث خزاعی کے بعد مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔ صحیح مسلم میں ثابت مولیٰ عمر بن عبد العزیز کے طریق سے مروی ہے کہ جب عنینہ بن سفیان اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے درمیان جو جھگڑا پیش آیا کہ لوگ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو عنینہ نے طائف میں عبد اللہ بن عمرو کا مال لینا چاہا تو عبد اللہ بن عمرو کے پاس خالد بن عاص آ کر نصیحت کرنے لگے: تو عبد اللہ بن عمرو نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔“ * اس سے پتہ چلا کہ خالد بن عاص امیر معاویہ کی خلافت تک حیات رہے۔

۲۱۴۵ * خالد بن عبادہ غفاری *

ابو عمر * کا قول ہے یہ وہی ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز اپنے عمامہ سے کنویں میں اتارا تھا، جب ان لوگوں کو پیاس لگی تھی۔ بقول بعض: وہ اور ہیں۔

میں کہتا ہوں: ناجیہ بن اعجم اسلمی اور ناجیہ بن جنذب اسلمی کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بقول بعض: اترنے والے بریدہ بن حصیب تھے۔ بعض نے کہا: وہ براء بن عازب تھے۔ بہر کیف تعدد کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۴۶ (ن) خالد بن عبد اللہ بن حرملة * مدلجی *

بقول بعض وہ، ان کے والد اور دادا صحابہ ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابن ابی عاصم اور ایک جماعت نے انہیں ذکر کیا ہے۔ اور بطریق تحبک بن محمد اسلمی وہ اپنے والد وہ خالد بن عبد اللہ بن حرملة مدلجی سے ان کی ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عسفان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو ایک شخص آپ سے کہنے

* اسد الغابہ (۱۳۷۲) استیعاب (۶۲۵) * الطبقات (۱۹/۴) (۳۶/۲) * الثقات (۱۰۳/۳)

* ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی قتال اللصوص (۴۷۷۱) ترمذی فی کتاب الدیات (۱۴۱۹) (۱۴۲۰) نسائی کتاب التحريم (۴۰۹۹)

* اسد الغابہ (۱۳۷۳) استیعاب (۶۳۳) * استیعاب (۱۷/۲) * اسد الغابہ (۱۳۷۴)

لگا: کیا آپ کو بنی مدج کی پردہ نشین عورتوں اور اونٹوں کے چمڑوں کی رغبت ہے؟ لوگوں میں بنی مدج کا ایک شخص بھی موجود تھا جسے یہ بات ناگوار لگی، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی قوم کا دفاع کرے جب تک گناہ کا خطرہ نہ ہو۔“ * ایسا ہی ابن ابی عاصم کی روایت میں بطریق ابن ابی عاصم بحوالہ سحبل مروی ہے۔

طبرانی اور دوسرے حضرات نے یہی روایت دوسری سندوں سے نقل کی ہے جن میں ”میں نے دیکھا“ کے الفاظ نہیں ہیں۔ بیہقی نے شعب میں بطریق ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم بحوالہ سحبل نقل کی، فرماتے ہیں: خالد بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے، اس کے ایک راوی حسین قسانی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ابوسعید کے علاوہ کسی نے ”عن ابیہ“ کے الفاظ کہے ہوں۔ اور ابوسعید کے طریق سے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں یہ روایت مختصر نقل کی ہے۔ مطین نے وحدان میں انس بن عیاض کے طریق سے بحوالہ سحبل نقل کی ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: خالد کی حدیث مرسل ہے نبی ﷺ سے لہذا ملاقات نہیں ہوئی۔ امام بخاری، * ابو حاتم رازی * اور ابن حبان * وغیرہ حضرات نے تابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۱۷۷ خالد بن عبد اللہ خزاعی *

بقول بعض اسلمی۔ ابو عمر * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ہے نبی ﷺ جنین کے روز قیدیوں کو لے کر واپس آئے تو بمقام ہجرانہ انہیں تقسیم کیا۔ (لیکن یاد رہے) ان کی حدیث بطور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔

۲۱۷۸ (ن) خالد بن عبد اللہ قسانی

قاف نون مخفف اور الف کے بعد پھر نون۔ از بنی حارث بن کعب۔ بقول ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۲۱۷۹ (ن) خالد بن عبد اللہ عدوی

بقول ابن حبان * نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۲۱۸۰ خالد بن عبد العزی *

بن سلامہ بن مرہ بن جعونہ بن حتر بن عدی بن سلول بن کعب خزاعی ابو خناس، نسائی نے ان کی کنیت ابو حشرش لکھی ہے۔ یہی قول قوی ہے۔ اس واسطے کہ ابو خناس ان کے بیٹے مسعود کی کنیت ہے۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یعقوب بن سفیان اپنے نسخہ میں رقمطراز ہیں کہ ہمیں سلیمان بن عثمان بن ولید نے بیان کیا کہ مجھے میرے چچا ابو مصرف سعید بن ولید بن عبد اللہ بن مسعود بن خالد بن عبد العزی وہ اپنے والد سے وہ اپنے والد سے وہ خالد بن عبد العزی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بکری ذبح کر کے بھیجی۔ خالد کے اہل و عیال زیادہ تھے۔ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اس میں

* ابوداؤد کتاب الادب (۱۵۲۰) کنز العمال (۶۹۳۲، ۵۱۲۰) جامع المسانید (۲۷/۴)

* التاريخ الكبير (۱۵۹/۱) الجرح والتعديل (۳۳۸/۳) الثقات (۲۵۷/۶)

* اسد الغابہ (۱۳۷۶) استيعاب (۶۳۴) تجريد (۱۵۲/۱) * استيعاب (۱۷/۲)

* الثقات (۱۰۵/۳) اسد الغابہ (۱۳۷۵) تجريد (۱۵۲/۱) * الثقات (۱۰۴/۳)

سے تناول کر کے باقیماندہ انہیں بھجوا دی۔ انہوں نے اس میں سے کھایا پھر بھی گوشت بچ گیا۔*
 حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی کتاب الکافی میں یہ روایت بواسطہ یعقوب بنحوالہ ان (اس شخصیت) کے
 طویل نقل کی ہے کہ میں نے ابو مصرف سے کہا: کیا آپ نے خالد کو دیکھا تھا؟ کہنے لگے: ہاں (لیکن) مجھ سے حدیث بیان کرنے
 والے مسعود ہیں۔ اس کا ایک طریق بھی ہے جسے طبرانی نے بواسطہ محمد بن علی الصائغ، ابو مالک بن ابی فارس خزاعی سے وہ فرماتے ہیں
 مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا مسعود بن خالد وہ خالد بن عبدالعزیٰ بن سلامہ روایت کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ ﷺ بمقام ہجرانہ ان کے ہاں فروکش ہوئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں ایک بکری ذبح کر کے بھیجی اور خدمت
 رسالت میں ہی رہے۔ (حدیث)

اسی میں ہے کہ ان کا عمرہ کا ارادہ ہوا تو آپ نے ان کے ساتھ اپنے ایک صحابی محرش بن عبداللہ بھیجے جو انہیں خفیہ راستے سے
 مکہ لے گئے۔ ارکان عمرہ ادا کیے اور صبح خالد کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے بیٹے مسعود بن خالد کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان
 ہوں گے۔

۲۱۸۱) خالد بن عبید اللہ*

بن الحجاج سلمی، ابن ابی حاتم* فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسکن اور طبرانی بطریق اسمعیل بن
 عیاش، عقیل بن مدرک سلمی سے بحوالہ حارث بن خالد بن عبداللہ سلمی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیادہ اعمال کے رہ جانے کی وجہ سے تمہیں تمہارے اموال کا تہائی حصہ عطا کیا ہے“* ابن مندہ
 فرماتے ہیں: اسمعیل سے یہ روایت مشہور ہے ان کی ایک اور حدیث بطریق ابن عائد، خالد بن عبید اللہ بن حجاج روایت کی ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللہم انی اعوذ بک ان اظلم أو اظلم۔* ”اے اللہ! میں ظلم کرنے اور کیے جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ (حدیث)
 فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

۲۱۸۲) خالد بن عتبہ

بن ربیعہ بن عبد شمس۔ بقول بعض: یہ ابو ہاشم کا نام ہے۔ کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۱۸۳) خالد بن عدی الجہنی*

اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اشعر فروکش ہوئے۔ امام احمد، ابن ابی شیبہ، حارث، ابو یعلیٰ اور طبرانی* نے ان کی حدیث

- * جامع المسانید (۲۷/۴) * اسد الغابہ (۱۳۷۶) تجرید (۱۵۲/۱) * الجرح والتعديل (۳۳۸/۳)
- * المعجم الكبير (۴/۱۲۹) السنن الكبرى (۶/۲۹۶) مجمع الزوائد (۴/۲۱۵)
- * ابوداؤد کتاب الادب باب جاء فیمن دخل بیتہ ما یقول (۵۰۹۴) ترمذی کتاب الدعوات باب منه (۳۴۲۷)
- * نسائی کتاب الاستعاذہ باب الاستعاذہ من الضلال (۵۵۰۱)
- * اسد الغابہ (۱۳۷۷) استیعاب (۶۴۰) * المعجم الكبير (۴/۱۹۶)

بطریق بسر بن سعید بحوالہ خالد بن عدی روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جسے اپنے بھائی کی طرف سے بغیر حرص و سوال کوئی بھلائی پہنچ جائے تو وہ اسے روڈ نہ کرے بلکہ قبول کر لے کیونکہ درحقیقت یہ ایسا رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف روانہ کیا ہے۔“ اس کی سند ابو یعلیٰ کے سیاق سے صحیح ہے۔

۲۱۸۳ خالد بن عرفطہ*

بن ابرہہ بن سنان لیشی۔ بقول بعض عذری، یہی صحیح نسبت ہے۔ عمر بن شبہ ”اخبار مکہ“ میں تحریر کرتے ہیں: خالد بن عرفطہ بن صخر بن حراز بن کابل بن عبد بن عذرہ، بچپن میں مکہ آگئے اور بنی زہرہ سے عہد و پیمان کیا یوں وہ بنی زہرہ کے حلیف ہیں۔ بقول بعض: یہ ثعلبہ بن صعیر عذری کے بھتیجے اور عبد اللہ بن ثعلبہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

ابن مندہ نے ایک شاذ قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ خزاعی ہیں، ابن کلبی نے ان کے دادا اسنان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: ابن صفی بن ہانکہ بن عبد اللہ بن غیلان بن اسلم بن حراز بن کابل بن عذرہ۔ لکھتے ہیں: وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ حضرت سعد نے جنگ قادسیہ کی ذمہ داری انہیں سونپی تھی۔ ترمذی نے صحیح سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ان سے ابو عثمان نہدی، عبد اللہ بن یسار، ان کے مولا مسلم اور ابواسحاق سبعی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ عراقی فتوحات میں خالد حضرت سعد بن ابی وقاص کے دست و بازو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق حکمنامہ بھیجا کہ انہیں امیر بناؤ۔ اسی بنا پر حضرت سعد انہیں اپنا نائب چھوڑ گئے تھے۔ جب لوگوں نے امیر معاویہ کی بیعت شروع کی اور کوفہ پہنچے تو عبد اللہ بن ابی حوساء نخیلہ مقام میں علم بغاوت لے کر نکلے جس کی سرکوبی کے لئے انہی خالد بن عرفطہ کو روانہ کیا جنہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اگرچہ تھوڑی بہت جنگ جاری رہی۔

خالد ۶۰ھ تک حیات رہے۔ بقول بعض ۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ ابن المعلم (جو شیخ مفید رافضی کے نام سے مشہور ہے) نے ”مناقب علی رضی اللہ عنہ“ میں ثابت ثمالی کے طریق سے بواسطہ ابواسحاق بحوالہ سوید بن غفلہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: میرا وادی قری سے گزر ہوا تو میں نے وہاں خالد بن عرفطہ کی لاش دیکھی ہے۔ آپ نے ان کے لیے دعاء مغفرت کی، پھر فرمایا: وہ نہیں فوت ہوئے۔ جب تک وہ گمراہ لشکر کی قیادت نہیں کر لیتے نہیں مریں گے۔ ان کا علم بردار حبیب بن حمار ہوگا۔ وہ شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: امیر المؤمنین! مجھے تو آپ سے محبت ہے اور میں ہی حبیب بن حمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اسے اٹھاؤ گے اور اسے لے کر اس دروازے سے داخل ہو گے۔ آپ نے باب المقبل کی طرف اشارہ کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو اس نے مقدمۃ الجیش میں خالد کو مقرر کیا اور حبیب بن حمار ان کا علم بردار تھا۔ اور مسجد میں باب المقبل سے ہی داخل ہوا۔

امام احمد* کے ہاں بروایت ابی اسحاق منقول ہے۔ ایک نیک شخص فوت ہوا تو ہماری ملاقات خالد بن عرفطہ اور سلیمان بن سرد سے ہوئی جو دونوں صحابی ہیں۔*

* اسد الغابہ (۱۳۷۸) استیعاب (۶۳۶) تجرید (۱۵۲/۱)

* مسند احمد (۲۹۲/۵) المعجم الكبير (۴۰۹۹/۴) کنز العمال (۳۱۰۰۵)

* جامع المسانید (۳۲/۴)

۲۱۸۵ (ز) خالد بن عقبہ

بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس اموی، ولید کے بھائی۔ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔ رقبہ فروکش ہوئے تھے وہیں ان کی اولاد ہے۔ رقبہ کے مؤرخ نے اس کی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں دار کے روزانہ کا ایک نشان ہے جس کی طرف ازہر بن سیمان اپنے اس شعر میں اشارہ کرتا ہے:

”لوگ مجھے حویلی عثمان میں ننگے سر پھرنے پر ملامت کرتے ہیں جبکہ وہاں سے خالد باوجودیکہ وہ زرہ پوش تھا بھاگ نکلا۔“

۲۱۸۶ خالد بن عقبہ

ابو عمر کہتے ہیں یہ وہی ہیں جنہوں نے خدمت رسالت میں آ کر عرض کی تھی: مجھے قرآن سنائیے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ”اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔“

وہ کہنے لگے: ”اللہ کی قسم! اس میں بڑی چاشنی ہے یہ بہت بارونق ہے اس کا زیریں حصہ با آب اور بالائی حصہ بار آور ہے۔“

بقول ابو عمر: مجھے معلوم نہیں یہ وہی ابن ابی معیط ہیں یا کوئی اور ہیں۔ فرماتے ہیں: میرا غالب گمان یہی ہے کہ یہ اور ہیں (کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کے بیٹے خالد کی کوئی روایت نہیں۔ [عامر])

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی اور نہ یہ ذکر کیا کہ کس نے اس کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح کی بات مغازی ابن اسحاق میں ولید بن مغیرہ کے حوالہ سے مشہور ہے اس کے باوجود سیاق میں صاحب قصہ کے اسلام لانے کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲۱۸۷ خالد بن عمرو

بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی، بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کی، ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔

۲۱۸۸ خالد بن عمرو

بن ابی کعب انصاری۔ ابن اسحاق نے عقبہ میں شریک حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے یہ تجویز دی ہے کہ یہ پہلے والے ہو سکتے ہیں۔ عدی کی کنیت ابو کعب ہو۔

۲۱۸۹ خالد بن عمیر عبدی

حسن بن سفیان اپنی مسند میں معلیٰ بن مہدی، بشر بن مفضل، شعبہ، سماک بن حرب بحوالہ خالد بن عمیر روایت کرتے ہیں،

اسد الغابہ (۱۳۸۰) استیعاب (۶۲۷) * اسد الغابہ (۹۴۱۲) * اسد الغابہ (۱۳۸۱) استیعاب (۶۳۰) *
 استیعاب (۱۶/۲) النحل: ۹۰ * اسد الغابہ (۱۳۸۲) استیعاب (۶۲۰) * اسد الغابہ (۱۳۸۳) *
 اسد الغابہ (۱۳۸۰) استیعاب (۶۲۷) * اسد الغابہ (۹۴۱۲) * اسد الغابہ (۱۳۸۱) استیعاب (۶۳۰) *
 استیعاب (۱۶/۲) النحل: ۹۰ * اسد الغابہ (۱۳۸۲) استیعاب (۶۲۰) * اسد الغابہ (۱۳۸۳) *

فرمایا: جب نبی ﷺ مکہ میں تھے میں وہاں آیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ بہت سی شلواریں فروخت کیں۔ آپ ﷺ نے بدلہ میں مجھے زیادہ وزن کر کے معاوضہ دیا۔* اس سند کے رجال تو ثقہ ہیں البتہ شعبہ اور سماک سے آگے راویوں میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ روایت مخرمہ عبدی سے مروی ہے، رہے خالد بن عمیر سدوسی جن سے عتبہ بن غزو ان روایت کرتے ہیں تو وہ مخضرمی ہیں جن کا ذکر تیسری قسم میں ہوگا۔

۲۱۹۰) خالد بن عنبس

سعید بن عفیر نے اہل مصر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن الاثیر بحوالہ ابوریح جیزی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جس پر مغلطائی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: ابوریح کی کتاب میں ان کا نام نہیں ہے۔ البتہ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۱۹۱) خالد بن غلاب

محمد بن زکریا غلابی کے دادا۔ انہیں وفد میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر بصرہ فروکش ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اصہبان کے والی مقرر ہوئے۔ ابن مندہ احوص بن مفضل بن غسان کے طریق سے وہ اپنے چچا محمد بن غسان سے وہ اپنے دادا خالد بن عمرو سے وہ اپنے والد عمرو بن معاویہ سے وہ اپنے والد عمرو بن خالد بن غلاب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو میرے والد ان کی مدد کے لئے آئے وہ اصہبان کے والی تھے۔ اسی وقت ان کی شہادت کا سانحہ فاجعہ پیش آیا۔ چنانچہ وہ اپنے طائف والے گھر واپس چلے گئے۔ بعد میں میں اپنے والد کے لباس میں جنگ جمل میں شریک ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضری ہوئی، آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: عمرو بن خالد۔ فرمایا: ابن غلاب؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: میں نے اس کے والد کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے فتنوں کا تذکرہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اسے ظاہر و پوشیدہ فتنوں سے بچا۔“*

ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے جسے روایت کرنے میں ان کی اولاد متفرد ہے۔ غلاب حقیقت میں عورت کا نام ہے۔ ”تاریخ اصہبان“ میں ابو نعیم لکھتے ہیں: خالد بن حارث بن اوس بن نابغہ بن عمرو بن حبیب بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن ہوازن۔ مرزبانی کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ”بیت المال“ کے نگران تھے۔ اصہبان کے کچھ کام بھی ان کے سپرد تھے۔ جس کے متعلق ابوالخواریزم بن قیس کلابی اپنے اس قصیدہ میں کہتا ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گورنروں کی شکایت کرتا ہے

”جب ہندی تاجر مشک کا نافع لایا تو وہ ان کی گردنوں پر بہ رہی تھی۔ نفع پہنچانے والوں کو آپ ہرگز نہ بھولنا، وہ دونوں اور نہ بنی نصر کے سرداروں میں سے ابن غلاب کو فراموش کرنا۔“

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس کا تذکرہ اس کے قائل یزید بن قیس کے حالات میں قسم ثالث کے تحت آئے گا۔ اس پر خالد ان اشعار میں اسے جواب دیا:

* اسد الغابہ (۹۵/۲) * کنز العمال (۳۱۶۸۰)

”ابوالمختار کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میں تمہارا رشتہ دار اور تمہارا گپ باز تھا۔ کسی دن بھی تم پر میری کوئی زیادتی نہیں جس کی پاداش میں مجھے تم اشعار میں شامل لوگوں میں ملانا چاہتے ہو۔“
ان کے یہ دونوں اشعار دعبیل نے طبقات الشعراء میں ذکر کیے ہیں۔

۲۱۹۲) خالد بن قیس بن مالک

بن عجلان بن مالک بن عامر بن بیاضہ انصاری خزرجی بیاضی۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر بیعت عقبہ، بدر اور احد کے شرکاء میں کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: ان لوگوں میں سے تھے جو بدر کے روز بڑی بے جگری سے لڑے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے شرکاء بیعت عقبہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۱۹۳) (ن) خالد بن قیس سہمی

تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ عبدالرحمن بن ربیع کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۱۹۴) خالد بن قیس بن نعمان

خلید میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۱۹۵) خالد بن کعب

بن عمرو بن عوف بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری مازنی۔ واقعہ بمر معونہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی اور عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۹۶) خالد بن مالک

بن ربیع بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم تمیمی نہشلی، مقاتل کی تفسیر میں ان کا ذکر آتا ہے کہ یہ اس وفد میں تھے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”جو لوگ حجروں سے باہر آپ کو آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر (یہ) نہیں سمجھتے (کہ بے ادبی ہوگی)۔“

صاعد ربیع کی کتاب النصوص میں ابو عبیدہ معمر بن شنی سے ان کی روایت سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ بردبار تھے اور اپنے چچا حاجب بن زرارہ کے مشابہ تھے۔ ایک دفعہ حاجب بیٹھے تھے کہ ان کے اونٹ لائے گئے۔ اتنے میں خالد بن مالک نہشلی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لیے آگئے اور کہنے لگے: یا تو تم رقص کرو گے یا میں تمہیں نیزہ گھونپ دوں گا۔ وہ بولے پرے ہٹ بے وقوف! لیکن وہ ڈنارہا۔ وہ بوڑھا پے کے عالم میں اٹھے، جھوم گھوم کر ٹھہر گئے۔ ادھر شیبان بن علقمہ بن زرارہ کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگے: کیا خالد کو مذاق کے لیے میرا چچا ہی نظر آیا ہے؟ میں ضرور اس کا فیصلہ کروں گا۔ بنی تمیم نے حاجب سے بات کی تو انہوں

اسد الغابہ (۱۳۸۹) استیعاب (۶۳۱) تجرید (۱۵۳/۱) الثقات (۱۰۵/۳) اسد الغابہ (۱۳۹۱)

اسد الغابہ (۹۶/۲) اسد الغابہ (۱۳۹۳) سورة الحجرات : ۴

نے انہیں منع کر دیا۔ پھر قعقاع بن معبد اور خالد بن مالک نے ربیعہ بن جدار اسدی سے فیصلہ کرایا، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے دونوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ سے بھیجتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ سے بھیجتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم دونوں کی رائیں مختلف نہ ہوتیں تو میں انہیں قبول کر لیتا“۔ چنانچہ وہ دونوں واپس آگئے اور آپ ﷺ نے انہیں کوئی ذمہ داری نہیں سونپی۔ ابو احمد عسکری نے یہی قصہ ”الصحابة“ میں ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کرنے کے بعد یہ ذکر نہیں کیا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ میرے خیال میں صرف عسکری نے ان کا صحابی ہونا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر نے بھی ان کا ذکر کیا ہے البتہ انہیں ان کے دادا کی طرف نسبت کر کے کہا: خالد بن ربیع۔ جن کا تذکرہ میں نے پہلے کیا ہے وہاں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابو عمر بحوالہ ابن المنکدر روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قعقاع اور خالد سے فرمایا: ”میں تمہیں پہچان چکا ہوں“۔ آپ کا ارادہ تھا کہ ان میں سے ایک کو بنی تمیم کا سردار بنائیں۔ لیکن رائے دہی میں حضرات شیخین ابو بکر و عمر کا اختلاف ہو گیا، پھر ان کا ذکر کیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کسی کام میں پہل نہ کیا کرو“۔

حضرات شیخین کی رائے میں اختلاف کا قصہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق ابن ابی ملیکہ، ابو بکر سے نقل کیا ہے، البتہ اس میں یہی قعقاع اور اقرع بن حابس ہیں خالد بن مالک کا نام نہیں ہے۔

تنبیہ: ربیعہ کے والد جدار کا نام حاء کے زیر اور ذال سے ہے۔ ابن عبدالبر نے وہم کی وجہ سے یہ نام جیم اور دال سے قلمبند کیا ہے۔

۲۱۹۷ خالد بن مغیث

ابن وہب بواسطہ عمرو بن حارث، سعید بن ابی ہلال سے، وہ شیبہ بن نصاح سے وہ خالد بن مغیث سے جو صحابی ہیں روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے قزمان کو جہنم کی ایک چادر میں لپٹے دیکھا“۔ مراد وہ شخص ہے جس نے خیبر کے روز مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ اسے ابن ابی عاصم وغیرہ نے حدیث ابن وہب سے نقل کیا ہے۔ جہاں تک ابن ابی حاتم ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں جن سے آگے شیبہ بن نصاح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: شیبہ کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، یوں خالد سے ان کی روایت میں انقطاع ہوگا۔ رہے خالد تو خود اسناد سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۱۹۸ خالد بن نافع خزاعی

خالد نامی حضرات کے اخیر میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

* مسند احمد (۲۲۶/۴ و ۲۲۷) * اسد الغابہ (۲۹۷) * استیعاب (۴۳۶/۲) * سورة الحجرات * اسد الغابہ (۱۳۹۵) تجرید (۱۵۴/۱) * الاحاد والمثانی (۲۴۷/۵) * الجرح والتعديل (۳۵۲/۳)

۲۱۹۹) خالد بن نضله اسلمی

بقول بعض یہ ابو برزہ کا نام ہے جو یثیم بن عدی نے بتایا ہے، اور مشہور یہ ہے کہ وہ نضله بن عبید ہیں۔

۲۲۰۰) خالد بن نعمان

بن حارث بن رزاح بن ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظفّری۔ حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ غزوہ موتہ میں شریک ہوئے اور اسی میں شہادت پائی۔

۲۲۰۱) خالد بن ہشام

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، ابو جہل کے بھائی۔ عبدان نے بشر بن تمیم تک کی اپنی سند سے تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر کے روز کافر گرفتار ہوئے۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ اسلام لائے۔ زبیر بن بکر نے بطحاء کے متعلق ان کے رجز یہ اشعار نقل کیے ہیں جن کا مطلع یہ ہے: ”یا تو مجھے شاموں کے اوقات میں برتن بھرنے والا دیکھے گی“۔ فاللہ اعلم

۲۲۰۲) خالد بن ہوذہ

بن ربیعہ بگائی۔ بقول بعض قشیری، ان کے بیٹے عدا کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ باوردی عبد المجید ابی عمرو کے طریق سے بحوالہ عدا بن خالد روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ نکلا تو میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے دیکھا۔ اصمعی ابو عمرو بن علاء سے روایت کرتے ہیں کہ عدا اور ان کے بھائی حرمہ اور ان کے والد اسلام لے آئے تھے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ نبی ﷺ نے خزاعہ کی طرف ان دونوں کے اسلام لانے کا مژدہ دینے کے لیے پیام بھیجا۔ ابن کلبی نے تالیف قلبی والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ”جمہرہ“ میں لکھا ہے کہ خالد اور حرمہ صاحبزادگان ہوذہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ فرماتے ہیں: خالد ہی نے حجاج بن یوسف ثقفی کے دادا ابو عقیل کو قتل کیا تھا۔

۲۲۰۳) خالد بن ولید بن مغیرہ

ابن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، سیف اللہ، ابوسلیمان۔ والدہ کا نام لبابہ صغری بنت حارث بن حرب ہلائیہ ہے جو لبابہ کبریٰ زوجہ عباس بن عبد المطلب کی بہن ہیں اور یہ دونوں میمونہ بنت حارث زوجہ رسول اللہ ﷺ کی بہنیں ہیں۔ جاہلیت میں خالد قریش کے ایک معزز فرد تھے۔ دور جاہلیت میں فوج کی سپہ سالاری ان کے سپرد تھی۔ عمرہ حدیبیہ تک مسلمانوں اور کفار کی باہمی جنگوں میں کفار قریش کے ساتھ تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ قریش کے مقدمہ الجیش کی کمان کر رہے تھے۔ پھر خیبر کے بعد ۷ھ میں اسلام لے آئے۔ بقول بعض اس سے قبل مسلمان ہو چکے تھے، جس کا گمان ہے کہ وہ ۵ھ میں مسلمان ہوئے اسے وہم ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۱۴۰۱) استیعاب (۶۲۹) * اسد الغابہ (۱۰۱/۲) * اسد الغابہ (۱۴۰۲) استیعاب (۶۲۸)

اسد الغابہ (۱۰۱/۲) * اسد الغابہ (۱۳۹۹) استیعاب (۶۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں: یزید بن ابی حبیب نے راشد مولا حبیب بن ابی اوس سے، انہوں نے حبیب سے نقل کیا، فرمایا: مجھے عمرو بن عاص نے اپنی زبانی بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوا تو خالد سے راہ میں ملاقات ہو گئی۔ پوچھا: ابوسلیمان! کہاں کا قصد ہے؟ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔ کب تک حق سے منہ پھیریں گے؟ میں نے کہا: میرا بھی مسلمان ہونے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ ہم دونوں ایک ساتھ ہی وہاں پہنچے۔ خالد آگے بڑھے، اسلام قبول کیا اور بیعت ہوئے۔ پھر میں نے بیعت کی اس کے بعد میں واپس آ گیا (اور خالد مدینہ ہی ٹھہر گئے)۔ غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کے ساتھ شرکت کی۔ جب تیسرے امیر (عبداللہ بن رواحہ) کی شہادت ہوئی تو خالد نے پرچم اٹھایا اور لوگوں کو میدان سے ہٹا لیا۔ ادھر آپ ﷺ نے (بذریعہ وحی) خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو آگاہ کیا جس کا ثبوت صحیح بخاری میں ہے۔

فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جس میں جراث کا مظاہرہ کیا اور بنی خزیمہ کے ساتھ جو تھوڑی بہت چھیڑ چھاڑ پیش آئی اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ اس کے بعد حنین اور طائف میں عزئی کو گرانے میں شریک ہوئے۔ صحیحین وغیرہ میں ان کی نبی ﷺ سے روایت ہے ان سے ابن عباس، جابر، مقدم بن معدی کرب، قیس بن ابی حازم اور علقمہ بن قیس وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ترمذی* نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ کسی جگہ پڑاؤ کیا۔ لوگ سامان اتار کر گزرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے بتایا یہ فلاں صاحب ہیں، اتنے میں خالد بن ولید کا گزر ہوا، فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: خالد بن ولید، فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور اس کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے“۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اکیس دو سو کی طرف بھیجا جسے وہ گرفتار کر لائے تھے۔

ابو اسحاق کے طریق سے بواسطہ عاصم حضرت انس اور عمرو بن ابی سلمہ مزوی ہے کہ نبی ﷺ نے خالد کو دومہ اکیدر کی جانب ایک دستہ کے ساتھ روانہ کیا تو یہ لوگ اسے پکڑ کر لے آئے۔ آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیرہ لینے پر صلح کر لی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدوں سے جنگ کے لیے روانہ کیا تھا جس میں انہوں نے ان کے چھٹکے چھڑا دیئے۔ بعد میں فارس و روم سے جنگوں کا سپہ سالار مقرر کیا جن میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ اور دمشق کو فتح کر لیا۔ یعقوب بن سفیان ابوالاسود کے طریق سے بحوالہ عروہ روایت کرتے ہیں کہ جب خالد یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام جانے کا حکم دیا۔ تو وہ عین تمر کی راہ چلے اور دومہ الجندل سے جودی کی بیٹی کو قید کر لیا اور شام پہنچ کر اللہ کے دشمن کو شکست دی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا نائب بنایا تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس عہدے سے معزول کر دیا۔ چنانچہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں ناشرہ بن سہمی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی بابت معذرت کی تو ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ بولے: آپ نے ایسے گورنر کو معزول کیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا تھا اور جسے رسول اللہ ﷺ نے بلند مرتبہ دیا۔ آپ نے اسے گھٹایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم قریبی رشتہ دار، نوجوان اور اپنے چچا زاد کے لیے غصہ میں ہو“۔ ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: مجھے میرے والد نے بواسطہ عباد بن عوام، انہوں نے سفیان بن حسین بحوالہ قتادہ بتایا کہ نبی ﷺ نے خالد بن ولید کو عزی* کی جانب روانہ کیا جسے یہ منہدم کر آئے۔

* ترمذی کتاب المناقب باب مناقب خالد بن ولید (۳۸۴۶) * اسد الغابہ (۹۹/۲)

ابوزرعہ دمشق فرماتے ہیں: مجھے علی بن عباس نے ولید سے بحوالہ وحشی انہوں نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کر کے بتاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو مردوں سے جنگ کا پرچم عطا کیا۔ اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور خاندان کا فرد خالد بن ولید ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے سونپا ہے۔“ امام احمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حسین بن علی نے ہمیں بحوالہ زائدہ انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام سے خالد بن ولید کو معزول کر کے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا، جس پر حضرت خالد بولے: تمہیں اس امت کے امانت دار نصیب ہوئے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سنا ہے، حضرت ابو عبیدہ سے رہا نہ گیا، کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، خاندان کا بہترین نوجوان ہے۔“ ابو یعلیٰ بطریق قسحی بحوالہ ابن ابی اونی مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ”خالد کو اذیت نہ دینا یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے بے نیام کیا ہے۔“ اور اسمعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ قیس بن ابی حازم مروی ہے کہ مجھے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جیسی روایت بیان کی گئی ہے۔

سعید بن منصور، ہشیم سے، وہ عبد الحمید بن جعفر سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی کھو گئی، فرمایا: اسے ڈھونڈو۔ لیکن نہ ملی، بالآخر مزید تلاش سے مل گئی۔ کیا دیکھتے ہیں ان کے پیچھے ہے۔ کسی نے اس کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: حضور علیہ السلام نے عمرہ کے دوران سر ترشوا یا، لوگوں نے آپ کے بال لینے میں ایک دوسرے سے پہل کی لیکن آپ کی پیشانی کے موئے مبارک مجھ سے پہلے کوئی نہ لے سکا جنہیں میں نے اس ٹوپی میں سی لیا ہے۔ جس لڑائی میں بھی دشمن سے میرا ساتھ ہوا فتح و نصرت دوڑی آئی۔ ابو یعلیٰ، شرح بن یونس سے وہ ہشیم سے مختصر روایت کرتے ہیں، جس کے آخر میں ہے مجھے جس مہم پر بھی روانہ کیا گیا تو مجھے فتح نصیب ہوئی۔ صحیحین میں زکاة کے قصہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خالد نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں روک رکھے ہیں۔“

بخاری میں قیس بن ابی حازم سے بحوالہ خالد بن ولید مروی ہے، فرمایا: جنگ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، یعنی جماعت ہی میرے ساتھ ثابت قدم رہی۔ یونس بن ابی اسحاق بحوالہ ابوسفر روایت کرتے ہیں: حضرت خالد بن ولید جب حرہ تشریف لائے تو زہر پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے ہتھیلی پر رکھا، بسم اللہ پڑھی اور پی گئے، جس سے کچھ نقصان نہ ہوا۔ اسے ابو یعلیٰ نے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے دوسری دوسندوں سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیانے بحوالہ خثیمہ صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت خالد کے پاس ایک شخص شراب کا مشکیزہ لیے حاضر ہوا، آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! اسے شہد بنا دے۔“ چنانچہ وہ شہد میں تبدیل ہو گئی۔ اور اسی سند سے ان کی روایت میں ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا جس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا: اس میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: سرکہ۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے سرکہ ہی کر دے۔ چنانچہ دیکھا گیا تو سرکہ ہی نکلا حالانکہ اس

المستدرک (۲۸۹/۳) مجمع الزوائد (۳۴۹/۹) کنز العمال (۱۱۳۰۷) مسند احمد (۳۲۳/۴)

المعجم الكبير (۳۸۰۱) مجمع الزوائد (۳۴۹/۹) مسند ابی یعلیٰ (۷۱۸۸) مسند ابی یعلیٰ (۷۱۸۳/۱۳)

بخاری کتاب الزکاة باب قول الله تعالى ”وفى الرقاب والغارمين...“ (۱۴۶۸) مسلم کتاب الزکاة باب فى تقديم

الزکاة (۲۲۷۴) ابوداؤد کتاب الزکاة باب فى تعجيل الزکاة (۱۶۲۳) مسند احمد (۳۲۱/۲)

میں شراب تھی۔

ابن سعد، محمد بن عبد اللہ سے وہ اسمعیل بن ابی خالد سے وہ زیاد مولا آل خالد سے روایت کرتے ہیں کہ خالد نے اپنی موت کے وقت کہا: ”جو بر فیلی رات مہاجرین کی جماعت میں جہاد میں بسر ہو وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جس کی اگلی صبح دشمن کا سامنا ہو، سو تم لوگ جہاد نہ چھوڑنا“۔ ابو یعلیٰ اسمعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ قیس روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد نے فرمایا: ”وہ ٹھنڈی رات مجھے اس رات سے کئی درجے عزیز ہے جس میں میری محبوبہ کو میری طرف روانہ کیا جائے اور مجھے لڑکے کی ولادت کی خوشخبری دی جائے“۔ اسی طرح کے مفہوم کے الفاظ ذکر کیے۔ اسی سند سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مجھے جہاد کی مشغولی نے زیادہ قرآن سیکھنے کا موقع نہ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا سبب زبیر بن بکار نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مال حاصل ہوتا تو وہ اہل غنیمت میں بانٹ دیتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا حساب نہ بھیجتے۔ جس میں چند ایسی باتیں بھی پیش آئیں جنہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ مالک بن نویرہ کا قتل اور اس کی بیوی سے شادی کرنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزارا۔ تمام بن نویرہ کو دیت پیش کی اور خالد سے مالک کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا لیکن انہیں معزول کرنے کا خیال نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تردید کرتے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے بجاتے۔ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں امیر تھے۔ آپ نے انہیں طلحہ کی طرف بھیجا تھا جسے انہوں نے شکست سے دوچار کیا۔ پھر مسیلمہ کا رخ کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قتل کر دیا۔

زبیر فرماتے ہیں: مجھے محمد بن مسلم نے بحوالہ امام مالک بن انس بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: خالد کو یہ حکمنامہ بھیجیں کہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے۔ آپ نے یہ فرمان انہیں بھیجا دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب بھیجا کہ اگر مجھے میری موجودہ حالت پر چھوڑ دیں تو کام کر سکتا ہوں ورنہ اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے لگے: خالد جیسا کون ثابت ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں۔ فرمایا: تم! چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامان وغیرہ تیار کر کے جانے لگے اور گھر میں سواری کا اونٹ بھی بٹھا دیا گیا۔ اصحاب رسول یہ منظر دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: عمر کہاں جا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو ان کی ضرورت ہے اور آپ نے خالد کو کیوں معزول کر دیا جبکہ وہ آپ کے لئے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا: تو پھر میں کیا کروں؟ انہوں نے کہا: آپ عمر سے باصرار کہیں تاکہ وہ یہیں ٹھہر جائیں اور خالد کو لکھ بھیجیں کہ اپنا کام جاری رکھو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خالد کو لکھا: میری اجازت کے بغیر اونٹ کیا بکری تک کسی کو نہ دینا۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہی جواب بھیجا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ جھوٹ نہ بلوائے میں جس بات کا مشورہ ابو بکر کو دیتا تھا خود اسے نافذ نہ کروں۔ چنانچہ آپ نے انہیں معزول کر دیا۔ بعد میں آپ انہیں کوئی ذمہ داری سونپ چاہتے تو وہ شرط لگاتے کہ مجھے آزادی سے کام کی اجازت ہو۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات نامنظور تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرما۔

ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خالد کے متعلق شبہ ہوتا تھا پھر وہ قصہ ذکر کیا جو علقمہ بن علاشہ کے حالات میں بیان ہوگا۔
زبیر کا بیان ہے کہ جب حضرت خالد کی وفات کا وقت ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت کا ذمہ دار بنایا تو وہ اس کے لیے تیار ہو گئے اتنے میں حضرت خالد کے متعلق ایک شاعر سے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ خالد پر رحم کرے۔ جس پر طلحہ بن عبید اللہ نے آپ سے کہا:

”موت کے بعد آپ مجھے خوش آمدید کہتے ہیں، اس کی میں ہرگز آپ سے توقع نہیں کرتا جبکہ میری زندگی میں میرا توشہ مجھے نہ دیا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے خالد کو صرف خود سری اور مال میں بے جا تصرف کی وجہ سے معزول کیا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات شہر حمص میں ۲۱ھ میں ہوئی، بقول بعض مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فوت ہوئے۔ ابن المبارک کتاب الجہاد میں بواسطہ حماد بن زید وہ عبداللہ بن مختار سے بحوالہ عاصم بن بہدلہ، وہ ابووائل سے پھر حماد کو ابووائل میں شک ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا، فرمایا: میں نے قتل گا ہوں سے قتل ہونا تلاش کیا لیکن میرے مقدر میں نہ تھا آج میں بستر پردم توڑ رہا ہوں۔ مجھے لا الہ الا اللہ کے بعد صرف اسی عمل سے نجات کی امید ہے کہ میں جہاد میں مصروف عمل ہوں۔ موسلا دھار بارش ہو اور اس رات میں اس بات کا انتظار کر رہا ہوں کہ پو پھوٹے ہی ہم دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر فرمایا: جب میری روح پرواز کر جائے تو میرے گھوڑے اور ہتھیار فی سبیل اللہ وقف کر دینا۔ جب وفات ہو گئی تو حضرت عمران کے جنازے میں نکل کر فرمانے لگے: آل ولید کی خواتین کو خالد پر اپنے آنسو بہانے میں کوئی گناہ نہیں جب تک چیخ و پکار بلند نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ عنقریب ان کی والدہ لبابہ صغریٰ کے حالات میں اس کی تائید آئے گی۔ لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ وہ حمص میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

۲۲۰۴ خالد بن ولید انصاری

ابن کلبی وغیرہ نے جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے جم کر مقابلہ کیا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

۲۲۰۵ (ز) خالد بن یزید

بن حارثہ۔ خالد بن زید بن حارثہ میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۲۰۶ خالد بن یزید مدنی

خالد بن زید مزینی میں ذکر ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۱۰۰/۲) * اسد الغابہ (۱۳۹۸) استیعاب (۶۲۲) * استیعاب (۱۴/۲)

۲۲۰۷ (ز) خالد احذب حارثی

عبدان بطریق ثابت، عمارہ سے بحوالہ خالد احذب (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو بھائی تھے۔ پھر حدیث ذکر کی۔

۲۲۰۸ (ز) خالد ازرق غاضری

بقول باوردی وابن سکن حمص فروکش ہوئے۔ دونوں بطریق ابن عائد بحوالہ ابو راشد جرائی وہ خالد ازرق غاضری سے روایت کرتے ہیں کہ میں سواری پر سامان لادے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ چلتا رہا۔ اور حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس منیٰ میں ایک شخص سر کے تھوڑے چھوٹے بال کرا کے حاضر ہوا، عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ان سرمنڈانے والوں پر رحمت فرمائے۔“

۲۲۰۹ (ز) خالد الاشعر

حمیش بن خالد خزاعی کے والد۔ ان کے بیٹے حمیش کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ واقندی کا بیان ہے کہ خالد مکہ کے راستے میں کرز بن خالد کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ مشہور یہ ہے کہ مکہ میں قتل ہونے والے حمیش بن خالد تھے۔ فاللہ اعلم

۲۲۱۰ خالد انصاری

اوس بن ثابت کے چچا زاد بھائی، اوس بن ثابت ہیں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲۱۱ خالد خزاعی

نافع کے والد۔ ابن مندہ کا خیال ہے کہ خالد کے والد کا نام نافع ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، ان کی حدیث کوفیوں سے مروی ہے۔ حسن بن سفیان، ابو یعلیٰ، طبرانی اور تفسیر میں طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابولمک اشجعی کے طریق سے بحوالہ نافع بن خالد خزاعی سے وہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور انہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: ”میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے جن میں سے دو مجھے عطا کیے اور ایک سے روک دیا۔“ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اسد الغابہ (۱۳۴۰) تجرید (۱۴۸/۱) اسد الغابہ (۸۰/۱)

اسد الغابہ (۱۳۴۱) تجرید (۱۴۸/۱)

کنز العمال (۱۲۷۴۲) اسد الغابہ (۱۳۴۵) استیعاب (۶۳۲)

اسد الغابہ (۱۳۵۵) استیعاب (۶۳۵) تجرید (۱۵۰/۱)

مسلم کتاب الفتن باب هلاك هذه الامة (۷۱۸۹) مسند احمد (۲۴۰/۵)

المصنف لابن ابی شیبہ (۳۲۱/۱۰) جامع المسانید (۳۶/۴)

باب خاء کے بعد با

۲۲۱۲ خباب بن ارت

ابن جندبہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم تمیمی۔ بقول بعض خزاعی ابو عبد اللہ۔ زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں بیچ دیئے گئے۔ چنانچہ آپ ام انمار خزاعیہ کے غلام تھے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ پھر بنی زہرہ سے عہد کر لیا سابقین اولین میں سے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: مکہ میں فروخت ہوئے پھر بنی زہرہ سے عہد کیا۔ بہت پہلے اسلام لے آئے اور لاچار لوگوں میں سے تھے۔ باوردی کی روایت ہے کہ چھٹے نمبر پر اسلام لائے، یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے باوجود غلامی کے اپنا اسلام ظاہر کر کے اس کی پاداش میں سخت سے سخت مصائب برداشت کیے۔ طبری لکھتے ہیں: بنی زہرہ کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ آل سباع عمرو بن عوف بن حارث بن زہرہ کے خلیف تھے۔ اور آل سباع سے سباع ابن ام انمار خزاعیہ تھا۔ خباب بعد کے تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جبر بن عتیک اور ان میں مواخاة قائم کی۔

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے ابو امامہ اور آپ کے بیٹے عبد اللہ بن خباب اور ابو معمر، قیس بن ابی حازم اور سروق وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی بطریق زید بن وہب روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے لوٹ رہے تھے، راہ میں حضرت خباب کی قبر سے گزر ہوا، فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ خباب پر رحم کرے، اپنی مرضی سے اسلام لائے اور اپنی خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزاری کئی سال ان کا جسم مصائب کی بھٹی میں مبتلا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت خباب بدر اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ کوفہ فرود کش ہوئے اور وہیں ۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابن حبان نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی کے موقع پر ان کی وفات ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی جنازہ پڑھایا۔ بقول بعض ۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

دور جاہلیت میں تلوار سازی کا کام کرتے تھے، جس کا ثبوت صحیحین کی روایت ہے۔ انہی کی روایت ہے کہ وہ مالدار ہو گئے تھے اور سخت بیمار پڑ گئے۔ قریب تھا کہ موت کی تمنا کرنے لگتے۔ مسلم نے بطریق قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت خباب کے پاس آئے انہیں داغا گیا تھا، وہ کہنے لگے: ”اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔“ بقول بعض سب سے پہلے کوفہ سے باہر یہی دفن ہوئے۔ جس کا تذکرہ طبری نے علقمہ بن قیس نخعی تک بحوالہ ابن خباب اپنی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: وہ تریسٹھ (۶۳) برس زندہ رہے۔

۲۲۱۳ (ن) خباب ابو عرقطہ

بن ضیب یا جبیر بن عبد مناف اسدی، انصار کے حلیف، خاء میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے: ابو عمر نے ان کا

اسد الغابہ (۱۴۰۷) استیعاب (۶۴۶) الطبقات (۱۱۶/۳) اسد الغابہ (۱۰۵/۲)

المعجم الكبير (۳۶۱۶/۴) النقات (۱۰۶/۳) التاريخ الكبير (۲۱۵/۲)

تذکرہ خاء کے پیش اور باء کی تخفیف سے کیا ہے۔ دارقطنی نے بھی اسی طرح قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے طبری کی کتاب میں خباب خاء کے زبر اور باء مشدود کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔
میں کہتا ہوں: طبری کے ذیل میں میں نے بھی یہی لکھا دیکھا ہے۔

۲۲۱۳ (ن) خباب بن عمرو

بن حنمہ دوسی جندب کے بھائی۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک میں کسی سوار دستے کا امیر مقرر کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے بارہا گزر چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۲۱۵ (ن) خباب خزاعی

ابراہیم کے والد۔ طبرانی اور ابو نعیم نے ان میں اور خباب بن ارت میں فرق کیا ہے۔ طبرانی کی بطریق قیس بن ربیع مجزأة بن ثور سے ان کی ابراہیم بن خباب سے وہ اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اے اللہ! میری پردہ پوشی فرما، مجھے امن عطا فرما اور میرا قرض ادا فرما"۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مجھے تجرید اور اس کی اصل میں ان کا نام نہیں ملا۔

۲۲۱۶ (سائب کے والد) خباب

ابن مندہ بطریق عبدالعزیز بن عمران، عبداللہ بن سائب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو چار پائی پریٹک لگائے دیکھا۔ آپ خشک گوشت کی ٹکڑیاں کھاتے جا رہے تھے اور ایک صراحی کا پانی پی رہے تھے۔ یہ غریب حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: بقول بعض عبدالعزیز سے بحوالہ ابو عبداللہ بن سائب مروی ہے یعنی پھر مسند سائب سے یہ روایت ہوگی۔ امام بخاری کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فاطمہ بنت عتبہ کے مولا ہوں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کہا: سائب بن خباب، ابو مسلم مقصورہ (کشادہ مکان) والے اور بقول بعض: فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ کے مولا، اسی پر ابن الاثیر کا اعتماد ہے اس لیے انہوں نے مولا فاطمہ کا الگ عنوان نہیں دیا۔

۲۲۱۷ (ن) خباب مولا عتبہ

بن غزوان۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ ابن اسحاق نے حلفاء بنی نوفل بن عبدمناف میں شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کی نہ اولاد ہے اور نہ روایت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کا جنازہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

اسد الغابہ (۱۴۰۶) المجمع الكبير (۳۷۱۰/۴) مجمع الزوائد (۱۸۰/۱۰) الصحيح لابن حبان (۲۳۵۶)

اسد الغابہ (۱۴۰۸) تجرید (۱۵۵/۱) جامع المسانيد (۸۱/۴) التاريخ الكبير (۱۵۱/۴)

اسد الغابہ (۱۰۴/۲) اسد الغابہ (۱۴۰۹) استيعاب (۶۴۸) السيرة النبوية (۲۴۳/۲)

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے وہم سے خباب بن ارت کے حالات میں ذکر کر دیا تھا کہ وہ عتبہ بن غزو ان کے غلام ہیں۔ ابن اسحاق نے دونوں میں فرق بیان کیا اگرچہ دونوں کا ذکر بدری صحابہ میں کیا ہے جو درست ہے۔

۲۲۱۸ خباب مولا فاطمہ *

بنت عتبہ بن ربیعہ۔ ابو مسلم، حویلی والے۔ دور جاہلیت پایا۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے: ”جب تک (وہی آدمی) آواز سن نہ لے یا بومحسوس نہ کر لے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا“۔ * ان سے ان کے بیٹے حویلی والے روایت کرتے ہیں، ان میں سے ایک سائب بن خباب، مسلم کے والد بھی ہیں۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ *

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث ابن ماجہ میں بروایت سائب بن خباب مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، اور مسلم نے بطریق عامر بن سعید بن ابی وقاص بحوالہ خباب مقصورہ والے، حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے جنازوں کے ساتھ چلنے کے بیان میں روایت کی ہے۔

۲۲۱۹ خباب (عطاء کے والد) *

ابن مندہ نے بطریق عبداللہ بن مسلم، محمد بن عبداللہ بن عطاء بن خباب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ میں ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، آپ نے ایک پرندہ دیکھ کر فرمایا: اس کے لئے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ کے دوست ہوتے ہوئے یہ بات کر رہے ہیں؟ (حدیث) فرماتے ہیں: یہ غریب حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی صراحت نہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے انہوں نے دور نبوت پایا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ پہلے والے کوئی شخص ہوں۔

۲۲۲۰ خباب زبیدی *

بزار نے کم روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت مالک بن اسمعیل، شریک سے، جابر جعفی کے ذریعہ معقل زبیدی سے وہ عباد ابی الاخضر جو ابن اخضر ہیں وہ جناب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب سونے لگو تو قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ * پڑھ لیا کرو۔ آپ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ اسی حدیث کو بغوی وغیرہ نے بروایت یحییٰ حتمانی، شریک سے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے عباد بن اخضر سے اوپر کسی راوی کا تذکرہ نہیں کیا۔ عباد کے متعلق گفتگو ہوگی۔

* اسد الغابہ (۱۴۰۸) استیعاب (۶۴۸)

* ترمذی کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی الوضوء من الريح (۷۴) ابن ماجہ کتاب الطہارۃ لا وضوء الا من حدث (۵۱۵، ۵۱۶)

مسند احمد (۴۷۱/۲) السنن الکبریٰ (۱۱۷/۱) التاريخ الکبیر (۵۱/۴)

* استیعاب (۲۲/۲) * اسد الغابہ (۱۴۱۰) * اسد الغابہ (۱۰۶/۲) * سورة الکافرون

۲۲۲۱ خبیب بن اساف

بن عبہ بن عمرو بن جَدِج بن عامر بن ہشم بن حارث بن خزرج بن اوس انصاری اوسی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی کا بیان ہے: نبی ﷺ کی بدر روانگی سے پہلے تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ راستے میں آپ سے ملے وہیں اسلام لائے۔ غزوہ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ ابن اسحاق کحول سے بحوالہ سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خبیب بن اساف کو جن کا تعلق بنی حارث بن خزرج سے تھا اور وہ بدری صحابی تھے، کسی کام کا نگران بنا کر بھیجا۔ امام احمد نے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں مسلم بن سعید کے طریق سے خبیب بن عبدالرحمن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اور میری قوم کے ایک اور شخص نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضری دی جب آپ کا ارادہ کسی غزوے میں جانے کا تھا۔ چونکہ ہم ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے پھر بھی ہم نے کہا: ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم تو محو کارزار ہو اور ہم پیچھے رہ جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرکین کے مقابلہ میں مشرکین سے امداد نہیں لیتے“۔ فرماتے ہیں: ہم دونوں مسلمان ہو کر جنگ میں شریک ہو گئے۔ احمد بن منیع نے یہی روایت نقل کی تو یوں کہا: خبیب بن عبدالرحمن بن خبیب سے مروی ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے خبیب بن عبدالرحمن نے بتایا: میرے دادا خبیب نے بدر کے روز حملہ کیا تو ان کی تلوار پھسل گئی۔ نبی ﷺ نے اس پر پھونک مار کر انہیں لوٹا دی اور انہیں خود پہنائی۔ واقدی کا بیان ہے، جسے تلوار ماری تھی وہ امیہ بن خلف تھا۔ بقول بعض اسی کو انہوں نے قتل کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام احمد کے ہاں ان کی مذکورہ حدیث میں ہے کہ ایک مشرک نے میرے کندھے پر وار کیا جسے میں نے جوابی حملہ میں قتل کر دیا۔ پھر اسی کی بیٹی سے شادی کر لی۔ وہ مجھے کہا کرتی تھی: جس شخص نے تمہیں یہ زخم لگایا مجھے نہیں بھولے گا۔ میں کہتا: اور میں اس شخص کو نہیں بھولوں گا جسے میں نے جلد ہی جہنم رسید کر دیا۔

۲۲۲۲ خبیب بن اسود انصاری

ان کے مولا ہیں۔ عبدان بواسطہ ابی غیلہ، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ بنی نجار کے مولا ہیں اور تعلق اہل جاز سے ہے۔ سلمہ بن مفضل اور زیاد بگائی بحوالہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خبیب بن اسود انصار کے حلیف تھے۔

۲۲۲۳ (ز) خبیب بن حباشہ حاء میں ذکر ہوا ہے۔

۲۲۲۴ خبیب بن عدی

بن مالک بن عامر بن جَدِج بن جَحْجَبِی بن عوف بن کُلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی،

اسد الغابہ (۱۴۱۳) استیعاب (۶۵۱) تجرید (۱۵۶/۱) البدایہ والنہایہ (۱۸۷/۶) السیرۃ النبویہ (۲۷۰/۲)

مسند احمد (۴۵۴/۳) مصنف بن ابی شیبہ (۲۹۴/۱۲) الطبقات الکبریٰ (۳۴/۲)

اسد الغابہ (۱۴۱۴) اسد الغابہ (۱۴۱۷) استیعاب (۶۵۰)

بدر میں شریک اور عہد نبوی میں ہی شہید ہوئے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو جاسوسی کے لیے بھیجا جن کا امیر عاصم بن ثابت بن ابی اسحاق کو مقرر کیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: مشرکین خبیث بن عدی اور زید بن دھنہ کو لے کر روانہ ہوئے اور دونوں کو مکہ جا کے فروخت کر دیا۔ بنی حارث بن عامر بن نوفل نے خبیث کو خرید لیا۔ انہی نے حارث بن عامر کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ پھر وہ طویل حدیث ذکر کی جس میں انہیں قتل کیا گیا اور اسی میں ان کے یہ اشعار ہیں:

”جب مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ میں کس جانب ہوں، جب میرا کچھڑنا ہی اللہ کے لئے ہے۔“

اور بخاری کی روایت بحوالہ جابر بھی ہے کہ ابوسرود نے خبیث کو قتل کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں اختلاف ہے آیا ابوسرود ہی عقبہ بن حارث ہے یا اس کا بھائی ہے۔ ابن الاثیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں لکھتے ہیں کہ بنی حارث بن عامر نے خبیث کو خرید لیا اور ابن اسحاق کا بیان ہے ان کے حلیف حمیر بن ابی اہاب تمیمی نے خریدا تھا اور حمیر، حارث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اس نے عقبہ بن حارث کے لئے انہیں خریدا تھا تاکہ وہ اپنے باپ کے بدلہ میں انہیں قتل کرے۔ فرماتے ہیں، بقول بعض: خریداری میں ابواہاب، عکرمہ بن ابی جہل، انض بن شریق، عبیدہ بن حکیم بن اوقص، امیہ بن ابی عتبہ، حضرمی کے بیٹے اور صفوان بن امیہ شریک تھے۔ یہ سب جنگ بدر میں مشغول کفار کے بیٹے تھے (گویا سب نے قلبی بھڑاس نکالنے کے لیے چندہ کر کے گلستان نبوی کا یہ پھول بھینٹ چڑھانے کے واسطے خریدا تھا)۔

ابن اسحاق کا قول ہے: مجھے ابن ابی کحج نے بحوالہ مادیہ بنت حمیر بن ابی اہاب بتایا اور وہ اسلام لا چکی تھیں۔ فرماتی ہیں: خبیث کو میرے گھر قید کر دیا گیا۔ میں نے دروازے کی جھری سے ان کے ہاتھ میں انسانی سر جتنا انگور کا خوشہ دیکھا تھا جس سے وہ کھا رہے تھے اور اس وقت انگور کا نہ موسم تھا اور نہ کوئی انگور کھانے والا تھا جو انہیں پہنچاتا۔

امام بخاری نے انگور کا قصہ کسی اور سند سے نقل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ بطریق جعفر بن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خبیث کی لاش اتارنے کے لئے بھیجا جنہیں اکیلے قریش کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ فرماتے ہیں: میں خبیث کی سولی والی لکڑی کے پاس آیا، انہیں کھولا تو وہ زمین پر آ رہے اور میں نے تھوڑی دور چھلانگ لگائی اپنے آپ کو سنبھال کر جونہی میں انہیں دیکھتا ہوں تو وہ مجھے نظر نہ آئے، زمین انہیں نکل گئی تھی۔

ابو یوسف نے ”کتاب اللطائف“ میں بحوالہ ضحاک نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو خبیث رضی اللہ عنہ کو لکڑی سے اتارنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات تعمیم میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ارد گرد تقریباً چالیس آدمی نشے میں مدہوش پڑے ہیں۔ آہستگی سے دونوں نے ان کی نعش اتاری۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے پر لاش رکھی ان کا جسم تر و تازہ تھا۔ کسی قسم کی خرابی جسم میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ گھوڑے کو ایڑ گائی۔ ادھر مشرکین کو خبر ہو گئی، انہوں نے تعاقب کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لاش پھینک

بخاری کتاب الجہاد والسیر باب هل یستائر الرجل (۳۰۴۵) مسند احمد (۲۹۴/۲) طبرانی (۴۱۹/۴)
اسد الغابہ (۱۰۹/۲) السیرۃ النبویہ (۱۴۰، ۱۳۹/۳) تفسیر القرطبی (۳۱/۱۱) اسد الغابہ (۱۰۸/۲)

دی جسے فوراً زمین نے نکل لیا۔ قیروانی نے ”حلی العلی“ میں ذکر کیا ہے کہ مشرکین نے جب حضرت خبیث کو قتل کر دیا تو قبلہ سے ان کا چہرہ ہٹا دیا (کبخت اسی قبلہ کا طواف کیا کرتے تھے صرف مذہبی عداوت اور انتقامی آگ نے دل کو ان سب کاموں پر مجبور کیا) بعد میں انہیں قبلہ رُخ پایا، کئی بار ایسا کیا، آخر خود ہی تنگ آ کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

۲۲۲۵ خبیث الجہنی

معاذ بن عبد اللہ بن خبیث کے دادا۔ ابن السکن، اور ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ابن السکن بطریق ابن وہب، بحوالہ ابن ابی ذئب، انہوں نے اسید بن ابی اسید انہوں نے معاذ بن عبد اللہ بن خبیث سے انہوں نے اپنے والد خبیث جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہو! میں خاموش ہو گیا۔ پھر فرمایا: کہو! مجھے پتہ نہیں چل رہا تھا میں کیا کہوں؟ پھر تیسری بار مجھ سے فرمایا: کہو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کیا کہوں؟ فرمایا: کہو! ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ”کہہ دو وہ اللہ یکتا ہے۔“ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ”کہو میں صبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں۔“ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ”کہو میں لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔“ صبح و شام تین بار پڑھ لیا کرو ہر چیز کے بدلے تمہیں کافی ہیں۔“

ابن السکن فرماتے ہیں: میرے خیال میں ان کا قول ”خبیث سے“ اضافہ ہے اور اس حدیث میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے یہ حدیث بطریق ابو مسعود، ابن ابی فدیق سے بحوالہ ابن ابی ذئب نقل کی تو کہا: میرے خیال

میں ان کے دادا سے مروی ہے پھر فرماتے ہیں: اسی طرح اسے ابو مسعود نے روایت کیا ہے دوسروں کی روایت میں ”ان کے دادا سے“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح یہ روایت ابو داؤد، نسائی، ترمذی، طبرانی اور عبد بن حمید وغیرہ نے نقل کی کسی نے ”ان کے دادا سے“

کے الفاظ نہیں کہے۔ اور ابن شاہین نے بطریق ابو عاصم اور عبدان نے بطریق ابن عمارہ دونوں ابن ابی ذئب سے روایت کرتے

ہوئے کہتے ہیں: معاذ بن خبیث سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عمارہ نے خبیث جہنی کے الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے۔

شاید ان کے دادا کی طرف نسبت کر دی اور ابن عمارہ ظاہری صورت حال کے مطابق چل پڑے۔ انہیں صحابہ کرام میں ذکر کرنے

والوں میں سے ابن قانع اور طبرانی وغیرہ بھی ہیں۔*

باب خاء کے بعد ثاء اور دال

۲۲۲۶ (ز) خثیم سلمی

قسم ثالث میں ہوزہ سلمی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

* اسد الغابہ (۱۴۱۸)

* عمل اليوم واللیلۃ (۷۹) الدر المنثور (۶/۴۱۵) الاذکار النوویہ (۷۲)

* مسند احمد (۵/۳۱۶)

۲۲۲۷ خدش بن بشیر

بقول بعض: ابن حصین بن اہم بن عامر بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری۔ بعض کا قول ہے: یہ خراش ہیں یعنی دال کی جگہ را ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق بنو عامر کا گمان ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا تھا۔ یہی دارقطنی کا قول ہے۔ ابن عبد البر نے اس روایت کو خدش بن بشیر اور خدش بن حصین میں درج کیا ہے جبکہ وہ ایک شخص ہے۔

۲۲۲۸ خدش بن ابی خدش مکی

ابو عامر عقدی بواسطہ داؤد بن ابی ہند، ایوب بن ثابت سے بحوالہ صفیہ بنت بحر یہ روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میرے چچا "خدش" نے نبی ﷺ سے طباق طلب کیا۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن السکن فرماتے ہیں: مشہور نہیں۔ ان سے ایک حدیث منقول ہے جس کی سند میں تامل ہے پھر اسے دوسری سند سے لکھا کہ ایوب بن ثابت سے بحوالہ بحر یہ مروی ہے۔ انہوں نے یوں کہا: ان کے چچا خدش نے نبی ﷺ کو طباق میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے آپ ﷺ سے وہ برتن مانگ لیا۔ فرمایا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو فرماتے: رسول اللہ ﷺ والا طباق لاؤ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس حدیث کے متعلق بعض لوگ یوں کہتے ہیں۔ بحر یہ اپنے چچا خدش سے روایت کرتی ہیں، لیکن یہ حدیث ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے یہ روایت نقل کی تو کہا: یحییٰ بن ثابت صفیہ سے، اس میں خراش کہا، جس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ہم وہ طباق ان کے لیے نکالتے جسے وہ آب زمزم سے بھر کر کچھ پی لیتے اور کچھ چہرے پر چھڑک لیتے۔ شاید ابو عامر کی اس میں دو سندیں ہوں۔ بظاہر ایک ہے۔ ایک نام غلطی سے دوسرا بن گیا۔ راجح یہی ہے کہ خدش ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۲۹ خدش بن سلامہ

بقول بعض: ابن ابی سلامہ یہی نام ابن السکن کے ہاں لکھا ہے۔ انہیں ابوسلمہ سلمی اور سلامی بھی کہا جاتا ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث امام احمد، ابن ماجہ اور اوسط میں طبرانی نے نقل کی ہے۔ ان کی حدیث منصور بن معتمر، عبد اللہ بن علی بن عرفطہ سے بواسطہ عرفطہ ان سے نقل کرنے میں مفرد ہے۔ امام بخاری نے فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے ان کا سماع ثابت نہیں، ابن السکن کا قول ہے: ان کی سند میں اختلاف ہے، ابن قانع کا قول ہے: اس روایت کو زائدہ نے بحوالہ منصور نقل کیا تو "خرش" کہا۔ میں کہتا ہوں: ابن حبان نے دونوں جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو عمر فرماتے ہیں: جس نے نام جمع کیے ہیں اسے ان کے بارے وہم ہوا ہے تو اس نے لکھ دیا کہ یہ حبیب سلمی کی اولاد

اسد الغابہ (۱۴۱۹) استیعاب (۶۵۴) استیعاب (۲۶/۲) اسد الغابہ (۱۴۲۱) استیعاب (۶۰۳)
اسد الغابہ (۱۰۱۲) اسد الغابہ (۱۴۲۲) استیعاب (۶۵۲) تجرید (۱۵۶/۱) مسند احمد (۳۱۱/۴) السنن الكبرى (۱۷۹/۴)
ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالدین (۳۶۵۷) المستدرک (۱۵۰/۴) المعجم الكبير (۴۱۸۴/۴)
التاریخ الكبير (۲۱۸/۱) الثقات (۱۱۳/۳) استیعاب (۲۶/۲)

سے ہیں، اور ابو عبد الرحمن کے والد ہیں۔ جو بے حیثیت بات ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۳۰ (ز) خدّاش بن عیاش انصاری عجلانی

ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۲۳۱ خدّاش بن قتادہ

بن ربیعہ بن مطرف بن حارث بن زید بن عبید بن زید انصاری اوسی، ہشام بن کلثبی اور ابو عبیدہ کا قول ہے: بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔

۲۲۳۲ خدیج بن رافع

بن عدی انصاری اوسی حارثی۔ رافع کے والد۔ بغوی اور ان کے تابعین نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں وہم ہے۔ طبرانی نے بطریق عاصم بن علی، بواسطہ شعبہ، یحییٰ بن ابی سلیم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبّاب بن رفاعہ کو بحوالہ ان کے دادا روایت کرتے سنا کہ وفات کے وقت انہوں نے ایک باندی، ایک پانی ڈھونے والا اونٹ، ایک غلام، ایک بچھنے لگانے والا اور کچھ زمین وراثت میں چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے باندی کے متعلق فرمایا: ”اس کی کمائی ممنوع ہے“۔ اور سینگ لگانے والے کے متعلق فرمایا: ”اسے جو معاوضہ ملے اس کا اونٹ کو چارہ ڈال دیا کرو“۔ اور زمین کے متعلق ارشاد فرمایا: ”اس میں کاشت کرتے رہو یا چھوڑ دو“۔ اور ہشیم بواسطہ ابولج، عبّاب سے روایت کرتے ہیں: جب ان کے دادا فوت ہوئے، پھر وہی روایت ذکر کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی روایت میں ”عن جدہ“ سے ان کے دادا کا قصہ مراد ہے نہ کہ ان سے روایت کرنا۔ عبّاب کے حوالہ حقیقی رافع بن رافع بن خدیج ہیں۔ جو زمانہ نبوی میں نہیں فوت ہوئے بلکہ آپ کے بعد کافی عرصہ حیات رہے۔ شاید دادا کہنے سے ان کی مراد جد اعلیٰ ہو جو واقعی خدیج ہیں۔

مسند مسدد میں بواسطہ ابو عوانہ، ابولج سے بحوالہ عبّاب بن رفاعہ مروی ہے کہ رفاعہ کا انتقال نبی ﷺ کے دور میں ہوا۔ انہوں نے وراثت میں ایک غلام چھوڑا۔ (حدیث) یہ عبّاب سے آگے ایک اور اختلاف ہے۔ طبرانی نے بطریق حصین بن نمیر بواسطہ ابولج انہوں نے عبّاب بن رفاعہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے والد فوت ہوئے تو انہوں نے وراثت میں زمین چھوڑی۔ سو یہ جو تھا اختلاف ہوا۔ رفاعہ کے والد رافع بن خدیج ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ وہ عہد نبوی میں فوت نہیں ہوئے۔ شاہ ”میرے والد“ سے مراد ان کی ”دادا“ ہو، کیونکہ دادا بھی باپ ہے (لیکن یہ احتمال بعید ہے)۔

بغوی بطریق سعید بن زید بحوالہ لیث بن ابی سلیم روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہمارے ہاں کوفہ میں رفاعہ بن رافع بن خدیج تشریف لائے، تو انہوں نے اپنے دادا کے حوالہ سے ایک حدیث بیان کی کہ انہوں نے ذوالحلیفہ کی غنیمتیں بانٹیں تو ایک اونٹ

اسد الغابہ (۱۴۲۳) مسند احمد (۱۴۲/۴)

نسائی کتاب الایمان کراء الارض (۳۸۷۴) مسند احمد (۱۴۲/۴)

المعجم الكبير (۳۲۰/۴)

میں سے بھاگ نکلا، کسی مسلمان شخص نے اس کا پیچھا کیا۔ اسی میں یہ حدیث ہے: ”ان اونٹوں میں بعض بدکنے والے ہوتے ہیں“ * بغوی فرماتے ہیں: یہ روایت حماد بن سلمہ نے بواسطہ لیث، عبایہ سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کی ہے، جو درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے عبدالوارث نے بواسطہ لیث عبایہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔ اضطراب لیث کی طرف سے ہے کیونکہ انہیں اختلاط ہو گیا تھا۔ حدیث اصل میں حدیث رافع بن خدیج ہے جیسا کہ حماد بن سلمہ کی روایت میں ہے۔ صحیحین * میں دوسری سند کے ذریعہ عبایہ سے مروی ہے، ابن عساکر کے اطراف میں مسنداً لکھا ہے: خدیج بن رافع، رافع کے والد ہیں۔ یہ بعض لوگوں کا قول ہے۔ یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

نسائی * کتاب المزارعہ میں علی بن حجر سے بواسطہ عبید اللہ بن عمرو، عبدالکریم الجزری سے بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے طاؤس کا ہاتھ پکڑا اور انہیں رافع بن خدیج کے پاس لے گیا۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے ان سے حدیث بیان کی پھر اس کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: عبدالکریم نے ایسا ہی کہا۔ درست یوں ہے: میں انہیں رافع کے بیٹے کے پاس لے گیا۔ ایسا ہی اسے عمرو بن دینار نے بحوالہ طاؤس اور مجاہد روایت کیا ہے۔ مزنی لکھتے ہیں: نسائی کے صحیح نسخوں میں ہے میں انہیں ابن رافع کے پاس لے گیا۔ شاید ابن عساکر کے نسخہ سے ابن کالظہرہ گیا ہو۔ میں نے جو ان خدیج کا ذکر کیا ہے تو محض احتمال کی بنا پر ہے۔

۲۲۳۳ خدیج بن سلامہ *

بن اوس بن عمرو بن کعب بن قراقر بلوی۔ بنی حرام کے حلیف، بقول بعض ابن سالم بن اوس بن عمرو اور ایک قول ہے ابن اوس بن سالم بن عمرو انصاری۔ کنیت ابو شبات موسیٰ بن عقبہ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ طبری وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: بدر و احد میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف کی بنا پر ابو موسیٰ نے انہیں دو شخص قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ابن ماکولا * کے پیرو ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خدیج بن سلامہ لکھا پھر خدیج بن سالم بھی لکھ دیا۔

باب خاء کے بعد ذال

۲۲۳۴ خدام *

خساء کے والد۔ بقول بعض ابن ودیعہ یا ابن خالد، ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو ودیعہ تھی۔ مؤطا * اور بخاری * میں بطریق خساء بنت خدام روایت کی گئی ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی جبکہ یہ پہلے سے خاتونِ خانہ رہ چکی تھیں،

- * مسند احمد (۴۶۳/۳) (۱۴۲/۴) المصنف لعبد الرزاق (۸۴۸۱) السنن الكبرى للبيهقي (۲۴۶/۹)
- * بخاری کتاب الحرث والمزارعة (۲۳۴۵) مسلم کتاب البيوع باب كراخ الارض (۳۸۹۳)
- * نسائی کتاب الايمان (۳۹۲۰) * اسد الغابہ (۱۴۲۶) استيعاب (۶۹۳)
- * الاكمال (۳۹۸/۲) * اسد الغابہ (۱۴۲۷) استيعاب (۶۹۱) تجريد (۱۵۷/۱)
- * مؤطا مالک کتاب النکاح باب جامع ما لا يجوز من النکاح (۱۱۵۸)
- * بخاری کتاب النکاح باب اذا زوج الرجل ابنة وهي كارهة (۵۱۳۸) (۵۱۳۹) کتاب الاكراه (۶۹۴۵) (۹۶۶۹)

تو انہیں یہ رشتہ ناگوار گزرا۔ (الحدیث) اس روایت کا مدار عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بحوالہ ان کے والد پر ہے۔ مستغفری نے بطریق ربیعہ یہ روایت قاسم سے نقل کی تو فرمایا کہ ودیعہ بن خذام نے اپنی بیٹی کی شادی کی، شاید یہ نام الٹ ہو گیا ہو۔

باب خاء کے بعد راء

۲۲۳۵ خراش بن امیہ

بن ربیعہ بن فضل بن منقذ بن عقیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول خزاعی ثم کلبی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا تو کہا: ان کی کنیت ابونضله ہے، بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ غزوہ مریسج، اور حدیبیہ میں شریک رہے اور اس دن نبی ﷺ کا سر مبارک موٹا تھا یا اس کے بعد ہی جو عمرہ تھا اس میں یہ خدمت انجام دی تھی۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جو محمد بن سلیمان مسمول کے طریق سے بواسطہ حرام بن ہشام امیہ سے بحوالہ خراش بن امیہ روایت کی جاتی ہے۔ فرمایا: میں نے ہی عمرۃ القضاء میں نبی ﷺ کا سر موٹا تھا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: خراش بن امیہ بن فضل کعبی، پھر ان کے حالات ذکر کیے۔ اسی میں ہے وہ حدیبیہ، خیبر اور بعد کے معرکوں میں مصروف عمل رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مکہ بھیجا اور انہیں ثعلب نامی اونٹ پر سوار کیا تھا۔ قریش نے انہیں اذیت پہنچائی، ان کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں اور انہیں بھی قتل کرنا چاہا۔ تو قبیلہ احابیش کے لوگوں نے انہیں پناہ دے کر محفوظ کر لیا۔ یوں وہ واپس آ گئے۔ تو اس وقت آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا۔ پھر ابو عمر فرماتے ہیں: خراش کلبی ثم سلولی صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ مجھے اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں گمان ہے کہ یہ اور ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے شخص کا نسب بیان نہیں کیا۔ جبکہ بلاشبہ وہ ایک ہی آدمی ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: وہ سبکی لگانے کا کام کرتے تھے۔ انہی نے عامر بن ابی ضرار خزاعی پر اپنے آپ کو پھینک دیا تھا کہ کہیں انصار انہیں قتل نہ کر دیں۔

۲۲۳۶ خراش بن حارثہ

اسماء کے بھائی۔ ان کے بھائی حمران کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲۳۷ خراش بن الصمہ

بن عمرو الجوح بن زید بن حرام بن کعب انصاری سلمی۔ ابن اسحاق، ابن کلبی اور ابو عبید نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آخری دو حضرات کا قول ہے کہ بدر میں ان کے پاس دو گھوڑے تھے، جنگ اُحد میں انہیں دس زخم آئے۔ نامور تیر اندازوں میں سے ایک تھے۔

اسد الغابہ (۱۴۲۸) استیعاب (۶۵۶) تجزید (۱۵۷/۱) استیعاب (۲۷/۲)

اسد الغابہ (ت: ۱۴۳۰) الاستیعاب (ت: ۶۵۵) تجزید أسماء الصحابة (۱۵۷/۱)

۲۲۳۸ خراش بن مالك *

ان کی حدیث علی بن سعید عسکری نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیگی لگوائی فراغت کے آپ نے فرمایا: ”اس شخص کی امانتداری میں اضافہ ہوا جو رسول اللہ ﷺ کی رگوں کی ذمہ داری لوہے کے آلہ سے ادا کرنے پر مامور ہوا“۔ * تجرید میں ہے شاید یہ تابعی ہیں۔

۲۲۳۹ (ن) خرافہ العذری

انہی کا نام بطور ضرب المثل لیا جاتا ہے۔ ”خرافات باتیں“ لوگ آپس میں کہتے ہیں جہاں تک میرا علم ہے کسی نے ان کا ذکر صحابہ میں نہیں کیا ہے۔ البتہ مجھے بعض ایسے شواہد ملے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ میں نے مفضل ضعی کی کتاب ”الامثال“ میں پڑھا ہے کہ اسمعیل بن ابان وراق نے بواسطہ زیاد بکائی، عبدالرحمن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد قاسم بن عبدالرحمن سے فرمایا: میں نے اپنے والد یعنی عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود سے حدیث خرافہ کے متعلق پوچھا، فرمانے لگے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ مجھے حدیث خرافہ سنائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ خرافہ پر رحم فرمائے، وہ نیک آدمی تھا۔ اسی نے مجھے بتایا کہ ایک رات وہ اپنی ضرورت سے باہر نکلا تو تین جن اسے مل گئے جو اسے گرفتار کر کے لے گئے جن میں سے ایک کہنے لگا: ہم اسے غلام بنالیں۔ ایک نے کہا: (نہیں بلکہ) ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ اتنے میں ایک اور جن وہاں سے گزرا.... * پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک حدیث بیان کی، ان میں سے ایک خاتون بولیں یہ تو حدیث خرافہ ہے، جس پر آپ نے فرمایا: ”جانتی ہو خرافہ کون تھا؟ وہ عذرہ قبیلہ کا ایک شخص تھا جسے جن گرفتار کر کے لے گئے تھے جو عرصہ دراز ان میں رہا۔ پھر واپس آ گیا۔ وہ ان کی عجیب باتیں سنایا کرتا تھا جن کا وہاں مشاہدہ کیا تھا، لوگ کہتے یہ (حدیث) خرافہ کی بات ہے۔“

ابن ابی الدین نے اپنی کتاب ”زم النبی“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں تو آپ ان سے بات چیت کرنے لگے جیسے کوئی شخص عموماً اپنی بیوی سے بات چیت کرتا ہے۔ ایک خاتون کہتی ہیں یہ تو حدیث خرافہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتی ہو خرافہ کون تھا؟ وہ بنی عذرہ کا ایک شخص تھا جسے جن اٹھالے گئے تھے جو ان میں ایک عرصہ تک مقیم رہا پھر واپس آ گیا۔ وہ ایسی باتیں کرتا تھا جو (عموماً) انسانوں کے ہاں نہیں پائی جاتیں۔ وہ سناتا تھا کہ ایک جن مرد کی ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ”شادی کر لو“ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

اس کے باقی رجال تو ثقہ ہیں، صرف ثابت سے روایت کرنے والے صاحب حکیم بن معاویہ، جن سے عاصم بن علی روایت کرتے ہیں مجھے ان کے بارے میں علم نہیں کہ کس درجہ کے آدمی ہیں۔ اس کے رجال میں تحقیق کر لی جائے۔

اسد الغابہ (۱۴۳۲) استیعاب (۶۵۵) تجرید (۱۵۷/۱) * جامع المسانید (۸۸/۴)

مسند احمد (۱۵۷/۶)

۲۲۲۰ خرباق سلمیٰ

مسلم کی حدیث عمران بن حصین میں ان کا ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیسری رکعت میں سلام پھیر دیا، اور اپنے گھر جانے لگے۔ ایک شخص آپ ﷺ سے عرض کرنے اٹھا جس کا نام ”خرباق“ تھا۔ عقیلی نے ضعفاء میں اور طبرانی نے بحوالہ خرباق سلمیٰ روایت کی ہے پھر حدیث سہو ذکر کی۔ ابن حبان لکھتے ہیں: یہ ذوالیدین کے علاوہ کوئی صاحب ہیں، بقول بعض وہی ہیں۔

۲۲۲۱ خَرَشَه

ابن حارث یا ابن حماربی۔ امام احمد، بغوی اور طبرانی وغیرہ حضرات بطریق ابوکثیر حماربی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے خرشہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میرے بعد ایک فتنہ ہوگا“۔ (حدیث) طبرانی کی روایت میں خرشہ حماربی، امام احمد کی روایت میں خرشہ بن حارث اور بقیہ حضرات کی روایت میں خرشہ بن حارث لکھا ہے، یہی راجح ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: خرشہ بن حارث اسدی صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے وہ حمص فروکش ہوئے، پھر یہی روایت درج کی۔

ابو حاتم رازی لکھتے ہیں: خرشہ شامی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ جن سے ابوکثیر حماربی روایت کرتے ہیں۔ ابن عبد البر نے ان پہ تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ خرشہ بن حارث ہیں (یعنی جوان کے بعد والے ہیں) یہ محض ان کا گمان ہے جو درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ دو شخصیتیں ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے دونوں میں فرق کیا ہے، خرشہ بن حارث کاتبین میں اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ یہی روش ابن حبان نے اختیار کی۔ کئیوں میں ابواحمد حاکم نے ابوکثیر کے سوانح میں اس شخص کی روایت نقل کی ہے جو ابوکثیر سے بحوالہ خرشہ بن حارث روایت کرتا ہے۔ اور اسے وہی قرار دیا ہے اور اس بات کو درست قرار دیا ہے کہ یہ خرشہ بن حارث ہیں۔

۲۲۲۲ خَرَشَه بن حارث مرادی

ازبنی زبید۔ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فتح مصر میں شریک رہے، ان کی اولاد سے ابوخرشہ عبداللہ بن حارث بن ربیعہ بن خرشہ ہیں۔ یہ قول ابن یونس کا ہے۔ امام احمد اور طبرانی بطریق ابن لہیعہ، بواسطہ یزید بن ابی حبیب، بحوالہ خرشہ بن حارث صحابی رسول ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس جگہ نہ جائے جہاں کسی کو باندھ کر پھانسی دی جائے اس لئے کہ ہو سکتا ہے وہ ظلماً قتل کیا جا رہا ہو۔ یوں ان پہ جو عذاب نازل ہو رہا ہو کہیں اسے بھی نہ پہنچ جائے۔“

۲۲۲۳ (ز) خَرَشَه بن حَرْفَزَارِي

سابقہ شخصیت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ یتیمی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ آجری کا قول ہے کہ ابوداؤد

اسد الغابہ (۱۴۳۳) استیعاب (۶۸۶) تجرید (۱۵۷/۱) مسلم کتاب المساجد (۱۲۹۳)

المعجم الكبير (۴۱۸۲) الثقات (۱۱۴/۳) اسد الغابہ (۱۴۳۵) استیعاب (۶۵۹) تجرید (۱۵۸/۱)

مسند احمد (۱۰۶/۴) المعجم الكبير (۲۵۸/۴) الجرح والتعديل (۳۸۹/۳) استیعاب (۴۰/۲)

التاريخ الكبير (۲۱۳/۱) الثقات (۱۱۳/۳) اسد الغابہ (۱۴۳۴) استیعاب (۶۵۸)

مسند احمد (۱۶۷/۴) المعجم الكبير (۲۵۹/۴)

فرماتے ہیں یہ صحابی ہیں اور ان کی بہن سلامہ بنت حراح بھی صحابیہ ہیں۔ ابن حبان * اور عجلی نے ثقاہت التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ صحیحین میں صحابی کے حوالہ سے ان کی روایت موجود ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: جب بشر عراق کے والی تھے اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ بقول خلیفہ ۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

۲۲۳۳ (ز) خَرَشَةُ بِنِ مَالِك

بن جری بن حارث بن مالک بن ثعلبہ بن ربیعہ بن مالک بن اودادی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رشاطی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی تمام مہمات میں شریک رہے۔

۲۲۳۵ خَرَشَةُ ثَقْفِي

سہیلی نے ”روض“ میں لکھا ہے کہ یہ خدمت نبوی میں آ کر مسلمان ہوئے تھے۔

۲۲۳۶ خَرِيْتُ بِنِ رَاشِدِ نَاجِي *

سیف بن عمر نے ”فتوح“ میں ان کا ذکر کیا اور بحوالہ زید بن اسلم ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ خریث بن راشد نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور یہ ملاقات مکہ و مدینہ کے درمیانی علاقہ میں ہوئی۔ جب بنی سلمہ بن لوی کے وفد میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی بات بغور سنی اور آپ ﷺ نے قریش کے بارے فرمایا: ”یہ جھگڑا قوم ہے“۔ سیف لکھتے ہیں: جنگ جمل میں خریث سارے مضر کے کمانڈر تھے، عبداللہ بن عامر نے انہیں فارس کے کسی ضلع کا گورنر بنایا تھا۔ سیف ہی قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ مرتدوں سے جنگوں کے دوران وہ بنی ناجیہ کے سردار تھے اور امیر بھی تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: حکمین کے حکم تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ پھر مخالفت کر کے فارس کے شہروں میں جا بے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس کو ایک لشکر تیار کر کے ان کی طرف بھیجا۔ خریث نے عرب اور نصاریٰ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ عربوں کو زکوٰۃ دینے سے اور نصاریٰ کو جزیہ ادا کرنے سے روک دیا۔ یوں وہ بہت سے عیسائی جو مسلمان ہوئے مرتد ہو گئے۔ معقل نے ان سے جنگ کی اور جھنڈا نصب کر کے اعلان کر دیا جو پرچم تلے آ جائے گا اسے امن ہے۔ اس طرح خریث کے بہت سے ساتھی ادھر پلٹ گئے۔ خریث کو شکست ہوئی اور اسی حالت میں قتل ہو گئے۔

۲۲۳۷ خَرِيمُ بِنِ اَوْس *

بن حارث بن لأم طائی۔ ابن ابی خنیسہ، بزاز اور ابن شاہین بطریق حمید بن منہب روایت کرتے ہیں کہ خریم بن اوس نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ”سائے! اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ سلامت رکھے“۔ * پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ طبرانی نے اسی سند سے نقل کیا کہ خریم نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”یہ حیرہ جو مجھے دکھانے کے لئے بلند کر دیا گیا۔ اس میں شیماء بنت نقیلہ ازدیہ ہلکے کالے رنگ والے خنجر

* النقات (۲۱۲/۴) * اسد الغابہ (۱۴۳۷) استیعاب (۶۹۰) * اسد الغابہ (۱۴۳۸) استیعاب (۶۶۲) تجرید (۱۵۸/۱)
* کنز العمال (۳۰۲۷۶) فتح الباری (۴۰۶۵) تہذیب تاریخ دمشق (۳۵۰/۱)

پرسیاہ اوڑھنی اوڑھے سوار ہے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور اس خاتون کو اسی حالت میں پایا تو وہ میری ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ تمہاری ہے۔“ فرماتے ہیں: میں خالد بن ولید کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوا، سب سے پہلے مجھے شیماء ہی ملی جس سے میں چٹ گیا تو خالد نے وہ میرے حوالہ کر دی۔ (حدیث) ان کی حدیث کے کسی طریق میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس تبوک سے آپ ﷺ کی واپسی پر حاضر ہوئے۔ محمد بن بشر کے حالات میں ان کی حدیث کا طریق آئے گا۔

۲۲۳۸ خرم بن فاتک

بن اخرم، بقول بعض خرم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک اسدی کنیت ابو ایمن بقول بعض: ابو یحییٰ۔ امام مسلم، بخاری اور دارقطنی وغیرہ نے کہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ شاید آئندہ حدیث کی طرف ان کا اشارہ ہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: شععی ایمن بن خرم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میرے والد اور چچا دونوں بدر میں شریک ہوئے اور نبی ﷺ سے یہ عہد کیا کہ وہ کسی مسلمان سے نہیں لڑیں گے (یعنی جنگ نہیں کریں گے)۔ محمد بن عمر کا قول ہے: یہ روایت غیر معروف ہے۔ یہ دونوں حضرات تو اس وقت اسلام لائے تھے جب بنی اسد فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور کوفہ منتقل ہو گئے تھے بقول بعض رقدہ فروکش ہوئے اور وہیں فوت ہوئے جو خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بطریق اسلمیل بن ابی خالد بحوالہ شععی مروی ہے۔ اسے ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ وہ بھی کئی طرق سے شععی سے ہی منقول ہے۔ اس میں ہے وہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ یہی درست ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ خرم اور ان کا بیٹا ایمن دونوں فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے، اسی پر ابن سعد کو اعتماد ہے۔

باب خاء کے بعد زاء

۲۲۳۹ خزاعی بن اسود

یہ نام نسب کے الفاظ میں ہے، اسود بن خزاعی میں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۲۵۰ خزاعی بن عبد نهم

بن عقیف بن حکیم ابن ربیعہ بن عدی لفظ ”عدی“ میں طبری سے قصر بوزن مری اور دارقطنی سے تشدید ”عدی“ منقول ہے۔ ابن ابی ذؤیب المرونی، بقول بعض: خزاعی بن عثمان بن عبد نهم۔ ابن کلبی لکھتے ہیں: یہ ”عبداللہ ذونجادین“ کے باپ شریک بھائی ہیں۔ اور عبداللہ بن معقل بن عبد نهم کے چچا ہیں۔

اسد الغابہ (۱۴۴۰) استیعاب (۶۶۱) تجرید (۱۵۸/۱) * التاريخ الكبير (۲۲۴/۲)

اسد الغابہ (ت: ۱۴۲۲)

ابن شاپین مزینہ کے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مزینہ کا نیم نامی ایک بت تھا، خزاعی بن عبدنہم ہی اس کے مجاور تھے۔ بت توڑتاڑ کر نبی ﷺ سے جا ملے وہ اس بارے میں کہتے ہیں:

”میں حسب سابق نیم کے پاس قربانی کا جانور ذبح کرنے گیا۔ میں نے جب اس کا گلا دبایا تو مجھے خیال آیا بھلا یہ گونگا جسے سمجھنے بوجھنے کی قدرت نہیں، معبود و مشکل کشا ہو سکتا ہے؟ یوں میں نے اس کا انکار کر دیا۔ آج سے میرا دین، دین محمد ہے اور میرا معبود آسمانوں والا عزت و بزرگی اور فضیلت والا معبود ہے۔“

فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے انہیں بیعت کیا اور مزینہ کے لیے بھی ان سے بیعت کی، ان کے ساتھ ان کی قوم کے دس افراد آئے تھے جن میں عبداللہ بن ذرہ، ابواسماء اور نعمان بن مقرن بھی تھے۔ ”دلائل“ میں قاسم بطریق محمد بن سلام جلی، ابن داب سے روایت کرتے ہیں کہ خزاعی بن اسود آ کر مسلمان ہوئے اور آپ سے یہ وعدہ کر گئے کہ اپنی قوم کو بھی لائیں گے۔ پھر کسی وجہ سے انہیں تاخیر ہو گئی۔ حضرت حسان کو دربار نبوی سے کچھ پیش کرنے کی اجازت ہوئی تو انہوں نے فرمایا: ”خزاعی کو یہ پیام کوئی قاصد پہنچا دے کہ بے وفائی کے داغ کو وفا ہی دھو سکتی ہے۔ عثمان بن عمرو کی تم بہترین ہو جب کبھی بھی بلندی کا تذکرہ ہوگا اور ان میں سے تم بلند ترین تھے۔ اس بھلائی پر مستزاد یہ کہ تم نے نبی ﷺ کے دستِ حق پر بیعت کی جس نے تمہاری عظمت کو ثریا تک جا پہنچایا، تمہیں کیا مجبوری اور بے بسی ہے صرف دشمنی سے عاجز نہیں ہوئے (یعنی اپنے قبیلہ سے)۔“

فرماتے ہیں: جب انہوں نے یہ اشعار سنے وہ اور ان کی قوم خدمت نبوی میں پہنچ گئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ ابن داب کا خزاعی بن اسود کہنا غلط ہے، یہ تو خزاعی بن عبدنہم ہیں۔ طبقات میں ابن سعد نے بروایت ابن ہشام بحوالہ ابوسکین اور ابو عبد الرحمن عجلانی نقل کیا ہے، دونوں فرماتے ہیں: مزینہ کے کچھ آدمی دربار نبوی میں آئے۔ ان میں خزاعی بن عبدنہم تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم مزینہ کے لیے بیعت کی ان کے ساتھ دس افراد تھے پھر وہ قصہ اور اشعار ذکر کیے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا۔ ان میں بلال بن حارث، بشر بن خثف تھے۔ اور یہ اضافہ بھی نقل کیا: خزاعی بن عبدنہم کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے قوم! اس شخص کے شاعر نے خصوصاً تمہارا ذکر کیا ہے۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، میری بات مان لو، چنانچہ سب نے سر تسلیم خم کر کے اسلام قبول کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دی۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مزینہ کا پرچم انہی خزاعی کو دیا تھا۔ اس وقت ان لوگوں کی تعداد لگ بھگ ہزار تھی۔ ابن سعد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان میں دیکین بن سعید بھی تھے، مرزبانی نے یہ قصہ طویل انداز میں نقل کیا ہے۔ حضرت حسان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ عدی میں مد ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۵۱ خزرج انصاری (بے نسبت)

ابن شاپین نے جنائز میں بطریق عمرو بن شمر، انہوں نے بحوالہ جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد سے فرمایا: میں نے حارث بن خزرج انصاری سے سنا، فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے ایک انصاری کے سرہانے ملک الموت کو دیکھ کر فرمایا: ”اے موت کے فرشتے! میرے ساتھی سے نرمی کرنا کیونکہ یہ ایماندار ہے۔“ وہ عرض کرنے لگا:

”محمد (ﷺ)! آپ تسلی رکھیے اور اطمینان سے رہیے! میں تو ہر مومن سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہوں“۔ ایسی حدیث ہے۔ اسے ابن مندہ نے اسی سند سے مختصر نقل کیا ہے اور یہی روایت بزار، ابن ابی عاصم، طبرانی اور ابن قانع نے روایت کی ہے۔ عمرو بن شمر کی حدیث متروک ہے۔

۲۲۵۲ خزیمہ بن اوس

بن یزید۔ بن اصرم انصاری نجاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ سلمہ بن فضل نے بحوالہ ابن اسحاق شہداء یوم الجسر میں ذکر کیا ہے۔

۲۲۵۳ خزیمہ بن ثابت

بن فاکہ ابن ثعلبہ بن غیان ابن عامر بن خطمہ (ان کا نام عبد اللہ بن جشم) ابن مالک بن اوس انصاری اوسی ثم غلی۔ ان کی والدہ کبشہ بنت اوس ساعدیہ، کنیت ابو عمارہ تھی۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ بدر اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ بقول بعض سب سے پہلے وہ احد میں شریک ہوئے۔ یہی بنی خطمہ کے بت پاش پاش کرتے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر خطمہ کا علم انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ابو داؤد بطریق زہری عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے کہ ان کے چچا جو صحابی رسول ﷺ تھے نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کسی دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا۔ (حدیث) اس میں ہے جس کی خزیمہ گواہی دے دے تو وہی کافی ہے (دو کا ہونا ضروری نہیں)۔ دارقطنی بطریق امام ابو حنیفہ، حماد سے بحوالہ ابراہیم وہ ابو عبد اللہ جدی سے وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں (مردوں) کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ بخاری میں حدیث زید بن ثابت ہے کہ میں نے وہ آیت خزیمہ بن ثابت کے پاس پالی جن کی شہادت و گواہی کو نبی ﷺ نے دو آدمیوں کے برابر قرار دیا تھا۔

ابو یعلیٰ حضرت انس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ دونوں قبیلے اوس و خزرج باہمی فخر کرنے لگے، اوسیوں نے کہا: ہم میں وہ شخص ہے جس کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ (حدیث) مسند احمد میں بواسطہ عبدالرزاق بن معمر، زہری سے مروی ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ بطریق ابو معشر امام احمد ہی کی روایت، محمد بن عمارہ بن خزیمہ ہے کہ میرے دادا حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہادت سے پہلے تک جنگ سے رُکے رہے پھر اپنی تلوار نیام سے نکال لی، اور لڑتے لڑتے جان دے دی۔ یہی روایت معنای یعقوب بن شیبہ نے بطریق ابواسحاق نقل کی ہے، واقدی فرماتے ہیں: عبد اللہ بن حارث نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کے حوالہ سے مجھے بتایا کہ حضرت خزیمہ جنگ جمل میں بغیر کسی سے تعرض کیے شریک ہوئے اور صفین میں شریک ہوئے تو فرمایا: جب تک عمار شہید نہیں ہوں گے میں جنگ نہیں لڑوں گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں اس قتل کی ذمہ داری کون لیتا ہے، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”(عمار کو) ایک باغی گروہ قتل کرے گا“

زوائد البزار (۷۸۴) المجمع الكبير (۲۲۰/۴) اسد الغابہ (۱۴۴۵) استيعاب (۶۶۶)
اسد الغابہ (۱۴۴۶) استيعاب (۶۶۳) ابو داؤد کتاب الاقضية باب اذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد (۳۶۰۷)
مسند احمد (۲۱۴/۵) (۲۱۵/۵)

جب عمار شہید ہو گئے تو فرمایا: ”اب گراہی کا پتہ چل گیا۔“ پھر نبرد آزماؤں کے قریب ہوئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ طبرانی فرماتے ہیں: ان کے دو بھائی تھے: وَحُوْح اور عبد اللہ۔ مرزبانی کا قول ہے: جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے۔ وہ ہی ان اشعار کے قائل ہیں:

اذا نحن بايعنا غلبا فحسبنا ابو حسن مما نحاف من الفتن
”ہم نے علی سے بیعت کی ہے یہی کافی ہے، جن فتنوں کا ہمیں ڈر تھا۔“

وفيه الذي فيهم من الخير كله وما فيهم بعض الذي فيه من حسن
”ابو حسن علی میں ان کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جبکہ ان لوگوں میں علی کی بعض خوبیاں بھی ناپید ہیں۔“
بقول ابن سعد * بدر میں شریک اور صفین میں شہید ہوئے۔

(۲۲۵۴) (ن) خزیمہ بن ثابت انصاری (دوسرے ہیں)

حافظ ابن عساکر کی تاریخ میں بطریق حکم بن عتیبہ مروی ہے کسی نے ان سے کہا: کیا خزیمہ بن ثابت جو ذوالشہادتین کہلاتے ہیں جنگ جمل میں شریک ہوئے تھے؟ فرمانے لگے: نہیں، وہ خزیمہ بن ثابت اور ہیں۔ جبکہ ذوالشہادتین تو خلافت عثمانی میں فوت ہو چکے تھے۔ اسی طرح انہوں نے ”فتوح“ کے مصنف سیف کے طریق سے محمد بن عبید اللہ سے بحوالہ حکم نقل کیا ہے۔ خطیب نے ”موضح“ میں اس روایت کو واہی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ذوالشہادتین جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے ہیں۔ سیف جب ثقات کی مخالفت کریں تو ان کی بات حجت و دلیل نہیں۔

میں کہتا ہوں: سیف کا کوئی قصور نہیں۔ ساری آفت ان کے شیخ کی طرف سے ہے جو عزمی ہیں۔ سیف نے جنگ جمل کا واقعہ محمد بن طلحہ کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق جانے کا عزم کیا تو مدینہ میں خطبہ دیا، پھر خطبہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: پھر انصار کے دو معزز حضرات نے انہیں جواب دیا جو ابوالہیثم التیہان (جو بدزی تھے) اور خزیمہ بن ثابت تھے یہ ذوالشہادتین نہیں ہیں۔ ذوالشہادتین خلافت عثمانی میں وفات پا چکے تھے۔ خطیب نے یہ بات یقین سے لکھی ہے کہ صحابہ میں خزیمہ نامی کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے والد کا نام ثابت ہو وہ صرف ذوالشہادتین ہیں (جن کا اپنا نام خزیمہ اور والد کا نام ثابت ہے)۔

(۲۲۵۵) خزیمہ بن ثابت سلمیٰ خزیمہ بن حکیم میں تذکرہ ہوگا۔

(۲۲۵۶) خزیمہ بن جزی * سلمیٰ

گوہ اور بجو * وغیرہ کھانے کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے جسے ترمذی، ابن ماجہ باوردی اور ابن السکن نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ثابت نہیں۔ ہم نے اسے غیلانیات میں طویل انداز میں روایت کیا ہے، جس کا مدار ابوامیہ بن ابی مخارق پر ہے جو ایک ضعیف راوی ہے۔

* الطبقات (۳۲/۶) * اسد الغابہ (۱۴۴۸) استیعاب (۶۶۷) تجرید (۱۵۹/۱)

* ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی اکل الضب (۱۷۹۲) ابن ماجہ کتاب الصيد باب الذئب والنعلب (۳۲۳۵)

۲۲۵۷ خزیمہ بن جزئی

بن شہاب العبدی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا کہ اہل بصرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ گوہ کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے۔ حالانکہ گوہ کی حدیث ان سے پہلے والے روایت کرتے ہیں۔

۲۲۵۸ خزیمہ بن جہم

بن عبد بن شریح بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی العبدی۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور بھائی عمرو کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ ابو عمر نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم کی کتاب میں لکھا ہے: خزیمہ بن جہم بن عبد قیس بن عبد شمس فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نجاشی نے عمرو بن امیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ تو ان کا قول ہے لیکن زبیر کی بات دل کو لگتی ہے۔

کتاب الفردوس میں مجھے یہ حدیث نظر آئی ہے: ”لعاب دل میں رگ کے ساتھ لگا ہوتا ہے“۔ (حدیث) اسے خزیمہ بن جہم نے روایت کیا ہے لیکن ان کے بیٹے نے اس کی سند نہیں لکھی بلکہ وہاں بیاض چھوڑ دی ہے۔

۲۲۵۹ خزیمہ بن حارث

مصری ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث ابن لہیعہ کے ہاں بواسطہ یزید یعنی ابن ابی حبیب مروی ہے۔ ایسا ہی ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہم ہے جو لفظی غلطی سے رونما ہوا۔ اس واسطے کہ پہلے خرشہ بن حارث کا تذکرہ گزرا ہے۔ اگر ابو بکر نے ان کی حدیث ذکر کی ہوتی تو ہمارے سامنے صحیح سمت واضح ہو جاتی۔

۲۲۶۰ خزیمہ بن حکیم سلمی

الہمزی بقول ابن ثابت ابن شاہین وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے سر تھے۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق ابو عمران الجونی، ابن جریج سے بواسطہ عطاء جابر سے روایت کی ہے کہ خزیمہ بن ثابت، (یہ وہ انصاری (خزیمہ بن ثابت) نہیں ہیں) نے نبی ﷺ سے امن والے شہر کے متعلق پوچھا، فرمایا: ”مکہ“۔ طبرانی نے اوسط میں اسی سند سے یہ روایت انتہائی طویل نقل کی ہے، جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ وہ قافلہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ سے کہنے لگے:

”محمد (ﷺ)! مجھے آپ میں نبی والی علامات معلوم ہوتی ہیں۔ آپ یقیناً نبی ہوں گے۔ تو میں ابھی سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہوں گے جو تہامہ سے مبعوث ہوں گے۔ مجھے جب آپ کی آمد کا علم ہوگا تو میں آپ کے پاس آ جاؤں گا۔“

اسد الغابہ (۱۴۴۹) استیعاب (۶۷۰) استیعاب (۳۲/۲) اسد الغابہ (۱۴۵۰) استیعاب (۶۶۸)
 استیعاب (۳۲/۲) الجرح والتعديل (۵۱/۲) اسد الغابہ (۱۴۵۱) استیعاب (۶۶۹)
 استیعاب (۳۲/۲) اسد الغابہ (۱۴۵۲) المعجم الكبير (۱۲۴۱۲)

بعد میں فتح مکہ تک وہ نہ آئے۔ پھر اسی دن پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر اول کو خوش آمدید!“ (حدیث) فرماتے ہیں: ابن جریج سے سوائے ابو عمران کے یہ روایت کسی نے نقل نہیں کی۔

ابوموسیٰ لکھتے ہیں: اسے ابو معشر، عبید بن حکیم نے بواسطہ ابن جریج، زہری سے مرسل روایت کیا ہے۔ لیکن نام خزیمہ بن حکیم سلی لیا ہے۔ ان کا یہی نام ابن شاہین نے بطریق یزید بن عیاض، زہری سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خزیمہ بن حکیم ہر سال خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آتے۔ ان کی باہمی رشتہ داری تھی۔ ایک سال آئے تو انہیں نبی ﷺ کے ہمراہ (تجارت کے لیے) روانہ کر دیا۔ پھر لمبا قصہ تقریباً دو درقوں کی مقدار لکھا ہے جس میں کئی انوکھی باتیں ہیں، ارسال کے باوجود اس کی سند ضعیف ترین ہے۔ ہم نے تاریخ ابن عساکر میں اس روایت کو بطریق عبید بن حکیم، بحوالہ ابن جریج اسی طرح طویل ذکر کیا ہے۔ منصور بن معمر کے واسطہ سے، قبیسہ سے بحوالہ خزیمہ بن حکیم بھی مروی ہے۔

۲۲۶۱) خزیمہ بن خزیمہ

ابن عدی بن ابی عثمان بن قوئل بن عوف انصاری خزرجی از قواقلہ۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ غزوہ احد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

۲۲۶۲) خزیمہ بن عاصم

بن قطن ابن عبد اللہ بن عبادہ بن سعد بن عوف عکلی۔ یہ نسب ابن کلبی کا بیان کردہ ہے۔ ابن قانع وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بطریق سیف بن عمر بحوالہ بختری بن حکیم عکلی روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ تو وہ ہمیشہ عالی مرتبہ رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ان کے لیے ایک تحریر بھی قلمبند کروائی تھی۔ ابن قانع کی بطریق سیف بن عمر ہی روایت میں بحوالہ مستنیر بن عبد اللہ بن عدس مروی ہے کہ عدس اور خزیمہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے خزیمہ کو احلاف کا ذمہ دار مقرر کر کے ایک تحریر لکھوائی۔ جس کا مضمون یہ تھا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از محمد رسول اللہ، خزیمہ بن عاصم کی جانب۔ میں نے تمہیں تمہاری قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا ہے تو نہ وہ لوگ بخل کریں اور نہ ان پر ظلم کیا جائے۔“ رشاطی نے عکلی میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ ابو عمران نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

۲۲۶۳) خزیمہ بن عبد عمرو القصری

العبدی ابن شاہین کا بیان ہے کہ وفد عبد القیس کے ایک فرد تھے۔ صحابہ بن عباس کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا کہ ان کے ساتھ وفد میں آ کر اسلام لے آئے تھے۔

مجمع الزوائد (۱۳۳۶۸) کنز العمال (۳۷، ۴۳) تہذیب تاریخ دمشق (۱۳۷/۵)

اسد الغابہ (۱۴۵۳) استیعاب (۶۶۵) اسد الغابہ (۱۴۵۴) اسد الغابہ (۱۲۲/۲)

۲۲۶۴ خزیمہ بن عمرو العَصْرِي

رشاطی نے بحوالہ ابو عبیدہ ان کا ذکر کیا ہے۔ خزیمہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۲۶۵ خزیمہ بن معمر خطمی

امام بخاری وغیرہ حضرات نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کا کوئی علم نہیں۔ ابن اسکن کا قول ہے ان سے مروی حدیث میں تامل ہے۔ چنانچہ خود ابن اسکن اور ابن شاپین وغیرہ بطریق منکر بن محمد بن منکر وہ اپنے والد سے وہ خزیمہ بن معمر انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت کو سنگسار کیا گیا۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے“۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اس میں منکر منفرد ہیں جو ضعیف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسامہ بن زید نے ان کے برخلاف روایت کی ہے، چنانچہ وہ یہ روایت ابن المنکر سے وہ ابن خزیمہ بن ثابت سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ یہ زیادہ مناسب ہے اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے۔

۲۲۶۶ خزیمہ / ابو خزیمہ

صحیح میں حدیث زید بن ثابت میں مذکور ہیں جس کی تفصیل ابو خزیمہ میں آئے گی۔

باب خاء کے بعد شین

۲۲۶۷ خَشْخَاش

بن حارث۔ بقول بعض: ابن مالک بن حارث بن احف۔ ایک قول ”احیف“ ہے۔ بقول بعض: خلف بن کعب بن عمرو بن عمرو بن تمیم، ایک قول ہے: خَشْخَاش بن جناب/ خُتَات۔ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ بصرہ کے قاضی معاذ بن معاذ کے دادا ہیں۔ امام احمد و ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث بے کلام سند سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ”تمہارے کیے کا یہ ذمہ دار نہیں اور نہ تم اس کے کیے کے ذمہ دار ہو“۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے بیٹے کا نام مالک ہے۔

۲۲۶۸ (ز) خَشْخَاش

ابن الفضل بن عائد حظلی۔ ان کی حدیث خالد بن ہیراج نے حسان بن قتیبہ بن خَشْخَاش بن عیسیٰ بن مفضل بن عائد حظلی

اسد الغابہ (۱۴۵۵) استیعاب (۶۴۴) تجرید (۱۶۰/۱) التاریخ الکبیر (۲۰۶/۱)

المعجم الکبیر (۳۷۹۴) کنز العمال (۱۴۰۰۴) اسد الغابہ (۱۴۵۶) استیعاب (۶۸۵)

ابوداؤد کتاب الدیات (۴۴۹۵) ابن ماجہ کتاب الدیات (۲۶۶۹) مسند احمد (۲۲۷/۲) (۱۶۳/۴) (۸۱/۵) اسد الغابہ (۱۴۵۷)

سے جو ان کے ماموں ہیں روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد اپنے دادا عیسیٰ سے انہوں نے اپنے والد خشناس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے دو مقام ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں“۔ (حدیث) یہ روایت میں منذری کے قلم سے انہوں نے بحوالہ ان لوگوں کے جنہوں نے سلفی کے قلم سے انہوں نے خالد بن ہیان جو ایک ضعیف راوی ہے تک اپنی سند سے نقل کی ہے۔

۲۲۶۹ خشم (بروزن احمد)

ابن حباب ابن المنذر بن جموح بن زید بن حارث بن حرام بن کعب انصاری سلمی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ بیعت شجرہ (بیعت رضوان) میں شریک تھے۔ اور ابن درید کا قول ہے: بدر کے بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ طبری فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پہرے دارو محافظ تھے۔

باب خاء کے بعد صاد

۲۲۷۰ خصفہ

ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے اور بیہقی اور خطیب نے ”متفق“ میں بطریق شعبہ، یزید بن خصفہ سے انہوں نے مغیرہ بن عبد اللہ جعفی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ایک صحابی رسول ﷺ کے پاس بیٹھا تھا جنہیں ”خصفہ“ کہا جاتا تھا یا ابن خصفہ۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”زبردست پہلوان وہ ہے جو اپنے آپ پر قابو رکھے جب اسے غصہ آئے“۔ (حدیث) اس میں رقیب (خاوند کی موت کا انتظار کرنے والی یا وہ عورت جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو یا اس کا بچہ فوت ہو گیا ہو) اور فقیر کا ذکر ہے۔ خطیب نے یہ روایت دو طریقوں سے درج کی ہے، ایک میں خصفہ اور دوسرے میں خصفہ ہے۔

۲۲۷۱ خصفہ تمیمی

زمان ارتداد میں علاء بن حضرمی نے جن لوگوں کو امیر مقرر کیا تھا، ان میں طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ہم بارہا یہ ذکر کر چکے ہیں کہ اس وقت صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

باب خاء کے ضاد

۲۲۷۲ خضیر

موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام والے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ نیز آیا یہ نبی ہیں یا نہیں، پھر انہیں لمبی عمر ملی تھی اور ہمیشہ کی زندگی ملی تھی اس میں اختلاف ہے۔ بالفرض اگر انہیں حیات جاودانی ملی تو وہ نبی ﷺ کی حیات اور آپ ﷺ کے بعد بھی

استیعاب (۶۹۶) * اسد الغابہ (۱۴۵۹) * الدر المنثور (۳۵۶/۱) جمع الجوامع (۵۵۹۴) والترہیب والترغیب (۲۹/۲)

زندہ ہو کر صحابی کی تعریف میں شامل ہوں گے؟ جیسا کہ ایک قول ہے۔ قدماء میں سے اکثر لوگ ان کی لمبی عمر اور حیات جاوید کے متعلق احادیث نقل تو کرتے ہیں لیکن صحابہ میں کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ میرے علم میں ان کے متعلق جس قدر روایات آئیں ہیں نے یکجا کر دیں ساتھ ساتھ صحیح اور غیر صحیح کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

حضرت خضر کا نسب

دارقطنی نے ”افراد“ میں رواد بن جراح کے طریق سے بواسطہ مقاتل بن سلیمان ضحاک بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک قول نقل کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صلی بیٹے ہیں۔ جبکہ رواد ضعیف، مقاتل متروک اور ضحاک کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔

دوسرا قول: ابو حاتم بھجتانی * نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ جن میں سے ایک ابو عبیدہ ہیں، پھر ان کا ذکر کیا کہ وہ فرماتے ہیں: خضر حضرت آدم کے بیٹے قانبل کے صاحبزادے ہیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ انہوں نے عمر پائی۔ لیکن یہ روایت معضل (سلسلہ روایت میں سے دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں تو وہ روایت معضل کہلاتی) ہے۔ جس شخص کا یہ قول ہے اس نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ ان کا نام خضرون ہے اور وہی خضر ہیں۔ بقول بعض ان کا نام عامر ہے جسے ابو خطاب بن دخیل نے بحوالہ ابن حبیب بغدادی نقل کیا ہے۔

تیسرا قول: جو وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ ان کا نام بلیا بن ملکان بن فالخ بن شالخ بن عابر بن آرفخشذ بن نوح ہے۔ یہی ابن قتیبہ کا اختیار کردہ قول ہے جسے نووی نے نقل کر کے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ بقول بعض: ملکان کی جگہ کلمان ہے۔

چوتھا قول: جو اسلعل بن ابی اویس سے منقول ہے کہ ان کا نام معمر بن مالک بن عبداللہ بن نصر بن ازد ہے۔

پنجم قول: یہ بھی ابن قتیبہ نے نقل کیا ہے: وہ ابن عمائل بن نوار بن عیص بن اسحاق ہیں۔ مقاتل نے بھی ان کے والد کا نام عمائل بتایا ہے۔

ششم قول: یہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابن عباس، ابوصالح نے اور ان سے کلبی نے نقل کیا ہے جو بعید ہے۔ اس سے تعجب خیز قول ابن اسحاق کا ہے کہ وہ ارمیا بن خلف ہیں۔ جس کی تردید ابو جعفر بن حزم نے کی ہے۔

قول ہفتم: یہ قول محمد بن ایوب نے ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کے نواسے ہیں۔ بقول بعض: فرعون کے صلی بیٹے ہیں جسے نقاش نے نقل کیا ہے۔

قول ہشتم: یہی السبع ہیں۔ یہ قول بھی مقاتل سے منقول ہے لیکن یہ بھی بعید ہے۔

قول نہم: طبری نے ایک اچھی سند سے بروایت ضمیرہ بن ربیعہ بحوالہ ابن شوذب نقل کیا ہے کہ یہ قارس کی اولاد میں سے ہیں۔

قول دہم: ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ سرزمین بابل سے مہاجر ہوئے ان میں سے کسی کے بیٹے ہیں۔ بقول بعض: ان کے والد فارسی اور والدہ رومی تھی۔ ایک قول ہے: والد رومی تھے اور والدہ فارسی تھی۔ صحیحین میں یہ روایت ثابت ہے کہ ان کا نام خضر کیوں پڑا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ وہ بنجر و بیابان زمین پر بیٹھے تو وہ سر سبز ہو کر لہلہانے لگی۔ یہ امام احمد کے الفاظ ہیں* فرماتے ہیں: ہم سے عبدالرزاق نے معمر سے، بحوالہ ہمام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ ان کا نام خضر اس لیے پڑ گیا کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹھے تو وہ سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگی۔ عبداللہ بن احمد کا قول ہے: میرے خیال میں یہ عبدالرزاق کی تفسیر ہے اس سلسلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق قتادہ، عبداللہ بن حارث اور بطریق منصور، مجاہد سے بھی مروی ہے۔ نووی فرماتے ہیں: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی کنیت ”ابوالعباس“ تھی۔

ان کے نبی ہونے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کے واقعہ کو انہی کی زبانی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہ سب کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیے“* اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیے تھے۔ اصل یہ ہے کہ واسطہ کوئی نہ تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ کسی غیر مذکور نبی کی وساطت سے ہوئے ہوں۔ لیکن یہ بعید ہے۔ الہام بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کسی غیر نبی سے الہام وحی کا درجہ نہیں رکھتا کہ جس پر اس حد تک عمل ہو کہ کسی کی جان لے لی جائے یا بعض لوگوں کو غرقابی جیسی مصیبت میں دھکیل دیا جائے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ اس میں انکار نہیں کہ وہ نبی ہیں۔ نیز غیر نبی، نبی سے زیادہ علم والا کیسے ہو سکتا ہے؟ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ”بلکہ ہمارا بندہ خضر (آپ سے بڑھ کر صاحب علم) ہے“* علاوہ ازیں نبی غیر نبی کا تابع کیسے ہو سکتا ہے؟ ثعلبی فرماتے ہیں: بقیہ اقوال میں وہ نبی ہیں۔ بعض اکابر علماء کا کہنا ہے، حضرت خضر کو نبی ماننا زندقہ و بے دینی کا دروازہ ہے۔ اس واسطے کہ زنداقہ ان کے نبی نہ ہونے کے ذریعہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہے۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

”برزخ میں نبوت کا مقام رسول سے تھوڑا سا اوپر اور ولی سے نیچے ہے۔“

پھر انہیں نبی ماننے والوں میں یہ اختلاف ہے کہ آیا وہ کسی قوم کی طرف مبعوث بھی ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس اور وہب بن منہ سے منقول ہے کہ وہ ایسے نبی تھے جو کسی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ اسمعیل بن ابی زیاد اور محمد بن اسحاق اور بعض اہل کتاب سے منقول ہے، وہ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ ان پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی قول کی تائید ابوالحسن رمانی اور ابن الجوزی نے بھی کی ہے۔ ثعلبی فرماتے ہیں: تمام اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لمبی عمر والے نبی ہیں، لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ ابویحیٰ انڈکی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ خضر نبی ہیں ان کا علم باطنی امور کی معرفت پر مبنی تھا جو ان کی طرف

* مسند احمد (۳۱۲/۲) * مسند احمد (۳۱۸/۲) * سورة الكهف: ۸۲

* بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام (۳۴۰۰) تہذیب تاریخ دمشق (۱۶۶/۵)

جی ہوتا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام ظاہری احکام کے علم سے نوازے گئے تھے۔ صوفیاء کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وہ ولی تھے۔ حنا بلہ میں سے ابوعلی بن ابوموسیٰ کا بھی یہی مسلک ہے اور ابو بکر بن الانباری نے اپنی کتاب ”الزہر“ میں علماء کے دو قول کہ آیا وہ نبی تھے یا ولی نقل کرنے کے بعد یہی قول اختیار کیا ہے۔ ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں: خضر نبی نہیں بلکہ ولی تھے۔ ماوردی نے ایک تیسرا قول بھی نقل کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھے جو انسانی صورت میں نمودار ہوتے تھے۔ ابوالخطاب بن دحیہ فرماتے ہیں: ہمیں اس بارے کوئی علم نہیں کہ آیا وہ کوئی فرشتہ تھے یا نبی یا صرف اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے۔

لیث کے کاتب ابوصالح کے طریق سے بواسطہ یحییٰ بن ایوب بحوالہ خالد بن یزید مروی ہے کہ کعب احبار نے فرمایا: خضر بن عامیل اپنے ساتھیوں سمیت کشتی (بحری جہاز) میں سوار ہو کر بحر ہند جو بحر چین کہلاتا ہے جا پہنچے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: مجھے سمندر میں اتار دو۔ چنانچہ انہوں نے اتار دیا، یہ کچھ ایام سمندر میں رہے دوبارہ پھر بحری جہاز میں واپس آ گئے۔ وہ ان سے کہنے لگے: خضر تم نے کیا دیکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سمندر کی گہرائی میں محفوظ رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک فرشتہ میرے سامنے آ کر کہنے لگا: اے زیادہ چلنے والے آدمی، کہاں کا ارادہ ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: میں اس سمندر کی گہرائی دیکھنا چاہتا ہوں وہ مجھ سے کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے ایک شخص اس میں گرا ہے اور ابھی تک اس کی گہرائی کے تہائی حصہ تک بھی نہیں پہنچا۔ جسے تین سو سال ہو گئے ہیں۔ یہ بات ابونعیم نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں کعب احبار کے حالات میں نقل کی ہے۔ ابوجعفر بن جریر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: خضر افریدیوں * بادشاہ کے دور میں تھے، یہی پہلی کتب کے علماء کا قول ہے۔ بقول بعض: وہ ذوالقرنین اکبر کے مقدمۃ الجیش، فوج کی کمان کر رہے تھے، جو ابراہیم علیہ السلام کے دور میں گزرا ہے۔ ذوالقرنین کے ساتھ آب حیات کے چشمہ تک گئے تھے جہاں سے انہوں نے ان کے ساتھیوں نے اور ذوالقرنین نے پانی پی لیا لیکن انہیں پتہ نہ تھا۔ یوں یہ ہمیشہ زندہ رہے۔ * وہ آج تک ان کے نزدیک زندہ ہیں۔ ابن جریر لکھتے ہیں: ابن اسحاق کا بیان ہے حضرت خضر اس کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے۔ ابن جریر فرماتے ہیں: اس وقت اور افریدیوں کے وقت میں * ہزار سال سے زائد عرصے کا وقفہ ہے۔ فرماتے ہیں: ان کا افریدیوں کے دور میں ہونے کا قول زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ وہ صرف اس بادشاہ کے دور میں نبی بنا کر بھیجے گئے۔

میں کہتا ہوں: بلکہ اس میں احتمال ہے جو انہوں نے کہا کہ خضر اس کے ساتھ بطور نبی مبعوث ہوئے۔ یعنی ان کی وجہ سے اسے تائید ملی ورنہ وہ تو ان کی نبوت کا ابتدائی زمانہ تھا، لہذا یہ ناممکن بات نہیں کہ وہ اس سے پہلے نبی تھے۔ اور بعد میں اس بادشاہ کے ساتھ بھیجے گئے۔ اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے پیش آمدہ اکثر واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی تھے اور جس نے انہیں کہا اس کی بات صحیح ہے۔ ذوالقرنین کے ساتھ والا ان کا قصہ ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں خیشمہ بن سلیمان بطریق حجاز الصادق وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ذوالقرنین کا ایک فرشتہ دوست تھا، جس سے انہوں نے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسی بتائے جس سے ان کی عمر لمبی ہو جائے۔ تو اس فرشتہ نے انہیں آب حیات کا پتہ بتایا، جو اندھیروں میں ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین

* تاریخ طبری (۳۶۵/۱) المنتظم (۳۵۷/۱) * المنتظم (۳۶۱/۱)

* تاریخ طبری (۳۶۵/۱) المنتظم (۳۵۷/۱)

اس چشمہ کا رخ کیا، ان کی فوجوں کا کمانڈر خضر تھا، خضر تو وہاں تک پہنچ گیا لیکن ذوالقرنین محروم رہ گئے۔

ان کے نبی ہونے کے دلائل میں ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے جو عبد بن حمید نے بطریق ربیع حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام کی خضر سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: خضر! السلام علیک۔ انہوں نے کہا: موسیٰ! وعلیک السلام۔ آپ نے فرمایا: آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں ہی موسیٰ ہوں؟ فرمایا: جس نے تمہیں میرا پتہ بتایا اسی نے مجھے تمہارے متعلق بتایا ہے۔ ”مبتداء“ میں وہب بن منبہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خضر سے فرمایا: ”میں نے تمہاری پیدائش سے پہلے تمہیں پسند کیا، اور جب تمہیں پیدا کیا تو پاک کیا اور تمہاری پیدائش کے بعد بھی تمہیں محبوب رکھا۔“ آپ عہد موسوی کی تجدید کے لیے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پھر جب بنی اسرائیل میں حادثات و واقعات بکثرت ہونے لگے اور ان پر بختنصر (جیسا ظالم بادشاہ) مسلط ہوا تو خضر وحشی جانوروں کے ساتھ زمین میں پھرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا ان کی عمر طویل کر دی یہ وہی ہیں جنہیں لوگ دیکھتے ہیں۔

باب: ان کی عمر اور اس کا سبب

دارقطنی نے گزشتہ سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ خضر علیہ السلام کی عمر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے۔ ”مبتداء“ میں ابن اسحاق کا قول ہے، ہمارے احباب نے ہمیں بتایا جب حضرت آدم کی وفات کا وقت ہوا آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا پر ایک عذاب نازل کرنے والا ہے تو میرا بدن تمہارے ساتھ کسی غار میں ہی رہے۔ بالآخر مجھے شام میں دفنا دینا۔ جب طوفانِ نوح آیا تو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تھی جو اسے دفن کرے اسے قیامت تک لمبی عمر دی جائے۔ پھر حضرت کی نعش خضر علیہ السلام کے آنے تک بے گور ہی رہی۔ انہوں نے ہی آپ کو دفن کیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا وعدہ پورا کیا، وہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے زندہ رہیں گے۔

ابوحنیفہ لوط بن یحییٰ اپنی کتاب ”معمرین“ میں لکھتے ہیں: احادیث کا علم اور ان کی تدوین کرنے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خضر علیہ السلام سب سے طویل العمر انسان ہیں اور ان کا نام ”خضر بن قاتیل بن آدم“ ہے۔ حافظ ابن عساکر ذوالقرنین کے حالات میں لکھتے ہیں: بطریق خیشمہ بن سلیمان، بواسطہ ابو عبیدہ، ہناد کے برادر زادے وہ سفیان بن وکیع سے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ معمر بن سلیمان، ابو جعفر سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا مرتبہ ملا تھا۔ انہیں مشرق و مغرب کے درمیانی علاقوں کی بادشاہت حاصل تھی۔ رفاہیل نامی ایک فرشتہ ان کا دوست تھا جس کی وہ زیارت و ملاقات کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ ذوالقرنین نے پوچھا: بتاؤ! تم لوگ آسمان پر کیسے عبادت کرتے ہو؟ وہ فرشتہ رو پڑا اور کہنے لگا: ہماری عبادت سے تمہاری عبادت کو کیا مناسبت، آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جو ہمیشہ سے قیام کی حالت میں ہیں کبھی نہیں بیٹھیں گے اور کچھ فرشتے سجدہ میں ہیں جو کبھی سر نہیں اٹھائیں گے۔ اور بعض فرشتے ایسے ہیں جو رکوع کی حالت میں ہیں، وہ کبھی کھڑے نہیں ہوں گے۔ پھر بھی ان کی زبان پر یہ کلمات ہوتے ہیں: ”پروردگار ہم نے تیری عبادت کا کما حقہ حق ادا نہیں کیا۔“ جس پر ذوالقرنین رونے لگے۔ پھر فرمایا: رفاہیل! میری خواہش ہے کہ مجھے لمبی عمر ملے تاکہ (اپنی طرف سے) اپنے رب کی عبادت کا حق ادا کر دوں۔ وہ کہنے لگا: کیا واقعی

تمہاری یہ خواہش ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ایک چشمہ ہے جس کا نام حیات ہے جس نے اس کا ایک گھونٹ بھی پی لیا کبھی نہیں مرے گا، بلکہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ سے موت کا سوال کرے گا۔

ذوالقرنین نے فرمایا: تمہیں اس کی جگہ معلوم ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ ہاں! اتنی بات ہے کہ ہم آسمان میں یہ باتیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ اندھیری جگہیں ایسی ہیں جہاں کسی جن وانس کے تلوے نہیں لگے۔ ہمارے خیال میں وہی اس کی جگہ ہے۔ چنانچہ اس مہم کے لئے ذوالقرنین نے زمین کے علماء جمع کیے اور ان سے آب حیات کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر ان سے فرمایا: کیا تمہارے علم میں اللہ تعالیٰ کی کسی اندھیر نگری کا وجود ہے؟ تو ان میں سے ایک عالم کہنے لگا: آپ اس کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہیں؟ پھر اس نے بتایا، میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ ظلمت و تاریکی سورج کے غروب ہونے کے پاس ہے۔

اس کے بعد ذوالقرنین نے لشکر تیار کیا اور برابر بارہ سال چلتے چلتے اس تاریکی کے کنارے جا پہنچے حالانکہ وہاں تاریکی نہ تھی بلکہ وہ دھوئیں کی طرح چمک رہی تھی۔ آپ نے لشکر کو جمع کر کے فرمایا: میں اس میں سے گزرنا چاہتا ہوں۔ سب نے آپ کو منع کیا جو ان کے ساتھ علماء تھے انہوں نے آپ سے عرض کی کہ اس مہم سے باز رہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے ناراض ہو جائے لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ پھر اپنے لشکر میں سے ایسے چھ ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا جو چھ ہزار نوجوان گھوڑیوں پر سوار تھے۔ اور ان کا سپہ سالار خضر کو بنایا جو دو ہزار کی نفری میں آگے روانہ ہوئے۔ خضر ان کے آگے آگے چلتے گئے۔ خضر کو ان کے مقصد سے پہلے ہی آگاہی تھی لیکن ذوالقرنین ان سے یہ راز چھپانا چاہتے تھے۔ چلتے چلتے ایک وادی آئی جب اس کے کنارے پر پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ٹھہر جاؤ اور خود اس کا رخ کیا۔ جو نہی وادی کے اندرونی کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں ایک چشمہ ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ آپ نے اس کا پانی پیا، وضو اور غسل کیا پھر باہر نکل کر کپڑے پہن کر لوٹ آئے۔ یوں وہ چلتے رہے، اسی طرح ذوالقرنین اس تاریکی سے بھٹک گئے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

کعب احبار کے شاگرد سلیمان انج سے مروی ہے کہ کعب احبار نے فرمایا کہ خضر ذوالقرنین کے وزیر تھے۔ وہ ہندوستان کے ایک پہاڑ پر ان کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک چٹھی دیکھی جس میں لکھا تھا: از آدم ابوالبشر، اس کی اولاد کی طرف۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے اور تمہارے دشمن ابلیس کی فریب کاریوں سے ڈراتا ہوں، اسی نے مجھے یہاں اتارا۔ فرماتے ہیں: ذوالقرنین نیچے اترے اور حضرت آدم علیہ السلام کی نشست گاہ پر ہاتھ پھیرا جو ایک سو تیس (۱۳۰) میل تھی۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے ذمہ صحراؤں کی ذمہ داری اور حضرت خضر علیہ السلام کے ذمہ سمندروں کی ذمہ داری ہے۔ انہیں دنیا میں فتح اولیٰ تک زندگی عطا کی گئی ہے۔ دونوں ہر سال حج کے زمانے میں ملاقات کرتے ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں۔ ہمیں عبدالرحیم بن واقد نے بحوالہ محمد بن بھرام بتایا وہ ابان سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خضر سمندر میں اور الیاس خشکی میں ہیں، دونوں کی ہر رات سید سکندری کے پاس ملاقات ہوتی ہے جو انہوں نے لوگوں اور یا جوج ماجوج کے درمیان آڑ بنائی ہے، دونوں ہر سال حج و عمرہ کرتے اور تمہارے زم زم سے ایک ایک گھونٹ

پیتے ہیں جو آئندہ سال تک ان کے لیے کافی رہتا ہے۔*

میں کہتا ہوں: عبدالرحیم اور ابان متروک راوی ہیں۔ عبداللہ بن مغیرہ بواسطہ ثور، خالد بن معدان بحوالہ کعب روایت کرتے ہیں: حضرت بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان نور کے منبر پر تشریف فرما ہیں۔ سمندر کے جانوروں کو ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ہے۔ صبح و شام ان کے حضور ارواح کی پیشی ہوتی ہے۔ عقلی نے اس کا ذکر کیا ہے عبداللہ بن مغیرہ فرماتے ہیں: وہ ایسی باتیں روایت کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: منکر الحدیث ہیں۔ ابن شاہین نے حصیف تک ایک ضعیف سند کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ چار انبیاء زندہ ہیں دو آسمان میں اور دو زمین میں، آسمان میں عیسیٰ اور ادریس علیہ السلام اور زمین میں خضر والیاس علیہ السلام، رہے خضر علیہ السلام تو ان کا مقام سمندر میں ہے اور ان کے دوست (الیاس علیہ السلام) وہ صحراؤں میں ہوتے ہیں۔ باب کے آخر میں اس جنس کی بہت سی باتیں بیان ہوں گی۔

نقلی فرماتے ہیں: بقول بعض خضر علیہ السلام آخری زمانہ میں جب (دلوں سے) قرآن اٹھ جائے گا اس وقت فوت ہوں گے۔ نووی ”تہذیب“ لکھتے ہیں: اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں، صوفیاء کا تو اس پر اتفاق ہے جنہیں اصلاح و معرفت والے جانتے ہیں، اس سلسلہ میں ان کے دیدار و ملاقات ان سے علم حاصل کرنے، ان سے سوال و جواب اور ان کا مقامات مقدسہ اور اچھی جگہوں میں موجود ہونا اس کثرت سے حکایات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جن کا نہ شمار ہے اور نہ بیان کرنے کی ضرورت کہ وہ اتنی زبان زد عام ہیں۔

ابو عمرو بن الصلاح اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: عام علماء و صلحاء کے نزدیک وہ زندہ ہیں۔ بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: متاخرین میں سے چند لوگوں نے صالحین اور ان لوگوں سے ۳۰۰ھ اور ۳۲۰ھ کے بعد ہو گزرے ہیں۔ منقول حکایات جمع کی ہیں باوجودیکہ ان میں بعض کی سندوں میں ایسے راوی ہیں جو زیادہ غلطیوں یا متہم بالکذب (حدیث میں جھوٹ بولنے کی تہمت زدہ) ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ جیسے ابو عبد الرحمن سلمی، ابوالحسن بن جہضم، یاد رہے ان حکایات سے تو اتر معنوی ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ تو اتر میں اس کے راوی کا ثقہ اور عادل ہونا شرط نہیں بلکہ وہاں تو ایسی تعداد ہوتی ہے جس کے متعلق ذہن باور نہیں کرتا ہے کہ یہ سب جھوٹ بولنے پر متفق و متحد ہوئے ہیں۔ اگر الفاظ کا اتفاق ہو تو اتر لفظی اور اگر الفاظ مختلف ہوں تو جہاں کہیں الفاظ یکجا ہوں وہ تو اتر معنوی ہوگا۔

اب ان حکایات کا خلاصہ یہ ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں، لیکن بعض طرق سے کسی کا یہ قول یقینی ہے کہ ”ہر زمانہ کا ایک خضر ہوتا ہے۔ وہی اولیاء کا نقیب و سردار ہوتا ہے اور جو نبی کسی نقیب کی وفات ہوتی ہے اس کی جگہ دوسرا نقیب مقرر ہو جاتا ہے جس کا نام خضر ہوتا ہے۔“ اس قول کو صوفیاء کی ایک جماعت بلا تکثیر قبول کرتی ہے اور یہ بات یقینی نہیں کہ جن سے نقل کرتے ہیں وہی خضر موسیٰ علیہ السلام ہیں بلکہ وہ اس زمانہ کے خضر ہیں۔ جس کی تائید ان کے حلیہ کے اختلاف سے ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی نے انہیں بڑھاپے کی حالت میں کسی نے ادھیڑ عمر اور کسی نے جوانی میں دیکھا ہے۔ جو دیکھے جانے والے کی تبدیلی اور زمانے کی تغیر پذیری ہی سمجھی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

سہلی کتاب ”التعريف والاعلام“ میں رقمطراز ہیں، خضر کے نام میں اختلاف ہے پھر انہوں نے وہی اقوال ذکر کیے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ ایک قول یہ نقل کیا کہ ان کا نام ابن عامیل ابن ساطین بن ارمان بن خلفا بن عیسو بن اسحاق ہے۔ ان کے والد بادشاہ اور والدہ فارسی الاصل تھیں۔ ان کی پیدائش ایک غار میں ہوئی، وہاں کوئی بکری مل گئی جس کا دودھ یہ پیتے تھے جو گاؤں میں کسی شخص کی بکریوں سے لی گئی۔ اسی شخص نے انہیں پالا، جب جوان ہوئے بادشاہ کو کاتب کی ضرورت پڑی جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ صحیفوں کو قلمبند کرے، اس نے اہل معرفت و ذکاوت جمع کیے ان لوگوں میں ان کا بیٹا خضر بھی پیش خدمت ہوا، بادشاہ اسے جانتا نہ تھا۔ جب اس کا خط اور ہوشیاری پسند آئی تو اس کے متعلق تفتیش کی، بالآخر پہچان لیا کہ یہ اسی کا بیٹا ہے اور اپنے ساتھ شامل کر کے لوگوں کا بادشاہ بنا دیا۔

پھر خضر علیہ السلام بعض اسباب کی بنا پر جن کا ذکر کرنا طویل ہے، بادشاہ سے بھاگ گئے، بالآخر انہیں آپ حیات مل گیا جس میں سے پیا، یوں وہ خروج دجال تک زندہ رہیں گے۔ یہی وہ شخص ہیں جسے دجال قتل کر کے زندہ کرے گا۔ لکھتے ہیں، بقول بعض ”انہوں نے دور نبوی پایا“۔ یہ بات صحیح نہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ اور علماء حدیث کی ایک جماعت کا کہنا ہے: ”خضر علیہ السلام ہجرت کے سوسال پورے ہونے سے پہلے فوت ہو گئے“۔ ہمارے شیخ ابو بکر بن العربی نے اس قول کی تائید کی ہے جس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”سوسال کے اختتام پر جو لوگ اب زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی اس زمین پر نہیں ہوگا“۔ (حدیث) آپ کی مراد تھی کہ اس بات کے سننے والوں میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ لکھتے ہیں: رہی ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور اہل بیت سے تعزیت کے لیے آنا جب وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لئے جمع تھے، جسے کئی صحیح طرق سے روایت کیا گیا ہے، چنانچہ ایک طریق یہ ہے جو اپنے وقت کے علماء حدیث کے امام یعنی علامہ ابن عبد البر نے التمهید میں صحابہ کرام کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعزیتی موقع پر کسی کی آواز آنے اور صورت دکھائی نہ دینے کی حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: یہ خضر ہیں۔ لکھتے ہیں: ابن ابی الدنیانے بطریق محمول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ الیاس علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہے لہذا جب الیاس علیہ السلام عہد نبوی تک زندہ رہے ہیں تو خضر علیہ السلام بھی زندہ رہے ہوں گے۔

ان پر ابو الخطاب بن دحیہ نے تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان طرق میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ خضر علیہ السلام سوائے موعود علیہ السلام کے کسی نبی سے نہیں ملے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات بیان کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: ان کی حیات کے متعلق جو کچھ بھی منقول ہے اس پر اہل نقل کا اتفاق ہے کہ اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں۔ اس کا ذکر روایت کو نقل کرنے والا کرتا ہے جبکہ وہ روایت علت کو بیان نہیں کرتا تو اسے اس کی معرفت نہیں یا وہ علماء اہل حدیث کے نزدیک واضح ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جو بات مشائخ منقول ہے وہ قابل طعن ہو سکتی ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی عقل سمجھ رکھنے والا آدمی کسی ناواقف سے مل کر کہے کہ میں فلاں ہوں اور وہ اس کی تصدیق کرنے لگ جائے؟ فرماتے ہیں: تعزیت والی حدیث جسے ابو عمر نے روایت کیا ہے موضوع (من گھڑت) ہے اسے عبد اللہ بن محرر نے، یزید بن اصم سے بحوالہ علی نقل کیا ہے۔ جبکہ ابن محرر متروک راوی ہے جس کے متعلق عبد اللہ بن المبارک فرماتے

❖ بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶) کتاب مواقیب الصلاة باب السمر فی الفقه (۶۰۱)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب لاتاتی مائة سنة (۶۴۲۷)

ہیں: جسے مسلم نے اپنے مقدمہ مسلم میں بھی نقل کیا ہے: جب مجھے اس بزرگ کی زیارت ہوئی تو مجھے یقینی اس کے مقابلہ میں زیادہ با وقعت لگی۔ دیکھیں انہوں نے اس کی ملاقات پر نجاست کو ترجیح دی ہے۔

میں کہتا ہوں: تعزیت کی مذکورہ حدیث کا تذکرہ عبداللہ بن المحرر کی روایت کے علاوہ بھی ذکر ملتا ہے جسے میں ذکر کروں گا۔ پھر وہ فرماتے ہیں: حدیث مکحول بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی موضوع ہے۔ اس کے بعد امام احمد، یحییٰ، اسحاق اور ابو زرہ جیسے محدثین کی زبانی اس کی تکذیب نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، متن کے سیاق سے اس کا منکر ہونا ظاہر ہے کہ یہ روایت از قبیلہ خرافات ہے، یہاں تک بطور خلاصہ ابوالخطاب کی بات مکمل ہوئی۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں طوالت کے ساتھ ذکر کروں گا کہ اس کا سہیلی کے اشارہ کردہ طریق کے علاوہ بھی ایک طریق ہے۔ جو لوگ ان کی لمبی عمر کے قائل ہیں انہوں نے آپ حیات کے قصہ کو بنیاد بنایا ہے اور صحیح بخاری اور جامع الترمذی میں جو اس کا ذکر لکھا ہے اسے سند مانا ہے لیکن یاد رہے وہ مرفوع روایت سے ثابت نہیں۔ لہذا یہ بات نوٹ کر لی جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خضر علیہ السلام کے حالات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ قصہ بیان کیا ہے۔ اسی کو شیخین* (بخاری و مسلم) نے کئی طرق سے بحوالہ ابی بن کعب نقل کیا ہے۔ قصہ کے بیان میں صحیح کے علاوہ دیگر حضرات کے ہاں کچھ اضافے ہیں، جنہیں میں نے فتح الباری میں لکھا ہے۔ صحیحین میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کاش! موسیٰ علیہ السلام صبر کر جاتے تو ہمیں ان دونوں کے مزید حالات پتہ چلتے۔“ اسی سے بعض لوگوں نے یہ دلیل نکالی ہے کہ وہ اس گفتگو کے وقت موجود نہ تھے، اس واسطے کہ اگر وہ موجود ہوتے تو چند اکابر صحابہ ان کی رفاقت اختیار کرتے اور ان کے اس طرح کے احوال کا مشاہدہ کرتے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے مشاہدہ کیا تھا۔ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ وہ زندہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا موسیٰ اور خضر کے درمیان پیش آمدہ حالات کے بارے میں تھی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اس مقام پر پورا نہیں اتر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ان کے پیش آمدہ حالات میں سے ایک روایت وہ ہے جو طبرانی نے ”معجم کبیر“* میں بواسطہ بقیہ بن ولید، محمد بن زیاد الالبانی، بحوالہ ابوامامہ باہلی دوسندوں سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا میں تمہیں خضر علیہ السلام کے متعلق نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، ضرور! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ وہ بنی اسرائیل کے بازار میں چل رہے تھے کہ اچانک ایک مکاتب شخص کی ان پر نظر پڑ گئی۔ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے مجھ پر صدقہ کریں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں، جو اللہ چاہے ہو، میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ وہ مسکین بولا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر ضرور صدقہ کریں۔ اس لیے کہ مجھے آپ کے چہرے پر بزرگی نظر آئی ہے، میں آپ کی برکت کا امیدوار ہوں۔ خضر علیہ السلام بولے: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں، میرے پاس تمہیں دینے کو کچھ نہیں۔ یہی

* بخاری کتاب العلم باب الانصاب للعماء (۱۲۲) مسلم فی کتاب الفضائل باب من فضائل الخضر علیہ السلام (۶۱۱۳)
* المعجم الکبیر (۱۳۲/۸)

ہوسکتا ہے کہ تم مجھے پکڑ کر بیچ ڈالو۔ وہ مسکین کہنے لگا: کیا اس سے غرض پوری ہو جائے گی۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں حق سچ بات کہہ رہا ہوں۔ تم نے مجھ سے عظیم کام کا سوال کیا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ناکام نہیں لوٹا سکتا، اس لئے مجھے بیچ دو۔ فرماتے ہیں: وہ شخص انہیں بازار کے درمیان لا کر چار سو درہم میں فروخت کر گیا۔ آپ خریدار کے پاس کافی وقت رہے لیکن اس نے آپ سے کوئی کام نہیں لیا۔ خضر علیہ السلام خود ہی اس سے کہنے لگے: آپ نے مجھے کسی فائدہ کے لئے خریدا ہے، مجھے کوئی کام بتائیں، وہ شخص کہنے لگا: آپ بوڑھے آدمی ہیں، کمزور بھی ہیں، اس لیے میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ وہ کہنے لگے: مجھے کوئی دشواری نہیں۔ وہ بولا: اچھا اٹھا کر یہ پتھر یہاں سے ہٹادیں۔ وہ پتھر اتنے زیادہ تھے کہ ایک دن میں چھ آدمیوں کے بغیر منتقل کرنا مشکل تھا۔ وہ آدمی اپنے کسی کام سے باہر گیا، واپس آیا تو انہوں نے ایک گھنٹہ میں پتھر ہٹا دیئے تھے۔ وہ شخص بولا: بہت خوب، بہت اچھے! آپ نے تو وہ کر دکھایا جس کی مجھے آپ سے توقع نہ تھی کہ آپ اتنا کام کر سکیں گے۔

پھر اس شخص کو کوئی سفر پیش آیا، وہ کہنے لگا: میں آپ کو امانتدار سمجھتا ہوں، آپ میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں کے نائب ہیں، جو نیابت اچھے طریقہ سے نباہنا۔ فرمایا: بہتر ہے۔ لیکن مجھے کوئی کام بتا جائے۔ وہ کہنے لگا: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں۔ فرمایا: مجھے کوئی مشقت نہیں۔ وہ کہنے لگا: اچھا پھر اس طرح کریں کہ میرے آنے تک اینٹوں کا ایک چٹا بنا دو۔ فرماتے ہیں: وہ شخص سفر کے لیے روانہ ہو گیا، کچھ ہی دنوں بعد واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عمارت مضبوط بنی کھڑی ہے۔ اس سے رہا نہ گیا، کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں یہ سب کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ فرمایا: تم نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے واسطے نے مجھے غلام بنایا ہے۔ میں خود ہی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ میں وہی خضر ہوں جس کے متعلق تم نے سن رکھا ہے۔ ایک مسکین نے مجھ سے صدقہ کا سوال کیا میرے پاس اسے دینے کے لیے کوئی چیز نہ تھی لیکن اس نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کیا تھا اس لیے میں نے اپنی گردن اس کے حوالہ کر دی۔ اس نے مجھے فروخت کر دیا، اور میں تمہیں بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور اسے دینے کی قدرت ہو پھر بھی وہ سائل کو خالی لوٹا دے، وہ قیامت کے روز اس حال میں کھڑا ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت ہوگا نہ جلد، صرف ہڈی ہوگی جو چرچر رہی ہوگی۔ وہ شخص بولا: میں اللہ پر ایمان لایا، اللہ کے نبی! میں نے آپ کو مشقت میں ڈالا، مجھے پتہ نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ تم نے بہت اچھا سلوک کیا اور اسے برقرار رکھا۔ پھر وہ شخص عرض کرنے لگا: اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ کے قربان ہوں، میرے گھر والوں اور میرے مال کے متعلق جو فیصلہ کرنا چاہیں، یا جو کچھ پسند کرنا چاہیں تاکہ میں آپ کو رخصت کر دوں۔ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایسے ہی رخصت کر دو تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کر سکوں۔ چنانچہ اس نے آپ کو رخصت کر دیا، جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے غلامی میں ڈال کر پھر اس سے نجات دے دی۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند حسن ہے، کاش! بقیہ کا معنی نہ ہوتا اور اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کے بارے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس شخص کی بات نقل کی ہے، اس نے کہا: ”اے اللہ کے نبی!“ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید بھی نہیں فرمائی۔

جن لوگوں کا مسلک ہے کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں

ابو بکر نقاش نے اپنی تفسیر میں علی بن موسیٰ رضا اور محمد بن اسمعیل (امام) بخاری رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ خضر علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ خضر علیہ السلام کی حیات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے انکار فرمایا اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”آج جو لوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی صدی کے آخر میں باقی نہیں رہے گا۔“ اسی روایت کو انہوں نے اپنی صحیح میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے، اسی پر ان لوگوں کا بھروسہ ہے جو کہتے ہیں کہ خضر فوت ہو گئے ہیں اور اب زندہ نہیں ہیں۔

ابو حیان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ابن ابی الفضل المرسی سے منقول ہے کہ خضر، موسیٰ علیہ السلام والے فوت ہو چکے ہیں۔ اس واسطے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا، آپ پہ ایمان لانا اور آپ کا اتباع کرنا لازمی تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ”اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تب بھی ان کے لئے میرا اتباع ضروری تھا۔“ اور اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ (موجودہ خضر) موسیٰ علیہ السلام والے خضر نہیں ہیں۔ جبکہ اوروں کا قول ہے: ہر وقت کا ایک خضر ہے سو یہ ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ابوالحسین بن منادی اپنی کتاب میں جو خضر علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہے بحوالہ ابراہیم الحرابی روایت کرتے ہیں کہ خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اسی پر مذکور ابن المبارک نے بھروسا کیا ہے۔ اسی طرح کا مضمون علی بن موسیٰ رضا سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بن عمر بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی، سلام کے بعد آپ نے فرمایا: ”بھلا تمہیں اپنی اس رات کا پتہ ہے؟ اس صدی کے آخر میں زمین پر موجود لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔“

اسی روایت کو امام مسلم نے حدیث جابر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے مہینہ پہلے فرمایا: ”تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے، اللہ کی قسم! زمین پر جو تنفس بھی موجود ہے سو سال بعد نہ ہوگا۔“ یہ ابوزبیر کی بحوالہ ان کے روایت ہے۔ ترمذی نے یہی روایت بطریق ابوسفیان بحوالہ جابر، ابوزبیر کی روایت کے مفہوم میں نقل کی ہے۔ ابن الجوزی نے اس بارے میں جو ”جزء“ جمع کیا ہے، بواسطہ ابویعلیٰ بن الفراء جنبلی ذکر کیا ہے کہ ہمارے کسی صاحب سے خضر علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ فوت ہو چکے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ فرماتے ہیں: مجھے ابوطاہر بن عبادی کے حوالہ سے بھی اسی طرح کی بات پہنچی ہے وہ یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور آتے۔

السنن للقرطبی (۳۵۵/۱۳) الدر المنثور (۴۸/۲)

بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶) مسلم کتاب فضائل الصحابة باب بیان معنی قوله ﷺ

علی رأس مائة سنة (۶۴۲۶) ترمذی کتاب الفتن باب لا تاتی مائة سنة (۲۲۵۱)

مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۴۲۸)

ترمذی کتاب الفتن باب لا تاتی مائة سنة (۲۲۸۰)

میں کہتا ہوں: ان میں سے ابو الفضل بن ناصر، قاضی ابوبکر بن العربی، ابوبکر محمد بن حسین نقاش ہیں۔ ابن الجوزی نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ باوجودیکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں زندہ تھے اب بھی اگر زندہ ہیں تو ان کا جسم بھی انہی جیسے لوگوں کے اجسام کے مناسب ہوتا۔ پھر اپنی سند سے بحوالہ ابو عمران جوئی نقل کیا ہے کہ حضرت دانیال کی ناک ایک ہاتھ تھی۔ ابو موسیٰ کے زمانہ میں جب ان کی قبر کھلی اور ان کی نعش کھل گئی تو ایک شخص ان کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہوا تو حضرت دانیال کا گھٹنا اس شخص کے سر تک لمبا تھا۔ فرماتے ہیں: جتنے لوگ حضرت خضر علیہ السلام کے دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی دیگر باتوں میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے پتہ چلے کہ ان کا جسم ان اجسام جیسا تھا، پھر بطور دلیل وہ روایت پیش کی ہے جو امام احمد ^{*} نے بطریق مجاہد، شععی سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میرا اتباع ضروری تھا“۔ فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام کا یہ حلال ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہوں اور آپ کا اتباع نہ کریں اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ میں، جماعت میں شریک نہ ہوں اور آپ ﷺ کے جھنڈے تلے مجاہدانہ وار نہ لڑیں؟ جیسا کہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا“ سے بھی استدلال کیا ہے ^{*}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو نبی بھی مبعوث ہوا اس سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر اس کے جیتے جی محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ ضرور ان پر ایمان لائے گا اور ان کی مدد کرے گا۔ لہذا اگر عہد نبوی میں خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو ضرور آپ کے پاس آتے۔ اپنے ہاتھ سے آپ کی مدد کرتے اور اپنی زبان سے آپ کی تصدیق کرتے، اور آپ ﷺ کے جھنڈے تلے رہ کر جہاد کرتے، وہ اہل کتاب کے ان سربراہوں کے ایمان لانے کا سب سے بڑا سبب تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ ان کے قصہ سے واقف ہیں۔ ابو حسین بن منادی فرماتے ہیں: میں نے خضر علیہ السلام کی طویل العمری اور ان کی حیات کے متعلق تلاش و جستجو کی تو اکثر بے علم لوگ اس پر مصر ہیں کہ وہ ابھی تک باقی ہیں کیونکہ ان کے متعلق بہت کچھ منقول ہے۔ فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں جو مرفوع احادیث ہیں وہ بے اصل ہیں۔ اور اہل کتاب تک پہنچتی سند ساقط ہے اس واسطے کہ وہ ثقہ نہیں رہی مسلمہ بن مصقلہ کی روایت تو اس کی حیثیت واقعہ خرافہ جتنی ہے۔ ہوا کی باتیں ہوا کی طرح ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں: اس کے علاوہ جتنی بھی روایات ہیں ان کی ابتداء یا انتہاء میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہے۔ سب میں دو باتیں قدر مشترک ہیں کہ یا تو ایسی روایات غفلت کی وجہ سے ثقات کے دامن میں ڈال دی گئیں یا کسی نے قصداً یہ ڈھونگ رچایا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ہم نے آپ سے پہلے (زمین پر) کسی انسان کو ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی“۔ ^{*} فرماتے ہیں: محدثین کا کہنا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث منکر السند ہے، متن سقیم ہے خضر علیہ السلام نے ہمارے نبی ﷺ سے ملاقات نہیں کی اور نہ کوئی پیام بھیجا۔ فرماتے ہیں: اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے نبی علیہ السلام سے پیچھے رہ جانے کی گنجائش نہ تھی۔ ضرور ہجرت کر کے آپ کے پاس آ جاتے، فرماتے ہیں: ہمارے کسی دوست نے مجھے بتایا ہے کہ کسی نے ابراہیم حربی سے حضرت خضر علیہ السلام کی لمبی عمر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اور فرمایا: ان کی موت تو بہت پہلے ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی سے ان کی عمر کے بارے میں رجوع کیا گیا تو فرمایا: ”جو کسی زندہ غائب کا یا کسی گمشدہ میت کا حوالہ دے تو اس

نے اس سے کچھ وصول نہیں کیا۔ ایسی باتیں لوگوں میں شیطان ہی ڈالتا ہے۔ جن روایات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے میں نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے اور ان سے ملتی جلتی کئی باتیں شامل کی ہیں، ان میں سے اکثر روایات کسی نہ کسی علت (عیب) سے خالی نہیں۔ واللہ المستعان

تفسیر اصہبانی میں ہے حسن سے مروی ہے کہ ان کا مسلک تھا کہ خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کیا خضر والیاس علیہ السلام زندہ ہیں؟ فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہ ارشاد اخیر عمر کا ہے: ”تمہیں اپنی اس رات کا پتہ ہے؟ آج جو شخص زندہ ہے وہ اس صدی کے آخر میں اس زمین پر نہیں ہوگا۔“ اسی طرح ابن الجوزی نے صحیح بخاری کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ بدر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی۔“ جبکہ خضر علیہ السلام ان میں موجود نہ تھے، اگر وہ اس دن زندہ ہوتے تو اس عمومی حکم میں شامل ہوتے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ بعض لوگوں نے اس ارشاد نبوی کو دلیل میں پیش کیا ہے: ”لا نبی بعدی“ اور اس بارے کا قول ابن دحیہ کی جانب منسوب کیا ہے۔ حالانکہ اس کی زد میں عیسیٰ علیہ السلام آتے ہیں، جبکہ وہ یقیناً نبی ہیں اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ آخری وقت میں وہ زمین پر اتریں گے اور شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ لہذا نفس سے مراد کسی کے لئے ازسرنو ثبوت ہے، یہ مقصد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ہو گزرے اس کی نفی ہے۔

وہ روایات جن میں خضر علیہ السلام کا زمانہ نبوی اور اس کے بعد ہونا منقول ہے

ابن عدی نے ”کامل“ میں بطریق عبداللہ بن نافع، کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی آواز سنی وہ شخص کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! مجھے جن چیزوں کا خوف ہے ان سے مجھے نجات دینے میں میری مدد فرما۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سن کر فرمایا: ”اس کے ساتھ دوسری بات کیوں نہیں ملا لیتے؟“ وہ شخص بولا: ”اے اللہ! مجھے صالحین جیسی لگن عطا فرما جو تو نے انہیں دے رکھی ہے۔“ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”(انس!) اس کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ تمہیں کہتے ہیں: میرے لیے استغفار کرو۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس جا کر یہ پیام پہنچایا، وہ شخص کہنے لگا: ”اے انس! تم میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہو، واپس جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا واقعی؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سے کہو: ہاں! واقعی۔“ وہ شخص کہنے لگا: ”جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر ایسی ہی فضیلت دی ہے جیسی رمضان کو دوسرے مہینوں پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بقیہ امتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جمعہ کو بقیہ ایام پر۔“ آپ دیکھنے گئے تو وہ خضر علیہ السلام تھے۔

کثیر بن عبداللہ کی ائمہ نے تضعیف کی ہے کہ یہ کمزور راوی ہے۔ لیکن ان کے علاوہ کی روایت میں ہے ابوالحسین بن المبارک

بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶)

مسلم (۲۲) کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکة (۴۵۶۳) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الانفال (۳۰۸۱)

کنز العمال (۲۹۹۰)

نے کہا: مجھے ابو جعفر احمد بن نصر عسکری نے بتایا کہ محمد بن سلام منجی نے ان سے بیان کیا، اور ابن عساکر نے محمد بن فضل بن جابر کے طریق سے محمد بن سلام منجی سے روایت کی کہ وضاح بن عباد کوئی نے ہمیں عاصم بن سلیمان الاحول سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ ایک رات میں نبی ﷺ کے ساتھ وضو کا پانی لے کر باہر نکلا، آپ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص باواز بلند بلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”انس! ذرا خاموش رہنا۔“ چنانچہ میں چپ ہو گیا تو آپ ﷺ کان لگا کر اس کی آواز سننے لگے، وہ کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! جن چیزوں سے آپ نے مجھے خوفزدہ کر رکھا ہے ان سے نجات پانے میں میری مدد فرمائیے۔“ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کاش! اگر یہ اسی جیسی بات اس کے ساتھ کہہ دیتا۔“ ایسا لگ رہا تھا کہ اس شخص کو آپ ﷺ کے ارادے کی تلقین کر دی گئی، چنانچہ وہ کہنے لگا: ”مجھے صالحین جیسی لگن عطا فرما جیسی رغبت تو نے انہیں عطا کر رکھی ہے۔“ اس پر نبی ﷺ فرمانے لگے: ”انس! وضو کا پانی رکھو اور اس منادی کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ (ﷺ) کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے کام میں ان کی مدد کریں اور ان کی اُمت کے لیے دعا کرو کہ وہ اس حق کو قبول کریں جو ان کا نبی ان کے پاس لے کر آیا ہے۔“ فرماتے ہیں: ”میں اس کے پاس پہنچا اور یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے نبی ﷺ کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے کام میں ان کی مدد فرمائے اور ان کی اُمت کے لیے دعا فرمائیں کہ وہ اس حق کو قبول کر لیں جو ان کا نبی ان کے پاس لے کر آیا ہے۔“ وہ مجھ سے کہنے لگا: ”آپ کو کس نے بھیجا ہے؟“ مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اس کی انہیں اطلاع کرتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں نہیں پوچھا تھا، میں نے کہہ دیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، میرے بھیجنے والے سے آپ کا کیا نقصان، چھوڑیے جو کچھ میں نے آپ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہنے لگے: نہیں، کیا تم مجھے بتانے کے نہیں کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ وہ شخص اس وقت تک دعا کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک اسے بھیجنے والے کے متعلق باخبر نہ کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اس سے کہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔“ میں اس کے پاس آ کر کہنے لگا، تو وہ بولے: ”رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو خوش آمدید، میں ان کے پاس جانا اپنا حق سمجھتا ہوں، میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنا اور عرض کرنا: یا رسول اللہ! خضر آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور عرض کر رہا ہے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دیگر انبیاء پر ایسی فضیلت بخشی جیسے ماہ رمضان کو بقیہ مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ ﷺ کی اُمت کو بقیہ امتوں پر ایسی فضیلت عطا کی ہے جیسے جمعہ کو باقی دنوں پر فضیلت عطا کی ہے۔“ فرماتے ہیں: جب میں ان کے پاس سے پلٹا تو وہ یہ دعا کر رہے تھے: ”اے اللہ! مجھے اس ہدایت یافتہ مرحومہ اُمت میں شامل فرمادے جس کی توبہ قبول کی گئی ہے۔“

اسی روایت کو طبرانی نے ”اوسط“ میں بواسطہ بشر بن علی بن بشر العمی بحوالہ محمد بن سلام نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف عاصم نے اور ان سے صرف وضاح نے نقل کیا ہے، محمد بن سلام اس میں متفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو سندوں سے مروی ہے، ابو الحسین بن المنادی فرماتے ہیں۔ یہ وضاح وغیرہ کی کمزور حدیث ہے، جس کی سند منکر ہے اور متن معیوب ہے۔ خضر علیہ السلام نے ہمارے نبی ﷺ سے نہ خط و کتابت کی ہے اور نہ ملاقات۔ ابن الجوزی نے ان کی نبی ﷺ سے ملاقات کے امکان کو بعید سمجھا ہے۔

حافظ ابن عساکر نے بطریق ابو خالد مؤذن مسجد مسیلمہ، بواسطہ ابوداؤد، بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی مفہوم کی روایت کی

ہے۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: موسیٰ بن انس بن خالد بن عبد اللہ بن ابی طلحہ بن موسیٰ بن انس بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا، فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن عبد اللہ انصاری نے بواسطہ حاتم بن ابی رواد، معاذ بن عبد اللہ بن ابی بکر بحوالہ اپنے والد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک رات رسول اللہ ﷺ کسی ضرورت سے باہر نکلے، میں بھی آپ ﷺ کے نقش پا پر چل پڑا، ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں آپ سے صالحین کے شوق کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ نے انہیں شوق دلایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بہترین دعا ہے، کاش! اس کے ساتھ اسی جیسی دعا ملا لیتا۔“ پھر ہم نے اسی شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جن چیزوں کا خوف آپ نے میرے دل میں پیدا کیا ہے ان سے نجات میں میری مدد فرما۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رب کعبہ کی قسم! واجب ہوگی۔ انس! اس شخص کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی امت میں قبولیت اور جوح وہ لے کر آئے ہیں اس پر مدد عطا فرمائے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس شخص کے پاس آیا، اس سے کہنے لگا: اللہ کے بندے! رسول اللہ (ﷺ) کے لیے دعا کرو، وہ مجھ سے کہنے لگا: تم کون ہو؟ چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگی تھی تو میں نے بتانا مناسب نہ سمجھا، لیکن اس نے بن بتائے دعا کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بتا دو۔“ واپس آ کر اسے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ وہ کہنے لگا: ”رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور آپ کے لیے خوش آمدید۔“ پھر اس نے آپ ﷺ کے لیے دعا کی۔ پھر اس نے کہا: ”میری طرف سے انہیں سلام کہنا، اور عرض کرنا: میں آپ کا بھائی خضر ہوں میرا حق بتاتا تھا کہ میں خود آپ کے پاس آتا۔“ فرماتے ہیں: میں جب پلٹا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: ”اے اللہ! مجھے اس امت مرحومہ میں شامل فرمادے جس کی توبہ قبول کی گئی ہے۔“

افراد میں دارقطنی فرماتے ہیں، ہمیں احمد بن عباس بغوی نے بواسطہ انس بن خالد انہوں نے محمد بن عبد اللہ کے حوالہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کر کے سنائی ہے۔ یہ محمد بن عبد اللہ ابوسلمہ انصاری ہیں۔ جن کی روایت کردہ حدیث انتہائی کمزور ہوتی ہے۔ یہ امام بخاری کے وہ شیخ نہیں جو بصرہ کے قاضی ہیں وہ تو ثقہ ہیں وہ ابوسلمہ سے بہت پہلے کے ہیں۔ ہم نے ”فوائد ابی اسحاق ابراہیم بن محمد المرزکی“ میں دارقطنی کی تخریج کو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہمیں بواسطہ محمد بن احمد بن زید، عمرو بن عاصم سے، حسن بن رزین سے، انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے جو نبی ﷺ تک میرے علم میں مرفوع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خضر اور الیاس علیہ السلام ہر سال ایام حج میں ملاقات کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سرو منڈتا ہے اور یہ دعا کر کے دونوں ایک دوسرے کو رخصت کرتے ہیں: ”اللہ کے نام سے، جو اللہ چاہے خیر لانے والا صرف اللہ ہے، اللہ کے نام سے جو اللہ چاہے، اللہ ہی برائی دور کرتا ہے جو نعمت بھی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، اللہ کے نام سے جو اللہ چاہے نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ دارقطنی افراد میں فرماتے ہیں: ابن جریج سے یہ روایت صرف حسن بن رزین نقل کرتے ہیں۔ ابو جعفر عقیلی فرماتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، یہ مجہول ہیں اور ان کی حدیث محفوظ بھی نہیں۔ ابوالحسین بن السنادی فرماتے ہیں، حسن مذکور کی یہ حدیث انتہائی کمزور ہے۔ ان کے طریق کے علاوہ بھی یہ

حدیث ایک ضعیف سند سے مروی ہے جسے ابن الجوزی بطریق احمد بن عمار، بواسطہ محمد بن مہدی، مہدی بن ہلال سے بحوالہ ابن جریج نے درج کیا ہے اور ان الفاظ سے مذکور ہے: ”خشکی اور تری والے الیاس و خضر علیہما السلام ہر سال مکہ میں اکٹھے ہوتے ہیں۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہمیں پتہ چلا ہے کہ ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور دوسرے سے کہتا ہے کہو: اللہ کے نام سے۔ اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ بھی ہر دن یہ کلمات کہہ لیتا ہے تو وہ جلنے، ڈوبنے، چوری اور ہر ناپسندیدہ بات سے شام تک محفوظ رہتا ہے۔ پھر شام سے صبح تک مامون رہتا ہے۔“

ابن الجوزی لکھتے ہیں: احمد بن عمار، الدارقطنی کے نزدیک متروک ہے یہی حال مہدی بن ہلال کا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: مہدی بن ہلال موضوع و من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔ عبید بن اسحاق عطار کے طریق سے بواسطہ محمد بن میسر، عبد اللہ بن حسن سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہر عرفہ کی رات جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور خضر جمع ہوتے ہیں۔ جبرائیل کہتے ہیں: جو اللہ چاہے اللہ ہی کی طاقت سے بچا جاسکتا ہے، میکائیل انہیں جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے، ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسرافیل میکائیل کو جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ خضر علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہیں: جو اللہ چاہے، برائی صرف اللہ تعالیٰ ہٹاتا ہے۔ پھر جدا ہو جاتے ہیں اور آئندہ سال اس دن کی طرح اکٹھے نہیں ہوتے۔“ عبید بن اسحاق متروک الحدیث راوی ہے۔

عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی کتاب الزہد کے زوائد میں حسن بن عبد العزیز سے بواسطہ سری بن یحییٰ بحوالہ عبد العزیز بن ابی رواد روایت کی ہے، فرمایا: خضر و الیاس علیہما السلام ہر رمضان کی ابتداء سے انتہاء تک بیت المقدس میں جمع ہوتے ہیں اور اجوائن سے افطار کرتے ہیں۔ ان کا یہ اجتماع ہر سال حج کے ایام کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ یہ روایت معصل ہے اسے ہم نے فوائد ابو علی احمد بن محمد بن علی باشانی میں نقل کیا ہے کہ عبد الرحیم بن حبیب فریابی نے ہمیں بواسطہ صالح اسد بن سعید سے انہوں نے جعفر بن محمد سے وہ اپنے آباء و اجداد سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے پاس تیلوں کا ذکر ہوا، آپ نے فرمایا: ”روغن بنفشہ کو دیگر تیلوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی ہم اہل بیت کو باقی مخلوق پر۔“ فرماتے ہیں: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہی تیل لگاتے اور اپنی ناک میں پکاتے تھے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں گندنے، باذورج، جرجیر، کاسنی، کھمبی، اجوائن، گوشت اور مچھلیوں کا ذکر ہے۔“ اسی میں ہے: ”کھمبی جنتی نباتات ہے، اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے اور اس میں زہر کا علاج بھی ہے۔ یہ دونوں خضر و الیاس علیہما السلام کی غذا ہیں دونوں ہر سال حج کے زمانہ میں اکٹھے ہوتے ہیں ایک گھونٹ آب زم زم پیتے ہیں جو آئندہ سال تک کافی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر سال انہیں ایک مرتبہ دوبارہ جوان کر دیتا ہے، ان دونوں کی غذا کھمبی اور اجوائن ہے۔“

ابن الجوزی فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے، اس کی تہمت عبد الرحیم بن حبیب پر ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: وہ موضوع حدیث گھڑا کرتا تھا اور یہ بات بحوالہ مقاتل پہلے گزر چکی ہے کہ الیسع ہی خضر ہیں۔ ابن شاہین فرماتے ہیں محمد بن احمد بن عبد العزیز حسانی نے ہمیں بحوالہ ابوطاہر خیر بن عرفہ وہ ہانی بن التوکل وہ یقیہ بن الازاعی وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں

کنز العمال (۳۴۰۵۲) الکامل فی الضعفاء (۷۴۰/۲) الدر المنثور (۲۴۰/۴)

کنز العمال (۳۴۰۵۲) الدر المنثور (۲۴۰/۴)

کہ میں نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ تبوک میں شرکت کی، جب بلا وجہ نام میں پہنچے، ہمیں پہلے سے پیاس لگی تھی۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی بارش ہوئی ہے، ایک تالاب نظر آیا، وہیں ہم نے رات بسر کی جب تہائی رات گزر گئی تو ایک غمگین آواز سنائی دی: ”اے اللہ! مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت مرحومہ میں شامل فرمادے جس کی بخشش کی گئی اور جس کی دعا قبول کی جاتی اور جسے برکت دی جاتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حذیفہ و انس! اس گھاٹی میں جا کر دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟“ فرماتے ہیں: ہم وہاں پہنچے تو سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص نظر آیا جس کی داڑھی اور کپڑے ایک رنگ کے تھے۔ اس کا قد ہم سے دو یا تین ہاتھ لانا تھا۔ ہم نے اسے سلام کیا اس نے ہمیں سلام کا جواب دیا، ہمیں خوش آمدید کہہ کر بولا: ”تم دونوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد ہو؟“ ہم نے کہا: ”ہاں جی! اللہ تعالیٰ آپ پہ رحم کرے آپ کون ہیں؟“ وہ کہنے لگا: ”میں الیاس پیغمبر ہوں، حج کے ارادے سے مکہ جا رہا تھا، تمہارا لشکر دیکھا تو مجھے فرشتوں کا جیش کہنے لگا جس کے سرخیل جبرائیل اور درمیان میں میکائیل تھے کہ یہ آپ کے بھائی رسول اللہ ﷺ ہیں انہیں سلام کریں اور ان سے ملاقات کریں۔ آپ دونوں جاؤ اور میری طرف سے نبی ﷺ کو سلام کہنا اور عرض کرنا میں اس اندیشہ سے آپ کے لشکر میں داخل نہیں ہوا کہ اونٹ بدکیں گے اور مسلمان میرے لمبے قد سے خوفزدہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ میرا قد و قامت تم جیسا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرنا وہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔“ حضرت حذیفہ اور انس فرماتے ہیں: ہم نے اس سے مصافحہ کیا تو اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خادم رسول! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حذیفہ رازدار رسول ﷺ ہیں۔ اس نے انہیں مرجبا کہا۔ پھر کہا: یہ زمین سے زیادہ آسمان پر ”رازدار رسول“ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت حذیفہ نے پوچھا: کیا آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی ہے؟ وہ بولا: ہر دن میری ان سے ملاقات ہوتی ہے، وہ مجھے اور میں انہیں سلام کرتا ہوں۔

پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ ہمارے ساتھ باہر تشریف لائے اور اس گھاٹی تک آ پہنچے۔ تو وہاں الیاس علیہ السلام کی روشنی تھی ان کے کپڑے سورج کی طرح چمک رہے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو! پھر آپ ﷺ ہم سے تقریباً پچاس فٹ آگے بڑھ گئے، کافی دیر تک ان سے معانقتہ کیا۔ پھر دونوں حضرات بیٹھ گئے۔ ہمیں یوں لگ رہا تھا جیسے پرندے ہوں جنہوں نے ان کے ارد گرد جھرمٹ بنا لیا ہے۔ ان پرندوں کا رنگ سفید تھا۔ انہوں نے اپنے پر پھیلانے یوں وہ ہم میں اور ان دونوں میں حائل ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی: ”حذیفہ، انس! آ جاؤ! کیا دیکھتے ہیں ان کے آگے ایک سبز دسترخوان ہے، اس سے بہترین میں نے نہیں دیکھا ہوگا، اس کی سبزی ہماری سفیدی سے تیز تھی۔ ہمارے چہرے اور کپڑے اس کے عکس سے سبز لگ رہے تھے۔ اس دسترخوان پر پنیر، کھجوریں، انار، کیلے، انگور، تر کھجور اور گندنے کے علاوہ سبزی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نام سے شروع کر کے کھاؤ! ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ ہماری دنیا کا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت الیاس نے ہم سے فرمایا: ”یہ میرا رزق ہے، ہر چالیس رات دن کے بعد فرشتے میرے پاس ایک لقمہ لاتے ہیں، وہ کوئی چیز ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔“ ہم نے ان سے پوچھا: آپ کی آمد کہاں سے ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: روما کے پیچھے سے میں جنات کے لشکر کے ہمراہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ کفار کی ایک قوم سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا: اس سے اس جگہ

تک کا کتنا فاصلہ ہوگا؟ فرمایا: ”چارہ ماہ دس دن ہو گئے۔ میں ان سے علیحدہ ہوا ہوں۔ میرا مکہ جانے کا ارادہ ہے۔ ہر سال میں اس کے پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہوں اور آئندہ سال زمانہ حج تک وہی میری سیرابی اور بچاؤ کا سامان ہوتا ہے۔“ ہم نے کہا: اکثر آپ کی آمد و رفت کہاں رہتی ہے؟ وہ بولے: شام، بیت المقدس، مغرب اور یمن۔ محمد (ﷺ) کی جو بھی چھوٹی بڑی مسجدیں ہے میں وہاں جاتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: حضرت علیؑ سے ملے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ بولے: ایک سال۔ حج کے زمانہ میں ہم دونوں ملے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا: تمہاری محمد (ﷺ) سے ملاقات مجھ سے پہلے ہوگی۔ انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے معانقہ کر کے رو پڑے تھے۔ ہم نے جب ان سے معانقہ کیا تو وہ بھی اشکبار ہو گئے۔ ہم بھی آبدیدہ ہو گئے۔ پھر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آسمان پر چڑھ گئے، جیسے کوئی بوجھ اٹھا لیا جاتا ہے۔“ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب وہ آسمان پر چڑھے ہمیں بڑا عجیب لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ فرشتے کے دونوں پروں کے درمیان تھے جو انہیں جہاں چاہتے ہیں پہنچا دیتا ہے۔“

ابن الجوزی فرماتے ہیں: شاید بقیہ نے کسی کذاب سے سنا جس نے انہیں دھوکا دیا ہے کہ اوزاعی سے منقول ہے، فرماتے ہیں: خیر بن عرفہ غیر معروف راوی ہے۔ میں کہتا ہوں: وہ مشہور مصری محدث ہیں ان کے دادا کا نام عبداللہ بن کامل ہے۔ کنیت ابو الطاہر تھی۔ ان سے یہ روایت ابو طالب الحافظ نے کی ہے جو دارقطنی وغیرہ کے شیخ ہیں۔ اور ۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی روایت کو اوزاعی سے بقیہ کے علاوہ محدثین نے دوسرے واقعات کی صورت میں نقل کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: ابراہیم بن سعید جوہری نے بحوالہ یزید الموصلی اسمعی جو ان کے مولا ہیں، انہوں نے ابواسحاق جرشی سے بحوالہ اوزاعی، مکحول سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کیا، چلتے چلتے ہم لوگ فح ناقتہ (درہ ناقتہ) میں مقام حجر میں تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی: ”اے اللہ! مجھے محمد (ﷺ) کی امت مرحومہ میں شامل فرمادے جس کی مغفرت ہوئی اور اس کی توبہ قبول ہے ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ”انس! دیکھنا! یہ آواز کیسی ہے؟“ میں نے پہاڑ پر جا کر دیکھا تو ایک شخص نظر آیا جس کا سر اور داڑھی سفید ہے، سفید کپڑے ہیں، اس کے قد کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہوگی، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: ”تم رسول اللہ (ﷺ) کے قاصد ہو؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ اور کہا: ”واپس ان کے پاس جاؤ، انہیں میرا سلام کہنا، اور عرض کرنا آپ کا بھائی الیاس آپ سے ملنا چاہتا ہے۔“ چنانچہ نبی ﷺ تشریف لائے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب ہم اس کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ پھر دونوں حضرات آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر ان پر دسترخوان کی مانند آسمان سے کوئی چیز نازل ہوئی۔ جس میں کھمبی، انار، اجوائن تھی۔ کھانا کھا کر میں اٹھ کر ذرا ہٹ گیا، اتنے میں ایک بادل آیا جس نے انہیں اٹھا لیا۔ مجھے شام کی جانب ان کے سفید کپڑے نظر آ رہے تھے۔ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ کھانا جو ہم نے کھایا ہے یہ آسمان سے آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا، انہوں نے مجھ سے کہا: ”میرے پاس جبرائیل یہ کھانا ہر چالیس روز میں ایک لقمہ کی صورت میں لاتے ہیں۔ اور سال بھر میں آپ زم زم کا ایک گھونٹ ہوتا ہے اور کبھی مجھے وہ کنوئیں پر ڈول تھامے نظر آتے ہیں، خود پیتے ہیں اور

مجھے بھی پلا دیتے ہیں۔“ ابن الجوزی * نے کہا: ”یزید اور اسحاق غیر معروف ہیں۔ اس راوی نے سابقہ روایت میں الیاس علیہ السلام کی طوالت قد کے خلاف نقل کیا ہے۔ ابن عساکر نے بحوالہ ابن ابی رواد نقل کیا کہ خضر و الیاس علیہ السلام بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں اور ہر سال حج کرتے ہیں۔ اور آب زم زم کا ایک گھونٹ پیتے ہیں جو انہیں آئندہ سال تک کافی رہتا ہے۔ بعد میں مجھے ”زیادات زہد“ از عبداللہ بن احمد بن حنبل میں یہ بات مل گئی وہ لکھتے ہیں: میں نے اپنے والد کے قلم سے لکھا دیکھا کہ ہم سے مہدی بن جعفر نے بحوالہ ضمہ سری بن یحییٰ سے انہوں نے ابن ابی رواد سے نقل کیا، فرمایا: الیاس اور خضر علیہ السلام بیت المقدس میں رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور حج کے موسم میں ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں۔“ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھ سے حسن نے (جو ابن رافع ہیں) بحوالہ ضمہ، سری سے انہوں نے عبدالعزیز بن ابی رواد سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ ابن جریر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ”عبداللہ بن شوذب سے مروی ہے کہ خضر فارس کی اولاد سے اور الیاس بنی اسرائیل سے ہیں، دونوں ہر سال حج کے موسم میں ملاقات کرتے ہیں۔“ *

باب: خضر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے اور جس نے انہیں دیکھا اور ان

سے بات کی اور ان سے کچھ نقل کیا

فاکھی نے کتاب مکہ میں جعفر بن محمد بن علی (جو صادق بن باقر ہیں) کی روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ مکہ میں دس راتوں میں سے کسی رات میں تھا۔ میرے والد مقام حجر میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ان کے پاس ایک سفید ریش سفید سر آدمی آیا، جس کے مضبوط اعضاء تھے۔ آ کر میرے والد کے پاس بیٹھ گیا، مختصر گفتگو کے بعد اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ مجھے بتائیں کہ اس گھر کی اولین مخلوق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں مغرب کا ایک آدمی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس گھر کی اولین مخلوق وہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس وقت ناراضگی کا اظہار فرمایا، جب فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ ”وہ بولے کیا تو اس میں ایسی مخلوق بنائے گا جو اس میں فساد مچائے۔“ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد طواف کر کے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور فرمایا: ”زمین پر بھی میرے لیے ایک گھر بناؤ جس کا طواف میرے وہ بندے کریں جن سے میں ناراض ہوں اور ان سے بھی ایسے راضی ہو جاؤں جیسے تم سے راضی ہوں۔“

پھر وہ شخص کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے! زمین میں آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ہے۔ اور چلا گیا۔ میرے والد مجھ سے کہنے لگے: اس آدمی کے پیچھے جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں باہر نکلا اور اسے تلاش کرنے لگا: اور جب باب الصفا تک پہنچا تو ایسا ہو گیا جیسے کچھ بھی نہیں۔ میں نے اپنے والد کو آ کر اطلاع دی۔ فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ خضر تھے۔ اسی سند سے یہ واقعہ زبیر نے کتاب النسب میں ذکر کیا ہے۔ ان کی روایت میں ہے: ”اس کا سر اور داڑھی سفید تھی، ہڈیاں بڑی بڑی اور کندھے چوڑے تھے۔ سینہ کشادہ تھا، محرم جیسے اس کے اوپر دو مونے کپڑے تھے۔ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا کہنے لگا: ابو جعفر!“

ابن عساکر نے بطریق ابراہیم بن عبداللہ بن المغیرہ بحوالہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا

کہ مسجد کے متولیوں نے ولید بن عبد الملک سے کہا: ہر رات خضر مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم الجلبلی اپنی کتاب ”الذبیح“ میں داؤد بن یحییٰ مولائے عون طفاوی روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسے شخص سے نقل کرتے ہیں جو بیت المقدس اور عسقلان میں فوج میں رہا۔ کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں وادی اردن میں جا رہا تھا کہ وادی کے کنارے ایک شخص نماز پڑھتے نظر آیا۔ ایک بادل اس پر دھوپ سے سایہ کیے ہوئے تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ الیاس پیغمبر ہوں گے۔ میں ان کے پاس چلا گیا، سلام کیا، نماز پڑھ کر انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوسرے دن ان سے پوچھا تھا۔ پھر انہوں نے فرمایا: ”الیاس پیغمبر ہوں“۔ مجھے سخت کچھی شروع ہو گئی۔ مجھے خوف ہوا کہ میری عقل نہ چلی جائے۔ میں نے ان سے عرض کی: آپ دیکھ رہے ہیں میرے لیے دعا کریں تاکہ یہ کیفیت دور ہو جائے، تاکہ آپ کی بات سمجھ سکوں۔ پھر انہوں نے میرے لیے آٹھ دعائیں کیں۔ انہوں نے یہ کلمات کہے: ”اے محسن! اے رحیم! یا حی یا قیوم! اے مہربان! اے احسان کرنے والے! یا ہیا شراہیا!“ تو میرا سارا خوف دور ہو گیا۔ میں نے پوچھا: آپ کس کی طرف مبعوث ہوئے؟ فرمایا: بعلبک والوں کی طرف۔ میں نے پوچھا: اب بھی آپ کی طرف وحی آتی ہے؟ فرمایا: محمد (ﷺ) کی بعثت کے بعد نہیں۔ خاتم النبیین ہیں۔ میں نے پوچھا: کتنے انبیاء زندہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: چار، میں اور خضر زمین پر، ادریس اور عیسیٰ آسمان میں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے؟ فرمایا: ہاں، ہر سال عرفات میں۔ میں نے پوچھا: کیا بات ہوتی ہے؟ فرمایا: میرے بال مونڈتے اور میں ان کی حجامت کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کتنے ابدال ہیں؟ فرمایا: ساٹھ مرد ہیں۔ جن میں سے پچاس مصر کے باڑوں سے لے کر فرات کے کنارے تک کے درمیانی علاقے میں رہتے ہیں، دو مصیصہ ایک انطاکیہ میں اور سات باقی علاقوں میں ہیں۔ ان کی وجہ سے تمہیں پانی ملتا ہے اور ان کی وجہ سے دشمن کے خلاف مدد ملتی ہے اور ان کی بدولت اللہ تعالیٰ دنیا کا نظام قائم کر رہا ہے اور جب دنیا کو ہلاک کرنا چاہے گا ان سب کو موت دے دے گا۔ اس میں جہالت اور متروک راوی ہیں۔

تفسیر میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، عبدالعزیز اوسی، علی بن ابی علی ہاشمی، جعفر بن محمد بن علی بن حسین وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگ تعزیت کرنے آئے ان میں ایک ایسا شخص بھی آیا جس کی آہٹ تو لوگ سن رہے تھے لیکن اس کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کہا: اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی اور برکت ہو، ہر تنفس نے موت چکھنی ہے، اس میں تمہیں تمہارے کاموں کا اجر قیامت کے روز ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہر مصیبت میں تسلی ہے اور کھوجانے والی چیز کا بدلہ ہے اور گم ہونے والی چیز کا تدارک و تلافی ہے۔ سو اللہ پر اعتماد کرو، اور اسی کی امید رکھو، حقیقت میں مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ اسی روایت کو محمد بن منصور جزار نے بحوالہ علی بن حسین نقل کیا کہ میرے والد نے مجھے بتایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ تعزیت کے لئے آئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کی آہٹ تو سنائی دے رہی تھی لیکن آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اور ہر مصیبت کا سہارا اللہ ہی ہے۔ ہر فوت شدہ چیز کا عوض اور ہر گم ہونے والی چیز کی تلافی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ حقیقت میں محروم وہ ہے جو ثواب

خالی ہاتھ رہ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو؟ یہ کون ہیں؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ بقول ابن الجوزی: محمد بن صالح نے بواسطہ محمد بن جعفر ان کی متابعت کی ہے۔ محمد بن صالح ضعیف راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے واقفی نے نقل کیا ہے جو کذاب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ”اسے محمد بن ابی عمر نے بواسطہ محمد بن جعفر روایت کیا ہے۔ ابن ابی عمر مجہول راوی ہے۔“

میں کہتا ہوں: یہ اطلاق ضعیف ہے، اس واسطے کہ ابن ابی عمرا تے مشہور ہیں کہ ان کے متعلق کچھ کہا جائے۔ وہ مسلم وغیرہ ائمہ کے شیخ ہیں، ثقہ ہیں، حافظ ہیں۔ مشہور مسند کے مصنف ہیں جسے روایت کیا جاتا ہے۔ اسی میں یہ حدیث ہے۔ مجھے اس حدیث کی روایت حافظ زمانہ ابوالفضل بن حسین رضی اللہ عنہما جو ہمارے شیخ ہیں نے یہاں کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ابو محمد بن القیم نے، بواسطہ ابوالحسن بن البخاری، بواسطہ محمد بن معمر، بواسطہ سعید بن ابی رجا، بواسطہ احمد بن محمد بن نعمان، ابوبکر بن المقری، بواسطہ اسحاق بن احمد خزاعی، بواسطہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر مدنی بحوالہ محمد بن جعفر بن محمد بتائی فرمایا: میرے والد (جو جعفر بن محمد الصادق ہیں) اپنے آباء واجداد کے واسطے سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے چند لوگ ان کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی بات نہ سناؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے جس کے آخر میں ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: احمد آپ پر سلام ہو، زمین پر یہ میرا آخری بسیرا ہے۔ دنیا میں میری ضرورت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو لوگ تعزیت کرنے آئے۔ ایک ایسے شخص نے جس کی آواز تو سنائی دے رہی تھی لیکن اس کی شکل و صورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کہا: اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مصیبت میں سہارا ہے اور ہلاکت سے دوچار ہونے والے کا بدلہ اور گم ہو جانے والے کا مدارک ہے، سو اللہ پر بھروسہ کرو، حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ والسلام علیکم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھا؟ یہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ محمد بن جعفر، موسیٰ کاظم کے بھائی ہیں جو اپنے آباء واجداد سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے آگے ابراہیم بن منذر وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ انہوں نے مدینہ و مکہ میں اپنے لیے دعا کی تھی۔ ۲۰۰ھ میں انہوں نے حج کیا اور لوگوں سے خلافت کی بیعت لی۔ اسی سال معتمد نے حج کیا اور انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور انہیں اپنے بھائی مامون کے پاس خراسان بھیج دیا، بالآخر وہ جرجان میں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

خطیب نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ان پر قابو پایا گیا تو وہ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: لوگو! میں نے تم سے جو احادیث بیان کی تھیں سب جھوٹ تھیں۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے سنی ہوئی احادیث پھاڑ ڈالیں۔ ستر سال زندہ رہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسحاق کے بھائی ان سے زیادہ معتبر ہیں، حاکم نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں: سلیمان و داؤد علیہما السلام کے ذکر سے اس کا منکر ہونا ظاہر ہے۔ بیہتی نے دلائل میں بواسطہ جعفر بن محمد بواسطہ اپنے والد حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے آپ کی تعزیت کی، لوگ آواز سن رہے تھے لیکن انہیں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مصیبت میں سہارا، ہر فوت شدہ چیز میں بدلہ ہے سو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ اور اسی سے امید لگاؤ! حقیقی محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اسی طرح بیہقی * لکھتے ہیں: ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو حسی نے ہمیں بواسطہ حسن بن حمید بن ربیع نخعی، بواسطہ عبد اللہ بن ابی زیاد، بواسطہ یسار بن ابی حاتم، بواسطہ عبد الواحد بن سلیمان حارثی، حسن بن علی، بواسطہ محمد بن علی، جو حسین بن علی ہیں۔ بتایا کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے، پھر وفات کا طویل قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے، اتنے میں ان کے پاس کوئی شخص آیا جس کی آہٹ تو لوگ سن رہے تھے لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر اسی جیسا واقعہ تعزیت کے متعلق ذکر کیا۔ *

سیف بن عمر تمیمی نے اپنی کتاب ”الردۃ“ میں بواسطہ سعید بن عبد اللہ، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ابو بکر آئے اور اندر داخل ہوئے، آپ پر کپڑا پڑا دیکھا تو انا اللہ وانا اللہ راجعون پڑھا، اس کے بعد درود بھیجا، جس پر گھر والے افراد نے ایسا شور کیا جسے عید گاہ کے لوگوں نے حنا۔ جب ان کی حالت فرو ہوئی تو ان لوگوں نے دروازے پر ایک ایک شخص کی اونچی بھرائی ہوئی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: ”اہل بیت! السلام علیکم، ہر تنفس نے موت کو چکھنا ہے۔ قیامت کے روز تمہیں تمہارے پورے پورے اجردیئے جائیں گے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر ایک کے مقابلہ میں تسلی اور ہر خوف سے نجات ہے۔ سو اللہ تعالیٰ سے امید رکھو اسی پر بھروسہ کرو حقیقی مصیبت والا وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہے۔“ ان لوگوں نے اس کی بات پر کان لگا دیا اور رونابس کر دیا، اسے دیکھنے کے لئے لپکے لیکن کوئی نظر نہ آیا، تو پھر آ کر رونے لگے۔ اتنے میں دوسرے شخص نے آواز دی: ”اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اور ہر حال میں اس کی تعریف کرو، مخلص بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ ہر مصیبت میں سہارا اور ہر ضائع ہونے والی چیز کا بدلہ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی کی اطاعت کرو، حقیقی مصیبت والا وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم رہے۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خضر اور الیاس علیہ السلام ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات میں حاضر ہوئے۔“

ان کی سند میں کلام ہے اور ان کے شیخ غیر معروف ہیں۔ ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: ہمیں کامل بن طلحہ نے بواسطہ عباد بن عبد الصمد بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد جمع ہو کر رونے لگے۔ اتنے میں بالوں والا، لمبے کندھوں والا ایک شخص تہبند اور چادر اوڑھے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی گردنیں پھلانگتے ہوئے دروازے کی چوکھٹ تک جا پہنچا، اس کی چوکھٹ پکڑ کر رونے لگا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ”اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا سہارا ہر رہ جانے والی چیز کا بدلہ اور ہر ہلاک ہونے والے کا نائب و وارث ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جس طرح وہ مصیبت میں تمہاری طرف دیکھتا ہے، تم بھی دیکھو۔ اصل میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ پھر وہ چلا گیا۔ بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آدمی کو دیکھنا، لوگوں نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”شاید یہ خضر علیہ السلام تھے، جو ہمارے نبی ﷺ کے بھائی ہیں اور ہم سے نبی ﷺ کی تعزیت کرنے آئے تھے۔“ * بخاری اور عقیلی نے عباد کی تضعیف کی ہے۔ اسی روایت کو طبرای نے ”اللاوسط“ میں بواسطہ موسیٰ بن ابی ہارون، بحوالہ کامل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں عباد تہا ہے۔ کتاب النسب میں زبیر بن بکار لکھتے ہیں۔ مجھ سے حمزہ بن عتبہ اللہمسی نے بواسطہ محمد بن عمران، بواسطہ جعفر بن محمد (جو صادق ہیں) روایت کی، فرمایا: میں اپنے والد محمد بن علی کے ساتھ مکہ میں ترویہ سے ایک یا دو دن پہلے دس راتوں

میں تھا۔ میرے والد بمقام حج نماز پڑھ رہے تھے اور میں پیچھے بیٹھا تھا اتنے میں آپ کے پاس سفید ریش، سفید سر، بڑی ہڈیوں والا ایک شخص آیا جس کے کندھے کشادہ اور سینہ چوڑا تھا، اس نے دو گاڑھے کپڑے احرام کی طرز کے پہن رکھے تھے۔ آ کر بیٹھ گیا۔ میرے والد بھانپ گئے کہ یہ شخص چاہتا ہے کہ میں نماز میں تخفیف کروں۔ چنانچہ انہوں نے نماز مختصر کی، سلام پھیر کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ شخص کہنے لگا: ابو جعفر! مجھے بتائیں اس گھر کی بنیاد کب رکھی گئی اور کیسے ہوئی؟ تو ابو جعفر نے اسے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں ایک شامی آدمی ہوں۔ فرمایا: اس گھر کی بنیاد کچھ اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے جمع کر کے ان سے فرمایا: میں زمین میں ایک (سابقہ مخلوق کا) نائب بنانے والا ہوں، وہ عرض کرنے لگے: کیا آپ اس میں (جیسی پہلی قوم حن و جن تھی اس کی طرح کوئی) فساد برپا کرنے والا بنائیں گے؟

اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا تو انہوں نے عرش کی پناہ لی اور اس کے ارد گرد سات طواف کیے اور اپنے رب سے راضی ہونے کی درخواست کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور فرمایا: ”میرے لیے زمین میں ایک گھر تعمیر کرو جس کی پناہ وہ انسان لیں جن سے میں ناراض ہوں اور اس کا اسی طرح طواف ہو جیسا تم نے میرے عرش کا طواف کیا ہے، یوں میں ان سے راضی ہو جاؤں“۔ چنانچہ فرشتوں نے یہ گھر تعمیر کیا۔ وہ شخص کہنے لگا: ابو جعفر! یہ رکن شامل نہیں ہوگا؟ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جعفر فرماتے ہیں: پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ میرے والد نے مجھے کہا: اس شخص کو میرے پاس لانا۔ میں اس کی تلاش میں نکلا لیکن میرے اور اس کے درمیان بھیڑ حائل ہو رہی تھی۔ بالآخر وہ صفا میں چلا گیا۔ میں نے صفا کے اوپر سے غور سے دیکھا لیکن مجھے نظر نہ آیا، میں اپنے والد کے پاس آ گیا، آپ کو ساری بات بتائی۔ والد صاحب نے مجھے کہا: وہ تمہیں ملتا بھی کب؟ وہ تو خضر علیہ السلام تھے۔ ابن شاہین اپنی کتاب الجناز میں لکھتے ہیں: ابن ابی داؤد نے بواسطہ احمد بن عمرو بن سراج، بحوالہ ابن وہب وہ کسی شخص سے وہ محمد بن عجلان سے وہ محمد بن المنکدر سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی جنازہ پڑھانے لگے، دور سے کسی نے آواز دی، اللہ آپ پر رحم کرے ہم سے پہلے نہ کیجیے گا۔ چنانچہ آپ نے اس کا انتظار کیا اور وہ شخص صف میں آ ملا، آپ نے تکبیر کہی، اس نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! اگر تو اسے عذاب دے تو اس نے تیری نافرمانی کی ہے اور اگر اس کی مغفرت کر دے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اس کی طرف دیکھنے لگے: جب میت دفن ہوئی تو اس نے بھی مٹی ڈالی۔ اس کے بعد کہنے لگا: اے قبر والے! تجھے خوشخبری ہو اگر تو ناظم، خائن، کاتب (منشی) یا پولیس والا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس لاؤ ہم اس سے اس کی نماز کے متعلق پوچھیں اور جو اس نے گفتگو کی ہے دیکھا تو اس کا نشان قدم ایک گز تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ خضر ہیں جن کے بارے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے۔

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں: اس سند میں مجہول راوی ہے اور حضرت عمر اور ابن المنکدر کے درمیان انقطاع ہے۔ ابن ابی الدنیانے علی بن شقیق سے بواسطہ ابن المبارک روایت کی کہ ہمیں عمر بن محمد بن محمد بن المنکدر نے بتایا کہ ایک دفعہ کوئی بنجارا قسم کھا کر کوئی چیز بچ رہا تھا اس کے پاس ایک بزرگ کھڑے ہو کر کہنے لگا: بھائی بیچ لیکن قسمیں نہ کھا۔ لیکن وہ پھر بھی قسمیں کھاتا رہا۔ اس بزرگ نے کہا: بیچو لیکن قسمیں نہ کھاؤ۔ وہ کہنے لگا: آپ اپنا کام کریں۔ وہ کہنے لگے: میرا یہی کام ہے جس جھوٹ سے تمہیں نفع مل رہا ہو اس پر

نقصان دہ سچ کو ترجیح دو۔ بولتے رہو جب تمہارا علم ختم ہو جائے تو چپ ہو جاؤ۔ کسی کی کوئی بات جو جھوٹا تم سے کرے اس جھوٹ بولنے والے کو مشکوک سمجھو۔ وہ کہنے لگا: مجھے یہ باتیں لکھوادو۔ اس بزرگ نے کہا: اگر مقدر میں ہوا تو ہو جائے گا۔ پھر وہ اسے نظر نہیں آیا، لوگوں کا خیال تھا وہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: یہ ہی اس حدیث کی بنیاد ہے اس کو ابو عمرو بن سناک نے اپنے فوائد میں بواسطہ یحییٰ بن ابی طالب، بواسطہ علی بن عاصم، بواسطہ عبداللہ بن عبید اللہ روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے۔ اور ایک شخص اپنا سامان بیچنے کے لیے بار بار قسمیں کھا رہا تھا۔ پاس گزرنے والا ایک شخص اسے کہتا: اللہ سے ڈر اور جھوٹی قسمیں نہ کھا۔ اگرچہ تمہیں نقصان ہو رہا ہے پھر بھی سچ بولو۔ اور اپنے نفع کی خاطر جھوٹ نہ بولو۔ اور دوسرے کی بات میں ہرگز مرج مسالحہ نہ لگانا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا: اس کی بات مان لو اور اس سے کہو! مجھے یہ کلمات لکھوادو، چنانچہ یہ شخص اس کے پیچھے ہولیا۔ اس نے کہا: جس نے ہونا ہے ہو کر رہے گی۔ پھر اس کا پتہ نہ ملا، یہ واپس آ گیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا آپ نے فرمایا: یہ خضر تھے۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: علی بن عاصم ضعیف اور برے حافظہ والا راوی ہے۔ شاید وہ عمر بن محمد بن منکر رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کی زبان سے ”ابن عمر“ نکل گیا۔ فرماتے ہیں: اسی روایت کو احمد بن محمد بن مصعب نے جو ایک وضاع شخص ہے۔ مجہول راویوں کی ایک جماعت سے بحواسطہ عطاء ابن عمر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کا اس کے علاوہ ایک عمدہ طریق مل گیا ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیہقی دلائل النبوة میں لکھتے ہیں: ابو زکریا بن ابواسحاق نے ہمیں بواسطہ احمد بن سلیمان فقیہ بیان کیا وہ حسن بن مکرم سے وہ عبداللہ بن بکر سے وہ سہمی ہیں وہ حجاج بن ارفعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص خرید و فروخت کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک زیادہ قسمیں کھا رہا تھا، اسی دوران انہوں نے اپنے پاس ایک شخص کی آواز سنی وہ زیادہ قسمیں کھنے والے سے کہنے لگا: اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر زیادہ قسمیں نہ کھا۔ قسمیں کھانے سے تیرے رزق میں اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ اگر تو قسمیں نہ کھائے تو تیرا رزق کم نہیں ہوگا۔ وہ کہنے لگا: اپنا کام کرو۔ وہ کہنے لگا: میرا یہی کام ہے۔ یہ بات اس نے تین بار کہی اور اس کی بات کا جواب دیا۔ جب ان سے پتے لگا تو کہا: تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ تم نفع والے جھوٹ پر سچ کو ترجیح دو، اگرچہ تمہارا نقصان ہو رہا ہو۔ تمہاری بات میں تمہارے عمل سے فالتو چیز نہ ہو پھر وہ چلا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص سے ملنا اور اس سے یہ باتیں لکھوالینا۔ اس نے کہا: اللہ کے بندے! اللہ تجھ پر رحم کرے! مجھے یہ باتیں لکھوادے۔ اس نے کہا: جو اللہ نے مقدر فرما دیا اس نے ہونا ہے۔ پھر وہی باتیں دہرائیں یہاں تک کہ اس شخص نے زبانی یاد کر لیں۔ اور پھر چلا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنا پاؤں مسجد میں رکھا۔ مجھے معلوم نہیں اس کے پاؤں تلے زمین تھی یا آسمان؟ فرماتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے وہ خضر یا الیاس تھے۔

ابن ابی الدنیا، محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ طواف کرتے پردوں سے چٹے ایک شخص سے میری ملاقات ہوگئی جو کہہ رہا تھا: ”اے وہ ذات! جسے سننے سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی اور نہ سائلین کی بھیڑ اس کے لیے کوئی مسئلہ ہے، اے وہ ذات! جو آہ و زاری کرنے والوں کی آہ و زاری اور اصرار سے نہیں اکتاتی۔ مجھے اپنی رحمت کی مٹھاس اور اپنی معافی کی ٹھنڈک چکھا“۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: بھئی! اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے اپنی یہ دعا دہراؤ۔ وہ کہنے

لگا: تم نے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو۔ اللہ کی قسم! جس کی قدرت میں خضر علیہ السلام کی جان ہے، اگر تمہارے آسمانی ستاروں جتنے بھی گناہ ہوئے یا زمین کی کنکریوں جیسے ہوئے پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادے گا۔ اور یہ اتنی جلدی ہوگی جسے آنکھ جھپکتی ہے۔ اسی روایت کو دینوری نے ”مجالستہ“ میں اسی سند سے نقل کیا ہے۔

احمد بن حرب نیشاپوری نے حضرت علی بن ابی طالب کی روایت نقل کی ہے جو اسی مفہوم کی ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں، میں نے کہا: اللہ کے بندے! اپنی بات دہرانا۔ وہ کہنے لگا: کیا تم نے سنی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں خضر کی جان ہے۔ خضر یہ کلمات ہر فرض نماز کے بعد کہا کرتے تھے، جو بھی فرض کے بعد یہ کلمات کہا کرے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی خواہ اس کے گناہ مضبوط ریت کی طرح، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں جیسے ہوں۔ اسی روایت کو محمد بن معاذ ہروی نے سفیان ثوری سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ”فتوح“ میں سیف نے لکھا ہے ایک جماعت جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی انہوں نے ابوحنبلہ کو جنگ کرتے دیکھا، پھر ابوحنبلہ کا لہذا قصہ ذکر کیا۔ جو لوگ انہیں نہیں جانتے تھے ان کا خیال یہی تھا کہ یہ خضر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے لوگ وجود خضر کا یقین رکھتے تھے۔

ابو عبد اللہ بن بطلان نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ ایک سنی اور غیلان قدری کا تقدیر کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہوئے کہ سب سے پہلے جو شخص ان کے مذاکرے کی جانب آئے گا وہی حکم ہوگا۔ اتفاق سے ایک اعرابی اپنی عبا اپنے کندھے پر رکھے آ گیا دونوں نے اس سے کہا: ہم تجھے اپنا حکم ماننے پر راضی ہیں۔ اس نے اپنی چادر لیٹی اور اس پر بیٹھ گیا پھر ان سے کہا: بیٹھ جاؤ۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے غیلان کے خلاف فیصلہ کیا۔ حسن کہتے ہیں: وہ خضر تھے۔

اس سند میں ابن بن سفیان متروک الحدیث راوی ہے۔ فرمایا: حماد بن عمرو نصیبی ایک متروک راوی ہے۔ ہم سے سمری بن خالد نے بواسطہ جعفر بن محمد انہوں نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا، علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک مولا، بحری سفر پر روانہ ہوا، کشتی ٹوٹ گئی، جب وہ ساحل پر چلا جا رہا تھا اسے کنارے پر ایک شخص نظر آیا، آسمان سے ایک دسترخوان اترتا بھی نظر آیا، وہ اس کے سامنے رکھ دیا گیا، اس نے کھانا کھایا پھر دسترخوان اٹھ گیا۔ وہ شخص کہنے لگا: اس ذات کی قسم! جس کی توفیق سے تجھے یہ نعمت ملی جو میں نے دیکھی، تو اللہ کے کن بندوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: خضر، جس کے بارے میں تم نے سن رکھا ہے۔ اس نے پوچھا: آپ کے پاس یہ کھانا کیسے آیا؟ فرمایا: اللہ کے عظیم ناموں کی وجہ سے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الزہد“ میں عون بن عبد اللہ بن عتبہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کے دور میں ایک شخص مصر کے کسی باغ میں پریشان حال زمین کرید رہا تھا۔ اچانک اس نے سراٹھایا تو ایک جوان بیچے لیے نظر آیا اس نے اسے حقیر سمجھا وہ اس سے کہنے لگا: مجھے تم پریشان و غمزدہ لگ رہے ہو؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ وہ بولا: دنیا تو وقتی سودا ہے جس سے نیک و بد سب کھاتے ہیں۔ اور آخرت سچا وعدہ ہے جس میں قادر بادشاہ فیصلہ کرے گا۔ یہاں تک اس نے ذکر کیا کہ آخرت کے گوشت کی طرح جوڑ ہوتے ہیں۔ جوان سے ہٹ گیا وہ حق سے ہٹ گیا۔ فرماتے ہیں: جب اس نے اس کی یہ بات سنی تو اسے بڑی پسند آئی۔ اس نے کہا: مسلمان جس پریشانی میں مبتلا ہیں اس کی مجھے فکر ہے۔ اس نے کہا: مسلمانوں پر شفقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دے گا۔ پھر اس نے کہا: ایسا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہو اور اسے نہ دیا ہو؟ یا کسی نے دعا مانگی ہو اور اللہ

تعالیٰ نے قبول نہ کی ہو یا کسی نے توکل کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی کفایت نہ کی ہو یا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور اس نے نجات نہ دی ہو، وہ شخص کہتا ہے کہ میں یہ دعا کرتا رہا: اے اللہ! مجھے اور میرے ہاتھ سے دوسروں کو سلامت رکھ، وہ کہتا ہے بالآخر یہ آزمائش ختم ہوئی اور اسے کوئی مصیبت نہ پہنچی۔ مسعر فرماتے ہیں: لوگوں کا خیال ہے وہ خضر تھے۔

ابونعیم نے ”حلیہ“ میں عون بن عبد اللہ کے سوانح میں بطریق ابواسامہ یعنی حماد بن اسامہ، یہ روایت نقل کی ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں: اسی روایت کو ابن عیینہ نے ابو مسعر سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم بن محمد بن سفیان جو مسلم سے روایت کرنے والے ہیں مسلم سے حدیث ابوسعید کی روایت اس شخص کے قصہ میں جسے دجال قتل کرے گا نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ شخص خضر ہوں گے۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: بحوالہ ابوسعید دجال کا قصہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں۔ اسی میں اس شخص کا قصہ ہے جسے دجال قتل کرے گا۔ اس کے آخر میں ہے معمر نے فرمایا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس کی گردن میں تانبے کا پترا لگ جائے گا اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ شخص خضر ہوں گے۔ اسی بات کو نووی نے معمر کی مسند کی جانب منسوب کیا ہے جس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ ان کی اس میں کوئی سند ہے۔ حالانکہ وہ تو معمر کا قول ہے۔

ابونعیم حلیہ میں احمد بن حمید کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ مجھے ایک شخص لوگوں سے مخاطب نظر آیا جو بے حد خوش شکل تھا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: لگتا ہے یہ کوئی اہل علم ہے، ہم اس کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ جب وہ طواف کر چکا، مقام ابراہیم پر اس نے دو گانہ ادا کیے، سلام کے بعد قبلہ رخ ہو گیا اور کئی دعائیں مانگیں پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگا: تمہارے رب کا ارشاد ہے: ”میں ہی بادشاہ ہوں، میں تمہیں بادشاہ بننے کی دعوت دیتا ہوں۔“ اس کے بعد پھر قبلہ رخ ہو گیا اور بہت سی دعائیں مانگنے لگا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، بتائیں! ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگا: تمہارے رب نے فرمایا: ”میں ایسا زندہ ہوں جسے موت نہیں آتی، میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی ایسے زندہ بن جاؤ جو مر نہیں۔“ اس کے بعد پھر قبلہ رخ ہو گیا اور بہت سی دعائیں مانگتا رہا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ ہی بتادیں ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: تمہارے رب نے کہا ہے: ”میں جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں وہ ہو جاتی ہے، میں تمہیں اس کی دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی ایسے ہو جاؤ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرو تو وہ تمہارے لئے ہو جائے۔“ ابن عیینہ فرماتے ہیں: پھر وہ شخص چلا گیا اور ہمیں نظر نہ آیا۔ فرماتے ہیں: سفیان ثوری سے میری ملاقات ہوئی اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ فرمانے لگے: لگتا ہے وہ خضر ہوں گے یا کوئی ابدال میں سے ہو گا۔ سفیان سے محرز بن ابی جدی نے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ زیاد بن ابی الاصحاح نے بھی سفیان سے روایت کی ہے۔ جبکہ محمد بن حسن بن الازہر بواسطہ عباس بن یزید، سفیان سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ ”شرف المصطفیٰ“ میں ابوسعید میسرہ بن سعید کی بحوالہ ان کے والد روایت لکھتے ہیں کہ حسن بصری مجلس میں تشریف فرما تھے لوگوں کا حلقہ آپ کے ارد گرد لگا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا جس کی آنکھیں سبز تھیں۔ حضرت حسن نے اس سے فرمایا: پیدائشی طور پر تمہاری آنکھیں ایسی ہیں یا کسی مصیبت کی بنا پر یہ کیا صورتحال ہے؟ وہ کہنے لگا: ابوسعید! کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو

کون ہے؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا تو مجلس میں بیٹھے ہر شخص نے اسے پہچان لیا۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا: بھی تمہارا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا: ابو سعید! ہوا یوں کہ میں چین کے ارادے سے بحری سفر پر روانہ ہوا، سمندری طوفان سے جہاز غرق ہو گیا۔ ایک تختے پر تیرتے تیرتے کنارے پہنچا، وہاں چار ماہ تک درختوں کے پتے اور گھاس پھوس کھا کر اور چشموں کا پانی پی کر زندگی بچائی۔ پھر میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ چلتا جاؤں گا تو ہلاک ہونا پڑے گا یا کھلی فضا میں جا پہنچوں گا۔ چلتے چلتے مجھے ایک محل نظر آیا، لگتا تھا وہ چاندی سے بنا ہے۔ میں نے اس کا دروازہ کھولا، اندر کیا دیکھتا ہوں کہ کئی برآمدے ہیں جن کے ہر طاق میں ایک صندوق ہے جو موتیوں سے بنا ہے۔ اس پر تالے چابیاں نظر آ رہی ہیں۔ میں نے ایک صندوق کھولا جس سے بہت اچھی خوشبو پھوٹی۔ اس میں بہت سے مرد ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں ہلایا تو وہ زندہ شخص کی صورت میں مردہ تھے۔ (مارے خوف کے) میں نے صندوق بند کیا اور باہر نکل آیا۔ محل کا دروازہ بند کیا اور وہاں سے سرپٹ بھاگا۔ راستے میں مجھے دو گھڑ سوار ملے ان جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا، ان کے گھوڑے سفید پیشانیوں اور سفید پاؤں والے تھے۔ انہوں نے مجھ سے ماجرا پوچھا، میں نے انہیں بتایا، وہ کہنے لگے: آگے چلتے جاؤ، تمہیں ایک درخت نظر آئے گا جس کے نیچے ایک باغ ہوگا۔ وہاں ایک خوش پوشاک بزرگ چبوترے پر نماز پڑھ رہے ہوں گے، انہیں اپنی روداد سنانا، وہ تمہیں راہ دکھائیں گے۔ میں وہاں پہنچا تو ایک بزرگ نظر آئے، میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا، مجھ سے میرا قصہ پوچھا، میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا، جب محل کی بات بتائی تو خوفزدہ ہو گئے، پھر فرمایا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے صندوق بند کر کے دروازوں کو تالے لگا دیئے تھے، جس سے انہیں اطمینان ہو گیا۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں ایک بادل گزرا، اس سے آواز آئی، اللہ کے ولی! السلام علیکم! انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ بادل سے آواز آئی، فلاں شہر کا ارادہ ہے۔ پھر کئی بادل گزرتے چلے گئے، ایک بادل آیا تو انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: بصرہ جانا ہے۔ فرمایا: نیچے آؤ۔ بادل نیچے آیا اور ان کے سامنے آ کے ٹھہر گیا۔ پھر فرمایا: اس شخص کو اٹھا لو اور صحیح سلامت اس کے ٹھکانے تک پہنچا دینا، جب میں بادل کے اوپر بیٹھا، میں نے اس سے عرض کی، اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو یہ شرف بخشا ہے، آپ کو بتانا پڑے گا کہ وہ محل کیا تھا۔ دو گھڑ سوار کون تھے اور آپ کون ہیں؟ فرمایا: وہ محل تو ایسی جگہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سمندر کے شہداء کو عزت بخشی ہے، اور ان پر ایسے فرشتے مقرر کیے ہیں جو انہیں سمندر سے نکال نکال کر ان صندوقوں میں ریشمی کفنوں میں لپیٹ دیتے ہیں، اور وہ گھڑ سوار دو فرشتے ہیں جو صبح و شام ان کے پاس اللہ کا سلام لاتے ہیں، اور میں حاضر ہوں۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے تمہارے نبی کی امت میں اٹھایا جائے۔ وہ شخص کہنے لگا، جب میں بادل کے اوپر بیٹھ گیا تو مجھ پر اتنی دہشت طاری ہوئی جس کا اثر آپ میری آنکھوں میں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے عظیم چیز دیکھی ہے۔

طبرانی نے اپنی کتاب ”الدعاء“ میں ابو عبد اللہ التوام رقاشی کی روایت نقل کی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے ایک شخص کو خوفزدہ کیا اور اسے قتل کرنے کے لئے اس کی تلاش شروع کر دی، وہ شخص وہاں سے بھاگ نکلا، سلیمان بن عبد الملک کے قاصد اس شخص کے گھر آتے جاتے لیکن وہ ان کے ہتھے نہ چڑھا۔ وہ شخص جس شہر بھی پہنچتا لوگ کہتے: تمہاری تلاش ہو رہی ہے۔ جب معاملہ سنگین ہو گیا تو اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں سلیمان کی حکومت نہ ہو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا اسی میں ہے ایک دفعہ وہ کسی صحراء میں چلا جا رہا تھا جس میں پانی تھا نہ کوئی درخت وہاں اسے نماز پڑھتے ایک شخص نظر آیا، وہ کہتا ہے: پہلے تو میں ڈر گیا

پھر میں نے دل میں کہا: ”اللہ کی قسم! میرے پاس نہ سواری ہے اور نہ کوئی بندوبست“۔ کہتا ہے میں نے اس کی طرف رخ کر لیا، اس نے رکوع کیا، سجدہ کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: شاید اس سرکش نے تمہیں ڈرایا ہے؟ میں نے کہا: جی یہی بات ہے۔ پھر اس نے پوچھا: تمہیں درندوں سے کون محفوظ رکھتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کون سے درندے؟ اس نے کہا، کہو:

سبحان الواحد الذی لیس غیرہ الہ، سبحان القدیم الذی لا بادئ لہ، سبحان الدائم الذی لا نفاذ لہ، سبحان الذی کل یوم ہو فی شأن، سبحان الذی یحیی و یمیت سبحان الذی خلق ما نرى وما لا نرى، سبحان الذی علم کل شیء بغیر تعلیم.

”وہ اکیلا پاک ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ قدیم پاک ہے جس کی ابتداء کرنے والا کوئی نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والا پاک ہے، جسے فنا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو ہر روز ایک نئی شان میں ہوتی ہے۔ پاک ہے وہ جو مارتا اور جلاتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے ہمیں نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی مخلوق پیدا کی، پاک ہے وہ جو کسی کے سکھائے بغیر ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔“

پھر اس نے مجھے کہا: یہی الفاظ کہو، میں نے کہے یہاں تک کہ مجھے یاد ہو گئے۔ جونہی میں نے توجہ کی تو وہ شخص نظر نہ آیا۔ وہ شخص کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں امن و اطمینان پیدا کر دیا اور اپنے اسی راستے سے گھر واپس آنے لگا۔ میں نے

دل میں کہا: میں سلیمان بن عبد الملک کے دروازے پر ضرور جاؤں گا۔ میں وہاں آیا، خدا کی قدرت وہ دن عام اجازت کا تھا، وہ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے رہا تھا میں بھی اندر گیا وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا جونہی مجھے دیکھا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، پھر مجھے اشارہ کیا اور مجھے اتنا قریب کیا کہ میں اس کے ساتھ بستر پر جا بیٹھا اس کے بعد وہ بولا: تو نے مجھ پر جادو کیا ہے اور تیری طرف سے جو بات مجھے پہنچی ہے اس کے ساتھ ایک جادو گر ہے، میں نے کہا: امیر المؤمنین! نہ میں ساحر ہوں نہ مجھے سحر آتا ہے اور نہ میں نے آپ پر سحر کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ تمہیں قتل کیے بغیر میری حکومت مکمل نہیں ہوگی۔ اب جب تم مجھے نظر آئے ہو جب تک تم کو بلا نہیں لیا مجھے چین نہیں آیا اور اپنے ساتھ تمہیں بستر پر بٹھا لیا ہے۔ پھر اس نے کہا: سچ مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔ میں نے اسے سارا واقعہ سنایا، سلیمان کہنے لگا: ”اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ کلمات تمہیں خضر نے ہی سکھائے ہوں گے۔ اس کے لیے امان کا پروانہ لکھ دیا جائے اور اچھا انعام دیا جائے اور اسے اس کے گھر تک پہنچا دیا جائے۔“

”حلیہ“ میں ابو نعیم نے رجاء بن حیوۃ کے حالات میں بحوالہ تاریخ سراج پھر بروایت محمد بن ذکوان، رجاء بن حیوۃ کے حوالہ سے لکھا ہے ایک دفعہ میں سلیمان بن عبد الملک کے پاس کھڑا تھا مجھے اس کے پاس ایک مرتبہ حاصل تھا (جو اکثر اہل علم کو ہوتا ہے) اتنے میں ایک شخص آیا رجاء کا بیان ہے وہ شخص بظاہر اچھی حالت میں تھا۔ اس نے سلام کر کے کہا: ”رجاء! اس شخص کے ساتھ زلیخہ گاؤں میں تمہاری آزمائش ہے، رجاء نیکی کا حکم کرتے رہنا، کمزور کی مدد کرنا، رجاء یاد رکھنا! جسے بادشاہ کے ہاں کوئی مقام حاصل ہو پھر وہ کسی کمزور انسان کی کوئی ضرورت پیش کر دے جسے وہ خود پیش نہیں کر سکتا، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا تو حساب کے لیے اس کے قدم جتے ہوں گے۔ یاد رکھو! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی ضرورت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا رہے گا۔ رجاء! تمہیں علم ہونا چاہیے! اللہ تعالیٰ کو سب سے پسند یہ عمل ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کر دو۔“ پھر وہ شخص انہیں نہ ملا، ان

کا خیال ہے وہ خضر تھے۔

موفقیات میں زبیر بن بکار نے مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر کی روایت لکھی ہے کہ وہ دن رات میں ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک رات میں مسجد میں تھا جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے ایک شخص آیا، نبی ﷺ (کی قبر) کے پاس آ کر سلام کیا، پھر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر یہ دعا کرنے لگا، اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے دن بھر روزہ رکھا اور کسی چیز سے افطار نہیں کیا اور آج بھی روزہ سے ہوں، پھر روزہ رکھا اور کسی چیز سے افطار نہیں کیا۔ اے اللہ! میں چاہتا ہوں کہ شرید ہو جو تو مجھے اپنی طرف سے کھلائے۔ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ منارہ کی کھڑکی سے ایک خدمتگار لڑکا داخل ہو رہا ہے جو لوگوں جیسا نہیں۔ اس کے پاس ایک بڑا برتن ہے جسے اس نے اس شخص کے سامنے رکھ دیا۔ وہ شخص سیدھے بیٹھ کر کھانے لگا، میری طرف کنکری پھینک کر کہا: آ جاؤ! میں نے بھی اس سے ایک لقمہ کھایا، وہ کھانا دنیا کے کھانوں جیسا نہ تھا، پھر میں شرماتا ہوا آیا اور اپنی جگہ آ بیٹھا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا، خدمتگار لڑکے نے برتن لیا اور جہاں سے آیا تھا ادھر جانے لگا۔ پھر وہ شخص بھی اٹھ کر چلا گیا۔ میں اس کی پہچان کے لیے اس کے پیچھے ہولیا، لیکن وہ دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے معلوم نہیں کس طرف گیا ہوگا۔ میرے خیال میں وہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابو الحسین بن المنادی ”مذکور جزء“ میں لکھتے ہیں: ابو عمر نصیبی کا قول ہے: میں شام میں مسلمہ بن مصقلہ کی تلاش میں نکلا، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ بدل (جمع ابدال) ہیں۔ خدا کی قدرت وادی اردن میں میری ان سے ملاقات ہو گئی، وہ مجھ سے فرمانے لگے: آج میں نے جو کچھ اس وادی میں دیکھا ہے اس کے متعلق تمہیں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: ضرور، فرمایا: آج میں اس وادی میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ درخت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے میرے دل میں آیا کہ یہ الیاس نبی ہیں۔ میں ان کے قریب ہو گیا، سلام کیا، انہوں نے رکوع کیا، پھر دائیں بائیں نماز کا سلام پھیر کر میری طرف متوجہ ہو کر بولے وعلیک السلام، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں الیاس نبی ہوں۔ فرماتے ہیں: مجھے لپکی شروع ہو گئی، اور میں پیچھے گر پڑا۔ پھر وہ میرے قریب آئے اور میرے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے شانوں پر محسوس کی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کیفیت کو دور کر دے تاکہ میں آپ کی بات سمجھ سکوں۔ تو انہوں نے میرے لیے اللہ تعالیٰ کے آٹھ اسماء حسنیٰ کے ذریعہ دعا کی جن میں سے پانچ عربی تھے اور تین سریانی۔ انہوں نے کہا: یا واحد یا احد یا صمد یا فرد یا وقر اور تین نام سریانی تھے۔ جن کا مجھے پتہ نہیں۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور میری خوف والی حالت جاتی رہی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! آپ کو اس شخص کے کرتوتوں کا پتہ ہے؟ یعنی مروان بن محمد۔ اس نے ان دونوں اہل حمص کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: تمہیں اس سے کیا؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور متکبر ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! اگر میرا اس کے ہاں سے گزر ہو تو؟ فرمایا: اس سے اعراض کرنا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں وہاں سے گزرا تھا لیکن میں نے کسی فریق کا قصد نہیں کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے استغفار کرتے گزر گیا۔ وہ کہتے ہیں: پھر آپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا۔ اسی طرح کہا کرو، پھر اس طرف نہ جانا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! ابھی زمین پر کوئی ابدال میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ ساٹھ مرد ہیں۔ جن میں سے پچاس عرشیں اور فرات کے درمیانی علاقہ میں ہیں۔ تین مصیصہ میں، ایک انطاکیہ میں باقی دس عرب

کے بقیہ علاقوں میں ہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! کیا آپ کی خضر سے ملاقات ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! ہرج کے زمانہ میں منیٰ میں ہماری ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا: آپ کی کیا بات ہوتی ہے؟ فرمایا: وہ میرا سر موٹتے ہیں اور میں ان کا سر۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں (مجرد) خالی مرد ہوں نہ میری بیوی ہے اور نہ بچے، اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ رہ لوں۔ وہ فرمانے لگے: تم میں اس کی سکت نہیں، تم ایسا نہیں کر سکتے۔

فرماتے ہیں: ہماری آپس میں بات ہو رہی تھی، میں نے دیکھا کہ درخت کی جڑ سے ایک دسترخوان نمودار ہوا جو ان کے سامنے لگ گیا، مجھے کوئی بچھانے والا نظر نہیں آیا، اس پر تین چپاتیاں تھیں، آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور مجھ سے فرمایا: بسم اللہ کرو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا، میں نے اور آپ نے ڈیڑھ چپاتی کھائی، پھر دسترخوان اٹھ گیا، اٹھاتے ہوئے بھی مجھے کوئی نظر نہیں آیا، پھر پانی سے بھرا ایک برتن لایا گیا جو ان کے ہاتھ پر رکھ دیا گیا۔ رکھنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ انہوں نے اس میں سے پی کر مجھے دیا اور فرمانے لگے: پیو! میں نے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ پھر میں نے برتن رکھ دیا، پھر وہ برتن اٹھ گیا۔ لیکن اٹھانے والا کوئی نظر نہ آیا، پھر انہوں نے وادی کے نچلے حصہ کی طرف دیکھا تو ایک جانور جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے، آ رہا ہے۔ اس پر زین کسی ہوئی ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچا تو نیچے اتر کر ٹھہر گیا تاکہ یہ سوار ہوں۔ میں نے اس جانور کو گھمایا تاکہ زین کارکاب پکڑوں پھر وہ سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ میں ان کے ساتھ چلتا رہا، میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ کی رفاقت اختیار کر لوں اور آپ کے ساتھ ہی رہوں؟ فرمایا: میں نے تمہیں کہا نہیں کہ تم سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ میں نے عرض کی: آپ سے ملاقات کیسے ہوگی؟ فرمایا: جب میں تمہیں دیکھوں گا تو تم بھی مجھے دیکھ لو گے۔ میں نے عرض کی: اسی پر؟ فرمایا: ہاں! شاید رمضان میں بیت المقدس میں اعتکاف کی حالت میں تمہاری ملاقات ہو جائے۔ سامنے ایک درخت آیا، وہ اپنی جانب اور میں اپنی جانب ہو گیا، میں گھوم کر سامنے آیا لیکن مجھے کوئی دکھائی نہ دیا۔

ابن الجوزی فرماتے ہیں: مسلمہ اور ان سے روایت کرنے والا ابو جعفر کوئی سب غیر مشہور ہیں۔ داؤد بن مہران بواسطہ ایک شیخ، حبیب ابی محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص دیکھا، اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں خضر ہوں۔ محمد بن عمران بواسطہ جعفر صادق روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آ کر کئی مسائل پوچھنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا اس شخص کو تلاش کرو، میں نے دیکھا تو وہ مجھے نہ ملا۔ فرمایا: وہ خضر تھے۔ ابو جعفر منصور سے مروی ہے کہ طواف میں انہوں نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا: ”میں تجھ سے زنا و فساد کے عام ہونے کی شکایت کرتا ہوں“۔ پھر انہیں بلایا اور بہت زیادہ نصیحتیں کیں اور وہاں سے چل دیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا: ذرا اس شخص کو دیکھنا کہاں ہے تو وہ لوگوں کو نہ ملا۔ فرمایا: وہ خضر تھے۔

ابن عساکر نے کرز بن و برہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: شام سے میرا ایک بھائی آیا جس نے مجھے کوئی ہدیہ پیش کیا۔ میں نے پوچھا: تمہیں یہ ہدیہ کس نے دیا ہے؟ کہا: ابراہیم تیمی نے۔ میں نے کہا: انہیں کس نے دیا۔ اس نے کہا: ایک دفعہ میں کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آ کر کہنے لگا: میں خضر ہوں اور مجھے یہ ہدیہ دیا اور میرے سامنے تسبیحات اور دعاؤں کا ذکر کیا۔ ابو الحسن بن السنادی نے بطریق مسلمہ بن عبد الملک بحوالہ عمر بن عبد العزیز روایت کی ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ (ح)

ابوبکر دینوری کی کتاب ”المجالسۃ“ میں بطریق ابراہیم بن خالد بحوالہ عمر بن عبدالعزیز مروی ہے کہ میں نے خضر کو تیز گام چلتے دیکھا، وہ کہہ رہے تھے: ”اے نفس! صبر کر ایسے دنوں میں جنہوں نے ختم ہونا ہے۔ ان کے لئے جو ہمیشہ کے دن ہیں۔ چھوٹے دنوں میں بڑے دنوں کے لیے صبر کر“۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ریح بن عبیدہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے دیکھا ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر ٹیک لگا کر چل رہا ہے میں نے دل میں کہا: یہ شخص بڑا بے رحم ہے، جب انہوں نے نماز پڑھ لی۔ میں نے کہا: ابوحنیف! ابھی جس شخص نے آپ کے ہاتھ پر ٹیک لگا رکھی تھی یہ کون تھا؟ وہ فرمانے لگے: ریح کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: میرے خیال میں وہ اچھا، نیک آدمی ہے۔ وہ میرا بھائی خضر تھا۔ اس نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ میں خلیفہ بنوں گا۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند درست ہے جو اس باب میں مجھے ملی ہے۔ اسی کو ابو عمرو بہ حرانی نے اپنی تاریخ میں بواسطہ ایوب بن محمد وراق بحوالہ ضمیرہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ اسی کو ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں بواسطہ ابن المقری ابو عمرو بہ سے عمر بن عبدالعزیز کے حالات میں لکھا ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: میں نے محمد بن عبداللہ رازی سے بحوالہ بلال خواص روایت کرتے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں بنی اسرائیل کے میدان تیرے میں تھا کہ مجھے اپنے ساتھ ایک شخص چلتا دکھائی دیا، مجھے تعجب ہوا پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا ہونہ ہو یہ خضر ہوں گے۔ میں نے کہا: حق تعالیٰ کے حق کی قسم! تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ میں نے کہا: شافعی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ ابدال میں شامل ہیں۔ میں نے کہا: احمد بن حنبل؟ فرمایا: وہ صدیق ہیں۔ میں نے کہا: بشر بن حارث؟ فرمایا: ان جیسا کوئی نہیں گزرا۔ میں نے پوچھا: آپ سے ملاقات کیسے ہوگی؟ فرمایا: اپنی والدہ سے اچھا برتاؤ کرنے کی وجہ سے۔

”حلیہ“ میں ابو نعیم نے بلال خواص کی روایت لکھی ہے کہ میں نے خواب میں خضر کو دیکھا، میں نے پوچھا: بشر کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ان کے بعد ان جیسا خلیفہ کوئی نہیں گزرا، میں نے کہا: احمد بن حنبل؟ فرمایا: صدیق ہیں۔ ابو الحسن بن جہضم بشر حافی کی روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میرا ایک حجرہ تھا، جب میں باہر نکلتا اسے تالہ لگا دیتا، جس کی چابی میرے پاس ہوتی۔ ایک دن میں آیا تو اس کا دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر آیا تو دیکھا ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ جس سے میں خوفزدہ ہو گیا۔ وہ مجھ سے کہتا ہے: بشر! ڈرو نہیں میں تمہارا بھائی ابو العباس خضر ہوں۔ یہ دعا پڑھو:

استغفر اللہ من کل ذنب تبت منه ثم عدت الیہ و اسالہ التوبۃ و استغفر اللہ من کل عقد عقدتہ علی نفسی ففسختہ ولم اف بہ۔

”میں اللہ تعالیٰ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس سے توبہ کر کے پھر اسے کر بیٹھا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں جس سے توبہ کر کے پھر اسے کر بیٹھا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ جو شرط میں نے اپنے نفس کے خلاف لگائی لیکن اسے توڑ دیا اور پوری نہیں کی اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں۔“

عبدالمغیث نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے کیا مانع ہے کہ تم لوگ میرے بھائی خضر کی دعا سے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرو۔“ پھر بشر کی حکایت میں مذکور کلمات کا مفہوم ذکر کیا۔

ابو نعیم نے ابو اسحاق مرستانی کی روایت لکھی ہے، فرمایا: میں نے خضر کو دیکھا، انہوں نے مجھے دس کلمات سکھائے۔ پھر انہیں اپنی انگلیوں پر شمار کر کے فرمایا:

اللهم انى اسئلك الاقبال عليك والاصغاء اليك والفهم عنك والبصيرة فى امرك، والنفاذ فى طاعتك والمواظبة على ارادتك والمبادرة الى خدمتك و حسن الادب فى معاملتك والتسليم والتفويض اليك.

”اے اللہ! میں تیری طرف آنے، تیری طرف متوجہ ہونے، تیری بات سمجھنے اور تیرے دین میں بصیرت، تیری طاعت و فرمانبرداری میں چلنے، تیرے ارادہ پر ہمیشگی کرنے، تیرے دین کی خدمت کی طرف جلدی کرنے اور تیرے معاملہ میں حسن ادب اور تیرے حضور تسلیم و رضا کا سوال کرتا ہوں۔“

ابوالحسن بن جہضم فرماتے ہیں: ابو عمران خیاط نے فرمایا: مجھ سے خضر نے کہا: اللہ کے ہر ولی کو میں جانتا ہوں، میں یمن کے شہر صنعاء کی ایک مسجد میں تھا، لوگوں نے عبدالرزاق کے ارد گرد حلقہ بنایا ہوا ان سے حدیث کا سماع کر رہے تھے۔ مسجد کے کونے میں ایک جوان تھا، مجھ سے کہنے لگا: ان لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: عبدالرزاق سے حدیث سن رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا: کس کی روایت ہے؟ میں نے کہا: فلاں، فلاں سے بحوالہ نبی ﷺ۔ وہ کہنے لگا: کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی سنا ہے؟ میں نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے؟ وہ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے کہا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: خضر۔ فرمایا: مجھے علم ہو گیا کہ جو بھی اللہ کا ولی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ (یاد رہے!) ابن جہضم جھوٹ میں مشہور ہے۔

حسن بن غالب سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو میری سواری آگے نکل گئی اور میں قافلہ سے پچھڑ گیا۔ مجھے ایک جوان ملا جس نے میرا ہاتھ پکڑ کر ان لوگوں سے جا ملایا، جب میں آ گیا تو میرے گھر والے کہنے لگے: ہم نے سنا تھا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ہم ابوالحسن قزوینی کے پاس چلے گئے۔ اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور ان سے دعا کرنے کو کہا۔ وہ کہنے لگے: وہ (یعنی آپ) ہلاک نہیں ہوئے۔ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں: جب میں آیا تو ان کے پاس گیا۔ وہ فرمانے لگے: تمہارا دوست کہاں ہے؟ حسن بن غالب کہتے ہیں: میں مسجد میں تھا ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا: کل تمہارے پاس ایک تحفہ بھیجا جائے گا، اسے قبول نہ کرنا اور بعد میں کچھ دنوں کے اندر ایک تحفہ آئے گا تو اسے قبول کر لینا۔ فرماتے ہیں: مجھے پتہ چلا تھا کہ ابوالحسن القزینی نے میرے متعلق کہہ رکھا تھا کہ اس نے دو بار خضر کو دیکھا ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں: محدثین نے حسن بن غالب کو کاذب لکھا ہے۔ ابن عساکر نے ابوزرعہ رازی کے حالات میں ایک صحیح سند کے ذریعہ بحوالہ ابوزرعہ لکھا ہے کہ جوانی میں ان کی ملاقات مہندی لگے ایک شخص سے ہوئی، وہ ان سے کہنے لگا: امراء (گورنروں) کے دروازوں پر نہ پڑے رہنا۔ فرماتے ہیں، پھر وہ اسی طرح تھا بڑھاپے میں اسی سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے کہا: کیا میں نے تمہیں امراء کے دروازوں پر پڑے رہنے سے روکا نہ تھا؟ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو وہ نظر نہ آیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ زمین پھٹی ہے اور اس میں چلا گیا ہے۔ مجھے خیال گزرا کہ وہ خضر ہوں گے۔ واپس آ کر نہ میں نے کسی امیر کی زیارت کی نہ اس کے دروازے پر گیا اور نہ اس سے کسی ضرورت کا سوال کیا۔

”جرح و تعدیل“ میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے زہد میں ایک ایسے شخص کا کلام نقل کیا ہے جسے انہوں نے

دیکھا تھا اور وہ غائب ہو گیا تھا۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیسے گیا۔ ان کا خیال ہے وہ خضر تھے۔ نعیم بن میسرہ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس سے اعراض کیا جاتا ہے اور ہم نے حافظ ابو عبد اللہ محمد بن مسلم بن وارہ رازی کے فوائد کے جزء اول میں لکھا ہے کہ مجھ سے لیث بن خالد ابو عمرو نے جو ثقہ ہیں بواسطہ مسیب ابو یحییٰ جو مقاتل بن خیّان کے شاگرد ہیں روایت کی ہے۔ فرمایا: میں عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا، ان کے پاس ایک شخص شاید کوئی بوڑھا تھا، باتیں کر رہا تھا یا یہ فرمایا کہ وہ ان پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ پھر وہ مجھے نظر نہ آیا۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے آپ سے باتیں کرتے ایک شخص دیکھا تھا۔ فرمایا: کیا تم نے اس سے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: وہ میرا بھائی خضر تھا، وہ میرے پاس میری موافقت کرنے اور مجھے درست راہ کا مشورہ دینے آتے ہیں۔

ہم نے ابراہیم بن ادھم کے اخبار و احوال میں روایت کی ہے کہ ابراہیم بن بشار جو ابراہیم بن ادھم کے خادم تھے، فرماتے ہیں: میں شام میں ان کے ساتھ تھا، میں نے عرض کی: ابو اسحاق! مجھے اپنے ابتدائی حالات سنائیں۔ وہ فرمانے لگے: جوانی میں مجھے شکار کا بڑا شوق تھا، ایک دن حسب عادت شکار کے لیے نکلا، کوئی خرگوش تھا یا لومڑی تھی جس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اسی دوران مجھے آواز سنائی دی: اے ابراہیم! کیا تو اس کے لیے پیدا ہوا۔ اس کا تجھے حکم ہوا ہے؟ میں گھبرا کر ٹھہر گیا۔ پھر میں اعوذ باللہ پڑھ کر سواری کو ایزد لگا دی۔ ایسا کئی بار ہوا۔ پھر مجھے آواز آئی اب کی بار قبریوس السرج سے ندا آئی۔ اللہ کی قسم! نہ تو اس کے لیے پیدا ہوا ہے اور نہ تجھے اس کا حکم ملا ہے۔ فرماتے ہیں: میں گھوڑے سے اتر اور اپنے والد کے ایک چرواہے سے ملا۔ اس سے اون کا جبہ لے کر پہنا، گھوڑا اور دوسرا سامان اس کے حوالہ کیا اور مکہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب میں جنگل میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص سفر کر رہا ہے جس کے پاس نہ برتن ہے اور نہ زاد سفر، جب شام ہوئی اس نے مغرب کی نماز پڑھی، اس نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی، کوئی دعا اس نے پڑھی جو مجھے سمجھ نہ آئی۔ اتنے میں ایک کھانے سے بھر اور دوسرا پانی سے بھر برتن نظر آیا، میں نے بھی اس کے ساتھ کھایا پیا، جن پر کئی دن میرا گزارا ہوا۔ اس نے مجھے اسم اعظم لکھایا ابد پھر غائب ہو گیا۔ میں اکیلا رہ گیا۔ ایک دن میں تنہائی سے وحشت کھا رہا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کیا دیکھتا ہوں ایک شخص ہے جس نے میرے ازار کی جگہ سے مجھے پکڑ کر کہا: مانگ تجھے دیا جائے گا۔ مجھے اس کی بات سے خوف ہونے لگا۔ اس نے کہا: ڈرو نہیں، میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔

عبد المغیث بن زہیر حربی حنبلی نے اپنے رسالہ میں جو انہوں نے خضر کے بارے میں تالیف کیا ہے، بحوالہ احمد بن حنبل لکھتے ہیں: میں بیت المقدس میں تھا جہاں میں نے خضر والیاس علیہ السلام کو دیکھا۔ امام احمد سے مروی ہے میں سویا ہوا تھا کہ خضر علیہ السلام میرے پاس آ کر کہنے لگے: احمد! میں آسمان میں رہتا ہوں، فرشتے تم سے خوش ہیں۔ امام احمد سے مروی ہے کہ وہ مکہ کے لیے روانہ ہوئے ایک شخص کا ساتھ ہو گیا، فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ وہ خضر ہیں۔ ابن الجوزی، عبد المغیث کی تردید میں لکھتے ہیں: یہ بات امام احمد سے ثابت نہیں۔ فرماتے ہیں: اس بارے میں معروف کرخی کا بھی لوگ حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھ سے خضر نے بیان کیا۔ فرماتے ہیں: بھلا معروف سے یہ بات کیسے صحیح ثابت ہو سکتی ہے؟

ابو حیان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو لوگ صلاح و تقویٰ کی نسبت کرتے ہیں ان میں سے اکثریت اس کی دلدادہ ہے کہ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے۔ امام ابوالفتح قشیری اپنے شیخ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے ان سے بات کی ہے کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ وہ خضر تھے؟ (تو فرماتے ہیں:) وہ خاموش ہو گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ خضر چند نیک

لوگوں کا کام ہے وہ خضر علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں۔ اسی کے متعلق بعض کہتے ہیں: ہر دور کا ایک خضر ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ذرا بعیدی اقرار ہے کہ مشہور خضر وفات پا چکے ہیں۔ ابو حیان لکھتے ہیں: ہمارے حدیث کے بعض مشائخ مثلاً عبدالواحد حنبلی کے شاگرد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی خضر سے ملاقات ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: حافظ ابو الفضل العراقی بن حسین نے جو ہمارے شیخ ہیں مجھ سے بیان کیا کہ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی کا عقیدہ تھا کہ خضر زندہ ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حربی وغیرہ کے انکار کا ذکر کیا تو وہ ناراض ہو کر فرمانے لگے: جو یہ کہے: فوت ہو گئے میں اس سے ناراض ہوں۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ہم ان کی وفات کے عقیدہ سے رجوع کرتے ہیں۔ جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے ان میں سے قاضی علم الدین بساطی کا دور ہم نے پایا ہے وہ ظاہر کے دور میں رقوق میں مالکیہ کے قاضی مقرر تھے واللہ اعلم و بغیبہ احکم

باب خاء کے بعد طاء

۲۲۴۳ الخطل العرجی الكنانی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے سلمہ بن خطل کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

باب خاء کے بعد فاء

۲۲۴۴ خُفَاف

ابن ایماء ابن رخصہ الغفاری مشہور شخصیت ہیں۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے وہ بنی غفار کے امام اور خطیب تھے۔ حدیبیہ میں شریک رہے جس کا ثبوت صحیح بخاری میں بروایت اسلم مولائے عمر بحوالہ حمراء بنت خُفَاف ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ذکر کی تو آپ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ وہ غنیفہ مقام میں فروکش ہوتے اور اکثر مدینہ منورہ بھی آتے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے حارث، روایت کرتے ہیں۔ بنوئی لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی بیٹی کے قصہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ان کی وفات خلافت فاروقی میں یا اس سے پہلے ہوئی ہے۔

۲۲۴۵ خُفَاف بن عُمیر

بن حارث بن شرید بن ریاح بن یقط بن عَصِيَّة بن خُفَاف بن امرئ القیس بن بہشہ بن سلیم۔ ابن ندبہ جو ان کی والدہ ہیں ان کے نام سے مشہور ہیں۔ بقول ابن کلبی فتح مکہ میں شریک تھے۔ انہی کے پاس بنی سلیم کا علم تھا یہ مشہور شاعر بھی تھے۔ اصمعی فرماتے ہیں: جنین میں شریک ہوئے، فتنہ ارتداد میں اپنے اسلام میں ثابت قدم رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک حیات رہے۔ ابو عبیدہ لکھتے ہیں

اسد الغابہ (۱۴۶۲) استیعاب (۶۷۱) تجرید (۱۱۰/۱) * جامع المسانید (۱۱۱/۴) * اسد الغابہ (۱۴۶۳) استیعاب (۶۷۲)

حارث بن شریذ (جو انہی خفاف کے دادا ہوتے ہیں) بنی حارث بن کعب پر حملہ کیا اور وہاں سے ندبہ کو گرفتار کر کے اپنے بیٹے عمیر کو ہبہ کر دی جس سے خفاف پیدا ہوئے اور اپنی ماں کی طرف ہی نسبت کیے جانے لگے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ان کا نسب یوں ہے ندبہ بنت ابان بن شیطان بن قنان بن سلمہ، ان کے جد اعلیٰ کا نام شریذ عمرو ہے، جنہوں نے دور جاہلیت دیکھا، پھر اسلام لے آئے اور ارتداد کے دور میں اسلام پر جنے رہے۔ حضرت ابوبکر کی مدح سرائی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ وہ قبیلہ قیس کے نامور گھڑ سوار اور مشہور شاعر تھے۔ اصمعی فرماتے ہیں: وہ درید ہیں، جو گھڑ سواروں میں سب سے بڑھ کر شاعر تھے۔ ان کی کنیت ابوخراشہ نے انہی کے متعلق عباس بن مرداس کہتا ہے:

”ابوخراشہ! تو تو بڑی تعداد والا ہے، رہی میری قوم تو انہیں بجونے نہیں کھایا۔“

مرد نے کامل میں ان کے وہ اشعار لکھے ہیں جن میں سیدنا ابوبکر کی مدح کی ہے شاید یہ وہی اشعار ہیں جن کی طرف مرزبانی نے اشارہ کیا ہے یہ مشہور بند بھی انہی کا ہے:

”جب نیزہ ٹھہرا اور ہاتھ تو میں اس سے یہ بات کہہ رہا تھا خفاف کے بارے میں ہی وہ ہوں۔“

اس سے پہلے یہ اشعار ہیں:

”اگر چہ میرے گھوڑے کے سینے پر نیزے لگے تو قصد امیری آنکھ پر میں نے مالک کا ارادہ کیا ہے۔“

۲۲۷۶ خفاف بن نضلہ

بن عمرو بن بہدلہ ثقفی۔ انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے ذاہل بن طفیل بن عمرو دوسری روایت کرتے ہیں۔ ذاہل کے حالات میں ان کی حدیث آ رہی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ ”معجم الشعراء“ میں مرزبانی لکھتے ہیں: خفاف بن نضلہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو مندرجہ ذیل اشعار عرض کیے:

”خواب میں میرے پاس دجرہ کا ایک جن آ کر بتانے لگا، کاموں میں خرابی ہے وہ کئی کئی راتیں آپ کی طرف بلاتا رہا پھر سکر کر کہنے لگا: تو آنے والا نہیں۔ پھر میں ایک اونٹ پر سوار ہوا جس کی پیٹھ کو انگارے سے اذیت دی گئی۔ اس کے ذریعہ وہ ٹیلوں پر دوڑتا چلا گیا۔ محنت کوشش کر کے میں مدینہ پہنچ گیا تاکہ آپ کو دیکھوں اور مصیبتیں دور ہوں۔“

روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے اشعار پسند فرمائے اور ارشاد فرمایا: بعض باتیں جادو (کی سی) ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکم و امثال جیسے ہوتے ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی روایت کو ابوسعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا ہے۔ جس پر تنبیہ حرف ذال میں آئے گی۔

جامع المسانید (۱۱۳/۴) اسد (۱۴۶۴) تجرید (۱۶۱/۱)

ابوداؤد کتاب الادب (۵۰/۱۱) ابن ماجہ کتاب الادب (۳۷۵۶) مسند احمد (۲۶۹/۱)

بیہقی دلائل النبوة (۸۵/۱)

حفشیش کندی جیم میں تذکرہ ہو گیا۔

باب خاء کے بعد لام

۲۲۴۸ خَلاد بن رافع *

بن مالک الخزرجی، رفاعہ کے بھائی، کنیت ابو یحییٰ تھی۔ ابن اسحاق وغیرہ بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر بزار، باوردی، ابن اسکن اور طبرانی * نے بطریق عبدالعزیز بن عمران، حضرت رفاعہ بن رافع کی روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا بھائی خَلاد رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب روجاء کے پیچھے پہنچے، تھک ہار کر ہمارا اونٹ بیٹھ گیا، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں نبی ﷺ کی ان دونوں کے لیے دعا بھی ہے، آپ نے ان کے اونٹ کو دم کیا تھا۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ خَلاد بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر شہداء بدر میں نہیں کیا۔ * ابو عمر لکھتے ہیں: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انہیں روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: بقول بعض: انہوں نے ہی اچھے انداز سے نماز نہیں پڑھی تھی (جس پر آپ ﷺ نے انہیں ٹوکا تھا اور اصلاح فرمائی تھی) ابو موسیٰ، یحییٰ بن عبداللہ بن خَلاد سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھنے لگے، پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، تمہاری نماز نہیں ہوئی“ * یہی روایت سعید بن منصور اور زہری نے نقل کی ہے جو علی بن یحییٰ بن عبداللہ بن خَلاد بواسطہ ان کے والد ان کے دادا سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: علی بن یحییٰ کے نسب میں عبداللہ کا ذکر اضافہ ہے جس کی ضرورت نہیں۔ اور ابن عیینہ کا یہ کہنا کہ ”ان کے دادا سے“ وہم ہے اسی روایت اسحاق بن ابی طلحہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے علی بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا رفاعہ سے روایت کیا ہے اصل حدیث انہی کی ہے جو انہی کی نسبت سے مشہور ہے۔ اسی طرح اسمعیل بن جعفر نے رفاعہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ یہ تمام طرق سنن کے علاوہ کے ہیں۔ امام احمد * اور ابن ابی شیبہ نے بطریق محمد بن عمرو بواسطہ علی بن یحییٰ روایت کی کہ رفاعہ نے فرمایا کہ خَلاد مسجد میں داخل ہوئے، پھر حدیث ذکر کی۔ یہی روایت طحاوی نے بطریق شریک بن ابی نمرہ بحوالہ علی بن یحییٰ نقل کی ہے۔ یہی درست ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خَلاد ہی برے انداز سے نماز پڑھ رہے تھے اور رفاعہ ان کے بھائی ہیں جنہوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔ اگر خَلاد بدر میں شہید ہوتے ہیں تو یہ قصہ بدر سے پہلے کا ہے جسے رفاعہ نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

* اسد الغابہ (۱۴۶۸) استیعاب (۶۷۳) تجرید (۱۶۱/۱)

* المعجم الكبير (۴۱۳۵) استیعاب (۳۲/۲)

* بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءة للامام و المأموم فی الصلوات کلها (۷۵۷) مسلم کتاب الصلاة باب فی الطمانیة (۸۸۳)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب من لا یقیم صلبه فی الركوع والسجود (۸۵۶)

ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی وصف الصلاة (۱۳۰۳) نسائی کتاب الافتتاح (۸۸۳)

* مسند احمد (۳۴۰/۴)

۲۲۷۹) **خلاد بن سائب**

بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس انصاری خزرجی۔ ابن السکن کہتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کے علاوہ کسی کا قول ہے کہ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ابو نعیم نے ایک حدیث جو بروایت مسلم بن ابی مریم، بواسطہ عطاء بن یسار، خلاد بن سائب سے نقل کی ہے کہ انہیں اور ان کے والد کو صحابی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حسن بن سفیان اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس کسی کی کھیتی یا کھجور کو پرندے یا کسی درندے سے کوئی ضرر پہنچے تو وہ اس کے لیے اجر کا باعث ہے۔“ اس کی سند حسن ہے۔ ابن السکن ان کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب نکلے۔ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا: یہ عاجز اکیلا کہاں جا رہا ہے؟ پھر دو شخص گزرے، آپ نے فرمایا: یہ دونوں عاجز کہاں جا رہے ہیں؟ پھر تین آدمیوں کا گزر ہوا تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ سنن میں ان کی ایک اور حدیث بھی ہے لیکن وہ ان کے والد سے مروی ہے۔

۲۲۸۰) **خلاد بن سوید**

بن ثعلبہ انصاری خزرجی، سابقہ شخصیت کے دادا۔ بقول ابن کلبی: بدر میں شریک ہوئے، اور ان کے بیٹے سائب بن خلاد امیر معاویہ کی طرف سے یمن کے والی مقرر ہوئے، انہوں نے خلاد بن سائب کا ذکر نہیں کیا۔ ابو حمد عسکری لکھتے ہیں: ”خلاد بن سوید کو بعض لوگ خلاد بن سائب بن ثعلبہ کہتے ہیں۔“ یوں انہوں نے دونوں کو ایک شخص بنا دیا، ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ وہ ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: وہ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے اور قرظہ کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا ذکر بدری صحابہ میں کیا ہے۔ غزوہ قرظہ میں شہید ہوئے، ان پر ایک یہودی عورت نے چکی گرائی جس سے ان کا سر کچل گیا، جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”انہیں دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ ابو نعیم سوانح میں ابراہیم بن خلاد بن سوید کی حدیث بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ سے آ کر عرض کرنے لگے: ”اے محمد! پر جوش اور خوب برسنے والے بنیں۔“ اس حدیث کی علت، کہیں اور بیان ہوگی۔

۲۲۸۱) **خلاد بن عمرو**

بن الجوح انصاری سلمی، ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ابن اسحاق وغیرہ نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: اس میں لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں، وہ احد میں شہید ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ان کی والدہ ہند بنت عمرو ہیں جو جابر بن عبد اللہ کی پھوپھی لگتی ہیں۔ انہی نے اپنے خاندان، بیٹے اور بھائی کی نعشیں اونٹ پر لادیں، پھر انہیں حکم ہوا تو واپس لا کر احد میں دفن کر دیئے گئے۔

اسد الغابہ (۱۴۷۰) استیعاب (۶۷۵) المعجم الكبير (۲۳۶/۴)

البدایہ والنہایہ (۱۶۷/۳) (۱۲۶/۴) الطبقات الكبرى (۳۸/۴) جامع المسانید (۱۲۹/۴)

اسد الغابہ (۱۴۷۳) استیعاب (۶۷۶) استیعاب (۳۵/۲)

۲۲۸۲ (ز) خَلاَدُ بْنُ نَعْمَانَ انصاری

مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اس عورت کی عدت کے متعلق پوچھا جسے ماہواری نہیں آتی۔ اس پر آیت نازل ہوئی: ”اور وہ عورتیں جو ماہواری سے مایوس ہو چکی ہیں“۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر مقاتل میں مجھے ان کا نام تو مل گیا لیکن ان کے والد کا نام نہیں ملا۔

۲۲۸۳ خَلاَدُ (بے نسبت)

حارث اپنی مسند میں لکھتے ہیں عبدالرحمن بن خَلاَدُ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو اپنے گھرانے کی عورتوں کی امامت کرنے کی اجازت دی تھی۔ اسی طرح عبدالعزیز نے کہا، اور وہ ضعیف راوی ہے۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ جو بروایت عبدالرحمن بن خَلاَدُ بحوالہ ام ورقہ مروی ہے۔ اسی طرح ابوداؤد وغیرہ نے اس کی روایت کی ہے۔ اگر اس طرح محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ اس کی دو سندیں ہیں۔

۲۲۸۴ خَلاَدُ (بے نسبت)

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ قریظہ کے روز ایک انصاری جوان شہید ہوا جس کا نام خَلاَدُ تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے“۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کس بنا پر؟ آپ نے فرمایا: ”کیونکہ اہل کتاب اس کے قاتل ہیں“۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر کا گمان ہے کہ یہ خَلاَدُ وہی سابقہ خَلاَدُ بن سوید ہیں اور جنہوں نے ان کا علیحدہ عنوان قائم کیا ہے انہیں عیب لگایا ہے سوان کا یہ گمان درست نہیں۔ اس واسطے کہ حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نوجوان تھے اور خَلاَدُ بن سوید صاحب اولاد تھے۔ ان کے بیٹے کا نام سائب تھا جو مشہور صحابی ہیں۔ نیز ان کے بیٹے خَلاَدُ بن سائب صحابی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، خَلاَدُ بن سائب کے قریظہ کے روز عورت کے ہاتھوں شہید ہونے سے اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا ہے کہ ”اس کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے“ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس روز کوئی اور شہید نہیں ہوا جس کا یہی اجر بیان ہوا ہو۔

۲۲۸۵ خَلاَدُ الزرقی

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن جعفر بواسطہ عبداللہ بن دینار بواسطہ خَلاَدُ زرقی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مدینہ والوں کو ڈرایا اسے اللہ تعالیٰ خوفزدہ کرے گا“۔ (حدیث) میں کہتا ہوں: عبداللہ بن جعفر وہی مدینی، ضعیف راوی ہے۔ یہ حدیث سائب بن خَلاَدُ یا خَلاَدُ بن سائب سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم

❖ سورة الطلاق (۴) ❖ اسد الغابہ (۱۴۶۶) ❖ ابوداؤد کتاب الصلاة باب امامة النساء (۵۹۱، ۵۹۲) مسند احمد
❖ اسد الغابہ (۱۴۶۹) ❖ مسند ابی یعلیٰ (۱۵۹۱/۳) ❖ اسد الغابہ (۱۴۶۹)
❖ مسند احمد (۵۶/۴) کنز العمال (۳۴۸۳۷) المعجم الكبير (۶۶۳۷/۷)

۲۲۸۶ خلدہ الانصاری زرقی

ابن عبدالبر بطریق عمر بن عبداللہ بن خالدہ زرقی وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا خالدہ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: خالدہ! کسی کو بلاؤ جو میری اس اونٹنی کا دودھ دوہ دے! اتنے میں ایک شخص آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: حرب۔ فرمایا: تم رہنے دو! پھر دوسرا آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: یعیث۔ فرمایا: دھو! (حدیث) * اس روایت کا موطا میں بواسطہ یحییٰ بن سعید مرسل یا معصل ایک شاہد ہے۔

۲۲۸۷ خلید بن المنذر

بن ساوی العبیدی، طبری کا بیان ہے کہ ۷۷ھ میں علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے انہیں فارس کی جانب بھیجے جانے والے بحری بیڑے کا امیر مقرر کیا تھا، ان کے والد نبی ﷺ کی وفات کے بعد ہی فوت ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ خلید کو حاضری کا شرف حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

۲۲۸۸ خلید

بقول بعض: ابوریحانہ کا نام ہے، جسے ابن قانع نے نقل کیا ہے۔ مشہور شمعون ہے جیسا کہ شین میں بیان ہوگا۔

۲۲۸۹ خلیدہ / خلیدہ

تفسیر ہے۔ ابن قیس بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر واخذ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق اور امام واقدی نے ان کا نام خلیدہ کے بجائے خلید بن قیس لیا ہے۔

۲۲۹۰ خلف بن مالک

بن عبداللہ غفاری، جو ابی اللہم سے مشہور ہیں۔ الف میں تذکرہ ہو چکا۔

۲۲۹۱ خلیفہ بن امیہ جذامی

اسمعیلی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور بطریق داؤد بن عمران بن عائد بن مالک بن خلیفہ بن امیہ روایت کی ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: میں اور جبارہ مکہ سے ان قیدیوں کے فدیہ میں نکلے جو ہمارے لئے قید کیے گئے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے جہاں ہم نے اسلام قبول کیا۔ جو کچھ ہم لائے اس سے نبی ﷺ کو آگاہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک لشکر بھیجوں؟ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سچ بولیں انکار کریں یا غداری کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ سچ بولنا۔ چنانچہ ہم ان کے پاس فدیہ لے کر گئے جو کچھ ہمارے لئے لیا گیا تھا ہم اسے ہکا کر مدینہ لے آئے۔ مجھے لقوہ (چہرے کی بیماری جس میں منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور بند

* اسد الغابہ (۱۴۷۴) تجرید (۱/۱۶۲) * المصنف لعبدالرزاق (۱۶۱۲۷) کنز العمال (۳۰۰۸۹)

* اسد الغابہ (۱۴۷۷) * اسد الغابہ (۱۴۷۸) استیعاب (۶۸۹)

نہیں ہوتا) ہو گیا، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ پھیرا تو میں ٹھیک ہو گیا۔ پھر ہمیں توشہ میں کھجوریں دیں۔ ہم اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ ہم چونکہ مسلمان ہو چکے تھے اس لیے ہماری قوم نے ہمیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، وہاں سے بھاگ نکلے، میں تو اپنی بہن ام سلمیٰ رفاعہ بن زید کی اہلیہ کے ہاں آ گیا، اور زید بن حارثہ کے لشکر لانے تک وہیں مقیم رہا، اور رفاعہ بن زید اپنی قوم سمیت وہاں سے چلے گئے۔ یوں میں اپنی ہمشیرہ کے پاس ”کراع“ اور ”سبی“ میں رہا۔ پھر ان کے ساتھ مدینہ آ گیا۔

۲۲۹۲ خلیفہ

بقول بعض: علیفہ، ابن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ بیاضی، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ضرار بن سرد نے اپنی اس سند سے جو بحوالہ عبداللہ بن ابی رافع ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنگ صفین میں ساتھ دینے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

باب خاء کے بعد میم

۲۲۹۳ خمخام بن حارث

بن خالد ذہلی ان کا نام مالک تھا۔ ابو موسیٰ بواسطہ مجالد بن فخام (اور فخام کا نام مالک بن حارث بن خالد تھا) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد فخام نے بنی بکر بن وائل کے وفد میں سدوس کے چار آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کی، وہ آدمی یہ تھے: (۱) بشیر بن خصاصیہ (۲) فرات بن حیان (۳) عبداللہ بن اسود (۴) یزید بن ظبیان۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ بواسطہ مجالد بن فخام روایت کرتے ہیں کہ فخام وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ روایت انہوں نے منقطع بیان کی ہے۔ منصور خالدی ضعیف ہونے میں مشہور ہے، جو ان حفاظ حدیث میں سے تھا جو بکثرت روایت کرتے تھے۔ لہذا اس روایت کو مسنداً کہنے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

۲۲۹۴ خمیصہ بن ابان حدانی

دثیمہ نے ”ردہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مدینہ سے عثمان نبی ﷺ کی وفات کی خبر لائے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے مدینہ میں لوگوں کو اس طرح روتے دیکھا ہے جیسے ہنڈیا جوش سے ابلتی ہے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ اس کے متعلق عمرو بن عاص نے کہا: ”حدانی کی بات سے دل پھٹ گئے، خمیصہ بن ابان نے نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع دی“۔ ذیل میں ابن فتحون نے اور ابن الاثیر نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہیمہ کا حوالہ نہیں دیا۔

۲۲۹۵ (ن) خمیصہ بن حکم سلمی (بھائیوں میں سے ایک)

”ردہ“ میں واقدی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے بعد ارتداد کی نذر ہو گئے اور قبیصہ سلمی کو قتل کر ڈالا۔ واقدی فرماتے ہیں:

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ معاویہ بن حکم سلمی اپنے بھائی خمیسہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں قبیسہ کے بدلہ میں قتل کرنا ناگزیر ہے۔ معاویہ نے ان سے عرض کی، یہ قصور اس سے اس وقت ہوا جب یہ اسلام سے پھر چکا تھا۔ اب تو توبہ کر کے اسلام کی طرف لوٹ آیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ان کی دیت لاؤ۔ قبیسہ بہت اچھا انسان تھا۔ قبیسہ کے حالات میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

باب خاء کے بعد نون

۲۲۹۶ خنیس (تصغیر ہے)

ابن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی، عبداللہ کے بھائی۔ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ حبشہ ہجرت کی، وہاں سے لوٹے تو مدینہ کی طرف رخت سفر باندھا۔ بدر میں شرکت کی، احد میں ان کے کاری زخم آیا جس سے جاں بحق ہو گئے۔ صحیح بخاری میں بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر بواسطہ ان کے والد ان کے دادا سے ان کا ذکر ثابت ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کی وفات سے بیوہ ہو گئیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ بدر میں شرکت فرما چکے تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔ شیخ حمید فرماتے ہیں: معمر کی روایت میں حیث لکھا ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۲۲۹۷ خنیس بن خالد اشعری

ابوصخر خزاعی۔ ایسا ہی ابراہیم بن سعد اور سلمہ بن فضل بجمالہ ابواسحاق فرمایا کرتے تھے جبکہ ان دونوں کے علاوہ لوگ حیث کہتے ہیں، یہی درست ہے، پہلے گزر چکا ہے۔

۲۲۹۸ خنیس بن ابی السائب

بن عبادہ بن مالک بن اصلح بن عیینہ انصاری اوسی، از بنی نججی، بیعت رضوان اور بعد کے واقعات میں شریک ہوئے۔ پھر فتوح عراق میں بھی حصہ لیا۔ یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۲۹۹ خنیس غفاری

انہیں ابوخنیس بھی کہا جاتا ہے، کنبوں میں تذکرہ ہوگا۔

اسد الغابہ (۱۴۸۵) استیعاب (۶۷۷) * اسد الغابہ (۱۴۸۶) استیعاب (۶۷۸)

اسد الغابہ (۱۴۸۷)

باب خاء کے بعد واو

۲۳۰۰ خوات بن جبیر

بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس النزاری ابو عبد اللہ، ابو صالح۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ان کی پنڈلی میں پتھر لگ گیا تھا اس لئے مقام صفراء سے واپس کر دیئے گئے لیکن ان کا حصہ اور اجر برقرار رکھا گیا۔ امام واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اصحاب سیر کا قول ہے: یہ احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بغوی اور طبرانی بطریق جریر بن حازم بواسطہ زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ”مرظہ ان“ پر اترا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے خیمہ سے نکلا پاس ہی چند عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں مجھے ان کی باتیں بھاگیں، واپس آیا، اپنا جوڑا پہنا اور ان کے پاس جا بیٹھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی تو میرے چھکے چھوٹ گئے۔ میں نے خود ہی عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ بدک گیا تھا اس کا بندھن ڈھونڈ رہا ہوں، حدیث لمبی ہے، اس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے ”تمہارے اونٹ کی بدکن کا کیا ہوا؟“

طبرانی اور ابن شاہین نے حضرت خوات رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ ”جو مشروب تھوڑا نشہ پیدا کرے اس کا زیادہ استعمال بھی حرام ہے“۔ ابن مندہ نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں صلاۃ خوف ادا کی۔ (حدیث) موطا مالک میں یہ روایت بواسطہ یزید بن رومان، بواسطہ صالح بنحوالہ وہاں موجود کسی شخص ہے اس میں بحوالہ ان کے والد نہیں ہے۔ اسے عمری نے قاسم بن محمد سے بواسطہ صالح بنحوالہ اپنے والد اور ماموں عبدالرحمن بن قاسم نے بواسطہ قاسم بن محمد انہوں نے بحوالہ اپنے والد، صالح بن خوات سے بواسطہ سہل بن ابی خثمہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو اویس نے اسے یاد رکھا ہے، شاید صالح نے دونوں سے سماع کیا ہو۔

سراج نے اپنی تاریخ میں بطریق ضمیرہ بن سعید بواسطہ قیس بن ابی حذیفہ بحوالہ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے فرمایا: ہم حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جس قافلہ میں ہم تھے اس میں ابو عبیدہ تھا اور عبدالرحمن بن عوف بھی تھے۔ لوگ کہنے لگے: ہمیں ضرار کے اشعار سناؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ابو عبد اللہ کو اپنے اشعار سنانے دو تو میں انہیں اشعار سنا تا رہا یہاں تک کہ سحری ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوات اپنی زبان کو خاموش کر لو سحری ہوگئی ہے۔

باوردی بطریق ثابت بن عبید بحوالہ خوات بن جبیر صحابی رسول ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ”دن کی ابتداء میں سونا بے وقوفی، دوپہر کے وقت سونا عادت و فطرت اور شام کے وقت سونا حماقت ہے“۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ خوات بن جبیر ذات نخعین (نخی گھی کے برتن کو کہتے ہیں) والے ہیں۔ ابن ابی خثمہ نے مذکورہ قصہ بطریق ابن سیرین نقل کیا ہے کہ جاہلیت

اسد الغابہ (۱۴۸۹) استیعاب (۶۸۴) المعجم الكبير (۴/۴۱۶۶) مجمع الزوائد (۱۶۱۰۵) جامع المسانید (۱۲۲/۴، ۱۲۳)

المعجم الكبير (۴/۴۱۶۹) مؤطا مالک صلاۃ الخوف باب صلاۃ الخوف (۴۴۰)

میں ایک عورت گھی بیجا کرتی تھی۔ ایک شخص اس کے پاس آیا، تنہا پا کر اسے بہلایا پھسلا یا تو عورت نے انکار کر دیا، وہ شخص باہر نکلا اور اپنی ہیئت تبدیل کر کے واپس آ کر کہنے لگا: تمہارے پاس اچھا گھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے ایک مشکیزہ کھولا جسے اس شخص نے چکھا، کہنے لگا: ذرا اس سے اچھا گھی دکھانا۔ اس نے کھلی ہوئی مشک پکڑی اور دوسری کھول دی۔ وہ شخص بولا: ارے میرا اونٹ گیا اسے پکڑنا۔ وہ کہتی ہے: ٹھہر! میں پہلی مشک باندھ لوں۔ اس نے کہا: نہیں، ورنہ میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، گھی بہہ جائے گا، مجھے اندیشہ ہے کہ اونٹ نہ ملے، اس عورت نے مجبوراً دوسرا مشکیزہ پکڑ لیا۔ اب وہ اس پر چھٹ پڑا۔ جب اپنی حاجت اس سے پوری کر چکا تو وہ بولی: اونٹ وہاں نہیں؟

واقدی کا بیان ہے کہ خوات رضی اللہ عنہم ۴۰ھ تک زندہ رہے اور اسی میں چوہتر سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، ان کا قدمیانہ تھا۔ مرزبانی کا قول ہے: ۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

۲۳۰۱) **خوط بن عبدالعزی** حاء میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۰۲) **خولی بن ابی خولی** *

بن عمرو بن زبیر بن خیشمہ بن ابی حمران، حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بعضی بقول بعض: عجلی۔ ابو خولی کا نام عمر ہے وہ بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا تو فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔

پشم بن عدی کا قول ہے خولی اور ان کے دونوں بھائیوں ہلال اور عبداللہ نے حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کی۔ بلاذری لکھتے ہیں: یہ بات ثابت نہیں۔ ثابت یہ ہے کہ وہ اور ان کے بھائی بدر میں شریک ہوئے تھے۔ طبری لکھتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ * کی خلافت میں وفات پائی۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں یہ شریک تھے۔ ابو نعیم نے بھی اسے برقرار رکھا حالانکہ یہ وہم ہے۔ تدفین کی معزز خدمت میں جو شریک ہوئے وہ اوس بن خولی ہیں۔ کسی راوی نے اس میں تبدیلی کر دی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اس وہم کا بیان بھی ہوگا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شام میں سکونت کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے۔

۲۳۰۳) **خولی** * (بے نسبت)

ابن ابی حاتم * نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے جبکہ ابن مندہ نے دونوں کو ایک کہا ہے اور ابن عبداللہ کو اس ضمن میں تردد ہے۔ ابن ابی حاتم ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ضحاک بن خمر روایت لیتے ہیں اور ابن مندہ نے ان کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! بیٹھی بات کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو“ * (حدیث) اسی روایت کو قتی بن مخلد نے اپنی مسند میں بطریق عبداللہ بن عبد الجبار حمصی، بواسطہ انیس بن ضحاک بن خمر بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۱۴۹۳) استیعاب (۶۷۹) جامع المسانید (۱۲۶/۴)

* اسد الغابہ (۱۴۹۴) استیعاب (۶۸۱) الجرح والتعديل (۳۹۹/۳)

* کنز العمال (۴۴۳۰۷) جامع المسانید (۱۲۶/۴)

۲۳۰۴ خویلد بن خالد

بن بَجْرِ ابن عمرو بن حماس الکنانی، ابو عقرب کنیت تھی۔ ابو نوفل بن ابی عمرو بن ابی عقرب کے دادا ہیں۔ بقول بعض ابو نوفل اور ابو عقرب کے درمیان اور کوئی نہیں۔ طبرانی، ابن شاپین اور ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات کا بقیہ حصہ کنتیوں میں (نمبر شمار ۱۰۲۵۶) آئے گا۔ بقول بعض: یہ خالد بن بَجْرِ ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۳۰۵ خویلد بن خالد

بن مُقَدِّ بن ربیعہ خزاعی ام معبد کے بھائی، انہی کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۳۰۶ خویلد الضمری

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان سے ابوسفیان کے بدر میں قافلہ کا قصہ منقول ہے۔

۲۳۰۷ خویلد بن عمرو

بن صخر بن عبدالعزی، کنیت ابو شریح خزاعی، کنتیوں میں تذکرہ ہوگا۔ بقول بعض ان کا نام کچھ اور ہے۔

۲۳۰۸ خویلد بن عمرو انصاری سلمی

محمد بن عبید نے بحوالہ اپنے والد جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۰۹ خیبری

نسب کے لفظ سے یہ نام ہے۔ ابن النعمان طائی، ابو احمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمارے پہاڑ ”أجأ“ کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”اہل اجأ کے لیے کیا ہے، اہل اجأ کے لیے بھوک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (مدینہ والوں) کے پہاڑ کو محفوظ رکھا ہے“۔ پھر ہم سے قحط سالی جدا نہ ہوئی۔ ہم نے آپ سے صلح کر لی اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔ اور آپ ہم سے خوش ہو کر گئے اس کے بعد ہم نے زکوٰۃ نہیں روکی۔
موفقیات میں زبیر نے لکھا ہے کہ خیبری بن نعمان نے حاتم طائی کی وفات کے بعد اس کی قبر پر پڑاؤ کر کے اس سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اسے خواب میں دیکھا اور انہیں اشعار سنائے، قصہ مشہور ہے۔

اسد الغابہ (۱۴۹۸) * الثقات (۱۱۰/۳) * اسد الغابہ (۱۴۹۵) استیعاب (۶۸۳) * استیعاب (۳۸/۲)
اسد الغابہ (۱۴۹۷) * اسد الغابہ (۱۴۹۹) * المعجم الكبير (۴۱۳۲/۴) * اسد الغابہ (۱۵۰۱) تجرید (۱۶۴/۱)
اسد الغابہ (۱۳۵/۲)

۲۳۱۰ خيثمه بن حارث

بن مالک بن کعب بن نخطا بن غنم انصاری۔ بقول ابن کلبی: سعد بن خيثمه کے والد ہیں۔ غزوة احد میں شہید ہوئے۔
ہمیرہ بن ابی وہب مخزومی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے سعد بن خيثمه کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۳۱۱ (ن) خیر (مولا عامر بن الحضرمی)

عامر بن الحضرمی کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ بقول بعض: یہ نام جبر ہے حرف جیم میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

قسم ثانی از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

۲۳۱۲ خالد بن عجیر

بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف، جیسا کہ بیان ہوگا ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی خالد کو شراب نوشی کے جرم میں کوڑے لگوائے تھے۔

میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جسے کوڑے لگوائے ہوں یقیناً وہ بالغ ہوگا اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بالغ ہوگا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی موجود ہوگا، لہذا اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ اس قسم میں شامل ہے۔ ان کا نافع نامی ایک بھائی تھا جس کا تذکرہ حرف نون میں آئے گا۔

باب خاء کے بعد لام

۲۳۱۳ خلیفہ بن بشر

یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کا جو استدراک کیا ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس حدیث سے مانوس ہوئے جو ان کے دادا نے نقل کی ہے۔ وہ حدیث بطریق فاطمہ بنت مسلم بواسطہ خلیفہ بن بشر بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ جب وہ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ان کا مال و اولاد واپس کر دی۔ (حدیث)

قسم ثالث از حرف خاء

باب خاء کے بعد الف

۲۳۱۳ خارجہ بن الصلت البرجمی

انہیں دور نبوت میسر ہوا۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ کوفہ کے رہائشی تھے۔ ابن المبارک بواسطہ زکریا، شعبی سے وہ خارجہ بن صلت سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نبی ﷺ کے پاس گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے، راہ میں ان کا ایک دیہاتی پر گزر ہوا جو مجنون تھا اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو ابوداؤد ***** اور نسائی نے بطریق زکریا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خارجہ سے بحوالہ ان کے چچا مروی ہے: اس میں یہ الفاظ نہیں: ”پھر وہ ہمارے پاس واپس آئے۔“ ان کے چچا کا نام ”علاقہ“ تھا۔

۲۳۱۵ خارجہ بن عقال رعینی ثم زیادی

انہیں دور نبوت میسر ہوا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مصر میں شریک ہوئے، ثمامہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۱۶ خالد بن خویلد ہذلی

ابوذویب، مرزبانی نے ان کا واقعہ لکھا ہے، مشہور خویلد بن خالد ہے۔ پھر تذکرہ ہوگا۔

۲۳۱۷ (ز) خالد بن ربیعہ

بن مر بن حارثہ بن ناصرہ الجذلی، بقول بعض: خالد بن معبد جبکہ درست نام خالد ابو معبد ہے۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ ابراہیم بن منذر بحوالہ ان لوگوں کے جو ان سے ذکر کرتے ہیں وہ معبد بن خالد سے وہ ابو سرحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: تیرا باپ وہ پہلا مسلمان ہے جس نے شام میں عذراء شہر کے دروازے پر قوف کیا ہے۔ اس روایت کو ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابن ابی وہب نے بواسطہ اسحاق بن یحییٰ تمیمی بحوالہ معبد بن خالد طویل انداز میں نقل کی ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ بہترین اوصاف کے مالک اور بلیغ انسان تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھائی کہ وہ قبیلہ ربیعہ کو قید اور ان کے بچوں کو غلام بنا کر فروخت کریں گے کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سبقت کی تھی، تو تمام ربیعہ خالد کی رائے پر متفق ہو گیا۔ چنانچہ خالد نے یہ اشعار کہے:

اسد الغابہ (۱۳۳۳) استیعاب (۶۱۲) تجرید (۱۴۷/۱) ***** ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی (۳۸۹۶)

اسد الغابہ (۱۳۶۳)

”حرب کے بیٹے نے ہماری خواتین کے بارے میں قسم کھائی ہے جبکہ اس نے جو قسم کھائی اس کی اس نیت کے درمیان کاٹنے والی تلواریں ہیں، کمر بند کے ساتھ لگی تلواریں اور نیزے ہیں جو بارانی زمین کے علاوہ کی زمین سے پانی کے خواہشمند ہیں اور پھر قریبی عورتیں روئیں گی۔ اور اگر تم قسم توڑنے پر خاموش نہیں رہ سکتے تو ایسی خونریز لڑائی کا اعتراف کر لو جو جڑوں اور موٹھوں کو زخمی کر دے گی۔“

اسی میں وہ کہتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا ہے:

”معاویہ! بے وقوف نہ بنو! اس لئے کہ ہم سخت دن میں تمہارے مددگار تھے۔ اس بزرگ کو چھوڑ دو جو اپنی راہ لیے چل بسا، خواہ درست گیا یا غلط دونوں صورتوں میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔“

۲۳۱۸ خالد بن زہیر

بن محرز الہذلی، مشہور شاعر ابو ذؤیب کے بھانجے، ابو ذؤیب مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئے لیکن مدینہ ان کی آمد اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اور ابھی تک آپ کی تدفین عمل میں نہیں آئی تھی۔ خالد ابو ذؤیب کے چچا زاد ہیں۔ بقول ابن کلبی: ان کے دادا کا نام محرز تھا جنہوں نے خالد کی پرورش کی تھی۔ دور جاہلیت میں اتفاق سے انہیں ایک خاتون سے عشق ہو گیا جس کے خاوند کا نام مالک بن عویمیر تھا جس کے سلسلہ میں یہ مالک پر غالب آگئے، وہ اپنے بھانجے خالد کو اس عورت کے اپنے ہاں منتقل ہونے سے پہلے بھیجا کرتے تھے، خالد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہا کرتے تھے حسین و جمیل نوجوان تھے وہ عورت ان پر فریفتہ ہو گئی جس کی تھوڑی بہت ابو ذؤیب کو سمجھ لگ گئی۔ وہ اس عورت کے پاس آئے اور چند اشعار کہے:

”تو چاہتی ہے کہ مجھے اور خالد دونوں کو ایک ساتھ رکھے، تیرا ناس ہو! بھلا ایک نیام میں دو تلواریں سما سکتی ہیں۔“

اور خالد کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”خالد نے اپنی راتوں میں میرے بھید کی حفاظت کی، جبکہ راہ کے ارادے سے کئی امور لگا تار ہوتے رہے۔“

خالد کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے وہ خاتون اپنے ہاں رکھ لی اور ان اشعار میں اپنے ماموں کو جواب دیا:

”اللہ تعالیٰ آپ کی عقل کو ہرگز دور نہ کرے جب اس نے جنگ کی، اور سفر کیا جبکہ خوابوں کے جھوٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ آپ نے خود ہی اسے ابن عویمیر کے ہاتھ سے چھینا ہے اور خود ہی اُس کے پسندیدہ اور اس عورت کے قصہ گو تھے۔ جو روش آپ نے اختیار کی ہے اس پر وہ ہرگز جزع فزع اور بے صبری نہ کرے کسی بھی طریقہ کو سب سے پہلے وہی شخص پسند کرتا ہے جو اس پر چلتا ہے۔“

۲۳۱۹ (ز) خالد بن سطیح غسانی

بقول ابن مندہ: انہوں نے دور نبوی پایا ہے، ان کی حدیث کی سند میں تامل ہے۔

۲۳۲۰ (ن) خالد بن عروه

بن ورد العنسی۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا، کیونکہ ان کے والد بعثت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ان کا ایک بیٹا یزید بن خالد نامی تھا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کر کے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

”جب بھی میرا مال شمار کیا جائے میرا ایک بھائی ہے جس کی عیال کے علاوہ میں اس کی پرورش میں تھا۔ میں اس کا بدلہ نہیں اتار سکتا، اس نسل کی وجہ سے جو میرے کم مال میں پیدا ہو گئی۔“

۲۳۲۱ (ن) خالد بن عمیر عدوی بصری

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور بصرہ میں عتبہ بن غزو ان کے خطاب میں موجود تھے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ان کی روایت ہے یا نہیں؟

۲۳۲۲ (ن) خالد بن معبد ابن ربیعہ ہیں۔

۲۳۲۳ خالد بن معمر

بن سلیمان بن حارث بن شجاع بن حارث بن سدوس سدوسی، انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ ابو احمد عسکری لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بکر بن وائل کے سردار تھے۔ جاہظ نے کتاب البیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قبیلہ بکر کی سرداری انہیں خالد کو سونپ دی تھی۔ کیونکہ مجزأة بن ثور شہید ہو چکے تھے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہدہ شقیق بن مجزأة کو سونپ دیا تھا۔ بقول یعقوب بن سفیان: جنگ جمل و صفین میں خالد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں تھے۔ انہیں کے متعلق شاعر امیر معاویہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

”معاویہ! خالد بن معمر کو امیر بناؤ، اس لیے کہ اگر خالد نہ ہوتا تو تم کسی کو امیر نہ بناتے۔“

یعقوب بن شیبہ بطریق شبلی بن عزرہ روایت کرتے ہیں کہ بنی حارث جنگ صفین کے روز خالد بن معمر کے ساتھ شقیق بن ثور پر ٹوٹ پڑے اور اس سے جھنڈا چھین لیا۔ یعقوب بن سفیان بطریق مضارب عجلی روایت کرتے ہیں کہ بنی بکر بن وائل کے شخص آپس میں فخر کا مقابلہ کرنے لگے، ہمدان کے ایک آدمی سے فیصلہ کرایا، اس نے پوچھا: تم دونوں میں سے خالد بن معمر کون ہے جس کے ہاتھ پر ربیعہ نے صفین کے روز موت کی بیعت کی تھی؟ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ابن ماکولا کا بیان ہے کہ امیر معاویہ نے انہیں ارمینیا کا حاکم بنایا، نصیبین کے مقام تک پہنچے تو وفات پا گئے۔

۲۳۲۴ (ن) خالد بن ہلال

طبری نے شی بن حارثہ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور

فتوحات میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۲۵) خالد بن ولید سکسکی

ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ان سے یحییٰ بن ضحاک روایت لیتے ہیں۔

باب خاء کے بعد باء

۲۳۲۶) (ز) خباب الحدلی

ابن ربیعہ ہیں۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۲۷) خباب

عطاء کے والد ہیں، انہیں دور نبوت نصیب ہوا، قسم اول میں ان کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

باب خاء کے بعد ثاء

۲۳۲۸) (ز) خثیم المکی القاری

از قبیلہ قارہ۔ دور نبوت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ابن ابی حنیبہ روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری * اور ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید بواسطہ اپنے والد ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ عمر بن شہر کتاب مکہ میں لکھتے ہیں کہ عیاض بن وہب فرماتے ہیں مجھے خثیم قارہ کے ایک شخص نے حدیث سنائی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ اس وقت مروہ میں قطعات اراضی تقسیم فرما رہے تھے۔ میں نے درخواست کی کہ مجھے اور میری اولاد کو بھی گوشہ زمین عنایت فرمادیں۔ آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا حرم یہاں کے مقیمین اور باہر سے آنے والوں کے لئے برابر ہے۔“ خثیم فرماتے ہیں: جن لوگوں میں قطعات تقسیم ہوئے میں نے انہیں دیکھا ہے، کئی لوگوں نے بچ دیں کئی نے وراثت میں چھوڑیں، میں صرف اس وجہ سے محروم رہا کہ میں نے کہا تھا کہ مجھے اور میری اولاد کو عطا کیجئے۔

باب خاء کے بعد وال

۲۳۲۹) خداش بن زھیر

بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری۔ حنین میں مشرکین کا ساتھ دیا جس کے متعلق ان کے اشعار

* الثقات (۲۱۰/۴) * التاريخ الكبير (۲۱۰/۱) * الثقات (۲۱۳/۴)

بھی ہیں:

”واہ وہ سختی! سیخنے پر ہم نے جھوٹ موٹ کی سختی نہیں کی۔ کاش رات اور حرم نہ ہوتا تو پھر پتہ چلتا۔“

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد خدائش نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا بیٹا سعاسع نظامت کے جھگڑے میں عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس کی طرف دیکھا پھر کہا: جاؤ! میں نے تمہیں ناظم بنا دیا۔ اس کی قوم کھڑے ہو کر کہنے لگی: ابن خدائش کامیاب رہا۔ عبدالملک نے ان کی بات سن لی، کہنے لگا: واللہ ایسا نہیں ہو سکتا، تیرا باپ جاہلیت میں ہماری برائی بیان کرے اور ہم تمہیں اسلام میں سرداری کا عہدہ دیں!؟ پھر سابقہ اشعار ذکر کیے۔ شعر میں سیخنے سے مراد قریش ہے۔ مرزبانی کا بیان ہے: یہ دور جاہلیت کے ہیں اور مذکورہ اشعار انہوں نے حرب الفجار کے موقع پر کہے تھے، یہی زیادہ بہتر ہے۔

باب خاء کے بعد راء

خرائش بن ابی خرائش ہذلی (۲۳۳۰)

ان کے والد کا نام خویلد بن مرہ ہے، جن کا تذکرہ عنقریب ہوگا۔ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جنگ میں شرکت کی۔ بقول ابو عبیدہ وغیرہ، بنی فہم نے ابو خرائش کے بھائی عروہ کو قید کر لیا۔ ابو خرائش اپنے بیٹے خرائش کو لے کر ان کے پاس گئے اور ان کے ہاں اسے رہن رکھوا کر اپنے بھائی کو چھڑوا لیا۔ بعد میں فدیہ لے کر حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کو رہا کر لیا جس کے متعلق اشعار بھی کہے ہیں۔

ابوالفرج اصہبانی بطریق ابن انخی الاصمعی بحوالہ اصمعی روایت کرتے ہیں، فرمایا: خرائش بن ابی خرائش نے عہد فاروقی میں ہجرت کی۔ غزوہ میں شرکت کی اور دشمن کے ملک میں دور تک گھستے چلے گئے۔ ابو خرائش مدینہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر خرائش کے اشتیاق کی شکایت کرنے لگے کہ ان کا خاندان ختم ہو چکا ہے، بھائی شہید ہو گئے، خرائش کے سوا ان کا کوئی نہیں بچا۔ اور یہ اشعار سنائے:

”خرائش کو میری طرف سے کوئی یہ بات پہنچانے والا ہے، تمہارے پاس کبھی کوئی دور کا آدمی خیر خبر لاتا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خرائش کو واپس بلوانے کا حکم جاری کیا اور یہ قانون بنا دیا کہ جس کا بوڑھا والد (یا والدہ) ہو وہ اس کی اجازت کے بغیر محاذ میں شرکت نہ کرے۔

خرائش (۲۳۳۱)

عبداللہ کے والد۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا ہے۔ روایاتی اپنی سند میں بطریق یعلیٰ بن عطاء بواسطہ عبداللہ بن خرائش بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بمقام جابہ فروکش ہوئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، ان کا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے سنا:

اللهم ثبتنا على امرك و اعصمنا بحبلك و ارزقنا من فضلك.
 ”اے اللہ! ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھ، اپنی رسی کے ذریعہ مضبوط کر اور اپنا فضل عطا فرما۔“

(۲۳۳۲) (ن) خِرَزَادِ بْنِ بَرْزَجِ فَارَسِي صِنْعَانِي

نبی ﷺ کی حیات میں جب اسود عسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو جن لوگوں نے اسے قتل کیا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا اور ان کے بعد والی شخصیت ذاذویہ کا تذکرہ ہوگا۔

(۲۳۳۳) (ن) خِرْخَسْتِ فَارَسِي

تیش میں اس کے متعلق تشبیہ گزر چکی ہے، ان کے بعد والی شخصیت کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوگا۔

(۲۳۳۴) (ن) خَرِيْتِ بْنِ رَاشِدِ شَامِي

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ اپنی قوم کے سردار تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے ان کی جنگوں میں شریک ہوئے لیکن جب حکیم ہوئی تو ان سے جدا ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف معقل ریاحی جو بنی ربیع کے ایک فرد تھے روانہ کیا۔ ان سے جنگ ہو گئی، زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد زاء

(۲۳۳۵) (ن) خَزِيمَةَ بْنِ عَدَّاسِ مِزْنِي

مرادی نے الزمینی میں معزز لوگوں کے بیان میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابویاس کی روایت نقل کی ہے کہ خزیمہ بن عداس مرنی اس وقت نکلے جب ان کی بصارت ختم ہو چکی تھی، بقول بعض انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

باب خاء کے بعد سین

(۲۳۳۶) (ن) خَسْرُ خَسْرَةَ فَارَسِي

بابویہ کے ذیل میں حرف باء کے دوران ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کہ یہ باذان کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے تھے۔

(۲۳۳۷) (ن) خُسَيْسِ الْكِنْدِي

ابو حذیفہ بخاری نے ”فتوح“ میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے طاعونِ عمواس میں کہے تھے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا اور یہ اشعار نقل کیے ہیں۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا ہم نے ان مرنے والوں کے بارے میں صبر کیا۔ موت و غم

میں ہم لوگ نمونہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ان خسیس کنڈی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قسم اخیر میں آ رہا ہے۔

باب خاء کے بعد طاء

۲۳۳۸ خطیل بن اوس العبسی

حطیہ شاعر کے بھائی۔ دور جاہلیت پایا ہے۔ ارتداد کے زمانہ میں ان کے اشعار ہیں۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب خاء کے بعد فاء

۲۳۳۹ (ن) خفاف بن مالک

بن عبد یغوث بن علی بن ربیعہ المازنی، مازن بن تیم، بقول آمدی: گھڑ سوار شاعر ہیں۔ دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ان اشعار کے قائل ہیں:

”ہمارا غلبہ ہمیں دوسروں پر ظلم نہیں کرنے دیتا، اور نہ ہم پر ظلم کرنے کی کوئی راہ ہے۔“

باب خاء کے بعد لام

۲۳۴۰ خلیفہ بن جزء

بن حارث بن زہیر بن جذیمہ عبسی، قعقاع کے والد۔ ان کے والد جاہلیت میں فوت ہو گئے اور قعقاع عبد الملک بن مروان کے دور میں جوان مرد تھے۔ انہیں زمین کا ایک حصہ دیا جو انہی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ بیان بلاذری کا ہے۔ ولادة بنت العباس بن جزء مذکور عبد الملک کے نکاح میں تھی جس سے ولید اور سلیمان پیدا ہوئے۔

۲۳۴۱ (ن) خلیفہ بن عبد اللہ

بن حارث بن مسلم بن قیس بن معاویہ جعفی۔ دور نبوت میسر ہوا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی عائشہ سے شادی کی۔ ان کا اس کے ساتھ ایک قصہ بھی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو یہ حضرت حسن کو خلافت کی مبارکباد دے آگئیں تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔ یہ واقعہ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔*

۲۳۴۲ (ن) خلیفہ المنقری

ابوسویہ کے دادا جو علاء بن فضل بن عبد الملک بن ابی سویہ منقری کے دادا ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں دور نبوت

نصیب ہوا لیکن ان کی صحابیت مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: محمد بن عدی بن ربیعہ کے حالات میں ان کا تذکرہ وضاحت سے ہوگا۔

باب خاء کے بعد نون

(ز) خَنَابَه بن كعب عَبْشَمِي ۲۳۳۳

جن لوگوں نے لمبی عمر پائی ان میں سے ایک، دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ابو حاتم جستانی نے کتاب المعتمرین میں بواسطہ عمری، عطاء بن مصعب، زبرقان کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عطاء نے فرمایا: خنابہ بن کعب عبشمی اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب انہیں یزید بن معاویہ کی بیعت لینے کا موقعہ ہاتھ آیا خنابہ کی عمر ایک سو چالیس (۱۴۰) سال ہو چکی تھی۔ امیر معاویہ نے ان سے فرمایا: خنابہ! آج تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا:

”امیر المؤمنین! میرے اوپر کاٹنے والی زبان ہے اگر میں اسے ہلاؤں، میری بنیاد کمزور پڑ گئی اور میرا دل مضبوط ہے۔ میں اتنا بوڑھا ہوا کہ زمانے (کے تغیرات) نے میری طاقت و قوت چھین لی، اب صرف اتنی مقدار میں بولنا رہ گیا ہے وہ بھی تیزی سے نہیں بولا جاتا۔“

عطاء فرماتے ہیں، مندرجہ ذیل اشعار کے قائل بھی وہی ہیں:

”میں ایسا نہیں کہ اگر تم دونوں مجھے روکو اور چھوٹے نوجوان کا عہد لو کہ میں دھوکے میں آ جاؤں۔ میں نے نوے سال کے نشانات جمع کیے ہیں اور پچاس اوپر ہو گئے یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے: تم تو سب کاموں سے فارغ ہو۔“

۲۳۳۴ خنافر بن توأم الحمیری

حمیر کے کاہن، نجومی تھے بعد میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ علامات نبوت کے متعلق ان کی ایک بہترین روایت ہے جس کی سند میں کلام ہے ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔*

میں کہتا ہوں: ازدی نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے ان کی روایت کی سند ضعیف ہے۔ میں نے ان کی روایت ابن درید کی کتاب اخبار منشورہ میں دیکھی ہے کہ مجھے میرے چچا نے بواسطہ اپنے والد وہ ابن کلیبی وہ بواسطہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ خنافر بن توأم کاہن تھے۔ ذیل ڈول مال والے اور بے قابو تھے جب یمنی وفود نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا ظہور ہو گیا تو انہوں نے مراد کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور اپنا مال و اسباب اہل و عیال لے کر ”شحر“ سے جا ملے۔ جہاں جودان بن یحییٰ قرضمی سے معاہدہ کر لیا وہ مضبوط سردار تھا۔ یہ ایک سرسبز وادی میں فروکش ہوئے۔ انہوں نے جاہلیت میں کئی چیزیں دیکھیں جو اسلام میں نظر نہیں آئیں۔ فرماتے ہیں: ایک رات میں اس وادی میں تھا کہ عقاب کی طرح مجھ پر کوئی چیز اتری۔ مجھ سے کہنے لگی: خنافر میں نے کہا: ہاں شعرا! اس نے کہا: سنو تو کہوں، میں نے کہا: کہو میں سن رہا ہوں، کہا: اسے یاد رکھنا فائدہ اٹھاؤ گے۔ ہر مدت والی چیز کی انتہا ہے۔ اور جس کی

* اسد الغابۃ (۱۴۸۴) استیعاب (۶۹۴) * استیعاب (۴۳/۲)

ابتداء ہے اس کی انتہاء ہے، میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ ہر حکومت کا ایک وقت ہے پھر اس میں تبدیلی ظاہر ہوگی، شہد کی مکھی نے ڈنک چبھادیا ہے، تمام ملتیں اپنے حقائق تک پلٹ گئیں ہیں شام میں، آل عزام کے کچھ لوگوں سے مانوس ہوا، حکام کو مضبوط کرتے ہوئے۔ وہ ایسا روشن کلام کرتے جو نہ شعر ہے اور نہ بتکلف وزن ہے۔ میں نے کان لگایا اور ڈانٹ دیا اور پلٹ کر ان کے نقش قدم پر چل پڑا، میں نے پوچھا: تم آہستہ آہستہ نکال رہے ہو اور کس کا قصد کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے: ایک بہت بڑا خطاب جو زبردست بادشاہ کی جانب سے ہے۔ شعرا! سب سے سچی بات سن اور واضح راستہ کو اختیار کر تو جہنم کی تپش سے نجات پالے گا۔ میں نے کہا: یہ کیا کلام ہے؟ انہوں نے کہا: کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا، جسے مضر کے رسول نے جن کا تعلق مٹی کے گھروں والے سے ہے پیش کیا ہے وہ مبعوث ہو کر ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان کی بات بادل لیل ہے اور وہ ایسا صاف رستہ چلے جس کے نشان مٹ چکے تھے ان کے کلام میں عبرت حاصل کرنے والے کے لیے بڑی نصیحتیں ہیں۔ میں نے پوچھا: بڑی آیات کو مبعوث کر کے کون بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: سب انسانوں سے بہتر احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اگر تم ایمان لے آؤ تمہیں کئی بشارتیں ملیں گی۔ اور اگر مخالفت کی تو جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ پھر خنافر میں ایمان لے آیا۔ اور جلدی سے تمہارے پاس آ گیا۔ لہذا تم ہر نجس ناپاک کافر سے دور رہنا، اور ہر پاک مومن کے ساتھ چلنا۔ ورنہ وہی جدائی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اہل و عیال کو سوار کیا، اونٹوں کو ان کے مالکوں کے حوالہ کرنے کے لیے ادھر ہانک دیا اور پھر (یمین کے شہر) صنعاء معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ اور اسلام پر ان سے بیعت کی۔ انہوں نے مجھے قرآن پاک کی چند سورتیں سکھائیں، اسی کے متعلق میں کہتا ہوں: ع

”کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کا دوبارہ فضل ہوا کہ خنافر کو آگ کی لپیٹ سے نکال لیا۔ شعرا نے مجھے جس بات کی طرف بلایا میں اگر اسے چھوڑ دیتا تو جہنم کے دکھتے انگاروں میں ڈال دیا جاتا۔“

باب خاء کے بعد واو

۲۳۳۵ خویلد بن خالد

بن محرت۔ بنی مازن بن معاویہ کے ایک فرد۔ ابن تمیم بن عمرو بن سعد بن ہذیل ابو ذؤیب الہذلی اپنی کنیت سے مشہور ہیں کنتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۳۳۶ خویلد بن ربیعۃ عقیلی

ابو حرب، وشمہ نے رذہ میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے اپنی قوم بنی عامر سے خطاب کیا اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کا کہا، وہ بنی عامر کے شہسوار تھے ان کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں۔
”آج تو تم لوگ مجھے کفر پر جے نظر آ رہے لیکن دیکھنا کل تم لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لشکر کی لوٹ کا سامان بنو گے۔ بنی عامر! آج اگر تم نے خالد سے بچ نکلو گے تو کل زمانہ کے میدان میں تمہیں آ پکڑے گا۔“

۲۳۳۷ (ن) خویلد بن مرّة الہذلی

ابو خراش، مشہور شاعر اور گھڑ سوار، بقول مرزبانی: انہوں نے بڑھاپے کے عالم میں اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے پاس آئے۔ اسلام قبول کر چکے تو ان کے ساتھ ان کے کئی ایک واقعات ہیں۔ ان کے بھائی عروہ کو قتل کر دیا گیا تھا جسے ازد کے ثمالہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان کے بیٹے خراش کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جس نے اسے قید کیا تھا اس نے کسی شخص کو مل بیٹھ کر شراب پینے کے لیے بلایا، اس نے خراش کو بیڑیوں میں جکڑے دیکھا تو اس پر اپنی چادر ڈال کر اپنی پناہ میں لے لیا۔ جب اسے آزاد کر دیا تو وہ اپنے والد کے پاس آگئے۔ انہوں نے پوچھا: تمہیں کس نے پناہ دی تھی؟ وہ بولے اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

ابوالفرج اصہبانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ فصحاء میں سے ایک تھے اسلام و جاہلیت کا دور پایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ پھر بطریق اصمعی روایت کی ہے کہ ابوخرش ہذلی دور جاہلیت میں مکہ آئے اس وقت ولید بن مغیرہ کے دو گھوڑے تھے جنہیں وہ گھوڑ دوڑ میں دوڑانا چاہتا تھا۔ تو انہوں نے اس سے کہا: اگر میں تمہارے دونوں گھوڑوں سے دوڑنے میں آگے نکل جاؤں تو مجھے کیا دوگے؟ اس نے کہا یہ دونوں گھوڑے۔ چنانچہ وہ ان سے آگے نکل گئے۔ ابوالفرج نے ان کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو انہوں نے اس موقع پر کہے تھے۔ جب خالد بن ولید نے عزی کا مجسمہ ڈھایا تھا جس میں وہ روتے ہیں اور اس کے مجاور دُبیہ سلمیٰ کا مرثیہ کہتے ہیں۔ ان کے وہ اشعار بھی درج کیے ہیں جو انہوں نے زہیر بن عجوہ کے فتح مکہ کے روز بقول بعض حنین کے روز قتل کے موقع پر مرثیہ میں کہے تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار کے فائل بھی وہی ہیں جب جاہلیت میں ان کا بھائی عروہ قتل ہوا اور خراش جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے دشمنوں سے بچ نکلا تھا۔

”عروہ کے بعد خراش کے نجات پانے پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ ہوتا یوں ہے کہ بعض مصیبتیں ایک دوسرے سے کم درج کی ہوتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے اس پر چادر ڈال کر اسے بچا لیا حالانکہ تلوار نیام سے باہر ہو چکی تھی۔“

مرد نے ”کامل“ میں قصہ نقل کیا ہے اس کا خلاصہ ابوالفرج نے ذکر کیا۔ بقول بعض: ابوخرش کے علاوہ کوئی ایسا شخص مشہور نہیں جس نے کسی نامعلوم شخص کی تعریف کی ہو۔ ابن کلبی اور اصمعی وغیرہ حضرات فرماتے ہیں: یمن کے چند افراد جو حج کر کے آ رہے تھے ابوخرش کے ہاں سے گزرے اس وقت ابوخرش اسلام لا چکے تھے اور اسلام بھی سنور گیا تھا یہ لوگ ان کے پاس فروکش ہو گئے۔ ابوخرش نے کہا: میرے پاس کل سے پانی نہیں ہے۔ البتہ یہ ہنڈیا، بکری اور مشکیزہ ہے آپ لوگ گھاٹ پر جاؤ کچھ ہی فاصلے پر ہے، بکری کا گوشت پکا لینا، ہنڈیا اور مشکیزہ پانی کے پاس چھوڑ جانا ہم لوگ لے لیں گے۔ انہوں نے سستی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے: ہم ادھر ہی ٹھہریں گے۔ (ضیافت و خدمت کرنا عربوں کے لئے عار ہوتی ہے) ابوخرش مشکیزہ اٹھائے گھاٹ کی طرف رات میں ہی چل نکلے، پانی بھرا اور واپس پلٹے انہیں راستہ میں سانپ نے ڈس لیا بھاگتے ہوئے واپس آئے۔ مہمانوں کو پانی پہنچایا اور انہیں یہ نہیں بتایا کہ مجھ پر کیا ہتی ہے وہ رات بھر کھانے میں مشغول رہے، صبح ہوئی تو دیکھا وہ موت کی کشمکش میں ہیں۔ چنانچہ دفن تک ادھر ہی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے واقعہ کا علم ہوا تو فرمانے لگے: اگر ضیافت سخت نہ ہوتی تو اللہ کی قسم! میں یہ حکم جاری کر دیتا کہ کسی یمنی کی مہمان نوازی نہ کی جائے۔ پھر اپنے گورنر کو لکھا کہ جو لوگ ان کے پاس ٹھہرے تھے ان سے ابوخرش کی دیت بطور تادان لے۔ مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے اپنے بھائی عروہ کے مرثیہ میں کہے ہیں۔

”تو کہتا ہے: عروہ کے بعد مجھے وہ غافل نظر آتا ہے جس مصیبت کا تجھے علم ہو واقعی وہ بڑی مصیبت تھی تو یہ نہ سمجھ کہ میں اس کا زمانہ بھول گیا ہوں۔ امیم اصل میں بات یہ ہے کہ میرا صبر ہی بہتر ہے۔“

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۳۸ خیار بن اوفیٰ یا ابن ابی اوفیٰ النهدی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا، ”مجالستہ“ میں دینوری نے بطریق نصر، عمر بن حسن سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابی اوفیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت وہ انتہائی عمر رسیدہ ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ نے ان سے فرمایا: زمانے نے تمہیں تبدیل کر دیا ہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ ابن ابی الدنیا، بواسطہ عباس بن یکار بحوالہ عیسیٰ بن یزید روایت کرتے ہیں کہ خیار بن اوفیٰ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: زمانہ نے تم سے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: میرا لٹھ گرا دیا اور میرے دشمنوں کو جرأت مند کر دیا۔ اور وہ اشعار نقل کیے جو شراب نوشی سے ڈانٹ کے متعلق انہوں نے کہے تھے۔

۲۳۳۹ خیار بن مرثد تجیبی نعم الأبدوی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا، بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان کے رئیس تھے۔

قسم رابع باب خاء کے بعد الف

۲۳۵۰ خارجه بن جبلة

ابن حبان اور کئی ایک حضرات نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اصل میں یہ وہم ہے جو لفظی غلطی اور تبدیلی سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات بطریق شریک ابواسحاق سے بواسطہ فروہ بن نوفل بحوالہ خارجه بن جبلة روایت کرتے ہیں جو ”قل هو اللہ احد“ کی قراءت کے بارے میں ہے۔ یہی قول بشر بن ولید کا بحوالہ شریک منقول ہے۔ ادھر سعید بن سلیمان بحوالہ شریک جبلة بن خارجه سے روایت کرتے ہیں جو درست ہے۔ ابواسحاق کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ باوردی فرماتے ہیں: مجھے خدشہ ہے کہ اس میں شریک سے غلطی ہوئی جب انہوں نے یہ روایت بشر سے بیان کی یا بشر نے شریک سے غلط سنا ہے۔

۲۳۵۱ خارجه بن زید خزرچی

جنہوں نے موت کے بعد گفتگو کی تھی۔ ابو نعیم نے ان کا یہی نام لیا ہے، جو ان سے تبدیل ہو گیا۔ درست نام زید بن خارجه ہے، زاء میں تذکرہ ہوگا۔

اسد الغابہ (۱۳۲۵) استیعاب (۶۱۳) الثقات (۱۱۱/۳) سورة الاخلاص (آیت ۱)

۲۳۵۲ خارجه بن منذر

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے، درست خارجه بن عبدالمزدر پہلے بھی گزر چکا ہے۔

۲۳۵۳ خارجه بن نعمان

ابوموسیٰ نے بحوالہ علی بن سعید العسکری ان کا تذکرہ کیا ہے، جو غلط ہے۔ اصل میں یہ لفظی غلطی اور کچھ الفاظ رہ جانے کی وجہ سے یہ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ درست یوں ہے، ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان، اس میں وہم محمد بن حبیب کو ہوا جو عسکری کے شیخ اور استاذ ہیں۔ چنانچہ بطریق شعبہ بواسطہ حبیب بن عبد الرحمن، معن بن عبد اللہ یا عبد اللہ بن معن سے بحوالہ خارجه بن نعمان روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک تھا۔* (حدیث) یہی مشہور روایت ہے جو شعبہ سے بحوالہ حبیب، عبد اللہ بن محمد بن معن، ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان مروی ہے۔ مذکورہ حدیث مسلم اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ ادھر ذہبی مرحوم کو وہم ہو گیا، انہوں نے وہاں حدیث حارثہ کی ذکر کر دی حالانکہ ایسا تو نہیں حدیث ان کی بیٹی کی ہے۔

۲۳۵۴ خالد بن أسيد بن أبي المغلس

عبدان نے ان کا ذکر تو کیا لیکن غلط لکھ دیا، درست ابن ابی العیص ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۳۵۵ خالد بن أيمن المَعافري

تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، جس کی بنا پر ابن عبد البر نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور ابن ابی حاتم کی تردید کی کہ انہوں نے ان کا تذکرہ کیوں کیا۔ ان پر تکبیر کی گنجائش نہیں اس واسطے کہ انہوں نے ان کی وضاحت کر دی ہے کہ خالد بن ایمن فرماتے ہیں کہ ”اطراف کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے آپ نے انہیں دن میں دو بار نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔“ ان سے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق عمرو بن شعیب یہ روایت لکھی ہے۔ اس کے آخر میں لکھتے ہیں: میں نے سعید بن المسیب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔

ابو عمر فرماتے ہیں: یہ صحابہ میں مشہور نہیں، اور نہ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہے (یعنی ابن ابی حاتم کے علاوہ) یہ روایت بواسطہ عمرو بن شعیب، بحوالہ سلیمان بن یسار، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مشہور ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۵۶ خالد بن سعد

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی اور چند لفظ رہ جانے کا نتیجہ ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: یحییٰ بن حکیم، بواسطہ کی،

* اسد الغابہ (۱۳۳۹) تجرید (۱۴۸/۱) * جامع المسانید (۱۲/۴) * اسد الغابہ (۱۳۴۷) استیعاب (۶۴۴)
* الجرح والتعديل (۳۲۰/۳) * التاريخ الكبير (۱۳۹/۲) * استیعاب (۲۰/۲) * التاريخ الكبير (۱۴۰/۱)
* اسد الغابہ (۱۳۶۵) استیعاب (۶۲۵)

ہاشم سے وہ عامر سے وہ خالد بن سعد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں“ (حدیث) فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں یہ حدیث بحوالہ مکی بن ابراہیم بحوالہ ہاشم نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں: عامر بن سعد بحوالہ ان کے والد، اس میں خالد کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن یہ روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے کئی طرق سے بحوالہ ہاشم بن ہاشم نقل کی ہے۔

۲۳۵۷ خالد بن سنان عبسی

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں نہ شرف صحابیت ہے اور نہ دور نبوت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے ان کا تذکرہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک قوم نے اپنے نبی کو ضائع کر دیا“۔ ان کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میں نے انہیں ”قل هو اللہ احد“ پڑھتے سنا، میرے والد بھی یہ الفاظ پڑھتے تھے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہیں ان کے صحابی نہ ہونے کا اعتراف بھی ہے، لیکن پھر بھی ان کا ذکر کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر ایسا ہوتا کہ جس کا نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے وہ صحابی ہے تو پھر ہمیں ایک جم غفیر کا استدراک میں ذکر کرنا پڑے گا۔ ابن کلبی نے انہی خالد کا نسب بیان کرتے فرمایا ہے: خالد بن سنان بن غیث بن مریطہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی۔ مسعودی نے ”مروج الذهب“ میں بطریق سعید بن کثیر بن عفیر مصری، بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا انہوں نے عکرمہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے سابقہ دور میں عنقاء نامی ایک پرندہ پیدا فرمایا تھا جس کی نسل حجاز کے علاقوں میں بڑی تیزی سے پھیلی وہ بچے اچک لے جاتا تھا جس کی شکایت لوگوں نے خالد بن سنان سے کی وہ بنی عبس کے نبی ہو گزرے ہیں، جن کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ انہوں نے اس پرندے کے خلاف بددعا کی جس سے اس کی نسل مٹ گئی، اب صرف قالین وغیرہ پر اس کی تصویر ہی پائی جاتی ہے“۔

خالد بن سنان نبی، حضرت محمد ﷺ کی خوشخبری دینے کے لیے مبعوث ہوئے تھے جب ان کی وفات کا وقت ہوا فرمانے لگے: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے ان ریت کے تودوں میں سے کسی تودے میں دفنا دینا، پھر پہلی روایت سے ملتی جلتی حدیث نقل کی۔ اسی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی بیٹی انتہائی عمر رسیدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ اس سے بڑے اکرام و اعزاز سے ملے اور فرمانے لگے: ”اس نبی کی بیٹی کو مرحبا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا“۔ پھر وہ اسلام لے آئیں۔ اسی کے متعلق بنی عبس کا ایک شاعر کہتا ہے پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ اس سلسلہ میں ایک صحیح ترین مرسل روایت مجھے ملی ہے جو میں نے ابوالمعالی الازہری کے سامنے بواسطہ زینب بنت احمد مقدسیہ بحوالہ ابراہیم بن محمود پڑھی ہے، فرمایا: انہوں نے خدیجہ بنت نہروانی کے سامنے پڑھی اور ہم لوگ بواسطہ حسین بن احمد بن طلحہ سن رہے تھے ہمیں ابوالحسین بن بشران نے امالی عبدالرزاق کے چوتھے حصے کے

* بخاری کتاب الاطعمہ باب العجوة (۵۴۴۵) مسلم کتاب الاشرہ باب فضل تمر المدینہ (۵۳۰۷)

ابوداؤد کتاب الطب باب فی تمرة العجوة (۳۸۷۶) مسند احمد (۱۸۱/۱)

* اسد الغابہ (۱۳۶۷) زاد المسیر (۲۳۰/۲) الطبقات الکبریٰ (۴۲/۲/۱) البدایہ والنہایہ (۲۷۱/۲)

* سورة الاخلاص (۱) * اسد الغابہ (۸۹/۲) * کنز العمال (۳۵۲۹۶) جمع الجوامع (۴۸۲۵) * کنز العمال (۳۴۴۲۹)

جزء ثانی میں بواسطہ اسماعیل صفارین کر بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں املاء کراتے بتایا، سفیان نے ہمیں بواسطہ سالم افسس، بحوالہ سعید بن جبیر بتایا ہے کہ خالد بن سنان عسی کی بیٹی نبی ﷺ کے ہاں آئی تھی، تو آپ نے فرمایا: ”اس نبی کی بیٹی کو خوش آمدید جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا“۔ اس سند کے رجال ثقات ہیں صرف یہ روایت مرسل ہے۔

فضل بن موسیٰ شیبانی فرماتے ہیں: میں حمزہ سکری کے پاس گیا اور ان سے یہ روایت بحوالہ کلبی بیان کی تو وہ فرمانے لگے: ”استغفر اللہ! استغفر اللہ! یہی روایت حاکم نے ”تاریخ نیشاپور“ میں لکھی ہے۔ اسی کو ابو محمد بن زید نے بواسطہ خضر بن ابان بواسطہ عمرو بن محمد، سفیان ثوری، بحوالہ سالم اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن شنی نے کتاب ”الار جاء والجماع“ میں ذکر کیا ہے کہ خالد بن سنان بنی مخزوم بن مالک عسی کے ایک فرد تھے۔ بنی اسماعیل میں ان کے علاوہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبی نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے ہی حرہ کی آگ (جو لاوا کی شکل میں تھی) بجھائی تھی۔ حرہ بنی عیس کے علاقہ میں تھا جس کی آگ حاصل کی جاتی تھی وہ آگ تین دن کی مسافت سے نظر آتی تھی۔ بعض دفعہ اس کا شعلہ نمودار ہوتا اور اس سے آگ بھڑک اٹھتی تھی اس کی راہ میں جو چیز حائل ہوتی اسے بھسم کر دیتی تھی۔ دن کے وقت وہ جوش دار دھواں لگتی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن سنان عسی کو مبعوث فرمایا انہوں نے اس کے لیے ایک سرنگ کھودی اور اسے اس میں ڈال دیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے پھر وہ خود اس میں اترے اور آگ کو غائب کر دیا۔ کچھ لوگ کہنے لگے: وہ شخص بھی ہلاک ہو گیا ہے تو خالد بن سنان پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمانے لگے: ”بھیڑیں چرا بنے والی کا بیٹا جھوٹ بولتا ہے۔ (اے آگ!) لوٹ جا! ہر چیز جو پہنچائی جاتی تھی ظاہر ہو گئی۔ میرا جسم تیرے پھر بھی میں ضرور اس سے باہر نکل آؤں گا“۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: ”میری وفات کے تین دن بعد میری قبر کھودنا، تمہیں میری قبر کے ارد گرد ایک اونٹوں کا قافلہ گردش کرتے دکھائی دے گا۔ جب یہ کیفیت تمہیں نظر آئے تو اس وقت میں تمہیں قیامت تک ہونے والی ہر بات سے آگاہ کر دوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ جب انہیں قافلہ نظر آیا تو ان کی نعش نکالنے لگے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن خالد بن سنان کہنے لگا: ایسا نہ کرو ورنہ مجھے ہمیشہ یہ طعنہ دیا جاتا رہے گا کہ تمہارے باپ کی نعش نکالی گئی تھی۔ چنانچہ ان کے دو گروہ بن گئے۔ خیر انہوں نے آپ (کی نعش) کو چھوڑ دیا۔

ان کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی اور اس پر انہیں بٹھا کر فرمایا: ”ایک نبی کی بیٹی جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا“۔ ”شفا“ میں قاضی عیاض لکھتے ہیں: ”وہ انبیاء جن کے نبی ہونے میں اختلاف ہے ان میں مذکورہ خالد بن سنان ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کنویں والوں کے نبی تھے“۔

حاکم، ابویعلیٰ اور طبرانی نے بطریق معلیٰ بن مہدی، ابو عوانہ سے بواسطہ ابویونس انہوں نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ بنی عیس کے خالد بن سنان نامی شخص نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہاری مصیبت والی آگ بجھاتا ہوں۔ تو ان کی قوم کے عمارہ بن زیاد نامی شخص کہنے لگے: اللہ کی قسم! خالد نے جب بھی ہم سے کوئی بات کی تو حق کی، لیکن اس کا تم سے کیا ہو سکے گا کہ تم کہہ رہے ہو کہ اسے بجھاؤ گے۔ انہوں نے فرمایا: چنانچہ عمارہ اپنی قوم کے تیس آدمیوں سمیت خالد کے ساتھ چل نکلے اور چلتے چلتے آگ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ پہاڑ کے حرہ والے شکاف سے نکل رہی تھی جس کا نام حرہ اشع تھا۔ خالد نے ان لوگوں کے لیے ایک دائرہ کھینچا جس میں انہیں بٹھا دیا۔ اور ان سے کہہ دیا کہ اگر مجھے آنے میں دیر ہو جائے تو میرا نام لے کر مجھے آواز نہ دینا۔ فرماتے

ہیں: وہ آگ ایسی لگ رہی تھی جیسے دکھتا ہوا پہاڑ جو لپٹ پہ لپٹ نکل رہی تھی، خالد نے اس کا سامنا کیا اور اپنی لاشی سے اسے مارا یہاں تک کہ اس کے ساتھ پہاڑی شکاف میں داخل ہو گئے۔ اور کہتے جاتے تھے: دور ہو جا! دور ہو جا! دور ہو جا! ہر قسم پوری کی جائے گی۔ بکریاں چرانے والی کا بیٹا سمجھتا ہے میں اس میں سے باہر نہیں آؤں گا جبکہ میرے کپڑے شرابور ہیں۔ کافی دیر ہو گئی تو عمارہ بن زید نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تمہارا ساتھی زندہ ہوتا تو اس آگ سے باہر نکل آتا۔ وہ کہنے لگے: انہوں نے ہمیں اپنے نام سے پکار کر بلانے سے منع کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اُن کے نام سے انہیں بلایا تو وہ باہر آئے (لیکن صورتحال یہ تھی) انہوں نے اپنا سر اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ فرمانے لگے: میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ میرے نام سے مجھے نہ بلانا۔ اللہ کی قسم! تم لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے دفن کر دینا، بعد میں جب تمہارے پاس سے گدھوں کا ریوڑ گزرے تو میری لاش نکال لینا اس وقت تم مجھے زندہ پاؤ گے تو جو کچھ مجھ پر بیتی اس سے میں تمہیں خبردار کروں گا۔

چنانچہ انہوں نے انہیں دفن کر دیا، پھر ان کے پاس سے گدھوں کا گزر ہوا جن میں ایک دُم کٹا گدھا بھی تھا، وہ لوگ کہنے لگے: اب ان کی لاش نکال لو! کیونکہ انہوں نے ہمیں لاش نکالنے کا حکم دیا تھا۔ جس پر عمارہ بن زیاد نے کہا: مضر یہ کہتے پھریں گے کہ ہم اپنے مردے نکالتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہیں کبھی نہ نکالنا۔ خالد نے انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ ان کی اہلیہ کے پاس دو تختیاں ہیں، جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ان میں دیکھ لیں۔ لیکن کوئی حاضہ عورت اسے نہ چھوئے۔ جب یہ لوگ واپس آئے ان کی بیوی سے ان تختیوں کے متعلق پوچھا، وہ نکال لائیں۔ لیکن (بد قسمی سے) وہ ایام میں تھیں، چنانچہ وہ بھی صاف ہو گئیں، ان میں کوئی بھی علم کی بات نہیں رہی۔

ابو یونس نے لکھا کہ سماک بن حرب کا قول ہے کہ نبی ﷺ سے ان کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ”وہ ایسا نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا۔“ * ان کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں آئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش آمدید میری بیٹی...“ * حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، اس واسطے کہ ابو یونس وہی حاتم بن ابی صغیرہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن معلیٰ بن مہدی کی تضعیف ابو حاتم الرازی نے کی ہے۔ حاکم فرماتے ہیں: میں نے ابو الاصح عبد الملک بن نصر وغیرہ سے سنا کہ وہ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ ان کے درمیان قیروان کے مابین ایک سمندر تھا جو پہاڑ کے درمیان میں تھا جس پر کوئی بھی نہیں چڑھ سکتا تھا، اس کا راستہ سمندر میں سے پہاڑ پر جاتا تھا۔ ان لوگوں نے پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار دیکھا جس میں ایک شخص ہے جس پر سفید اون ہے وہ سفید اون میں ہی پکا باندھے بیٹھا ہے، اس کا سر اس کے ہاتھوں پر ہے، یوں لگتا ہے وہ سویا ہے اس کی کوئی حالت بھی تبدیل نہیں ہوئی، اس علاقہ کی ایک جماعت یہ گواہی دیتی ہے کہ وہ خالد بن سنان ہے۔

میں کہتا ہوں: اس علاقہ والوں کی گواہی ناقابل قبول ہے، کیونکہ بنی عیس کا جبال مغرب سے کیا تعلق ہے؟ اسی روایت کو بزار اور طبرانی نے بطریق قیس بن ربیع بواسطہ سالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذکر سے موصول نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے خالد بن سنان کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”وہ نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے ضائع کر دیا۔“ طبرانی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”دختر خالد، نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ نے اس سے ان کی قوم کے متعلق پوچھا۔“ (حدیث)

قیس اپنے حفظ کی کمی کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ سباع بن زید عیسیٰ کے سوانح میں خالد بن سنان کا ذکر ہوگا۔ ”مروج الذهب“ میں مسعودی نے بطریق محمد بن عمر، علی بن مسلم لیشیٰ بواسطہ مقبری، بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی فرمایا: بنی عبس کے تین افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عرض کرنے لگے کہ ہمارے قراء نے آ کر ہمیں بتایا کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام (قبول) نہیں۔ ہمارے مال مواشی ہیں جن پر ہماری معیشت کا دار و مدار ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے کہ جس نے ہجرت نہ کی اس کا اسلام قبول نہیں تو انہیں بیچ کر ہجرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اگرچہ تم جازان کے پہلے مقام پر ہوئے۔“ * آپ نے ان سے خالد بن سنان کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: ان کی اولاد نہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایسا نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا۔“ * پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خالد بن سنان کی بات بیان کرنے لگے۔

ابن شاہین نے ”صحابہ“ نامی کتاب میں حسین بن محمد سے بواسطہ عائد بن حبیب، بواسطہ اپنے والد، فرماتے ہیں بنی عبس کے مشائخ نے مجھے بحوالہ سباع بن زید رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے، آپ سے خالد بن سنان کا قصہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ ایک نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے ضائع کر دیا تھا۔“

۲۳۵۸- خالد بن سوید

بقول بعض: خلاد بن سوید بھی زیادہ مشہور ہیں۔
میں کہتا ہوں: جس نے خالد لکھا اس سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۲۳۵۹- خالد بن صخر

بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تمیمی، فقیہ محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد کے والد کے دادا۔ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر روایت کی ہے۔ (خالد بن صخر مہاجرین حبشہ سے تھے) وہ اپنے والد سے وہ خالد بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ قباء کی جانب سوار ہوئے۔ پھر حدیث ذکر کی۔ عبدان لکھتے ہیں: مجھے خالد بن صخر کا تذکرہ اس حدیث کے علاوہ کہیں نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: درست یہ ہے کہ حارث بن خالد مہاجرین حبشہ سے ہیں۔ جس کا تذکرہ ہم نے اپنے مقام پر کیا ہے۔ ابن الاثیر * مرحوم لکھتے ہیں: صحابیت اور ہجرت حارث کو حاصل ہے نہ کہ خالد کو۔ حارث کا بیٹا ابراہیم حبشہ میں پیدا ہوا، ان کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے۔

۲۳۶۰- خالد بن طفیل

بن مدرک غفاری۔ بقول ابن مندہ: ابن منبج نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جس میں تردد ہے۔ اور بطریق سفیان بن حمزہ،

* الطبقات الكبرى (۴۲/۲) * البدایہ والنہایہ (۲۷۱/۲) زاد المسیر (۳۲۰/۲) الطبقات (۱۱۱)
* اسد الغابہ (۱۳۷۰) * اسد الغابہ (۶۵۷/۱) * اسد الغابہ (۱۳۷۱)

بواسطہ کثیر بن زید بحوالہ خالد بن طفیل بن مدرک غفاری روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو مکہ بھیجا تا کہ آپ کی صاحبزادی کو وہاں سے لے آئیں۔ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ جب سجدہ اور رکوع فرماتے تو یہ الفاظ پڑھتے میں تیری رضامندی کی تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔“ (حدیث)

میں کہتا ہوں: ابن منیع نے یہ روایت صرف مدرک کے حالات میں درج کی ہے۔ اور ابن مندہ کی تحریر سے اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے خالد کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں۔

۲۳۶۱) خالد بن فضاء

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے، جس کی روایت علی بن سعید عسکری نے بطریق حماد بن زید، بواسطہ ہشام بن حسان، محمد بن سیرین بحوالہ خالد بن فضاء نقل کی ہے۔ فرمایا: کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کس کی قراءت سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کی قراءت سن کر تمہیں احساس ہو جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔“

۲۳۶۲) خالد بن کثیر

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق اپنے والد سے پوچھا تو فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ احمد بن یسار نے انہیں مسند میں شامل کیا ہے۔ فرمانے لگے: وہ تو ابواسحاق وغیرہ سے روایت لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن حبان نے انہیں تبع تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۳) خالد بن اللجلاج

ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ ان کی ایک حسن حدیث ہے جسے ابن عجلان نے بواسطہ زرعم بن ابراہیم بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ صحابہ میں ان کا ہونا مجھے معلوم نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان سے پہلے کسی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ حالانکہ وہ مشہور تابعی ہیں۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ البتہ ان کے والد صحابی ہیں۔ رہے خالد تو ابن سمع نے انہیں چوتھے طبقہ میں اور خلیفہ نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں۔ امام بخاری، ابن ابی خنیسہ اور ابن حبان نے تابعین میں شمار کیا ہے، ابن اسحاق کا قول ہے، مجھے مکحول نے کہا: خالد عمر رسیدہ اور نیک انسان تھے، اسی بات کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

مسلم کتاب الصلاة باب ما يقال في الركوع والسجود (۱۰۹۰) ابوداؤد کتاب الصلاة باب في الدعاء في الركوع والسجود (۸۷۹)

نسائی کتاب الطهارة باب ترك الوضوء من مس الرجل امرأته (۱۶۹) ابن ماجہ کتاب الدعاء باب ما تعود منه رسول الله ﷺ (۳۸۴۱)

اسد الغابہ (۱۳۸۸) تجرید (۱۵۳/۱) المصنف لابن ابی شیبہ (۵۲۲/۲) تاریخ اصفہان (۳۰۳/۱)

الجرح والتعديل (۳۴۸/۳) الثقات (۲۶/۹) اسد الغابہ (۱۳۹۸) استيعاب (۶۴۲)

استيعاب (۲۰/۲) التاريخ الكبير (۱۷۰/۲)

۲۳۶۴ خالد بن یزید* بن معاویہ

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن ابی ہلال بحوالہ علی بن خالد روایت کی ہے کہ ابوامامہ، خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان (امامہ) سے وہ بات پوچھی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ پھر یہ حدیث ذکر کی ”تم میں سے ہر ایک جنت میں داخل ہوگا ماسوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ایسے بھاگ نکلا جو جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ بھاگ جاتا ہے۔“*

میں کہتا ہوں: ان کا گمان ہے کہ ”ان سے“ کی ضمیر خالد کی طرف لوٹ رہی ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ضمیر مشار الیہ یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے، حدیث انہی کی ہے۔ جبکہ خالد کیا اس کے والد کو بھی شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۲۳۶۵ خالد ابونافع خزاعی*

درخت تلے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ پھر ابو عمر نے ان میں اور خالد خزاعی میں جن کا ذکر پہلے ہو گیا فرق کر دیا ہے جو انہیں وہم ہوا، اس پر ابن الاثیر مرحوم نے متنبہ کیا ہے۔*

۲۳۶۶ (ن) خالد الجہنی

”میزان“ میں ذہبی لکھتے ہیں: عبداللہ بن مصعب بن خالد الجہنی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا مرفوع روایت کرتے ہیں۔ ایک خطبہ جس میں منکر الفاظ ہیں اور اس میں جہالت ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے یہ بات ابن قطن سے لی ہے اس واسطے کہ جس حدیث کا میں ذکر کرنے لگا ہوں، انہوں نے ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا: عبداللہ اور ان کے والد اس قسم کی حدیث میں مشہور نہیں۔ انہوں نے خالد سے تعرض نہ کر کے درست کیا۔ اس واسطے کہ حدیث کے بیان میں یہ الفاظ ہیں، میں نے یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی تبوک میں سنا ہے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”شرب تمام گناہوں کو جمع کرنے والی ہے۔“* اسی طرح یہ روایت دارقطنی نے سنن میں بطریق زبیر بن بکار، عبداللہ بن نافع بواسطہ عبداللہ بن مصعب بن خالد بن زید بن خالد الجہنی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے زید بن خالد سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سن کر یاد کی ہے۔ خالد بن زید جن کے مجہول ہونے کا ذہبی نے قصد کیا ہے اس حدیث اور نہ کسی اور میں ان کے سرے سے روایت ہے ہی نہیں۔ اس لیے دارقطنی کے سیاق و بیان کا تقاضا یہ ہے کہ ”عن جدہ“ کی ضمیر مصعب کی طرف لوٹے، اور ان کے دادا زید بن خالد مشہور صحابی ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث حکیم ترمذی (حنفی) نے ”نوادراصول“ میں نقل کی ہے اور اس بات کی صراحت کی ہے کہ وہ خطبہ لمبا ہے۔ پھر اسی طرح بروایت عبداللہ بن نافع اسی سند سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: میں نے یہ خطبہ سن کر یاد کیا ہے۔ پھر انہی الفاظ کی روایت بیان کی۔ لیکن متن میں نبی ﷺ کے اتنے ارشاد پر ”دل میں جو بہترین بات ڈالی جاتی ہے وہ

* اسد الغابہ (۱۴۰۵) * مسند احمد (۲۵۸/۵) مجمع الزوائد کتاب اهل الجنة باب في كثرة من يدخل الجنة (۶۲/۲)

* اسد الغابہ (۱۳۹۶) استيعاب (۶۶۱) تجريد (۱۵۴/۱) * اسد الغابہ (۹۷/۲)

* اتحاف السادة المتقين (۵۴۱/۸) الدر المنثور (۲۲۵/۲) الترهيب والترغيب (۲۵۷/۳)

یقین ہے“ اکتفا کیا ہے۔ ایک دوسری سند سے یہ خطبہ ہمیں ملا ہے۔ دونوں روایتیں ابواحمد عسکری نے ”امثال“ میں اور دیلمی نے ”مسند فردوس“ میں ان کے طریق سے اپنی سند سے جو عبداللہ بن مصعب بن منظور تک ہے بواسطہ حمید بن سیار وہ اپنے والد سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ غزوہ تبوک میں نکلے پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اما بعد! سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے“۔ پھر طویل روایت ذکر کی، اس میں ہے ”سب سے بہترین بات جو دل میں ڈالی جاتی ہے یقین ہے“۔ یہ عبداللہ بن مصعب صاحب عنوان کے علاوہ ہیں وہ بھی اسی نام سے موسوم ہیں۔

باب خاء کے بعد باء

۲۳۶۷ خباب بن قیظی

ان کے متعلق قسم اول میں ذکر ہو چکا ہے۔

۲۳۶۸ خباب بن منذر

بن عمرو بن الجموح انصاری ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور اسے موسیٰ بن عقبہ کی ”بردین“ کی طرف منسوب کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ کھلی لفظی غلطی ہے جبکہ یہ نام تو حباب ہے۔

۲۳۶۹ خبیب بن حارث

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن شاہین ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر متنبہ کیا ہے کہ ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ یہ نام تو جیم سے ہے۔

۲۳۷۰ خبیب

معاذ بن عبداللہ کے دادا ہیں۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے یہ جہنی ہیں۔

باب خاء کے بعد دال

۲۳۷۱ خداش بن حصین

بن اصم یا خراش۔ ابو عمر نے ان میں اور خراش بن بشیر میں فرق کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے سے کہ دونوں ایک ہیں۔ بات یہی ہے۔

❁ اسد الغابہ (۱۴۱۲) ❁ اسد الغابہ (۱۴۱۵) ❁ اسد الغابہ (۱۰۷/۲)

❁ اسد الغابہ (۱۴۲۰) استیعاب (۶۵۴) ❁ اسد الغابہ (۱۱۰/۲)

۲۳۴۲ خدع الانصاری *

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علیٰ العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالفتح ازدی نے خاء میں ذکر کیا ہے، درست جیم کے ساتھ ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد راء

۲۳۴۳ خراش بن جحش

بن عمرو بن عبداللہ بن بجاد مجسی۔ ابن بشکوال نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خط لکھا تو وہ خط انہوں نے پھاڑ دیا تھا۔ میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ پھر بھی اس میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے یہ نام خاء سے ہے یہ ربیع کے والد ہیں جو ربیع کے بھائی ہیں۔

۲۳۴۴ (ن) خراش کلبی سلوی *

اس بارے میں ابو عمر کا وہم پہلے خراش بن امیہ کے سلسلہ میں قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۲۳۴۵ خرشہ شامی *

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے بحوالہ ابو حاتم * ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اور خرشہ بن حارث محاربی اور خرشہ بن فزاری میں فرق کیا ہے۔ پھر ابن عبدالبر نے یہ سمجھا کہ شامی ہی فزاری ہیں جو وہم ہے وہ تو محاربی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۳۴۶ خریم

باوردی نے وہم سے ان میں اور ابن فاتک میں فرق کیا ہے۔ جبکہ دونوں ایک شخص کے نام ہیں۔

۲۳۴۷ (ن) خزامہ بن یعمر لیثی

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ثانی قطعیات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ درست ابو خزامہ ہے جیسا کہ کئیوں میں آ رہا ہے۔

باب خاء کے بعد سین

۲۳۴۸ خسیس کندی *

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان تک اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا:

* اسد الغابہ (۱۴۲۴) * اسد الغابہ (۱۴۳۱) استیعاب (۶۵۲) * اسد الغابہ (۱۴۳۶) استیعاب (۶۶۰)
* العرج والتعدیل (۳۸۹/۳) * اسد الغابہ (۱۴۶۰)

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ لوگ ہمارے ہیں“۔ (حدیث) یہ خسیس کنڈی کی مشہور حدیث ہے جسے استیعاب میں بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے (نام کے) بارے جیم حاء اور خاء سب قول ہیں۔

۲۳۷۹) **خسخاش ازدی** عبدان نے خاء میں ذکر کیا ہے درست حاء پہلے بھی یہ نام گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد طاء

۲۳۸۰) **خطاب بن حارث جمعی** ابن مندہ نے خاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو لفظی غلطی ہے یہ نام حاء سے ہے۔

۲۳۸۱) (ز) **خطیم حدانی** حاء میں گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد لام

۲۳۸۲) (ز) **خلاد بن یزید بن معاویہ**

امام اسحاق نے اپنے مسند میں لکھا ہے ہمیں بقیہ نے بواسطہ مسلم بن زیاد، انہوں نے بحوالہ خلاد بن یزید بن معاویہ نبی ﷺ کی ایک روایت نقل کی ہے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری * اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے۔

۲۳۸۳) **خلف بن عبد یغوث زہری**

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق ابن خثیم، محمد بن اسود بن خلف سے وہ اپنے والدہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن کو اٹھایا اور بوسہ دیا۔ * ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ”وہ اپنے دادا“ یہ وہم ہے، درست سند اس کے بغیر ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی مصنف عبدالرزاق میں ہے ایسا ہی بغوی نے بواسطہ ابن زنجویہ بحوالہ عبدالرزاق نقل کیا ہے۔

باب خاء کے بعد نون

۲۳۸۴) (ز) **خنیس المصری**

باوردی اور عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے جو غلط ہے جس کا سبب کچھ لفظی غلطی اور چند حروف رہ جانا ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات بطریق حماد بن سلمہ، حمید سے وہ بکر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ جنہیں خلید کہا جا تھا وہ مصر کے رہنے والے تھے وہ جنازہ کی صفوں میں عورتوں کو امام کے قریب اور مردوں کو عورت کے پیچھے رکھتے تھے۔ محفوظ سند یوں

* التاريخ الكبير (۱۸۹/۱) * اسد الغابہ (۱۴۷۶) * كشف الخفاء (۴۷۰/۲) * كنز العمال (۴۴۵۱۶)

ہے "حمید سے وہ بکر بن عبداللہ بن مسلمہ بن مخلد سے۔"

۲۳۸۵ (ز) حُنَیْسُ بْنُ الْأَشْعَرِ

طبری نے ذیل میں ان کا ذکر خاء اور نون سے کیا ہے۔ سب نے غلطی کی ہے۔ محققین نے خاء اور باء سے درست کہا ہے جیسا کہ پہلے خاء میں گزر چکا ہے۔

باب خاء کے بعد واو

۲۳۸۶ حُوْطُ أَنْصَارِي

ابن مندہ نے بطریق عبدالحمید انصاری بواسطہ ان کے والد ان کے دادا حُوْط کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ اسلام لائے تو ان کی اہلیہ اسلام لانے سے منکر ہو گئیں۔ ان کا کم سن بچہ آیا آپ ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی ابو مسعود نے بواسطہ عبدالرزاق، سفیان سے بواسطہ عثمان لیثی، عبدالحمید سے منقول ہے یہ عبدالحمید وہی ابن جعفر بن عبداللہ بن حکم بن رافع بن سنان ہیں اور رافع قصہ والے ہیں۔

اسی روایت کو عبدالرزاق نے اپنے "مصنف" میں حُوْط کی اسناد میں کچھ نہیں کہا۔ یہی درست ہے۔ ایسا ہی یزید بن زریج حماد بن زید، عیسیٰ بن یونس اور ابو عاصم وغیرہ نے عبدالحمید سے بواسطہ اپنے والد وہ اپنے دادا رافع سے روایت کرتے ہیں۔

باب خاء کے بعد یاء

۲۳۸۷ خَيْر

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے درست نام "عبدخیر" ہے یہ مختصر می ہیں جیسا کہ آ رہا ہے۔ ابن مندہ پر تعجب ہے کہ جو حدیث انہوں نے اس میں ذکر کی ہے وہ عبدخیر سے درست نقل کی ہے۔



حرفِ دال

قسم اول از حرفِ دال

باب دال کے بعد الف

دارم تمیمی * ۲۳۸۸

اسی طرح ابن عبدالبر * نے لکھا ہے جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں۔ جُرُشِی، اور ان کی حدیث بغیر ان کے نسب کے ذکر نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے ”میری اُمت کے پانچ طبقات ہیں“ * ان کی سند میں ضعف ہے، ان سے ان کے بیٹے اشعث بن دارم روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی سند میں بواسطہ علی بن حجر نقل کی ہے جو اس طرح ہے ”ابراہیم بن مُطَّہر، ابوالسَّخ، اسیر بن دارم، ابواحیجہ“، لیکن انہوں نے ”اشعث بن دارم اپنے والد سے نقل کیا ہے“ فرمایا ہے۔ ایسا ہی اسے ابن مندہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے جو علی بن حجر سے مروی ہے، اسی طرح اسماعیلی نے ”کتاب الصحابہ“ میں بواسطہ حسن بن سفیان سے اسے سند سے نقل کیا ہے متن کے الفاظ یہ ہیں ”میری اُمت کے پانچ طبقات ہیں ہر طبقہ چالیس سال کا ہے“۔ (حدیث) اس کے آخر میں ان کے قول دو سو تک ایک شخص نے اپنے لئے یاد رکھا ہے وہی درست ہے شاید یہ ابو عمر سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔

داؤد * ۲۳۸۹

بقول بعض یہ ابولیلی کا نام ہے کنتیوں میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) داؤد بن سلمہ انصاری * ۲۳۹۰

ان کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم تفسیر میں بطریق ابن اسحاق روایت کرتے ہیں: محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر یا علی سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ یہودی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے اوس و خزرج کے مقابلہ میں محمد ﷺ کی وجہ سے فتح حاصل کرتے تھے، جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ کا انکار کر دیا۔ تو حضرت معاذ بن جبل، بشر بن براء اور داؤد بن سلمہ نے ان سے کہا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ! کیونکہ تم ان کی وجہ سے ہم پر فتح حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر آیت کے شان نزول

* اسد (۱۵۰۵) استیعاب (۶۹۸) * استیعاب (۴۴/۲)

* ابن ماجہ کتاب الفتن باب الايات (۴۰۵۸) کنز العمال (۳۲۴۴۵) (۳۲۴۴۷) البدایہ والنہایہ (۲۸۵/۶)

بارے حدیث ذکر کی۔ میں نے ایک نسخہ میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے، ایک اور نسخہ میں ہے: ان سے معاذ، بشر بن براء اور بنی سلمہ کے بھائی نے کہا، طبری نے بھی اسی سند سے ان کا ذکر کیا ہے، شاید پہلا سلسلہ لفظی غلطی کی بنا پر غلط ہے۔

باب دال کے بعد جیم

(۲۳۹۱) (ن) دجاجہ (جرہ کے والد)

کتاب الزہد میں عبداللہ بن مبارک لکھتے ہیں: سعید بن زید نے ہمیں بحوالہ ایک شخص سے جو دجاجہ تک مسنداً بیان کرتے ہیں وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ فرماتے ہیں: ابو ذر فرمایا کرتے تھے: ”میرا نفس میری سواری ہے اگرچہ مجھے یقین نہیں کہ یہ مجھے پہنچائے گی۔“ ابن صاعد حسین بن حسن مروزی سے کتاب کے راوی ان سے روایت کرتے ہیں کہ جرہ بنت دجاجہ ابو ذر وغیرہ حضرات سے روایت کرتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں (وغیرہ سے) جرہ کے والد مراد ہیں یا کوئی اور؟

باب دال کے بعد حاء

(۲۳۹۲) دحیہ بن خلیفہ

بن فروہ بن فضالہ بن زید بن امری القیس بن خزرج، ابن عامر بن بکر ابن عامر الاکبر بن عوف کلبی۔ مشہور صحابی ہیں۔ سب سے پہلے خندق میں شریک ہوئے۔ بقول بعض اُحد میں شرکت کی، بدر میں شریک نہ ہوئے۔ انہیں حسن صورت کے طور پر ضرب المثل کی شہرت حاصل تھی۔ جبرائیل علیہ السلام انہی کی صورت میں اترتے تھے۔ جو حضرت ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے، نسائی نے صحیح سند سے بواسطہ یحییٰ بن یعمر بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ ”جبرائیل امین دحیہ کلبی کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔“ طبرانی نے حدیث عفیر بن معدان بواسطہ قتادہ حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دحیہ کلبی کی صورت میں آتے تھے۔ دحیہ خوبصورت آدمی تھے۔ عجل نے اپنی تاریخ میں بواسطہ عوانہ بن حکم روایت کی ہے کہ وہ شخص انتہائی خوبصورت تھا جس کی شکل و صورت میں جبرائیل آیا کرتے تھے، ابن قتیبہ ”غریب الحدیث“ میں لکھتے ہیں: ”رہی حدیث ابن عباس کہ دحیہ جب مدینہ آتے تو ہر معصر انہیں دیکھنے کے لیے باہر نکل آتی۔“ معصر سے مراد نوجوان عورت ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے ان کی دو حدیثیں مروی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہمارے پاس ان کی تقریباً چھ احادیث جمع ہیں۔ وہ قیصر کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے۔ جس سے حمص میں ساتویں سال کی ابتداء یا چھٹے سال کے آخر میں ملاقات کی۔ ایک منکر روایت جو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ دحیہ خلافت صدیقی میں اسلام لائے۔ ابن عساکر نے اس پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی سند میں حسین بن عیسیٰ حنفی ہے جو منکر روایت کرنے والے سلیم قاری کا بھائی ہے۔ ترمذی نے حدیث مغیرہ روایت کی ہے کہ ”دحیہ نے رسول

اسد (۱۵۰۷) استیعاب (۷۰۰) المعجم الكبير (۷۵۸/۱) مسند احمد (۱۰۷/۲) الطبقات الكبرى (۱۱۸۴/۴)

اللہ ﷺ کی خدمت میں دو موزے پیش کیے جنہیں آپ ﷺ نے پہن لیا۔ ابوداؤد کی بطریق خالد بن یزید بن معاویہ بحوالہ دحیہ ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں کتان کے کپڑے ہدیتاً پیش ہوئے ان میں ایک کپڑا آپ نے مجھے عطا کیا۔

امام احمد ***** بطریق شععی بحوالہ دحیہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لئے گھوڑی سے گدھے کی جفتی نہ کراؤں جس سے نخر پیدا ہو اور آپ اس پر سوار ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں علم نہیں۔ ابوداؤد اور نسائی میں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ *****

ابن سعد ***** فرماتے ہیں: ہمیں وکع نے بواسطہ ابن عیینہ، ابن ابی نجیح، بحوالہ مجاہد بیان کیا، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ کو ایک مہم پر اکیلے روانہ فرمایا، دحیہ جنگ یرموک میں شرکت کر چکے تھے وہ (کردوس) سواروں کے سپہ سالار تھے۔ دمشق میں فروکش ہوئے، مزہ رہائش رکھی اور خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔ *****

باب وال کے بعد راء

۲۳۹۳ (معاویہ کے والد) درہم

حرف جیم میں جاہمہ بن عباس کے سوانح میں ذکر ہوا ہے۔

۲۳۹۴ (زیاد کے والد) درہم

ابن خزیمہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو نعیم بطریق یحییٰ بن میمون، درہم بن زیاد بن درہم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہندی کا خضاب کیا کرو اس سے تمہاری خوبصورتی، جوانی اور قوت جماع میں اضافہ ہوگا۔“ *****

۲۳۹۵ درید بن شراحیل بن کعب نخعی

گلے سوانح کے بعد آ رہا ہے۔

۲۳۹۶ درید راہب

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اس وفد میں سے ایک تھے جسے نجاشی نے بھیجا تھا جب ان لوگوں نے قرآن سنا تو رو پڑے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”وہ لوگ جب وہ آیات سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) پر نازل ہو رہی ہوتی ہیں تو دیکھے گا ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوتے ہیں۔“ ***** ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

***** مسند احمد (۳۱۲/۴) تیسیر الوصول ج ۲ ص ۱۶۱

***** مجمع الزوائد کتاب اللباس باب ما جاء فی الشیب والخضاب (۸۷۸۴) کنز العمال (۱۷۳۰۴، ۱۷۳۰۶) مسند البزار (۲۹۷۸)

***** سورة المائدہ (۸۳)

(ن) ذرید بن کعب نخعی (۲۳۹۷)

سیف نے ”فتوح“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قادیسیہ میں فتح کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ بات بارہا گزر چکی ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ عنقریب زید بن کعب، ارطاة کے بھائی کا تذکرہ ہوگا۔ شاید یہ لفظ غلطی ہے پھر طبقات ابن سعد میں قدح میں مجھے وہی روایت مل گئی جو ارطاة بن شراحیل بن کعب کے حالات میں گزر چکی ہے اس میں ہے: کہ فتح مکہ کے روز فتح قبیلہ کا جھنڈا ارطاة بن شراحیل کے پاس تھا، وہ قادیسیہ میں بھی شریک ہوئے جس میں شہادت سے سرفراز ہوئے تو جھنڈا ان کے بھائی زید نے تمام لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔

باب دال کے بعد عین

(ن) دعشور بن حارث غطفانی (۲۳۹۸)

ابوسعید نقاش نے ان کا ذکر کیا ہے اور واقدی نے بطریق عبد اللہ بن رافع بن خدیج بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے فرمایا: ہم لوگ غزوہ انمار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب دیہاتیوں کو آپ کی اطلاع ملی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر آپ سے جا ملے۔ قبیلہ غطفان نے دعشور بن حارث سے کہا جو بہادر اور ان کے سردار تھے۔ اب محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہیں اس سے بہترین گھڑی (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کرنے کے لیے کوئی نہیں۔

چنانچہ وہ تیز دھار تلوار لے کر نیچے اترے رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے تھے وہ تلوار لیے آپ کے سرہانے کھڑے ہوئے آپ بیدار ہو گئے، انہوں نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ“ جبرائیل امین نے انہیں پیچھے دھکیلا تو وہ زمین پر گر پڑے آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ انہوں نے کہا: کوئی نہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں وہ ہے، (دعشور) اس کے بعد اسلام لے آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ قصہ یعنی غورث بن حارث کا قصہ ہے جو صحیح میں ہے اور حدیث جابر سے ثابت ہے یا تعدد کا احتمال ہے یا دونوں میں سے ایک لقب ہے اگر شخص کا ایک ہونا ثابت ہو جائے۔

(ن) دَعْمُوص رَمَلِي (۲۳۹۹)

رافع بن عمرو کے سوانح میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) دَعْمُوص قرہ کے والد، (۲۴۰۰)

ان کا تذکرہ ان کے بیٹے قرہ کے حالات میں ہوگا۔

اسد الغابۃ (۱۵۱۲)

مسند احمد (۳۹۰/۳) مستدرک حاکم (۳۹.....۳) فتح الباری (۴۲۶/۷) الطبقات الكبرى (۲۴/۲)

باب د، غ

۲۴۰۱ دَعْفَل * (بروزن جمعفر)

ابن حنظلہ بن زید بن عبدہ بن عبد اللہ بن ربیعہ بن عمرو بن شیبان بن ذہل شیبانی ذہلی عالم نسب۔ بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نوح بن حبیب قومی بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ کے متعلق نامی کتاب میں لکھتے ہیں علم نسب کے ماہر دغفل، ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ بقول بعض: انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ باوردی لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے، حرب فرماتے ہیں! میں نے امام احمد سے پوچھا: کیا دغفل صحابی ہیں؟ فرمایا: میں انہیں (صحابہ میں) نہیں پہچانتا، اثرم بحوالہ امام احمد نقل کرتے ہیں: یہ صحابی کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ نسب کا علم رکھتے تھے کسی نے آپ سے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات والی حدیث روایت کرتے ہیں، حالانکہ وہ پچیس سال کے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اور حدیث علی، کہ نصاریٰ کا روزہ تھا؟ فرماتے ہیں امام احمد نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں۔ ان سے ان دونوں کے علاوہ کسی نے روایت کی ہے۔

جوز جانی لکھتے ہیں: میں نے امام احمد سے پوچھا: کیا دغفل صحابی ہیں؟ فرمایا! مجھے علم نہیں۔ عمرو بن علی نے فرمایا: یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کوئی ارشاد سنا ہو۔ ابن سعد * فرماتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: دغفل کا نبی ﷺ کے زمانہ میں ہونا مشہور نہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ان کا نبی ﷺ سے سماع معروف نہیں۔ حالانکہ وہ نبی ﷺ کے دور میں مرد تھے۔ (یعنی بچہ نہ تھے) ابن ابی خيثمة * کا قول ہے: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا ہے۔ ابن حبان * کہتے ہیں۔ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: انہوں نے ایک مرسل روایت کی ہے ان کا سماع صحیح نہیں، محمد بن سیرین کا قول ہے: وہ عالم تھے لیکن ان پر نسب کا غلبہ تھا۔ ابن ابی خيثمة نے انہی کے طریق سے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین اہل بصرہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن سعد * نے لکھا ہے: ان کے پاس نسب کی روایت اور اس کا علم تھا۔ احمد بن ہارون بردجی نے صحابہ کے اکیلے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔

بغوی نے بطریق ابوہلال، عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دغفل کی طرف پیام بھیجا اور ان سے عربیت، لوگوں کے نسب اور نجوم کے متعلق پوچھا تو وہ ان سے باخبر شخص ثابت ہوئے۔ فرمایا: دغفل! یہ چیزیں تم نے کہاں سے یاد کیں؟ وہ کہنے لگے: میں نے زیادہ پوچھنے والی زبان اور سمجھنے والے دل کے ذریعہ، علم کی مصیبت بھول و فراموشی ہے، فرمایا: جاؤ یزید کو تعلیم دو۔ ”دلائل“ میں بیہتی نے بطریق ابن بن سعید بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ مجھ سے علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو آپ باہر تشریف لے گئے میں اور

* اسد الغابۃ (۱۵۱۳) استیعاب (۷۰۱) * الطبقات الکبریٰ (۱۰۲/۷) * التاريخ الکبیر (۲۵۴/۱)

* الثقات (۱۱۸/۳) * الطبقات الکبریٰ (۱۰۲/۷)

ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم عرب کی مجالس میں پہنچے ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے وہ نسب کا علم رکھتے تھے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ دغفل نے ابوبکر سے دہرائی کی درخواست کی اس وقت دغفل نو عمر لڑکے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو ایک اعرابی سے واسطہ پڑا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

حنبل بن اسحاق کا قول ہے: عفان، معاذ بن سقیر فرمایا: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ دغفل نے کہا: علم کی چند باتیں ہیں۔ اس کے لئے آفت ہے اس کا عیب ہے اور اس کی تنگی ہے۔ اس کی آفت تو یہ ہے کہ تو اس سے محروم رہے اور کسی سے بیان نہ کرے۔ اور اس کا عیب یہ ہے کہ ایسے شخص سے بیان کرو جو نہ اسے محفوظ رکھ سکے اور نہ اس پر عمل کر سکے اور اس کی تنگی اور مشکل یہ ہے کہ تم اس میں جھوٹ سے کام لو۔

ایک قول ہے کہ: دغفل بن حظلہ خوارج سے جنگ میں دو لاپ کے روز ڈوب گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ سن ستر (۷۰) کا واقعہ ہے۔ محمد بن اسحاق ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ ان کا نام حجر تھا اور دغفل ان کا لقب تھا۔

باب دال کے بعد فاء

(ز) دفاہہ داعی (۲۴۰۲)

ثعلبہ بن عبدالرحمن کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے ابن الاثیر نے ذال میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد کاف

ذکین ابن سعید یا سعد خثعمی (۲۴۰۳)

بقول بعض: مزنی۔ ان کی ایک حدیث ہے۔ ابواسحاق سبعمی ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ وہ کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد اور دارقطنی نے ”الزمامت“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خزاعی بن عبدنہم مزنی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

باب دال کے بعد لام

(ز) دلہمس بن جمیل عامری (۲۴۰۴)

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ”امرؤ القیس کے ہاتھ میں جہنمی شعراء کا جھنڈا ہوگا“ اسی روایت کو کوفہ

میں ایک شیخ نے اپنے بیٹے سے نقل کیا ہے جن کا نام صلصال بن صویر دہمس ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

۲۳۰۵ (بے نسبت) دلیمہ

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی عبادت کا وصف ذکر کیا ہے فرماتے ہیں، قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں خراب ہو گئے تھے۔

باب دال کے بعد میم

۲۳۰۶ دھون

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مقوقس کی طرف مصر کے سفر میں رفیق سفر۔ ان کا حضرت مغیرہ کے ساتھ ایک قصہ بھی ہے جس میں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) اپنے رفقاء سفر کو قتل کر کے ان کا سامان قابو کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کیا اور مال سے تعرض نہیں کیا۔ واقدی* نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد ہاء

۲۳۰۷ دھر بن اخرم*

بن مالک اسلمی، نصر کے والد امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے البتہ انہیں روایت کرنے کا موقع نہ ملا۔ ابن الاعرابی نے اپنے ”نوادیر“ میں لکھا ہے: شیبان بن بحر جو بنی یثقبہ کے ایک فرد ہیں صحابی رسول ”دھر“ کے دادا ہیں اور قبیلہ اسلام کے سردار تھے۔ اور بنی سلیم کے ہاں رات کے وقت آنے والے تھے، ان کے اور ان کے درمیان جنگ بھی ہوئی۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

۲۳۰۸ (ز) ڈھین

نقطہ والے حرف ذ میں تذکرہ ہوگا۔

باب دال کے بعد واؤ

۲۳۰۹ (ز) ڈوس*

مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا ایک حدیث میں ذکر آتا ہے جسے محمد بن سلیمان حرانی نے وحشی حرب سے بواسطہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایک تحفہ

* المغازی (۵۹۶) * اسد الغابہ (۱۵۱۸) * اسد الغابہ (۱۵۱۹)

لکھوائی، جب وہ مکہ میں تھے کہ مکہ کی جانب ایک لشکر متوجہ ہے میں نے تمہاری طرف دوس مولائے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ تمہارے سامنے جھنڈا پیش کرے۔ اسی روایت کو صدقہ بن خالد نے وحشی سے نقل کیا ہے لیکن اس میں دوس کا ذکر نہیں کیا۔ ابو نعیم نے لکھا ہے: دوس سے مراد قبیلہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ کے موالی اور غلاموں میں دوس نامی شخص کوئی بھی معروف نہیں۔ میں کہتا ہوں: سیاق سے ابو نعیم کے قول کی تردید ہوتی ہے لیکن سند ضعیف ہے۔

۲۳۱۰ (ز) درید بن زید ساعدی

وٹیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یمامہ کے روز انصار میں سے شہید ہونے والے لوگوں میں شامل ہیں۔

۲۳۱۱ (دومی بن قیس)

از بنی ذہل بن خزرج بن زید اللات کلبی۔ ہشام بن کلبی نے جمہرہ میں نسب قضاہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لیے اس شرط پر جھنڈا باندھ کر دیا کہ بنی کلب کا جو شخص بیعت کرے گا یہ اس کے امیر ہوں گے۔ ابن ماکولا اور رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب دال کے بعد یاء

۲۳۱۲ (دیلیم الحمیری)

دیلیم بن ابی دیلم۔ بقول بعض: دیلم بن فیروز، ایک قول ہے: دیلم بن ہوشع مشہور صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے مشروبات وغیرہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ مصر فروکش ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے روایت لی ہے۔ ابن یونس نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: دیلم بن ہوشع بن سعد بن ابی جناب بن مسعود پھر جیشانی تک ان کا نسب بیان کیا۔ انہیں یمن میں سے نبی ﷺ کے پاس سب سے پہلے آنے کی سعادت حاصل ہے۔ یہ معاذ بن جبل کے پاس سے آئے تھے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان سے ابوالخیر مرثد نے روایت کی ہے۔ پھر فرمایا: دیلم بن ہوشع اصغر جیشانی کی کنیت ابو وہب تھی۔ اسی طرح اہل عراق کے علم حدیث رکھنے والے علماء کہتے ہیں، جو میرے نزدیک غلط ہے۔ حالانکہ ابو وہب جیشانی کا نام تو عبید بن شریحیل ہے، ان کا یہی نام ہمارے شہر کے علماء لیتے ہیں۔

یہ بات انتہائی تحریر میں ہے، بغوی نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابو وہب جیشانی دو ہیں: ایک صحابی ہیں اور دوسرے سے ابن لہیعہ اور ان کے ہم پلہ لوگ روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ بات ابن یونس کے قول کی موافقت کرتی ہے لیکن وہ کنیت کے حوالہ سے، اس واسطے کہ ابن یونس یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ صحابی کی کنیت ابو وہب ہے۔ رہے امام بخاری، ابو حاتم، ابن سعد، ابن حبان اور ابن مندہ تو ان لوگوں کا

اسد الغابہ (۱۵۲۰) * الاکمال (۲۸۵/۷) * اسد الغابہ (۱۵۲۲) استیعاب (۷۰۴)
التاریخ الكبير (۲۴۸/۱) * الجرح والتعديل (۴۳۴/۳) * الثقات (۱۱۸/۳)

کہنا ہے کہ دیلم حمیری فیروز کے بیٹے ہیں۔ ابن سعد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے، انہیں حمیری اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حمیر فروکش ہوئے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دیلم حمیری وہی فیروز دیلمی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: دیلم بن فیروز حمیری، ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں تردد ہے اس واسطے کہ مذکور عبداللہ کو ابن دیلمی بھی کہا جاتا ہے اور دیلمی وہی فیروز ہیں۔ جو ان کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں جن کا تذکرہ حرف فاء میں ہوگا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اشتباہ ہو گیا ہے۔ ان کے اس وہم سے ابو احمد الحاکم نے متنبہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن دیلمی اور دیلمی کا نام فیروز ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نام قلمبند کیا ہے جو ان کے سوانح میں مذکور ہے۔ جو روایت ہم نے ابن یونس کے حوالہ سے بیان کی ہے اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ان سے ان کے دونوں بیٹے ضحاک اور عبداللہ اور ابوالخیر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یمن میں اسود غنسی کذاب کے قتل میں ان کا عظیم کارنامہ ہے، وہ اس (بد بخت) کا سردینہ لائے تھے۔ لیکن جب مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ ابن الاثیر نے ان پر تعاقب کر کے لکھا ہے کہ اسود کے قاتل فیروز دیلمی ہیں وہ دیلم حمیری نہیں۔ بات یہی ہے جو ابن الاثیر نے کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں وہم کا سبب یہ ہے کہ فیروز دیلمی اور دیلم حمیری دونوں نے مشروبات کے بارے میں سوال کیا تھا۔ حدیث دیلمی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی بواسطہ عبداللہ بن دیلمی بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں ہم کہاں سے آئے اور کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف“۔ ہم نے عرض کی: ہمارے انگور ہوتے ہیں، ان کا کیا کریں؟ فرمایا: ان کی کشمش بنا لو۔ لوگوں نے عرض کی: کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی غذا کے بعد بطور نبیذ استعمال کرو اور رات کے کھانے کے بعد پیا کرو اور یہ نبیذ پانی کی پرانی مشک میں بنایا کرو (پانی اور دودھ دوہنے کے) مشکیزوں میں نہ بنایا کرو“۔

اور حدیث دیلمی بھی ابوداؤد نے بطریق ابوالخیر مرثد بحوالہ دیلم حمیری نقل کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ سخت ٹھنڈے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں ہمیں مشقت کے کام کرنے پڑے ہیں۔ اور ہم لوگ اس گیہوں سے بطور طاقت ایک مشروب بناتے ہیں تاکہ ہمیں سردی بھی کم لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سے نشہ آتا ہے؟“ ہم نے عرض کی: ”جی ہاں“۔ فرمایا: ”اس سے بچو!“ (حدیث) رحمۃ اللہ علیہ

یہ دونوں حدیثیں اگرچہ مشروبات سے تعلق رکھنے میں مشترک ہیں (لیکن) یہ دونوں سوال دو مختلف قسموں کے بارے میں ہیں۔ جس شخص نے اسے مختصر بیان کیا اسے وہم ہو گیا اور اس نے اس کی مراد سمجھے بغیر یہ کہہ دیا کہ یہ مشروبات کے متعلق حدیث ہے اسی طرح ابو احمد عسکری کو بھی اس میں خبط ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرسل حدیث روایت کرنے والوں میں دیلم بن ہوش حمیری بھی ہیں۔ اور کہتے ہیں: کسی نے سند میں ان کا نام داخل کر دیا ہے، جو وہم ہے۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو صاحب آئے وہ دیلم بن ہوش ہیں۔ چنانچہ عباس دوری بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں کہ ابو وہب چیشانی کا نام دیلم بن ہوش ہے۔ میں کہتا ہوں: اس سے پہلے ابن یونس کی تردید ایسا گمان رکھنے والے متعلق گزر چکی ہے کہ ابو وہب چیشانی تابعی ہیں جن

نام عبید بن شریحیل ہے نہ کہ دیلیم بن ہوشع، اس واسطے کہ دیلیم بن ہوشع صحابی ہیں ان کی کنیت ابو وہب حیسانی نہیں ہے۔ یوں اشکال دور ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ دیلیم بن ہوشع ہیں نہ کہ دیلیم بن فیروز۔ رہے وہ لوگ جو ان کا نام دیلیم بن ابی دیلیم بتاتے ہیں تو انہیں ان کے والد کا نام معلوم نہیں۔ یوں بیٹے سے کنیت بنالی۔ ابن مندہ ایسا اکثر کرتے ہیں۔ جو تحقیق کی رو سے اختلاف نہیں ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ جنہوں نے گندم سے بنائے جانے والے مشروبات کے متعلق سوال کیا تھا وہ دیلیم بن ہوشع ہیں جن کی حدیث مصری محدثین سے منقول ہے اور جن سے روایت کرنے میں ابوالخیر مرثد مصری منفرد و تنہا ہیں۔ وہی حمیری اور حیسانی ہیں۔ رہے دیلیمی جن سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے اور ان کی حدیث اہل شام سے منقول ہے ان کا نام فیروز ہے اور انہی نے اسود عسی کو قتل کیا تھا، اور ابو وہب حیسانی تابعی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۳۱۳ (ز) دینار بن حیان زبعی

ان سے مروی ہے کہ میرے والد نبی ﷺ کے پاس آئے میں بھی ان کے ساتھ تھا آپ نے میرا نام دینار رکھا اور میرے والد کو غزوہ کے لیے بھیجا تو وہ شہید ہو گئے۔ میں نے ابن اسکن کی کتاب کے حاشیہ میں بقلم ابن عبداللہ ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ استیعاب میں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۳۱۴ (ز) دینار (عدی بن ثابت کے دادا)

ابن معین نے ان کا یہی نام بتایا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مہمات میں ان کے حال کی تفصیل بیان ہوگی۔

۲۳۱۵ دینا حجام

قسم رابع میں تذکرہ ہوگا۔

قسم ثانی از حرف دال

باب دال کے بعد الف

۲۳۱۶ داؤد بن عروہ

بن مسعود ثقفی۔ ان کے والد نبی ﷺ کی حیات کے آخر ایام میں شہید ہوئے۔ داؤد کی والدہ نبی ﷺ کی اہلیہ ام حبیبہ کی بہن تھیں۔ انہی داؤد نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی بیٹی سے شادی بھی کی ہے۔

باب دال کے بعدالف

۲۳۱۷ دا ذویہ الفارسی

یمن میں نبی ﷺ کے گورنر بازام کے خلیفہ تھے۔ جب اسود غنسی کذاب نے خروج کیا اور بازام کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو انہیں قتل کر دیا تو دا ذویہ اور ان کے قبیعیں بھاگ نکلے۔ یہ قصہ مغازی میں مشہور ہے، نقل کرنے والوں میں یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ ہمیں زید بن مبارک وغیرہ، محمد بن حسن صنعانی سے بواسطہ سلیمان بن وہب، انہوں نے نعمان بن یزید کے حوالہ سے بیان کیا کہ اسود غنسی نے خروج کیا، پھر صنعاء یمن پر اس کے قبضہ کا قصہ ذکر کیا کہ وہاں سے اس نے گورنر نبی ﷺ بازام کو قتل کیا تھا اور ان کی اہلیہ مرزبانہ کو اپنے لئے مخصوص کر کے اس سے شادی کر لی۔ لیکن وہ اسے ناپسند کرتی تھی کیونکہ اس نے اس کی قوم کو قتل کیا تھا۔

فرماتے ہیں: اسی اثناء میں مرزبانہ نے دا ذویہ (جو بازام کا خلیفہ تھا) فیروز، خزاد بن بزرج اور جرجست فارسیوں کی طرف پیام بھیجا، ان لوگوں نے اسود کے قتل کا منصوبہ بنایا، حفاظت کے لیے اس کے دروازے پر ہزار آدمی پہرہ دیتے تھے۔ ادھر مرزبانہ اسے شراب پر شراب پلائے جارہی تھی۔ وہ جب بھی اسے کہتا: اس میں کچھ اور ملاؤ تو وہ خالص شراب ہی پلاتی رہی بالآخر شراب کا خزانہ چڑھا اور اٹھ کر بستر میں چلا گیا جو عمدہ ریشم سے بنا تھا۔ دا ذویہ اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب لگانا شروع کر دی جسے پہلے انہوں نے سرکہ ڈال کر تر کیا اور پھر لوہے کے کسی آلہ سے کھدائی کر کے اندر آ گئے۔ پہلے دا ذویہ اور جرجست داخل ہوئے، لیکن اس کی ہیبت کھا کر قتل نہ کر سکے۔ اتنے میں فیروز اور ابن بزرج آ پہنچے، عورت نے اشارہ کیا کہ وہ بستر میں ہے۔ چنانچہ فیروز نے اس کا سر پکڑ کر دیوچا اور گردن توڑ دی۔ خزاد نے خنجر مار کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ پھر اس کا سر جدا کر کے وہاں سے نکل آئے۔ یہی نئے دلائل میں اسی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

ان کے علاوہ لوگوں کا بیان ہے کہ اس کا سر قیس بن کشوح مرادی نے جدا کیا تھا، پھر قیس کو غنسی کے خون کے مطالبہ کا خوف ہوا، ایک دن فیروز اپنے گھوڑے کو پانی پلانے نکلا۔ قیس نے دیکھا کہ دا ذویہ اکیلا ہے وہ انتہائی بوڑھا شخص تھا تو تلوار کے وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی لاش اٹھائی اور اس کی جگہ پہنچا دی۔ جب قیس تک خبر پہنچی تو وہ اپنے گھر نہیں لوٹا۔ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوا، آپ نے قیس سے پچاس قسمیں لیں کہ اس نے دا ذویہ کو قتل نہیں کیا تو اس نے قسمیں کھالیں۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن معدی کرب سے پوچھا: غنسی کو کس نے مارا تھا؟ انہوں نے فرمایا: فیروز نے۔ پوچھا: دا ذویہ کو کس نے قتل کیا تھا؟ فرمایا: قیس نے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تب تو قیس بہت برا آدمی ہوا۔ جشیش دیلمی کے حالات میں حرف ج میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

باب دال کے بعد ثاء

(ز) دثار بن سنان (۲۳۱۸)

بن نمیر بن قاسط، مخضرمی ہیں ان کا تذکرہ حلیمہ شاعر کے حالات میں آتا ہے۔ دثار کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں: ”جب ہم نے شکایت کی تو میری بیوی مجھے کہنے لگی: سردار کرم نواز شخص کی اولاد ہمارا خیال رکھے گی۔ میں نے اس سے کہا: میں بھی دعا کرتا ہوں تو بھی دعا کر، سب سے بہتر آوازیہ ہے کہ دو شخص دعا کرنے والے ہوں۔ جو کوئی مجھ سے پوچھے گا تو میں یہی کہوں گا کہ میں زبرقان کا پڑوسی نمیری ہوں۔“

(ز) دثار بن عبید ابن الابصر (۲۳۱۹)

ان کے والد جاہلیت کے عظیم شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ جو ظہور (شریعت) اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ انہی دثار کے ہاں ایک لڑکا یزید یا بدر نامی پیدا ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے سماک بن حرب روایت لیتے ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد کو دور نبوی نصیب ہوا، اگر چہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

باب دال کے بعد جیم

(ز) دجاجہ بن ربیعہ (۲۳۲۰)

بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب العامری، ثم الجعفری، لبید شاعر کے بھائی۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا عبداللہ کوفہ کے معزز لوگوں میں سے تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم رابع از حرف دال

باب دال کے بعد الف

(ز) داؤد بن عاصم (۲۳۲۱)

بن عروہ بن مسعود ثقفی ابن فتخون نے وہم سے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کر دیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ صحابی ہیں اور نہ انہیں روایت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی طرف جو حدیث منسوب ہے اسے ابن اسحاق نے بواسطہ نوح بن حکیم بحوالہ داؤد جن کی ولادت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اہلیہ نبوی رضی اللہ عنہم کے ہاں ہوئی تھی، نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ام حبیبہ کے ہاں ان کی ولادت سے مراد یہ ہے کہ ان کے والد کی ولادت ان کے ہاں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

باب دال کے بعد راء

۲۳۲۲ درہم

معاویہ کے والد جاہمہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب دال کے بعد عین

۲۳۲۳ دعامہ بن عزیز

بن عمرو بن ربیعہ بن عمران بن حارث سدوسی، قتادہ (مشہور تابعی) کے والد ہیں۔ ایک لفظی غلطی کے پیدا ہونے کی وجہ سے ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن مندہ بطریق محمد بن جامع عطار، عیس بن میمون سے بواسطہ قتادہ بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بخارموس کا جہنم کا حصہ ہے“۔ * شاد کوئی بواسطہ عیس، قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، یہی درست سند ہے ابو نعیم نے اسے نقل کیا ہے۔

باب دال کے بعد فاء

۲۳۲۴ ذفہ بن ایاس

بن عمرو انصاری۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بدری ہیں۔ *
میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ حروف رہ جانے کی بنا پر ہوئی یہ نام تو ذفہ شروع میں واؤ سے ہے۔

باب دال کے بعد لام

۲۳۲۵ دلجہ بن قیس

مشہور تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی کی وجہ سے غلط ہے۔ چنانچہ بطریق مستب بن واضح بواسطہ ابن المبارک، سلیمان تیمی سے بواسطہ ابو تمیمہ بحوالہ دلجہ بن قیس روایت کی ہے کہ مجھے حکم بن عمرو غفاری نے کہا: کیا تمہیں وہ دن ہے جب رسول اللہ ﷺ نے کدو (کے خول) اور تار کول ملے مکے میں مشروب پینے سے منع کیا تھا؟ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں میں اس کا گواہ ہوں۔ * ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت کئی ایک افراد نے ابن المبارک سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ دلجہ۔

* اسد الغابہ (۱۵۱۱) * دلائل النبوة للبیہقی (۲۱۶/۶) مجمع الزوائد (۹۸/۵) کنز العمال (۶۷۴۳) جامع المسانید (۱۴۵/۵)

* اسد الغابہ (۱۵۱۴) استیعاب (۷۰۲) * استیعاب (۴۶/۲) * اسد الغابہ (۱۵۱۶) * جامع المسانید (۱۴۹/۴)

مروی ہے کہ ایک شخص نے حکم سے کہا: یہی درست ہے۔ یہی روایت یحییٰ قطان نے تمہی سے نقل کی تو فرمایا کہ حکم نے ایک شخص سے کہا۔ میں کہتا ہوں: اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بواسطہ ابوعدی بحوالہ تمہی لکھا ہے۔

۲۴۲۶ **ذَلِيمٌ**

ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے بطریق حسن بن سفیان "وحدان" میں اپنی مسند میں بواسطہ ابو الخیر بحوالہ دلیم نامی شخص نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سکر کہ (مکئی کی شراب - مکئی سے بنائے جانے والی شراب) کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا۔ اسی طرح ابن لہیعہ نے بواسطہ یزید بن ابی حبیب ان سے روایت کی ہے۔ ابن اسحاق اور عبد الحمید بن جعفر نے بحوالہ یزید نقل کی تو فرمایا: "ذَلِيمٌ" جو درست ہے۔

باب دال کے بعد ہاء

۲۴۲۷ **(ن) ذُهَيْنٌ**

حرف زائیں زہیر میں ان کے متعلق تنبیہ بیان ہوگی۔

باب دال کے بعد یاء

۲۴۲۸ **دِينَارٌ** (عمرو کے والد)

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے، لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں کی۔ اور نہ یہ ذکر کیا کہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

۲۴۲۹ **(ن) دِينَارِ الْحِجَامِ**

ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابو ظبیہ کا نام ہے جبکہ کئیوں میں میں نے اس بارے ابو ظبیہ کے حالات میں کسی کی تردید بیان کی ہے۔

حرف ذال

قسم اول از حرف ذال

باب ذال کے بعد الف

۲۳۳۰ ذابل بن طفیل *

بن عمرو دوسی۔ دلائل میں بیہوشی نے اور شرف المصطفیٰ میں ابوسعید نے اور ابن مندہ نے بطریق قدامہ بن عقیل غطفانی، جمعہ بنت ذابل بن طفیل بن عمرو بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ان کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے، تو آپ کے پاس خفاف بن نضله بن بحدلہ ثقفی آئے۔ * (حدیث)

باب ذال کے بعد باء

۲۳۳۱ (ن) ذباب *

ابن الحارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشیرہ مذحجی۔ ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی روایت کی ہے کہ حسن بن کثیر، یحییٰ بن ہانی بن عروہ، ابوخیثمہ، عبدالرحمن بن ابی سبرہ فرمایا: سعد العشیرہ کا قرص نامی ایک بت تھا۔ جس کی یہ لوگ تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس کا مجاور ایک ابن وقشہ نامی شخص تھا۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں: مجھ سے ذباب بن حارث نے بیان کیا کہ ابن وقشہ کا ایک جن تھا جو اسے ہونے والی بات بتا دیتا تھا ایک دن وہ اس کے پاس آ کر کچھ بتانے لگا۔ تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: اے ذباب! اے ذباب! انتہائی عجیب بات سنو، محمد کتاب دے کر مبعوث ہوئے۔ وہ مکہ میں دعوت دیتے ہیں لیکن کوئی ان کی بات نہیں مان رہا۔ فرماتے ہیں، میں نے اس سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ مجھے ایسا ہی کہا گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ کے نبی ہونے کی اطلاع ملی، میں تو مسلمان ہو گیا اور بت پر ٹوٹ پڑا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام کا اظہار کیا۔ جس کے متعلق ذباب کہتے ہیں:

”جب رسول اللہ ﷺ ہدایت (کا پیام) لائے تو میں نے آپ ﷺ کا اتباع کر لیا اور قرص کو پیچھے ذلت کے گھر میں چھوڑ آیا ہوں، میں نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ظاہر کر دیا ہے تو جو نبی رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعوت (اسلام) دی میں نے اسے قبول کر لیا۔ ابن مندہ نے دلائل نبوت میں ان کی یہ حدیث اسی سند سے نقل کی ہے۔ اور صحابہ میں انہیں ذکر نہیں کیا تو ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔“

میں کہتا ہوں: اسی روایت کو معانی نے ”بجلیس“ میں بحوالہ ابن درید دوسری سند سے نقل کیا ہے، جس کی سند یوں ہے: مسکن بن سعید، بواسطہ عباس بن ہشام بن کلبی وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، اور بیہقی نے دلائل میں یہ روایت تعلقاً نقل کی ہے۔ ابن سعد نے بواسطہ ابن کلبی انہوں نے بحوالہ اپنے والد سلمہ بن عبد اللہ بن شریک نخعی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ عبد اللہ بن ذباب الانسی جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہیں ثروت و مالداری حاصل تھی۔

۲۲۳۲ (ن) ذباب بن فاتک

بن معاویہ النضی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے سردار، شاعر اور شہسوار تھے۔ پہلے نبی ﷺ کے پاس آئے تو اسلام قبول نہ کیا پھر آپ نے تلاش کے لیے آدمی بھیجا تو بھاگ نکلے، پھر آپ سے امان لینے آ گئے، اس وقت اسلام بھی قبول کر لیا اور آپ کی مدح میں یہ شعر کہا:

”آپ ہی معذ کو اس کے دین کی رہنمائی کرتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہادی ہے اور آپ سے فرمایا: گواہ رہو!“

مرزبانی نے ان کا صرف یہ شعر ذکر کیا ہے جو ان کے علاوہ ساریہ بن زینم کے نام سے مشہور ہے۔ پھر لکھتے ہیں: اس کے مدیہ بصرہ فروکش ہو گئے۔

۲۲۳۳ (ن) ذباب بن معاویہ عکلی

شاعر ہیں، جن کے نبی ﷺ کی مدح میں اشعار ہیں۔ مسودہ میں مجھے ایسا ہی لکھا نظر آیا، تحریر کر لیا جائے شاید یہ پہلے لے ہیں۔

باب ذال کے بعدراء

۲۲۳۴ (ن) ذربن ابی ذر غفاری

حافظ شرف الدین دمیاطی نے ”السیرة النبویہ“ میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی ان اونٹنیوں کے چرواہے تھے جو جنگ میں تھیں۔ جن پر عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر کے اونٹنیاں ہنکا لیں، چرواہے کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو قیدی بنا لیا۔ ابی غزوہ غابہ کا سبب بنا جس میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنا کردار ادا کیا۔ یہ قصہ ابن اسحاق سے مروی ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ کتب میں طوالت سے منقول ہے لیکن کسی نے بھی اس چرواہے کا نام نہیں لیا۔ ابن سعد نے ”طبقات“ میں لکھا ہے کہ ابن ابی ذر غزوہ کی فترت میں شہید ہوئے، شاید وہ یہی ہیں۔

۲۲۳۵ (ن) ذریح (بروزن عظیم)

ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے کہ تفسیر میں لکھا ہے کہ زید الخیل نے کہا: ”اللہ کے نبی! ہمارے دو آدمی ہیں، ایک کا نام ذریح ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وہ آپ سے پوچھتے ہیں، ان کے لیے کیا حلال ہے“ کے نازل ہونے کے بارے میں حدیث ذکر کی۔ میں کہتا ہوں: مجھے یہ روایت ابن درید کی ”اخبار منثورہ“ میں مل گئی ہے۔ فرمایا: مجھے میرے چچا نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے ہشام ابن کلبی سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے طئے کے ایک شخص نے بتایا کہ زید انخیل نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، اللہ کے رسول! ہمارے دو آدمی ہیں ایک کا نام ذرتح اور دوسرے کا ابوحدانہ ہے۔ ان کے پانچ کتے ہیں جو ہرن پکڑتے ہیں۔ آپ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر یہی روایت مجھے تفسیر ابن ابی حاتم میں بطریق عطاء بن دینار، بواسطہ سعید بن جبیر مل گئی، فرماتے ہیں: یہ آیت عدی بن حاتم اور زید انخیل کے بارے میں نازل ہوئی جو قبیلہ طئے کے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور ان دونوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں کے ذریعہ شکار کرتی ہے۔ آل ذرتح کے کتے گائے، گدھوں اور ہرنوں کا شکار کرتے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ذرتح قبیلہ طئے کا وطن ہے کسی مخصوص آدمی کا نام نہیں۔ ممکن ہے وہ صحابی ہوں۔ واللہ اعلم

باب ذال کے بعد راء

۲۳۳۶ ذرع خولانی

کنیت ابوطلحہ تھی، اسی سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

باب ذال کے بعد فاء

۲۳۳۷ ذفافہ راعی

ثعلبہ بن عبد الرحمن کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن الامین اور ابن الاثیر نے حرف ذال میں اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں نے دال میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ذال کے بعد کاف

۲۳۳۸ ذکوان بن عبد قیس

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی، ان کی کنیت ابو السبع تھی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو الاسود نے بیعت عقبہ والوں اور احد کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن المبارک ”الجبہاد“ میں بحوالہ عاصم بن عمرو سہیل بن ابی صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ احد کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا: کون تیار ہے؟ تو بنی زریق کا ذکوان بن عبد قیس نامی شخص جس کی کنیت ابو السبع تھی کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: ”جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو کل جنت کے سبزہ زار پر پاؤں

سورة المائدہ (۴) * اسد الغابہ (۱۵۲۷) تجرید (۱۶۷/۱) * اسد الغابہ (۱۵۲۸) * اسد الغابہ (۱۵۳۱) استیعاب (۷۱۰)

دھرے گا وہ اس شخص کو دیکھ لے۔* واقدی کی روایت ہے کہ جب اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس عتبہ بن ربیعہ سے مکہ میں فیصلہ کرانے گئے، وہاں رسول اللہ ﷺ کا چرچا سنا تو دونوں آپ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو وہ دونوں مشرف باسلام ہو گئے۔ تو مدینہ میں سب سے پہلے وہی دونوں اسلام لے کر آئے۔

اخبار مدینہ میں عمر بن شبہ نے امام مالک تک اپنی سند سے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ذکوان بن عبد قیس سے دو اونٹوں کے عوض بڑسقا (نامی چشمہ) خریدا۔ اور بطریق جابر اسی مفہوم کی روایت ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کے والد نے انہیں وصیت کر رکھی تھی کہ اسے خرید لینا، فرماتے ہیں: لیکن سعد مجھ سے پہلے کر گئے۔

۲۳۳۹ (ز) ذکوان بن عبید

بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ انصاری، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۳۴۰ ذکوان بن یامین*

بن عمیر بن کعب از بنی نضیر، یہودی تھے، بقول بعض اسلام لے آئے۔ ابوعلی جیانی نے ابو عمر کی کتاب میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق* روایت کی ہے کہ ذکوان کی ملاقات ابوہلیٰ اور عبد اللہ بن مغفل سے ہوئی جو دونوں رو رہے تھے۔ پوچھا: آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری مانگنے آئے لیکن آپ کے پاس* سواری دینے کے لئے کوئی جانور نہ تھا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے انہیں ایک پانی لادنے والا اونٹ* دے دیا اور زاہرا بھی مہیا کیا۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے۔ جیانی لکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ اسلام لے آئے تھے کیونکہ جہاد کے لیے صرف مسلمان ہی امداد کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن اس کی تعیین نہیں ہوتی۔ ممکن ہے دشمن کے مقابلہ میں دشمن کی مدد کی ہو۔

۲۳۴۱ ذکوان مولا رسول اللہ ﷺ

ابن حبان* نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔ بغوی اور طبرانی* نے بطریق شریک عطاء بن سائب سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے بنی ہاشم کے لئے کسی چیز کی وصیت کی تو میں ابو جعفر کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے ایک بڑھیا کے پاس بھیجا (وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی) وہ کہنے لگیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے مولا طہمان یا ذکوان نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکوٰۃ وصدقہ نہ میرے لیے حلال ہے اور نہ میرے گھرانے والوں کے لیے۔“

بغوی فرماتے ہیں: شریک سے مروی ہے انہوں نے مہران کہا۔ بقول بعض: میمون، ایک قول: بازام ہے مجھے معلوم نہیں

کون سا درست ہے۔

* شرح السنۃ (۴۶/۵) * اسد القابہ (۱۵۳۲) استیعاب (۷۱۳) تجرید (۱۶۸/۱) * السیرۃ النبویۃ (۱۲۷/۴)

* سواری کا مطالبہ کرنے آئے۔ * پانی لادنے والا، اونٹ بیل یا گدھا۔ * اسد القابہ (۱۵۳۰) استیعاب (۷۱۲) تجرید (۱۶۷/۱)

* الفقات (۲۲۲/۴) * المعجم الکبیر (۴۲۱۷/۴)

میں کہتا ہوں: انہیں ہر مزار کیساں بھی کہا گیا ہے۔ یہی جریر کی عطاء سے روایت ہے، بقول بعض مہران یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ روایت سفیان ثوری کی اس حدیث میں بحوالہ عطاء بن سائب ہے۔

۲۴۲۲ ذکوان مولا بنی امیہ

عبدالرزاق فرماتے ہیں: عمر بن حوشب، اسلمیل بن امیہ، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: ہمارا ذکوان یا طہمان نامی ایک غلام تھا جس کا کچھ حصہ آزاد ہو گیا۔
میں کہتا ہوں: بقول بعض رافع، ان شاء اللہ تعالیٰ تذکرہ ہوگا۔

۲۴۲۳ ذکوان مولا انصار

ابویعلیٰ نے حدیث جابر سے یہ روایت نقل کی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم نے ایک گائے خریدی جو ہم سے بھاگ نکلی، ہمارے ذکوان نامی غلام کے سامنے آئی اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس نے وار کیا تو ڈھیر ہو گئی۔ ہم اسے ذبح نہ کر پائے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا جو جانور وحشی ہو جائے تو انہیں ایسے ہی روک لیا کرو جیسے وحشی جانور کو روکتے ہو۔“ اس کی سند میں حرام بن عثمان ضعیف راوی ہے۔

۲۴۲۴ ذکوان سلمی (یہ پہلے والے نہیں)

اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ وہ فتح مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: انہی کے متعلق عباس بن مرداس سلمی کہتے ہیں:

”ہم ہادی نبی محمد (ﷺ) کے ساتھ تھے۔ ہم نے وعدہ نبھایا، کسی جماعت نے ہمیں دوستی میں حیران نہیں کیا۔ خفاف، ذکوان اور عوف تو خیال کر رہا ہوگا کہ ساٹھ ہیں۔ جن کی جفتی میں سرخ اونٹ تعجب میں پڑ جاتا ہے۔ ان فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔“

لفظ ”ذو“ والوں کا ”ذو“ کے بعد ترتیب وار ذکر

۲۴۲۵ ذوالاذنین

انس بن مالک کو رسول اللہ ﷺ نے مزاحاً اس نام سے پکارا تھا، جسے ابوداؤد، اور ترمذی نے حدیث انس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ((یا ذالاذنین)) * ”اے دوکانوں والے!“

* اسد الغابہ (۱۵۲۹) استیعاب (۷۱۱) تجرید (۱۶۷/۱) * المصنف لعبدالرزاق (۱۶۷۰۵)

* اسد الغابہ (۱۵۳۳) تجرید (۱۶۸/۱) * مسند ابویعلیٰ (۱۸۶۰)

* ابوداؤد کتاب الادب باب من یاخذ شیء علی المزاح (۵۰۰۲) ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی المزاح (۱۹۹۲)

۲۴۴۶ ذوالاصابع الجهنی

بقول بعض: ”تسمی“ ایک قول ”خزاعی“ ہے۔ ترمذی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ زیاداتِ مسند میں عبد اللہ بن احمد نے بطریق عثمان بن عطاء، ابو عمران سے بحوالہ ذوالاصابع روایت کی ہے کہ ہم نے عرض کی اللہ کے رسول! اگر ہم آپ کے بعد مزید زندگی سے دوچار ہوں تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ”بیت المقدس نہ چھوڑنا“۔ (حدیث)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو عمران کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا نام سلیم مولا ابی درداء ہے، فرماتے ہیں: مضبوط سند نہیں، بغوی نے اس کا تذکرہ کر کے اس کی سند میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عثمان اور ابو عمران کے درمیان ایک غیر معروف شخص زیاد بن ابی سورہ ہے اس میں کہتا ہے کہ ذوالاصابع صحابی رسول ﷺ سے مروی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن شاپین اور ابو نعیم نے نقل کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اس روایت کو ولید بن مسلم نے عثمان بن عطاء سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمران ذوالاصابع سے نقل کیا ہے۔ پہلے والی زیادہ بہتر ہے۔ موسیٰ بن سہل رملی نے فلسطین فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن درید کا ”وشاح“ کتاب میں گمان ہے کہ ان کا نام معاویہ ہے۔

۲۴۴۷ ذوالبجادیں المرنی

ان کا نام عبد اللہ بن عبد نہم تھا، عین میں تذکرہ ہوگا۔

۲۴۴۸ (ن) ذوالثدیہ

نہروان میں خوارج کے ساتھ قتل ہونے والوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، بقول بعض: یہ ذوالنحویصرہ ہے جس کا تذکرہ ہونے والا ہے۔ ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں بروایت ابن المقری بحوالہ ان کے نقل کی کہ محمد بن فرج نے بواسطہ محمد بن زرقان، بواسطہ موسیٰ عبیدہ، ہود بن عطاء بحوالہ انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک شخص تھا جس کی عبادت گزاری اور عبادت میں محنت مشقت پر ہمیں تعجب ہوتا تھا، ہم نے نام لے کر اس کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا لیکن آپ ﷺ اسے نہ پہچان سکے۔ پھر ہم نے اس کی خوبیاں بیان کیں تب بھی آپ ﷺ کو اس کی پہچان نہ ہوئی۔ ہم اس کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ اچانک آنکلا۔ ہم نے عرض کی: یہ رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتا رہے ہو جس کے چہرہ میں شیطان کا رنگ ہے“۔ پھر وہ شخص آ کر لوگوں کے پاس بغیر سلام کیے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب تم مجلس کے پاس کھڑے تھے تو تم نے یہ (دل میں) کہا تھا کہ ان لوگوں میں مجھ سے بہتر اور افضل کوئی نہیں؟“ اس نے کہا: ”اللہ گواہ ہے، جی ہاں“۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کون قتل کرے گا؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”میں“۔ چنانچہ آپ گئے، دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے، خیال آیا سبحان اللہ! کیا میں نماز پڑھتے شخص کو قتل کروں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ وہاں سے باہر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بنا؟“ عرض کی: مجھے اچھا نہ لگا کہ میں نمازی کو قتل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کون قتل کرے گا؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: ”میں“۔ اندر گئے، دیکھا کہ اس

نے سرسجدہ میں رکھا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا: ابو بکر مجھ سے افضل تھے۔ چنانچہ وہاں سے باہر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ عرض کی: میں نے دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پیشانی جھکا رکھی ہے۔ اس لیے اسے قتل کرنا اچھا نہ لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اس شخص کو کون قتل کرے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”میں“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تمہیں ملا تو“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر گئے، دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: ”کیا بنا؟“ عرض کی: وہ تو چلا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر یہ قتل ہو جاتا تو میری امت کے دو آدمیوں میں اختلاف نہ ہوتا جو پہلا اور آخری ہے“۔ * موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن کعب سے سنا فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو قتل کیا تھا وہ ذوالثدیہ تھا۔

میں کہتا ہوں: ذوالثدیہ کے قصہ کے کئی طُرُق ہیں۔ ان سب کا گھیراؤ اور احاطہ محمد بن قدامہ نے کتاب الخوارج میں کیا ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے صحیح روایت وہ ہے جو صحیح مسلم میں ہے اور جسے ابوداؤد نے بطریق محمد بن سیرین، عبیدہ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کا ذکر کر کے فرمایا: ان میں چھوٹے ہاتھوں * والا ایک شخص ہے اگر اس کی طرف دیکھنے کی بات نہ ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑنے والوں کے ساتھ (اجر و ثواب کا) کیا وعدہ کر رکھا ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ظاہر کیا ہے میں نے آپ سے پوچھا: کیا آپ نے ان سے سنا ہے۔ فرمایا: ہاں رب کعبہ کی قسم!

ابوربیع زہرانی بواسطہ حماد، جمیل بن مرہ سے ابوالوضی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اہل نہروان (کی جنگ) سے فارغ ہوئے، آپ نے فرمایا: چھوٹے ہاتھوں والے کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو نہ ملا، تین بار ایسا ہی ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹی بات کی گئی ہے، کافی جستجو کے بعد اسے مقتولین کے نیچے کچھڑ میں لتھڑا ہوا پایا۔ راوی کا بیان ہے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ مجھے اب بھی نظر آ رہا ہے۔ وہ حبشی تھا جس نے ایک معمولی سی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس کا ایک پستان عورت کی طرح تھا جس پر ایسے چھوٹے چھوٹے بال تھے جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: پہلے قصہ کے تو محمد بن قدامہ کے پاس دو شاہد ہیں ایک حسن کی مرسل روایت جسے قصہ سے ملتی جلتی روایت کے طور پر انہوں نے ذکر کیا ہے دوسرا بطریق مسلمہ بن ابی بکرہ بحوالہ اپنے والد جو محمد بن قدامہ اور مستدرک حاکم میں ہے لیکن ان دونوں میں اس شخص کا نام نہیں لیا گیا۔

۲۳۳۹) **زوجدن حبشی** * انہیں ذودجن بھی کہا جاتا ہے، ان کا نام علقمہ تھا، تذکرہ ہوگا۔

۲۳۵۰) **(ن) ذوالحکم** عمرو بن حمہ۔

۲۳۵۱) **ذوالجوشن ضبابی** *

بقول بعض ان کا نام اوس بن اعمور ہے جس پر مرزبانی نے اعتماد کیا ہے۔ اور ایک قول ہے: شرحبیل یہی زیادہ مشہور ہے۔

* سنن دارقطنی (۵۴/۲) مجمع الزوائد (۱۰۴۰۲) * کوتاہ ہاتھوں والا۔ * اسد الغابہ (۱۵۳۸)

* اسد الغابہ (۱۵۳۹) استیعاب (۷۱۵) تجرید (۱۶۸/۱)

ابن عمرو بن عمرو بن معاویہ، جوصباب بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہیں۔ ابن شاپین کا گمان ہے کہ ان کا نام عثمان بن نوفل ہے۔ مسلم فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابوسعادات بن الاثیر کا قول ہے کہ بقول بعض: یہ ذوالجوشن کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ کسریٰ کے پاس گئے تھے اس نے انہیں صدری دی تھی جسے انہوں نے پہنا تھا۔ یہ پہلے عربی ہیں جنہوں نے صدری پہنی۔ دوسرے حضرات کا کہنا ہے: انہیں اس وجہ سے ایسا کہا جاتا ہے کہ ان کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔* وہ شہسوار اور شاعر تھے، ان کے اپنے بھائی حمیل کے بارے میں بہت عمدہ مرثیہ جات ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد کے ہاں ان کی ایک حدیث ہے جو بطریق ابواسحاق ان سے مروی ہے۔ بقول بعض یہ حدیث انہوں نے ان سے نہیں بلکہ ان کے بیٹے شمر سے سنی ہے۔ واللہ اعلم

۲۳۵۲ ذوالخویصرہ تمیمی*

ابن الاثیر* نے صحابہ میں ان کا ذکر اپنے استدراک میں ذکر ہے۔ اور ان کی صرف وہی روایت ذکر کی ہے جو امام بخاری* نے حدیث ابی سعید سے نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تقسیم کر رہے تھے۔ تو بنی تمیم کا ذوالخویصرہ نامی شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ”کم بخت! اگر میں انصاف نہیں کرتا تو کون کرے گا۔“ (حدیث)

یہ روایت انہوں نے بطریق تفسیر ثعلبی اور پھر بطریق عبدالرزاق اسی طرح نقل کی ہے۔ لیکن اس میں فرماتے ہیں: اتنے میں ذوالخویصرہ تمیمی آپ کے پاس آیا جو حرقوص بن زہیر ہے پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: بخاری میں دوسرے مقام پر لکھا ہے: عبداللہ بن ذی الخویصرہ، مجھے اس کا نام صحابہ میں شامل کرنے پر تردد ہے۔ چاہے میں پہلے گزر چکا ہے۔

۲۳۵۳ ذوالخویصرہ یمانی*

ذیل میں ابوموسیٰ نے بطریق ابوزرعہ دمشقی پھر بطریق سلیمان بن یسار روایت کی ہے کہ ذوالخویصرہ یمانی جو دیہاتی اور سخت طبیعت انسان تھے جھانک کر رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا، آپ ﷺ کی جب ان پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اسی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ جب ٹھہرے تو وہ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جنت میں داخل کرے اور کسی کو داخل نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! ارے تم نے وسیع چیز کے گرد باڑ لگا دی۔“ پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے اور مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے شور مچایا اور رسول اللہ ﷺ کی بات پر تعجب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نرمی سے۔“ آپ ﷺ کا مطلب تھا اسے تعلیم دو! پھر آپ ﷺ نے ایک شخص سے پانی کا ڈول منگوایا اور اس کے پیشاب پر بہا دیا۔*

یہ روایت مرسل ہے، نیز اس میں انقطاع ہے۔ مسجد میں پیشاب کرنے والے شخص کا قصہ صحیح میں حدیث ابو ہریرہ سے

* اسد الغابہ (۱۶۷/۲) * اسد الغابہ (۱۵۴۱) * اسد الغابہ (۱۴۸/۲)

* بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام (۳۶۱۰)

* اسد الغابہ (۱۵۴۲) تجرید (۱۶۹/۱) * نسائی تہذیب خصائص علی (۸۰)

منقول ہے اور حدیث انس سے اس سیاق کے بغیر ہے۔ اس میں اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اسی طرح یہ روایت ابن ماجہ نے بطریق محمد بن عمرو، بواسطہ ابوسلمہ بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: وہ دیہاتی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے بعد اٹھ کر کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں، آپ نے نہ اسے ڈانٹا نہ جھڑکا، اور فرمایا: ”مسجد میں پیشاب کرنا مناسب نہیں“۔ (حدیث)

۲۳۵۴ ذوالخيار ان کا نام عوف بن ربیع اسدی ہے، تذکرہ ہوگا۔

۲۳۵۵ ذوخیوان ہمدانی یمانہ

ان کا نام عتک ہے، ان کی روایت بڑا اور عبدان نے بطریق مجالد بواسطہ شععی بحوالہ عامر بن شہر نقل کی ہے کہ ذوخیوان اسلام لائے تو کسی نے ان سے کہا: چلو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر امان لے لو، وہ آپ کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے پاس مالک بن مرارہ اسلام کی دعوت دینے آئے۔ تو ہم لوگ اسلام لے آئے۔ میری زمین ہے جس میں ایک غلام ہے، مجھے تحریر دیجیے! تو آپ نے ان کے لیے نوشتہ لکھوایا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اسی روایت کو ابو یعلیٰ نے طویل انداز میں نقل کیا ہے جس کی طرف عامر بن شہر کے حالات میں اشارہ ہوگا۔

۲۳۵۶ ذودجن

ابن شاپین کی روایت ہے کہ ذومناوح، ذودجن اور ذومہدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ”اپنا نسب بتاؤ“۔ ذومہدم نے کہا: ذوالقرنین کے عہد میں ہماری تلواریں تیز تھیں جو آبدار لوہے کو کاٹ دیتی تھیں۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حبشہ سے بہتر افراد آئے، ان میں ذومناوح، ذومہدم ذودجن اور ذوخبر تھے۔ ان میں ذوحب کا ذکر نہیں کیا، میرے خیال میں وہ اور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ستر آدمیوں کے نام بیان نہیں کیے۔

۲۳۵۷ ذوالرائی حباب بن منذر انصاری تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۵۸ ذوالزوائد جہنی

ترمذی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا نام ابوزوائد بھی بتایا جاتا ہے۔ طبرانی کا گمان ہے کہ یہ ذوالاصالح ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، میرے نزدیک یہ اور ہیں۔ مطین اور طبری وغیرہ کی تہذیب میں ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ سب سے پہلے چاشت کی نماز پڑھنے والے صحابی ذوالزوائد ہیں۔ مطین کی روایت میں ابوزوائد ہے۔ ابوداؤد اور حسن بن سفیان نے بطریق سلیم بن مطین بحوالہ اپنے والد انہوں نے ذوزوائد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”آگاہ رہو! کیا میں

* ابن ماجہ کتاب الطہارۃ و سننہا باب الارض یصیبہا البول کیف تغسل (۵۲۹)

* اسد الغابہ (۱۵۴۳) تجرید (۱۶۹/۱) * مسند ابی یعلیٰ (۵۸۶۴) * اسد الغابہ (۱۵۴۴)

* اسد الغابہ (۱۴۹/۲) * اسد الغابہ (۱۵۴۵) استیعاب (۷۱۶) تجرید (۱۶۹/۱)

* ابوداؤد کتاب الخراج والہارۃ باب ما جاء فی حکم ارض الیمن (۳۰۲۷)

نے پہنچا دیا؟“ (حدیث)

۲۳۵۹ ذوالسیفین ابوالہیشم بن تہان انصاری، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۳۶۰ ذوالشمالین

عمیر بن عبد عمرو بن نصلہ بن عمرو بن غیشان بن مالک بن افضی خزاعی، بنی زہرہ کے حلیف، بقول بعض ان کا نام عمیر/ عمرو/ عبد عمرو ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر اور شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاقؒ وغیرہ کا قول ہے: زہری کی روایت میں نماز میں سہو کے سلسلہ میں ہے انہی نے کہا تھا: اللہ کے رسول! کیا بھول گئے ہیں یا نماز کم ہو گئی ہے؟ جس کی تفصیل عبد عمرو کے حالات میں آئے گی۔ طبرانی کی روایت ہے کہ عمار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تین آدمی دونوں ہاتھوں سے زیادہ ضبط کرنے والے تھے۔ ذوالشمالین، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابولیلیٰ۔ ضبط اسے کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں سے کام کر سکے۔

۲۳۶۱ (ز) ذوالشہادتین حضرت خزیمہ بن ثابت، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۳۶۲ ذوالعقیصتین ضمام بن ثعلبہ تذکرہ ہونا ہے۔

۲۳۶۳ (ز) ذوالعین قتادہ بن نعمان، تذکرہ ہوگا۔

۲۳۶۴ ذوالغزہ الجہنی

بقول بعض ہلالی۔ عبد اللہ نے زیاداتِ مسند میں، بغوی اور ابن السکن نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت بحوالہ ذوالغزہ نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کی باڑوں میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا: ”نہیں“۔ اس کا راوی جو ابو جعفر عبیدہ بن معتب سے روایت کرنے والا ہے، ضعیف ہے۔ اعمش اور حجاج بن ارطاة کی روایت ان کے مخالف ہے۔ دونوں فرماتے ہیں: عبیدہ بن عبد اللہ سے جو ابو جعفر رازی ہیں، بواسطہ ابن ابی لیلیٰ، براء بن عازب سے اور حجاج بن ارطاة نے کہا: ”اسید بن خیر“ شک ہے۔

اعمش کی روایت والی حدیث کی تصحیح امام احمد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے کی ہے۔ محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد سے بواسطہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بحوالہ یعیش الجہنی اسی طرح نقل کی ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ بقول بعض یہ ذوغزہ کا نام ہے۔ یہ روایت ابو نعیم نے بطریق جابر جعفی، بواسطہ حبیب بن ابی ثابت، بواسطہ عبد الرحمن بن لیلیٰ بحوالہ سلیم نقل کی ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: اس کا کوئی طریق بھی صحیح نہیں۔

۲۳۶۵ ذوالغصہ حارثی قیس بن حصین، تذکرہ ہونا ہے۔

اسد الغابہ (۱۵۶۶) استیعاب (۷۱۷) السیرة النبویہ عن ابن اسحاق (۲/۲۴۴) اسد الغابہ (۱۵۴۹)

مسند احمد (۸۶/۵) (۹۸/۵) (۱۰۰/۵) اسد الغابہ (۱۵۵۰) استیعاب (۷۲۰)

(ز) ذوالغصه ۲۳۶۶

یہ دوسرے ہیں۔ ان کا نام حصین بن یزید بن شداد ہے۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

ذوقرnat حمیری ۲۳۶۷

بقول ابن یونس: بعض کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ان سے شعیب بن أسود معافری اور ہانی بن جدعان تکھی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بغوی کی روایت ہے کہ ذوقرnat نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو کسی نے کہا: ہائے ذوقرnat اب کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: امین یعنی صدیق اکبر، پوچھنے والے نے کہا، پھر کون ہوگا؟ کہا: لوہے کا سینگ یعنی عمر۔ پوچھنے والے نے کہا: پھر؟ فرمایا: ازہر (روشن) یعنی عثمان۔ اس نے پوچھا: پھر؟ فرمایا: وضاحت کرنے والا منصور و نصرت یافتہ، یعنی معاویہ۔

بغوی فرماتے ہیں: عثمان بن عبد الرحمن ضعیف روایت ہے، میرے خیال میں سعید نے بھی ان کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ اور نہ انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ بھی سماع کیا ہے۔ خطیب کا بحوالہ ابن سمیع یہ گمان ہے کہ ان کا نام جابر بن ازد ہے، ابن عساکر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے کہ ابن سمیع کی کتاب میں ذوقرnat جابر بن ازد ہے۔ دونوں دو شخصوں کے نام ہیں۔ فرماتے ہیں: خطیب کو جب دونوں میں کوئی فاصلہ معلوم نہ ہوا تو وہ سمجھے شاید یہ ایک آدمی کے دو نام ہیں۔ پھر بحوالہ ابن سمیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں کے نام میں جاہلیت کا دور پانے والوں میں ذوقرnat ہیں۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور بطریق ابودریس خولانی روایت کی ہے کہ ابو مسلم جلیلی جو کعب احبار کے استاد تھے وہ انہیں تاخیر سے مسلمان ہونے پر ملامت کرتے تھے، کعب کہتے ہیں: ایک دن میں ذوقرnat کے پاس آیا، انہوں نے کہا: کعب! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے انہیں بتایا، تو وہ کہنے لگے: اگر وہ نبی تھے تو اب زیر خاک دفن ہو چکے ہیں۔ میں باہر آیا تو ایک سوار مجھے ملا، اس نے کہا: محمد (ﷺ) وفات پا چکے ہیں اور عرب (قبائل) مرتد ہو گئے ہیں۔ (حدیث)

رویانی نے اپنی مسند میں بطریق سعید بن عبد الرحمن بن نافع روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ امیر معاویہ نے کعب سے کہا: مجھے سب سے زیادہ علم والا آدمی بتاؤ، وہ کہنے لگے: میرے علم کے مطابق وہ ذوقرnat ہی ہے جو اس وقت یمن میں ہے۔ امیر معاویہ نے ان کی طرف یام بھیجا وہ غوطہ نشیں زمین میں تھے، کعب کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کے لیے سر جھکایا پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی کے ضمن میں آتا ہے وہ یہودی تھے۔ حافظ ابن عساکر نے اس قصہ کا انکار کر کے لکھا ہے کہ کعب امیر معاویہ کی خلافت سے پہلے فوت ہو چکے تھے، بات یہی ہے۔

میں کہتا ہوں: سابقہ قصہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لائے تھے۔

ذوالکلاع حمیری ۲۳۶۸

ابن ابی عاصم اور ابو نعیم نے بطریق حسان بن کریب بحوالہ ذوالکلاع روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ترکوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرو“۔ یہ روایت ابن لہیعہ کی منفرد ہے اگر انہیں یاد ہے تو یہ ان ذوالکلاع کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ

ثالث میں آ رہا ہے۔

۲۳۶۹ ذواللحیہ کلابی

سعید بن یعقوب فرماتے ہیں ان کا نام شریح ہے، ابن قانع کا قول ہے: شریح بن عامر ہے۔ اسی کو بغوی نے لکھا ہے مفضل غلانی فرماتے ہیں: یہ ضحاک بن سفیان ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ذواللحیہ شریح بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی صفت بیان نہیں کی۔ بغوی، طبرانی، حسن بن سفیان، ابن قانع اور ابن ابی خثیمہ وغیرہ کے بطریق سہل بن اسلم، بواسطہ یزید بن ابی منصور بحوالہ ذواللحیہ کلابی روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم از سر نو عمل کریں یا جس سے فراغت ہوگئی ہے؟ (حدیث)

۲۳۷۰ ذواللسانین مؤلہ بن کثیف، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۳۷۱ ذومنجر

بقول بعض: ذومنجر حبشی نجاشی کے بھتیجے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کی خدمت بھی کی۔ پھر شام فروکش ہوئے، ان کی کئی احادیث ہیں جن میں سے امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ نے نقل کی ہیں۔ ایک روایت ابوداؤد میں بطریق حریر بن عثمان بواسطہ یزید بن صبیح بحوالہ ذومنجر مروی ہے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ پھر نماز رہ جانے کی حدیث ذکر کی کہ نیند کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اسی طرح ابوداؤد نے بطریق خالد بن معدان بواسطہ جبیر بن نفیر نقل کیا ہے، ہمیں ذومنجر صحابی رسول ﷺ کے پاس لے جایا گیا، ہم ان کے پاس آئے۔ جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کے بارے میں پوچھا تو فرمایا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم لوگ رومیوں سے صلح کرو گے“۔ (حدیث)

۲۳۷۲ ذوالمشعار مالک بن نمط، تذکرہ ہوگا۔

۲۳۷۳ ذومرآن عک ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۳۷۴ ذومناجب

ذومناجح اور ذومہدم کی حدیث ذودجن کے تذکرہ میں گزر چکی ہے۔ عبدالصمد بن سعید نے طبقات حمصیین کے پہلے اور تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ذومناجح خاء سے اور ذومہدم باء سے لکھا ہے، اور فرمایا: ان میں سے کسی کی کوئی حدیث مروی نہیں۔

اسد الغابہ (۱۵۵۳) استیعاب (۷۲۳) تجرید (۱۷۰/۱) المعجم الكبير (۲۸۰/۴) اسد الغابہ (۱۵۵۴)
اسد الغابہ (۱۵۵۵) استیعاب (۷۲۴) تجرید (۱۷۰/۱) ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی صلح لاعدو (۲۷۶۷)
اسد الغابہ (۱۵۵۶) تجرید (۱۷۰/۱) اسد الغابہ (۱۵۵۷)

(ن) ذوالنخامة ۲۳۷۵

مجھے ان کا نام معلوم نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے مرض اور کفارات میں ان کی ایک حدیث بطریق ربیع بن صبیح بواسطہ غالب قطان نقل کی ہے کہ نبی ﷺ ذوالنخامة کے پاس آئے، اس وقت وہ بخاری میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کتنے دنوں سے بخار ہے؟ عرض کی سات روز سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں، اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت دے اور اگر چاہو تو تین دن (مزید) صبر کرو تو اس بیماری سے ایسے (پاک صاف / صحت یاب ہو کر) نکلو گے جیسے آج ہی تمہاری ولادت ہوئی ہے۔“ انہوں نے عرض کی: بلکہ اللہ کے رسول ﷺ! میں صبر کروں گا۔ اس کی سند میں ضعف کے ساتھ ارسال بھی ہے۔

(ن) ذوالنسعہ ۲۳۷۶

ان کا نام بھی مجھے معلوم نہیں۔ صحیح بخاری میں ان کا ذکر ثابت ہے، اصحاب سنن نے بطریق اعمش بواسطہ ابوصالح، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے قتل کیا، جسے مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ قاتل کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ”اگر یہ سچ کہہ رہا ہے اور تم نے اسے قصاص میں قتل کر دیا تو جہنم میں جاؤ گے۔“ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اسی کے کندھے پر ایک رسی تھی جسے گھسیٹتے وہ باہر چلا گیا۔ یوں ذوالنسعہ ان کا نام پڑ گیا۔ الفاظ نسائی کے ہیں۔ مسلم نے حدیث وائل بن حجر سے اس حدیث کی روایت بالمعنی یا اس کے قریب قریب الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن اس کے آخر میں یہ نہیں کہ اس کا نام ذوالنسعہ پڑ گیا۔

(ن) ذوالنمرق ۲۳۷۷

نعمان بن یزید کندی، تذکرہ ہونا ہے۔

(ن) ذوالنور ۲۳۷۸

طفیل بن عمرو دوسی، بقول بعض: طفیل بن حارث ایک قول عبداللہ بن طفیل ہے۔ یہ مجتم الشعراء میں مرزبانی کا قول ہے، تذکرہ

ہوتا ہے۔

(ن) ذوالنور ۲۳۷۹

دوسرے ہیں، عبدالرحمن بن ربیعہ، تذکرہ ہونا ہے۔

(ن) ذوالنور ۲۳۸۰

سراقہ بن عمرو، ان کا تذکرہ ہوگا۔

* مسلم کتاب القسامۃ باب صحتہ الاقدار بالقتل و تمکین ولی القتل (۴۳۶۳) ابوداؤد کتاب الديات باب الامام یامر بالعفو فی

الدم (۴۴۹۸) ترمذی کتاب الديات باب ما جاء فی حکم مولی القتل فی القصاص والعفو (۱۴۰۷) نسائی کتاب القسامۃ باب

القود (۴۷۳۶) بختوہ، ابن ماجہ فی کتاب الديات باب العفو عن القتل (۲۶۹۰)

۲۳۸۱ (ن) ذوالنورین

عثمان بن عفان، اسی سے مشہور ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ انہوں نے چونکہ یکے بعد دیگرے نبی ﷺ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح کیا تھا۔ ابوسعہ مالینی ایک ضعیف سند سے سہل بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے ذوالنورین کہا کیونکہ وہ جنت میں ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ ان کے لیے دو دفعہ روشنی ہوئی۔

۲۳۸۲ (ن) ذوالنون

طلیحہ بن خویلد اسدی، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۳۸۳ ذوالیدین سلمیٰ

بقول بعض یہی خرباق ہیں۔ ابن حبان نے دونوں میں فرق کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے شام کی ایک نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ ایک لمبے ہاتھوں والا شخص کھڑا ہوا جسے ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ (حدیث) دونوں نے یہ روایت بطریق ابن سیرین بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ ادھر حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ نے بطریق شعیث بن مطیر بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ان کی ذی شنب میں ذوالیدین سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انہیں شام کی کوئی ایک نماز پڑھائی جو عصر تھی اور دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا اور جلدی سے لوگوں کی طرف گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن ابی شیبہ نے بطریق عمرو بن مہاجر روایت کی ہے کہ محمد بن سوید نے لوگوں سے ایک دن پہلے اظہار کر لیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے انہیں ڈانٹا، انہوں نے کہا: میرے پاس ایک شخص نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھ لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ ذوالیدین ہیں۔ ذوالیدین کا ایک اور حدیث میں بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ عورتوں کی کیتوں میں ام اسحاق کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۳۸۴ ذویزن

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ ذویزن (ان کا نام مالک بن مرارہ تھا) زرعد بن سیف کے پاس سے ان کے اسلام اور یمن کے بادشاہوں کے اسلام لانے کی خبر لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریر عطا کی۔ میں کہتا ہوں: ان کا تذکرہ حرف میم میں ہوگا۔

اسد الغابہ (۱۵۶۰) استیعاب (۷۲۵)

بخاری کتاب السہو باب من یکبر فی سجدتی السہو (۱۲۲۹) مسلم کتاب المساجد باب السہو فی الصلاة (۱۲۶۵)
ابوداؤد کتاب الصلاة باب السہو فی السجدتین (۱۰۰۸) ترمذی کتاب ابواب الصلاة باب ما جاء فی الرجل یسلم فی الرکعتین
من الظهر والعصر (۳۹۹) مسند احمد (۷۷/۴)

بخاری کتاب الصلاة باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ (۴۸۲) ابوداؤد کتاب الصلاة باب السہو فی السجدتین (۱۰۱۱)
نسائی کتاب السہو باب ما یفعل من سلم من رکعتین ناشیا و تکلم (۱۲۲۳)
المصنف لابن ابی شیبہ (۴۸۳/۲) اسد الغابہ (۱۵۶۱) تجرید (۱۷۱/۱)

۲۳۸۵ (ن) ذویناق سواخ شہر میں ان کا ذکر ہوگا۔

حرف ذال کے باقیماندہ نام

۲۳۸۶ ذواب

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابوالفتح ازدی ان کا ذکر کیا ہے اور انس رضی اللہ عنہ تک ایک ضعیف سند سے بیان کیا کہ ذواب نامی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتا تو کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو آپ اسے جواب دیتے تھے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۲۳۸۷ ذوالہ بن عوقلہ یمانی

ابوموسیٰ نے ہدیہ تک کی انتہائی کمزور سند سے بواسطہ حماد بن زید، بواسطہ ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ یمین کا ایک وفد آیا جس میں ذوالہ بن عوقلہ یمانی نامی ایک شخص تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! پیدائش اور اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا کون ہے؟ (اُس کی سیرت و صورت سب سے اچھی ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”ذوالہ میں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں“۔ پھر ایک لمبی حدیث ذکر کی جس کے الفاظ انتہائی رکیک و بے مزہ ہیں جس میں موضوع ہونے کی نشانیاں نمایاں ہیں۔

۲۳۸۸ ذویب بن حارثہ اسلمی

اسماء بن حارثہ اور ان کے بھائیوں کے بھائی۔ حمران بن حارثہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۳۸۹ (ن) ذویب بن حبیب

بن تویت ابن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی۔ ”اخبار مدینہ“ میں عمر بن شبہ نے بحوالہ ابو غسان مدنی نقل کیا ہے کہ ذویب بن حبیب نے عید گاہ میں بازار سے متصل ایک گھر بنایا تھا جو آج کل ان کے بیٹے کے پاس ہے۔ پھر ان کا نسب بیان کیا، فرماتے ہیں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۲۳۹۰ ذویب بن حبیب خزاعی بعد والے میں تذکرہ ہوگا۔

۲۳۹۱ ذویب بن حُلَہ

بقول بعض ابن حبیب بن حُلَہ بن عمرو بن کلیب بن اصم خزاعی قبیلہ کے والد، ابن شاپین نے ذویب جو قبیلہ کے والد ہیں ان میں اور ذویب بن حبیب جن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے۔ ادھر ابن عبدالبر کا گمان ہے کہ اس میں

✽ اسد الغابہ (۱۵۶۲) ✽ اسد الغابہ (۱۵۶۲) ✽ اسد الغابہ (۱۵۶۲) ✽ اسد الغابہ (۱۵۵/۲) ✽ کنز العمال (۳۶۷۰۵)

✽ اسد الغابہ (۱۵۶۵) استیعاب (۷۰۸) ✽ استیعاب (۴۷/۲)

ابوحاتم نے ان سے پہل کی ہے۔ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کی غلطی معلوم نہیں ہوئی۔ رہے قبیصہ کے والد تو غلابی نے بحوالہ ابن معین ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس قبیصہ بن ذویب اپنے والد کی وفات کے بعد لائے گئے تاکہ آپ ان کے لیے دعا کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کا انتقال حیات نبوی میں ہوا ہے، رہے وہ جن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، ان کی ان سے مروی حدیث صحیح مسلم* میں ہے کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ اونٹ بھیجا کرتے تھے۔ پھر فرماتے: اگر ان میں سے کوئی تھک جائے... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ قدید کے رہائشی تھے اور امیر معاویہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

۲۳۹۲ ذویب بن شعث*

بقول بعض: شعث بن قُرظ بن جناب بن حارث بن جہم بن عدی بن جندب بن عنبر بن تمیم تیمی عنبری۔ ابن السکن کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی طرح ابن جریر، ابن السکن، ابن قانع اور عقیلی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی کئی احادیث ہیں جو ان کی اولاد سے منقول ہیں۔ یہ اور ابن شاپین بطریق عطاء بن خالد بن زبیر بن عبد اللہ بن روث بن ذویب بحوالہ اپنے والد اپنے دادا اپنے والدہ اپنے دادا سے وہ ذویب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تین غزوات میں شرکت کی۔

اسی سند سے طبرانی* نے بحوالہ ذویب روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام سے قصداً آزاد کرنا چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تھوڑا انتظار کر لو عنبر کے قیدی کل آنے والے ہیں“۔ چنانچہ قیدی آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ”چار قیدی لے لو“۔ عطا فرماتے ہیں: آپ نے میرے دادا روث، میرے چچا زاد سمرہ، اور زنتی اور میرے ماموں زبیب جن لے لیے۔ آپ ﷺ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعادی۔ ابن شاپین اور ابو نعیم نے بطریق عطاء بن خالد اسی سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد ام ذویب کے ہاں سے گزرے تو انہوں نے ان کی چادر لے لی۔ ذویب نبی ﷺ سے جا ملے اور عرض کی قافلہ نے میری والدہ کی چادر لے لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی والدہ کی چادر اسے واپس کرو“۔ اور فرمایا: ”اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے“۔*

ابن مندہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن خالد سے اس سند سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق بلال بن مرزوق بن ذویب بن روث بن ذویب، روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے اپنے والد کے حوالہ سے انہوں نے اپنے والد کے دادا ذویب سے روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تمہارا کیا نام ہے؟“ انہوں نے کہا: کلابی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم ذویب ہو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے والدین کے لیے تمہیں فائدہ مند بنائے“۔* ابن ابی حاتم* فرماتے ہیں: مسور بن قریظ بن معین بن روث بن ذویب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا روث سے انہوں نے اپنے والد ذویب سے

مسلم کتاب الحج باب ما يفعل بالهدی اذا عطبه فی الطريق (۳۲۰۵) * اسد الغابہ (۱۵۶۶) استیعاب (۷۰۹)

المعجم الكبير (۴/۴۲۱۶) * المعجم الكبير (۴/۲۷۳) مجمع الزوائد (۱۰/۴۷)

جامع المسانيد (۴/۱۷۷) * الجرح والتعديل (۳/۴۴۸)

روایت کی ہے۔

باب ذال کے بعد ہاء

۲۳۹۳ ذہبن

بعض نے غلطی سے زہیر لکھ دیا ہے۔ والد کا نام قرظم بن عجل بن قثاٹ بن قوی بن یقلل بن عیدی از بنی عیدی بن مہرہ مہری از بنی مہرہ بن حیدان ہے۔ ابن شاہین روایت ہے عمران مہری نے بتایا کہ ہمارا ایک شخص جس کا نام ذہبن بن قرظم تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ اس کا گھر دور ہونے کی وجہ سے اپنے قریب رکھتے اس کے لیے ایک تحریر لکھوائی جو ان کے پاس ہے۔ دال میں یہ بات گزر چکی ہے جس پر ابن حبیب نے اعتماد کیا ہے اور پہلے پر دارقطنی اور ابن ماکولا کا بھروسا ہے۔ جو ابن کلبی کے جمہرہ والے نسخہ سے ظاہر ہے کہ ہا کے بعد باء ہو جو جعفر کے وزن پر ہے۔

قسم ثانی از حرف ذال

اس میں کسی کا ذکر نہیں۔

قسم ثالث از حرف ذال

باب ذال کے بعد الف

۲۳۹۴ (ن) ذادویہ

قسم اول، دال میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب ذال کے بعد باء

۲۳۹۵ ذباب بن حارث

بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن ربیعہ بن بلال بن انس اللہ بن سعد العشیرہ، انہیں دور نبوت نصیب ہوا ان کا بیٹا عبد اللہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۹۶ ذبیان بن سعد اسدی

انہیں دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ کتاب الردۃ میں وہیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بحوالہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: جب طلحہ

اسد الغابہ (۱۵۳۴) * الاکمال (۲۸۶/۱) * اسد الغابہ (۱۵۲۶) تجرید (۱۶۷/۱)

خویند نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس سے کہا: تم ایک کاہن آدمی ہو، کبھی صحیح اور کبھی غلط بات کہتے ہو۔ اگر قرآن جیسی کتاب لاؤ تو مانیں۔ ورنہ تمہاری کوئی حیثیت نہیں... پھر قصہ ذکر کیا۔ ابن فسخون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وٹیمہ کی کتاب کے ایک نسخہ میں ذباب کی جگہ ظلیان لکھا ہے۔

باب ذال کے بعد راء

۲۳۹۷ ذرع خولانی ابو طلحہ، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۳۹۸ ذریح بن حارث

بن ربیعہ ثعلبی۔ حثات شاعر کے والد۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ انہیں بعض نے رذیح بھی کہا ہے۔ معجم الشعراء میں مرزبانی لکھتے ہیں: حثات فارس کے ساتھ ہونے والے جہاد میں نکلے ان کے والد بے حد بوڑھے تھے، ان پر یہ بات گراں گزری اور ان کے فراق میں رونے لگے۔ اور اشعار پڑھنے لگے، جب حثات کو ان کی خبر ہوئی تو یوں جواب دیا:

”میری طرف سے رذیح تک کوئی یہ پیام پہنچانے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد مجھے بلایا ہے، اگر آپ پوچھتے ہیں تو میں بیڑیوں میں ہوں، گھوڑے میری جگہ سے واقف ہیں۔“

ان کے والد جب ان کی شہادت سے مطلع ہوتے ہیں، مرثیہ میں یہ اشعار کہتے ہیں:

”جب تک لوگ اللہ کے لیے سجدہ کرتے رہیں گے مجھے بہادروں میں حثات جیسا کوئی نظر نہیں آیا۔ حثات کی زندگی ستارہ کی طرح تھی اور ہر ستارہ یقیناً بجھ جاتا ہے (جسے شہاب ثاقب کہتے ہیں)۔“

۲۳۹۹ ذکوان مولا عمر بن خطاب

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ ابو حسین رازی جو تمام کے والد ہیں ”حضرت امام شافعی سے روایت کرنے والے“ نامی کتاب میں بطریق یثیم بن مروان روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ادریس شافعی نے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذکوان مولا عمر بن خطاب کو کوفہ کی عشر و صولی پر مقرر فرمایا، پھر ایک قصہ بیان کیا۔

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۰۰ (ز) ذواصبح جمیری مخضرمین میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۲۵۰۱ ذوجوشن ذوالکلاع میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۵۰۲ ذوظلیم ان کا نام حوشب ہے، پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۵۰۳ (ز) ذورود نام سعید بن عاقب ہے، تذکرہ ہونا ہے۔ اقرع بن حابس میں ان کا ذکر گزرا ہے۔

(۲۵۰۳) ذوالشکوة ابو عبد الرحمن قنی۔ کنتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

(۲۵۰۵) ذوعمر و حمیری

نبی ﷺ کے زمانہ میں بادشاہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف حضرت جریر بن عبد اللہ کو یمن کے دو آدمی دے کر بھیجا تھا۔ صحیح میں امام بخاری کی روایت ہے جو بطریق اسمعیل قیس بن جریر سے مروی ہے، فرمایا: میں یمن میں تھا مجھے یمن کے دو آدمی ملے، ایک ذوالکلاع اور دوسرا ذوعمر۔ میں ان سے نبی ﷺ کے متعلق گفتگو کرنے لگا: تو ذوعمر مجھ سے کہتا ہے: اگر وہ شخصیت یہی ہیں جن کے متعلق گفتگو کر رہے ہو تو ان کی وفات ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ وہ دونوں میرے ساتھ آئے۔ راستہ میں ہمیں ایک قافلہ نظر آیا، انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور ابو بکر خلیفہ بنے ہیں۔ اس نے کہا: اپنے ساتھی سے کہنا: ہم پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آئیں گے۔ (انہوں نے بتایا) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم انہیں لائے کیوں نہیں؟ اس کے بعد ایک دفعہ ذوعمر نے مجھ سے کہا: تمہیں مجھ پر فضیلت حاصل ہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا ہے وہ یمن لوٹ گئے تھے۔ کیونکہ بعد میں جریر رضی اللہ عنہ وہاں واپس نہیں گئے۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ ابن جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ذوالکلاع اور ذوعمر کے پاس بھیجا۔ ذوالکلاع نے تو مجھ سے کہا: ام شرحبیل کے پاس آؤ، یعنی ان کی اہلیہ۔ اللہ کی قسم! ابو شرحبیل کے بعد تمہارے علاوہ کوئی بھی تم سے پہلے اس کے سامنے نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں: پھر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

واقدی نے ”ردہ“ میں کئی سندوں سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو ذوالکلاع اور ذوعمر کی جانب بھیجا تھا، وہ دونوں اسلام لے آئے تھے۔ اور ذوالکلاع کی اہلیہ ضریبہ بنت ابرہہ بن صباح بھی مسلمان ہو گئی۔

(۲۵۰۶) ذوالغصہ العامری نام عامر بن مالک، عین میں تذکرہ ہوتا ہے۔

(۲۵۰۷) ذوالکلاع

نام اَسْمِیْع۔ بقول بعض: سَمِیْع۔ بقول بعض: ایفح بن باکور۔ ایک قول ہے ابن حوشب بن عمرو بن یعفر بن یزید بن نعمان حمیری، کنیت ابو شرحبیل تھی اور اسی سے پکارے جاتے تھے۔ سابقہ شخصیت کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔ ہمدانی فرماتے ہیں ان کا نام یزید ہے، نبی ﷺ نے ان کی طرف حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، یہ اسلام لے آئے۔ اور اس کی وجہ سے چار غلام آزاد کر کے مدینہ آئے۔ ان کے ساتھ بھی چار ہزار غلام تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی فروختگی کے بارے میں پوچھا تو صبح انہیں بھی آزاد کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی، انہوں نے بتایا: مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا، امید ہے اس کا کفارہ بن جائے۔ وہ یہ ایک مرتبہ میں چھپ گیا، پھر جب ظاہر ہوا تو مجھے لاکھ آدمیوں نے سجدہ کیا۔

اسد الغابہ (۱۵۴۸) استیعاب (۷۱۸) بخاری کتاب المغازی باب ذہاب جریر الی الیمن (۴۳۵۹)

اسد الغابہ (۱۵۵۲) استیعاب (۷۲۱) تجرید (۱۷۰/۱)

یعقوب بن شیبہ اپنی سند سے بواسطہ جراح بن منہال روایت کرتے ہیں کہ ذوالکلاع کے پاس غلام مسلمانوں کے بارہ ہزار گھرتھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیام بھیجا۔ یہ ہمارے ہاتھ بچ دو ہم ان کی وجہ سے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ انہوں نے کہا: نہیں، یہ آزاد ہیں۔ پھر ایک گھڑی میں سب کو پروانہ آزادی دے دیا۔ ابو عمرؓ فرماتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں البتہ وہ نبی ﷺ کے دور ہی میں اسلام لے آئے تھے اور نبی ﷺ کے حیات میں ہی اسلام کی پیروی شروع کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے تھے، ان سے روایت بھی کی۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، اور اسی میں شہید ہوئے۔ ابو حذیفہ نے ”فتوح“ میں بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل یمن کی جانب جہاد کی ترغیب دینے روانہ کیا تو ذوالکلاع اور ان کے ماننے والے رخت سفر باندھ کر چلے آئے۔

میں کہتا ہوں: ابو نعیم نے ان کے حالات میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، میرا غالب گمان ہے وہ کوئی اور ہیں اس لیے گزشتہ واقعات میں میں نے اسے علیحدہ کر دیا ہے۔ سیف فرماتے ہیں: جنگ یرموک میں ذوالکلاع گھڑسواروں کے سپہ سالار تھے ہشام بن کلبی بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابوصالح روایت کرتے ہیں۔ مکہ میں چند مرد نقاب اوڑھے داخل ہوتے تھے کیونکہ وہ حسین جمیل تھے اس خوف سے کہ کوئی فتنہ میں نہ پڑے، ان میں ذوالکلاع، زرقان بن بدر، زید الخلیل عمرو بن حمہ وغیرہ شامل تھے۔ ابراہیم بن زائل کتاب صفین میں بطریق جابر جعفی کسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے خطاب کے دوران فرمایا: اہل عراق میں علی رضی اللہ عنہ تمہاری طرف بڑھنے والے ہیں۔ تو ذوالکلاع نے کہا: علیک ام رأی وعلینا ام فعال (آپ کی رائے ہوگی ہماری کارگزاری ہوگی)۔ یہ لعنت ہے جو لوگ لام تعریف کی جگہ میم استعمال کرتے ہیں۔

معجم الشعراء میں مرزبانی نے لکھا ہے کہ اسمیع بن اکور: ذوالکلاع اصغر ہیں جو خضرمی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ حضرت عمر کے زمانہ میں جب لوگ کثرت سے شراب نوشی کرنے لگے تو آپ نے اپنے گورنر کو لکھا کہ وہ شام میں ہر رس کو اتنے پکانے کا حکم نافذ کریں یہاں تک کہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے۔ جس پر ذوالکلاع نے کہا: امیر المؤمنین نے اس مشروب کی موت سمیت اسے پھینک دیا۔ اب کولہو کے ارد گرد اس کے دوست بیٹھے روتے ہیں۔ تم لوگ انہیں کوڑے نہ لگاؤ بلکہ اسے کوڑے لگا کیونکہ یہی زندوں اور قبروں والوں کی زندگی ہے۔ بقول خلیفہ: جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ داہنے دستہ کے سالار ذوالکلاع تھے۔

یعقوب بن شیبہ نے بواسطہ ابووائل بحوالہ ابو میسرہ صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں ذوالکلاع اور عمارہ رضی اللہ عنہ کو جنت کے صحن میں سفید قبوں میں دیکھ کر کہا: کیا آپ لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو وسیع مغفرت والا پایا ہے۔

۲۵۰۸ ذؤیب بن کلیب بن ربیعہؓ

بقول بعض: ذؤیب بن وہب خولانی، عہد نبوی میں مسلمان ہوئے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا نام ”عبداللہ“

رکھا تھا۔ ابن وہب نے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کی ہے کہ جب اسود غسی نے دعویٰ نبوت کیا اور صنعاء پر قابض ہو گیا تو اس نے ذویب بن کلیب کو نبی ﷺ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا تو آگ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کا شکر ہے اس نے ہماری امت میں ابراہیم علیہ السلام جیسے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ عبدان لکھتے ہیں: اہل یمن میں سب سے پہلے یہی مسلمان ہوئے۔ مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے اور جس آزمائش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈالا اس کا ذکر ایک مرسل حدیث میں آتا ہے جسے بروایت ابن لہیعہ نقل کیا جاتا ہے۔ ابن کلبی کے ہاں یہ قصہ اس طرح ہے کہ ذویب بن وہب کو آگ میں ڈالا گیا، لوگوں نے دیکھا کہ وہ آگ میں زندہ ہیں۔ اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۵۰۹ ذویب بن ابی ذویب

خویلد بن خویلد بن محرت۔ بقول بعض: ابن خالد بن خویلد بن محرت بن زبید بن مخزوم بن جہلہ ہذلی مشہور شاعر کے بیٹے ہیں۔ زمانہ فاروقی میں وہ اور ان کے چار بھائی طاعون سے فوت ہوئے۔ چاروں بالغ تھے اور بہادر اور جنگجو تھے۔ ان کے والد نے مشہور قصیدہ میں ان کا مرثیہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

”کیا اموات اور اس کے شک سے دردمند ہے سو زمانہ جزع فزع کرنے والے کی پریشانی اور ناراضگی دور نہیں کرتا“۔

اس میں وہ کہتے ہیں:

”جب موت اپنے بچے گاڑ لیتی ہے تو دیکھے گا کوئی تعویذ کارگر نہیں ہوتا“۔

مرزبانی لکھتے ہیں: ابو ذویب نے زیادہ تر اشعار حالت اسلام میں کہے ہیں، ان کی وفات افریقہ میں خلافت عثمانی میں ہوئی۔

۲۵۱۰ (ز) ذویب بن مرار

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ چنانچہ ابن درید بواسطہ سکین بن سعید، ہشام بن کلبی سے بحوالہ ابو الہیثم الرجسی جو حمیر کے ایک شیخ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ان دو شیوخ نے بیان کیا، جنہوں نے حمام کا زمانہ پایا تھا اور اس کی زبان سے سنا تھا، وہ دونوں ذویب بن مرار اور ارقم بن ابی ارقم ہیں۔ کہتے ہیں: ہمیں حمام بن معدی کرب کلاعی نے بتایا جو جاہلیت کے شہسوار تھے۔ پھر لمبا قصہ بیان کیا۔

۲۵۱۱ (ز) ذویب بن یزید

یا ابن یزید۔ ابو حاتم بھستانی نے معمر بن (عمر رسیدہ لوگوں) میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ساڑھے چار سو (۴۵۰) سال زندہ رہے۔ اسلام کا دور پایا۔ بڑھاپے کے بعد اسلام لائے۔ وہی کہتے ہیں:

”آج ذویب کا گھر بنایا جائے گا۔ اگر زمانہ کی کوئی آزمائش ہوتی تو میں آزما لیتا۔ یا ایک ہمسرہ مقابل ہوتا تو میں اس کے لیے کافی تھا۔ کاش درست لوٹ کو میں جمع کر لیتا، اور رنگدار کلائیوں دوہری کر لیتا“۔

باب ذال کے بعد ہاء

۲۵۱۲ ذهل بن كعب

دور نبوی ملا۔ معاذ بن جبل اور عمر بن الخطاب سے سماع کیا، ان سے سماک بن حرب نے روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم رابع از حرف ذال

باب ذال کے بعد کاف

۲۵۱۳ ذکوان بن عبدمناف

باب ذال کے بعد واؤ

۲۵۱۴ (ز) ذویزن

ان دونوں کے بارے میں قسم اول میں وضاحت کر چکا ہوں۔



حرفِ راء

قسم اول از حرف راء

باب راء کے بعد الف

۲۵۱۵ راشد بن حَبِيش

تصغیر ہے۔ امام احمد، ابن خزیمہ اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے ان کے سماع میں شک ہے۔ امام بخاری، ابو حاتم اور عسکری وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ امام احمد نے بحوالہ راشد بن حبیش روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گئے، تو فرمایا: ”جانتے ہو شہید کون ہے؟“ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: معاذ بن ہشام نے بواسطہ اپنے والد قتادہ سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، اسی روایت کو سفیان بن عبد الرحمن نے قتادہ سے نقل کیا تو کہا راشد سے بحوالہ عبادہ مروی ہے۔ یہی درست ہے۔

۲۵۱۶ راشد بن حَفْص هذلي

بقول ابن مندہ: کنیت ابو اشمیلہ تھی۔ امام بخاری اور ابن مندہ کی روایت ہے کہ عمر بن عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ میرے دادا کو جاہلیت میں اُن پڑھ ہونے کی وجہ سے ”ظالم“ کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم راشد ہو۔“ میں کہتا ہوں: عامر بن مرقش کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے یہ اور ہیں، بلکہ کئی ہونا تحقیقی بات ہے اس واسطے کہ یہ ہذلی ہیں۔

۲۵۱۷ راشد بن سعید سلمی

عقیل نے ان کا ذکر کیا، ایسا ہی تجرید میں ہے۔

۲۵۱۸ راشد بن شهاب

بن عمرو ابن غیلان بن عمرو بن دغی بن ایاد۔ بقول ہشام بن کلثوم ان کا نام قرصاف تھا، نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو

اسد الغابہ (۱۵۶۸) تجرید (۱۷۱/۱) تاریخ الکبیر (۲۹۳/۱) الجرح والتعديل (۴۸۴/۳)

بخاری کتاب المساقاة باب فضل سقی الماء (۲۳۶۳) مسند احمد (۴۸۹/۳) المعجم الکبیر (۲۰۹/۲)

اسد الغابہ (۱۵۶۹) تجرید (۱۷۱/۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۴۱/۳) اسد الغابہ (۱۵۷۰)

آپ ﷺ نے ان کا نام راشد رکھا۔

۲۵۱۹ (ز) راشد بن عبد ربہ سلمی

مرزبانی نے عجم الشعراء میں لکھا ہے ان کا نام غوی تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام راشد رکھ دیا۔ وہ مندرجہ ذیل مشہور شعر کے شاعر ہیں:

”اس نے لاٹھی پھینکی اور وہاں جا کر مقیم ہوئی، جسے واپس آنے سے مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔“

ابو نعیم نے ان کی اولاد میں سے کسی سے روایت کی ہے کہ معلاۃ میں ایک سواع نامی بت تھا، پھر ان کے اسلام لانے اور بت توڑنے کا قصہ بیان کیا۔ ابو حاتم کی روایت ہے کہ ایک دن وہ بت کے پاس تھے کہ اچانک دو لومڑیاں نمودار ہوئیں، ایک نے ٹانگ اٹھا کر بت پر پیشاب کر دیا، اس وقت بت کا مجاور غادی بن ظالم تھا اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

”کیا کسی رب کے سر پر لومڑیاں پیشاب کرتی ہیں، جس پر لومڑیاں پیشاب کریں وہ تو ذلیل و کمزور ہے۔“

پھر بت توڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم راشد بن عبد اللہ ہو۔“

۲۵۲۰ (ز) راشد بن عبد ربہ

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی تھی۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے شاید یہ پہلے والے ہوں۔

۲۵۲۱ رافع بن معلی

بن لوذان انصاری، رافع کے بھائی۔ تجرید سے ابن کلبی ہی نے ان کا بدر بین میں ذکر کیا ہے۔

۲۵۲۲ (ز) رافع بن اشیم اشجعی

ابو ہند، نعیم بن ابی ہند کے والد۔ بقول بعض ان کا نام نعمان ہے، کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۵۲۳ (ز) رافع بن ثابت روفیع بن ثابت۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۲۵۲۴ (ز) رافع بن جابر طانی ابن عمرو میں تذکرہ ہوگا۔

۲۵۲۵ (ز) رافع بن جعدبہ انصاری ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں اسی طرح ابوالاسود نے عروہ سے ذکر کیا ہے۔

۲۵۲۶ رافع بن حارث

بن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں اسی طرح ابوالاسود نے بحوالہ عروہ

استیعاب (۷۹۲) تہذیب تاریخ دمشق (۱۴۱/۳) * اسد الغابہ (۱۶۰۱) استیعاب (۷۴۰)

اسد الغابہ (۱۵۷۶) * اسد الغابہ (۱۵۷۹) استیعاب (۷۹۷)

ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: بدر، احد اور خندق میں شرکت کی اور خلافت عثمانیؓ تک زندہ رہے۔

۲۵۲۷ (ز) رافع بن خدش

ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ان کا ذکر کیا اور ایک ضعیف سند سے یہ بات نقل کی ہے کہ جندع بن حمیل کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: اے جندع بن حمیل! مسلمان ہو جا، سلامت رہے گا، فائدہ اٹھائے گا۔ اس آگ سے سلامت رہے گا جو دہک رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ اس نے کہا: بتوں سے براءت اور علم رکھنے والے بادشاہ کے لئے خالص ہو جانا۔ پوچھا: اس کا راستہ؟ اس نے کہا: عرب سے ایک روشن شخص ظاہر ہوگا جس کا نسب شریف ہے، اس کے نسب میں کھوٹ نہیں، حرم سے نور افشاں ہوگا۔ عجم اس کا دین اپنائیں گے۔ فرماتے ہیں: اس نے اپنے چچا زاد بھائی رافع بن خدش کو بتایا، دونوں صبح روانہ ہو گئے۔ جب جندع نجران پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا اور رافع بن خدش وہیں رہ پڑے۔ جب نبی ﷺ کی مدینہ ہجرت کی خبر ملی تو آ کر مسلمان ہو گئے۔

۲۵۲۸ رافع بن خدیج

بن رافع بن عدی بن یزید بن جثم بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی حارثی۔ ابو عبد اللہ، ابو خدیج، والدہ کا نام حلیمہ بنت مسعود بن سنان بن عامر ابن بیاضہ بدر کے روز نبی ﷺ کی خدمت میں (جنگ کے لیے) پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے کم سن قرار دیا اور احد کے روز اجازت مل گئی۔ جس میں شرکت کی اور بعد کے واقعات میں بھی شامل رہے۔ نبی ﷺ اور اپنے چچا ظہیر بن رافع سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبد الرحمن، پوتا عبایہ بن رفاع، سائب بن یزید، محمود بن لبید، سعید بن المسیب، نافع بن جبیر، ابوسلمہ بن عبد الرحمن ابونجاشی، مولا رافع، سلیمان بن یسار اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں۔ مدینہ کو مستقل وطن بنایا یہاں تک کہ یہیں ان کے زخم سے ۷۴ھ کے اوائل میں خون بہہ پڑا تو فوت ہو گئے، مدینہ میں اپنی قوم کے ناظم تھے۔ ان کی وفات کے متعلق واقدی کا یہی قول ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کا جنازہ پڑھایا ہے۔ واقدی نے اس کی صراحت کی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ۷۴ھ کے آغاز میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد مکہ میں تھے اور اس زخم سے فوت ہوئے جو انہیں آیا تھا کہ کسی نے تیر کھونپ دیا تھا۔ لگتا ہے ابن عمر کے مدینہ آنے تک رافع زندہ رہے، پھر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی وفات پا گئے۔ یا رافع کا انتقال ۷۳ھ کے دوران ہوا ہو، جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حج کرنے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اتنا تو ثابت ہے کہ ابن عمران کے جنازہ میں شریک تھے۔ چنانچہ ابونصرہ فرماتے ہیں کہ رافع بن خدیج کا جنازہ نکلا تو لوگوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، پھر عورتیں چیختے ہوئے نکلیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چپ ہو جاؤ وہ بوڑھے آدمی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تحمل نہیں۔

یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: ۷۳ھ کے آغاز میں فوت ہوئے، یہ زیادہ بہتر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے، یہی معتبر بات ہے، اس کے علاوہ بے بنیاد باتیں ہیں۔ ام عبد الحمید کے سوانح میں کئیوں کے سلسلہ میں اس کی سن

میں بیان ہوگا۔ ابن قانع نے ان کی تاریخ ۵۹ھ لکھی ہے۔ ابن شاہین نے بطریق محمد بن یزید بحوالہ ان کے رجال کے روایت کی ہے کہ حضرت رافع کو احد کے روز ایک تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو تیر کھینچ کر چادر چھوڑ دو، اور قیامت کے روز میں تمہارے شہید ہونے کی گواہی دوں گا“۔ * خلافت عثمانی میں ان کا یہی زخم ہرا ہو کر بہہ پڑا جس سے وہ فوت ہو گئے۔ انہوں نے یہی لکھا ہے، لیکن درست خلافت معاویہ ہے، جیسا پہلے گزرا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زخم کے ہرا ہونے اور وفات میں کچھ عرصہ لگ گیا ہو۔

۲۵۲۹ رافع بن ابی رافع طائی

ابن عمرو میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۳۰ رافع بن رفاعہ انصاری *

امام احمد * اور ابوداؤد * نے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ عکرمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ طارق بن عبدالرحمن مروی ہے۔ رافع بن رفاعہ انصاری مجلس میں آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہم پر مہربانی کی وجہ سے ایک چیز یعنی زمین کو اجرت پر دینے سے، سبکی لگانے والے کی اجرت لینے سے اور باندی کی (حرام کاری کی) اجرت سے منع کرتے تھے، الا یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کچھ کما کر لائے۔ جیسے روٹی اور روٹی کا تنا وغیرہ۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: رافع بن رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان، ان کی صحابیت صحیح نہیں اور حدیث غلط ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی حدیث میں ان کا نسب نہیں دیکھا لہذا یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ وہ رافع بن رفاعہ بن مالک ہوں۔ کیونکہ وہ تابعی ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ رہا سند کا غلط ہونا تو انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ اسی روایت کو ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا کہ رفاعہ بن رافع سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

۲۵۳۱ رافع بن زید *

بن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری اوشی، بقول بعض رافع بن سہل، موسیٰ بن عقبہ نے شریک بدر میں اسی نام میں شک کی بنا پر ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق * اور واقدی فرماتے ہیں: ”رافع بن زید“ شک نہیں کیا۔ ابن کلبی کا قول ہے: رافع بن زید ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ لکھا ہے۔

۲۵۳۲ رافع بن سعد انصاری

احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں، اسی طرح ابن شاہین اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

* مسند احمد (۳۷۸/۶) المستدرک (۵۶/۳) * اسد الغابہ (۱۴۸۱۱) استیعاب (۷۲۹) * مسند احمد (۴۸۰/۲)

ابوداؤد کتاب البیوع والاجارہ، باب فی کسب الاماء (۳۴۲۶) * استیعاب (۶۰/۲)

اسد الغابہ (ت: ۱۵۸۲) الاستیعاب (ت: ۷۳۰) * السیرۃ النبویہ (۲۲۸/۲)

۲۵۳۳ رافع بن سنان

معقل اشجعی کے بھائی، خلیفہ بن خیاط نے اشجعی قبیلہ کے راوی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۳۴ رافع بن سنان انصاری

الاوسی، ابوالحکم۔ عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن حکم بن رافع بن سنان کے دادا، عبد الحمید کبیر نے اپنے والد کے واسطے بحوالہ اپنے دادا کئی احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث ابوداؤد میں ہیں کہ وہ مسلمان ہوئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ انساب میں ابو عبید قاسم بن سلام لکھتے ہیں: ابوالحکم رافع بن سنان صحابی رسول ﷺ فطیون عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے ہیں۔

۲۵۳۵ رافع بن سهل بن رافع

بن عدی بن زید بن امیہ بن زید انصاری قواقلہ کے حلیف۔ بقول بعض بدر میں شریک ہوئے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ اُحد اور بعد کی مہمات میں شریک رہے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ واقدی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے روز حضرت رافع بن سهل اشہل چیتے ہوئے آئے اور بولے: آل سهل! کیوں پیچھے رہتے ہو؟ پھر زرہ پھینک کر تلوار لی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۲۵۳۶ رافع بن سهل بن زید

بن عامر بن عمرو بن ششم بن حارث بن خزرج ابن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی، عبد اللہ کے بھائی۔ اُحد میں شریک ہوئے اور عبد اللہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے تھے۔

۲۵۳۷ رافع بن ظہیر

اسید بن ظہیر کے بھائی۔ الف میں انس بن ظہیر کے سوانح میں ان کا ذکر گزرا ہے۔ اگر وہ روایت محفوظ ہو تو قاسم بن اصغ نے اپنی سند میں بطریق عبد الحمید بن جعفر بحوالہ اپنے والد انہوں نے رافع بن ظہیر یا حنظل روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو فرمایا: آپ نے زمین کو اجرت و کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت ابو عمر نے نقل کر کے لکھا ہے: یہ غلط ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں صحیح روایت وہ ہے جو نسائی نے اسی سند سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ان کے والد سے وہ رافع بن اسید بن ظہیر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یوں روایت سے ”اسید اور ان کے والد سے“ کے الفاظ چھوٹ گئے تھے۔ واللہ اعلم

اسد الغابہ (۱۵۸۳) * اسد الغابہ (۱۵۸۵) استیعاب (۷۳۱) تجرید (۱۷۳/۱)

ابوداؤد کتاب الطلاق باب اذا اسلم احد الابوين مع من يكون الولد (۲۲۴۴) * اسد الغابہ (۱۵۸۶) استیعاب (۷۳۲)

اسد الغابہ (۱۵۸۷) استیعاب (۷۳۳) * اسد الغابہ (۱۵۸۸) استیعاب (۷۳۴) * بخاری کتاب الحرت والمزارعة باب ما كان

من اصحاب النبي ﷺ يواسى بعضهم بعضا في الزراعة والتمر (۲۳۳۹) المعجم الكبير (۳۲۸/۴) * استیعاب (۶۱/۲)

(۲۵۳۸) (ن) رافع بن عبد العارث ابن عجدہ تذکرہ ہونا ہے۔

(۲۵۳۹) (ن) رافع بن عدی عربہ بن اوس کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

(۲۵۴۰) (ن) رافع بن عمرو بن جابر

بن حارث بن عمرو بن مخضب ابو الحسن طائی سنہسی، بقول بعض: ابن عمیرہ۔ دادا کی طرف بھی نسبت کی جاتی ہے، ایک قول ہے: رافع بن ابی رافع۔ مسلم اور ابو احمد الحاکم کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ جب غزوہ ذات سلاسل پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا جس میں ابو بکر بھی تھے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ رافع طائی جاہلیت میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ وہ شتر مرغ کے انڈے لے کر ان میں پانی بھر کر جنگل میں چھپا دیتے۔ جب مسلمان ہوئے تو مسلمانوں کے رہبر بن گئے۔ (کیونکہ وہ راستوں سے بخوبی واقف تھے) رافع خود فرماتے ہیں: غزوہ ذات سلاسل میں میں نے کہا: آج اپنا کوئی نیک صالح ساتھی چنوں گا، اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا ساتھ نصیب فرما دیا وہ مجھے اپنے بستر پہ سلاتے اور فدک کی چادروں میں سے اپنی چادر اوڑھنے کو دیتے، میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔ انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، اگر تمہارا مال ہو تو صدقہ کرنا، دار الکفر سے ہجرت کرنا اور دو آدمیوں کا امیر نہ بننا“۔ (حدیث)

ابن سعد فرماتے ہیں: انہیں رافع الخیر کہا جاتا تھا، حضرت عمر کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئے۔ غزوہ ذات سلاسل میں شریک ہوئے نبی ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی۔ اسی طرح عجلی نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ادھر خلیفہ بن خیاط نے رافع بن عمرو ذات سلاسل کے قصہ والوں میں (کیونکہ انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے) اور رافع بن عمیرہ جنہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو سوادہ (عراق کا لوقہ جنگل جو شام تک کا مختصر راستہ ہے جس کی وجہ سے حضرت خالد روم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کے لیے صرف پانچ دن میں پہنچ گئے تھے) کا راستہ دکھایا تھا ان میں فرق کیا ہے، جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے یوں وہ عراق سے شام پانچ دنوں میں پہنچے۔ انہیں تابعین میں شمار کیا ہے جس میں ان سے غلطی ہوئی۔ کیونکہ وہ ایک ہی شخصیت ہیں صرف ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں فرمایا ہے کہ بنی طسی کا گمان ہے کہ ان سے بھیڑیے نے گفتگو کی تھی۔ اس وقت وہ بھیڑیں چراہے تھے، جس کے متعلق انہوں نے کہا:

”جب میں نے سنا کہ بھیڑیا پکار کر کہہ رہا ہے تو وہ قریب سے مجھے احمد رضی اللہ عنہما کی خوشخبری دے رہا تھا، تو جب نبی

ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں سچی بات کہتے پایا جھوٹی بات نہ تھی“۔

طبرانی نے بطریق عصام بن عمرو بحوالہ عمرو بن حیان طائی نقل کیا ہے کہ رافع بن عمیرہ سنہسی تین مساجد کے لوگوں کو دو پہر کا کھانا کھلاتے اور انہیں حیس پلاتے جبکہ ان کے پاس صرف ایک قمیص ہوتی جسے وہ گھر میں اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے پہنا کرتے تھے۔

۲۵۳۱) رافع بن عمرو بن مجدع

بقول بعض: ابن مخدج بن حاتم بن حارث بن نَعْلَمَة ابن مُلَيْل ابن ضمرة بن بكر بن عبدمناة بن كنانة كنانی ضمری۔ غفاری سے شہرت رکھتے، حکم بن عمرو کے بھائی تھے اور کنیت ابو جبر تھا۔ بصرہ فروکش ہوئے، ان سے ان کے بیٹے عمران، عبد اللہ بن صامت اور ابو جبر جوان کے مولا ہیں نے روایت کی ہے۔ * مسلم میں ان کی ایک حدیث ہے۔

۲۵۳۲) رافع بن عمرو بن ہلال مزنی

عائذ بن عمرو کے بھائی، رافع بصرہ میں رہتے تھے۔ انہیں، ان کے بھائی اور والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عساکر نے قول ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر پانچ یا چھ سال کے ہوں گے، نبی ﷺ کی حدیث یاد تھی۔ میں کہتا ہوں: عمرو بن سلیم مزنی کی ان سے مروی روایت مسند احمد * میں ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا سنا، اس وقت میں کم سن لڑکا تھا اور ہلال بن عامر کی ان سے مروی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خلافت معاویہ تک زندہ رہے ابوداؤد * اور نسائی * کے ہاں بھی ان کی روایت ہے۔

۲۵۳۳) (ن) رافع بن عمیر تمیمی

لقب: دعووس الرمل، رہائش کوفہ میں تھی۔ ہوائف الجمان میں خرائطی نے ان کی حدیث بطریق محمد بن عکیر بحوالہ سعید بن جبیر نقل کی ہے کہ بنی تمیم کا رافع بن عمیر نامی ایک شخص لوگوں کو رستہ بتاتا تھا، جس کی وجہ سے عرب اسے ”دعووس الرمل“ کہتے تھے۔ (بیرونی ریت کا کیڑا یا جو تک) پھر ان کے اسلام لانے کا ابتدائی قصہ طویل انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے جن کو دوسرے سے مخاطب ہوتے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اس کے بتانے سے پہلے اسے اس کی بات بتائی۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ سمجھتے تھے کہ یہ آیت ”اور کچھ انسان مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے...“ * ان کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اس حدیث کی روایت میں ضعف ہے اس میں ہے کہ اس بوڑھے شخص کا نام معتکد بن مہنہل تھا اس نے ان سے کہا: جب تم کسی وادی میں پڑاؤ کرو تو یوں کہو: ”میں محمد کے رب کی پناہ کا، اس وادی کے ڈر سے طلبگار ہوں“۔ کسی جن کی پناہ طلب نہ کرنا، ان کی دھاک خاک میں مل گئی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے اس سے پوچھا: ”محمد (ﷺ) کون ہیں؟“ اس نے کہا: عربی نبی جن کی رہائش کھجوروں والا بیثرب ہے فرماتے ہیں: میں اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور مدینہ پہنچ گیا۔

۲۵۳۴) (ن) رافع بن عمیر (یہ اور ہیں۔ بے نسبت)

شام میں رہتے تھے۔ ابن مردویہ نے سورہ ص کی تفسیر میں بحوالہ رافع بن عمیر روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

* اسد الغابہ (۱۵۹۰) استیعاب (۷۳۵) تجرید (۱۷۴/۱) * مسلم کتاب الزکاة باب الخوارج شر الخلق والخلیفة (۲۴۶۶)
 * اسد الغابہ (۱۵۹۱) استیعاب (۷۳۶) * مسند احمد (۴۲۶/۳) (۳۱/۵)
 * ابوداؤد کتاب المناسک باب ای وقت یخطب یوم النحر (۱۹۵۶) * الکبریٰ، تحفہ الاشراف (۳۵۹۷)
 * سورة الجن آیت (۶) * اسد الغابہ (۱۵۹۲) تجرید (۱۷۴/۱)

فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔“ انہوں نے عرض کی: ”تین چیزوں کا سوال ہے: آپ کے فیصلہ جیسا فیصلہ، ایسی بادشاہت جو میرے بعد کسی کو نہ بچے، اور جو اس گھر کا ارادہ رکھے اور صرف اس میں نماز پڑھنے آئے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے جیسے آج ہی پیدا ہوا۔“

اسی روایت کو طبرانی * نے طویل نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے رافع بن عمیرہ طائی کے حالات میں لکھی ہے اور اس کی سند میں صرف رافع بن عمیرہ ہی لکھا ہے جو میرے نزدیک اور ہیں۔ دونوں میں ابن مندہ اور ابو نعیم نے فرق کیا ہے۔

۲۵۲۵ (ز) رافع بن عُنْجَدَه *

النصاری اوسی از بنی امیہ بن زید، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر شرکاء بدر میں کیا ہے۔ جبکہ ابن ہشام کا قول ہے کہ عنجدہ ان کی والدہ کا نام ہے، والد کا نام عبدالحارث تھا۔ بقول بعض: ”یہ رافع بن عنجرہ ہیں“ جو لفظی غلطی ہے، کسی نے رافع بن عنجرہ لکھا ہے جو تحریف ہے۔ ابو معشر ان کا نام حامر بن عنجدہ بتایا کرتے تھے لیکن کسی نے ان کی ”متابعت“ نہیں کی۔

۲۵۲۶ (ز) رافع بن مالک *

بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق النصاری زرقی۔ بیعت عقبہ میں شامل تھے وہ بھی ایک نقیب تھے۔ سعد بن عبد الحمید ابن جعفر کا قول ہے: خزرج میں سے سب سے پہلے یہی اسلام لائے۔ امام بخاری نے بطریق یحییٰ بن سعید، معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے (اور رفاعہ بدری صحابی ہیں اور رافع بیعت عقبہ والوں میں سے ہیں) وہ اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے: مجھے اس بات سے خوشی نہیں ہوگی کہ میں عقبہ کے بدلہ بدر میں شریک ہوں۔ ابو نعیم نے یہی حدیث اس سند سے مختصر ان الفاظ میں نقل کی ہے: معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے۔ رافع بن مالک اہل عقبہ میں سے تھے بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اسے موصولاً نقل کیا ہے اور ان کا نام بدریین میں شمار کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق * کی بروایت یونس بن کبیر نہ کہ بروایت یزید بنگائی آیا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں ان کے سوانح میں معاذ بن رفاعہ ان کے دادا رافع بن مالک سے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو مجھے چھینک آئی.... (حدیث) یہ وہم ہے یہ روایت تو ان کے والد سے مروی ہے جسے یونہی ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اسی سند سے جس سے حاکم نے نقل کیا ہے، روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ رافع بن مالک پہلے شخص ہیں جو مدینہ سورۃ یوسف لے کر آئے۔ ”اخبار مدینہ“ میں زبیر بن بکر بحوالہ عمر بن حنظلہ لکھتے ہیں: بنی زریق کی مسجد وہ پہلی مسجد ہے جس میں قرآن پڑھا گیا۔ اور رافع بن مالک کی جب نبی ﷺ سے عقبہ میں ملاقات ہوئی تو آپ نے گزشتہ دس سالوں میں بارگاہ ہونے والا کلام انہیں عطا کیا، جسے رافع مدینہ لائے۔ پھر اپنی قوم کو یکجا کر کے ان کے سامنے پڑھا۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کو ان کے قبلہ رخ کی سیدھ سے بڑی خوشی ہوئی۔

المعجم الكبير (۴۷۷/۵) * اسد الغابہ (۱۵۹۵) استيعاب (۷۳۸) * اسد الغابہ (۱۵۹۸) استيعاب (۷۳۹) تجريد (۱۷۴/۱)

السيرة النبوية (۲۵۹/۲) * ابوداؤد، كتاب الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء (۷۷۳) ترمذی كتاب ابواب الصلاة

باب ما جاء في الرجل يعطس في الصلاة (۴۰۴) نسائی كتاب الافتتاح باب قول الاماموم اذا عطس خلف الامام (۹۳۰)

۲۵۳۷ رافع بن معلى

بن لوزان بن حارث بن عدی بن زید بن ثعلبہ انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے انہیں شہید کیا تھا۔ ابن شہاب کو ان کے نسب میں وہم ہوا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ اوس میں سے بنی زریق کے ہیں۔ حالانکہ بنی زریق خزرج کی شاخ ہے نہ کہ اوس اور بدر میں شہید ہونے والے خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۵۳۸ رافع بن معلى انصاری زرقی

دڑھ بنت ابی لہب (عورتوں کے ناموں میں) کے سواخ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابن کلبی بواسطہ ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”جن لوگوں نے تم میں سے اس دن جب لشکر آپس میں ملے، منہ پھیرا“ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت عثمان بن رافع بن معلى اور خارجہ بن زید کے متعلق نازل ہوئی۔ لہذا احتمال ہے وہ یہی ہوں۔ بقول بعض: یہ کنیتوں میں ”ابوسعید“ آنے والوں کے نام میں یہ پہلے گزر چکا ہے کہ کسی نے کہا: ان کا نام حارث ہے۔

۲۵۳۹ رافع بن مکیث (بروزن عظیم) جہنی

بیعت رضوان میں شریک تھے اور ان میں سے ایک تھے، جنہوں نے فتح مکہ کے روز جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ جابہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ان کی ابوداؤد کے ہاں ایک حدیث ہے جو بطریق ان کے بیٹے حارث بن رافع ان کے حوالہ سے سلیقہ مندی کے بارے میں مروی ہے۔

۲۵۵۰ رافع بن نعمان

بن زید بن لبید بن خدش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ بقول عدوی: احد میں شریک ہوئے تھے۔

۲۵۵۱ رافع بن یزید ثقفی

بقول ابن اسکن: ان کی حدیث میں سماع کا تذکرہ ہے اور نہ روایت و دیدار کا اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ صحابی ہیں یا نہیں؟ اور سوائے اس حدیث کے ان کا مجھے کہیں ذکر بھی نہیں ملا۔ ابن اسکن، ابواحمد بن عدی کی بطریق ابوبکر ہذلی حسن سے بحوالہ رافع بن یزید روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے لہذا سرخ رنگ سے اجتناب کرو اور ہر وہ کپڑا جس میں نمود و نمائش ہو۔“ ابن مندہ لکھتے ہیں اسی روایت کو سعید بن بشر نے قتادہ سے بواسطہ حسن، عبدالرحمن بن یزید سے بحوالہ رافع اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ جو ذقانی کتاب الاباطیل میں لکھتے ہیں: یہ باطل حدیث ہے اور اس کی سند منقطع ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ”باطل“

اسد الغابہ (۱۶۰۱) استیعاب (۷۴۰) تجرید (۱۷۵/۱) السیرة النبویة (۲/۲۶۵) اسد الغابہ (۱۶۰۲)

سورة آل عمران آیت (۱۵۵) اسد الغابہ (۱۶۰۳) استیعاب (۷۴۱) تجرید (۱۵۷/۱)

ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (۱۵۶۲، ۵۱۶۳) اسد الغابہ (۱۶۰۴)

اسد الغابہ (۱۵۰۶) استیعاب (۷۴۴) تجرید (۱۷۵/۱) فتح الباری کتاب اللباس باب الثوب الاحمر (۳۰۶/۱۰)

مجمع الزوائد (۱۳۰/۵) جمع الجوامع (۵۶۱۹) کنز العمال (۴۱۱۶۱)

ناقابل التفات ہے اس لیے کہ ابوبکر ہذلی پر وضع کا الزام نہیں۔ اور سعید بن بشر نے ان کی موافقت کی ہے۔ اگرچہ انہوں نے سند میں ایک شخص کا اضافہ کر دیا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ متن ضعیف ہے۔ رہا اس پر وضع کا حکم لگانا، تو قابل تردید ہے۔ جو ذقانی نے اپنی مذکورہ کتاب میں کئی ان احادیث کو باطل قرار دے دیا ہے جو صحیح احادیث کے ساتھ ٹکراتی تھیں۔ باوجودیکہ دونوں کو یکجا کرنا ممکن ہے، سو یہ کام مردود ہے۔ میں ان کی اس کتاب سے ابن الجوزی کے قلمی نسخہ کے ذریعہ واقف ہوا، اس کے باوجود انہوں نے اس حدیث کو موضوع لکھنے میں ان سے اتفاق نہیں کیا۔

۲۵۵۲ رافع بن یزید انصاری

ابن زید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۵۵۳ رافع مولا نبی ﷺ

کنیت ابوالہی تھی۔ ان کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے جسے ابن ماجہ، باوردی اور ابن ابی عاصم نے ”ادب“ میں اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ سب عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا دل (کینہ حسد سے) پاک اور زبان سچی ہو“۔ پھر وہ حدیث ذکر کی، اسی میں ہے کہ ایسا تو ہمیں رافع مولا نبی ﷺ نظر آتے ہیں۔ یہ زیادتی اور اضافہ ابن ماجہ میں نہیں ہے۔ حکیم ترمذی اپنے ”نوادر الاصول“ میں یہ حدیث یحییٰ بن حمزہ سے مکمل نقل کرتے ہیں۔ جبکہ طبرانی نے دوسری سند سے روایت کی اور بلاذری نے ایک اضافہ نقل کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے کہا: مجھے خوف ہے یہ بات محفوظ نہیں۔ مجھے تو یہ ابورافع لگتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام احمد نے کتاب الزہد میں بطریق اسد بن وداعہ یہ حدیث مرسل نقل کی ہے لیکن انہوں نے ”رافع بن خدیج“ فرمایا ہے، ان کا رافع بن خدیج لکھنا ہی وہم ہے، جس سے پہلی روایت کو تقویت ملتی اور ہشام کے توہم کا بعد ثابت ہوتا ہے۔ ان کا ذکر طبرانی کی ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ سعید بن عاص کا ایک غلام تھا ہر ایک نے اس کی اولاد سے اپنا حصہ آزاد کر دیا صرف ایک نے نہیں کیا اس نے اپنا حصہ نبی ﷺ کو بہہ کر دیا آپ ﷺ نے اس کا حصہ آزاد کر دیا۔ وہ کہا کرتے تھے: میں نبی ﷺ کا مولا ہوں۔ ان کا نام رافع ابوالہی تھا۔ ہشام بن کلبی نے یہ قصہ ذرا اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جب عمرو بن سعید الاشدق چلے گئے تو انہیں بلا بھیجا اور پوچھا: تم کس کے مولا ہو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا، تو انہوں نے انہیں سو کوڑے مارے۔ پھر سوال کیا، تو انہوں نے یہی جواب دیا پھر سو اور مارے پھر تیسری بار یہی سوال کیا، جب دیکھا کہ وہ مارنے سے باز نہیں آ رہے تو کہنے لگے: تمہارا مولا ہوں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: لوگوں کو اس میں غلطی لگ جاتی ہے وہ ابورافع کہنے لگ جاتے ہیں، حالانکہ وہ رافع ہیں۔ ابوالعباس خزرجی نے یہی قصہ ”اکامل“ میں بلا سند ذکر کیا ہے۔

۲۵۵۴ (ن) رافع مولا عبید بن عمیر اسلمی

حام اسلمی کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۲۵۵۵ (ن) رافع خزاعی * ان کے مولا ہیں

ابن اسحاق مغازی میں فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقاء اور رافع ان کے مولا کے ہاں پناہ لی۔

۲۵۵۶ رافع * مولا عائشہ رضی اللہ عنہا

ابن مندہ کی روایت ہے کہ رافع مولا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوتے تو میں اس وقت کم سن لڑکا ہوتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کام کاج کرتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جو علی سے عداوت رکھے اللہ تعالیٰ کی اس سے عداوت ہے“۔ فرماتے ہیں: یہ غریب روایت ہے جو ہمیں اسی سند سے معلوم ہوئی۔

۲۵۵۷ رافع * مولا غزیہ بن عمرو

بقول ابو عمر: * احد میں شہادت پائی۔

۲۵۵۸ رافع مولا سعید *

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حسن بن سفیان کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنے پڑوسی کو منزل یا کمرہ پیش کیا اور کہا میں تمہیں چار ہزار میں دوں گا اس واسطے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”پڑوسی نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے“۔ * اسی روایت کو ابو محمد حارثی نے مسند ابی حنیفہ میں بطریق ابو حنیفہ بواسطہ عبد الکریم نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: مسور سے بحوالہ رافع مروی ہے کہ ”حضرت سعد نے مجھے کمرہ پیش کیا“۔ اور حدیث بیان کی جو مسند سعد سے ہے۔ ان سے محفوظ وہ ہے جو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بطریق عمرو بن شریذ نقل کی ہے کہ مسور بن مخرمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ”چلو ہمیں سعد بن ابی وقاص کے پاس لے چلو، اتنے میں ابورافع آگئے، انہوں نے حضرت سعد سے کہا: آپ مجھ سے میرے وہ دو کمرے کیوں نہیں خرید لیتے جو آپ کی حویلی میں ہیں...“۔ * (حدیث) اصل میں اس حدیث میں ابوامیہ سے خلط ملط ہوا ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۲۵۵۹ رافع قرظی *

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بحوالہ رافع جو بنی زبناح پھر بنی قریظہ کے ایک شخص تھے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ تحریر ضبط کروائی کہ یہ صرف اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

* استیعاب (۷۴۲) * اسد الغابہ (۱۵۸۹) تجرید (۷۴۱/۱) * کنز العمال (۳۲۸۹۹)

* اسد الغابہ (۱۵۹۶) استیعاب (۷۴۳) * استیعاب (۴۸۵/۲) * اسد الغابہ (۱۵۸۴) تجرید (۱۷۳/۱)

* بخاری کتاب الشفیعہ (۲۲۵۸) کتاب الحیل (۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۸۰، ۶۹۸۱) مسند احمد (۳۸۹/۴، ۳۹۰/۴)

* حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ * اسد الغابہ (۱۵۹۷)

۲۵۶۰ (ن) رافع رقيق اسلم

ان کا ذکر انہی کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے، احتمال ہے کہ یہ ابوالہی ہوں۔

باب راء کے بعد باء

۲۵۶۱ رباح

ابن رباح بن صفيي تميمي، حنظلہ تمیمی کے بھائی۔ اکثر کا قول ہے کہ یہ نام رباح ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت والی حدیث نقل کی ہے، اسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نکلے جس کے مقدمہ الجیش کی کمان خالد بن ولید کر رہے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد * نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

۲۵۶۲ رباح بن قصير اللخمي

بقول ابن السکن ان کی سند میں نظر ہے۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی؟ عرض کی: اللہ کے رسول! امید نہیں کہ میرے ہاں بچہ کی ولادت ہو۔ * اس میں ہے کہ ”نطفہ جب رحم میں قرار پالیتا ہے تو تعالیٰ اس کے سامنے اس کے اور آدم علیہ السلام کے درمیان تک کے تمام نسب کو حاضر کر دیتا ہے“۔ ابن شاہین، ابن السکن اور ابن اس کی اسی سند سے مرفوع روایت ہے کہ میرے بعد مصرخ ہوگا۔ تو اس کی بہترین جگہ تلاش کرنا اسے حویلی نہ بنانا کیونکہ وہاں وہ لوگ نچائے جائیں گے جن کی عمریں کم ہوں گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں، ابن یونس لکھتے ہیں: موسیٰ بن علی نے اس طرح کی روایت بیان کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ ان سے یہ روایت نقل کرنے میں مطہر بن یثیم منفرد ہے جو متروک راوی ہے۔ فرماتے ہیں: رباح نے دور نبوی پایا اور خلافت صدیقی میں اسلام لائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو یونس کی طرف بھیجا تو وہ رباح بن قصیر کے ہاں فروکش ہوئے، اس وقت رباح مسلمان ہوئے۔ یحییٰ بن اسحاق نے جو ایک ثقہ راوی ہیں۔ موسیٰ بن علی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میرے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے دور نبوی پایا تھا اور دو صدیقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ صغیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۵۶۳ رباح بن معترف

نام وہب، بقول بعض: ابن عمرو بن معترف بن حو ان ابن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری۔ کنیت ابو حستان۔

اسد الغابہ (۱۶۱۰) استیعاب (۶۴۵) تجرید (۱۷۵/۱) * ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی قتل النساء (۲۶۶۹)

ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الفارۃ والبیات وقتل النساء والصبيان (۲۸۴۲) مسند احمد (۴۸۸/۳)

اسد الغابہ (۱۶۱۳) استیعاب (۷۴۶) تجرید (۱۷۶/۱)

المعجم الكبير (۴۶۲۴/۵) تفسیر طبری (۵۶/۳۰) الدر المنثور (۳۲۳/۶) کنز العمال (۴۶۹۵)

اسد الغابہ (۱۶۱۴) استیعاب (۷۴۷)

فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ بقول زبیر بن بکار: صحابی ہیں۔ اور تجارت میں عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ شریک تھے یہی طبری کا قول ہے۔ ابن ابی عاصم نے رباح بن معترف کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”کسی نے ﷺ سے گمشدہ بکریوں کے بارے میں پوچھا“۔ (حدیث) شعیب نے زہری سے بواسطہ سائب بن یزید روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے لیے سفر کر رہے تھے، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ علیحدہ ہو کر رباح بن معترف سے کہنے لگے ابو حسان ہمیں کچھ سناؤ۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اور غریب الحدیث میں ابراہیم حربی نے بطریق عثمان بن نائل انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ہم نے رباح بن معترف سے کہا: ہمیں ہمارے شہر والوں کے دوہے سناؤ۔ انہوں نے کہا: کیا عمر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ہم نے کہا: جی ہاں۔ اگر وہ آپ کو منع کریں تو رُک جائیے گا۔

زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو رباح لوگوں کو سواروں کے اشعار گنگنا کر سنا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کچھ نہیں، بس سفر کی کمی کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر سننے ہی ہیں تو ضرار بن خطاب کے اشعار سنو۔ ابونعیم لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں۔

۲۵۶۳) رباح مولا ام سلمہ

نسائی بطریق کریب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ایک غلام کے پاس سے گزرے جس کا نام رباح تھا وہ نماز پڑھتے ہوئے پھونک مار رہا تھا، آپ نے فرمایا: ”اپنے چہرہ پر مٹی لگنے دو“۔ باوردی نے بحوالہ ابوصرار روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اس میں ان کا قصہ ہے۔ طبرانی نے مسند اہل شام میں اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

۲۵۶۵) رباح مولا بنی جحجبی

شراکاء احد میں مذکور ہیں، بقول ابن اسحاق جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۲۵۶۶) رباح مولا حارث بن مالک انصاری

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا کہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، شاید یہ پہلے والے ہیں۔

۲۵۶۷) رباح مولا رسول اللہ ﷺ

صحیحین میں ان کا ذکر ثابت ہے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے اپنی ازواج سے علیحدگی کے قصہ میں منقول ہے۔ میں اس کرہ کے پاس آیا جس میں آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے رباح سے کہا: میرے لیے اجازت طلب کرو۔ امام مسلم نے روایت میں ان کا نام لیا۔ نیز مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کا رباح نامی ایک غلام تھا۔ طبرانی کی روایت بطریق ابن ابی ملیکہ بخاری

❖ استیعاب (۶۶/۲) ❖ اسد الغابہ (۱۶۱۱) تجرید (۱۷۶/۱) ❖ المعجم الكبير (۴۶۲۵/۵)

❖ اسد الغابہ (۱۶۰۸) استیعاب (۷۴۹) ❖ اسد الغابہ (۱۶۰۹) استیعاب (۶۵۰) (۶۷/۲) ❖ اسد الغابہ (۱۶۰۷) استیعاب (۴۸)

❖ بخاری کتاب التفسیر باب تبتغی مرضاة ازواج (۴۹۱۳) باب اذا اسر النبی ﷺ (۴۹۱۴) ... (۴۹۱۴)

مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء و اعتزال النساء (۳۶۷۵) (۳۶۷۶)

عمر بن الخطاب مروی ہے کہ مجھے بلال نے یہی الفاظ بتائے۔ بلاذری لکھتے ہیں: وہ سیاہ فام تھے، لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دینے پر مامور تھے، پھر انہیں سيار کے قتل ہو جانے کے بعد ان کی جگہ مقرر کر دیا، چنانچہ یہ اونٹنیوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

عمر بن خطاب نے اخبار مدینہ میں بحوالہ ابو غسان ذکر کیا ہے کہ رباح مؤذن رسول ﷺ نے دار یمانہ کے کونے پر ایک گھر بنایا، پھر بروایت کریمہ بنت مقرر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رباح! اپنا گھر اس گھر کے قریب کر لو کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں کسی درندہ کا خدشہ رہتا ہے۔“

۲۵۶۸ (بے نسبت) رباح

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا تعلق اہل شام سے ہے، ابن مندہ نے ہی بحوالہ عبیدہ بن رباح انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگوں سے تو چھپ گیا جہنم سے نہیں چھپ سکے گا۔“

۲۵۶۹ (ز) رباح سلمی

ہو ذہ سلمی جن کا ذکر آ رہا ہے ان کے شعر میں ان کا ذکر آتا ہے جو قسم ثالث کے حرف ہاء میں مذکور ہے۔

۲۵۷۰ (ز) ربیع

ابن عامر بن حصن بن خرشہ بن عمرو بن مالک صائی۔ بقول طبری انہیں خدمت نبوی میں آنے کا شرف حاصل ہے اور نبی ﷺ نے ان کے لیے نوشتہ قلم بند کرایا۔

۲۵۷۱ (ز) ربیع بن الأفکل عنبری

فتوح میں سیف کا بیان ہے کہ حضرت سعد نے انہیں جنگ موصل پر نگران مقرر کیا تھا اور ہم بارہا یہ ذکر کرتے آئے ہیں کہ فتوح میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے امیر عبداللہ بن معتم کے لشکر کے مقدمہ الحیش پر مقرر کیا تھا، فتوح عراق میں ان کی شرکت اور مواقع پر بھی ہوئی ہے۔

۲۵۷۲ (ز) ربیع بن تمیم

بن یعار انصاری، بقول عدوی: احد میں شرکت کی اور جنگ یمانہ میں شہید ہوئے۔

۲۵۷۳ ربیع بن ابی ربیع

ابو ربیع کا نام رافع بن یزید بن حارثہ بن الحد بن عجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جسم بن وڈم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن ملی بلوی۔ جو بنی زید بن مالک بن عوف بن مالک بن اوس حلفاء جو انصار میں سے انصار کے حلیف ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ شرکاء بدر میں کیا ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ربیع بن ابی ربیع اور ربیع بن رافع میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں ایک شخص ہیں۔

۲۵۷۳ (ز) ربیع بن عامر

بن خالد بن عمرو۔ بقول طبری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مثنیٰ بن حارثہ کی امداد کے لیے بھیجا تھا، وہ عرب کے معزز شخص تھے۔ نجاشی شاعر نے ان کے متعلق مدحیہ اشعار کہے ہیں، فتوح میں سیف بحوالہ ابو عثمان خالد اور عبادہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا کہ عراقی لشکر کو عراق بھیج دو اس وقت ان کی کمان ہاشم بن عتبہ کر رہے تھے اور مقدمہ الجیش پر قحطاع بن عمرو تھے اور اس کے ہراول دستہ پر عمیر بن مالک اور ربیع بن عامر مقرر تھے، جس کے متعلق ربیع فرماتے ہیں:

”ہم نے ضلع کے بعد ضلع میں اونٹ بٹھائے، ہم انہیں کھینچتے رہے یہاں تک کہ گھاٹ بھر دیئے۔“

غزوہ نہاوند میں بھی ان کا ذکر آتا ہے، انہی نے اس غزوہ کے امیر نعمان بن مقرن کے لیے بالوں کا خیمہ بنایا تھا۔ احضار نے جب خراسان فتح کیا تو انہیں طخارستان کا والی مقرر کیا۔ اور یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۵۷۵ (ز) ربیع بن عمرو انصاری

ضرار نے ان کا ذکر اپنی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن ابورافع بحوالہ ان کے والد شرکاء بدر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہونے والوں میں کیا ہے۔ ابو نعیم وغیرہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

الربیع نامی حضرات جس کے شروع میں الف لام ہے

۲۵۷۶ (ز) الربیع بن ایاس

بن عمرو بن عثمان بن امیہ بن زید انصاری۔ ابو الاسود اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۷۷ (ز) الربیع بن ربیعہ

بن رفیع سلمی، ربیعہ بن رفیع میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۷۸ (ز) الربیع بن ربیعہ

بن عوف بن قتال بن انف الناقہ تمیمی۔ ابو یزید ”جبل سعدی“ کہلانے میں مشہور ہیں۔ شہرت یافتہ شاعر۔ زکریا بن ہارون الجہری نے اپنے ”نوادیر“ میں یہ گمان کیا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے، ابن الاثیر اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن درید فرماتے ہیں: جبل کا نام ربیعہ بن کعب، بقول بعض: ربیعہ بن مالک ایک قول: ربیعہ بن عوف کا ہے یہ مرزبانی کا قول ہے، انہوں نے اس میں اختلاف بھی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ مخضرمی ہیں، بصرہ فروکش ہوئے۔ ابن کلبی کا قول

ہے: ربیع بن مالک تھا: ابو الفرج الاصبہانی لکھتے ہیں: مخبل مخضری ہیں اور نامور شعراء میں سے ہیں، انہوں نے لمبی عمر پائی ہے، مجھے لگتا ہے کہ ان کا انتقال خلافت فاروقی یا عثمانی میں ہوا ان کے متعلق فرزدق کہتے ہیں:

”نابغہ روزگار شخصیتیں جب گزر گئیں تو انہوں نے مجھے قصائد دیئے جن میں ابو یزید ذوالقروح اور جرول شامل ہے۔“

اور اس بھوکا ذکر کیا جو مخبل اور زبرقان بن بدر کے درمیان ہوئی تھی۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ عجیب کلام کرنے والے شاعر اور مخضری شخص تھے، بصرہ فروکش ہوئے انہی کا یہ قصیدہ ہے:

”مجھے سب سے درست کام اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور سب سے برا کام گناہ کا معلوم ہوا ہے۔“

الرزہ میں ویمہ نے لکھا ہے کہ مخبل، قیس بن عاصم کے ساتھ بحرین میں ربیعہ کی جنگ میں تھے قیس بن عاصم کے متعلق ان کے مدحیہ اشعار ہیں، قسم ثالث میں بغیض بن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بقول بعض: انہوں نے زبرقان بن بدر کے ہاں ان کی بہن کا ہاتھ مانگا تو انہوں نے ان کی عقل میں کوئی فتور محسوس کر کے انکار کر دیا اور ہزال سے اس کی شادی کر دی جبکہ ہزال نے زبرقان کے ایک پڑوسی کو قتل کیا تھا تو مخبل نے انہیں مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ عار دلوائی:

”کیا تو نے ہزال سے خلیدہ کا نکاح کر دیا ہے باوجودیکہ عدم موجودگی میں اس کا گمان ہے کہ تو اس کا قاتل ہے۔“

۲۵۷۹) الربیع بن زیاد

بن انس بن الدیان بن قطن بن زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی۔ بقول ابو عمر: ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے (لیکن) مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں“۔ ابو احمد العسکری لکھتے ہیں: انہوں نے دور نبوی ﷺ پایا تو ہے لیکن مدینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے انہیں ۲۹ھ میں بستان کی مہم سونپی جو ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ”کامل“ میں مبرد قطر از ہیں کہ یہ بحرین پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر مقرر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا ہوا آپ نے ان سے عمر پوچھی، بتایا: جون (۵۳) سال اور ایک قصہ بیان کیا جس کے آخر میں ہے: ”آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ انہیں ان کے عہدہ پر قائم رکھا جائے۔“ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں جنگ منا ذکر کا نائب مقرر کر دیا جسے انہوں نے زبردستی فتح کر لیا۔ اسی میں ان کا بھائی مہاجر بن زیاد شہید ہوا۔ اور بطریق سلیمان بن بریدہ روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ وہ کہنے لگا: اپنی قوم کا سفیر بن کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو! کہنے لگا: امیر المؤمنین کیا کہوں، اللہ کی قسم! آپ اس امت کے حکمران کیا بنے ایک مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ اگر فرات کے کنارہ کوئی بکری کھو جاتی ہے تو قیامت کے دن اس کی باز پرس آپ سے ہوتی ہے؟! حضرت عمر رضی اللہ عنہ سر جھکائے روئے جا رہے تھے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: ”ربیع بن زیاد“۔ حضرت عمر کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا: مجھے ایسا شخص دکھاؤ جو جب اپنی قوم کا امیر و افسر نہ ہو پھر بھی امیر و گورنر لگے۔ اور جب امیر ہو تو امیر محسوس نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ایسا شخص تو صرف

اسد الغابہ (۱۶۲۵) استیعاب (۷۵۳) تجرید (۱۷۷/۱) استیعاب (۶۸/۲) التاريخ الكبير (۲۶۸/۱)

الجرح والتعديل (۴۶۱/۳) النقات (۲۹۸/۶)

”ربیع بن زیاد“ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: واقعی تم نے ٹھیک کہا۔ ابن کلبی نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابن حبیب کا بیان ہے کہ زیاد نے ربیع بن زیاد کو خط بھیجا کہ ”امیر المومنین کا خط آیا ہے جس میں انہوں نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ تم سونا چاندی علیحدہ کر کے باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دو“۔ انہوں نے جواب لکھا: میرے پاس امیر المومنین کے خط سے پہلے اللہ تعالیٰ کا خط (یعنی قرآن مجید) پہنچ چکا ہے، اور جلدی سے حقداروں میں غنیمتیں تقسیم کر کے ختم علیحدہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعائے موت کرنے لگے۔ جمعہ بھی نہ گزرا تھا کہ وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں: اوروں نے بھی یہ قصہ نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری ان کے کاتب تھے۔ اور وہ زیاد کی جانب سے وفات تک خراسان کے والی رہے۔ ان کے پوتے حارث بن زیاد بن ربیع، ابو جعفر المنصور کے درباری علماء میں شامل تھے، ان کے دور میں ان سے بڑا کوئی عربی یا عجمی علم نجوم کا ماہر نہیں تھا۔ وہ فیصلہ کرنے سے بچتے تھے اور ستاروں کی چال کا بغور مشاہدہ کرتے تھے۔

۲۵۸۰) الربیع بن زید

بقول بعض: ”ابن زیاد“ ایک قول ”ربیعہ“ کا ہے۔ بقول بغوی: مجھے معلوم نہیں، آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں؟ پھر وہ خود اود طبرانی بطریق داؤد الاودی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو کرز حارثی سے بواسطہ ربیع بن نوید سنا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو راستہ سے ہٹ کر چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا ہوا ہے راستہ سے ہٹ کر چل رہے ہو؟ اس نے کہا: گرد و غم سے پریشان ہوتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس راستہ سے ہٹ کر نہ چلو! اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ تو جنت خوشبو ہے“۔ اسی روایت کو ابو داؤد نے مراہیل میں اور نسائی نے الکافی میں نقل کیا ہے لیکن انہوں نے ”ربیع بن زیاد“ لکھا ہے، مندرہ نے ذکر کیا تو ربیعہ بن زیاد یا ابن زید لکھا ہے۔

یہ ارشاد ایک غزوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ (عامة ترقی ندوی)

۲۵۸۱) الربیع بن سہل

بن حارث بن عمرو بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ظفری بقول ابو عمر: احد میں شریک ہوئے۔

۲۵۸۲) (ن) الربیع بن طعیہ

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی۔ جیر بن مطعم بن عدی کے چچا زاد بھائی۔ ابو طعیہ بن عدی تو بدر کے روز مارا گیا تھا۔ ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی العاص حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ زبیر بن عکرم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۸۳) الربیع بن قارب العبسی

ابو علی الغسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کے بیٹے کی اولاد عبد اللہ بن قاسم بن حاتم

اسد الغابہ (۱۶۲۶) تجرید (۱۷۷/۱) المعجم الكبير (۴۶۰۸/۵) معجم الزوائد (۲۸۷/۵)

اسد الغابہ (۱۶۲۷) استیعاب (۷۵۴) استیعاب (۶۸/۲) اسد الغابہ (۱۶۲۸)

عقبہ بن عبد الرحمن بن مالک بن عقبہ بن عبد اللہ ابن الربیع بن قارب سے نقل کی جاتی ہے کہ ربیع نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں پہنے کو چادر اور سواری کے لیے اونٹنی دی اور ان کا نام عبد الرحمن رکھا۔

۲۵۸۳ (ن) الربیع بن مالک

الربیع بن ربیعہ میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۲۵۸۵ (ن) الربیع بن معاویہ

بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل بن الخفاجی، بیعت کی اور اسلام لائے۔ ابن سعد نے بنی عقیل کے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام البلقینی کے قلم سے تجرید کے ایک نسخہ کے حاشیہ پر اسی طرح لکھا دیکھا ہے پھر میں نے طبقات ابن سعد کی مراجعت کی، مطرف بن عبد اللہ بن الاعلم کے حالات میں میں نے ان کی حدیث ذکر کی ہے۔

۲۵۸۶ (ن) الربیع بن نعمان

بن یساف، حارث کے بھائی، احد میں شریک ہوئے۔ الاشیری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۸۷ (ن) الربیع الانصاری الزرقی

بغوی، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق جریر، عبد الملک بن عمیر سے بحوالہ الربیع الانصاری روایت کی ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے میرے بھتیجے جبر الانصار کی عیادت کی، ان کے گھر والے رونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں سے کہا: بس! آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں رونے دو جب تک میت پڑی ہے یہ روتی رہیں گی، جونہی میت اٹھے گی یہ چپ ہو جائیں گی۔“ جریر نے ایسا ہی کیا۔ اسی روایت کو داؤد طائنی نے بواسطہ عبد الملک بن عمیر جبر بن عتیک سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۵۸۸ (ن) الربیع الانصاری

ان سے ان کی بیٹی ام سعد روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بداخلاقی بے برکتی کا باعث ہے، عورتوں کی ہاں میں ہاں ملانا پیشیانی و ندامت کا ذریعہ ہے اور سلیقہ مندی بڑھوتری اور برکت کا سبب ہے۔“ ابن مندہ نے اسے درج کیا ہے۔

۲۵۸۹ (ن) الربیع الجرمی

بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی اور باوردی نے بطریق مسلم بن عبد الرحمن، سوادہ بن الربیع سے روایت کی ہے کہ ”میں اور میرے والد نبی ﷺ کے پاس گئے۔ آپ نے چند اونٹوں کا حکم دیا۔“ (حدیث) ابو نعیم لکھتے ہیں: یہ روایت ایک جماعت نے مسلم بن عبد الرحمن سے نقل کی ہے ”اپنے والد کے“ الفاظ ماسوائے سلمہ بن رجاء کے جو انہوں نے اس روایت میں

اسد الغابہ (۱۶۳۰) * اسد الغابہ (۱۶۲۰) استیعاب (۷۵۱) تجرید (۱۷۶/۱) * المعجم الكبير (۴۶۰۷/۵) مجمع الزوائد (۳۰۰/۵)
 اسد الغابہ (۱۶۲۱) * ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (۵۱۶۲، ۵۱۶۳) مسند احمد (۵۰۲/۳)
 اسد الغابہ (۱۶۲۳) تجرید (۲۷۷/۱) * اسد الغابہ (۱۳۱/۳) * المعجم الكبير (۴۶۰۴/۵)

نقل کیے ہیں، کسی اور نے نہیں کیے۔ بغوی کے ہاں دوسری سند سے مروی ہے کہ میں اپنی والدہ کو لایا، آپ نے ان سے فرمایا۔ لہذا یہ بھی لکھ لیا جائے۔

ربیعہ نامی حضرات

۲۵۹۰ (ن) ربیعہ بن اکثم

بن ابی الجون خزاعی، ابن السکن نے ان کا نسب لکھا ہے اور ان کی وہ حدیث نقل کی ہے۔ جو ہم نے غیلانیات میں بطریق سعید بن المسیب بحوالہ ربیعہ بن اکثم میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرضا (چوڑائی میں) مسواک کیا کرتے تھے۔ سعید بن المسیب تک کی اس کی سند ضعیف ہے۔ بقول ابن السکن ان کی حدیث ثابت نہیں۔

۲۵۹۱ ربیعہ بن اکثم

بن سخرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، بنی عبد شمس کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاء بدر میں اور شہداء خیبر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اس وقت یہ تیس سال کے تھے۔ قلعة نطاہ میں حارث یہودی نے انہیں شہید کیا تھا۔ معاذ بن معص کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ان کا قدمیانہ سے کم تھا۔ کنیت ابو یزید تھی۔ ابو عمر نے ان کے حالات میں وہی حدیث نقل کی ہے جو میں نے بعد والے صاحب کے حالات میں روایت کی ہے۔ بظاہر ابن السکن کی ترتیب زیادہ درست ہے۔

۲۵۹۲ ربیعہ (ن) ربیعہ بن امیہ بن ابی الصلت الثقفی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا یہ شعر پڑھا جس میں وہ اپنے والد کی طرف اپنے انتساب کا جواب دیتے ہیں:

”ہم جذم قیس کا گروہ ہیں۔ ہماری اور ان کی نسبت ایک جیسی ہے۔“

یہ بات بارہا دفعہ گزر چکی ہے کہ ثقیف اور قریش کا کوئی شخص بھی جو مکہ اور طائف میں رہا ہو وہ حجۃ الوداع میں مسلمان بن کر شریک نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے امیہ بن ابی الصلت کی وفات تو یقینی بات ہے۔ جو ہجرت کے نویں سال ہوئی۔ اس کی کچھ تفصیل ان کے بھائی قاسم بن امیہ بن ابی الصلت کے سوانح میں بیان ہوگی۔

۲۵۹۳ (ن) ربیعہ بن ابی براء ابن عامر بن مالک ہیں، ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۵۹۴ ربیعہ بن حارث

بن عبد المطلب بن ہاشم ابواروی ہاشمی، زبیر کا قول ہے: یہ آپ ﷺ کے چچا عباس سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔ اور یہ اپنی قوم

اسد الغابہ (۱۶۳۲) استیعاب (۷۵۶) تجرید (۱۷۸/۱) السیرۃ النبویہ (۲۴۲/۲)

استیعاب (۶۹/۲) اسد الغابہ (۱۶۳۵) استیعاب (۵۷۵۷)

کے ساتھ بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ شام میں غائب تھے۔ ان کی والدہ عذہ بنت قیس القہریہ ہیں۔ صحیح مسلم میں بطریق عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب بن ربیعہ روایت ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب دونوں اکٹھے ہو کر کہنے لگے: ”اگر ہم یہ دونوں لڑکے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں اور آپ انہیں زکوٰۃ کی وصولیابی پر مقرر کر دیں۔“

اسی حدیث ہے۔ دور جاہلیت میں ربیعہ تجارت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔ دارقطنی نے ”کتاب الاخوة“ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر سے ہر سال سو سو کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ یہی زبیر کا قول ہے حضرت ربیعہ اپنے بھائیوں نوفل اور سفیان سے پہلے خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ بقول بعض ۲۳ مدینہ میں فوت ہوئے۔

۲۵۹۵ (ز) ربیعہ بن حارث

بن نوفل۔ بغوی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ مدینہ رہائش رکھتے تھے، محمد بن اسمعیل کی کتاب میں میں نے ان کا نام دیکھا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو یوں کہے: اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعَةٌ وَبِكَ آمَنْتُ“ (حدیث) ابو نعیم نے یہ حدیث پہلے والی شخصیت کے حالات میں نقل کی ہے۔ اس کے سیاق میں ہے ”ربیعہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے“ اگر وہ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہیں تو ان کے والد اور دادا شرف صحابیت سے سرفراز ہیں۔ اور ان کے بھائی عبداللہ بن حارث کو روایت و دیدار نبوی حاصل ہے۔

۲۵۹۶ ربیعہ بن خراش الصُّبَّاحِي

رشاطی نے بحوالہ ابوالحسن مدائنی نقل کیا ہے کہ قبیلہ کے سردار الانح کے ساتھ وفد میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں: ابن فتحون اور ابو عمر نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۲۵۹۷ (ز) ربیعہ بن ابی خَرَشَه

بن عمرو بن ربیعہ بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی القرشی العامری۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۲۵۹۸ ربیعہ بن خويلد

بن سلمہ بن ہلال بن عامر بن عائد بن کلیب بن عمرو بن لؤی بن رہم الانماری ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی ان کا ذکر کیا

ابوداؤد کتاب الدیات (۴۵۴۷) ترمذی کتاب الدیات (۱۳۳۸، ۱۳۳۹) نسائی کتاب القسامۃ باب ذکر الدیۃ من الورق (۴۸۱۷)

مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامۃ (۱۸۰۹) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب ما یستفتح بہ الصلاۃ فی

الدعا (۷۶۰) ترمذی کتاب الدعوات (۳۴۲۲) نسائی کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الدعاء بین التکبیر والقراءۃ (۸۹۵)

ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنتہ فیہا باب رفع الیدین اذا رکع (۸۶۴) تجرید (۱۷۹/۱)

اسد الغابہ (۱۶۳۷) استیعاب (۷۵۵) تجرید (۱۷۹/۱) استیعاب (۶۸/۲) اسد الغابہ (۱۶۳۸)

ہے کہ وہ صاحب شرافت انسان تھے۔ ابن فتحون اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۹۹ (ز) ربیعہ بن ذراج

بن عبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن نجح قرشی جمحی۔ مغازی میں واقدی کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں یہ کافر قید ہوئے پھر آزاد کر دیئے گئے۔ مشہور تابعی عبداللہ بن محیریز کے چچا ہیں۔ ربیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔ اس واسطے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر کوئی قریشی بھی غیر مسلم نہ تھا۔ ابو زرعد مشقی اور ابن سمیع نے تابعین کے پہلے طبقہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ ابن جوصاء کی عبداللہ بن محیریز سے بحوالہ ان کے چچا ایک روایت میں ہے: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی، دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھ رہے ہیں ان پر ناراض ہوئے۔ (حدیث) ابن جوصاء کہتے ہیں: ابو زرعد مشقی نے فرمایا: ابن محیریز کے چچا کا نام ربیعہ بن ذراج تھا۔ ابو زرعد کہتے ہیں: ہمیں ابوصالح نے بواسطہ لیث، یزید بن ابی حبیب کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے انہیں لکھا کہ ابن محیریز نے (اپنے چچا) ربیعہ بن ذراج کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے، امام احمد رضی اللہ عنہ نے بحوالہ زہری ربیعہ بن ذراج ہی نقل کیا ہے اور ابن المبارک بواسطہ معمر بحوالہ زہری ربیعہ سے روایت کرتے ہیں اس میں یہ نہیں کہا: ”کہ مجھ سے بیان کیا“ یہی درست ہے اس واسطے کہ درمیان میں ابن محیریز واسطہ ہیں۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق عقیل، زہری سے بحوالہ حرام بن ربیعہ روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور بطریق یونس زہری سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے ذراج نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بطریق زبیدی زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن محیریز سے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہ سارا اختلاف زہری سے آگے ان کے شاگردوں میں ہوا، سب سے راجح اور وزنی روایت ابوصالح والی ہے جو لیث سے مروی ہے۔ واللہ اعلم۔

زیر کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا عبداللہ ”جنگ جمل“ میں شہید ہوا۔

۲۶۰۰ ربیعہ بن رقیع (تفسیر ہے)

ابن ثعلبہ بن ضعیبہ بن ربیعہ بن یربوع ابن ستمال بن عوف بن امری القیس بن بھشہ بن سلیم السلیمی۔ انہیں ابن الدُّعْنَة (جو ان کی والدہ ہیں) بھی کہا جاتا ہے، بقول بعض: ان کی والدہ کا نام لذغہ تھا، اسی پر ابن ہشام، ہشام بن کلبی اور ابو عبیدہ نے اعتراض کیا ہے۔ ابواسحاق رضی اللہ عنہ مغازی میں غزوہ حنین کے ذیل میں فرماتے ہیں: جب مشرکین شکست سے دوچار ہوئے تو ربیعہ بن رقیع درید بن الصمہ مل گیا جو لڑائی میں ان کے ساتھ تھا انہوں نے سمجھا یہ کوئی عورت ہے، کیا دیکھتے ہیں ایک بوڑھا کھوسٹ شخص ہے پھر ان کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ اسی میں ہے کہ اس نے کہا: جب تم اپنی والدہ کے پاس جانا تو بتا دینا ”میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر کے انہوں نے آ کر اپنی والدہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا: ”اس نے تمہاری (نصیالی) ماؤں کو آزاد کیا تھا“۔

ابو عبیدہ نے اپنی کتاب ”الجہاد“ میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے ان سے کہا: جس وقت اس نے تم پر اپنا احسان ظاہر کیا تو تم نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ کر اس پر احسان نہ کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی

کے مقابلہ میں احسان کیسے کر سکتا تھا۔ اس سلسلہ میں واقدی نے ابو عبیدہ کی موافقت کی ہے۔ البتہ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ ربیع بن ربیعہ بن ربیعہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو مسلم میں ہے کہ انہوں نے درید بن الصمہ کو قتل کیا تھا، اس سے پہلے درید نے ان کے چچا ابو عامر الاشعری کو قتل کیا تھا۔ لیکن ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو موسیٰ نے جسے قتل کیا وہ سلمہ بن درید بن الصمہ تھا یہی زیادہ مناسب ہے اس واسطے کہ درید بن الصمہ اس وقت اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑنے والوں میں شامل نہیں تھا۔

۲۶۰۱ ربیعہ بن ربیعہ

بن مسلمہ بن محلم بن صلاء ابن عبدۃ ابن عدی بن جندب ابن العنبر تمیمی غزیری۔ ابن کلبی اور ابن حبیب نے بنی تمیم میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارا تھا۔ الاور بن بشامہ کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہے۔ ابن اسحاقؒ مغازی بواسطہ عاصم بن عمرو بن قتادہ روایت کرتے ہیں کہ قتادہ نے کہا: اللہ کے رسول! میرے ذمہ اولاد اسلمیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلعنبر کے قیدی آئے ہیں“۔ ان میں بنی تمیم کا ایک ولد بھی آیا تھا۔ ان میں ربیعہ بن رُفیع، سبرہ بن عمرو، وردان بن محرز، فراس بن حابس اور ان کے بھائی اقرع بھی تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان قیدیوں کے بارے بات کی تھی۔

۲۶۰۲ ربیعہ بن رواء العنسی

طبرانیؒ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عیسیٰ بن محمد بن عبدالعزیز بن ابی بکر بن محمد وہ اپنے والد سے بحوالہ عبدالعزیز انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ربیعہ بن رواء عنسی نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے انہیں کھانے میں شامل ہونے کا کہا تو انہوں نے بھی کھانا کھایا۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کہو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دعا و عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں“۔ چنانچہ انہوں نے یہی الفاظ کہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا تم نے اپنی مرضی سے کہے ہیں یا ڈر کر؟“ انہوں نے عرض کی: رغبت و دلچسپی کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ رہی خوف کی بات تو اللہ کی قسم! ہمارے ایسے شہر ہیں وہاں ہم تک آپ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے۔ (حدیث) اسی میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے: عنس میں بعض لوگ خطیب بھی ہیں۔ اسی میں ہے کہ وہ اپنے علاقہ کی طرف جاتے ہوئے فوت ہو گئے تھے۔ روایت میں جو ابوبکر بن محمد ہیں، میرے خیال میں وہ ابن عمرو بن حزم ہیں۔

۲۶۰۳ ربیعہ بن روح العنسی مدنی

بقول ابو عمران سے محمد بن عمرو بن حزم نے روایت کی ہے، ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں: میرا غالب گمان ہے کہ یہ سابقہ شخصیت کے علاوہ کوئی اور صاحب ہیں۔ کیونکہ ان سے محمد روایت کرتے ہیں، اور وہ مدنی ہیں جبکہ پہلے صاحب اپنے علاقہ میں واپس

اسد الغابہ (۱۶۴۰) تجرید (۱۷۹/۱) * السیرۃ النبویہ (۲۰۳/۴) * اسد الغابہ (۱۶۴۱) تجرید (۱۷۹/۱)
المعجم الكبير (۴۶۰۲/۵) * اسد الغابہ (۱۶۴۲) استیعاب (۷۵۹) تجرید (۱۷۹/۱) * اسد الغابہ (۱۸۰/۲)

آگے اور نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: بلکہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے اور جو دلیل ابن الاثیر نے پیش کی ہے وہ کمزور ہے، اس واسطے کہ اس میں کوئی مشکل نہیں کہ ان کا قصہ محمد روایت کریں اگرچہ ان کا دور نہیں پایا ہے جیسے دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

۲۶۰۳ ربیعہ بن زرعہ الخضرمی

بقول ابوسعید بن یونس۔ صحابی رسول ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۲۶۰۵ ربیعہ بن زیاد

بقول بعض: ابن ابی یزید السلمی، ایک قول ہے: ان کا نام ربیع ہے۔ ان کی حدیث ہے کہ ”(جہادی سفر میں اڑنے والا) غبار جنت کی خوشبو ہے“ اس کی سند میں کلام ہے۔ ابن مندہ، اور ابو عمر نے اسے نقل کیا ہے۔

۲۶۰۶ ربیعہ بن سعد الاسلمی

ابو فراس، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے لگتا ہے یہ صحابی ہیں اور حجازی ہیں۔ میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ یہ ربیعہ بن کعب ہوں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۰۷ (ز) ربیعہ بن السکن

ابورویحہ الفزعی۔ بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فلسطین میں رہتے تھے اور بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ اکنی میں الدولابی رقمطراز ہیں: موسیٰ بن سہل سے میں نے سنا وہ کہتے تھے: ابورویحہ الفزعی خثعم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام ربیعہ بن السکنین ہے۔ ”الافراد“ میں اسحاق بن ابراہیم الرطلی نے شام کے جنگل کی احادیث میں سے ان کا ذکر بطریق ”حرام بن عبد الرحمن خثعمی بواسطہ ابوزرعہ الفزعی ثم الثمالی“ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے سفید کپڑے کا جھنڈا بنایا، جو ہاتھ بھر لیا اور ہاتھ بھر چوڑا تھا۔ یہ ابن مندہ کے الفاظ ہیں۔ دولابی کی روایت میں ہے ”سفید جھنڈا، اور فرمایا: ابورویحہ! اپنی قوم کے پاس جا کر اعلان کرو جو اس جھنڈے تلے آجائے گا اسے امن ہے۔“ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ دولابی اور ابن مندہ بطریق ابوعبیدہ عبد الجبار بن محمد بن عبد الجبار بن ابی رویحہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے والد سے وہ ابورویحہ: ربیعہ بن السکنین سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے میرے لیے سفید جھنڈا بنایا۔ اکنی میں دولابی لکھتے ہیں کہ ابوخصمہ حبشی بحوالہ ابورویحہ الفزعی روایت کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ لوگوں میں مواخت (بھائی چارہ) قائم کر رہے تھے، میں رہ گیا اتنے میں ایک شخص آ یا آپ نے اس کے ساتھ میرا بھائی چارہ قائم کر دیا اور فرمایا: ”تم اس کے بھائی ہو اور یہ تمہارا بھائی ہے۔“

اسد الغابہ (۱۶۴۳) استیعاب (۷۶۰) استیعاب (۷۱/۲) اسد الغابہ (۱۶۴۴) اسد الغابہ (۱۶۴۵) تجرید (۱۸۰/۱)

الثقات (۱۲۹/۳) الکنی والانسباء للدولابی (۳۰/۱)

(۲۶۰۸) (ن) ربیعہ بن سیار

بن عمرو بن عوف۔ ابن ماکولا * کا بیان ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، یہ بات میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھی پڑھی ہے جو ترجمہ میں بھی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ ربیعہ بن عمرو بن سیار ہیں، جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

(۲۶۰۹) (ن) ربیعہ بن ابی الصلت الثقفی

خلیفہ بن خیاط نے ان کا ذکر بصرہ میں فروکش ہونے والے اور وہاں رہائش گاہیں بنانے والے صحابہ میں کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۱۰) (ن) ربیعہ بن عامر *

بن بجاد الازدی، بقول بعض: الدکلی، اہل فلسطین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابو عمر * نے ان کے دادا کا نام الہاذ بتایا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، نسائی اور حاکم نے بطریق یحییٰ بن حسان جو بیت المقدس والوں کے شیخ ہیں وہ ربیعہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”یا ذوالجلال والاكرام“ * کونہ چھوڑو۔ بقول ابو عمر * ان کی یہی حدیث اسی سند سے مشہور ہے۔

(۲۶۱۱) (ن) ربیعہ بن عامر

بن مالک۔ یہ ابن ابی براء ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

(۲۶۱۲) ربیعہ بن عباد *

الدکلی۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام عباد ہے، بہر حال پہلا نام درست ہے یہ ابن معین وغیرہ کا قول ہے۔ امام احمد * نے بطریق ابو زناد بحوالہ ربیعہ بن عباد روایت کی ہے۔ جو دور جاہلیت کے ہیں پھر اسلام لے آئے تھے۔ فرمایا: میں نے بازار عکاظ میں ابولہب کو دیکھا، وہ جاہلیت میں نبی ﷺ کے پیچھے تھا اور بازار ذی الحجاز میں آپ فرما رہے تھے: لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ لو، کامیاب و کامران ہو جاؤ گے۔ (حدیث) عبد اللہ بن احمد نے اپنی زیادات * میں اس کی تخریج بطریق سعید بن خالد قارظی بواسطہ ربیعہ بن عباد دکلی کی ہے۔ فرمایا: میں نے بازار عکاظ میں ابولہب کو دیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا اور یہ کہو اس کر رہا تھا (نعوذ باللہ): ”یہ بہک گیا، کہیں تمہیں نہ بہکا دے“۔ (حدیث) طبرانی * نے بطریق سعید بن اسلمہ بواسطہ ابن المنکدر اور زید بن اسلم نے ربیعہ سے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق، حسین بن عبید اللہ مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد کے ساتھ تھا، اس وقت میری جوانی کی عمر تھی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبائل کے ساتھ جا رہے ہیں، میں نے اپنے والد سے

* الاكمال (۴۹/۲) * اسد الغابہ (۱۶۴۷) استيعاب (۷۶۱) تجريد (۱۸۰/۱) * استيعاب (۷۱/۲)
* ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۱ حدیث (۳۵۲۴) مسند احمد (۱۷۷/۴) المستدرک (۴۹۸/۱) * استيعاب (۷۱/۲)
* اسد الغابہ (۱۶۴۸) استيعاب (۷۶۳) * مسند احمد (۴۹۲/۳) * مسند احمد (۴۹۲/۳) * المعجم الكبير (۴۵۸۸/۵)

پوچھا: یہ کون ہیں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

امام واقدی نے ایک اور سند سے بحوالہ ربیعہ روایت کی ہے، فرمایا: فتح مکہ کے بعد میں اپنے والد کے ہمراہ گھاس لینے گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ کو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا اور مجھے یاد آ گیا کہ میں نے آپ کو بازار ذی مجاز میں دیکھا تھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اسلام میں حلیف بننے کی کوئی حیثیت نہیں رہی“۔ ابو عمرؒ فرماتے ہیں: ربیعہ نے لمبی عمر پائی ہے، مجھے معلوم نہیں ان کا انتقال کب ہوا۔

میں کہتا ہوں: خلیفہ اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کی وفات ولید کے دور حکومت میں ہوئی تھی۔

۲۶۱۳ ربیعہ بن عثمانؒ

بن ربیعہ التیمی۔ ابن مندہ کی بحوالہ ربیعہ بن عثمان روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسجد خیف میں خطبہ دیا، ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی“۔ حدیث طویل ہے اور بطریق عمرو بن عبدالغفار بحوالہ ربیعہ بن عثمان مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ کی مسجد خیف میں نماز پڑھائی۔

۲۶۱۴ (ز) ربیعہ بن عتیک

فتوح میں سیف نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے دور صدیقی میں انہیں حیرہ کا امیر بنایا تھا۔ اور ہم پہلے کئی بار بات بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۶۱۵ ربیعہ بن عمروؒ

بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، مختار کے والد ابو عبید کے بھائی۔ ابن مندہ نے بطریق کلبی بواسطہ ابوصالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ربیعہ بن عمرو اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی: ”تم لوگ اگر سود سے توبہ کر لو تو تمہارے لئے اصل مال (رأس المال) ہیں“۔ ان کے بھائی حبیب بن عمرو کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۱۶ ربیعہ بن عمروؒ

بن سیار بن عوف بن جراد بن یروع الجعفی، انصار میں سے بنی النجار کے حلیف ہیں۔ یہ ودیعہ بن عمرو کے بھائی ہیں دونوں کا ذکر ابن کلبی نے کیا ہے اور ابوعلی الغسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۱۷ (ز) ربیعہ بن عمرو الجرشئیؒ

تالبعی ہیں۔ ابن الغازی میں تذکرہ ہونا ہے۔

استیعاب (۷۲/۲) * اسد الغابہ (۱۶۵۱) * ترمذی کتاب العلم (۲۶۵۸) مجمع الزوائد (۹۴۰/۱) (۱۴۱/۱) جامع المسانید (۲۵۱/۴)

اسد الغابہ (۱۶۵۲) تجرید (۱۸۱/۱) * سورة البقرہ (۲۷۹) * اسد الغابہ (۱۶۵۳) * تجرید (۱۸۱/۱)

۲۶۱۸ (ز) ربیعہ بن عوف

الربیع بن مالک میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۱۹ ربیعہ بن عیدان

یہی مشہور ہے۔ ابن ذی العرف بن وائل بن ذی طواف الحضرمی، بقول بعض: الکلندی۔ بروایت طبرانی **✽** بحوالہ علقمہ بن وائل وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ کے پاس دو شخص فیصلہ کرانے آئے، ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول! اس نے دور جاہلیت میں میری زمین چھین لی تھی۔ اور وہ امرؤ القیس بن عابس اور ان کے مد مقابل ربیعہ بن عیدان تھے۔۔۔ (حدیث) اس کی اصل مسلم **✽** میں حدیث علقمہ سے بغیر نام کے ثابت ہے۔ جس کے کئی طُرُق ہیں۔ بقول ابوسعید بن یونس: ربیعہ بن عیدان بن ربیعہ الاکبر بن عیدان الاکبر بن مالک بن زید بن ربیعہ حضرمی، فتح مصر میں شریک ہوئے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ہمیں ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ان کا تذکرہ عیدان بن اشوع میں ہوگا۔

۲۶۲۰ ربیعۃ الجرشى

ابن عمرو، بقول بعض: ابن الغاز حافظ ابن عسا کر فرماتے ہیں: پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن کا بیان ہے: یہ ربیعہ بن الرّؤم ہیں، کنیت ابو الغاز تھی۔ یہ ہشام بن الغاز بن ربیعہ کے دادا ہیں۔ بقول علامہ بغوی: ان کے سماع میں شک ہے۔ ابن ابی حاتم **✽** فرماتے ہیں، میرے والد نے فرمایا: بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابو زرعدہ دمشقی نے ان کا تذکرہ تابعین کے دوسرے طبقہ میں کیا ہے اور ابن سمیع نے پہلے طبقہ میں۔ الدارقطنی فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ بقول العسکری: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: شام میں فروکش ہونے والے صحابہ میں سے ربیعہ بن عمر الجرشى ہیں۔ کسی حدیث میں ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے وہ ثقہ معتبر ہیں۔ الصوری طبقات کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ ابن السکن بطریق زید بن ابی امیہ بواسطہ عبدالملک بن یزید بحوالہ ربیعہ الجرشى روایت کرتے ہیں، وہ صحابی رسول ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے دس نشانیاں ہوں گی“۔ **✽** پھر وہ حدیث ذکر کی۔

امام بخاری **✽** کا قول ہے: بشر بن حاتم بواسطہ عبید اللہ، زید سے وہ عبدالملک سے وہ عثمان کے مولا سے وہ بحوالہ ربیعہ الجرشى جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خنیسہ بطریق ہشام بن الغاز بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا ربیعہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”میری امت کے آخر میں دھنساؤ، پتھراؤ اور بگڑاؤ (صورتوں کا بگڑنا) ہوگا“۔ **✽** (حدیث) بغوی نے بطریق علی بن رباح بحوالہ ربیعہ الجرشى روایت کی ہے، فرماتے ہیں: کسی نے کہا: ”اللہ کے رسول! قرآن کی کون سی سورت افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ البقرہ“۔ (حدیث) طبرانی صحیح اسناد سے بواسطہ قتادہ بواسطہ

اسد الغابہ (۱۶۵۴) استیعاب (۷۶۵) **✽** المعجم الكبير (۲۴/۲۲)
 مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم (۲۲۴) **✽** اسد الغابہ (۱۶۵۵) استیعاب (۷۶۴)
 الجرح والتعديل (۴۷۳/۳) **✽** کنز العمال (۳۸۶۴۷) **✽** التاريخ (۲۸۱/۱) **✽** کنز العمال (۳۸۷/۶)

نضر بن انس کہ انہوں نے یہ روایت ربیعہ الجرشی سے نقل کی ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا: ”قیامت کے روز زمین و آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔“ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اور بطریق عباد بن منصور بواسطہ ایوب، ابو قلابہ سے وہ عطیہ سے وہ ربیعہ الجرشی سے روایت کرتے ہیں، پھر دوسری حدیث ذکر کی۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، ان سے خالد بن معدان، عطیہ بن قیس، حارث بن یزید، یحییٰ بن میمون، جن دونوں کا تعلق مصر سے ہے۔ مجاہد اور ابوالتوکل الناجی البصری فرماتے ہیں: میری ان سے ملاقات ہوئی، وہ لوگوں کے فقیہ تھے، انہیں یہ مقام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن کعب کے دور میں حاصل تھا۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: وہ ایک فقیہ تھے، مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ مزج راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ ۶۲ھ میں شہید ہوئے، وہ زبیری تھے۔

۲۶۲۱) ربیعہ بن الفراس

یقال: الفارسی۔ اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی حدیث ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ سے بواسطہ زیاد بن نعیم بحوالہ ربیعہ بن الفراس نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ایک قبیلہ چلتے چلتے ایک ایسے گھر کے پاس پہنچے گا جس کی عرب پردے ڈال کر تعظیم کرتے ہوں گے یہ اس کا مال لے لیں گے۔“ (حدیث) ابن یونس نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: بکر بن سوادہ بواسطہ زیاد بن نعیم ان سے ان کا قول نقل کرتے ہیں۔

۲۶۲۲) ربیعہ بن الفضل

بن حبیب بن زید بن تمیم از معاویہ بن عوف۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ ان کا ذکر شرکاء احد اور شہداء احد میں کیا ہے۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۲۳) ربیعہ بن قریش

ربیعہ نامی کے آخر میں تذکرہ ہوگا۔

۲۶۲۴) ربیعہ بن قیس العدوانی

ضرار بن سرد نے اپنی عبید اللہ بن ابی رافع تک کی سند سے ان کا تذکرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کرنے والے صحابہ میں کیا ہے۔ یہ عدوان قیس سے ہیں۔ ابو نعیم وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

۲۶۲۵) ربیعہ بن کعب

بن مالک بن یحییٰ ابوفراس اسلمی حجازی، امام مسلم وغیرہ نے ان کی حدیث بطریق ابوسلمہ بحوالہ ربیعہ بن کعب روایت کی ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر رات بسر کرتا، آپ کو وضو کا پانی دیتا مجھے رات کے وقت آپ ﷺ کی یہ آواز سنائی دی

☆ سورة الزمر (۶۷) ☆ اسد الغابہ (۱۶۵۶) تجرید (۱۸۱/۱) ☆ جامع المسانید (۲۵۴/۴) ☆ اسد الغابہ (۱۶۵۷)

☆ المعجم الكبير (۴۵۹۵) ☆ اسد الغابہ (۱۶۵۹) ☆ اسد الغابہ (۱۶۶۰) استیعاب (۷۶۷) تجرید (۱۸۱/۱)

”سمع اللہ لمن حمدہ“۔ ان کا تعلق اہل صفہ سے تھا۔ الحاکم ابوالاحد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں لکھتے ہیں: ابوفراس جن سے ابو عمران جوئی روایت کرتے ہیں وہ ان ربیعہ بن کعب کے علاوہ ہیں۔ امام مسلم اور الحاکم علوم الحدیث میں لکھتے ہیں: ابوسلمہ بن عبدالرحمن ربیعہ بن کعب سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ ذہبی لکھتے ہیں: ان سے محمد بن عمرو بن عطاء، حنظلہ بن علی اسلمی اور نعیم انجری بھی روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: محمد بن عمرو کی ان سے مروی روایت ابن مندہ کے ہاں ہے، لیکن انہوں نے فرمایا: ”ابوفراس اسلمی سے مروی ہے“ ان کا نام نہیں لیا۔ مسند میں ان محمد بن عمرو کی روایت ابوسلمہ سے بحوالہ ربیعہ بن کعب ہے۔ اور متدرک میں بطریق ابو عمران جوئی ہے مجھ سے ربیعہ بن کعب نے بیان کیا، اس سے اس شخص کی بات کو تقویت ملتی ہے، جو اس کا قائل ہے کہ ابوفراس، ابو عمران کے شیخ ہیں۔ اور وہ ربیعہ بن کعب سے اس سے یہ بات مکمل ہو جاتی ہے کہ ابوسلمہ کے علاوہ ربیعہ چار راوی ہیں۔ امام واقدی فرماتے ہیں: وہ اصحاب صفہ سے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے۔ پھر مدینہ سے چلے گئے اور بلادِ اسلام میں جا بے جو مدینہ سے ایک برید (تقریباً ۱۲ میل) کے فاصلہ پر ہے۔ واقعہ ۷ تک زندہ رہے اور ذوالحجہ ۶۳ھ مقام ۷ میں فوت ہوئے۔

۲۶۲۶ (ن) ربیعہ بن کعب (دوسرے)

الربیع بن مالک میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۲۷ (ن) ربیعہ بن کلادہ

بن ابی الصلت ثقفی، شرف صحابیت رکھتے ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شاید یہ پہلے والے ہیں، وہاں ان کے دادا کی طرف ان کا انتساب ہوا ہے۔

۲۶۲۸ ربیعہ بن لہیعہ

بقول بعض: لہاعہ الحضرمی یعقوب بن محمد الزہری بواسطہ زرعم بن مغلّس بواسطہ اپنے ولاد فہد بن ربیعہ وہ اپنے والد سے ربیعہ بن لہیعہ نقل کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے اپنی زکاۃ پیش کی، آپ نے مجھے تحریر لکھوا کر دی“۔ (حدیث)

۲۶۲۹ (ن) ربیعہ بن لیث

بن حدرجان بن عباس بن لیث ”المہرق“ ان کا عرف ہے۔ جس کی وجہ شہرت یہ اشعار ہوئے:
 ”میں جب اس زمین میں ہوں جس میں اللہ کا بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہاں میں ظاہر نہ ہوں تو میرے لئے خشکی اور تری کی زمینی فضا گنجائش نہ رکھے۔ اور وہاں میں دل میں آنے والی بات ظاہر کروں۔ ارے یہ قریش جنہوں نے اللہ تعالیٰ اپنے رب کا انکار کیا جیسے عاد و مدین اور حجر والوں نے انکار کیا تھا“۔
 مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان اشعار کا تذکرہ عبداللہ بن حارث بن قیس السہمی کے حالات میں کر کے کہا ہے کہ ان کی

نسبت ان کی طرف زیادہ ثابت ہے۔

۲۶۳۰ ربيعہ بن مالک

الربیع میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۳۱ ربيعہ بن معاویہ

بن حارث بن معاویہ بن ثور، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ قول خلیفہ کا ہے، ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۳۲ (ن) ربيعہ بن ملہ

حبیب بن ملہ کے بھائی۔ ان کا تذکرہ اسید بن ابی ایاس کے حالات میں گزرا ہے۔

۲۶۳۳ (ن) ربيعہ بن المنتفق العقیلی

ان کا تذکرہ عمرو بن مالک الرواسی کے سوانح میں ہوگا۔

۲۶۳۴ (ن) ربيعہ بن ملاعب الاسنة

ابو براء، عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب کلابی ثم جعفری۔ میں نے ماسوائے ابوسعید السکری کے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ ابوسعید سکری نے دیوان حسان جو انہوں نے مرتب کیا ہے اس میں ابو جعفر بن حبیب سے ان کی روایت ہے حضرت حسان نے ربيعہ بن عامر بن مالک سے کہا اور عامر ملاعب الاسنة ہیں جن کا رجوع کے قصہ میں ذکر ہے اور ربيعہ بن عامر بن الطفیل کے خلاف بھارتے ہیں:

”ربیع کو میری جانب سے کوئی یہ پیام دے گا، میرے بعد یہ تم نے کیسی تبدیلی کر دی، تیرا والد کیسے کام کرنے والا ابو براء تھا اور تیرا حکم بن سعد معزز آدمی ہے، کیا ام النبین کی اولاد تم سے نہیں گھبرائی۔ جبکہ تم اہل نجد کی مینڈھیوں سے ہو۔ عامر کی سینہ زوری جو ابو براء کے ساتھ ہوئی تاکہ وہ اپنا عہد (ذمہ داری) توڑ دے غلطی، جان بوجھ کر کیے جیسی کیسے ہو سکتی ہے۔“

راوی کا بیان ہے: جب ربيعہ کے کان میں یہ اشعار پڑے تو وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اگر میں عامر بن الطفیل پر تلوار یا نیزے کا وار کروں تو میرے باپ کی طرف سے ہونے والی غداری اس سے ڈھل جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ ربيعہ واپس آئے اور عامر کو ایسی ضرب لگائی جس سے قتل ہونے سے بچ گیا۔ اس کی قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور عامر بن الطفیل سے کہنے لگی: بدلہ لو۔ اس نے کہا: میں نے معاف کر دیا۔

میں کہتا ہوں: بہت سے اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خچر یا اونٹنی ہدیہ میں بھیجی تھی۔ مجھے اس کی بحوالہ ابوالدراء ایک روایت بطریق حبیب بن عبید بحوالہ ان کے ملی ہے۔ لگتا ہے انہوں نے اسلام میں لمبی عمر پائی ہے۔

(ن) ربیعہ بن نیار ۲۶۳۵

بقول طبرانی انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) ربیعہ بن وقاص ۲۶۳۶

ابن مندہ نے بطریق ابان، انس سے بحوالہ ربیعہ بن وقاص نبی ﷺ سے منقول یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین جگہوں کی دعا رد نہیں ہوتی، ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ایسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔“ (حدیث) فرماتے ہیں: یہ روایت ہمیں اسی سند سے معلوم ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند ضعیف ہے۔

(ن) ربیعہ بن یزید السلمی ۲۶۳۷

بقول امام بخاری رحمہ اللہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اور ابن حبان فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ یہ صحابی ہیں اور عسکری لکھتے ہیں: کسی نے کہا ہے کہ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر ربیعہ الجرشئی کے سوانح کے آخر میں لکھتے ہیں: رہا ربیعہ بن یزید السلمی تو وہ ایک ناصبی شخص تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کرتا تھا۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ان سے کچھ بھی مروی نہیں اور نہ کوئی کرامت و عزت کے مالک ہیں جس نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ اس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ ابن فتحون، ابوعلی الغسانی اور ابن معوز نے ابو عمر کی کتاب کے استدراک میں امام بخاری رحمہ اللہ کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے ان کا ذکر کر دیا ہے۔

(ن) ربیعہ الاجذم الثقفی ۲۶۳۸

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابو معشر اپنے راویوں سے کئی مختلف سندوں سے نقل کیا ہے کہ ثقیف کے وفد میں بنی مالک کا ایک ربیعہ الاجذم نامی شخص تھا۔ لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے اور آپ کے ہاتھوں پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ جب ربیعہ بیعت کرنے کے لیے پہنچے، آپ نے فرمایا: ”ہم نے تم سے بیعت لے لی واپس چلے جاؤ۔“ چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

(ن) ربیعہ الجرشئی ۲۶۳۹

ابن عمر میں تذکرہ ہوا ہے۔

(ن) ربیعہ السعدی ۲۶۴۰

بغوی نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ضحاک بنانی بحوالہ ربیعہ السعدی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! دین کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب (میں سے کسی ایک) کے ذریعہ مضبوطی عطا فرما۔“

اسد الغابہ (۱۶۶۶) استیعاب (۷۶۹) تجرید (۱۸۲/۱) جامع المسانید (۴/۶۶۴) استیعاب (۲۶۹)
التاریخ الكبير (۲۸۰/۱) الثقات (۱۲۹/۱) استیعاب (۷۴/۲) الجرح والتعديل (۴۷۲/۳)
التاریخ الكبير (۲۸۰/۲) اسد الغابہ (۱۶۳۱) اسد الغابہ (۵۲/۲) كنز العمال (۳۲۷۷۵) جمع الجوامع (۹۷۲۷)

۲۶۳۱ (ن) ربیعہ القرشی

ابن ابی خثیمہ نے ان کا ذکر کیا اور کہا: مجھے معلوم نہیں ان کا تعلق کون سے قریش سے ہے؟ حسن بن سفیان بغوی اور باوردی بطریق جریر بواسطہ عطاء بن السائب بحوالہ ابن ربیعہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں مشرکین کے ساتھ کھڑے دیکھا، وہاں دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی توفیق دی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان سے یہ روایت اسی سند سے مروی ہے۔ اس کے ضبط میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جادہ کی طرح ہے بعض نے کہا تصغیر اور تشدید کے ساتھ ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ ربیعہ بن عناد ہیں اور سند میں وہ روایت پیش کی ہے جو ابن السکن نے بطریق مسعود بن سعد بواسطہ عطاء بن السائب، ابن عباد سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ پھر اسی جیسی حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: عطاء کو اختلاط اور وہم ہو گیا تھا، جرم اور مسعود دونوں نے ان سے اختلاط کے بعد سنا ہے۔ ابن جریر نے یہی حدیث ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے سوانح میں نقل کر کے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ابن فتحون نے نقل کیا ہے کہ انہیں ربیعہ بن قریش بھی کہا جاتا ہے۔

باب راء کے بعد جیم

۲۶۳۲ (ن) رجاء بن الجلاس

زید بن الجلاس میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۲۶۳۳ رجاء الغنوی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا اور ساکنہ بنت الجعد کی بحوالہ ان کے روایت نقل کی ہے کہ جنگ جمل میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جسے اپنی کتاب یاد کرنے کی توفیق دے اور وہ یہ سمجھے کہ کوئی اور اس سے بڑی فضیلت رکھتا ہے تو اس نے سب سے بڑی نعمت کی ناقدری کی“۔ ابن مندہ نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ساکنہ بنت الجعد روایت کرتی ہیں۔ البتہ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ مرسل روایتیں نقل کرتے تھے۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ان کی حدیث صحیح نہیں ان سے سلامہ بنت الجعد روایت لیتی ہیں“۔ یوں ان سے لفظی غلطی ہوگی۔

۲۶۳۴ رجاء (بے نسبت)

ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ رجاء سے مروی ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تھوڑی بہت دین کی سمجھ زیادہ عبادت سے افضل

اسد الغابہ (۱۶۵۸) استیعاب (۸۶۶) * اسد الغابہ (۱۶۶۷) استیعاب (۷۷۱) * اسد الغابہ (۱۶۶۸) استیعاب (۷۷۲)

الدر المنثور (۳۴۹/۱) کنز العمال (۲۳/۷) جامع المسانید (۲۶۹/۴) * الثقات (۲۳۷/۴)

اسد الغابہ (۷۵/۲) * اسد الغابہ (۱۶۶۹)

ہے۔ یہ سند مجہول ہے۔

۲۶۳۵ رجل بن بلقین

ابن حزم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ایک صحابی کا اسم علم ہے۔ میں نے قسم رابع میں ان کا شمار کیا ہے۔

باب راء کے بعد خاء

۲۶۳۶ رَحْضَه

ابن خزیمہ الغفاری ایماء کے والد جن کا تذکرہ حرف (الف) ہمزہ میں ہو چکا ہے اور خفاف کے دادا جن کا ذکر حرف خاء میں پہلے ہوا ہے۔ خفاف کے حالات میں ابو عمر فرماتے ہیں: بقول بعض: یہ ان کے والد اور ان کے دادا صحابہ ہیں۔ اسی بنا پر ابو علی الغسانی اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کی مجھے رحضہ اور ان کے بیٹے اور آگے ان کے بیٹے خفاف کے صحابی ہونے کی ثبوت کی کوئی مستند روایت نہیں ملی۔ جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے جس سے خفاف کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر ابو عمر کی روایت صحیح ثابت ہو جائے تو یہ چاروں یکے بعد دیگرے صحابہ ہیں۔ رحضہ، ان کا بیٹا ایماء، ان کا بیٹا خفاف، جیسے سامہ بن زید اور سلمہ بن عمرو بن اکوع کا بیٹا ہے۔ یوں موسیٰ بن عقبہ اور ان کے تبعین کی بات پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ سلسلہ وار چار صحابہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے افراد ہیں۔

باب راء کے بعد خاء

۲۶۳۷ رُخَيْلَه (تصغیر ہے)

ابن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بياضہ انصاری زرقی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ شرکاء بدر میں کیا ہے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے یہ نام جیم سے بتایا ہے، جبکہ درست خاء ہے، ایسا ہی انہوں نے مطلقاً کہا۔ دارقطنی وغیرہ نے خاء سے یہ نام قلمبند کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ ابو نعیم نے ان کا تذکرہ حرف جیم میں بنام ”جبلہ“ کیا ہے اور ان کے نام کا پہلا حرف ساقط کر دیا۔

۲۶۳۸ رُخَى العنبری

ابن فتحون نے ان کا یہاں ذکر کیا ہے جبکہ اوروں نے زاء سے یہ نام لکھا ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

التاریخ الكبير (۳۳۱/۲/۴) كنز العمال (۲۸۷۹۴) كشف الخفاء (۱۴۶/۲) * اسد الغابہ (۱۶۷۰)

اسد الغابہ (۱۶۷۲) استيعاب (۷۹۷)

باب راء کے بعد وال

۲۶۴۹ ردّاد الیثی

ابوداؤد نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ کئیوں میں ان کے حالات کی تفصیل بیان ہوگی۔ جو حرف راء میں ہے۔

۲۶۵۰ ردّاد (دوسرے، بے نسبت)

علائی نے ”الوشی“ میں باب اول کی فصل ثانی میں ان کا ذکر کیا کہ بشیر بن سلمہ بن محمد بن رداد ابن ام مکتوم کی اولاد سے ہیں۔ وہ اپنے والد کے واسطے سے بحوالہ اپنے دادا مرفوع روایت کرتے ہیں: ”ہفتہ کے روز اگر پہاڑ بھی مشرق سے مغرب کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ اسے واپس اس کے مقام پر لوٹا دے گا“۔ ابن قانع، احمد بن زنجویہ سے بواسطہ ابراہیم بن ولید بحوالہ بشیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ روایت ابن قانع نے رداد کے حالات میں درج کی ہے۔ ابن عبد البر اور ابن مندہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی اولاد کے نام نامعلوم ہیں۔ اور یہ حدیث یا منکر ہے یا موضوع۔

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور نہ ذہبی نے اپنی تجرید میں ان کا نام لکھا ہے باوجودیکہ وہ ابن قانع کی معجم سے اکثر نقل کرتے ہیں، کیونکہ ان کا نام سنا نہیں گیا، مجھے اس پر تعجب ہوا، میں نے ابن قانع کی معجم کی مراجعت کی تو راء میں تو یہ نام نہیں ملا۔ البتہ حرف عین میں انہوں نے ”عمرو“ نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ عمرو بن ام مکتوم کے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں: احمد بن زنجویہ نے ہم سے بیان کیا۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ اسی طرح ”الفردوس“ کے مصنف نے جب یہ حدیث نقل کی کہ یہ ابن ام مکتوم کی حدیث ہے اس پر بھروسا کیا ہے۔ البتہ ان کی اولاد کی انہوں نے اپنی کتاب میں کوئی سند ذکر نہیں کی۔ جو ابن ام مکتوم کے نام میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آ رہا ہے۔ اس بنا پر حدیث سلمہ بن محمد بن رداد کی روایت سے بحوالہ ان کے جد اعلیٰ ابن ام مکتوم مروی ہے۔ واللہ اعلم میں نے یہاں احتمال کی وجہ سے اپنے شیوخ کے شیخ علائی کا اتباع کرتے ہوئے ان کا نام لکھ دیا ہے۔

۲۶۵۱ ردّیح

تصغیر ہے۔ ابن ذؤیب العمیری، ذؤیب بن ششم العمیری میں نام میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب راء کے بعد زاء

۲۶۵۲ زرعه بن عبد اللہ انصاری

ابن السکن کی کتاب میں رباح نامی لوگوں سے پہلے ان کا نام ایسا ہی درج ہے۔ اور فرمایا: ان کی حدیث ابن لہیعہ

نے احمد بن حازم سے بواسطہ ابوالحویرث زرعہ بن عبداللہ انصاری روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو زندہ رہنا پسند ہوتا ہے حالانکہ فتنوں کی وجہ سے اس کے لیے موت بہترین ہے۔“ (الحدیث) ابوموسیٰ نے یہی حدیث بطریق ابن جریج، واسطہ ابوالحویرث زرعہ سے انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یزرعہ اسماء بنت عمیس اور تابعین سے بھی روایت لیتے ہیں۔ ہوں نے حرف زامیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۵۳ رزین (بروزن عظیم)

ابن انس بن عامر سلمی۔ ابن حبان * فرماتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسکن کہتے ہیں: ”یہ صحابی ہیں“۔ ابویعلیٰ، ابن اسکن * اور طبرانی نے بطریق فہد بن عوف، نائل بن مطرف بن رزین بن انس سلمی سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رزین بن انس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کو ظاہر کیا، اس وقت ہمارا ایک کنواں تھا ہمیں بردشہ ہوا کہ کہیں آس پاس کے لوگ اس پہ قبضہ نہ جمالیں تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے مجھے ایک تحریر لکھوادی۔ (الحدیث)

محمد بن حمید، نائل بن مطرف بن عباس سے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک کنواں * جاگیر میں طلب کیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ مجھے معلوم نہیں، نائل ایک شخصیت ہے یا دو شخص ہیں؟

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسی روایت کو عبدالسلام بن عمیر الجبلی نے بواسطہ نائل بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حزم بن انس بن عامر سلمی نقل کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے آباء و اجداد کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے ”رزین بن انس“ کے لیے قلمبند کروائی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس سے پہلے ان کے والد انس بن عباس کا ذکر ہو چکا ہے جبکہ ان کے دادا عباس کا تذکرہ ان شاء اللہ ابھی

ہونا ہے۔

۲۶۵۴ رزین بن مالک *

بن سلمہ بن ربیعہ بن حارث بن سعد بن عوف الحارثی۔ ابن کلبی، طبری اور الدارقطنی کا بیان ہے کہ انہیں شرف آمد حاصل ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد سین

۲۶۵۵ زینم العبدی الہجری *

ابن ماکولا کی کتاب میں یہ نام بروزن عظیم ہے۔ ابن یقطہ لکھتے ہیں: یہ تصغیر ہے اور فرماتے ہیں: انہوں نے ابو نعیم کے قلم

جامع المسانید (۳۶۸/۴) * اسد الغابہ (۱۶۷۴) استیعاب (۷۹۹) تجرید (۱۸۲/۱) * الثقات (۱۳۰/۳)

المعجم الكبير (۴۶۳۰) مسند ابی یعلیٰ (۷۱۷۸) کنز العمال (۱۱۴۵۵) * رکیۃ پانی کا کنواں۔

اسد الغابہ (۱۶۷۵) * اسد الغابہ (۱۶۷۶) استیعاب (۸۰۰)

سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے بھی اسی طرح ابن اسکن اور ابن ابی حاتم کی کتابوں کی اصل میں دیکھا ہے۔ ان کی حدیث ابن ابی شیبہ * اور امام احمد * نے بطریق یحییٰ بن عسنان، بواسطہ ابن مویم، بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں وفد کی صورت میں پہنچے، آپ نے ہمیں برتنوں سے منع فرمایا تھا، پھر جب ہم آئندہ سال آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ”(اب) جس میں چاہو پیو“۔ (حدیث) ابن مندہ اس کے سیاق میں ان کے والد کے بارے میں لکھتے ہیں: وہ اہل ہجر میں سے دیر کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص تھے۔ جبکہ ابن اسکن کا قول ہے اس کی سند مجہول ہے۔

باب راء کے بعد شین

۲۶۵۶) رِشْدَانُ الْجَهَنِيِّ *

بقول امام بخاری انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسکن نے بطریق ابو اویس ان کی لمبی حدیث نقل کی ہے کہ جاہلیہ میں انہیں غنیان کہا جاتا تھا۔ جب نبی ﷺ کے ہاں آمد ہوئی، آپ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے بتایا: ”غنیان“۔ آپ نے فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ بتایا: وادی غوی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ تم رِشْدَانُ ہو اور تمہارے اہل خانہ وادی رِشْدَانُ میں ہیں“۔ فرماتے ہیں: یہ علاقہ ابھی تک رِشْدَانُ ہی کہلاتا ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اس کی سند مجہول ہے۔ ادھر ابن الاثیر کا قول ہے: اس شخص کا صحابہ میں ذکر ہی نہیں۔ ابو نعیم اور ابو عمر کی بات سے یہی پتہ چلتا ہے۔ جہاں تک میرا گمان ہے اس میں کسی راوی کو ہوا ہے۔ جبینہ کے بارے میں جو صحیح روایت ہے وہ یہ ہے کہ بنی غنیان بن قیس بن جبینہ کا کوئی وفد گیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: بنو غنیان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم لوگ بنو رِشْدَانُ ہو“۔ *

میں کہتا ہوں: اس قصہ کو ابن کلبی نے ذکر کیا ہے اور یہی مشہور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبیلہ کے کسی ایک میں اس کا اتفاق نہ ہو۔ خصوصاً جبکہ اس کی سند موجود ہے۔ رہی ان کی یہ بات کہ ابو نعیم اور ابو عمر کی بات سے اس کا پتہ چلتا ہے، سوال بات نہیں۔ اس لیے کہ ابو نعیم کے الفاظ ہیں: ”متاخرین میں سے کسی نے حدیث ابو اویس سے ان کا ذکر کیا ہے پھر انہوں نے سند حدیث نقل کی“۔ اور ابو عمر * کے الفاظ ہیں: ”رِشْدَانُ ایک نامعلوم شخص ہیں۔ کسی نے ان کا ذکر ان صحابہ میں کر دیا ہے جو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ سو کسی کی عبارت سے وہ بات ثابت نہیں ہوتی جس کا انہوں نے گمان کر رکھا ہے، حالانکہ یہ واضح ہے۔ واللہ اعلم“

۲۶۵۷) رُشِيدٌ (تضخیر ہے)

الفارسی، بنی معاویہ جو انصار سے ہیں ان کے مولا۔ جس نے انہیں رُشِيدُ الحجری کہا اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ دوسرے جن کا تعلق صغیر تابعین سے اور تبع تابعین سے ہے۔ ان کی حدیث بغوی نے بطریق خالد بن مخلد بواسطہ اسمعیل بن ابی ح

* المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۰/۸) (۱۶۱/۸) * مسند احمد (۴۸۱/۳) * اسد الغابہ (۱۶۷۷) استیعاب (۸۰۱)
* جامع المسانید (۲۷۳/۴) * استیعاب (۸۵/۲) * اسد الغابہ (۱۶۷۸) استیعاب (۷۷۳)

عبدالرحمن بن ثابت بحوالہ رشید الفارسی مولا بنی معاویہ نقل کی ہے۔ جبکہ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابو عامر العقدی بواسطہ ابن ابی حبیبہ، عبدالرحمن بن ثابت سے بحوالہ رشید الجبری مولا بنی معاویہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے احد میں ایک کافر پر حملہ کر کے کہا: لے میں فارسی نوجوان ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمہیں انصاری کہنے سے کس نے روکا تھا، کیونکہ قوم کا مولا انہیں میں شامل ہے۔“ ان کی روایت میں رشید الجبری لکھا ہے، فرماتے ہیں: رشید مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، واقدی نے بھی یہ قصہ ذکر کیا ہے اور کہا: رشید الفارسی مولا بنی معاویہ تھے، ایک مشرک سے ان کا آنا سامنا ہوا تو فرمایا، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ابو عبداللہ! تم نے اچھا کیا۔“ * آپ نے اس دن ان کی کنیت رکھی حالانکہ اس وقت ان کی اولاد نہ تھی۔ اسی مفہوم کا قصہ ابن اسحاق نے بھی نقل کیا ہے لیکن انہوں نے ”عقبہ الفارسی“ کہا، جس کی تفصیل حرف عین میں آئے گی۔ بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ابو عقبہ رشید ہیں۔ واللہ اعلم

۲۶۵۸ رشید بن علاج الثقفی

رشید تصغیر میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۶۵۹ رشید ابو عمیرہ المزنی

ابو یونس فرماتے ہیں: اہل مصر میں ان کا ذکر ہے، مصر میں ان کی ایک حدیث ہے جو ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ سے بحوالہ شبان غسانی مزینہ کے ایک ابو عمیرہ نامی صحابی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے کہ ”جب بھی یہ کسی غزوہ میں شریک ہوتے جب تک یہ نہ پوچھ لیتے کہ کسی کے لیے امان ہے تب تک جنگ نہیں کرتے تھے؟“

۲۶۶۰ (ن) رشید بن مالک *

ابو عمیرہ السعدی از بنی تمیم۔ بقول بعض اسدی از بنی اسد بن خزیمہ۔ بقول دولابی: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری نے التاريخ میں، ابن السکن، باوردی، طبرانی * اور ابو احمد الحاکم سب نے بطریق معروف بن واصل روایت کی ہے کہ مجھ سے قبیلہ کی ایک خاتون حنصہ بنت بطلق نے بیان کیا کہ مجھے ابو عمیرہ (جو رشید بن مالک ہیں) نے حدیث سنائی کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، ایک شخص ایک ٹرے لایا جس میں کھجوریں تھیں، کہنے لگا: یہ صدقہ ہے اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے مٹی میں کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ایک کھجور اٹھالی، آپ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکال لی اور فرمایا: ہم آل محمد (ﷺ) صدقہ نہیں کھاتے۔ اس اسناد پر ابو نعیم، عبداللہ بن نمیر اور دوسرے حضرات کا اس سند پر اتفاق ہے جبکہ اسباط بن محمد نے ان کے مخالف بحوالہ معروف سند نقل کی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل قسم اخیر میں عمیر کے ذیل میں بیان ہوگی۔

* ابو داؤد کتاب الادب باب فی العصبیہ (۵۱۲۳) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب النیۃ فی القتال (۲۷۸۴) مسند احمد (۲۹۵/۵)

* اسد الغابہ (۱۶۷۹) استیعاب (۷۷۴) تجرید (۱۸۳/۱)

* المعجم الکبیر (۴۶۳۲)

باب راکے بعد عین

۲۶۶۱ رَعِيَهُ

بقول طبری تفسیر ہے السَّحِيمِيّ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث بہتر سند سے مروی ہے۔ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے بطریق اسرائیل بواسطہ ابواسحاق، شعبی سے بحوالہ رعیہ صحیحی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف چمڑے کے ٹکڑے پر خط بھیجا جسے انہوں نے اپنے ڈول پر پیوند بنا کر لگا لیا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، جس نے ان کا ایک مویشی بھی نہ چھوڑا، لمبی حدیث ہے۔ اسی میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ گئے۔ آپ نے ان کے اہل و عیال کو تو واپس کر دیا اور مال کے بارے میں فرمایا: تمہارا مال تقسیم ہو چکا ہے۔ ان کے بارے میں جو وہم واقع ہوا ہے وہ حقیقہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

باب راء کے بعد فاء

۲۶۶۲ رَفَاعَهُ بِنِ اَوْسٍ

بن زَعُوْرَاءِ بن عبد الاشہل انصاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا تذکرہ شرکاء احد میں کیا ہے۔ طبرانی اور ان تبعین نے انہی کے طریق سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۶۶۳ رَفَاعَهُ بِنِ تَابُوْتِ اَنْصَارِيٍّ

ایک مرسل حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جو بطریق قیس بن جبیر نہشلی سے مروی ہے کہ لوگ جب احرام باندھتے تھے تو گھر میں دروازے کے بجائے پچھواڑے سے آتے تھے جبکہ حمس اس کے برخلاف کرتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کسی باغ میں داخل ہوئے اور پھر اسی کے دروازے سے باہر تشریف لے گئے تو رفاعہ نامی شخص آپ کے پیچھے ہو لیے۔ حالانکہ وہ حمس میں سے نہ تھے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! رفاعہ منافق ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا کیوں کیا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تو حمس میں سے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: ہمارا دین تو ایک ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”یہ نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے سے آؤ“۔ صحیح میں اس کا شاہد موجود ہے جو حدیث براء سے مروی ہے، لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ اسی سے ملتا جلتا قصہ عطیہ بن عامر حوالہ سے بھی پیش آیا ہے ہو سکتا ہے دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ رہی وہ حدیث جو مسلم میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے منقول

اسد الغابہ (۱۶۸۰) استیعاب (۸۰۲) تجرید (۱۸۳/۱) مسند احمد (۲۸۵/۵) اسد الغابہ (۱۶۸۱)

المعجم الكبير (حدیث: ۴۵۶۱) اسد الغابہ (ت: ۱۶۸۳) سورة البقرة (۱۸۹)

تفسیر طبری (۱۰۹/۲) الدر المنثور (۲۰۴/۱) مسلم کتاب صفات المنافقین (۶۹۷۲)

ہے کہ بہت تیز ہوا چلی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ ہوا بہت بڑے منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے“۔ اور وہ شخص رفاع بن تابوت تھا سو وہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص تھا، دوسری سند سے یہ نام رافع بن تابوت بھی منقول ہے۔

۲۶۶۳ (ز) رفاع بن حارث

بن رفاع انصاری۔ یہی رفاع بن عفراء ہیں۔ ابن اسحاق نے بدریین میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ امام واقدی وغیرہ نے اس بات کا انکار کیا ہے۔

۲۶۶۵ رفاع بن رافع انصاری

معاذ بن عفراء کے بھتیجے۔ ان سے ان کے بیٹے معاذ روایت کرتے ہیں، ان کی حدیث زید بن حباب کے ہاں ہشام بن ہارون سے بواسطہ معاذ بن رفاع بحوالہ ان کے مروی ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے اور ان کے اتباع میں ابو نعیم نے لکھا ہے دونوں نے ان کے حالات میں ایک حدیث بروایت رفاع بن مالک الزرقی نقل کی ہے۔ اور ترمذی کے سیاق میں ابن رفاع بن عفراء لکھا ہے شاید رافع کی والدہ یا دادی کا نام عفراء تھا، میں نے زید بن حباب کی حدیث بہت تلاش کی لیکن مجھے معلوم نہ ہو سکا اسے کس نے نقل کیا ہے۔

۲۶۶۶ رفاع بن رافع

بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری خزرجی زرقانی۔ ابو معاذ، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن سلول مشہور ہیں۔ امام بخاری وغیرہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے یہ بدری صحابی ہیں جیسا کہ اس کا ثبوت صحیح بخاری میں ہے وہ اور ان کے والد بیعت عقبہ میں اور بقیہ معرکوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبید اور معاذ، ان کے بھتیجے یحییٰ بن خلاد اور بھتیجے کے بیٹے علی بن یحییٰ روایت کرتے ہیں۔ ضرار بن صرد عبد اللہ بن ابورافع تک کی اپنی اسناد سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ صفین میں شریک تھے۔ اس روایت کو طبرانی نے لکھا ہے۔ ابو عمر نے ایک قصہ نقل کیا ہے جس میں ہے کہ یہ جنگ جمل میں شریک تھے۔ بقول ابن قانع: ان کی وفات ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں ہوئی۔

۲۶۶۷ رفاع بن زبیر

بروزن جعفر۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ رفاع بن عبد الممنذ بن زبیر ہیں جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۶۸ رفاع بن زید

بن عامر بن سواد بن کعب۔ جو ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظفیری ہیں۔ قتادہ بن نعمان کے چچا ہیں۔

اسد الغابہ (۱۶۸۴) استیعاب (۷۷۵) * اسد الغابہ (۱۶۸۵) * اسد الغابہ (۱۶۸۶) استیعاب (۷۷۶) تجرید (۱۸۴/۱)
بخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ بدرًا (۳۹۹۲، ۳۹۹۴) * استیعاب (۷۷/۲)
اسد الغابہ (۱۶۸۷) * اسد الغابہ (۱۶۸۸) استیعاب (۷۷۷)

ترمذی * اور طبری میں بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا قتادہ بن نعمان روایت کرتے ہیں: ہم میں سے ایک گھرانہ تھا جو بنو ابریق کہلاتے تھے۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کالدا ایک اونٹ خریداجوانہوں نے اپنے ایک کمرہ میں رکھ دیا جس پر رات کے وقت ڈاکہ پڑا پھر وہ لمبی حدیث ذکر کی جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہونے کا واقعہ ہے: ”اے نبی! خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہونا“ * اسی کے آخر میں ہے، قتادہ نے کہا: میں اپنے چچا کے پاس ان کے ہتھیار لے کر آیا وہ جاہلیت میں ہی رتو ندے کی بیماری کا شکار تھے، میں سمجھتا تھا کہ ان کے دل میں اسلام کی قدر و منزلت ہے۔ فرماتے ہیں: ”جب میں وہ ان کے پاس لے کر آیا، مجھ سے کہنے لگے: بھتیجے! یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ سو مجھے علم ہو گیا کہ اس کا اسلام صحیح ہے۔“ ترمذی فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، جس میں محمد بن سلمہ موصول بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ ان کے علاوہ لوگوں نے اسے مرسل روایت کیا ہے، جبکہ امام واقدی نے کئی طرق سے بحوالہ محمود بن لبید نقل کی ہے اور قصہ کو گھٹا بڑھا کے طویل ذکر کیا ہے۔

۲۶۶۹ رفاعہ بن زید *

بن وہب الجذامی۔ ابن اسحاق مغازی میں فرماتے ہیں: وہ خیبر سے پہلے صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رفاعہ بن زید الجذامی ثم الضبی۔ اسلام لے آئے اور خوب اسلام نکھرا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام کا ہدیہ بھی پیش کیا۔ ابن مندہ بطریق حمید بن رومان روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ بن زید اپنی قوم * کے دس آدمیوں سمیت آئے تھے۔ (حدیث) صحیحین میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خیبر کے واقعہ میں مروی ہے کہ رفاعہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدغم نامی سیاہ فام ایک غلام ہدیتاً پیش کیا پھر مال غنیمت میں خیانت کا قصہ ذکر کیا۔ خلیفہ بن امیہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے اور معبد الجذامی کے حالات میں بھی ان کا ذکر ہونا ہے۔

۲۶۷۰ (ن) رفاعہ بن سہل

نوی کی شرح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کے نام کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک صاع کھجور صدقہ میں دیں تو منافقین ان کی طرف اشارے کرنے لگے۔ وہ ابو عقیل ہیں کنیت سے شہرت پائی ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۷۱ رفاعہ بن سمواں القرظی *

صحیح میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرماتی ہیں: رفاعہ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئی، کہنے لگی: اللہ کے رسول! مجھے رفاعہ نے طلاق دے دی ہے۔ تو آپ ﷺ نے میری طلاق کو نافذ قرار دیا۔ * (حدیث) امام مالک رضی اللہ عنہ نے مسور بن رفاعہ سے بحوالہ زبیر بن عبد الرحمن بن زبیر روایت کی ہے کہ رفاعہ بن سمواں نے اپنی اہلیہ تمیمہ بنت وہب کو طلاق دی، پھر حدیث ذکر کی۔ موطا کے سب راویوں کے نزدیک یہ روایت مرسل ہے۔ جبکہ ابن وہب، ابراہیم بن طہمان، ابو علی الحنفی، تینوں نے امام مالک سے

* ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب سورة النساء (۳۰۳۶) * سورة النساء (۱۰۵) * اسد الغابہ (۱۶۸۹) استیعاب (۷۷۸)

* المعجم الكبير (۴۵۶۲) * اسد الغابہ (۱۶۹۰) استیعاب (۷۷۹) تجرید (۱۸۴/۱)

* بخاری کتاب الشهادات (۲۶۳۹) مسلم کتاب النکاح (۳۵۱۲) ترمذی کتاب النکاح (۱۱۸) ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۳۲)

موصولاً روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: زبیر بن عبدالرحمن بن الزبیر سے بواسطہ ان کے والد مروی ہے، زبیر جو جد اعلیٰ ہیں ان کا نام زرا کے زبر سے اور چھوٹے کا نام تصغیر ہے۔

ابن شاہین نے تفسیر ابن مقاتل بن حیان کے طریق سے ارشاد باری تعالیٰ: ”پس اگر خاوند اس (عورت) کو طلاق دے دے تو پھر یہ عورت اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کر لے“ (پھر وہ طلاق دے دے تو پہلے کے لیے حلال ہے) میں فرماتے ہیں: عائشہ بنت عبدالرحمن بن عتیک انصری کے بارے میں نازل ہوئی جو رفاعہ بن وہب بن عتیک کے نکاح میں تھیں۔ جوان کے چچا زاد تھے۔ انہوں نے انہیں طلاق بائن دی، بعد میں انہوں نے عبدالرحمن بن زبیر سے شادی کر لی تھی پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: بظاہر واقعہ ایک ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں سیاقوں کا ظاہر بتاتا ہے کہ دو واقعے ہیں، لیکن مشکل دوسرے خاوند عبدالرحمن بن زبیر کے نام کا اتحاد ہے (یعنی دونوں کا نام عبدالرحمن تھا)۔ رہی خاتون تو ان کے نام میں کافی سارا اختلاف ہے جیسا کہ خواتین کے حصہ میں بیان ہوگا۔

۲۶۴۲ رفاعہ بن عبدالمنذر

بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ انصاری اوسی۔ ابولبابہ کے بھائی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اہل عقبہ میں جبکہ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اہل بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ ابولبابہ اور مبشر کے بھائی ہیں۔ تینوں بدر کے لیے نکلے۔ مبشر نے شہادت پالی اور نبی ﷺ نے ابولبابہ کو واپس کر دیا جبکہ رفاعہ اس میں شریک ہوئے۔ فرماتے ہیں: یہ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور خیبر میں شہید ہوئے۔ عدوی نے اس پر اعتماد ظاہر کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام بشیر تھا اسی کو رشاٹی نے راج قرار دیا ہے۔ البتہ ابن اسکن لکھتے ہیں: ابن نمیر، امام احمد بن حنبل اور علی بن المدینی نے ذکر کیا ہے کہ ابولبابہ کا نام رفاعہ تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: رفاعہ، ابولبابہ کے بھائی ہیں۔

۲۶۴۳ رفاعہ بن عبدالمنذر

ابولبابہ کا ایک نام، کنتیوں میں بیان ہونا ہے۔

۲۶۴۴ رفاعہ بن عرابہ

بقول بعض: عرابہ الجہنی المدنی۔ ترمذی فرماتے ہیں: عرابہ وہم ہے، ابن حبان لکھتے ہیں: عرابہ ان کے دادا ہیں جس نے انہیں ابن عرابہ کہا تو دادا کی نسبت سے کہہ دیا۔ امام مسلم کا بیان ہے کہ عطاء بن یسار ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ ان کی حدیث نسائی میں صحیح سند سے ملتی ہے، ابن ابی حاتم کا بیان ہے اور ابن مندہ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوخرامہ تھی، لگتا ہے یہ وہم ہے یہ تو بعد والے شخص کی کنیت ہے۔

سورة البقرہ (۲۳۰) * اسد الغابہ (۱۶۹۲) استیعاب (۷۸۰) تجرید (۱۸۴/۱) * المعجم الكبير (۴۴۹۷/۵)

اسد الغابہ (۱۶۹۳) استیعاب (۷۸۲) تجرید (۱۸۴/۱) * عمل اليوم والليلة للنسائي (۴۷۵)

۲۶۷۵ (ز) رفاعہ بن عرّادہ العُذری (دوسرے)

خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ابو خزّامہ بنی حارث بن سعد ہذیم کے ایک فرد ہیں۔ بقول بعض ان کا نام رفاعہ بن عرّادہ ہے، ان سے ان کے بیٹے روایت کرتے ہیں، یہ بات عسکری نے نقل کی ہے۔

۲۶۷۶ رفاعہ بن عمرو

بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم خزرجی سالمی ابوالولید۔ ابن اسحاق وغیرہ نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود کی بحوالہ عروہ روایت میں: رفاعہ بن عمرو بن قیس لکھا ہے۔

۲۶۷۷ (ز) رفاعہ بن عمرو الجہنی

ابومعشر نے بدرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ احد میں شریک ہوئے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: درست و دلچیز بن عمرو ہے، اپنی جگہ بیان ہونا ہے۔

۲۶۷۸ (ز) رفاعہ بن عمرو

بن نوفل بن عبداللہ بن سنان انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں اور شہداء احد میں جبکہ ابن اسحاق کے ہاں ہے کہ شرکاء احد میں رفاعہ بن عمرو از بنی حلی ہیں۔

۲۶۷۹ رفاعہ بن قرظہ القرظی

بقول ابو حاتم انہیں دیدار حاصل ہے۔ باوردی اور طبرانی نے بطریق عمرو بن دینار، یحییٰ بن جعدہ سے روایت کی ہے کہ رفاعہ بن قرظہ نے فرمایا یہ آیت جن دس افراد کے بارے میں نازل ہوئی، ان میں سے ایک میں ہوں: ”اور نصیحت کی بات ہم مسلسل انہیں پہنچا چکے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں“۔ (حدیث) بغوی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے ہاں رفاعہ الجہنی لکھا ہے اور فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ بقول بعض: یہ رفاعہ بن سمّوٰل ہیں، اسی پر ابن مندہ نے اعتماد کیا ہے۔ البتہ باوردی اور ابن السکن کا قول ہے کہ وہ قرظہ کے قیدیوں میں سے تھے، وہ اور عطیہ بچوں میں شامل تھے اس بنا پر یہ ابن سمّوٰل کے علاوہ ہوئے۔ واللہ اعلم

۲۶۸۰ رفاعہ بن مبشر

بن حارث انصاری ظفّری۔ احد میں اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۱۶۹۵) الاستیعاب (۷۸۱) السیرۃ النبویۃ (۹۸/۳)

اسد الغابہ (۱۶۹۴) الاستیعاب (۷۸۳) استیعاب (۸۰/۲) اسد الغابہ (۱۶۹۶) تجرید (۱۸۵/۱)

الجرح والتعديل (۴۹۲/۳) المعجم الكبير (۴۵۶۳) سورة القصص (۵۱)

اسد الغابہ (۱۶۹۷) الاستیعاب (۷۸۴) الاستیعاب (۸۰/۲)

۲۶۸۱۔ رفاعہ بن مسروح

یا ابن مشرخی الاسدی، اسد بن خزیمہ، بنی عبد شمس کے حلیف۔ ابن اسحاق نے شہداء خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۶۸۲۔ رفاعہ بن نعمان الدارانی

طیب بن عبد اللہ میں ان کا تذکرہ ہونا ہے۔ بقول امام واقدی: یہی فاکہ بن نعمان ہیں۔

۲۶۸۳۔ رفاعہ بن وقش

ابن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل الاشہلی۔ ابن اسحاق نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ثابت کے بھائی اور سلمہ بن سلامہ اور ان کے بھائی کے چچا ہیں۔ خالد بن ولید جو ابھی مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے ان کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ بعض اہل مغازی کا بیان ہے کہ یہ ٹیلوں پر عورتوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ حسل بن جابر مامور تھے۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا اتفاق ان کے بھائی ثابت کو ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۸۴۔ رفاعہ بن وہب القرظی

رفاعہ بن سمواں میں ذکر ہوا ہے۔

۲۶۸۵۔ رفاعہ بن یثربی

بقول بعض: یہ ابورمہ کا نام ہے۔ ایک قول ہے: ان کا نام یثربی بن عوف ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

۲۶۸۶۔ رفاعہ الانصاری

عبانہ بن رافع بن خدیج کے دادا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں فوت ہوئے۔ عبانہ کے نسب نامہ میں سوائے ان کے والد کے کوئی ایسا نہیں جس کا نام رفاعہ ہو۔ صحابی نہیں ہیں۔ نبی ﷺ کے بعد عرصہ دراز زندہ رہے، ہو سکتا ہے یہ ان کے نانا وغیرہ ہوں۔ خاء میں خدیج کے تحت ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۶۸۷۔ رفاعہ (بے نسبت)

ابن مندہ بطریق وازع بن نافع بواسطہ ابوسلمہ، رفاعہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں لوگوں میں گھوم پھر کر یہ اعلان کروں: ”کوئی بھی کھجور کے خول میں ہرگز نبی نہ بنائے“۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اسد الغابہ (۱۶۹۸) استیعاب (۷۸۵) اسد الغابہ (۱۶۹۹) استیعاب (۷۸۶)

السیرة النبویہ (۹۶/۳) اسد الغابہ (۱۷۰۳) جامع المسانید (۲۹۳/۴) اسد الغابہ (۱۹۸/۲)

باب راء کے بعد قاف

۲۶۸۸ رقاد بن ربيعة العقيلي *

بقول ابن حبان: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبرانی * بطریق یعلیٰ بن الاشدق بحوالہ رقاد بن ربيعة روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے سو بکریوں میں سے ایک بکری (زکوٰۃ میں) وصول کی۔ (حدیث)

۲۶۸۹ رقیبہ بن عقیبہ *

یاعقیبہ بن رقیبہ۔ اسی طرح شک سے یہ نام منقول ہے۔ ان کی حدیث ابن مندہ اور خطیب نے ”الجامع“ میں بطریق مکی بن ابراہیم روایت کی ہے۔ البتہ خطیب فرماتے ہیں: حسن بن ہارون بن حسن سے مروی ہے جبکہ ابن مندہ کا قول ہے: مکی سے بحوالہ ہارون مروی ہے۔ واسطہ ذکر نہیں کیا۔ خطیب کی روایت میں رقیبہ بن عقیبہ یا عقیبہ بن رقیبہ سے مرفوع روایت ہے۔ اور ابن مندہ بواسطہ عبد اللہ بن عمر، بحوالہ یزید بن حبیبہ روایت کرتے ہیں کہ رقیبہ آئے پھر مرفوع حدیث نقل کی ”چاند نکلتے قیام کرنا سوموار یا جمعرات کے روز نکلتا“۔ * (حدیث)

۲۶۹۰ رقیم بن ثابت *

بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ النصاری۔ ابو ثابت النصاری، ابن مندہ نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے جبکہ ابن کلبی ثعلبہ کے بعد ابن اکال بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف النصاری اسی کا اضافہ کرتے ہیں۔ ابو الاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر شہداء طائف میں کیا ہے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد کاف

۲۶۹۱ رکانہ بن عبد یزید *

بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف المطلبی۔ بلاذری لکھتے ہیں: عباس بن ہشام نے مجھے بحوالہ اپنے والد انہوں نے ابن خربوذ وغیرہ سے نقل کیا کہ رکانہ کسی سفر سے واپس آئے، نبی ﷺ کے متعلق انہیں بتایا گیا، مکہ کے کسی پہاڑ پر ان کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہنے لگے: بھتیجے! مجھے تمہارے بارے میں پتہ چلا ہے، سو اگر تم نے مجھے پچھاڑ لیا تو تم سچے، چنانچہ انہوں نے آپ سے مقابلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا۔ رکانہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ بقول بعض: پچھڑنے کے بعد اسلام لے آئے تھے۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: ان کی کشتی والی روایت کی سند میں تردد ہے۔ ان کا اشارہ اس کی طرف ہے جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی

* اسد الغابہ (۱۷۰۵) تجرید (۱۸۵/۱) * الثقات (۱۲۶/۳) * المعجم الكبير (۴۶۳۱/۵)

* اسد الغابہ (۱۷۰۶) تجرید (۱۸۵/۱) * جامع المسانید (۲۹۵/۴) * اسد الغابہ (۱۷۰۷) استیعاب (۸۰۳)

* اسد الغابہ (۱۷۰۸) استیعاب (۸۰۴) تجرید (۱۸۶/۱) * الثقات (۱۳۰/۳)

نے بروایت ابوالحسن عسقلانی بواسطہ ابو جعفر بن محمد بن رکانہ بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے کہ رکانہ نے نبی ﷺ سے کشتی کا مقابلہ کیا تو نبی ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا۔* (حدیث) ترمذی فرماتے ہیں: غریب ہے اور اس کی سند پائیدار نہیں۔ زبیر کا قول ہے: رکانہ بن عبد یزید جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں اسلام سے پہلے کشتی لڑی وہ سب لوگوں میں مضبوط تھے۔ کہنے لگے: محمد (ﷺ)! اگر آپ نے مجھے پچھاڑ لیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ تو نبی ﷺ نے انہیں پچھاڑ دیا، تو وہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جادوگر ہیں۔ پھر بعد میں اسلام بھی لے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں پچاس وسق کھجور کھانے کے لیے دیں۔ ترمذی* میں بطریق زبیر بن سعید بواسطہ عبد اللہ بن یزید بن رکانہ بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا مروی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، آپ نے فرمایا: تمہارا کتنی طلاقوں کا ارادہ تھا؟ عرض کی: ایک۔ (حدیث) اس حدیث میں ابوداؤد وغیرہ سے آگے اختلاف ہے۔ ان سے نافع عمیر اور پوتے علی بن یزید بن رکانہ روایت کرتے ہیں۔ بقول زبیر: خلافت معاویہ کے دور میں مدینہ میں فوت ہوئے۔ اور ابو نعیم لکھتے ہیں: خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ بقول بعض: ۴۱ھ تک زندہ رہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے یزید کے حالات میں ہوگا۔

۲۶۹۲ رُكْبُ الْمِصْرِيِّ*

بقول عباس دوری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔* ابو عمر کہتے ہیں: یہ کنڈی ہیں، ان کی ایک حسن حدیث ہے جس میں آداب کا ذکر ہے۔ یہ صحابہ میں مشہور شخصیت کے مالک نہیں۔ البتہ مؤرخین کا صحابہ میں ان کا ذکر کرنے پر اتفاق ہے نہیٰ العنسیٰ ان سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کی سند ضعیف ہے ابن عبد البر کے ”حسن“ سے مراد حسن الفاظ ہے۔ امام بخاری* نے اپنی تاریخ میں نیز بغوی، باوردی، ابن شاہین اور طبرانی* وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ جبکہ ابن حبان لکھتے ہیں: بقول بعض: یہ صحابی ہیں، البتہ ان کی اسناد پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

باب راء کے بعد ہاء

۲۶۹۳ رُكْبُ الْعَدَوِيِّ*

از آل عمر بن خطاب، وٹیمہ نے کتاب ”الرذہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن الخطاب کی شہادت کے بارے ان کا مرثیہ نقل کیا جس میں وہ کہتے ہیں:

* ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العمائم (۴۰۷۸) ترمذی کتاب اللباس باب العمائم علی القلائس (۱۷۸۴)

* ترمذی کتاب الطلاق واللعان باب ما جاء فی الرجل يطلق امرأته البتہ (۱۱۷۷)

* اسد الغابہ (۱۷۱۰) استیعاب (۸۰۵) تجرید (۱۸۶/۱) * استیعاب (۸۷/۲)

* التاريخ الكبير (۳۳۸/۲) * المعجم الكبير (۴۶۱۵، ۴۶۱۶)

”اے زید! زید بنی نفل آپ نے ہمارے لیے غم و پریشانی کے بدلہ غم وراثت میں چھوڑا ہے۔“
 پھر وہ قصہ ذکر کیا جسے سیف نے ”الفتوح“ میں نقل کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: رہم العدوی جو آل خطاب سے ہیں، انہوں نے فرمایا: ابن فتحون کی ”ذیل“ کے بعض نسخوں میں رہم بن رہم بن عمر بن خطاب لکھا ہے۔ درست رہم ابن عم عمر بن خطاب ہے۔ واللہ اعلم

(ن) رُهَيْن ۲۶۹۳

بقول بعض: زہیر۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف زائیں ذکر ہوگا۔

باب راء کے بعد واو

رُوح بن سَيَّار ۲۶۹۵

یاسیار بن رُوح۔ بقول ابن ابی حاتم * شامی ہیں۔ اور مجھے ان کے حالات کا پتہ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کنتوں میں ابو یئیب میں تذکرہ ہونا ہے۔

(ن) رُوح (بے نسبت) ۲۶۹۶

ابن الحذاء کا بیان ہے کہ یہ اس یتیم کا نام ہے جس کے بارے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”پھر میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی“۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام ضمیرہ تھا۔

رُومان ۲۶۹۷

”شام میں رہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے“۔ یہ بات ابو القاسم بغوی نے بحوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کی اور ان کی حدیث ذکر نہیں کی۔ میرے خیال میں یہ رومان بن کعب بن زید بن عمیرہ الجذامی ہیں۔ ابن شاہین نے بطریق یحییٰ بن سعید اموی بواسطہ ابن اسحاق حمید بن رومان بن کعب بن زید الجذامی کی حدیث نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید الجذامی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ پھر حدیث * ذکر کی۔ اسی روایت کو اسمعیل بن عیاش نے بواسطہ حمید بن رومان روایت کیا کہا: زیاد بن سعد بن رفاعہ بن زید بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ بن زید وفد میں آئے پھر اس کا ذکر کیا۔

رُومان الرومی ۲۶۹۸

بقول بعض: یہ سفینہ کا نام ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: کسی متاخر کا گمان ہے کہ یہ بلخ کے قیدی ہیں جبکہ عہد نبوی میں بلخ فتح نہیں ہوا تو وہاں کے قیدی کیسے آسکتے ہیں؟

* الجرح والتعديل (۴۹۷/۳) المعجم الكبير (۴۵۶۲/۵) مجمع الزوائد (۳۱۰/۵) جامع المسانيد (۳۰۰/۴)
 * اسد الغابہ (۱۷۱۳) استيعاب (۸۰۶)

(۲۶۹۹) (ن) رُوَيْثِد (تصغیر ہے) الثقفی

بنی عدی بن نوفل بن عبد مناف کے داماد۔ عمرو بن ہبہ نے "اخبار مدینہ" میں لکھا ہے کہ بنی عدی کے دیگر لوگوں کی طرح مدینہ میں انہوں نے بھی حویلی بنائی۔ شراب نوشی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ان کا ایک قصہ بھی ہے۔* مؤطا میں بطریق سعید بن المسیب وغیرہ سے مروی ہے کہ طلحہ ثقفیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھیں، جنہیں انہوں نے طلاق دے دی تو انہوں نے اپنی عدت میں ہی دوسرا نکاح کر لیا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آہستہ سے کوڑا مارا۔ ہم نے ابراہیم بن سعید کے نسخہ میں لیث کے کاتب کی ان سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روئید کا گھر جلا دیا تھا۔ وہ شراب نوشوں کی دوکان بن گیا تھا، سعد بن ابراہیم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اب بھی وہ گھریوں جلتا دکھائی دے رہا ہے جیسے وہ دکھتا ہوا نگارہ ہو، ایسا ہی دولابی نے "الکافی" میں بطریق عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ بواسطہ سعد بن ابراہیم انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روئید ثقفی کا گھر جلا دیا جو نگارہ یا کونکہ ہو گیا تھا، وہ شراب کی دوکان تھی جس میں "دازو" بکتا تھا۔ ابن ابی ذویب نے سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے اس روایت کا مفہوم نقل کیا ہے۔ میں نے انہیں صحابہ میں اس لیے ذکر کر دیا ہے کیونکہ جو عہد فاروقی میں اس عمر کا ہوگا وہ زمانہ نبوی میں یقیناً ممتاز ہوگا۔ قریش اور ثقیف میں سے جو بھی بچا وہ اسلام لا کر حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوا ہے۔

(۲۷۰۰) (ن) رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتِ الْبَلَوِيِّ

طبری نے وفد بلی میں ان کا ذکر کیا کہ یہ لوگ آپ کے پاس ۹ھ میں آئے۔ یہ رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتِ الْبَلَوِيِّ کے علاوہ ہیں۔ یہ ابن فتحون کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: کئیوں میں حرفِ ضاد میں ابوالصیب کے حالات میں ان کے قصہ میں بیان ہوگا۔

(۲۷۰۱) رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ*

بن السکن بن عدی بن حارثہ از بنی مالک بن النجار، مصر فروکش ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں طرابلس کا گورنر مقرر کیا۔ یہ ۳۶ھ کی بات ہے، پھر انہوں نے افریقاء پر حملہ کیا۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بشر بن عبید اللہ الحضرمی، حنش الصنعانی اور ابوالخیر وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ ابن البرقی کا قول ہے کہ برقہ میں جہاں کے یہ گورنر تھے فوت ہوئے۔ اور ابن یونس لکھتے ہیں: ۵۶ھ میں جبکہ یہ مسلمہ بن مخلد کی جانب سے وہاں کے امیر تھے، فوت ہوئے۔

(۲۷۰۲) رُوَيْفِعُ بْنُ مَوْلَا نَبِيِّ ﷺ

ابو احمد الحسکری نے موالی النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مفضل غلابی بحوالہ مصعب زبیری ان کا ذکر کرتے ہیں، اور ابن ابی خیمہ کا قول ہے کہ ابن رُوَيْفِعُ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ان کے لئے حصہ مقرر کیا۔ ان کی زینہ اولاد

* مؤطا مالک کتاب النکاح باب جامع ما لا يجوز من النکاح (۱۱۶۰)

* اسد الغابہ (۱۷۱۷) استیعاب (۷۹۰) * اسد الغابہ (۱۷۱۸) استیعاب (۷۹۱)

نہیں۔ یہ بات ابن عساکر نے نقل کی ہے، اور فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہو۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

باب راء کے بعد یاء

۲۷۰۳ رناب بن حنیف *

بن رناب بن حارث بن امیہ بن زید انصاری۔ عدوی نے نسب اوس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے اور بدر معونہ کے روز شہادت پائی۔ ابوعلی غسانی وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۷۰۴ رناب بن عمرو

بن عوف بن کعب اللیثی۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کی اولاد میں سے کسی سے مروی ہے جسے نصر بن قدید لیشی نے مسلم بن حجاج بن مسلم سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا انہوں نے رناب سے نقل کی ہے کہ وہ بیعت رضوان میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔

۲۷۰۵ رناب بن مہشم *

بن سعید (تصغیر ہے) ابن سہم قرشی سہمی۔ ابوعلی الجبائی لکھتے ہیں: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جو دارقطنی نے نقل کی ہے جیسا کہ وائل بن رناب کے حالات میں تذکرہ ہوتا ہے اور معمر بن رناب کا ذکر ہوگا۔

۲۷۰۶ (ن) رباح بن حارث التمیمی

الجاشعی۔ ابن سعد نے بنی تمیم کے وفد میں اور ان کا اتباع کرتے ہوئے طبری نے ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل عطار دین حاجب کے حالات میں بیان ہوگی۔

۲۷۰۷ رباح بن ربیع

ابن ابی حاتم * اور دارقطنی نے یاء میں ان کا ذکر کیا ہے، اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نام باء سے رباح ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۰۸ (ن) ربیبال الثقفی

مجھے ان کا ذکر ماسوائے حافظ صلاح الدین العلانی کی کتاب ”الوشی المعلم“ کے کہیں اور نہیں ملا۔ چنانچہ وہ بطریق ثوری

عمران ثقفی سے بواسطہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھ کر فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ (حدیث) علانی فرماتے ہیں: عمران ثقفی وہی ابن مسلم بن ریح ثقفی راوی ہیں، رہے ان کے والد تو مجھے ان کا حال معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: میں جانتا ہوں کہ انہیں یہ غلطی کہاں سے پیش آئی؟ میرے خیال میں انہوں نے سفیان ثوری کے حالات کی مراجعت کی اور ان کے شیوخ میں عمران نامی صرف یہی نظر آئے۔ لیکن طبرانی کا انداز اس کی تردید کرتا ہے، کیونکہ انہوں نے یہ حدیث یعلیٰ بن مڑہ ثقفی کے سوانح میں نقل کی ہے، یوں عمران ان کے نزدیک یعلیٰ کے پوتے ہوئے۔ جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ولید بن مسلم نے اس روایت کو ثوری سے بحوالہ ابو یعلیٰ اور انہوں نے اپنے والد سے پھر اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

(۲۶۰۹) زینب بن عمرو

سیف نے "الفتوح" میں ان کا ذکر کیا اور اس میں ان کے مشہور مقالات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی کا بیان ہے کہ وہ قادیسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے امراء میں سے تھے، ہم بارہا یہ بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

قسم ثانی از حرف راء ○ جنہیں دولت دیدار حاصل ہے

باب راء کے بعد الف

(۲۶۱۰) زافع بن ابی رافع

مولانا نبی ﷺ، باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔

باب راء کے بعد باء

(۲۶۱۱) زبیعہ بن شرحبیل

ابن حسنہ، انہیں دیدار نصیب ہوا۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر* میں شریک تھے۔ بقول بعض: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے سپرد کوئی کام کر دیتے تھے۔ ان سے ان کا بیٹا جعفر اور مولانا یساق روایت کرتے ہیں۔

(۲۶۱۲) زبیعہ بن شرحبیل

ابن حسنہ۔ محمد بن سلیمان جیزی نے مصر داخل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور فتح مصر کے شرکاء میں سے ہیں۔ لڑکپن میں نبی ﷺ کا دور پایا ہے، ان کے بھائی عبدالرحمن بن شرحبیل نے بھی یہ مبارک دور دیکھا ہے۔

۲۷۱۳ ربیعہ بن عبد اللہ

بن الھدیٰ (تصغیر ہے) ابن عبد العزیز بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تمیم بن مرہ تمیمی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اکابر تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ تو ابو عمر کا قول تھا۔ بعض نے عبد اللہ اور ہدیٰ کے درمیان ایک اور ربیعہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں، پھر ثقاہت تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ رونما ہوا ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں: بڑے تابعی ہیں جن کی سند تھوڑی ہے، عجل کا قول ہے: ثقہ ہیں، اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ابو بکر بن ابی ملیکہ کا قول ہے، سب سے بہتر انسان تھے۔ ابن ابی عاصم لکھتے ہیں: ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

۲۷۱۴ (ز) ربیعہ بن نوفل

بن حارث بن عبد المطلب دارقطنی نے ”الاخوة“ نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا کہ ان کی زینہ اولاد نہ تھی۔ ان کے والد اور بھائی صحابہ ہیں۔ لہذا یہ بات بعید نہیں کہ انہیں دیدار نصیب ہوا ہو (لیکن یہ ضروری نہیں، مثلاً محمد بن ابی بکر کے والد اور بھائی صحابہ ہیں لیکن انہیں روایت نصیب نہیں ہوئی)۔

باب راء کے بعد واؤ

۲۷۱۵ رُوح بن زَبَاع

بن روح بن سلامہ الجذامی ابو زرعد۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں۔ البتہ اتنی گنجائش ہے کہ یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے ہوں، اس واسطے کہ ان کے والد کو شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ امام مسلم کی کتاب الکلی میں لکھا ہے: یہ صحابی ہیں۔ ابو احمد الحاکم لکھتے ہیں: بقول بعض یہ صحابی ہیں، لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: دور نبوی پایا ہے۔ محمد بن ایوب نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے (لیکن) ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابو عروہ اور حسین القبانی لکھتے ہیں: بقول بعض یہ صحابی ہیں۔ ابو عمر فرماتے ہیں: یہ قول ابو نعیم اور ابن مندہ کا ہے۔ ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں ابن ابی خنیسہ کا قول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں میں ”روح بن زبَاع“ ہیں۔ ابو زرعد دمشقی ہے اور ابن سمیع نے اہل شام کے دوسرے درجہ کے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں فرماتے ہیں: وہ فلسطین کے امیر تھے۔

ابن مندہ نے بطریق بکر بن سوادہ، بواسطہ عبیدہ بن عبد الرحمن، بحوالہ روح بن زبَاع ان کی حدیث نقل کی ہے: ”ایمان یعنی ہے اللہ تعالیٰ جذام میں برکت دے“۔

میں کہتا ہوں: روح کے عبد الملک بن مروان وغیرہ کے ساتھ بڑے اچھے قصے ہیں۔ عبد الملک بن مروان کہتے تھے: روح

اسد الغابہ (۱۶۵۰) استیعاب (۷۶۲) الثقات (۱۲۹/۳) اسد الغابہ (۱۷۱۱) استیعاب (۷۸۸)

استیعاب (۸۱/۲) تاریخ دمشق (۳۴۰/۸)

نے اہل شام کی طاعت کی عبادت، اہل عراق کی عمدہ رائے اور اہل حجاز کی دینی سمجھ کے جامع ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ روح فرمایا کرتے تھے: میں نے خیر کا جو دروازہ بھی تلاش کیا وہ مجھے میسر ہو گیا اور نہ میں نے برائی کا کوئی دروازہ ڈھونڈا اور نہ مجھے اس کی سہولت ملی۔ ضمیرہ بن ربیعہ بواسطہ ولید بن ابی عون روایت کرتے ہیں کہ روح جب حمام سے نکلتے تو ایک غلام آزاد کر دیتے۔ ان کی عبادہ بن الصامت سے اور ایک تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثیں ہیں۔ دونوں ابن عساکر نے ان کے حالات میں نقل کی ہیں۔ ابوسلیمان بن زبر کا قول ہے: ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

قسم ثالث از حرف راء ○ جنہوں نے دور نبوی پایا اور جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کرنا ممکن تھا لیکن پھر بھی ان سے منقول نہیں

باب راء کے بعد الف

۲۴۱۶ راشد بن عبدالرحمن الازدی

انہوں نے دور نبوی پایا اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۴۱۷ (ن) رافع الاشجعی

بقول بعض: ابوالجحد کا نام ہے، سالم کے والد ہیں کنتیوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۱۸ (ن) رافع الاشجعی

بقول بعض: ابو ہند کا نام ہے، ایک قول ہے ان کا نام نعمان ہے کنتیوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۴۱۹ (ن) رافع (بے نسبت)

میں نے فاکہی کی کتاب مکہ میں بطریق ابوبکر بن عبداللہ، بواسطہ عثمان بن عبید اللہ بن رافع وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے قریش کے دوسفر کیے۔ فرماتے ہیں: مقام ابراہیم پر جو نشان ہے وہ اسمعیل علیہ السلام کی اہلیہ کا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس مقام پر آئی آپ اس وقت سواری پر تھے۔ (حدیث) میں کہتا ہوں: میرے خیال میں ابورافع مشہور صحابی ہیں۔

۲۴۲۰ (ن) رافع بن سالم

بقول بعض: ابن سلیمان الفزاری، دور جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ ان سے محمد بن ابراہیم تمیمی روایت

کرتے ہیں۔ امام بخاری * اور ابن ابی حاتم * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد باء

۲۷۲۱) **رَبَابُ بْنُ رُمَيْلَةَ**

باب کے آخر میں تذکرہ ہوگا۔

۲۷۲۲) **رَبَاحُ بْنُ قَصِيرٍ اللَّخْمِيُّ**

علی کے والد۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ اصل میں صحیح وہ اس قسم سے ہیں۔

۲۷۲۳) **(ز) رَبِيعِيٌّ**

نسب کے لفظ میں نام ہے۔ ابن خراش بن بخش بن عمرو بن عبداللہ العنسی ثم الکوفی جلیل القدر مشہور تابعی ہیں، جن کی کنیت ابو مریم ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ شام میں آپ کا خطبہ سنا۔ یہ بات خیثمہ نے ”فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم“ میں درج کی ہے جو بطریق حیدرہ، علی و ابن مسعود وغیرہ حضرات سے مروی ہے۔ ان سے تابعین کی ایک جماعت روایت کرتی ہے جن میں شععی، ابو مالک اشجعی، عبدالملک بن عمیر اور منصور وغیرہ حضرات سرفہرست ہیں۔ عجل لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں۔ نیک انسان تھے، کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لاکائی کا قول ہے: ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: بقول بعض: انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے، حضرت نبی محمد ﷺ نے ان کے والد کی طرف خط * بھیجا تو انہوں نے چاک کر دیا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ربیعی کو دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: ایک سال بعد اور ایک قول ہے اس کے چار سال بعد فوت ہوئے۔

۲۷۲۴) **(ز) رَبِيعِيٌّ الْحَنْظَلِيُّ**

شمیث کے والد۔ سیف بحوالہ اپنے راویوں کے نقل کرتے ہیں کہ ربیعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ نے انہیں مثنیٰ بن حارثہ کی امداد کے لئے عراق بھیج دیا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے شمیث کو سردار بنا دیا۔

۲۷۲۵) **رَبِيعِيٌّ الدَّهْلِيُّ**

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ قادیسیہ میں شریک ہوئے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے جو انہوں نے بنی سوس میں سے اپنی قوم کے بارے میں کہے تھے۔

* التاريخ الكبير (۳۰/۴/۱) * الجرح والتعديل (۴۸۱/۳) * اسد الغابہ (۱۶۱۳) استيعاب (۷۴۶)

* اسد الغابہ (۱۶۱۶) * مختصر تاريخ دمشق (۲۷۰/۸)

الف لام کے ساتھ الربیع نامی حضرات

(۲۴۲۶) (ن) الربیع بن بن ربیعہ

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا۔

(۲۴۲۷) (ن) الربیع بن اوس

بن اوس بن شیبان بن عمرو بن جابر بن عقیل بن مالک بن شیح بن فزارہ فزاری، مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کیے ہیں:

”تمہارے والد بلا شک و شبہ مزینہ سے ہیں۔ بھلاؤں کی نشانیاں (جیسے سورج کا نکلنا مخفی اور پوشیدہ رہ سکتی ہیں)۔“

(۲۴۲۸) الربیع بن ربیعہ

بن عوف بن قتال بن انف الناقہ بن قریع بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن سہم تمیمی ثم سعدی ثم قریبی ”خنبل“ نام سے شہرت پانے والے شاعر ہیں، کنیت ابو یزید تھی۔ ابن کلبی نے ان کا یہی نام نقل کیا ہے۔ ابن دأب لکھتے ہیں: ان کا نام کعب بن ربیعہ تھا جبکہ ابن حبیب کا قول ہے: ان کا نام ربیعہ بن مالک ہے۔ فرزدق کے شعر میں یہی مراد ہیں:

”زمانہ کی نابغہ شخصیات جب چل بسیں تو انہوں نے مجھے قصائد کا ہدیہ دیا جن میں ابو یزید، ذوالقروح اور جروہ شامل ہیں۔“

”الاعانی“ میں ابوالفرج اصبہانی نے لکھا ہے: انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام میں لمبی عمر پائی ہے، میرے خیال میں ان کا انتقال خلافت فاروقی یا عثمانی میں ہوا ہے۔ جب وہ بے حد عمر رسیدہ ہو چکے تھے، ان کا ذکر ان کے بیٹے ”شیبان“ حرف شین میں ہوگا۔ ابن حبیب کا قول ہے: خنبل نے زبرقان کے ہاں ان کی بہن خلیدہ کا ہاتھ مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اس کی شادی بنی ہشم بن عوف کے ”ہزال“ نامی ایک شخص سے کر دی۔ جس کی خنبل نے ہجو کی۔ ابن حبیب وغیرہ مؤرخین نے ابوالفرج کی اپنی اسانید سے بیان کردہ قول میں لکھا ہے کہ زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ خنبل سعدی عبدۃ بن الطیب، عمرو بن الہاتم اور علقمہ بن عبدہ اسلام لانے سے پہلے اور آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اکٹھے ہوئے۔ اونٹ ذبح کیے اور ایک اونٹ کے بدلہ میں شراب خریدی، پھر بیٹھ کر گوشت بھون کر کھانے لگے۔ پھر شعراء کا تذکرہ ہونے لگا کہ کون سب سے اچھا شاعر ہے؟ انہوں نے اتفاق کیا کہ جو سب سے پہلے ان کے روبرو ہوگا وہی ان کا فیصل ہوگا۔ چنانچہ ربیعہ بن حذار اسدی ادھر آ نکلا، انہوں نے اس سے پوچھا، وہ کہنے لگا: مجھے خدشہ ہے تم لوگ ناراض ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اسے اطمینان دلایا، تو وہ بولا: خنبل تمہارے اشعار تو آگ کے انگارے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے گراتا ہے، پھر باقی واقعہ ذکر کیا۔

(۲۴۲۹) (ن) الربیع بن زیاد

بن سلامہ بن قیس قضاعی ثم ثویلی (داؤ اور لام کے درمیان یاء ہے)۔ مشہور شہسوار ہیں جو ”اعرج“ کے نام سے جانے

پچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے دور نبوی پایا ہے اور ان کے دور جاہلیت کے اشعار بھی ہیں۔ خلافت عثمان تک زندہ رہے۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔

۲۴۳۰) الربیع بن ضبیع

بن وہب بن بغیض بن مالک۔ بن سعد بن عدی بن فزارہ فزہاری جاہلی دور کے ہیں۔ ابن ہشام نے ”التیجان“ میں لکھا ہے: ان کی اتنی عمر ہو گئی تھی کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔ اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ بقول بعض تین سو (۳۰۰) سال زندہ رہے، جن میں سے ساٹھ سال اسلام میں گزارے ہیں، پھر اس کے ساتھ اس کا قصہ ذکر کیا۔ وہی اس زبان زد عام شعر کے شاعر ہیں:

”جب سردیاں آئیں تو مجھے گرمی کا سامان بہم پہنچانا کیونکہ سردی بوڑھے آدمی کو ہلاک کر دیتی ہے۔“

مرزبانی نے اس کے بعد یہ شعر پڑھا ہے:

”جب ہر طرح کی ٹھنڈک رخصت ہو چکی ہوتی ہے تو پھر ہلکی پھلکی شلواریا (تہبند کے طور باندھی) چادر کافی ہے۔“

۲۴۳۱) الربیع بن مُطَرِّف

بن بلخ تیمی۔ دور نبوی پایا ہے، سیف نے الفتوح میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں جو فتح دمشق، قادسیہ اور طبرہ کے موقعہ کے ہیں۔ فتح طبرہ میں ان کا یہ شعر ہے:

”ہم لوگ پھیلی ہوئی سرحد پر فروکش ہو رہے ہیں۔ ہم ان لوگوں جیسے نہیں جنہیں دہشت کی وجہ سے جنگیں ناپسند

ہوں۔ ہم نے انہیں آپ حیات سے روکا جب گھبراہٹ ان کے لشکر میں سامنے ہوتے ہی پھیل گئی۔“

بقول ابن عساکر: نبی ﷺ کی حیات مبارکہ کا دور پایا ہے۔

ربیعہ نامی حضرات

۲۴۳۲) ربیعہ بن ابی الضبی

مرزبانی نے بجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں۔ انہوں نے جاہلیت میں بسطام کا دن پایا ہے۔ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا، وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

”میں جب کسی قوم کے بھاؤ تاؤ کرتا ہوں تو میں اونٹوں والوں بنی ضبہ کے ذریعہ ان پر ظلم کرتا ہوں۔“

۲۴۳۳) (ن) ربیعہ بن حُوَط

بن رباب الاشر بن حُوَط ان بن فقہس بن طریف بن عمرو بن تعین بن ثعلبہ بن دُوْدان بن اسد بن خزیمہ اسدی ثم فقہس ابوالمہرش۔ مرزبانی کا بیان ہے: مخضری شاعر ہیں، جنگ ذی قار میں موجود تھے پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ ذی قار کے روز ان کے

اشعار نقل کیے ہیں: ”ہر لمبے گھوڑے نے ایاد اور لحم کو بچا لیا جبکہ ٹٹوؤں والوں کو موت نے دبوچ لیا۔“

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: حیات نبوی ﷺ کا دور پایا ہے۔ ابن کلیبی نے ان کا نسب بیان کیا تو شاعر سے زیادہ ان کے بارے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ مذکورہ ربیعہ بن ثعلبہ بن رباب کے چچا جن کی کنیت ابو ثور تھی، انہوں نے ہی صخر بن عمرو حضرت خنساء بنت خزیما کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ لیکن ان کے اسلام کا دور پانے کے بارے میں کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔ خنساء کے چچا زاد حبیب بن مظہر بن رباب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۳۴ (ز) ربیعہ بن زرارہ العتکی

ابو الحلال دور جاہلیت دیکھا ہے، پھر بصرہ فروکش ہوئے۔ ابن الجارود نے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے گھرانے کے لوگوں کو پتھروں (کے بنے بتوں) کو پوجتے دیکھا ہے۔ بقول بعض: جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی عمر حجاج کے دور میں ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزهد عبید اللہ بن ثور بن عون سے بحوالہ ابن ابی الحلال جن کا نام ربیعہ بن زرارہ تھا روایت کی ہے کہ میری والدہ نے مجھے بحوالہ اپنی پھوپھی عیناء بنت ابی الحلال بتایا ہے کہ ابو الحلال کی ایک چٹائی تھی جس پر وہ سجدہ کرتے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکتے تھے، وہ یہ دعا کرتے تھے: ”اللہ! مجھ سے قرآن سلب نہ کرنا“۔ عیناء فرماتی تھیں، ان کی وفات ایک سو بیس (۱۲۰) سال میں ہوئی۔

۲۴۳۵ (ز) ربیعہ بن سلمہ

بقول بعض ابن عبد اللہ بن حارث بن سوم بن عدی بن اشرس بن شیبہ بن السکون، سکونی شاعر ہیں جو ”ابن غزالہ“ سے اپنا شہرہ رکھتے ہیں۔ ابن کلیبی کا بیان ہے: جاہلی شاعر ہیں اور ان کے والد کا نام سلمہ بتایا ہے۔ ”الاشقاق“ میں ابن درید لکھتے ہیں: اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے، ان کے والد کا نام انہوں نے عبد اللہ بتایا ہے۔

۲۴۳۶ ربیعہ بن الکنود

حضری شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے نسخہ میں میں نے دیکھا ہے ابن الکنود لکھا ہے، پھر ان کے اشعار نقل کیے۔

۲۴۳۷ ربیعہ بن مالک

بقول بعض: حنبل سعدی کا نام ہے۔

۲۴۳۸ ربیعہ بن مقرّم

بن قیس بن جابر بن خالد بن عمرو بن غیظ بن السید بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الضمّی۔ مرزبانی کا قول ہے وہ دور جاہلیت اور زمانہ اسلام میں مضر کے شاعر رہے ہیں۔ پھر اسلام لے آئے تو ان کا اسلام خوب نکھرا۔ قادیسیہ وغیرہ فتوحات میں شریک

ہوئے۔ سو سال تک زندہ رہے۔ یہی ان اشعار کے قائل ہیں:

”میری زندگی میں سوس سال گزر چکے ہیں جنہیں میں سال سال کر کے گن رہا ہوں، ان کی آزمائش میں میں مبتلا ہوں۔“

ابوعبید نے شرح الامالی میں یہی الفاظ ذکر کیے ہیں۔ ابوالفرج اصبہانی لکھتے ہیں: جاہلیت میں کسریٰ کے پاس گئے تھے۔ پھر اتنا زندہ رہے کہ اسلام کا دور پایا اور اسلام لے آئے۔ کافی عرصہ زندہ رہے، دعبل نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، کسریٰ نے انہیں مشقر میں قید کیا تھا۔ پھر قادیسیہ کا زمانہ پایا، جس میں ان کے اشعار ذکر کیے۔

(ز) ربیعہ بن النمر بن توئب (۲۷۳۹)

ابن قتیبہ نے ان کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگی۔

باب راء کے بعد حاء

*** رَحِيلُ (۲۷۴۰)**

الجحشی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے، چنانچہ دارقطنی بطریق زہیر بن معاویہ جعفی بواسطہ اسمر بن رحیل روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد اور سوید بن غفلہ مدینہ پہنچے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ تو سوید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اور رحیل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ ابو نعیم بطریق حارث بن مسلم جعفی زہیر بن معاویہ کے چچا زاد سے روایت کرتے ہیں کہ رحیل اور سوید اس وقت مدینہ آئے جب آپ ﷺ کی قبر پر مٹی ڈالی جا چکی تھی۔

باب راء کے بعد شین

(ز) رشید بن ربیع العذری (۲۷۴۱)

مشہور شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، یہی محرز بن مکعب الضحیٰ کے متعلق لکھتے ہیں: ”اے ابن مکعب تیری آنکھیں ایسی نیلی ہیں جیسے ہر ضحیٰ کی آنکھیں مکینہ پن کی وجہ سے نیلی ہوتی ہیں۔“ جنگ شیطین کے موقع پر ان کے اشعار بھی ہیں، اس روز بکر بن وائل نے بنی تمیم پر عہد رسول میں حملہ کیا تھا۔

باب راء کے بعد فاء

*** رُفِيعُ بْنُ مِهْرَانَ (۲۷۴۲)**

ابوالعالیہ الریاحی۔ مشہور تابعی ہیں۔ انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ بقول بعض: یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور

* اسد الغابہ (۱۶۷۱) * استیعاب (۶۹/۲) * اسد الغابہ (۷۰۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔ ابو احمد الحاکم نے بطریق ابوخلدہ روایت کی ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا: کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ میں آپ کی وفات کے دو یا تین سال بعد آیا۔ قتادہ ان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دس سالوں میں قرآن پڑھا۔ ابن المدینی بطریق حفصہ بنت سیرین بحوالہ ابو العالیہ روایت کرتے ہیں۔* میں نے عہد فاروقی میں تین بار قرآن پڑھا۔ ابن ابی حاتم بطریق عاصم روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا: بڑے لوگوں میں سے آپ نے کسے دیکھا؟ فرمایا: ابو ایوب، البتہ میں نے ان سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اس میں اور پہلے والے میں فرق ظاہر ہے۔ دوسرے کی سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

عجلی کہتے ہیں: یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ الآجری کا قول ہے کہ ابو داؤد سے مروی ہے: ابو العالیہ کا علم (ان کے ساتھ) چلا گیا، ان سے روایت کرنے والے کوئی نہ تھے۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والے لوگوں میں خالد الحدادی، داؤد بن ابی ہند، محمد اور حفصہ جو سیرین کی اولاد ہیں۔ ربیع بن انس، بکر بن عبد اللہ المزنی، ثابت البنانی، قتادہ، منصور بن زاذان اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ شاید ابو داؤد کی مراد یہ ہے کہ ان سے قصہ اور جو تصغیر کی روایت کرنے والے ہیں وہ نہیں۔

عجلی اور ابن حبان وغیرہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ رہی وہ بات جو امام شافعی سے مروی ہے کہ ریاحی کی حدیث ہوا (کی طرح بے وقعت) ہے تو اس سے مراد ان کی وہ خاص حدیث ہے جو حدیث قہقہہ کہلاتی ہے۔ اسی طرح ابن عدی نے اس سے خبردار کیا ہے، پھر لکھا کہ ان کی بقیہ احادیث ٹھیک ہیں۔ مؤرخین کا کہنا ہے: نوے (۹۰ھ) میں بقول بعض اس کے تین سال بعد فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: ایک سو چھ (۱۰۶ھ) میں فوت ہوئے۔ پہلا قول مضبوط ہے۔

باب راء کے بعد واؤ

۲۷۴۳ رَوْحُ بْنُ حَبِيبِ التَّغْلِبِيِّ

ابن عساکر* نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ جابیہ میں شریک ہوئے، پھر بطریق حکم بن خطاب بواسطہ زہری، ابو واقد سے بحوالہ روح بن حبیب روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اتنے میں ایک کو الایا گیا۔ آپ نے جب اس کے دونوں پروں کو دیکھا تو فرمایا: ”جو پرندہ وغیرہ شکار کیا جاتا ہے تو تسبیح کے کم کرنے کی وجہ سے اور جو کسی ناپسندیدہ کام میں شامل ہو تو کسی گناہ کی وجہ سے جبکہ اللہ تعالیٰ تو اس سے زیادہ معاف کر دیتا ہے۔“ پھر اس کوے کو چھوڑ دیا۔

باب راء کے بعد یا

۲۷۴۴ (ز) رَبَابٌ

بعض نے یہ نام زباب بتایا ہے۔ ابن رمیلہ، اشہب بن رمیلہ کے بھائی، انہیں دو ربوی نصیب ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

دور میں (جب آپ کی شہادت کا سانحہ عظیمہ پیش آیا، اس کے بعد) ان کے بھائی (اشہب) کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے (وہاں یہ نام رباب ہے)۔

۲۷۳۵ (ز) رباب

ابن حارث نخعی، دور نبوی پایا ہے اور عہد فاروقی میں فتوحات میں شریک رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بطریق صدقہ بن الحنفی بحوالہ اپنے دادا رباح بن حارث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوج کیے تھے۔ اور بطریق سماک، جریر بن رباح سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ انہیں مدائن میں ایک قبر ملی جس پر زربافت کپڑا اور مال پڑا ہوا تھا۔ حضرت عثمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفصیل لکھی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے نہ اتاریں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں میں فرق کیا ہے، جبکہ ابن ابی حاتم نے دونوں یکجا کیے ہیں، یہی زیادہ درست ہے۔

القسم الرابع از حرف راء

باب راء کے بعد الف

۲۷۳۶ (ز) رافع بن بدیل

بن ورقاء خزاعی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ بزمعونہ کے روز شہید ہوئے اور بطریق ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ان کی شہادت کا واقعہ لکھا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دوسرے نام کو غلط لکھ دیا ہے۔ یہ نام رافع کی بجائے نافع ہے۔ جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اہل تاریخ اور مغازی کا اس پر اتفاق ہے۔

۲۷۳۷ (ز) رافع بن بشر السلمی

کسی راوی نے اسے الٹ دیا۔ یہ نام یوں تھا: "بشر بن رافع"۔ حشر کے بارے ان کی ایک حدیث ہے جیسا کہ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ ابن شاہین کا بیان ہے کہ علی بن ثابت نے یہ نام الٹ دیا ہے۔ میں کہتا ہوں: انہی کے طریق سے قتی بن مخلد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح نام پہلے گزر چکا ہے۔

۲۷۳۸ (ز) رافع بن ثابت

مصر فروش ہوئے۔ ابن مندہ نے ان میں اور روفیع بن ثابت میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک ہیں۔ یہ ابو نعیم کا قول ہے۔

التاریخ الكبير (۳۳۳/۱) * اسد الغابہ (۱۵۷۱) * السیرة النبویہ (۱۴۶/۳، ۱۴۷)
 * اسد الغابہ (۱۵۷۳) استیعاب (۷۲۶) تجرید (۱۷۲/۱) * استیعاب (۵۹/۲) * اسد الغابہ (۱۵۷۵)

۲۷۴۹ رافع بن معبد انصاری *

ابو الحسن، حمص فروکش ہونے والے۔ ان سے محمد بن زیاد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر * نے ان کا ذکر کیا ہے اور سابقہ لوگوں سے پہلے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابوعلی الجبائی کی طرف اس کی نسبت کی۔ ان کے والد کا نام انہوں نے غلط لکھ دیا ہے۔ اسے انہوں نے حرف میم میں ذکر کیا حالانکہ وہ ”سعد“ ہے۔ میں نے قسم اول میں صحیح نام ذکر کر دیا ہے جس کی نسبت ابن شاپہن کی طرف ہے۔

الف لام سے الربیع نامی حضرات

۲۷۵۰ الربیع بن زیاد

بن عبداللہ بن سفیان بن ناشب بن ہدم بن عوذ بن غالب بن قطیعیہ بن عبس العبسی۔ جاہلیت کی مشہور شخصیت۔ نعمان بن منذر کے ندیم تھے۔ بقول بعض: وہ ایک کامل انسان تھے۔ میری نظر سے نہیں گزرا کہ سوائے رشاطی کے کسی نے لکھا ہو کہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ چنانچہ وہ اشعری کے حالات میں ربیع بن زیاد حارثی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ رشاطی نے کہا: یہ ربیع بن زیاد عبسی ہیں، جبکہ قصہ حارثی کے حوالہ سے مشہور ہے۔ یوں رشاطی کو کھلا وہم ہو گیا۔

۲۷۵۱ (ن) الربیع بن عمرو

بن ابی زہیر خزرجی انصاری۔ سعد بن ربیع کے والد۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور مکی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ جب ربیع کی احد میں شہادت ہوئی تو ان کے دو بیٹے یتیم رہ گئے۔ جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے“ *

مشہور یہ ہے کہ ان بچوں کا مال سمیٹنے والا انہی کا چچا تھا، یہی درست ہے۔ ابن مندہ بطریق عنبنہ بن عبدالرحمن، محمد بن زاذان سے بواسطہ ام سعد بنت الربیع وہ اپنے والد کے حوالہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ عورتوں کی فرمانبرداری ندامت و شرمندگی کا باعث ہے۔ درست سند ام سعد بنت سعد بن ربیع ہے۔

۲۷۵۲ الربیع بن کعب انصاری

یہ وہم ہے اسی طرح ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ درست ربیعہ بن کعب ہے جو اسلمی ہیں، انصار کے حلیف ہیں۔ پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۲۷۵۳ (ن) الربیع بن محمود الماردینی

صوفیاء کے مشائخ میں سے تھے جنہوں نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ذہبی نے میزان میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۱۶۰۰) * اسد الغابہ (۱۵۸/۲) * سورة النساء (آیت ۱۱)

بقول بعض: یہ شخص بڑا فریبی و جال تھا جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا تھا، اور کہا کہ اس کی عمر پانچ سو ننانوے (۵۹۹) سال ہے۔ اس نے ابن عساکر سے ۶۰ھ کی دہائی میں سماع کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: مجھے اس کے صحابی ہونے کے بارے میں معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا اس وقت وہ مدینہ میں تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوا“۔ جب بیدار ہوا تو یہ کہنے لگا کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ یہی اس کی مراد تھی جو اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ میں نے علامہ تقی الدین بن دقین العید کے قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ کمال بن العدیم نے انہیں یہ بات لکھ کر بھیجی کہ ان کے چچا محمد بن ہبہ اللہ بن ابی جرادہ نے انہیں بتایا کہ میں مسجد نبوی میں تھا، آپ کے (روضہ کے) پاس آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا، وہیں آنکھ لگ گئی۔ میں نے دیکھا آپ مجھ سے فرما رہے ہیں: ”تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے“۔ پھر میں بیدار ہو گیا تو بھی آپ ﷺ مجھ سے یوں ہی فرما رہے تھے (یعنی مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں، الفاظ ذہن میں گردش کر رہے تھے)۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں اسی قسم کی باتیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: میں نے محمد بن حافظ زکی الدین المنذری کے قلم سے لکھا دیکھا کہ میں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن ابی جرادہ کو فرماتے سنا: میں نے اپنے دادا کو فرماتے سنا: میں نے ۶۰۱ھ میں حج کیا۔ شیخ رتن سے ملاقات ہو گئی، حلب تک ساتھ رہنے کی درخواست کی تو وہ مجھ سے کہنے لگے: میرا تو بیت المقدس مرنے کا ارادہ ہے۔ فرماتے ہیں: تو میں بیت المقدس تک ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ بیمار پڑ گئے اور بیماری میں شدت آتی گئی۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ وہ بیت المقدس میں فوت ہو چکے ہیں۔ یہ ۶۰۲ھ کا واقعہ ہے اور یہ بات مجھے فوائد ابی بکر بن محمد العربی میں ملی ہے۔

۲۷۵۳ ربیعہ بن امیہ

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی، صفوان کے بھائی۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ حجۃ الوداع میں شریک تھے جس کے متعلق ان کی ایک مسند حدیث ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا جنہوں نے ان کے بارے میں نے غور نہیں کیا۔ ان میں بغوی اور ان کے احباب ابن شاہین، ابن السکن، باوردی اور طبرانی ہیں۔ جبکہ ابن مندہ اور ابو نعیم بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

ابن شاہین کی کتاب میں بحوالہ ربیعہ بن امیہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان کی سواری کے نیچے کھڑا ہوں اس وقت آپ عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کی آواز بڑی بلند تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ربیعہ! لوگوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرما رہے ہیں: ”تمہیں معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟“ (حدیث) ان کے علاوہ لوگوں نے اسے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے امیہ کو حکم دیا، یہی درست ہے۔ یحییٰ بن ہانی والی روایت جو ابن شاہین نے نقل کی ہے وہم پر مبنی ہے۔ یحییٰ بن عباد نے امیہ کا دور نہیں پایا ہے، یہ روایت مغازی ابن اسحاق میں درست لکھی ہے۔

ابن خزمیہ اور حاکم نے دوسری سند سے ابن اسحاق سے بواسطہ ابن ابی فتح عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ نبی ﷺ

نے ربیعہ کو حکم دیا، پھر اسے ذکر کیا۔ اگر ان کے بارے میں صرف یہی روایت ہوتی تو ان کا شمار صحابہ میں ہونا درست تھا۔ لیکن ان کے بارے میں آتا ہے کہ دور فاروقی میں مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق حماد، محمد بن عمرو سے بحوالہ یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فن تعبیر خواب کے ماہر تھے۔ ربیعہ بن امیہ ان کے پاس آ کر کہنے لگا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں سرسبز و شاداب زمین پر ہوں، وہاں سے نکل کر قحط زدہ بنجر زمین میں چلا گیا ہوں اور آپ کو لوہے کے ایک خول میں تخت کے پاس حشر کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تم ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کر لو گے، جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرا دین حشر کے دن تک میرے لیے مضبوط کر دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے: ربیعہ نے دور فاروقی میں شراب پینا شروع کر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے شام بھاگ گیا، وہاں سے قیصر کی طرف بھاگ نکلا جہاں اس نے نصرانیت اختیار کر لی اور اسی کے پاس مرا۔ ابن عبدالبر نے ”استیعاب“ میں یہ قصہ مختصر ذکر کیا ہے اور تعبیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بتائی تھی۔ عبدالرزاق عبدالرحمن بن عوف کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک رات وہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے، ایک گھر میں چراغ جلتا دکھائی دیا، تو یہ اس کی خبر لینے ادھر گئے۔ دیکھا گھر میں کچھ لوگ دروازہ بند کیے اونچی آواز میں خوش گپیوں میں مصروف ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن سے فرمایا: جانتے ہو یہ کس کا گھر ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ربیعہ بن امیہ کا گھر ہے، اس وقت یہ لوگ شراب پی رہے ہیں، تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اس چیز کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے: ”اور تجسس و ٹوہ نہ لگایا کرو“۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔

اسی سند سے زہری تک بحوالہ سعید بن المسیب مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب نوشی کی وجہ سے خیبر میں نظر بند کر دیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانیت قبول کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اب میں کبھی کسی کو نظر بند نہیں کروں گا۔ نسائی نے یہ روایت بطریق معتمر بن سلیمان عبدالرزاق سے نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا ایک اور قصہ بھی ہے جسے امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا میں ابن شہاب سے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے کہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور ان سے کہنے لگیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک موحدہ عورت سے متعہ کیا ہے جس سے وہ ماں بن گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبراہٹ سے اپنی چادر گھینٹے اٹھے اور فرمایا: یہ تو متعہ ہے اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اسے سنگسار کر دیتا۔

۲۷۵۵ ربیعہ بن حارث

بن مالک ابو فراس اسلمی، از اہل صفہ، ذہبی نے تجرید میں اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کر بیٹھے ہیں۔ وہ حارث نہیں بلکہ کعب ہے، صحیح پہلے گزر چکا ہے۔

۲۷۵۶ ربیعہ بن حصین

وہ جریر کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کر آئے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے یہ نام

الف گیا ہے، درست حصین بن ربیعہ ہے، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۵۷ ربیعہ بن مالک ساعدی

بعض نے ایسا ہی سمجھا ہے کہ یہ ابواسید کا نام ہے جسے الٹ دیا۔ درست مالک بن ربیعہ ہے ابوموسیٰ نے اس سے خبردار کیا ہے۔

۲۴۵۸ ربیعہ بن لقیط

مشہور تابعی جو مرسل حدیث نقل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ابوعلیٰ العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق لیث، یزید بن ابی حبیب، بحوالہ ربیعہ بن لقیط روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کے پاس رومی قاصد آیا تو اس نے آپ سے گھوڑا مانگا، آپ نے اسے عطا کر دیا۔ کسی صحابی نے اس بارے میں عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے کوئی مسلمان چھین لے گا“۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ یہ عبداللہ بن حوالہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابو حاتم، عجللی اور ابن یونس وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۲۴۵۹ ربیعہ خادم النبی ﷺ

ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر نے اپنے مقام پر ان کا درست تذکرہ کیا ہے کہ ربیعہ بن کعب خادم النبی ﷺ ہیں جن کا ذکر ہوا ہے۔

۲۴۶۰ ربیعۃ الکلابی

ابوموسیٰ نے بطریق ابو مسلم کجی، سلیمان بن داؤد، سعید بن خثیم، ربیعہ بنت عیاض، بواسطہ عیاض، بحوالہ ربیعہ کلابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ ﷺ نے پوری طرح وضو کیا۔ (حدیث) اسی روایت کو یحییٰ بن جہانم وغیرہ نے سعید سے نقل کیا تو یوں نقل کیا ربیعہ سے بواسطہ عبیدہ بن عمرو کلابی مروی ہے یہی درست ہے، عنقریب تذکرہ ہوتا ہے۔

باب راء کے بعد تاء

۲۴۶۱ (ز) رتن بن عبداللہ الہندی

ثم البتروندی۔ بقول بعض: المرندی۔ رتن تاء کے بجائے طاء سے بھی ہے، بن ساهوک بن جکند ریو۔ میں نے قابل اعتماد لوگوں کے قلم سے ایسا ہی لکھا پایا ہے۔ بعض نے واؤ کے بجائے قاف نقل کیا ہے۔ بقول بعض: رتن بن نصر بن کربال، ایک قول ہے رتن بن میدان بن مندلی۔ ایک بوڑھا شخص جس کے گمان میں اس کا حال عرصہ دراز تک مخفی رہا اور چھٹی صدی کے آخر میں ظاہر ہوا پھر

اسد الغابہ (۱۶۶۴) * اسد الغابہ (۱۶۶۲) * جامع المسانید (۲۶۲/۴) * التاریخ الکبیر (۲۸۳/۱)

الجرح والتعديل (۴۷۵/۳) * اسد الغابہ (۱۶۶۱) * جامع المسانید (۲۶۶/۴)

اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس سے اس کے دونوں بیٹوں محمود اور عبد اللہ، موسیٰ بن مجلی ابن بندار و نسیری، حسن بن محمد الحسینی خراسانی کمال شیرازی، اسمعیل بارتی، ابو الفضل عثمان بن ابی بکر بن سعید الاربلی، داؤد بن اسعد بن حامد القفال الخزوری و الشریف علی بن محمد خراسانی ہروی، المعمر ابو بکر المقدسی ہمام سہرکندی، ابو مروان عبد الملک بن بشر المغربی نے روایت کی ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا۔ وہ لکھتے ہیں: میں عمر رسیدہ شخص سے ملا پھر اس کے وہی حالات بیان کیے جو دوسرے لوگوں نے رتن کے بارے میں بیان کیے ہیں۔ متقدمین میں سے مجھے کسی کی اس بارے کوئی تحریر نہیں ملی جنہوں نے صحابہ کے متعلق کتب لکھی ہیں۔ اور نہ دوسرے لوگوں کے ہاں ہی اس کا ذکر ملا ہے۔ لیکن ذہبی نے اپنی ”تجرید“ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ رتن الہندی ایک بزرگ تھا جو چھٹی صدی کے بعد مشرق میں ظاہر ہوا، جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا اور جاہلوں نے اس سے سماع کیا، اس کا کوئی وجود نہیں۔ بلکہ جھوٹوں نے اس کا نام گڑھ لیا ہے، میں نے بطور تعجب اس کا ذکر کیا ہے جیسے ابو موسیٰ نے سر بانک ہندی کا ذکر کیا ہے، بلکہ یہ ابلیس ملعون بھی ہے جس نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے سنا وہ اس سے زیادہ صحابی بلکہ مطلقاً افضل صحابی بن سکتا ہے۔ پھر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا، جیسا کہ ان کے حالات میں ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

انہوں نے ”میزان“ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ”رتن ہندی“ تمہیں کیا معلوم رتن کیا ہے؟ بلا شک و شبہ ایک دجال بزرگ ہے جو چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ صحابہ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جرات ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ چھ سو تیس (۶۳۲ھ) میں فوت ہوا۔ اس کے باوجود وہ بڑا جھوٹا ہے۔ ناقدین نے اس کے بہت سے جھوٹ پکڑے ہیں، جو ایسے جھوٹ ہیں جن کا ہونا ہی محال ہے۔

میں کہتا ہوں: اربلی کا گمان ہے کہ اس نے اس سے چھ سو پچپن کے بعد سماع کیا ہے۔ پھر مسلسل اس جزء کی تلاش میں رہا بالآخر وہ مجھے اس کے مؤلف کے قلم سے تحریر کردہ نسخہ مل گیا جسے میں نے یہاں اسی کے قلم سے اسی کے الفاظ میں تحریر کیا ہے اس کی ابتداء اس طرح ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم، سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ شیخ الشیوخ کا قول ہے اور میں نے اسی کے قلم سے نقل کیا ہے، مؤلف کا نام محمد ابو القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الکریم الحسینی الکاشغری ہے کہ مجھ سے شیخ رہنما، اسرار ربانیہ کے اترنے کی جگہ انوار سبحانیہ کا سرچشمہ ہمام الدین سہرکندی نے بواسطہ ایک عمر رسیدہ بزرگ جو سید البشر کے صحابہ میں سے باقیماندہ ہیں خواجہ رتن بن ساہوک بن جگندر رینق بترندی نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ پتہ جھڑ کے موسم میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ہوا چلنے سے درخت کے پتے جھڑنے لگے اور اس پر ایک پتہ بھی نہ رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن جب جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مالدار کی وجہ سے اس کی عزت کی اور فقیر کی فقر و فاقہ کی وجہ سے اہانت کی تو وہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت میں رہے گا، ہاں اگر وہ توبہ کر لے۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آل محمد سے بغض رکھ کر مراوہ کافر مرا۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر رات اپنی آبروؤں پر کنگھی کی اور مجھ پر درود بھیجا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔“

میں کہتا ہوں: اس نے آٹھ اور احادیث بھی بیان کی ہیں۔ پھر ذہبی بحوالہ کاشغری لکھتے ہیں: مجھ سے سردار رہنما تاج الدین محمد بن احمد بن محمد خراسانی نے مدینۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ذوالحجہ سات سوسات (۷۰۷ھ) میں بیان کیا۔ اما بعد! یہ چالیس مختلف رتی احادیث ہیں جو میں نے شیخ المسلمک ابو الفتح موسیٰ بن مجلی صوفی سے چھ سو تہتر (۶۷۳ھ) میں سمنان کی سابقہ خانقاہ میں ان کے سامنے پڑھیں، بحوالہ صحابی رسول ﷺ ابو الرضارت بن نصر کی روایت کردہ ان احادیث کو منتخب کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اعمال باطن کا ذرہ اعمال ظاہر سے بہتر جسے مضبوط پہاڑ“۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”فقیر اپنے فقر کے بارے میں تم سے زیادہ غیر متند ہوتا ہے جتنی غیر تمہیں اپنی اہلیہ کے بارے میں ہوتی ہے“۔ پھر اور احادیث ذکر کریں۔ اس کے بعد کہا کہ رتن نے فرمایا: میں اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت فاطمہ بنتیؓ کی رخصتی میں تھی۔ وہاں ایک گویا بھی تھا جس سے ہمارے دل خوش ہوئے اور ہم لوگ ناچنے لگے۔ اگلے روز ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ رات کے بارے میں پوچھا آپ نے ہمیں دعادی اور ہمارے اس کام پر نکیر نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: ”کھر دراکپڑا پہنو، ننگے پیر چلو، اللہ تعالیٰ کو رو برو دیکھو گے“۔

ذہبی فرماتے ہیں: مجھے اس کا ایک اور نسخہ بھی معلوم ہے جسے عبید اللہ بن محمد بن عبد العزیز سمرقندی روایت کرتا ہے کہ مجھ سے امام صفوۃ الاولیاء جلال الدین موسیٰ مجلی بن بندار دنیسیری نے بیان کیا کہ ہمیں شیخ کبیر بے نظیر و بے مثال رتن بن نصر بن کربال الہندی نے بحوالہ نبی ﷺ بتایا کہ آپ نے فرمایا: ”خبردار! بازاری افراد اور عورتوں کو رفیق سفر بنانے سے بچنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے“۔ اور آپ نے فرمایا: ”اگر کسی یہودی کو ابو جہل سے کوئی کام پڑے جو وہ مجھ سے کروانا چاہ رہا ہو تو میں ابو جہل کے دروازے پر سو بار بھی جانے کے لیے تیار ہوں“۔ اور فرمایا: ”عالم کا قلم پھیلنا اللہ تعالیٰ کو مجاہد کا اللہ کی راہ میں کسی کا پیٹ چاک کرنے سے زیادہ پسند ہے“۔ اور فرمایا: ”عالم یا طالب علم کی دوات کا اس کے کپڑے پر لگانا مجھے شہید کے سو کپڑوں کے داغ سے زیادہ محبوب ہے“۔ اور فرمایا: ”جس نے کسی بھوکے کو باوجود اسے سیر کرنے کی قدرت کے واپس کر دیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا اگرچہ وہ نبی مرسل ہو“۔ اور فرمایا: ”جو شخص میرے بیٹے حسین کی شہادت کے دن رویا تو وہ قیامت کے روز بڑے مرتبہ والے انبیاء کے ساتھ ہوگا“۔ اور آپ نے فرمایا: ”جس نے نماز چھوڑنے کو ایک لقمہ کے ذریعہ بھی تقویت دی تو اس نے تمام انبیاء کو قتل کرنے میں قاتل کی امداد کی“۔ پھر تقریباً تین سو احادیث ذکر کریں۔ نسخہ کے آخر میں ایک طبقہ ہے جو اس صورت میں ہے، یہ تمام احادیث میرے سامنے شیخ ابو القاسم محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحیم الحسینی الکاشغری نے پڑھیں جو میں نے امام ابو عبد اللہ احمد بن ابی الحسن، یعقوب بن ابراہیم الطیبی الاسدی سے سنیں، انہوں نے امام حافظ جلال الدین موسیٰ بن مجلی دنیسیری سے خوارزم میں چھ سو پینسٹھ (۶۶۵ھ) میں سنی تھیں اور موسیٰ نے رتن سے سنی تھیں۔ اور محمد بن ابی بکر بن اسمعیل بن علی انصاری نے ربیع الاول کے مہینہ ۶۱۰ھ میں لکھیں۔

پھر ذہبی لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ تمام خرافات اس جاہل موسیٰ بن مجلی کی وضع کردہ ہیں یا اس نے وضع کی ہیں جس نے رتن کا نام ایجاد کیا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اگر ہم اس کے وجود اور ظہور کو چھٹی صدی کے بعد صحیح تسلیم کر لیں، تو وہ یا تو شیطان ہے جو کسی انسانی صورت میں رونما ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔ اور ساتھ ہی اتنی طویل عمر کا شوشہ چھوڑ دیا جس کی

تذکرہ الموضوعات (۱۹۲) * تذکرہ الموضوعات (۱۷۶) * الفوائد المجموعہ (۸۲) * الفوائد المجموعہ (۴۴۰)

آڑ میں اس نے یہ مصیبتیں گھڑیں، یا پھر یہ کوئی گمراہ بزرگ ہے جس نے نبی ﷺ کے بارے جھوٹ بول کر جہنم میں اپنا گھر بنا لیا۔ اگر اس طرح کی باتیں سلف کی کسی شخصیت کی نسبت سے بیان ہوتیں پھر بھی ہمارے لئے ان سے بچنا ضروری تھا۔ چہ جائیکہ وہ سید البشرؐ کی جانب سے بیان ہوں۔ لیکن جب صوفیاء کے عامی لوگ اس طرح کی واہیات نقل کرنے لگے اور اس میں کاشغری، طبیبی، موسیٰ بن جلی اور رتن جیسے لوگوں کا سلسلہ اسناد ہے، تو یہ سلسلہ الذہب نہیں بلکہ سلسلہ الکذب ہے (سونے کی لڑی نہیں بلکہ جھوٹ کی کڑی ہے)۔ پھر ذہبی نے ان مرویات کی تعداد پر بحث کی جو ان کے دور میں کم سے کم بیان کی جاتی تھیں اور پھر ان میں سے خاص اصطلاح کی عالی سندوں میں سے چند ایک ذکر کیں کہ وہ عالی جھوٹی روایت اور جو اپنا وجود نہیں رکھتی دونوں برابر ہیں۔ پھر عالی صوفیوں کا تذکرہ شروع کر کے لکھا ہے: ان میں سے کوئی کہتا ہے: مجھ سے میرے دل نے بیان کیا کہ میرے رب نے یوں کہا۔ پھر اتحادیہ کا تذکرہ کیا کہ ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کی آنکھ ہے، پھر فرماتے ہیں: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ لوگوں کو عجیب و غریب باتیں بیان کرنے پر مختلف اسباب اکساتے ہیں۔ سو یہ ہندی چھٹی صدی میں کہاں چھپا ہوا تھا؟ کیا آس پاس کے ممالک کے لوگوں کو اس کی اور اس کی لمبی عمر کی کوئی شنید نہ تھی کہ وہ منصور اور مہدی کے دور حکومت میں چل کر اس کے پاس آ جاتے۔ کیا ہندوستان کا بادشاہ اس مجوبہ کو مامون کے پاس تحفہ نہیں بھیج سکتا تھا؟

میں کہتا ہوں: یعنی مامون کو اس طرح کی انوکھی چیزوں سے خاص دلچسپی تھی۔ اس کے کافی عرصہ بعد جب محمود بن سبکتگین نے ہندوستان فتح کیا اور ہندو کے معزز بت بدھ تک جا پہنچا جس کا قصہ مشہور اور تاریخ کا جزو ہے تو کم از کم محمود کو اس کا پتہ ہوتا، اور نہ کسی تاریخ کے قلم کار نے ہی اس ”رتن“ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ذہبی فرماتے ہیں: پھر اس سب کے باوجود کہ اس نے اتنی لمبی عمر پائی، رات دن کی گردش اس پر آئی تا آنکہ چھٹی صدی کا آغاز ہو گیا۔ پھر بھی کوئی تاریخ اس کا وجود بتانے سے مہربلب اور خاموش ہے نہ کسی سیاح نے اس کا ذکر کیا اور نہ کسی مسافر نے۔ اس جیسے شخص کے دعویٰ قبول کرنے کے لیے ”خبر والد“ (ایک شخص کی اطلاع) کافی نہیں، لہذا اگر وہ ہوتا تو اس کے متعلق ہر تاجر کو خبر ہوتی اور جس کا یہ گمان ہے کہ اس نے اسے دیکھا ہے تو وہ اگر ان (بناوٹی) احادیث میں سے کچھ بھی نقل نہ کرتا تو یہ معاملہ زیادہ سنگین نہ ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں: مجھے اپنی زندگی کی قسم! رتن کو وہی صحابی مانتا ہے جس کا غار میں روپوش محمد بن حسن پر ایمان ہے کہ وہ دنیا کی طرف نکل کر اسے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ یا وہ شخص اس کے صحابی ہونے کا قائل ہوگا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت پر ایمان رکھتا ہے، سو ایسے لوگوں کا کوئی علاج نہیں۔ ادھر محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے آخر میں جس صحابی نے وفات پائی اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہوا تھا وہ ابوالطفیل عامر بن وائلہ ہیں۔ اور صحیح کی یہ روایت ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے مہینہ پہلے فرمایا: ”تمہیں بتاؤں تمہاری آج کی یہ رات کیسی ہے؟ آج رات جو شخص موجود ہے وہ اس صدی کی انتہاء تک زمین پر باقی نہیں رہے گا“۔ تو بات ختم ہوئی۔ اب حق کے بعد گمراہی ہی رہ جاتی ہے۔ یہاں تک ذہبی کی رتن کی خبر کے بت توڑنے کی بات مختصراً مکمل ہوئی۔

مجھے وہ جزء مل گیا ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے، اس میں تین سو سے زائد (من گھڑت) احادیث ہیں۔ اس کے بعد مجھے اس کا ایک اور طریق معلوم ہوا، ہمیں کئی لوگوں نے مدینہ منورہ فرود کش ہونے والے سیاح اور کثرت سے روایات بیان کرنے والے محدث جمال الدین اقشہری کے حوالہ سے بتایا انہوں نے علی بن عمران صنعانی سے انہوں نے رفیع الدین سے انہوں

نے عمر بن محمد بن ابی بکر سمرقندی سے کہ انہوں نے صنعاء کی جامع مسجد میں چوراسی (۸۴ھ) میں بحوالہ ابوالفتح موسیٰ بن مجلی اپنے الفاظ میں بیان کیا، پھر پورا نسخہ ذکر کیا۔ اربلی مذکور کے نسخہ میں ہے کہ رتن نے کہا: میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں کئی صحابہ کے ساتھ تھا، وہاں ایک گویا تھا، جس سے ہمارے دل خوش ہوئے اور ہم لوگ ان کے دف بجانے پر ناچنے لگے۔ انہوں نے شعر بھی کہے: اگلے روز ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی رات کے بارے میں پوچھا کہ ہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں تھے۔ آپ نے ہمیں دعادی اور ہم پر نکیر نہیں کی۔

میں نے مؤرخ شمس الدین محمد بن ابراہیم جزری کی تاریخ میں انہی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ میں نے نجیب عبدالوہاب بن اسمعیل فارسی صوفی سے مصر میں سات سو بارہ (۷۱۲ھ) میں سنا کہ چھ سو پچھتر (۶۷۵ھ) میں ہمارے پاس شیراز میں بابارتن کا بیٹا محمود آیا اس نے ہمیں بتایا کہ اس کے باپ نے شق قمر کی رات دیکھی ہے، یہی اس کی ہجرت کا سبب بنا اور وہ خندق کی کھودائی میں شریک تھا۔ اس کے پاس ایک زنبیل تھی جس میں اٹلی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اٹلی کھائی اور رتن کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور اسے لمبی عمر کی دعادی۔ اس وقت اس کی عمر سترہ (۱۷) سال تھی پھر اپنے علاقہ میں واپس آ گیا اور چھ سو تیس (۶۳۲ھ) تک زندہ رہا اور اسی سال وفات ہوئی۔ پھر اس کے حوالہ سے اس نے احادیث ذکر کیں جو اس نے اپنے والد سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنی تھیں۔ پھر نجیب نے کہا کہ محمود نے ذکر کیا تھا کہ اس کی عمر ایک سو ستر (۱۷۰) سال ہے۔ نجیب کہتا ہے: پھر ہمارے پاس شیراز سے قاہرہ کچھ لوگ آئے اور مجھے بتایا کہ وہ ابھی زندہ ہے، اس کی کئی اولاد ہے۔ اس کا قصہ میں نے ایک اور سند سے طویل لکھا ہوا فاضل ادیب صلاح الدین صفدی کے قلم سے اس کے تذکرہ میں پڑھا ہے کہ مجھے کئی لوگوں نے بالمشافہ (زبانی) بتایا کہ انہوں نے فاضل ادیب علاء الدین الوداعی کے تذکرہ میں پڑھا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمیں علی بن محمد بن ابی الحجد نے بالمشافہ بحوالہ الوداعی بتایا کہ ہمیں جلال الدین محمد بن سلیمان دمشق کے دارالسعادہ کے کاتب نے بتایا کہ ہمیں قاضی القضاة نور الدین علی بن محمد الحسینی الحنفی نے قاہرہ میں سات سو ایک (۷۰۱ھ) میں خبر دی، فرماتے ہیں: ہمیں کئی لوگوں نے بالمشافہ امام علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن الصالح الحنفی کی ہمیں قاضی معین الدین عبدالرحمن بن قاضی جلال الدین عبداللہ بن ہشام نے سات سو سینتیس (۷۳۷ھ) بتایا کہ مجھے قاضی نور الدین بتاتے ہیں کہ مجھے میرے دادا حسین بن محمد نے یہ روایت سنائی کہ بچپن میں جب میری عمر سترہ سال تھی، اس وقت میں نے اپنے والد اور چچا کے ہمراہ خراسان سے ہندوستان کا تجارتی سفر کیا۔ جب ہم ہندوستان کے ابتدائی شہروں میں پہنچے چلتے چلتے ہم ایک جاگیر میں جانکے، اس کی جانب لوگ پلٹ رہے ہیں اور وہاں جا کر پڑاؤ کر لیا۔ قافلہ والوں نے چیخ کر کہا، ہم نے لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا وہ بتانے لگے: یہ عمر رسیدہ رتن کی جاگیر ہے۔ جب ہم لوگوں نے جاگیر سے باہر پڑاؤ کیا تو ہمیں اس کے صحن میں ایک بڑا درخت نظر آیا جس کا سایہ بہت سے لوگوں پر پڑ رہا تھا اور اس کے نیچے اسی جاگیر کے بہت سے افراد تھے، اتنے میں سب لوگ اس درخت کی طرف بڑھے ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ان لوگوں نے ہمیں آتے دیکھا تو خوش آمدید کہا، ہم نے وہاں ایک بہت بڑی زنبیل درخت کے کسی ڈال سے لٹکتی دیکھی، ہم نے ان لوگوں سے پوچھا، انہوں نے بتایا: اس زنبیل میں بابارتن ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ نے اس کے لیے لمبی عمر کی چھ بار دعا کی ہے۔ ہم نے ان سے کہا: ان باباجی کو اتاریں تاکہ ہم ان کی گفتگو سن سکیں، ان میں سے ایک

بزرگ شخص آگے بڑھا اور زنبیل جو ایک چرنی کے ذریعہ لٹکی ہوئی تھی نیچے اتاری۔ ہم نے جھانک کر دیکھا وہ روئی سے بھری ہوئی تھی اور وہ بابا جی روئی کے بیچ میں پڑے تھے۔ زنبیل کا منہ کھولا، بڑھاپے کی وجہ سے وہ بزرگ چوزہ لگ رہے تھے۔ اس شخص نے ان کے چہرے سے روئی ہٹائی اور اپنا منہ اس کے کان پر رکھ کر کہنے لگا: دادا جان! یہ چند لوگ خراسان سے آئے ہیں، ان میں اولاد نبی ﷺ کے شریف زادے بھی ہیں ان کی درخواست ہے کہ آپ ان سے بیان کریں کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے دیکھا اور انہوں نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ اس وقت اس نے سانس لی اور شہد کی مکھی کی بھنھناہٹ کی طرح فارسی میں گفتگو کی، ہم لوگ سن رہے تھے اور سمجھ بھی رہے تھے۔ اس نے کہا: میں نے اپنے والد کے ساتھ جب میری جوانی کی عمر تھی ان شہروں سے حجاز کا تجارتی سفر کیا جب ہم مکہ کی کسی وادی میں پہنچے، بارش اتنی ہوئی کہ وادی لبالب پانی سے بھر گئی۔ مجھے گندی رنگ، رعنا اور اچھے قد و قامت والا ایک لڑکا نظر آیا جو اونٹ چرا رہا تھا۔ سیلاب اس کے اونٹوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ وہ پانی میں گھسنے سے ڈر رہا تھا۔ کیونکہ پانی بڑی تیزی سے چھل مارتا بہ رہا تھا۔ میں نے اس کی کیفیت بھانپ لی۔ اس کے پاس آیا اور اسے اٹھا کر پانی میں گھس گیا اور اس کے اونٹ کی طرف آ گیا، حالانکہ میری اس سے پہلے سے جان پہچان نہ تھی۔ میں نے جب اسے اس کے اونٹوں کے پاس پہنچا دیا تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: باریک اللہ فی عمرک، باریک اللہ فی عمرک، باریک اللہ فی عمرک۔ اس کے بعد میں اسے چھوڑ کر اپنے راستے پر چل پڑا اور مکہ داخل ہوئے اور وہاں جو ہماری تجارتی ضروریات تھیں پوری کیں، اور پھر اپنے وطن واپس آ گئے۔ جب اس واقعہ کو کافی عرصہ بیت گیا تو ایک رات ہم اپنی اسی جاگیر میں بیٹھے تھے، چاندنی رات تھی، ہم نے چودھویں کے چاند کو آسمان پر دیکھا کہ وہ یکا یک دولخت ہو گیا، اس کا ایک ٹکڑا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں چھپ گیا۔ اسی گھڑی یہ سب کچھ ہوا اور رات پوری طرح تاریک ہو گئی۔ پھر چاند کا ایک ٹکڑا مشرق سے اور دوسرا مغرب سے طلوع ہوا اور آسمان کے درمیان میں دونوں ٹکڑے آ کر جڑ گئے، جیسے پہلے تھے۔ ہمیں اس سے بہت تعجب اور حیرت ہوئی، لیکن ہمیں اس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ ہم نے مسافروں سے اس کے بارے میں پوچھا، وہ بتانے لگے کہ ایک ہاشمی شخص جو مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ کل عالم کے لئے اللہ کا رسول ہے۔ اہل مکہ نے اس سے باقی انبیاء کی طرح معجزہ مانگا ہے، انہوں نے اس سے کہا کہ وہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دے، جس کا آدھا حصہ مشرق میں اور آدھا مغرب میں غروب ہو جائے، پھر اپنی حالت پر لوٹ آئے۔ چنانچہ اس نے اللہ کی قدرت سے ایسا کر دکھایا۔ ہم نے جب مسافروں سے یہ بات سنی تو مجھے مذکورہ شخص کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا، میں نے سامان تجارت تیار کیا اور سفر کرتے کرتے مکہ جا پہنچا، موصوف کے بارے میں میں نے پوچھا تو لوگوں نے مجھے اس کی جگہ بتائی، میں اس کے گھر آیا، اندر آنے کی اجازت مانگی، اس نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اس کے پاس پہنچا تو وہ گھر کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا، اس کا چہرہ انوارات سے چمک رہا تھا۔ اور اس کے وہ محاسن ظاہر ہو چکے تھے۔ اور اس کی وہ علامتیں جو میں نے پہلے سفر میں دیکھی تھیں بدل چکی تھیں، میں اسے پہچان نہ سکا، میں نے جب اسے سلام کیا تو اس نے میری طرف دیکھ کر تبسم کیا، اور مجھے پہچان لیا۔ کہنے لگا: تم پر سلام ہو، قریب ہو جاؤ۔ اس کے سامنے کھجوروں کی ایک طشتری پڑی تھی، اور اس کے آس پاس اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی، جو اس کی عزت و توقیر کر رہی تھی، میں اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ہیبت زدہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مجھے کہنے لگا: ”ہمارے ابا جان! قریب ہو جائیں اور کھائیے۔ موافقت و اتفاق مرؤت ہے جبکہ منافقت زندقہ کی علامت ہے۔“ چنانچہ میں آگے ہو کر بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھجوریں کھانے لگا۔ وہ اپنے

مبارک ہاتھ سے مجھے کھجور دینے لگا، اس نے مجھے چھ کھجوریں دیں اس کے علاوہ کی کھجوریں میں نے خود اپنے ہاتھ سے کھائیں۔ پھر وہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں نے کہا: میں پہچان نہیں سکا۔ اس نے کہا: کیا آپ نے مجھے فلاں سال اٹھا کر سیلاب سے پار نہیں کیا تھا، جب پانی میرے اور میرے اونٹوں کے درمیان حائل ہو گیا تھا؟ تو میں نے اسے ایک علامت سے پہچان لیا۔ میں نے کہا: جی ہاں، اے بارونق چہرے والے! پھر اس نے مجھے کہا: اپنا ہاتھ بڑھائیے! تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے مجھے مصافحہ کیا اور مجھ سے کہا، کہو: اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان ان محمدًا رسول اللہ، تو جیسا اس نے مجھے سکھایا میں نے کہہ دیا۔ جس سے اسے بہت خوشی ہوئی۔ جب میں اس کے پاس سے واپس آنے لگا تو اس نے مجھے کہا: بارک اللہ فی عمرک، بارک اللہ فی عمرک، بارک اللہ فی عمرک۔ اس کے بعد میں خوشی خوشی اس کی ملاقات اور اسلام کے ساتھ اس سے رخصت ہوا، یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا قبول کن اور ہر دعا کے بدلہ میری عمر میں سو سال کا اضافہ کیا اور اب میری عمر چھ سو سال سے زیادہ ہے اور اس جاگیر میں جتنے افراد ہیں، میرے بیٹے اور پوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی خیر و برکت، نعمت و سہولت، رسول اللہ ﷺ کی برکت کے ذریعہ عطا کی ہے۔

مجھے ذہبی کی رتن سے مروی ذکر کردہ روایات کے علاوہ اور روایات بھی ملی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت ”کتاب الوحید فی سلوک اہل طریق التوحید“ میں ملی ہے، جو شیخ عبدالغفار بن نوح القوسی کی تالیف ہے۔ میری ان کے پوتے شیخ عبدالغفار بن احمد بن عبدالغفار سے ملاقات ہوئی ہے، وہ اپنے والد کے والد کے واسطے سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شیخ محمد عجمی نے بیان کیا، میں کمال الدین شیرازی کی صحبت میں رہا ہوں، ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال ہو گئی تھی۔ وہ فرماتے ہیں: میں رتن الہندی کی صحبت میں رہا، انہوں نے بتایا کہ وہ خندق کی کھودائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی سند سے عبدالغفار بن نوح لکھتے ہیں کہ مجھ سے شیخ عماد الدین السکری خطیب جامع الحاکم نے بواسطہ شیخ اسمعیل فاروقی بحوالہ خواجہ رتن الہندی بیان کیا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔

بہاء الجندی تاریخ یمن میں رقمطراز ہیں، میں نے شیخ حسن بن عمر بن محمد بن علی بن ابی القاسم الحمیری کے قلم سے لکھا دیکھا کہ مجھے شیخ عالم محدث ابوالحسن علی بن شیبیب بن اسمعیل بن الحسن الواسطی نے بواسطہ شیخ صالح فقیہ داؤد بن اسعد بن حامد الثقالی الحروری نے صغیر مصر کے گاؤں میں بیان کیا جس کا نام ”اسیوط“ تھا کہ میں نے عمر رسیدہ رتن بن میدان بن مندی سے سنا جو سندھی صراف زرگر تھے کہ ابتداء میں، میں بت پوجتا تھا، میں نے خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا: اس کے علاوہ اپنے لیے کوئی دین تلاش کرو۔ میں نے پوچھا: کہاں سے؟ اس نے کہا: شام میں، چنانچہ میں شام چلا گیا، وہاں کے لوگوں کو دین نصرانیت پر کار بند پایا، ایک مدت تک میں نصرانی رہا۔ پھر مدینہ میں نبی ﷺ کی شنید ہوئی تو ان کے پاس آ کر اسلام لے آیا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے لمبی عمر کا دعا فرمائی، اور میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ پھر میں نے ان کے ساتھ یہود کے ساتھ جنگ میں شرکت کی۔ واپسی کے بعد میں نے ان سے اپنے شہر جانے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی کیوں کہ میری والدہ زندہ تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے علاقہ کے لوگوں نے مسلسل یہ اطلاع ملتی رہتی تھی کہ وہ نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے سات سال کا ہو گیا ہے اور اس کا انتقال رجب چھ سو آٹھ (۶۰۸ھ) میں ہوا ہے۔ لکھتے ہیں: یمن میں ایک عمر بن محمد بن ابی بکر سمرقندی نا

مخلص آیا۔ اس نے بواسطہ ابوالفتح موسیٰ بن مجلیٰ دبیسیری بحوالہ ابوالرضاقن بن نصر بن کربال روایت کی۔

میں کہتا ہوں: میں نے عمر بن محمد ہاشمی کے قلم سے بحوالہ شیخ حسین بن عبدالرحمن بن محمد بن علی بن ابی بکر یمانی لکھا دیکھا ہے کہ شیخ علی بن ابی بکر الازرق نے اجازہ ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن مطیر نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن عمرو بن علی القباہی نقیہ سے انہوں نے اپنے والد سے کہ ہم سے شریف موفق الدین علی بن محمد خراسانی نے جن کا تعلق ہرات سے تھا، ذی قعدہ چھ سو ستترہ (۶۱۷ھ) مخلاف میں بیان کیا جو شاور کا ایک شہر ہے کہ میں جمادی الاولیٰ ۶۰۱ھ میں ہندوستان آیا، مجھے دہلی کے قریب ایک گاؤں میں عمر سیدہ شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ تو میں ملاقات کی غرض سے اُدھر چل نکلا۔ میرے ساتھ مغرب کا ایک آدی تھا، جب ہم لوگ اس کے پاس پہنچے اسے سلام کیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں کارہنے والا ہوں؟ میں نے کہا: میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے خراسان کارہنے والا ہوں اور ہرات سے میرا تعلق ہے، اور یہ صاحب مغرب کے ہیں۔ اس نے کہا: کتنے تعجب کی بات ہے میں نے تمہارے نانا رسول اللہ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔

میں نے پوچھا: باباجی! آپ کی کتنی عمر ہے؟ اس نے کہا: سات سو سال، میں نے کہا: تب تو آپ نبی ﷺ سے بھی پہلے زمانہ کے ہوئے۔ اس نے کہا: ہاں، میں عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدی ہوں۔ میں نے نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا تھا، جب آپ لڑکپن کے زمانہ میں تھے۔ میں نے پوچھا: اس کا اتفاق کیسے ہوا؟ اس نے کہا: میں نے سنا ہوا تھا کہ حجاز میں محمد نامی نبی ہوں گے جو خاتم النبیین ہوں گے، چنانچہ میں نے تین بار بحری سفر کیا، ہر بار جہاز ٹوٹ کر غرق ہو جاتا، پھر چوتھی بار سوار ہو کر میں جدہ پہنچ گیا، سمندر سے باہر نکلا۔ ابھی جدہ اور مکہ کے درمیانی علاقہ میں تھا کہ بارش ہونے لگی اور اتنی بارش ہوئی کہ وادی بہہ پڑی، مجھے ایک لڑکا ملا جس کے ساتھ اونٹ تھے اونٹ اس وادی سے آگے نکل چکے تھے۔ وہ لڑکا اس وادی کو عبور نہ کر سکا، میں نے اسے اٹھایا اور نہر سے پار چھوڑ دیا اس نے مجھ سے تین بار کہا: ”بارک اللہ فی عمرک“ پھر میں مکہ میں داخل ہوا اور کچھ مدت وہیں قیام کیا لیکن مجھے نبی ﷺ کے بارے کوئی خبر نہ ملی۔

واپس اپنے شہر آ گیا، جہاں میں یا اکتالیس برس قیام کیا پھر مجھے نبی محمد ﷺ کے بارے معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منتقل ہو گئے ہیں تو پانچویں بار بحری سفر پر روانہ ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور نبی ﷺ کو مسجد کی محراب میں بیٹھے دیکھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا آپ نے مجھ سے فرمایا: باباجی! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہندوستان سے، آپ نے فرمایا: آپ نے ہی مجھے جدہ اور مکہ کے درمیان اٹھایا تھا جب بچپن میں، میں اپنے اونٹوں کے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ پھر میں مسلمان ہو گیا اور بارہ دن آپ کے پاس مقیم رہا آپ کے ساتھ کھانا کھایا اور اپنے شہر آ گیا اور اس درخت کے نیچے قیام کر لیا یہ ”قول“ کا درخت ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے ہمارے لئے کھانے کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ تین لقمے کھائے۔ کہنے لگا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے! موافقت مروت کا حصہ ہے جبکہ نفاق باہمی زندقہ کا جزء ہے، راوی کہتا ہے مجھے اس کے دانت گر گٹ کی طرح باریک اور داڑھی کانٹے کی طرح (بال بال) نظر آئی اس میں زیادہ تر بال سفید تھے اس کی ابروئیں اس کی آنکھوں اور رخساروں پر پڑی ہوئی تھیں جنہیں وہ آنکڑے سے اٹھاتا تھا، وہ کہتا ہے میں نے شریف سے پوچھا: کیا باباجی کی کوئی اولاد ہے؟ اس نے کہا: میں

نے بھی ان سے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: کہ انہوں نے کبھی شادی نہیں کی سوائے ایک بار جاہلیت میں انہیں کبھی احتلام نہیں ہوا۔ شریف نے کہا: میں طلوع شمس سے لے کر عصر تک ان کے ساتھ رہا ہوں ان کے بیٹھنے کی ہیئت کی لمبائی تین ذراع (گزن) ہے۔ اور ان کا انتقال چھ سو بارہ (۶۱۲ھ) میں ہوا۔ میں نے جنیدی کی ”تاریخ یمن“ میں پڑھا ہے۔

ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو مجھے کثرت سے سفر کرنے والے محدث جمال الدین محمد بن احمد بن امین اقصہری نزیل مدینہ کے حوالہ سے ان کے فوائد سے منقول بیان کی گئی ہے کہ ابو الفضل اور ابو القاسم بن ابی عبد اللہ علی بن ابراہیم بن عتق اللوانی جو ابن النجاشی کے نام سے مشہور ہیں بیس شوال سات سو دس (۷۱۰ء) میں ملک تیونس میں بتایا کہ میں نے ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن یعلیٰ مغربی تلمسانی سے اسکندریہ کی سرحد پر رمضان کے مہینہ چھ سو چھیاسی (۶۸۶ھ) میں سنا فرمایا: میں نے عمر رسیدہ ابو بکر المقدسی سے سنا۔ اس وقت ان کی عمر تین سو سال ہو گئی تھی۔ ان کے الفاظ میں ہندوستان کے شہر سومات میں سلطان محمود بن سبکتگین کی مسجد میں رجب چھ سو باون (۶۵۲ھ) کو فرماتے سنا کہ ہم سے عمر رسیدہ بزرگ خواجہ رتن بن عبد اللہ اپنے گھر شہر تو بندہ میں اپنے الفاظ میں بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا عسقلان کی جانب سے ایک لشکر ہوگا جو ترکی ہوں گے۔ جو ان سے جنگ کے ارادہ سے لڑنے آئے گا وہ اسے شکست دے دیں گے اور جس کا یہ رخ کریں گے اسے مغلوب کر لیں گے، فرماتے ہیں! خواجہ رتن بن عبد اللہ نے بیان کیا: کہ وہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان سے حدیث کا سماع کیا اور پھر ہندوستان کے شہر واپس آ گئے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا وہ سات سو سال زندہ رہے اور پانچ سو چھیانوے (۵۹۶ھ) میں انتقال کیا۔

اقصہری کا قول ہے: اس سند کو بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے صحابی ہونے کا اعتقاد نہیں۔ پھر اقصہری لکھتے ہیں: ہمیں فقیہ ابو القاسم بن عمر بن عبد العالی کنانی ثم تونس نے بتایا کہ میں نے شیخ نجم الدین عبد اللہ بن محمد بن محمد اصہبانی کو فرماتے سنا کہ میں نے عبد اللہ بن بابارتن سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بابارتن کو فرماتے سنا: جو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہتا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اقصہری ہی سے مروی ہے کہ ابو زید عبد الرحمن بن علی الجزائری نے ہمیں بتایا کہ مجھے علی بن احمد بن عبد الرحمن بن حدیدی نے بتایا کہ میں نے مالقہ سے غرناطہ کا سفر کیا جہاں میری ملاقات احمد بن محمد بن حسین جدامی سے ہوئی فرمایا: میں محمد بن بکروں بن ابی مروان عبد الملک بن بشر سے ملا فرمایا:

مجھ سے محمد بن زکریا بن براطن سجیحی نے کہا: کہ جب عمر رسیدہ شخص کی خبریں اور ابو مروان کی اس سے ملاقات کے حالات کثرت سے سننے میں آئے تو وادی آش سے گزرا جہاں رجب چھ سو اکٹھ (۶۶۱ھ) میں ابو مروان مل گئے میں نے ان سے عمر رسیدہ شخص کے متعلق پوچھا وہ بتانے لگے: میں اندلس سے چھ سو سترہ (۶۱۷ھ) میں نکلا اور بالآخر مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ جہاں میں نے سات سال قیام کیا ادھر ہی عمر رسیدہ شخص کی اطلاع سنی جو بہت مشہور تھی۔

پھر کسی نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں علاقہ میں ہے تو میں ”کش“ کی جانب اترا تو اس خبر کے آثار مضبوطی سے ملنے لگے۔ پھر ایک اور شہر پہنچا، لوگوں نے بتایا: یہ راستہ ممنوع ہے کیونکہ یہ ایک لوق و دق صحرا ہے جس کی مسافت پینتالیس ایام کی ہے۔ میری عادت تھی کہ میں کئی کئی دن بن کھائے پیے گزار دیتا تھا۔ میں نے اسی صحرا میں چلنے کا عزم کر لیا۔ پھر کسی نے بتایا کہ ایک راستہ اس سے بھی قریب کا ہے لیکن تاتاریوں کی وجہ سے اس میں کوئی نہیں چلتا مجھے وہ آسان لگا اور میں اس پر چل نکلا۔ مجھ سے کوئی بات کرتا تو میں اس

کی بات کا جواب نہ دیتا بلکہ میں پختہ عزم کا اظہار کرتا نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔

تاتاریوں کے لشکر میں میں چھ دن اسی حالت میں چلا۔ پھر میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ دودن اور چل کر میں اپنے مقام مقصود تک جا پہنچا۔ وہاں کے لوگوں کو مجھ پر بڑا تعجب ہوا۔ انہی میں سے ایک بزرگ نے میری ضیافت و مہمان نوازی کی۔ وہ اپنے گھر لے گیا وہاں ایک عمر رسیدہ شخص روئی میں لپٹا ہوا تھا جو ایک پنگھوڑے میں تھا اس نے اسے آواز دے کر کہا: میرے آقا! یہ شخص مغرب اقصیٰ کے دور دراز کے کسی علاقہ سے آیا ہے، اس کا مقصد صرف آپ کی زیارت کرنا ہے اور آپ کی بات سننا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے اپنی زبان میں بات کی جس کا ترجمہ اس شخص نے کر کے مجھے بتایا کہنے لگا:

خندق کی کھدائی میں، میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔ اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ میں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں کام کی کوئی تھکان نہ رہی آپ نے جب میری کیفیت دیکھی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشنے، اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشنے، اللہ تعالیٰ تمہیں عمر بخشنے، پھر وہ بابا جی خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد مجھ سے وہ شخص کہنے لگا جو اس کے پاس لے کر گیا تھا: کافی ہے۔ پھر اٹھری نے اسی مفہوم کا قصہ دو اور سندوں سے بیان کیا ہے اس میں عمر رسیدہ شخص کا نام عمار بتایا ہے جس کا تذکرہ میں حرف عین میں ان شاء اللہ تعالیٰ کروں گا۔ صلاح صفدی نے اپنے ”تذکرہ“ میں رتن کے وجود کی تقویت کے لئے کلام کیا ہے اور ان لوگوں پر نکیر کی ہے جو اس کے باوجود اس کے منکر ہیں۔ اور اس سلسلہ میں صرف عقلی جواز پیش کیا ہے حالانکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے تو شرعی وہ بھی صحیحین کی صدی والی حدیث ثابت ہونے کے بعد یہ وہی استبعاد اور ناممکن بات ہے جس کا حوالہ ذہبی نے دیا ہے۔

قاضی برہان الدین بن جماعت نے اپنی کتابوں کے حاشیہ میں تذکرہ صفدی کا تعاقب کیا ہے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہی برحق ہے اور جو جواز صفدی نے پیش کیا ہے اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ وہ واقعہ حقیقتاً ہی ہوا ہو اس لئے کہ ہر جائز چیز کا واقع ہونا اور پیش آنا ضروری نہیں۔

ہمارے شیخ مجد الدین شیرازی جو یمن کے شہر زبید کے شیخ اللغہ ہیں سے میری ملاقات ہوئی۔ اس وقت وہ یمن کے شہروں کے چیف جسٹس تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ذہبی پر رتن کے انکار کی وجہ سے نکیر کر رہے تھے اور مجھ سے ذکر کیا کہ وہ اس کی جاگیر میں داخل ہوئے تھے جب ان کا ہندوستان جانا ہوا تھا وہاں اتنی تعداد میں لوگ اپنے آباء و اجداد سے ”رتن“ کا قصہ نقل کرتے ہیں جن کا اعداد و شمار نہیں۔ وہ اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: انہوں نے یقین سے اس کے وجود کا انکار نہیں کیا بلکہ انہیں اس کے بارے میں تردد تھا اس لئے وہ معذور ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس کی عمر طویل ہوئی ہوگی جس پر جو دعوے اس نے کیے سو کیے۔ اور انہیں پڑٹ گیا یہاں تک کہ اس کی شہرت ہو گئی اگر وہ سچا ہوتا تو اس کی شہرت دوسری، تیسری، چوتھی یا پانچویں صدی میں ہوتی لیکن اس کی جتنی باتیں بھی منقول ہیں وہ چھٹی صدی کے اخیر کی ہیں یا پھر ساتویں صدی کے آغاز کی ہیں وہ بھی اس کی وفات سے پہلے۔ اس کے سن وفات میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب راء کے بعد جیم

(۲۷۶۲) بی نام صحابی

ابن حزم کا دعویٰ ہے کہ یہ ان کا علم ہے ان کے گھر والوں نے ان کا یہی نام رکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں، یہ مشہور صحابی ہیں۔ اس بات کو انہوں نے اپنی کتاب المحلی کے اس باب میں ذکر کیا ہے۔ ”باب: جو اللہ اور اس کے رسول کو برا کہے“ اس سلسلہ میں ان کی معتد روایت وہ ہے جو بطریق محمد بن عبد الملک بن ایمن بواسطہ جیب بخاری شاگرد ابو ثور، محمد بن سہل سے نقل کی فرماتے ہیں: میں نے علی بن المدینی کو فرماتے سنا: پھر انہوں نے مامون کے ساتھ اپنا قصہ ذکر کیا جس میں نبی ﷺ کو گالی دینے والے کا تذکرہ ہے۔ اس قصہ میں انہوں نے بلقین کے ایک شخص کی حدیث نقل کی: علی فرماتے ہیں: وہ شخص اسی نام سے مشہور ہے یہی شخص آپ علیہ السلام کے پاس جا کر بیعت ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں: محمد بن سہل کو میں نہیں جانتا۔ محمد بن سہل عطار کے طبقہ میں شامل لوگوں پر دارقطنی نے وضع کا الزام لگایا ہے فرماتے ہیں: اس نے ابن حزم سے مباحثہ کیا پھر جہاد میں حدیث عبد اللہ بن شقیق بحوالہ بلقین کے ایک شخص نقل کی: کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا کوئی مقیم سے بڑھ کر کسی چیز کا زیادہ حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حدیث۔ ابن حزم نے کہا: یہ روایت ایک نامعلوم شخص سے مروی ہے، میں معلوم نہیں وہ اپنے صحابی ہونے کے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں؟۔

(۲۷۶۳) رجال ابن عنقوه الحنفی

عبدالغنی نے یہ نام حاسے قلمبند کیا ہے۔ امین لکھتے ہیں: اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ نام جیم سے رجال ہی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کر کے کہا: کہ بنی حنیفہ کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ وہ لوگ دس سے زیادہ افراد تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے، میں نے یہ بات اپنے والد سے سنی ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن یہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور کفر پر ہی مرا تھا چنانچہ الفتوح میں سیف بن عمر نے مخلد بن قیس بجلی کے حوالہ سے روایت کی ہے نبی ﷺ کے پاس سے فرات بن حیان، رجال بن عنقوه اور ابو ہریرہ باہر نکلے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان (جہنمیوں) کی جہنم میں داڑھ اُحد سے بڑی ہوگی اور اس کے ساتھ ایک غدار کی گدی ہے“ یہ بات انہیں پہنچ گئی اور بالآخر رجال کے قتل ہونے کی خبر ابو ہریرہ اور فرات کو بھی معلوم ہو گئی تو وہ دونوں حضرات سجدہ شکر بجالانے کے لئے جھک گئے امام واقدی بحوالہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رجال میں قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام خشوع اور خیر کے کام جو رسول اللہ ﷺ دیکھتے تھے عجیب بات تھی۔ ایک دفعہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت رجال ہمارے ساتھ بیٹھا تھا آپ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے ایک شخص جہنمی ہے۔ حضرت رافع فرماتے ہیں: میں نے غور سے دیکھا تو وہ یہ لوگ تھے ابو ہریرہ، ابو اروی، طفیل بن عمرو اور رجال میں دیکھ کر تعجب کرنے لگا۔ جب بنو حنیفہ مرتد ہوئے تو میں نے رجال کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا وہ فتنہ میں پڑ چکا ہے اس نے

الجرح و التمدیل (۵۱۶/۳)

مسئلہ کے لئے یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (نبوت کے) کام میں شریک کر لیا ہے۔ میں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ اور برحق ہے۔ لوگ بتا رہے تھے: کہ رجال کہتا تھا: دو ذنبوں کی ٹکر ہوئی تو ہمیں اپنا دنبہ پسند ہے اس کی مراد مسیلمہ اور رسول اللہ ﷺ تھے۔

باب راء کے بعد وال

(۲۶۶۳) (ن) ردّاد : قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب راء کے بعد فاء

(۲۶۶۵) رفاعہ بن عبد المنذر *

بن رفاعہ بن دینار انصاری۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان میں اور قسم اول میں پہلے جن کا ذکر ہوا ہے جن کے متعلق دینار کے بدلہ زہر کہا گیا ہے دونوں میں فرق کیا ہے۔ یہی درست ہے اس پر ابو موسیٰ نے متنبہ کیا ہے۔

(۲۶۶۶) رفاعہ بن عمرو الجہنی *

اکیلے ابو معشر نے ان کا تذکرہ بدری صحابہ میں کیا ہے ان کا نام تو ودیعہ بن عمرو ہے۔ اپنے مقام پر صحیح نام ذکر ہوگا۔

(۲۶۶۷) رفاعہ البدری *

ابو موسیٰ نے ابو بکر بن ابی علی کے اتباع میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے، اس لیے کہ حدیث تو رفاعہ بن رافع کی ہے جو بری طرح نماز پڑھنے والے کی حدیث ہے۔ ابن مندہ نے اس کا صحیح ذکر کیا ہے۔

(۲۶۶۸) (ن) رفاعہ ابو عباہ

کسی نے وہم سے ان کا صحابہ میں ذکر کر دیا، جس کا شبہ میں حرف خاء خدج کے ذیل میں ذکر کر چکا ہوں۔

(۲۶۶۹) رفاعہ (بے نسبت) *

بیعت رضوان والے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابوامیہ بن ابی الخارق روایت کی کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن رفاعہ نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا۔ ان کے والد نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔ (حدیث) ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ رفاعہ بن رافع کے علاوہ ہیں۔ ابو نعیم نے انہیں رفاعہ بن رافع کے حالات میں درج کر دیا ہے، لیکن مجھے ان کے کسی بیٹے کا علم نہیں جسے ابو عبیدہ کہا جاتا ہو، بظاہر یہ اور ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں، ان سے روایت کرنے والے کا نام غلط ہو گیا ہے۔ درست عبید بن رفاعہ ہے۔ غیلانیات میں ایسا ہی لکھا ہے۔

باب راء کے بعد قاف

(۲۶۶۰) رقیس الاسدی

بلاذری کا بیان ہے کہ کسی نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ غلط ہے درست نام قیس بن عبد اللہ ہے۔

باب راء کے بعد کاف

(۲۶۶۱) رکانہ ابو محمد

ابن ابی داؤد اور بلاذری نے ان میں اور رکانہ بن عبد یزید المطلبی میں فرق کیا اور دونوں نے بطریق ابو جعفر محمد بن رکانہ بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی، آپ نے مجھے پچھاڑ لیا۔“ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کر کے لکھا ہے: میرے خیال میں یہ پہلے ہیں۔
میں کہتا ہوں: ہاں یہی بات تحقیق سے ثابت ہے اس لئے کہ کشتی کا قصہ رکانہ بن عبد یزید کے حوالہ سے مشہور ہے۔ ترمذی اور ابن قانع وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب راء کے بعد واؤ

(۲۶۶۲) رومان بن بَعَجَه

بن زید بن عمیرہ الحجازی۔ قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۲۶۶۳) (ن) رومہ الغفاری

بن رومہ کے مالک، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ بقول بعض وہ اسلام لے آئے تھے۔ ان کی حدیث عبد اللہ بن عمر بن ابان بواسطہ محاربی، ابو مسعود سے وہ ابو سلمہ سے وہ بشر بن بشیر اسلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: جب مہاجرین مدینہ آئے تو انہیں یہاں کا پانی اوپر لگا۔ بنی غفار کے ایک شخص کا رومہ نامی ایک چشمہ تھا جس کا ایک مشک وہ مدد کے بدلہ میں بیچتا تھا آپ ﷺ اس سے فرمایا: ”یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کی ایک نہر کے عوض بیچ دو۔“ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میرا اور میرے اہل و عیال صرف یہی ذریعہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان صاحب سے وہ چشمہ پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) دراہم میں

خرید لیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: کیا آپ مجھے بھی وہی بشارت دے سکتے ہیں، جو رومہ کے لیے دی ہے کہ جنت میں ایک نہر ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! آپ نے عرض کی: تو میں نے وہ چشمہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بنیاد بنایا ہے ”کیا آپ مجھے بھی وہی بشارت دے سکتے ہیں جو رومہ کے لیے دی ہے“۔ ان کے زعم کے مطابق اس سے مراد کنویں کا مالک ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں کیونکہ حدیث کی ابتداء میں یہ بات واضح ہے کہ رومہ کنویں کا نام ہے اور ان کی اس بات سے مراد ”آپ نے رومہ کو دی“ یعنی رومہ کے مالک کو دی، یا اس کا مفہوم مراد ہے۔ یہی روایت بغوی نے عبد اللہ بن عمر بن ابان سے اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے، اس میں ہے: ”اس کی مثل جو آپ نے اسے دی“۔ یوں ضمیر غفاری کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن شاپین اور طبرانی نے بطریق ابن ابان نقل کی ہے۔ بلاذری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بئر رومہ کا پانی پیا کرتے تھے جو عقیق میں ہے، آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا جس سے اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ فرماتے ہیں: یہ پرانا کنواں ہے جو دلدل بن گیا تھا، ایک قوم جس کا تعلق مزینہ سے تھا اور وہ لوگ انصار کے حلیف تھے، آئی اور یہاں انہوں نے قیام کر لیا، اس کی اصلاح کی۔ رومہ انہی کی ایک خاتون تھی یا ان کی والدہ تھی جو لوگوں کو اس سے پانی پلاتی تھی، یوں یہ کنواں اسی کے نام سے منسوب ہو گیا۔ فرماتے ہیں: کسی راوی کا قول ہے اس کے کنارے کی وادی کو رومہ کہا جاتا ہے۔ عمر بن شہب نے اخبار مدینہ میں ابو عستان مدنی کی روایت نقل کی ہے کہ کئی لوگوں نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مزنی کا کنواں کیا ہی بہترین کنواں ہے“۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر صدقہ کر دیا۔ عمر بن شہب ایک ضعیف سند سے بحوالہ ابو قلابہ روایت کرتے ہیں کہ حویلی میں محاصرہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلوایوں کو جھانک کر فرمایا، اور انہیں یاد دلایا: کیا تم لوگ جانتے ہو بئر رومہ فلاں یہودی کا تھا، جس کا وہ ایک قطرہ بھی کسی کو بغیر پیسے کے نہیں پینے دیتا تھا، اسے میں نے اپنے مال سے خریدا تھا؟ اس کے شواہد ترمذی وغیرہ میں ہیں۔ لیکن یہاں ان کی مراد ان کی یہ بات ہے: فلاں یہودی کا۔ ابن ہشام نے تيجان میں لکھا ہے کہ جب تیج نے یشرب پر حملہ کیا تو جو کنواں اس نے کھودا تھا اس کا پانی اسے پسند نہ آیا۔ تو فکیمہ بنت زید بن خالد بن عامر بن زریق اسے رومہ کا پانی پلانے کے لئے دیتی تھی، پھر قصہ ذکر کیا۔

۲۷۷۴) رویبہ الثقفی (عمارہ کے والد)

طبرانی بطریق رقبہ بن مصقلہ، عبد الملک بن عمیر سے وہ عمارہ بن رویبہ سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج نکلنے اور سورج غروب ہونے سے پہلے (فرض) نماز پڑھی“۔ ابو موسیٰ نے یہی روایت اسی سند سے نقل کی ہے جبکہ اس اسناد میں خلل ہے وہ یہ کہ مسلم وغیرہ نے یہ روایت کئی طرق سے روایت کی ہے جو عبد الملک بن عمیر سے بحوالہ ابن عمارہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ شاید پہلی روایت سے لفظ ”ابن“ رہ گیا ہے۔

المعجم الكبير (۱۲۲۶/۲) * اسد الغابہ (۱۷۱۵)

مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما (۱۳۳۴، ۱۳۳۵)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب المحافظة فی وقت الصلاة (۴۲۷) نسائی کتاب الصلاة باب فضل صلاة العصر (۴۷۰)

باب راء کے بعد ياء

۲۷۷۵ رباب المزني

معاویہ بن قرظہ کے دادا۔ طبرانی اور حسن بن سفیان نے بطریق عبدالواحد بن غیاث بحوالہ معاویہ بن قرظہ بن رباب روایت کی ہے کہ وہ اس وقت اپنے دادا کے ساتھ تھے، جب وہ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ اور حسن بن سفیان کی بحوالہ اپنے والد والی روایت میں ہے کہ ”میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب وہ گئے“۔ صحیح یہی ہے جو ابن قانع وغیرہ بطریق فرات بن ابی فرات، بواسطہ معاویہ بن قرظہ بن ایاس بن رباب وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا، لہذا صحابی ہونا ایاس اور قرظہ کے لئے ثابت ہوا نہ کہ رباب کے لیے۔ ادھر قسم اول میں ایاس بن ہلال بن رباب کے حالات میں یہ بات گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۷۶ (ن) الرئیس بن عامر

بن الحسین الطائی۔ انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے یہ نام ”رئیس“ قلمبند کیا ہے، جو لفظی غلطی کا خمیازہ ہے۔ درست نام ”رئیس“ ہے، باقی اسی طرح ہے۔ میں پہلے درست ذکر کر چکا ہوں۔



حرف زانقظہ والی

قسم اول از حرف زاء

باب زاء کے بعد الف

۲۷۷۷ الزارع بن عامر *

بقول بعض: ابن عمرو العبدي، ابو الوازع، از عبد القيس۔ ان کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا ہے۔ ابن عبد البر * کا قول ہے: بقول بعض: ان کے والد کا نام زارع ہے اور وازع، واؤ سے، ان کے بیٹے کا نام ہے۔ ایک روایت ہے کہ وہ انج العصری کے ساتھ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ * ان کا ذکر جم بن قثم کے سوانح میں پہلے آچکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابو داؤد نے ان کی حدیث روایت کی ہے، ان سے ان کی پوتی ام ابان بنت الوازع روایت کرتی ہیں۔ ابو الفتح ازدی کا قول ہے کہ ان سے روایت کرنے میں یہ ایلی ہیں۔

۲۷۷۸ (ز) زاملہ

یزیدہ بن الحصب کالقب ہے۔

۲۷۷۹ زاہر بن الاسود *

بن حجاج بن قیس اسلمی جزاة کے والد۔ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، کوفہ سکونت تھی۔ نبی ﷺ سے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت والی حدیث روایت کرتے ہیں، ان سے ان کا بیٹا جزاة روایت کرتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔ ان کی حدیث امام بخاری * نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے، اس میں ہے کہ وہ حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق کا قول ہے: عمرو بن لُحَمَّ ج جب مصر میں تھے تو یہ ان کے ساتھیوں میں تھے، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک حیات رہے۔

۲۷۸۰ زاہر بن حرام اشجعی *

بقول ابن عبد البر: * بدر میں شریک ہوئے۔ (لیکن) کسی نے اس قول میں ان کی موافقت نہیں کی۔ بقول بعض: ان سے

اسد الغابہ (۱۷۲۲) استیعاب (۸۷۲) * استیعاب (۱۳۱/۲)

ابن ماجہ کتاب الزہد باب الحلم (۴۱۸۷) اتحاف السادة المتقين (۳۱/۸) کنز العمال (۵۸۱۲، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵)

الادب المفرد (۹۷۵) * اسد الغابہ (۱۷۲۳) استیعاب (۸۰۸) تجرید (۱۸۷/۱)

بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية (۴۱۷۳) * اسد الغابہ (۱۷۲۴) تجرید (۱۸۷/۵) * استیعاب (۸۸/۲)

لفظی غلطی ہوگئی کیونکہ ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ وہ بدری ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جو امام احمد اور ترمذی نے شمائل میں بطریق معمر بواسطہ ثابت بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی صاحب جن کا نام زاہر تھا، نبی ﷺ کے لیے ہدیہ لائے تھے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”زاہر ہمارے دیہاتی اور ہم ان کے شہری ہیں“۔ رسول اللہ ﷺ جب دیہات کی جانب جانے کا ارادہ رکھتے تو انہیں کچھ دے کر آتے۔ ”زاہر“ پستہ قد تھے، نبی ﷺ ان کے پاس آئے وہ بازار میں اپنی کوئی چیز فروخت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے کندھوں کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا، وہ کہنے لگے: ارے بھائی! کون ہے مجھے چھوڑ دو۔ مڑ کر جو دیکھا تو نبی ﷺ تھے۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ وہ اپنی پیٹھ نبی ﷺ کے سینہ اقدس سے ملا کر کہنے لگے: آپ ﷺ کو میری بہت تھوڑی قیمت ملے گی۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری قیمت بہت زیادہ ہے“۔ بغوی وغیرہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ جبکہ معمر نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے یوں نقل کیا ہے: ثابت، اسحاق بن عبد اللہ بن حارث سے مرسل نقل کرتے ہیں، اور ثابت کی روایت میں حماد معمر سے زیادہ قوی ہیں۔ لیکن اس حدیث کا بروایت سالم بن ابی الجعد اشجعی بحوالہ اشجع کے زاہر بن حرام نامی شخص ایک شاہد موجود ہے، وہ دیہاتی شخص تھے جب بھی نبی ﷺ کے پاس آتے تو کوئی نئی پیداوار یا ہدیہ لے کر آتے تھے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے انہیں سودا بیچتے دیکھا تو آ کر انہیں کمر سے پکڑ لیا۔ (حدیث) ان کے والد ”حرام“ کا نام بقول بعض: خا اور زبر سے وراہیک قول ہے: زیر اور زا سے ”حرام“ ہے۔ عبدالرزاق کی روایت میں شک کے ساتھ (دونوں نام) لکھے ہیں۔

۲۷۸۱ زائدہ بن حوالہ العنزی

ابن عبد البر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے انہی کا اجماع کیا ہے۔ ذہبی نے امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب کا حوالہ دیا ہے، جبکہ عماد بن کثیر نے ان صحابہ کے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایتیں امام احمد نے نقل کی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: الحجرتی الثانی از مسند بصریین ”زائدہ یا مزیدہ بن حوالہ“ مجھے ان کی حدیث امام احمد کی کتاب میں بطریق کھمس بن حسن، بواسطہ عبد اللہ بن شقیق مل گئی، فرماتے ہیں: مجھ سے عنزہ کے ایک زائدہ یا مزیدہ بن حوالہ نامی شخص نے بیان کیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، لوگ ایک مقام پر فروکش ہوئے۔ آپ ﷺ ایک تنے کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے، میں اپنے کسی کام سے آ رہا تھا، اس وقت آپ کے اور آپ کے کاتب کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اے ابن حوالہ! کیا تمہیں لکھ دیں“۔ (حدیث) یہی روایت یزید بن ہارون نے بحوالہ کھمس نقل کی ہے۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے مسند عبد اللہ بن حوالہ میں اسمعیل بن علیہ سے بواسطہ خزیرہ عبد اللہ بن شقیق بحوالہ ابن حوالہ نقل کی، پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ ایسا ہی انہوں نے اس حدیث کو مسند عبد اللہ بن حوالہ میں درج کیا۔ حدیث میں ان کا نام عبد اللہ نہیں لیا گیا۔ البتہ طبرانی نے بطریق حماد بن سلمہ بواسطہ خزیری ان کا نام عبد اللہ نقل کیا ہے۔

عبد اللہ بن حوالہ مشہور صحابی ہیں، جو شام فروکش ہوئے۔ یہی ازدی نسبت سے مشہور ہیں۔ وہ اس حدیث کے راوی زاہر سے زیادہ مشہور ہیں۔ شاید کسی راوی نے یہ سمجھ کر کہ یہ مشہور ابن حوالہ ہیں ان کا نام عبد اللہ بیان کر دیا ہو جبکہ درست زائدہ یا مزیدہ

(شک کے ساتھ) ہے۔ یہ عبد اللہ کے بھائی بھی نہیں، کیونکہ عبد اللہ ازدی ہیں بقول بعض عامری ہیں جنہوں نے ازد کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، اور زائدہ عنزی کا ذکر میں نے صرف مسند احمد کی اس جگہ میں ہی دیکھا ہے۔

باب زاء کے بعد باء

۲۷۸۲ زبَان

بقول بعض زبارةسی کو عبد الغنی بن قسورہ نے راجح قرار دیا ہے۔ ایک قول ہے: قیسور کُلفی، الدار قطنی نے ”الموتلف“ میں ان کی حدیث بطریق محمد بن اسحاق بواسطہ یحییٰ بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ الدار قطنی لکھتے ہیں: ان کی حدیث منکر ہے۔

۲۷۸۳ (ز) زبَان الْعَدْوٰی

ان کی حدیث ابو محمد بن قتیبہ نے بطریق عیسیٰ بن یزید بن داب نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے کسی نے کہانت کا ذکر کیا، تو زبآن عدوی نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے عجیب چیز دیکھی۔

۲۷۸۴ الزَّبْرَقَانُ بْنُ بَدْرٍ

بن امرئ القیس بن خلف بن بہدله بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم بن مرثمہ السعدی۔ بقول بعض: ان کا نام حصین تھا اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کا لقب ”زبرقان“ تھا جو چاند کا نام ہے۔ ابن اسحاق نے وفود عرب میں ذکر کیا ہے: تمیم کا وفد آیا جن میں عطار بن حاجب تھے جو اپنی قوم کے معزز لوگوں کے ساتھ تھے، جن میں اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر جو بنی سعد کے فرد ہیں۔ عمرو بن الاہتم، قیس بن عاصم شامل تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا کہ یہ لوگ اسلام لائے۔

ابن ابی خیشمہ نے ان کا قصہ، زبیر بن بکار سے بواسطہ محمد بن ضحاک انہوں نے اپنے والد سے مرسل اور طویل ذکر کیا ہے۔ اور ابن شاہین نے ایک اور کمزور سند سے اور ابو حاتم بختانی نے کتاب المعتمرین میں اکثم بن صہب کے حالات میں دوسرے سیاق سے نقل کیا ہے۔ ابو نعیم کی روایت ہے کہ عمرو بن الاہتم، قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر نبی ﷺ کے پاس آئے، تو نبی ﷺ نے عمرو بن عاصم سے فرمایا: ”مجھے اس (یعنی زبرقان) کے بارے میں بتاؤ“۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”بعضی باتیں جادو کا اثر رکھتی ہیں“۔ اس کی سند حسن ہے صرف اس میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ ابن شاہین نے یہی روایت ابوالمقوم البضاری کے طریق سے بواسطہ حکم، مقسم سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے، فرمایا: نبی ﷺ کے پاس قیس بن عاصم، زبرقان بن

اسد الغابہ (۱۷۲۶) استیعاب (۸۶۹) * اسد الغابہ (۱۷۲۸) استیعاب (۸۷۰) تجرید (۱۸۸/۱)

ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر (۵۰۱۱) ابن ماجہ کتاب الادب باب الشعر (۳۷۵۶) مسند احمد (۲۴۲۴)

المعجم الكبير (۱۰۰۲۵، ۱۰۰۹۴) مجمع الزوائد (۱۳۲۸۶)

بدر اور عمرو بن الاہتم اکٹھے ہوئے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں زبرقان رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو ایک انصاری کے ہاں فروکش ہوا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، طبرانی نے اسی سند سے ایک اور حدیث اور حطیبہ کے ساتھ ان کا قصہ ذکر کیا ہے، جسے میں قسم ثالث کے حرف حاء میں حطیبہ کے حالات میں بیان کر چکا ہوں۔ ابو عمر اور ابن عبدالبر* کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا، جسے آپ نے دو صدیق میں بھی ادا کیا تو آپ نے انہیں اسی خدمت پر مامور رکھا پھر فاروقی دور میں بھی یہی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ وثیمہ نے ”کتاب الرذہ“ میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں انہوں نے پوری طرح زکاۃ ادا کرنے کی خدمت کا ذکر کیا ہے۔ اور جبکہ قیس بن عاصم نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر ہاتھ ڈالا۔

”رسول اللہ ﷺ کے زکاۃ کے اونٹ آئے تو میں نے پورے کے پورے پہنچا دیئے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھی نہیں لوٹایا گیا۔“

دوہرے شعر میں کہتے ہیں:

”قیس اور خندف کو میرا کوئی یہ پیام پہنچائے گا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ اور محمد (ﷺ) کا حکم ہے۔“

میں کہتا ہوں: ان کا اس بارے میں قیس بن عاصم کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے، جسے ابوالفرج نے قیس کے سوانح میں لکھا ہے ”زبرقان“ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک حیات رہے۔ حافظ نے کتاب البیان میں نقل کیا ہے کہ وہ زیاد کے پاس آئے جب ان کی نظر چلی گئی تھی۔ آ کر ہلکا سا سلام کیا۔ زیاد نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگا: ابو عباس! لوگ آپ کی بے وفائی پر ہنستے ہیں؟ فرمانے لگے: اگر چہ وہ ہنستے رہیں، اللہ کی قسم! کوئی شخص بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ میں اس کا باپ بنوں کم عقلی یا دانشمندی کی وجہ سے۔ مرادی نے ”فیمن عمی من الاشراف“ (معزز لوگوں میں سے جو ناپسند ہو گئے) نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کوکبی نے لکھا ہے وہ عبدالملک کے پاس آئے اور اس کی طرف پچیس گھوڑے لائے اور ہر گھوڑے کا نسب اس کی ماں اور باپ تک بیان کیا۔ ہر گھوڑے پر ایک قسم کھائی جو دوسرے پر نہیں کھائی۔ عبدالملک کہنے لگا: مجھے ان کی مختلف قسموں پر گھوڑوں کے نسب کی جان پہچان کے مقابلہ میں زیادہ تعجب ہوا ہے۔

۲۷۸۵ زبرقان بن اصلم*

از آل ذی لئوہ۔ ابن مندہ نے بطریق عمرو بن شمر بواسطہ لیث، مجاہد سے بحوالہ ابووائل ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے کہ حسین بن علی جنگ صفین کے روز سامنے آئے۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں ہے کہ زبرقان بن اصلم نے ان سے کہا: بیٹا! واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قباء سے آتے دیکھا ہے اور تم ان کے آگے ہو، میں ایسا نہیں کہ تمہارے خون سے رسول اللہ ﷺ کا سامنا کروں۔*

* استیعاب (۱۲۹/۲) * اسد الغابہ (۱۷۲۷) * جامع المسانید (۳۲۰/۴) اسد الغابہ (۲۰۶/۲)

۲۷۸۶) الزبيب بن ثعلبه *

بن عمرو بن سواء العنبري۔ بقول بغوي: ديہات میں رہتے تھے۔ ان (بغوي) کے علاوہ کسی نے کہا: بصرہ فروکش ہوئے، اکثر کے نزدیک یہ نام تصغیر ہے۔ جبکہ عسکری نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے پہلی باکونون (الزبيب) لکھا ہے۔ اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ محدثین یہ نام باء سے لیتے ہیں۔ ان کی ایک حدیث ابوداؤد * نے نقل کی ہے۔ ان سے ابن دجین اور ان کے پوتے شعيب نے روایت کی ہے ان سے ان کے سماع کی صراحت سنن ابوداؤد میں کی ہے۔ ان کی والدہ ام زینب کے حالات میں جو خواتین کی کنیتوں میں ہے، وہاں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہوگا۔

۲۷۸۷) (ن) زبيد السلمی

ان کی حدیث محمد بن یحییٰ عدنی بن ابی عمر نے اپنی مسند میں نقل کی ہے، سفیان نے اپنے ایک دوست عمرو بن حفص جو ثقہ ہیں وہ بنی سلیم کے ایک شیخ جنہیں زبید کہا جاتا ہے سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے دس سال میں قرآن پڑھا، جس کا ختم وہ چوبیس گھنٹے میں کرتے اور بیس سال تک دو دنوں اور دو راتوں میں ایک ختم کرتے۔ فرماتے: اللہ کی قسم! ان کے چہرہ پر ایک نور تھا۔ آپ ﷺ جب اپنے صحابہ میں کوئی (شیطانی) دھوکا یا غفلت محسوس کرتے تو بلند آواز سے فرماتے: ”یقیناً موت تمہیں آئی، یا تو بدبختی لے کر یا سعادت لے کر“۔

زبیر نامی حضرات

۲۷۸۸) زبیر بن عبد اللہ کلابی *

یعقوب بن سفیان نے نبی ﷺ سے ملاقات کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابو عمر * لکھتے ہیں: مجھے ان کی ملاقات کا علم نہیں۔ البتہ انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ میں کہتا ہوں: شاید ان کی مراد وہ روایت ہے جو علاء بن زبیر نے اپنے والد سے نقل کی ہے: میں نے دیکھا کہ فارس رومیوں پر غالب آئے پھر روم کا غلبہ فارس پر دیکھا۔ پھر دیکھا کہ مسلمان فارس پر غالب آگئے، یہ سب کچھ پندرہ سالوں میں ہوا۔ ابوالحسن بن اسماعیل نے انہیں اہل شام کے تابعین کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۷۸۹) زبیر بن عبیدہ اسدی *

ازبنی اسد بن خزیمہ ابن اسحاق نے انہیں بنی اسد میں سے مہاجرین مدینہ میں ذکر کیا ہے جن میں وہ اور ان کے بھائی تمام بن عبیدہ بھی تھے۔

* اسد الغابہ (۱۷۲۹) استیعاب (۸۷۱) تجرید (۱۸۸/۱) * ابوداؤد کتاب الاقضية باب القضاء باليمين والشاهد (۳۶۱۲)
* اسد الغابہ (۱۷۳۰) استیعاب (۸۰۹) * استیعاب (۸۹/۲) * اسد الغابہ (۱۷۳۱) استیعاب (۸۱۰)

۲۷۹۰ (ز) زبیر بن عدی

بن نوفل بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی، ورقہ بن نوفل کے بھتیجے۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۷۹۱ زبیر بن عوام

بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب قرشی اسدی۔ ابو عبد اللہ، حواری رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب تھیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور شورٹی کے چھ افراد میں سے ہیں، آپ کی والدہ نے آپ کی کنیت ”ابو الطاہر“ رکھی تھی، جو ان کے بھائی زبیر بن عبد المطلب کی کنیت تھی۔ جبکہ انہوں نے اپنے بیٹے ”عبد اللہ“ سے کنیت رکھی ہے جس کا غلبہ ہو گیا۔ بارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ بقول بعض: آٹھ سال میں۔ لیث کا قول ہے ابوالاسود نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت زبیر کے چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر اوپر سے دھواں چھوڑ دیتے تاکہ وہ واپس کفر اختیار کر لیں۔ وہ فرماتے: میں کبھی کفر نہیں کر سکتا۔ زبیر بن بکار نے کتاب النسب میں لکھا ہے کہ مجھ سے میرے چچا نے بحوالہ میرے دادا عبد اللہ بن مصعب روایت کی ہے جب عوام کا انتقال ہوا تو نوفل بن خویلد اپنے بھتیجے زبیر کی پرورش کرتے تھے، اور حضرت صفیہ انہیں مارتی تھیں، اس وقت وہ کم سن تھے اور انہیں ڈانٹتی تھیں، تو نوفل نے انہیں ڈانٹا اور کہا: کیا اس طرح بچوں کو مارا جاتا ہے تم تو اسے ایسے مارتی ہو جیسے اس سے ناراض ہو۔ تو حضرت صفیہ نے فی البدیہ (بے ساختہ) یہ اشعار کہے:

”جو اس کا قائل ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں تو وہ جھوٹا ہے میں تو اسے اس لئے مارتی ہوں تاکہ بہادر بنے اور لشکر کے چھکے چھڑا دے اور مقتول کا سامان لے کر لوٹے اور اپنے مال کے لئے چھپ کر نہ بیٹھے کہ گھر میں بیٹھا کھجوریں اور اناج کھاتا پھرے“

بنی نوفل ان کے پیچھے پڑ گئے۔ وہ کہنے لگے: اے بنی ہاشم! کیا تم لوگ اسے میری طرف سے نہیں ڈانٹتے؟ حضرت زبیر نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ عروہ فرماتے ہیں: زبیر رضی اللہ عنہ اتنے دراز قد تھے کہ جب وہ سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگتے۔ یہ روایت زبیر بن بکار نے نقل کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ زبیر کو خلیفہ بنا دیجیے، تو آپ نے فرمایا: ”یہ تو رسول اللہ ﷺ کے سب سے بہترین اور آپ کے سب سے پسندیدہ شخص تھے“۔ یہ روایت امام احمد اور بخاری رضی اللہ عنہما نے نقل کی ہے۔ ان کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جو زبیر بن بکار نے روایت کی ہے:

”آپ ﷺ کے حواری عہد نبوی میں آپ کے طریقہ پر کار بند رہے اور قول فعل کے برابر ہے“۔

اسی میں یہ بھی کہا:

”ان جیسا ان میں ہے اور نہ ان سے پہلے کوئی ہوا اور جب تک زمانہ ہے کوئی نہ ہوگا، جب تک پہاڑ ”یذبل“ موجود ہے“۔

زبیر بن بکار بطریق ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حضرت زبیر سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ سے اتنی کم احادیث کیوں نقل کی ہیں، تو وہ فرمانے لگے: ”ہمارا رشتہ ناتا تم جانتے ہی ہو

چونکہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: جس نے میرے بارے میں ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔^{*} یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے بحوالہ عروہ نقل کی ہے کہ زبیر نے مکہ میں ایک آدمی سے لڑکر اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ (گلدینے کے لیے) اس شخص کو اٹھا کر حضرت صفیہ کے پاس لایا گیا۔ پوچھ گچھ کے بعد آپ نے فرمایا: تم نے اپنے زبیر کو کیسا پایا: ”پنیر، کھجور، یا غضبناک شکر؟“ یہ روایت ابن سعد نے عروہ اور ابن المسیب سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تلوار سونپی وہ زبیر ہی ہیں، جس کا قصہ یہ ہوا کہ شیطان نے یہ افوادہ پھیلا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے زرعہ میں آگئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے انسانی سمندر چیرتے ہوئے آگے بڑھے بالآخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے بالائی حصہ میں دیکھ کر مطمئن ہوئے۔^{*} یہ روایت زبیر بن بکار نے دوسندوں سے نقل کی ہے۔ ابن المسیب کی روایت میں ہے: کسی نے کہا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو زبیر رضی اللہ عنہ تنگی تلوار لہراتے ہوئے (اس سمت) نکل پڑے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے بواسطہ ہشام انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سپاہ عمامہ باندھ کر اس سے نقاب کیا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: ”فرشتے زبیر کے مشابہ اترتے ہیں“۔ اور طبرانی نے بطریق ابوالخلیج انہوں نے بحوالہ اپنے والد اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اور حدیث عروہ میں بحوالہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مجھ سے زبیر فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: ”میرے ماں باپ تجھ پہ نثار ہوں۔“^{*} عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے اتنے گہرے گھاؤ اور زخم تھے جن میں انگلیاں ڈالے کھیلا کرتا تھا۔
دوبدر میں اور ایک جنگ یرموک میں آیا۔^{*} بخاری کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا: تمہارے والد ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں نے مصیبت کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کیا۔ آپ کی مراد ابو بکر اور زبیر سے تھی۔^{*} اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ سے معرکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے پاس اس قوم کی اطلاع کون لائے گا؟ حضرت زبیر آگے بڑھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔“^{*} امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عاصم بن زرارہ روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زبیر کا قاتل دروازے پر کھڑا ہے آپ نے فرمایا: ابن صفیہ کا قاتل جہنمی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے جبکہ میرا حواری زبیر ہے۔“^{*} ابن عدی نے یہی متن حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابو یعلیٰ کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہتے سنا: میں حواری کا بیٹا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر تم زبیر کی اولاد سے ہو تو ٹھیک ورنہ نہیں۔ یعقوب بن سفیان نے مطیع بن الاسود کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کوئی کام کہا: تو انہوں نے انکار کر دیا، یہ کہنے لگے: میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں آپ مان لیں۔ کیونکہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ”زبیر دین کا ایک ستون ہے۔“ ”النوادر“ میں حمیدی نے

^{*} بخاری کتاب العمل باب اثم من كذب على النبي ﷺ (۱۰۶) مسند احمد (۱۴۲۸)

^{*} التاريخ الكبير (۴۴۷/۱) مستدرک للحاکم (۱۱۴۹، ۵۵۵۱) الطبقات الكبرى (۱/۲)

^{*} بخاری کتاب فضائل الصحابة باب مناقب الزبير بن العوام (۳۷۲۰) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۱۹۵) ابن ماجہ المقدمہ (۱۲۲)

^{*} بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جهل (۳۹۷۳)

^{*} مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل طلحة والزبير رضی اللہ عنہما (۶۱۹۹)

^{*} بخاری کتاب المغازی باب غزوة الخندق (۴۱۱۳) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۱۹۳)

لکھا ہے کہ حضرت عثمان، مقداد، ابن مسعود، ابن عوف وغیرہ حضرات نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کر رکھی تھی، چنانچہ وہ ان حضرات کے مال کی حفاظت کرتے اور اپنے مال سے ان کے بال بچوں پر خرچ کرتے۔ زبیر بن بکار اور مطیع بن الاسود نے ابوالعاص بن الربیع کا اضافہ نقل کیا ہے۔ یعقوب بن سفیان کا بیان ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہزار غلام تھے جو انہیں خراج ادا کرتے تھے تو وہ اس میں سے گھر کچھ بھی نہ لاتے سارا باہر صدقہ کر دیتے۔ قرض کی ادائیگی اور اس میں برکت کا قصہ صحیح بخاری میں کتاب انمس میں طوالت کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت جنگ جمل سے واپسی پر ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یاد دلایا، چنانچہ ابویعلیٰ کی بطریق ابوجرو المازنی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل میں آمنے سامنے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”تم علی سے لڑو گے اور زیادتی تمہاری طرف سے ہوگی“۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، اور یہ بات مجھے ابھی یاد آئی ہے، پھر وہاں سے چلے گئے۔ ابن سعد نے صحیح سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جنگ جمل کے روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ابن عبدالمطلب سے لڑنے آئے ہیں؟ تو حضرت زبیر واپس آ گئے۔ ابن جریر نے تاک میں انہیں قتل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: ابن صفیہ کے قاتل کا کیا انجام ہے؟ فرمایا: جہنمی ہے۔ ان کی شہادت کا واقعہ جمادی الاولیٰ چھتیس (۳۶ھ) میں پیش آیا، اس وقت ان کی عمر چھیاسٹھ (۶۶) یا سرٹھ (۶۷) سال تھی۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے انہیں شہید کیا جس کا نام عمرو بن جریر تھا۔ اس نے وادی السباع میں دھوکے سے انہیں قتل کیا۔ یہ روایت خلیفہ بن خیاط کی ہے۔

یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں بطریق حصین بواسطہ عمرو بن جادان لکھتے ہیں: جب دونوں گروہ ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے تو کعب بن سور کھڑے ہوئے ان کے ہاتھ قرآن شریف تھا وہ دونوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے لیکن کسی شرارتی نے آگے بڑھ کر اس مصلحت کیش کا کام تمام کر دیا۔ اب دونوں جماعتیں ہتھم گتھا ہو گئیں۔ سب سے پہلے طلحہ قتل ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کو ایزاکا کر نکل گئے اخف کو معلوم ہوا تو وہ کہنے لگے جب انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر حملہ کرنا تھا جب دیکھا کہ ایک دوسرے کی تلواریں پیشانیوں کو چیر رہی ہیں تو وہ اپنے بیٹے سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عمرو بن جریر نے سن لی وہ ان کے تعاقب میں چل پڑا، پیچھے سے پہنچ کر انہیں نیزہ گھونپا فضالہ بن حابس اور نفع نے مزید مدد کی سب نے تل کر انہیں قتل کر دیا۔*

تعمیہ: ہمارے سامنے جو نسخہ ہے اس میں نمبرنگ اور شمار میں تھوڑی غلطی ہے۔ اگلا نام بے نمبر ہے جو سابقہ ترتیب کے مطابق ۸۹ ہے بنتا ہے جبکہ اس کے بعد والا ہونا تو ۲۷۹۰ چاہیے تھا لیکن ۲۷۹۲ لکھا ہے جس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ شاید دو عنوان چھوڑ دیئے گئے، لیکن دارالفکر کا دوسرا نسخہ جو سات جلدوں پر مشتمل ہے اس میں نمبر شمار اور نام اسی ترتیب سے درست لکھے ہیں۔

۲۷۹۱) زبیر بن ابی ہالہ التیمی

ابن مندہ کی بحوالہ زبیر بن ابی ہالہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قریشی کو قتل کروایا پھر فرمانے لگے: ”آج کے بعد کہ

قریشی کو قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔* اسی روایت کو ابن عدی نے ”اکامل“ میں مصعب بن سعید کے حالات میں نقل کیا ہے کہ وہ ثقات کے حوالہ سے منکر روایات نقل کرتے تھے اور اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بڑھادیئے ہیں ”سوائے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قاتل کے“۔ ابن ابی حاتم* لکھتے ہیں: ان کی حدیث سیف بن عمر کے طریق سے ذخیرہ احادیث میں شامل ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: سیف نے فتوح میں وائل بن داؤد سے بواسطہ لہمی انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے میرے صحابہ میں بزرکت عطا فرما“۔* (حدیث) لیکن اکثر نسخوں میں ”زبیر بن عوام“ لکھا ہے۔ فاللہ اعلم

باب زاء کے بعد جیم

(ن) الزجاج (۲۷۹۲)

عبدالرحمن کے والد۔ ام حبیبہ کے غلام۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے بیٹے کے حالات میں ہوگا۔

باب زاء کے بعد خاء

(ن) ذخی (تغیر ہے) (۲۷۹۳)

ابن مندہ اور ابو نعیم نے حرف زاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ ابن فتحون نے حرف زاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے ہاں ذویب بن قیس کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب زاء کے بعد راء

زارہ بن اوفی النخعی (۲۷۹۴)

ابوعمر و۔ ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ خلافت عثمانی میں وفات پائی۔ ابو عمرو* نے بھی ان کا اتباع کر کے اتنا ہی لکھا ہے۔

* مسند احمد (۱۵۴۰۹) المستدرک (۲۷۵/۴) تہذیب تاریخ دمشق (۶۳/۳)

* الجرح والتعديل (۵۷۹/۳)

* تہذیب تاریخ دمشق (۱۳/۳)

* اسد الغابہ (۱۷۳۷) استیعاب (۸۱۲)

* الجرح والتعديل (۶۰۳/۳)

* استیعاب (۹۴۱۲)

* اسد الغابہ (۱۷۳۸) استیعاب (۸۱۳)

میں کہتا ہوں: رہے زرارہ بن اونی بصرہ کے قاضی تو وہ مشہور تابعی ہیں اور ثقہ ہیں وہ حشری ہیں (نسخی نہیں) لہذا فرق واضح ہے۔

۲۷۹۵ زرارہ بن جزی

یا جزء بن عمرو بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ ابو یعلیٰ اور حسن بن سفیان کی بطریق زفر ابن وئیمہ بحوالہ مغیرہ بن شعبہ روایت کی ہے کہ زرارہ بن جزی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک بن سفیان کی طرف یہ تحریری حکمانہ بھیجا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بنائے۔“ اس کی سند حسن ہے۔ اس کا ایک طریق اور بھی ہے جو شریک بن وائلہ کے سوانح میں ذکر ہوگا۔ جاحظ نے کتاب البیان میں لکھا ہے کہ زرارہ بن جزی جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے پاس گفتگو کی تو ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی:

”میں ابو حفص کے پاس آیا جبکہ لوگوں میں سے کسی کی سکت نہیں وہ نیزہ کی طرح تیز ہے، مجھے رحمن نے توفیق دی جب ان سے میری ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے ایسی بات کہی جو ان کے دل کو لگی، اور دروازہ میں مدّ مقابلوں کے پیچھے چرچراہٹ تھی حالانکہ کہنے والوں کی کچھ باتیں دھوکہ پر مبنی ہوتی ہیں۔“

ابن کلبی کا قول ہے کہ یہ مروان بن الحکم کی خلافت تک حیات رہے۔ زبیر بن بگاری لکھتے ہیں مجھے میرے بھائی ہارون نے بحوالہ کسی دیہاتی بتایا کہ عبدالعزیز بن زرارہ صاحب شرافت اور مالدار آدمی تھے۔ عنبسہ آئے تو اپنا مال انہیں پیش کیا، انہیں پسند آ گیا تو فرمانے لگے: اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و مال کو آپ کی راہ میں روک رکھا ہے۔ پھر اپنے والد کے پاس آئے، انہیں اطلاع دی انہوں نے فرمایا: اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ چنانچہ شام کی جانب چل دیئے۔ امام واقدی کا بیان ہے کہ وہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے معرکہ میں شریک تھے۔ بقول بعض وہ اسی سفر میں فوت ہوئے تھے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زرارہ کو ان کی فوتگی کی اطلاع دی۔ تو وہ بولے: عربی نوجوان فوت ہوا ہے۔ زرارہ بولے: میرا بیٹا یا آپ کا؟ انہوں نے فرمایا: تمہارا بیٹا۔ جس پر انہوں نے انا اللہ پڑھا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: مروان نے جب خلافت کی بیعت لی تو اس کا گزر زرارہ کے پاس سے ہوا اس وقت وہ اپنے پانی کے چشمہ پر تھے ان کی کافی عمر ہو گئی تھی۔ مروان نے پوچھا: آپ کیسے ہیں؟ فرمایا: خیریت سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اچھی فصل دی جسے ہم سے اچھے طریق سے کٹوایا۔ ان کے سب لوگ جہاد میں شہید ہوئے تھے۔

۲۷۹۶ زرارہ بن عمرو النخعی

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ یہ اہل پندرہ محرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابو عمر کا قول ہے: بلکہ ان کا آمد ۹ھ پندرہ رجب میں ہوئی تھی۔ جو قول ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد نے اعتماد کر کے لکھا ہے کہ محمد بن عمر اس

اسد الغابہ (۱۷۳۸) استیعاب (۸۱۳) ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی المرأة ترث من دیتة زوجها،

ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث المرأة فی دیتة زوجها (۲۱۱۰) ابن ماجہ کتاب الدیات باب المیراث من الدیتة (۶۴۲)

اسد الغابہ (۱۷۳۹) استیعاب (۸۱۲) تجرید (۸۹/۱) الجرح والتعدیل (۶۰۳/۳) استیعاب (۹۴/۲) الطبقات (۵/۸۸)

نے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ کے پاس آخری وفد جو آیا وہ نخع کا وفد تھا، یہ لوگ یمن سے ۱۱ ہندہ محرم کو آئے تھے۔ ان کی تعداد دو سو (۲۰۰) مرد تھی۔ انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی، ان میں زرارہ بن عمرو بھی تھے۔ ابو عمرؓ نے ان کی ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ انہیں فتنہ کا زمانہ نہ دیکھنا پڑے، مذکورہ حدیث ابن شاہین نے بطریق ابوالحسن مدائنی بحوالہ اپنے شیوخ نقل کی ہے کہ نخع کا وفد محرم ۱۰ھ میں آیا۔ ان کے امیر زرارہ بن عمرو تھے یہ کل دو سو (۲۰۰) مرد تھے۔ زرارہ نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے راستہ میں ایک خوفناک خواب دیکھا ہے، میں نے خواب میں اپنی وہ گدھی دیکھی ہے جو اپنے گھر چھوڑ آیا ہوں۔ اس نے ایک بچہ جنا ہے جس کا سرخی بمائل سیاہ اور سبزی مائل رنگ ہے۔ اور میں نے زمین سے نکلتی ایک آگ دیکھی جو میرے اور میرے بیٹے جس کا نام عمرو ہے حائل ہوگئی، وہ کہہ رہی تھی: لپٹ لپٹ بیٹا اور نایبنا۔ اور میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا، اس نے دو بالیاں، دو بازو بند اور دو کنگن پہن رکھے ہیں اور میں نے کھچڑی بالوں والی ایک بڑھیا زمین سے نکلتی دیکھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پیچھے شب باشی والی حاملہ باندی چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایک لڑکا جنا ہے، جو تمہارا بیٹا ہے۔ عرض کی: اس کا رنگ سیاہ اور سرخی مائل کس وجہ سے ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے نزدیک ہو جاؤ، چنانچہ وہ قریب ہوئے تو فرمایا: کیا تمہیں کہیں برص کا داغ ہے، جسے تم چھپاتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، آپ سے پہلے کسی کو اس کا علم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس وہ (رنگت) یہی ہے۔ رہی وہ آگ، تو اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ عرض کی: فتنے کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: لوگ اپنے خلیفہ کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑنے لگیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں آپس میں ملا کر دکھائیں کہ اس طرح۔ ایسی حالت ہو جائے گی کہ مومن کا خون (کرنا) انہیں شہد سے شیریں معلوم ہوگا۔ برائی کرنے والا سمجھے گا میں نیکی کر رہا ہوں۔ اگر تم مر گئے تو تمہارے بیٹے کو ان فتنوں کا سامنا ہوگا اور اگر تم زندہ رہے تو ان فتنوں کو دیکھو گے۔ عرض کی: آپ میرے لیے دعا فرمادیجئے کہ مجھے وہ فتنے نہ دیکھنے پڑیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے لیے دعا فرمادی۔ فرماتے ہیں: ان کے بیٹے عمرو بن زرارہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رہا نعمان تو وہ عرب بادشاہ تھا جسے مزید زیب و زینت ملے گی۔ اور کھچڑی بالوں والی بڑھیا باقی ماندہ دنیا ہے۔

ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی روایت کی کہ مجھ سے جرم کے ایک شخص نے بحوالہ ان کے کسی آدمی سے نقل کیا کہ نخع کا زرارہ بن قیس بن حارث بن عدی نامی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پھر اسی طرح کا مفہوم ذکر کیا۔ اور حدیث میں یوں نقل کیا ہے کہ زرارہ تو فوت ہو گئے، اور ان کے بیٹے عمرو کو فتنہ نے آلیا۔ چنانچہ وہ کوفہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت تو ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

۲۷۹۷ (ز) زرارہ بن عمیر

ابوعزیز۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں، کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۷۹۸) زرارہ بن قیس

بن حارث بن عدی النخعی۔ قریب ہی زرارہ بن عمرو میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۷۹۹) زرارہ بن قیس

بن حارث بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن عثم بن مالک بن النجار الانصاری۔ ابن عبدالبر* نے ان کا ذکر کیا کہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۲۸۰۰) (ز) زرارہ بن قیس

بن عمرو النخعی۔ میرے خیال میں یہ ان سے پہلے عنوان والے صاحب کے بھتیجے ہیں۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: منذر بن محمد حسن بن محمد، یحییٰ بن زکریا بن ابراہیم بن سوید نخعی، حسن بن حکم، عبدالرحمن بن عابس نخعی وہ اپنے والد سے ان کے سلسلہ سند میں زرارہ بن قیس بن عمرو سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی اور دعادی۔

۲۸۰۱) زرارہ الانصاری

ابن شاہین اور ابن مردویہ بطریق عمر ابی حفص، خالد بن سلمہ، سعید بن عمرو بن جعدہ المخزومی، وہ زرارہ انصاری کے بیٹے سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن یہ آیات پڑھیں: ”یہ مجرم لوگ درحقیقت غلط فہمی میں ہیں اور ان کی عقل ماری گئی ہے، جس روز یہ چہروں کے بل گھیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا، ہم نے ہر چیز کو ایک تقدیر سے بنایا ہے۔“ پھر فرمایا: ”یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو میری امت کے آخر میں ہوں گے اور تقدیر کو جھٹلائیں گے۔“ اسی روایت کو ابن شاہین اور ابن مندہ ایک اور سند سے جو حفص بن سلیمان تک بحوالہ خالد بن سلمہ پہنچتی ہے اسی اسناد سے نقل کی ہے، لیکن اس میں انصاری نہیں لکھا۔ اسی بنا پر ”ابن الاثیر“ یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ نخعی ہیں۔ اور یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے یہ اور ہیں۔ اسی طرح ابن مندہ اور ابن مردویہ نے بطریق حفص بن سلیمان سعید بن عمرو سے انہوں نے زیاد بن ابی زیاد انصاری سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، اس میں حفص بن سلیمان (جو ضعیف راوی ہے) کی طرف سے اضطراب ہے۔ ابن مندہ نے ان کے بیٹے عمرو سے ان کی کنیت ابو عمرو لکھی ہے۔

۲۸۰۲) (ز) زرارہ بن جابر

بن سدوس بن اصمح طائی نبھانی ابن کلبی کا بیان ہے کہ یہ زید النخعی کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اس کی اسناد حارث بن قعین کے حالات میں گزر چکی ہے۔

* اسد الغابہ (۱۷۴۲) استیعاب (۸۱۵) * استیعاب (۹۵/۲)

* اسد الغابہ (۱۷۴۱) استیعاب (۸۱۶) تجرید (۱۸۹/۱)

* اسد الغابہ (۱۷۴۰) * سورة القمر (۴۷)

٢٨٠٣ زرين عبد الله

بن كليب فقہی۔ بقول طبری انہیں شرف صحابیت اور آمد حاصل ہے۔ خورستان کی فتح میں لشکروں کے امیروں میں شامل تھے۔ جندیساہور کے محاصرہ میں لشکر کے کمانڈر تھے جسے صلح سے فتح کر لیا تھا ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بطریق سیف بن عمر، ورقاء بن عبد الرحمن سے بحوالہ زر بن عبد اللہ فقہی روایت کی ہے کہ یہ بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا نبی ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعا کی۔ پھر بطریق ابو معشر بحوالہ یزید بن رومان روایت کی ہے، فرمایا: زرین بن عبد اللہ فقہی نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: بقول بعض: یہی درست ہے یعنی (زر کی بجائے) زرین۔ واللہ اعلم

٢٨٠٤ زرعہ بن خلیفہ الیمامی

ابوحاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن اسکن ان سے ایک مجہول سند سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔ پھر اسے بطریق ابو زرعه رازی، موسیٰ بن حکم خراسانی، محمد بن زیاد رابسی بحوالہ زرعه بن خلیفہ بیان کیا، فرمایا: میں نے یمامہ میں نبی ﷺ کو انہیں بلاتے سنا، پھر ہم آپ کے پاس آگئے آپ نے ہمیں اسلام کی پیشکش کی تو ہم لوگ اسلام لے آئے اور ہمارے لئے حصہ مقرر کیا اور عشاء کی نماز میں آپ نے یہ سورتیں تلاوت کیں۔ ”تین اور زیتون کی قسم! بے شک ہم نے یہ کلام لیلۃ القدر میں نازل کیا۔“ ابن اسکن فرماتے ہیں: اگر ابو زرعه نے ان سے مذکورہ حدیث روایت نہ کی ہوتی تو میں اس کا ذکر نہ کرتا۔ اس کی سند میں ان کے علاوہ اور ہمارے شیخ کے علاوہ کوئی مشہور راوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: شیرازی نے یہ روایت ”اللقاب“ میں بطریق ابوحاتم رازی بحوالہ ابو زرعه روایت کی ہے، پھر لکھا: خراسانی نے ایسا ہی کہا ہے۔ میں نے ایک اور مقام پر لکھا دیکھا ہے: موسیٰ بن حکم ابو عمران جرجانی، اسی طرح ابن اسکن اور ابن مندہ نے بطریق محبوب بن مسعود بصری، ابوالمعدل جرجانی روایت کی ہے، فرمایا: میں حج کے لیے نکلا، کسی نے مجھ سے کہا: یہاں ایک شخص رہتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ ان کا نام زرعه بن خلیفہ بتایا جاتا ہے، چنانچہ میں ان کے پاس آیا وہ اپنی قوم کے بے حد عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہم لوگ اپنی قوم کی جماعت میں آپ کے پاس آئے۔ لیکن مدینہ میں آپ سے ہماری ملاقات نہ ہو سکی۔ آپ کسی غزوہ میں باہر گئے ہوئے تھے ہم لوگ واپس آگئے تو راستہ میں ہمارا آنا سامنا ہو گیا، اتنے میں نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور سورۃ قل ہو اللہ احد، اور قل یا ایہا الکافرون پڑھی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے۔

٢٨٠٥ زرعہ بن ضمیرہ العامری

بقول ابن مندہ: ایک غلط حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

اسد الغابہ (١٧٣٦) * اسد الغابہ (١٧٤٤) استیعاب (٨١٧) * الجرح والتعديل (٦٠٥/٣)

جامع المسانید (٣٦٥/٤) * اسد الغابہ (١٧٤٧)

۲۸۰۶ (ز) زرعه بن عامر*

بن مازن ابن ثعلبہ بن ہوازن بن اسلم اسلمی بقول ابن کلبی، انہیں بہت پرانا شرف صحابیت حاصل ہے۔ اُحد میں شرکت کی اور اسی میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اور یہ پہلے مسلمان تھے جو اُحد میں شہید ہوئے۔

۲۸۰۷ زرعه الشقري ان کا نام اصم تھا۔ پھر نبی ﷺ نے ان کا نام زرعه رکھا، ہمزہ (الف) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۸۰۸ (ز) زرین زر میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب زاء کے بعد عین اور فاء

۲۸۰۹ (ز) زعبہ بن هشام الجهنی طبری کا بیان ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۸۱۰ زفر بن حرثان*

بن حارث بن حرثان بن ذکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ النصری ثم الکفنی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہی قول ابن سعد اور ابن جریر کا ہے۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابو عمر اور ابن فحون نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۲۸۱۱ (ز) زفر بن زرعه

ابو سعد نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ان کا ذکر کیا اور اپنی سند سے بحوالہ ان کے نقل کیا کہ انہوں نے جاہلیت میں حسب عادت ایک وادی میں جنات کے سردار کی پناہ اشعار میں بیان کی۔ تو انہوں نے جواب میں جنات کے اشعار سننے جن سے نبی ﷺ کی بعثت کا پتہ چلتا تھا۔ فرماتے ہیں: میں اپنے سفر سے واپس آیا تو نبی ﷺ کی بعثت کی خبر پھیل چکی تھی پھر ایک قصہ نقل کیا۔

۲۸۱۲ زفر بن یزید*

بن ہاشم بن حرملہ۔ بقول ابن مندہ: ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

باب زاء کے بعد کاف

۲۸۱۳ (ز) زکرة بن عبد الله* (بے نسبت)

بلاذری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اور علی العسکری نے بطریق یقینہ، عمرو بن عتبہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے بحوالہ زیاد بن سمیہ ان کی حدیث نقل کی کہ میں نے زکرة کو فرماتے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اگر مجھے

* اسد الغابہ (۱۷۴۸) * اسد الغابہ (۱۷۵۳) * اسد الغابہ (۱۷۵۴)

* اسد الغابہ (۱۷۵۶) استیعاب (۸۷۴) تجرید (۱۹۰/۱)

یحییٰ علیہ السلام کی قبر کا پتہ ہوتا تو میں اس کی زیارت کرتا۔*

ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ زیادہ مشہور امیر نہیں جن کے بھائی ہونے کا دعویٰ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ ابن عبدالبر* لکھتے ہیں: اس کی سند قوی نہیں۔

باب زاء کے بعد لام، میم

(ز) زَعْبُ الْجَنِّي شَيْنٌ كِي ابْتِداءً فِي ان كاذر هوكا۔ (۲۸۱۳)

(ز) زَمْعَةُ بِن ابِي خَلْفِ الْجَمْعِيِّ (۲۸۱۵)

عمر بن شیبہ نے مدینہ کو اپنا وطن اور وہاں اپنا گھر بنانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کو نبی ﷺ نے احد میں قتل کیا تھا۔ ان کے چچا زاور بیعہ بن امیہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(ز) زَمْعَةُ بِن اسود (۲۸۱۶)

بن عامر القرشي۔ از بنی عامر بن لوی۔ ابوا سلعیل از دی نے "فتوح الشام" میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جن لوگوں کو سیدنا صدیق اکبر نے اجناد کا امیر بنا کر جھنڈا عطا کیا تھا ان میں زمعہ بن اسود بن عامر بھی تھے۔ آپ نے انہیں بلایا اور پرچم دے کر فرمایا: تم یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہونا، اور پھر حضرت یزید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں مقدمۃ الجیش کی ذمہ داری سونپیں اور فرمایا: یہ تمہاری قوم کا نیک شخص ہے۔ اور شہسواروں میں شامل ہے۔ ہم بارہا ذکر کرتے آئے ہیں جو شخص شیخین (سیدنا صدیق و عمر رضی اللہ عنہما) کے دور میں مرد ہوگا اور ہوگا بھی قریش سے تو وہ صحابیت کی شرط پر پورا اترے گا۔ اس واسطے کہ حجۃ الوداع کے بعد ان میں سے کوئی بھی شرک پر قائم نہیں رہا، بلکہ مسلمان ہو کر سب نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ شرکت کی ہے اور ہم یہ بھی ذکر کرتے آئے ہیں کہ فتوحات میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی امیر اور نگران بنائے جاتے تھے۔

(ز) زَمْلُ بِن عمرو (۲۸۱۷)

بن عَنَزُ بِن حَشَافِ بِن خَدِجِ بِن وَاثِلِ بِن حَارِثِ بِن هَمْدِ بِن حَرَامِ بِن ضَمَّةِ بِن عَبْدِ بِن كَيْسِ بِن عَذْرَةَ الْعَذْرِي۔ بقول بعض: زمل بن ربیعہ، انہیں زمیل (تصغیر سے) بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں خدمت نبوی آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن سعد نے طبقات میں ان کی روایت بواسطہ شرقی بن قظامی انہوں نے مُذَجُّ بِن مَقْدَادِ عَذْرِي سے وہ اپنے چچا عمارہ بن زمل سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا، زمل نے فرمایا: مجھے بت سے ایک آواز سنائی دی، میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اللہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کسی مومن جن کی آواز تھی"۔* فرماتے ہیں: پھر وہ مسلمان ہو گئے اور اس موقع پر اشعار کہے:

کنز العمال (۳۲۴۴۲) جامع المسانید (۳۷۰/۴) اسد الغابہ (۲۱۸/۲) الاستیعاب (۱۳۲/۲)

اسد الغابہ (۱۷۵۸) استیعاب (۸۷۵) جامع المسانید (۳۷۱/۴) اسد الغابہ (۲۱۸/۲) جامع المسانید (۳۷۲/۲)

”اللہ کے رسول! میں نے اس کی وضاحت آپ سے کر دی، میں سخت پتھر اور ریت کے مدور (گول) ٹیلوں سے اسے بناتا تھا۔“

اور ان کے اسلام لانے کی حکایت میں حدیث ذکر کی کہ وہ آئے اور آپ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کی نگرانی کا پرچم باندھ کر دیا، ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ چنانچہ وہ بعد میں اسی پرچم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے صفین میں شریک ہوئے۔ ”مرج راہط“ کی جنگ میں چونسٹھ ۶۳ھ میں مروان کے ساتھ شرکت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہی روایت ابو سعد نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں بطریق ابو حاتم بھستانی، بواسطہ ابو عبیدہ بخوالہ شرقی درج کی ہے، لیکن انہوں نے کہا: مدح عذری سے وہ اپنے والد سے وہ زمیل بن ربیعہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ان کی حدیث تمام نے اپنے ”فوائد“ میں ابو حارث سے بواسطہ محمد بن حارث بن ہانی، مدح بن مقدم ابن زمل بن عمرو عذری وہ اپنے آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مذکورہ بت نام تمام تھا۔

ابو عبیدہ کا قول ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پولیس میں بھرتی کیا تھا، اور صفین میں حکم کے گواہوں میں سے تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں باب توام کے پاس زمین کا ٹکڑا دیا۔ یزید بن معاویہ نے انہیں اپنی مہر لگائی کی ذمہ داری سوچی۔ جابیہ میں مروان کی بیعت میں شریک تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ان کے بیٹے مدح بڑے شریف انسان تھے، انہوں نے خالد کی بہن امینہ بنت عبداللہ القسری سے نکاح کیا۔

باب زاء کے بعد نون

۲۸۱۸ زنباع بن سلامہ

بقول بعض: ابن رزح بن سلامہ بن حداد بن حدیدہ بن امیہ الجذامی رزح کے والد۔ بقول ابن مندہ: اہل فلسطین میں شہرت ہوتے ہیں۔ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ ابوالحسین الرازی لکھتے ہیں: دمشق میں ان کی حویلی تھی جو ”درب العرنین“ کے پاس ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق ابن جریج، عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے بخوالہ اپنے دادا روایت کی ہے۔ زنباع ابو رزح نے اپنی لونڈی کے ساتھ غلام کو مشغول پایا تو (غصہ میں آ کر) اس کی ناک اور عضو کاٹ ڈالا، وہ غلام نبی ﷺ کے پاس (روتا ہوا) آیا، آپ ﷺ سے سارا ماجرایان کیا۔ آپ ﷺ نے زنباع سے فرمایا: تم نے ایسی سزا کس بنا پر دی؟ پھر اس کا وہ کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا: جاؤ تم آزاد ہو۔ یہی روایت ابن مندہ نے بطریق ثنی بن صباح بواسطہ عمرو بن شعیب نقل کی ہے، اس میں غلام کا نام ”سندر“ بتایا ہے۔ اور بغوی نے بطریق عبداللہ بن سندروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ زنباع بن سلامہ جذامی کے پاس تھے، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

ابن ماجہ مذکورہ قصہ ایک ضعیف سند سے حدیث زنباع سے ہی روایت کرتے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ”موفقیات“

اسد الغابہ (۱۷۵۹) استیعاب (۸۷۶) تجرید (۱۹۱/۱) ابن ماجہ کتاب الدیات باب من مثل بعبده فهو حر (۲۶۸۰)

بواسطہ ہدائی، ہشام بن کلبی سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں قریش کے چند لوگوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوئے جب یہ لوگ فلسطین پہنچے تو کسی نے ان سے کہا: زنباع بن رزوح بن سلامہ الجذامی اپنے ہاں سے گزرنے والوں سے حارث بن ابی شمر کے لیے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: تو ہم نے اپنا سارا سونا ایک اونٹنی کو کھلا دیا کہ جب ہم اس سے گزر جائیں گے تو اسے ذبح کر کے سونا نکال لیں گے یوں ہمارا سونا بچ جائے گا۔ چنانچہ یہ تدبیر کر کے ہم لوگ زنباع کی حدود میں داخل ہو گئے۔ اس نے کہا: ان لوگوں کی تلاشی لو تو انہیں معمولی سا سونا ملا، وہ کہنے لگا: میرے سامنے ان کے اونٹ لاؤ، جب وہی اونٹنی اس کے سامنے آئی تو کہنے لگا: اس اونٹنی کو ذبح کرو۔ میں نے کہا: کس لئے؟ اس نے کہا: اگر اس کے پیٹ میں سونا ہوا تو بہتر ورنہ تمہیں اس کے بدلہ دوسری اونٹنی مل جائے گی اور اس کا گوشت تم ہی کھا لینا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے سونا بہنے لگا: یوں اس نے ہم سے بڑھا کر ٹیکس وصول کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خفا ہونے لگا۔ جس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میری جب کبھی زنباع بن رزوح سے کسی شہر میں ملاقات ہو تو اس کا نصف میرا ہے۔ وہ ندامت کی وجہ سے

دانت بجاتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ ابن غالب کا قبیلہ ہے۔ ہجو میں فرمانبردار اور تہمت میں مد مقابل ہیں۔“

ابن کلبی نے نسب بلوی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ زنباع بن رزوح اور حمزہ بن الصلیب بلوی کے درمیان جاہلیت میں مقابلہ ہوا۔ زنباع کھانا اور حمزہ دراہم لایا، جنہیں بکھیر دیا۔ لوگ بجائے کھانے کے دراہم کی طرف لپکے، جب زنباع نے یہ صورتحال دیکھی تو لاجواب ہو گئے۔ جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا:

”تم تو ایسے لاجواب ہوئے کہ کچھ کہہ نہیں پائے۔ کیا سعد اللہ بڑا ہے یا جذام، تجھے تم پر کوئی فضیلت نہیں ہم تو

ایسی قوم نہیں کہ ہمارے سرداری اور اونچائی ہے (جیسے اونٹ کی گردن اور کوہان بلند ہوتا ہے)۔“

(۲۸۱۹) (ز) زَنْكَل (بے نسبت)

”وحدان“ میں ابو محمد بن حزم نے قحی بن مخلد کی مسند سے ان کا ذکر کیا ہے تجرید میں ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کسی مبہم شخص کی ”لفظ رجل“ سے بگڑی ہوئی صورت ہے۔

(۲۸۲۰) (ز) زَنْيَم (بے نسبت)

بقول طبری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ عبد بن حمید اپنی تفسیر میں یونس سے بواسطہ شیبان وہ قتادہ سے اس آیت کی تفسیر ”وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے باز رکھا“ میں نقل کرتے ہیں کہ ایک صحابی ثنیۃ الوداع پر چڑھے جن کا نام زنیم تھا جاتا ہے۔ مشرکین نے انہیں شہید کر دیا یہ حدیبیہ کا واقعہ ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہی روایت طبری نے بطریق قتادہ نقل کی ہے۔ البتہ مسلم میں سلمہ بن اکوع کی حدیث سے مروی ہے کہ ابن زنیم شہید ہوئے تھے۔

۲۸۲۱) زینم (دوسرے)

یہ ان سے پہلے والے ہیں۔ ابن ابی شیبہ بطریق ابو جعفر باقر مرسل روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک چھوٹے قد والا شخص گزرا آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے زینم جیسا (پست قد) نہیں بنایا۔“ اور بطریق یحییٰ بن خرازمروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جو کسی بیماری میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔ صرف سجدہ شکر ادا کیا۔ ابوعلی بن اشعث نے بطریق جعفر بن محمد، بواسطہ اپنے والد بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موصولاً ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں زینم نظر آیا اس شخص کا چہرہ بدنما قد ٹھگنا اور ہیئت بڑی عجیب تھی، آپ سجدہ میں گر گئے پھر اپنا سراٹھایا اور فرمایا: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے زینم جیسا نہیں بنایا۔“

باب زاء کے بعد ہاء

۲۸۲۲) (ز) زہرہ بن حویہ

بن عبد اللہ بن قتادہ التمیمی السعدی، سیف اور ابن کلبی کا بیان ہے کہ ہجر کے بادشاہ نے انہیں نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو مسلمان ہو گئے اور بعد میں جنگ قادسیہ میں حضرت سعد کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے ہی جالینوس کو قتل کیا اور حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ شیبہ خارجی سے جنگ میں ستر (۷۷ھ) میں شہید ہوئے۔ حجاج نے انہیں عتاب بن ورقاء کے ساتھ بھیجا وہ انہیں ضعیف العمر تھے، جہاں گھوڑوں نے انہیں روند دیا یہ اپنا دفاع کرنے لگے اتنے میں وہاں سے فضل بن عامر شیبانی کا گزر ہوا اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ شیبہ آ کر ان کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا: اسے کس نے قتل کیا ہے؟ تو فضل نے کہا: میں نے، اس نے کہا: زینم کی بات ہے، اللہ کی قسم! تم کیسے گمراہی پر مارے گئے۔ مسلمانوں کے کئی معرکوں میں تمہاری اچھی کارکردگی تھی اور تم نے مشرکوں کے کئی لشکروں کو شکست دی، اور ان کی کئی بستیاں تم نے فتح کیں۔ پھر طبری نے بحوالہ ابو جحیف ان کا ذکر کیا۔ ابو عمر کا زعم ہے کہ وہ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ رشاطی نے ان کا تعاقب کیا اور درست کیا۔

زہیر نامی حضرات

۲۸۲۳) زہیر بن ابی امیہ

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم الحزومی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی۔ ہشام بن کلبی نے تالیف والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ بطریق مجاہد سائب رسول اللہ ﷺ کے شریک سفر سے منقول ہے کہ عثمان

✽ ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد باب ما قالوا فی الفتح یاتی فی شربہ الوالی یسجد سجدۃ الشکر (۶۱۱/۷)

✽ اسد الغابہ (۱۷۶۰) استیعاب (۸۷۷) تاریخ الامم والمملوک (۲۶۵/۶)

✽ اسد الغابہ (۱۷۶۲) استیعاب (۸۲۱) تجرید (۱۹۱/۱)

زہیر بن ابی امیہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور وہاں میری تعریفیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”میں تم دونوں سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔“ (حدیث) بقول ابن اسحاق یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قریش کی بنی ہاشم کے خلاف لکھی تحریر کو ختم کرنے کی تجویز دی تھی، ان کے اور ہشام بن عمرو کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ابن سعد کی کتاب میں ان کا نام قریش کے ان لوگوں میں لکھا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو روبرو اذیت پہنچاتے اور دشمنی کرتے تھے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ان کا شمار کیا ہے کہ وہ بیس سے زیادہ مرد تھے۔ پھر فرمایا: ان میں سے سوائے ابوسفیان اور حکم بن ابی العاص کے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔

میں کہتا ہوں: اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ زہیر بن ابی امیہ بھی مسلمان ہوئے تھے۔ فاکہی نے بطریق ابن جریج بواسطہ ابن ابی ملیکہ بحوالہ علقمہ بن وقاص روایت کی ہے کہ ام سلمہ نے محمد بن عبد اللہ بن زہیر بن ابی امیہ کے حق میں یہ گواہی دی کہ ابوربیعہ بن امیہ نے اپنے بھائی زہیر کو مکان میں سے اپنا حصہ دیا تھا۔ جس کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا اور علقمہ وہاں موجود تھے۔

۲۸۲۳ زہیر بن ابی جبَل قسم رابع میں تذکرہ ہونا ہے۔

۲۸۲۵ (ز) زہیر بن الحارث زہیر بن عوف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۸۲۶ (ز) زہیر بن حُطامہ الکنانی ان کے بھائی اسود بن حطامہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۲۸۲۷ زہیر بن صُرْد السعدی

ابن حشمی ابو جَرول۔ بقول بعض ابوصرد۔ بقول ابن مندہ: شام میں رہتے تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا بتایا کہ ہوازن کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام قبول کر لیا، پھر عرض کرنے لگے اللہ کے رسول! ہم (آپ کے) رشتہ دار اور خاندان والے ہیں ہمیں قحط کی جو مصیبت پہنچی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں۔ اس لیے ہم پر احسان فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ دے گا۔ فرماتے ہیں: ہوازن کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابوصرد تھی، وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ! گھروں میں تو آپ کی پھوپھیاں، خالائیں اور آپ کو گود لینے والی خواتین ہیں جنہوں نے آپ کی پرورش کی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں اشعار بھی ہیں۔ مجھے یہ حدیث لکھی ملی ہے اس میں اکثر اشعار دسیوں اسناد والے ہیں۔ جنہیں میں نے عشرۃ العشاریہ میں ذکر کیا ہے اور ”الاربعین المتباینۃ“ میں دوسری سند سے املا کرایا ہے۔ ادھر ابن عبد البر نے ایک بے عیب سبب سے اس روایت کو معلول کہا ہے جس کی وضاحت میں نے ”لسان المیزان“ میں کر دی ہے جو زیاد بن طارق کے حالات میں درج ہے۔ واللہ المستعان۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ غزوہ حنین میں ہجرانہ کے مقام پر غنیمتوں کی تقسیم کے وقت ہوازن کے چار شخص مسلمان ہو کر

سند احمد (۴۲۵/۳) المعجم الكبير (۵۳۰۹/۵) اسد الغابہ (۱۷۶۹) استيعاب (۸۲۳)

السيرة النبوية (۱۰۴، ۱۰۳/۴) السنن الكبرى (۳۳۶/۶) دلائل النبوة (۱۷۵/۵)

آئے، اور اپنی قوم کے باقیماندہ لوگوں کے اسلام کی اطلاع بھی لائے۔ ان کا سردار اور متکلم ابوصرد زہیر ابن سرد تھا، وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! ہم رشتہ دار اور خاندان والے ہیں۔ پھر اشعار کے سوا باقی روایت ذکر کی۔ اسی میں ہے: ان میں جو جتنا دور ہے وہ آپ کے زیادہ قریبی ہے ان عورتوں نے آپ کو گود لیا، اپنی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلایا اور آپ کو اپنی رانوں پر بٹھایا آپ تو سب سے بہتر پرورش پانے والے تھے۔

۲۸۲۸ (ز) زہیر بن طهفة الكندی

ابن مندہ نے بطریق ایاد بن لقیط بحوالہ زہیر بن طهفة الكندی روایت کی ہے کہ اللہ کی قسم! میں اس وفد میں تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس میں ملیکہ کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جو صدقہ ابی عمران کی حدیث سے مروی ہے، وہ کوئی نہیں، ان کی حدیث جمع کی جاتی ہے۔

۲۸۲۹ زہیر بن عاصم

بن حصین بن مُثَمَّت۔ ان کے دادا کا ذکر ہو چکا ہے، بقول ابن مندہ: زہیر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حصین بن مُثَمَّت کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ شاید ان کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جو حصین کے سوانح میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مختلف چشمے جاگیر میں دیئے تھے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے، زہیر بن عاصم بن حصین نے کہا:

”میرے شہر نرم نہ تھے ان میں قلم کے خط نے سانسیں چلا دیں جو نبی ﷺ کی طرف سے تھا جب آپ نے لوگوں کو عطا کیا تھا۔“

میں کہتا ہوں: ان اشعار پر مشہور شاعر ابوخیلہ سعدی نے بنی امیہ کے دور حکومت کے آخر میں اعتراض کیا تھا۔ بہر کیف اس قصہ سے زہیر کے آنے کا پتہ نہیں چلتا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے یہ اشعار بطور فخر کہے ہوں، اگرچہ وہ دور نہیں پایا۔

۲۸۳۰ زہیر بن عبد اللہ

بن جذعان۔ ابو ملیکہ تمیمی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول ابن شہین انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح بخاری میں بطریق ابن ابی ملیکہ بوانسطہ ان کے دادا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ابن ابی ملیکہ کے دادا صحابی ہیں۔ اور ان کے والد عبد اللہ بن جدعان اسلام لانے سے پہلے فوت ہو گئے تو جب ان کا بیٹا اتنا عرصہ زندہ رہا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتا ہے معلوم ہوا کہ وہ صحابی ہوئے اس لیے کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے کوئی بھی روئے زمین پر قریشی کفر پر قائم نہیں تھا۔ عمر بن شہب نے اخبار مدینہ میں عبد العزیز بن مطلب سے روایت کی ہے کہ مسعود بن عمرو القاری جو عبد اللہ بن جدعان کا حلیف تھا کی آل نے ابن جدعان کی وفات کے وقت کہا: ابو مسحق! آپ کا کوئی بیٹا نہیں اس لیے ہمیں ہمارا معاہدہ واپس کر دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا بعد میں ان لوگوں نے نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ سے معاہدہ کر لیا۔ پھر ابن جدعان کے ہاں ان کی وفات کے بعد ابو ملیکہ پیدا ہوئے۔ جو ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ کی بیٹی سے تھے۔

۲۸۳۱) زهير بن عثمان الثقفي *

بصرہ فروکش ہوئے۔ ابوداؤد اور نسائی کی کتاب * میں ولیمہ کے بارے میں ان کی ایک حدیث اسی سند سے مروی ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ صحابہ میں مشہور تو نہیں البتہ عمرو بن علی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری * لکھتے ہیں: ان کی صحابیت مشہور نہیں اور نہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ابن ابی خنیسہ، ابو حاتم، * ترمذی اور ازدی وغیرہ نے ان کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے۔ ازدی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عثمان ثقفی ان سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

۲۸۳۲) زهير بن عَجْوَه هذلي *

غزوہ حنین میں اسلام کی حالت میں شہید ہوئے۔ الاثیری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر * نے ان کے بھائی ابو خراش کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جمیل بن معمر نے فتح مکہ کے روز زہیر کو اسلام کی حالت میں قتل کیا تھا۔ مرد نے ان کا ذکر کرتے لکھا ہے کہ جمیل اس وقت کفر پر تھے بعد میں اسلام لائے۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ زہیر بن عجوہ ہذلی غزوہ حنین کے روز گرفتار ہوئے، ان کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔ جمیل بن معمر نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے: تم ہی ہمارے عیب بیان کیا کرتے تھے، پھر انہیں قتل کر دیا اور ابو خراش نے ان کا مرثیہ کہا پھر اس کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: عجوہ زہیر ہی کا لقب ہے۔

۲۸۳۳) زهير بن علقمه الفرعي *

بقول ابن مندہ: اہل رملہ میں شمار ہوتے ہیں، ایک روایت سے مروی ہے جو بطریق فارعہ بنت الممنذ بن زہیر ابن علقمہ بحوالہ ان کے والد مروی ہے (جس میں مجہول راوی ہیں) کہ ان کے دادا زہیر صحابی رسول ﷺ تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی کبشہ سے شادی کی تھی۔

۲۸۳۴) زهير بن علقمه *

بقول بعض: ابن ابی علقمہ الجبلی یا نخعی ابو مسعود رازی اپنی مسند میں اور طبرانی * وغیرہ بطریق عبید اللہ بن ایاد بن لقیط بواسطہ اپنے والد وہ بحوالہ زہیر ابن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے مردہ بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی، لوگوں نے اسے نامناسب سمجھا بہر کیف وہ عرض کرنے لگی: اللہ کے رسول ﷺ! جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں میرے اس کے علاوہ دو بیٹے فوت ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے تو جہنم سے بچاؤ کے لیے مضبوط باڑ بنائی“۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ صرف محدثین نے اپنی مسندوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن السکن کا قول ہے: انہیں صحابی ہونے کا اعزاز نہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہما تاریخ میں بطریق اسلم منقری بحوالہ زہیر بن علقمہ

* اسد الغابہ (۱۷۷۳) استیعاب (۸۲۴) تجرید (۱۹۲/۱) * ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی کم تستحب الولیمہ (۳۷۴۵)

* التاريخ الكبير (۴۲۵/۱) * الجرح والتعديل (۵۸۶/۳) * اسد الغابہ (۱۷۷۴) * استیعاب (۹۸/۲)

* اسد الغابہ (۱۷۷۸) تجرید (۱۹۲/۱) * اسد الغابہ (۱۷۷۵) استیعاب (۸۲۵) * المعجم الكبير (۵۳۰۷/۵)

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں۔“ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: * مجھے یہ روایت مرسل لگتی ہے۔ طبرانی نے اسی سند سے نقل کی ہے، البتہ انہوں نے کہا: زہیر بن ابی علقمہ ضعیبی سے مروی ہے اور فرمایا: اسے علی بن قادم نے ثوری سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: ان کی روایت زہیر الضبابی سے ہے۔ واللہ اعلم

۲۸۳۵) زہیر بن علقمہ *

یا ابن ابی علقمہ الضعیبی یا الضبابی۔ ابو نعیم نے دونوں میں فرق کیا ہے ان میں اور پہلے والے میں۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا طرز بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں۔

۲۸۳۶) زہیر بن عمرو الہلالی *

بصرہ فرودکش ہونے والے۔ ان سے ابو عثمان النہدی روایت کرتے ہیں۔ ازدی کا قول ہے: ابو عثمان ان سے روایت کرنے میں تنہا ہیں عسکری کا قول ہے: بصرہ میں ان کی حویلی ہے۔ * بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کی صرف انذار (اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤ) والی حدیث معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: مسلم * نے اسے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے بحوالہ امام بخاری رحمہ اللہ لکھا ہے کہ انہوں نے اسے صحیح نہیں کہا کیونکہ انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا (کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے)۔

۲۸۳۷) (ن) زہیر بن عمرو البجلی

ابن السکن: کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ انہوں نے نہ سماع کا اور نہ حاضر ہونے کا ہی ذکر کیا ہے اور اسے پہلی شخصیت سے جدا ذکر کیا ہے۔

۲۸۳۸) (ن) زہیر بن عوف

بن حارث۔ بقول بعض: زہیر بن حارث بن عوف ابو زینب۔ کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۲۸۳۹) زہیر بن عیاض الفہری *

عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں ابن جریج تک اپنی سند سے بواسطہ عطاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے مقیس بن صبابہ کو بنی نجار کی جانب بھیجا اس کے ساتھ زہیر بن عیاض فہری بھی تھے جو مہاجر صحابی ہیں اور بدر و احد میں شریک رہ چکے تھے۔ لوگوں نے مقیس کے بھائی کی دیت اس کے پاس جمع کر دی تو اس نے زہیر بن عیاض پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور مرتد

* التاريخ الكبير (۴۲۶/۲) * اسد الغابہ (۱۷۷۷) * اسد الغابہ (۱۷۷۹) استيعاب (۸۲۶) تجريد (۱۹۳/۱)

* شرح السنة (۱۲۸/۵) * مسلم كتاب الايمان باب في قوله تعالى ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (۳۵۳)

* اسد الغابہ (۱۷۸۰) تجريد (۱۹۳/۱)

ہو گیا۔ طبرانی نے اسے نقل کیا ہے یہ اسناد ضعیف ہے لیکن ابن جریر نے بطریق حجاج، ابن جریج سے بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ انصار کے ایک شخص نے مقیس بن صبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے اسے دیت ادا کی تو اس نے قبول کر لی پھر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کسی کا قول ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی دیت بنی نجار پر لاگو کی پھر مقیس کے ساتھ بنی فہر کا ایک شخص (جو نبی ﷺ کے کسی کام سے گیا تھا) اس کو روانہ کیا۔ مقیس نے فہری کو اٹھا کر زمین پر دے مارا (مقیس مضبوط و طاقتور شخص تھا) پھر دو پتھروں میں اس کا سر چل دیا۔ پھر یہ اشعار گانے لگا:

”میں نے اس کے بدلہ میں ایک فہری کو قتل کر کے اس کی دیت بھی لے لی۔ بنی نجار کے سردار اچھے لوگ ہیں۔“

آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے یہ نیا کام کر دیا ہے تو میں اسے نہ حرم میں اور نہ حل میں پناہ دوں گا۔“ چنانچہ فتح مکہ کے روز قتل کر دیا گیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں، اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے۔“

۲۸۳۰ زہیر بن غزیہ

بن عمرو بن عنز بن معاذ بن عمرو بن حارث بن معاویہ بن بکر ابن ہوازن۔ بقول طبری اور دارقطنی: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۸۳۱ (ز) زہیر بن قنفذ الاسدی

فاکہی نے اخبار مکہ میں بطریق زکریا بن قطن بواسطہ صفیہ بنت زہیر بن قنفذ اسدی بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دن کے وقت غار حراء میں ہوتے، جب رات ہوتی تو حراء سے اترتے گھاٹی والی مسجد میں آتے، جہاں حضرت خدیجہ بنت ابی طالب مکہ سے آپ کے پاس آتیں، اسی گھاٹی والی مسجد میں وہ آپ سے ملتیں جب صبح کا وقت ہونے لگتا دونوں جدا ہو جاتے۔

۲۸۳۲ زہیر بن قیس البلوی

ابن یونس، بقول بعض: انہیں صحابی ہونے کا اعزاز ہے۔ کنیت ابوشداد تھی۔ فتح مصر میں شریک تھے۔ علقمہ بنی رملہ بلوی سے اور ان سے سوید بن قیس روایت کرتے ہیں۔ برقہ میں چھہتر (۷۷) میں رومیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عبدالعزیز بن مروان کے ساتھ ان کا پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا ہے جس میں ہے کہ انہوں نے عبدالعزیز سے کہا جب وہ مصر کے گورنر تھے، انہوں نے انہیں برقہ کی جانب بھیجا۔ پھر کسی بات کی وجہ سے ان سے مخاطب ہوئے تو زہیر نے انہیں جواب دیتے کہا: کیا آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہو جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تمہارے باپ دادا کے یاد کرنے سے پہلے محفوظ کر لی تھی؟ پھر برقہ کی جانب بڑھے تھوڑی تعداد میں رومیوں سے مقابلہ ہو گیا، لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

تفسیر الطبری (۲۱۷/۴) سورة النساء (۹۳) * اسد الغابہ (۱۷۸۰)

اسد الغابہ (۱۷۸۳) * اسد الغابہ (۲۲۵/۲)

۲۸۳۳ زہیر بن مَحْشَى الْاَزْدِي

ابن شاہین نے بطریق اسمعیل بن ابی خالد ازدی بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کی ہے کہ زہیر بن محشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

۲۸۳۴ (ز) زہیر بن مذعور

بن ظبیان السدوسی۔ ان کی اولاد کے واسطہ سے مرشد بن ظبیان کے اسلام لانے کا قصہ ایک حدیث میں ہے، جو ان سے مروی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مرشد کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۲۸۳۵ زہیر بن معاویہ الجشمی

کنیت ابو اسامہ۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا کہ خندق میں شریک ہوئے، ابو موسیٰ نے ان کا اتباع کیا ہے۔

۲۸۳۶ (ز) زہیر بن الہیثم الاشہلی

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ان کا ذکر کیا ہے۔ عمر بن شہبہ نے ان صحابی تک اپنی سند سے لکھا ہے کہ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔

۲۸۳۷ زہیر الثقفی

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن حمران مدینہ کے ایک شخص سے بواسطہ عبد الملک بن زہیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نام رکھو تو عبد والے نام رکھو (عبداللہ و عبد الرحمن)“ ابن مندہ نے کہا: اسے ابو امیہ بن یعلیٰ نے روایت کیا تو عبد الملک بن زہیر بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: اسے طبرانی نے مسند دکی مسند سے نقل کیا کہ ہم سے ابو امیہ نے بیان کیا، پھر اسے ذکر کیا۔ اس میں بحوالہ ان کے دادا نہیں ہے۔

ابو احمد الحاکم نے ”المکنی“ میں ابو زہیر ثقفی کے حالات میں (جو ابو بکر کے والد ہیں) ایک معضل سند سے اس کا ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: علماء نے زہیر بن عثمان ثقفی کا بھی ذکر کیا ہے مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ میں کہتا ہوں: بلکہ یہ اور ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حدیث ”معاذ“ نامی حضرات کے ذیل میں بیان ہوگی۔

باب زاء کے بعد واؤ

۲۸۳۸ زویعة الجئی

ان بچات میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن سنا۔ حاکم نے ”مستدرک“ میں ابن ابی شیبہ اور احمد بن منیع نے اپنی

❖ اسد الغابہ (۱۷۸۴) ❖ اسد الغابہ (۱۷۸۵) ❖ المعجم الكبير (۳۸۳/۲۰)

❖ اسد الغابہ (۱۷۸۷) ❖ مستدرک (۴۵۶/۲)

مسند میں بطریق عاصم، زرز سے انہوں نے عبد اللہ سے روایت کی ہے، وہ آپ ﷺ کی نخلستان کے درمیان میں قراءت سن کر اترے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو کہنے لگے: کان لگاؤ، وہ سات افراد تھے ان میں سے ایک زوبعہ بھی تھے، اس کی سند عمدہ ہے۔ جزء ابن حجج میں ہمیں عالی سند سے لکھی ملی ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ ابن الاثیر نے ابو موسیٰ پر ان جن صاحب کا عنوان قائم کرنے پر نکیر کی ہے، جبکہ ان کی نکیر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ وہ مکلف ہیں اور آپ ﷺ ان کی طرف مبعوث ہوئے۔ پھر ان میں سے جو ایمان لایا سو لایا جس کا نام معلوم اور ملاقات آپ ﷺ سے ہوگئی تو وہ یقیناً صحابی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ”پھر تو جبرائیل علیہ السلام کو بھی ذکر کیا جائے“ قابل نظر ہے، اس لیے کہ اس میں مشہور اختلاف ہے کہ آیا آپ ملائکہ کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے؟ بخلاف جنات کے۔ واللہ اعلم۔

باب زاء کے بعد یاء

زیاد نامی حضرات

۲۸۳۹ زیاد بن الاخرس

بقول بعض: زیادہ۔ ایک قول ہے: ابن عمرو بن الاخرس الجبلی۔ انصار کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شریک بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۵۰ زیاد بن الجلاس

اہل بصرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان کی حدیث دلتھاٹ بن مالک بن نہشل ابن کثیر بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا وہ ان سے روایت کرتے ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۵۱ زیاد بن الحارث الصدائی

بقول بعض: زیادہ بن حارث۔ امام بخاری فرماتے ہیں: حارث کی اسلام لانے والی لمبی حدیث مجھے صحیح لگتی ہے، اس میں ہے جو اذان دے وہ اقامت کہے۔ اسے طوالت کے ساتھ امام احمد نے اور اصحاب السنن نے نقل کیا ہے، اس کی اسناد میں افریقی ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اس کی اسناد میں نظر و تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا بطریق مبارک بن فضالہ بواسطہ عبد الغفار بحوالہ صدائی ایک اور طریق بھی ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ باوردی نے بطریق عبد اللہ بن سلیمان، عمرو بن حارث سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے زیاد بن نعیم سے بحوالہ زیاد صدائی

اسد الغابہ (۲۲۵/۲) اسد الغابہ (۱۷۸۸) اسد الغابہ (۱۷۹۱)

اسد الغابہ (۱۷۹۳) استیعاب (۸۳۰) تجرید (۱۹۴/۱) التاريخ الكبير (۳۴۴/۱)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب الرجل یؤذن و یقیم آخر (۵۱۴) ترمذی فی ابواب الصلاة (۱۹۹) مسند احمد (۱۶۹/۴)

روایت کی پھر لمبی حدیث کی ایک طرف (حصہ) ذکر کی۔ ابن یونس لکھتے ہیں: یہ مشہور شخص ہیں، مصرفروش ہوئے۔

۲۸۵۲) زیاد بن حذره

بن عمرو بن عدی التمیمی۔ ابن ابی حاتم نے آباء کے باب الجحیم میں لکھا ہے: ان سے ان کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابو موسیٰ کی روایت ہے کہ زیاد بن حذره نے فرمایا: ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آئے، وہ ہمیں اسلام کی دعوت دینے لگے تو ہم بھاگ گئے، تو انہوں نے ہماری پیشانیوں کو باندھے بنی غنیم کے قیدیوں میں شامل کر لیا۔ تو ہم آپ ﷺ کے پاس ہی مسلمان ہوئے۔ آپ نے ہمارے لیے دعا فرمائی اور زیاد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی۔ میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام لکھنے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: جیم سے، ایک قول ہے: حاء سے۔

۲۸۵۳) زیاد بن حنظلہ التمیمی

بنی عدی کے حلیف۔ بقول ابو عمر کہ نبی ﷺ نے انہیں زبرقان بن بدر اور قیس بن عاصم کی طرف بھیجا تاکہ وہ دونوں میلہ کذاب کے قتل میں معاونت کریں۔ پھر زیاد اتنا زندہ رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معرکوں میں ان کا ساتھ دیا۔ سیف نے ”الفتوح“ میں بواسطہ ابوالزہراء قشیری انہوں نے بحوالہ بنی قشیر کے مردوں سے روایت کی ہے کہ ہر قل جب رھاء سے نکلا تو سب سے پہلے جس نے اس علاقہ کے کتوں کو بھونکا یا وہ زیاد بن حنظلہ تھے وہ صحابی تھے۔ سیف نے ”الفتوح“ میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

”ہر قل سے پوچھ جہاں تو اس کے ایندھن کا متلاشی ہے، ہم نے اس کے لیے ایسی جنگ بھڑکائی جس نے قبائل کو ہلا کر رکھ دیا، ہم نے انہیں ہر شاندار حویلی میں قتل کیا اور ہم ان کے قیدیوں کو لے کر لوٹے جو زنجیریں کھینچ کر چل رہے تھے۔“

جنگ یرموک میں امیر تھے۔ ان سے ان کا بیٹا حنظلہ اور عاص بن تمام روایت کرتے ہیں۔

۲۸۵۴) زیاد بن سبہ الیعمری

ابن ابی عاصم اور طبری کی بحوالہ عبدالملک بن حذیفہ روایت ہے کہ زیاد بن سبہ الیعمری نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ آپ اشج اور جہینہ کے چند لوگوں کے پاس ٹھہر کر ان سے مزاح کر کے ہنسنے لگے، اور فرمانے لگے: ”یہ بنی نزارہ بنی شرید اور تیری قوم سے بہتر ہیں۔“ (حدیث)

۲۸۵۵) زیاد بن السکن

بن رافع بن امری القیس انصاری مغازی میں ابن اسحاق کا قول: غزوہ احد میں پانچ انصاری جنگ میں کود پڑے، ان

اسد الغابہ (۱۷۹۴) استیعاب (۸۳۱) اسد الغابہ (۱۷۹۵) استیعاب (۸۳۲) استیعاب (۱۰۶/۲)

اسد الغابہ (۱۷۹۶) الاحاد والمثنائی (۱۸۱/۵) اسد الغابہ (۱۷۹۹) استیعاب (۸۳۳) السیرة النبویہ (۱۸۱/۵)

میں سے ایک زیاد بن اسکن بھی تھے اور پھر سب شہید ہو گئے۔ بقول بعض: وہ عمارہ بن زیاد بن اسکن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اپنا قدم بچھایا جس پر ان کی جان نکلی۔ بخاری* نے یہ روایت اپنی تاریخ میں یزید بن اسکن کے حالات میں طویل نقل کی ہے۔

۲۸۵۶) زیاد بن طارق

بقول بعض: طارق بن زیاد۔ ابن مندہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور دوسرے نام کو درست لکھا ہے۔

۲۸۵۷) زیاد بن عبد اللہ*

بن مالک الہلالی۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، رشا طی کا بیان ہے کہ وہ بنی ہلال کے وفد میں عبد عوف بن اصرم بن عمرو بن قبیصہ بن مخارق کے ساتھ آئے۔ پھر زیاد (اپنی خالہ) ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے۔ ان کی والدہ کا نام عرزہ تھا اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے۔ انہیں ان کے پاس دیکھ کر غضبناک ہو گئے۔ وہ فوراً بولیں: اللہ کے رسول! یہ میرا بھانجا ہے۔ تو آپ نے ان کے لیے دعا کی اور ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر پھیرتے ہوئے ناک سے نیچے لے آئے۔ چنانچہ بنی ہلال کہتے تھے: ہمیں زیاد کے چہرہ پر برکت کے آثار نظر آتے رہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے یہ قصہ طویل نقل کیا ہے، اس میں زیاد اس وقت نوجوان تھے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ شاعر نے مذکور زیاد کے بیٹے علی سے کہا:

”اے اس شخص کے فرزند جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا ہے، اور مسجد کے پاس اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی ہے، یہ نور ہمیشہ ان کے بانسہ پر نمایاں رہا یہاں تک کہ انہوں نے لحد کو اپنا مسکن بنا لیا۔“

۲۸۵۸) زیاد بن عبد اللہ انصاری*

ابن مندہ نے بحوالہ شععی، زیاد بن عبد اللہ انصاری کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہ کو خیر کی کھجوروں کا اندازہ لگانے بھیجا تو انہیں ایک رڈی کھجور میں بھی غلط نہ پایا ابن مندہ فرماتے ہیں: اس میں عبید اللہ بن اسحاق بواسطہ قیس نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

۲۸۵۹) زیاد بن عمار

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۲۸۶۰) زیاد بن عمرو*

بقول بعض: ابن بشیر ابن ساعدہ، ایک قول ہے ان کے مولا ہیں: موسیٰ بن عقبہ نے انہیں اور ان کے بھائی ضمیرہ بن عمرو کو شکر کا بدر میں لکھا ہے۔

*التاریخ الكبير (۱/۳) * اسد الغابہ (۱۸۰۲) استيعاب (۸۳۴) تجريد (۱۹۵/۱)

* اسد الغابہ (۱۸۰۴) استيعاب (۸۳۵) * تجريد (۱۹۵/۱)

(۲۸۶۱) زياد بن عياض عياض بن زياد میں تذکرہ ہونا ہے۔

(۲۸۶۲) زياد بن عياض الاشعري قسم ثالث میں ذکر ہونا ہے۔

(۲۸۶۳) زياد بن ابى الغردانصاري

ابن حبان لکھتے ہیں، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ باوردی کی بطریق مسعود بن سلیمان بحوالہ زہری ز بن الغرد اور ابوالیسر سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار سے فرماتے سنا: ”تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں زہری اور ان دونوں کے درمیان انقطاع ہے، لفظ الغرد غین اور را کے زیر، بعض نے غین بجائے قاف اور بعض نے فاء، یا ابن ابی الفرد بھی کہا ہے۔

(۲۸۶۴) زياد بن كعب

بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن کلیب بن مؤدعہ الجعفی، ابن عبدالبر نے لکھا ہے: بدر و احد میں شریک تھے۔

(۲۸۶۵) زياد بن لبید

بن ثعلبہ بن سنان ابن عامر انصاری البیاضی، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بیعت عقبہ اور بدر کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کی جانب سے حضرموت کے گورنر تھے۔ حضرت ابوبکر نے کندہ کے مرتدوں سے جنگ کی انہیں سوچی، انہوں نے ہی اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محمد جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ، سالم بن ابی الجعدان کے سلسلہ سند میں زیاد بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ علم کے ہونے کا زمانہ ہے“۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیسے علم ختم ہو جائے گا، جبکہ اسے لکھا اور دلوں میں محفوظ کیا جا چکا ہے (حدیث) الحاکم اور ابن ماجہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، سالم کی زیاد سے ملاقات ثابت نہیں۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جو طبرانی الاود میں بطریق ابوطوالہ زیاد بن لبید سے اس کے مفہوم میں نقل کرتے ہیں، وہ بھی ابوطوالہ اور زیاد سے منقطع ہے۔ ترمذی اور دارمی بحوالہ ابودرداء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اوقات علم چھن جانے کے ہیں“۔ تو زیاد بن لبید انصاری نے آپ سے عرض کی... (حدیث) فرماتے ہیں: میری عبادہ بن الصامت سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا، سب سے پہلے خشوع (نماز میں سکون قلب) اٹھا لیا جائے گا۔ یہی روایت نسائی، ابن حبان

اسد الغابہ (۱۸۰۷) استیعاب (۸۳۷) تجرید اسماء الصحابہ (۱۹۵/۱) النقات (۱۴۲/۳)

مسلم کتاب الفتن باب لا تقول الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل (۷۲۴۹) المعجم الكبير (۳۰۰/۱) (۳۰۸/۵)

اسد الغابہ (۱۸۰۸) استیعاب (۸۳۸) استیعاب (۱۰۷/۲) اسد الغابہ (۱۸۰۹) استیعاب (۸۳۹) تجرید (۱۹۵/۱)

ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذهاب القرآن والعلم (۸۰۶۸)

ترمذی کتاب العلم باب ماجاء في ذهاب العلم (۲۶۵۳) سنن الدارمی مقدمہ باب من قال العلم الخشية وتقوى الله (۸۷/۱)، ۸/۱

الحاکم نے بطریق ولید بن عبدالرحمن بجوالہ جبیر بن نفیر نقل کی ہے۔ فرمایا: مجھ سے عوف بن مالک نے کہا نبی ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”یہ علم کے اٹھائے جانے کا زمانہ ہے۔“ (حدیث) اسی میں ہے پھر شداد بن اوس سے ملا، تو انہوں نے خشوع کا واقعہ نقل کیا۔ نسائی کی روایت میں لبید بن زیاد لکھا ہے جو الٹ ہے۔ زیاد بن لبید کا تذکرہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے حالات میں بھی آتا ہے۔

۲۸۶۶) زیاد بن مطرف

مطین، باوردی، ابن جریر اور ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق ابواسحاق بجوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو چاہے کہ وہ میری زندگی جیے اور میری موت جیسی اس کی موت ہو تو اسے چاہیے وہ علی (رضی اللہ عنہ) اور اس کی اولاد سے میرے بعد دوستانہ تعلقات برقرار رکھے۔“ (حدیث) میں کہتا ہوں: اس کی اسناد میں یحییٰ بن یعلیٰ الحارثی بیہودہ راوی ہے۔

۲۸۶۷) زیاد بن نعیم الحضرمی

ابن ابی خیشمہ اور بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں جن سے افریقی روایت کرتے ہیں یا کوئی اور ہیں؟

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ متن کے الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں۔ (حدیث) جس میں ابن لہیعہ متفرد ہیں اور جن سے زیاد بن نعیم سے افریقی روایت کرتے ہیں، وہ بالاتفاق تابعی ہیں۔

۲۸۶۸) زیاد بن نعیم الفہری

بقول ابو عمر: ان کا صحابہ میں ذکر آتا ہے، لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ حویلی کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

۲۸۶۹) زیاد الالہانی

محمد بن زیاد الجعفی کے والد۔ عبدالصمد نے ان صحابہ کی تاریخ میں جو حصہ فروکش ہوئے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۲۸۷۰) زیاد الباہلی

ہرماس کے والد۔ دارقطنی کی بجوالہ ہرماس بن زیاد روایت ہے، فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا تو

ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذهاب القرآن والعلم (۴۰۴۸) مسند احمد (۱۶۰/۴) * اسد الغابہ (۱۸۱۰)
المعجم الكبير (۵۰۵۷) كنز العمال (۳۲۹۵۹) * اسد الغابہ (۱۸۱۱) مسند احمد (۲۰۰/۴، ۲۰۱/۴)
اسد الغابہ (۱۸۱۲) استيعاب (۸۴۰) * استيعاب (۱۰۸/۲) * اسد الغابہ (۱۸۱۴)

آپ نے انہیں ان کے خاندان باہلہ کا ذمہ دار بنایا۔ (حدیث) ابن مندہ نے بحوالہ ہر ماس بن زیاد روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے خطاب کرتے دیکھا۔ مجھے میرے والد اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیے ہوئے تھے، اس وقت میں کم سن تھا اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۸۴۱ زیاد الغفاری

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے یزید بن نعیم روایت کرتے ہیں۔ ابن عبد البر نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابن ابی خنیسہ اور ابن السکن نے بطریق یزید بن نعیم، زیاد بن نعیم کے واسطے سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نے فسطاط میں زیاد الغفاری کو منبر پر فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جہاں تعالیٰ کی طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے۔“ (الحدیث)

۲۸۴۲ زیاد الاغر کے والد

حصین کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۲۸۴۳ زیاد مولا سعد بن ابی وقاص

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ واقدی نے ہمیں ابو بکر بن ابی سبرہ، حلیس بن ہاشم بن عتبہ بحوالہ زیاد مولا سعد بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی محسر میں تیزی سے گزرتے دیکھا۔ جبکہ ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

زید نامی حضرات

۲۸۴۴ زید بن ارقم

بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی کنیت میں اختلاف ہے۔ ابو عمر، ابو ہریرہ دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ احد کے روز کم سن قرار پائے، سب سے پہلے خندق میں اور بقول بعض مریسج میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ کی معیت میں سترہ (۱۷) غزوے کیے، جس کا ثبوت صحیح میں ہے۔ ان کی کئی احادیث ہیں نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ لکھ کر، ابوالطفیل، ابو عثمان نہدی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، عبدخیر، طاؤس روایت کرتے ہیں۔ سورۃ ”منافقہ“ کے نزول کے متعلق ان کا ایک قصہ بھی ہے جو صحیح میں ہے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور کوفہ میں ”مختار ثقفی“ کے دور فوت ہوئے۔ سن وفات سرسٹھ یا ارسٹھ (۶۲۶ھ/۶۸ھ) تھا۔ بقول ابن اسحاق: عبد اللہ بن ابی بکر نے بحوالہ اپنی قوم کے کسی سے حضرت زید بن ارقم کا یہ قول نقل کیا ہے، فرمایا: میں عبد اللہ بن رواحہ کا یتیم رشتہ دار تھا، وہ مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر غزوہ بدر سے لے کر

الکمال فی الضعفاء (۱۹۱۲/۵) * اسد الغابہ (۱۸۰۶) استیعاب (۸۴۱) * استیعاب (۱۰۸/۲)

مسند احمد (۱۵۵/۵) المعجم الكبير (۱۶۴۶) الترغیب والترہیب (۱۰۴/۴) کنز العمال (۱۱۷۹، ۱۱۸۰)

الثقات (۲۵۵/۴) * اسد الغابہ (۱۸۱۹) تجرید (۱۹۶/۱) * السیرة النبویہ (۱۵/۴)

لے گئے۔ پھر حدیث ذکر کی۔ انہی نے عبد اللہ بن ابی منافق کو کہتے سنا تھا: ”یقیناً مدینہ کے عزت والے لوگ ذیلیوں کو نکال باہر کریں گے۔“ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا آپ ﷺ نے عبد اللہ منافق سے پوچھا، اس نے صاف انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زید کی تصدیق نازل فرمائی جس کا ثبوت صحیحین میں ہے۔* اسی میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”زید! اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق فرمادی۔“ ابوالسہیل فرماتے ہیں: میں نے براء سے بیچ صرف (سونے کے بدلہ سونا بیچنا یا چاندی کے بدلہ میں چاندی) کا صلہ دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: زید بن ارقم سے پوچھو، وہ مجھ سے بہتر ہیں۔ واللہ اعلم

۲۸۷۵ زید بن الازور الاسدی

عمر بن شہبہ کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اس میں اسی جو انمردی سے لڑے کہ ان کے دونوں پاؤں کٹ گئے اور وہیں شہید ہوئے۔ بقول بعض: یہ ضرار بن الازور (مشہور بہادر) کے بھائی ہیں۔ جنگ میں ان کے یہ اشعار منقول ہیں: ”کیا زندگیاں میری موجودگی کی وجہ سے مجھ سے ناامید ہو گئی ہیں۔ جب میں نے موت کا ارادہ کیا تو اسے اپنے ہاتھ سے زیادہ قریب پایا۔ وہ عرق گلاب سے معطر کپڑے میں لپیٹی ہے۔ اس دن کی آخری گھڑی آنے والے کل سے بھی دُور ہے۔ جب تک نبی احمد ﷺ سے ملاقات نہیں ہو جاتی۔“

۲۸۷۶ زید بن اساف

بن غزنیہ بن عطیہ بن خضاء بن مبذول، نعیم کے والد۔ ابن سعد کا بیان ہے: احد میں شریک تھے۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ”زید بن یساف“ اساف کے بجائے یساف لکھا ہے۔

۲۸۷۷ زید بن اسلم

بن ثعلبہ بن عدی ابن العجلان، ثابت بن اقرم کے چچا زاد ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ، زہری اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ بنی عمرو بن عوف بن الاوس کے فرد ہیں۔ ادھر ابن کلبی کا زعم ہے کہ طلحہ نے انہیں شہید کیا تھا، ضرار بن مرد جو ایک ضعیف راوی ہے اس نے اپنی سند سے بواسطہ عبید اللہ بن ابی رافع، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنگ صفین میں ساتھ دینے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۷۸ (ز) زید بن أسید

بن حارثہ اشقی شمر الزہری معاہدہ حلف کی وجہ سے موسیٰ بن عقبہ نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۷۹ زید بن ابی اوفی

بن خالد بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ہوازن ابن اسلم اسلمی۔ عبد اللہ کے بھائی۔ اسی پر ابن حبان نے اعتماد

* سورة المنافقون (۸) بخاری کتاب التفسیر (۴۹۰۰) مسلم کتاب صفات المنافقین (۶۹۵۵)

* اسد الغابہ (۱۸۲۱) استیعاب (۸۴۳) السیرة النبویہ (۲۰/۲)

کیا ہے، ان کی حدیث ابن ابی حاتم، حسن بن سفیان اور امام بخاری * نے التاریخ الصغیر میں بطریق ابن شریحیل، بواسطہ ایک قریشی بحوالہ زید بن ابی اوفی نقل کی ہے۔ فرمایا: میں مدینہ کی مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ اسی طرح لوگوں کو پوچھتے رہے یہاں تک کہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر حدیث مواخات (بھائی چارہ) ذکر کی۔ ان کی حدیث کے عبداللہ بن شریحیل سے مروی کئی طرق ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی حدیث تین طرق سے مروی ہے، ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راویوں کا ایک دوسرے سے سماع مشہور نہیں۔ اور نہ اس کا متابع ہے۔ بعض نے ابن ابی خالد سے بحوالہ عبداللہ بن ابی اوفی نقل کیا ہے یہ سند ہی صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کی حدیث کی تخریج کی ہے کسی نے انہیں "اسلم" کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ ابن ابی عاصم نے تو یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے کہا: وہ کندہ کے تھے۔

(۲۸۸۰) (ز) زید بن بؤلا * (مولا رسول اللہ ﷺ)

ابو ایسار۔ ان کی ایک حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں بروایت ان کے پوتے بلال بن یسار بن زید سے مروی ہے۔ ابو موسیٰ کا بیان ہے ان کے والد کا نام بؤلا بؤلا سے ہے۔ کسی اور کا قول ہے زید ان کا نام ہے۔ ابن شاہین لکھتے ہیں: وہ ثوبی (حشیوں کا گروہ) تھے، بنی ثعلبہ سے جنگ کے دوران آپ ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

(۲۸۸۱) زید بن ثابت * (کاتب قرآن)

بن الضحاک بن زید بن لؤذان بن عمرو بن عبدعوف بن عثم بن مالک بن النجار الانصاری۔ خزرجی ابوسعید بقول بعض ابو ثابت، ان کی کنیت میں اور اقوال بھی ہیں۔ بدر میں کم سن تھے۔ بقول بعض: اُحد میں شرکت کی۔ بعض کا کہنا ہے: سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ تبوک میں بنی النجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ تھا۔ پہلے وہ عمارہ بن حزم کے پاس تھا آپ ﷺ نے ان سے لے کر زید بن ثابت کو دے دیا۔ وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کو میری کوئی شکایت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! لیکن قرآن آگے کرنے والا ہے"۔ * انہوں نے نبی ﷺ کے لئے وحی لکھی۔

ان کی والدہ النوار بنت مالک بن معاویہ بن عدی ہیں۔ جنگ بعاث میں ان کے والد قتل ہو گئے تھے جو ہجرت سے پہلے برس پہلے کا واقعہ ہے، واقدی کی روایت ہے کہ حضرت زید علماء صحابہ میں سے تھے۔ یرموک کی غنیمتوں کی تقسیم انہی کے سپرد ہوئی صحابہ کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے جن میں: ابو ہریرہ، ابوسعید، ابن عمر، انس، سہل بن سعد، سہل بن حنیف، عبداللہ بن یزید الخثمی شامل ہیں جبکہ تابعین میں سعید بن المسیب اور ان کے دونوں بیٹے خارجہ، سلیمان، قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار وغیرہ حضرات ہیں۔ انہی نے عہد صدیقی میں قرآن جمع کیا، جس کا ثبوت صحیح میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم نوجوان

* التاریخ الصغیر (۲۱۷/۱) * اسد الغابہ (۱۸۲۳) تجرید (۱۹۷/۱)

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی الاستغفار (۱۵۱۷) ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الضعیف (۳۵۷۷)

* اسد الغابہ (۱۸۲۴) استیعاب (۸۴۵) * المستدرک (۴۲۱/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۱۱۷/۵، ۱۱۸/۹)

ساحب عقل ہو اور ہمیں تمہارے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی بھی نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعلیقا، بغوی، ابو یعلیٰ موصولاً ابوالثرناد سے بواسطہ خارجہ بن زید وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، فرمایا: نبی ﷺ کی مدینہ آمد کے موقع پر مجھے آپ کے پاس لایا گیا، کسی نے کہا: یہ بنی نجار کا لڑکا ہے اس نے سترہ (۱۷) سورتیں پڑھ لی ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے قراءت کی آپ کو پسند آئی پھر مجھ سے فرمانے لگے: ”یہودیوں کی کتابت سیکھ لو مجھے اپنے خطوط میں ان پر اعتماد نہیں۔“ تو میں نے ایسا ہی کیا، پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ مجھے اس میں مہارت ہو گئی، تو میں انہی کی زبان میں آپ کے خطوط لکھتا اور ان کے جو خطوط آتے آپ کے سامنے پڑھتا۔ مسند عبد بن حمید میں ہم نے روایت کی ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”میں ایک قوم کی طرف خط لکھتا ہوں لیکن مجھے خدشہ ہے کہ وہ کمی یا زیادتی کریں اس لئے تم سریانی زبان سیکھ لو۔“ جو میں نے سترہ (۱۷) دن میں سیکھ لی۔ واقدی کی روایت ہے کہ حضرت زید نے فرمایا: بدر واحد میں مجھے شرکت کی اجازت نہ ملی۔ البتہ غزوہ خندق میں مجھے اجازت مل گئی۔ خندق کی کھدائی میں آپ مٹی باہر نکالنے والوں میں کام کر رہے تھے۔ حضرت زید کو اونگھ آ گئی، اتنے میں عمارہ بن حزم آئے اور انہوں نے ان کے ہاتھ سے ان کی لاعلمی میں ان کا ہتھیار لے لیا۔ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ابورقاد!“ اسی دن آپ نے مسلمان کو ڈرانے اور ہنسی مذاق اور سنجیدگی میں اس کی چیز لینے سے منع کر دیا۔

یعقوب بن سفیان نے صحیح سند کے ذریعہ شععی سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت زید بن ثابت سوار ہونے لگے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پائیدان تھام لیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ہٹ جائیے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ہم علماء اور بڑوں کا ایسا کرام و اعزاز کرتے ہیں۔ یعقوب ہی کی بطریق ابن سیرین روایت ہے: ابوالولید نے ہمیں حج کرایا پھر ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے فرمایا: یہ لام ہے، یہ لام ہے، کوئی غلطی نہیں کی۔ ثابت بن عبید اللہ فرماتے ہیں: میں نے زید بن ثابت سے بڑھ کر اپنے علاقہ (گھر) میں کوئی فقیہ دین کی سمجھ رکھنے والا اور اپنی مجلس میں باوقار کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زید تم سب سے زیادہ ”میراث“ کا علم رکھتے ہو۔“ امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح سند سے قول بعض معلول سند سے نقل کیا ہے کہ زید بن ثابت فتویٰ دینے والوں میں سے تھے جو چھ (۶) افراد تھے: ”(۱) حضرت عمر (۲) علی (۳) ابن مسعود (۴) ابی (۵) ابوموسیٰ اور (۶) زید بن ثابت۔“ اور ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے بطریق قبیصہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید مدینہ میں فتویٰ اور قضائے قراءت اور میراث کے سردار تھے۔ بغوی نے صحیح سند سے بحوالہ خارجہ بن زید روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کے لیے جاتے تو حضرت زید کو نائب بنا جاتے اور جب بھی واپس آتے انہیں کھجوروں کا ایک باغ بطور جاگیر دے دیتے۔ بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، فرمایا: محفوظ اصحاب محمد ﷺ جانتے ہیں کہ زید بن ثابت مضبوط علم والوں میں سے ہیں۔ انتقال بیالیس (۴۲ھ) تینتالیس (۴۳ھ) پینتالیس (۴۵ھ) اکاون (۵۱ھ) باون (۵۲ھ) یا پچپن (۵۵ھ) میں ہوا۔ اکثر کا قول پینتالیس (۴۵ھ) کا ہے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج اس امت کا عالم فوت ہو گیا ہے، شاید اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا جانشین بنا دے۔

بخاری کتاب الاحکام باب ترجمۃ الحکام و هل يجوز ترجمان واحد (۷۱۹۵) تعلیقا * کنز العمال (۲۹۲۲۵)

مہذب تاریخ دمشق (۴۴۹/۵) * الطبقات الكبرى (۱۱۵/۲) کنز العمال (۳۳۳.۴)

حضرت حسان نے ان کے انتقال پر یہ مرثیہ کہا:

”اشعار کی نوک پلک حسان اور اس کے بیٹے کے بعد کون درست کرے گا، اور زید بن ثابت کے بعد کون تفسیر بتائے گا۔“

(ز) زید بن ثابت * (دوسرے)

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور قحی بن مخلد کا حوالہ دیا ہے۔

زید بن ثعلبہ (۲۸۸۳)

بن عبد ربہ الخزرجی۔ عبد اللہ بن زید کے والد جنہیں اذان کا خواب نظر آیا تھا، زید بن عبد ربہ کے حالات میں تذکرہ ہوتا ہے۔

زید بن جاریہ * (۲۸۸۴)

انصاری اسی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ عمر بن زید بن جاریہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے کئی لوگوں کو کم سن قرار دے دیا، ان میں زید بن جاریہ یعنی خود، براء بن عازب، زید بن ارقم، سعد بن حبیب، ابی عمر اور جابر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ امام بخاری * تاریخ میں زید بن جاریہ کی روایت ان کے پوتے کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ہم لوگوں نے خیبر سے اپنے حصوں میں ملنے والے جوڑوں کا آپس میں تبادلہ کیا۔ شعب میں بیہتی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا کہ زید بن جاریہ فوت ہو گئے ہیں، اور ایک لاکھ ”ترکہ“ چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”لیکن وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے۔“ اوقات کے متعلق ان کی ایک اور حدیث ہے جو بخاری نے نقل کی ہے۔

(ز) زید بن جاریہ (۲۸۸۵)

اگر ثابت ہو جائے تو محمد بن خالد کے دادا ہیں۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ زید بن جاریہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کسی بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی درجہ ہوتا ہے جسے وہ حاصل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اسے مصیبت پر صبر کی توفیق دیتا ہے تاکہ اسے وہ درجہ عطا کر دے۔“ *

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن مندہ نے لجلان بن حکیم سلمی کے حالات میں نقل کی ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ یہ مخاف بن حکیم کے بھائی ہیں۔ اور یہ اہل جزیرہ میں شامل ہیں ان کی حدیث بطریق ابوالسلیح بیان کی لیکن انہوں نے خالد کے والد کا نام نہیں لیا بلکہ یہ کہا: محمد بن خالد بن خالد کے حالات میں نقل کیا ہے۔ ابوداؤد نے یہ روایت ابن راشد سے بحوالہ ان کے سنن میں نقل کیا ہے مجھے خالد کے والد کا نام صرف ابن شاہین کی اسی روایت میں نظر آیا ہے۔ واللہ اعلم

زید بن جاریہ (دوسرے) (۲۸۸۶)

ان سے ابوالطفیل روایت کرتے ہیں۔ مہمات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بعض نے انہیں پہلی شخصیت ہی قرار دیا ہے۔

* اسد الغابہ (۱۸۲۵) تجرید (۱۹۷/۱) * اسد الغابہ (۱۸۲۶) استیعاب (۸۶۶) تجرید (۱۹۷/۱)

* التاريخ الكبير (۳۸۶/۳) * اتحاف السادة المتقين (۱۴۳/۹) كنز العمال (۶۸۱۵)

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور ہیں۔

۲۸۸۷ (ز) زید بن جبیر الجہنی

اگر یہ نسب محفوظ ہے تو جہنی ہیں، اسمعیلی نے مسند یحییٰ بن سعید انصاری میں جو ان کی تالیف ہے بطریق ابراہیم بن صرمہ بحوالہ زید بن جبیر جہنی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ (حدیث) اسی میں ہے: ”جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان ہو وہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے۔“ اور اسی سند سے مروی ہے: ”مہمان نوازی تین دن ہوتی ہے اس سے زیادہ صدقہ ہے۔“ اسمعیلی فرماتے ہیں: زید بن جبیر اور ابو حمزہ نے ایسا ہی کہا۔ میرے نزدیک دونوں میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں درست ”زید بن خالد الجہنی“ ہے۔

۲۸۸۸ زید بن الجلاس

رجاء بن الجلاس میں تذکرہ ہو چکا۔

۲۸۸۹ زید بن الحارث

بن قیس بن مالک بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج، یزید بن حارث کے بھائی۔ بقول عدوی اور طبری نے بھی انہی کا اتباع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔

۲۸۹۰ (ز) زید بن الحارث

یزید بن حارث کے حالات کے آخر میں ان کا ذکر ہے۔

۲۸۹۱ زید بن حارثہ

بن شراحیل کلبی کعمی۔ ان کا نسب ان کے بیٹے اسامہ بن زید کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہیں جو بنی معن بن طی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی ”لے پالکوں کو ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا کرو“ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد ہی کہتے تھے۔ (حدیث) یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔ ہم سے ہشام بن کلبی نے بحوالہ اپنے والد اور جمیل بن مرثد طائی وغیرہ بیان کیا کہ حضرت زید کی والدہ سعدی اپنی قوم سے ملنے گئیں، زید ان کے ساتھ تھے جاہلیت کا دور تھا بنی قین بن جسر کے ایک گروہ نے بنی معن کے گھروں پر بلہ بولا وہاں زید جو کم سن تھے انہیں بھی اٹھا کر بازار عکاظ میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی کے لئے چار

بخاری کتاب الادب باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره (۶۰۱۸) مسلم کتاب الایمان باب الحث

على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت (۱۷۱) اسد الغابہ (۱۸۲۷) اسد الغابہ (۱۸۲۸) تجرید (۱۹۷/۱)

اسد الغابہ (۱۸۲۹) استیعاب (۸۴۸) تجرید (۱۹۷/۱) الطبقات (۲۷/۳) سورة الاحزاب (۵)

بخاری کتاب التفسیر (۴۷۷۲)

سو (۴۰۰) درہم میں خرید لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا، ان کے والد حارثہ بن شراحیل نے ان کی گمشدگی پر یہ اشعار کہے تھے:

”میں زید پر آنسو بہاتا ہوں مجھے معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ آیا وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھی جائے یا اس کے سامنے موت آگئی ہے۔“

نیز کہتے ہیں:

”میں اس کی تلاش کا حکم عمر و اور قیس دونوں کو، زید اور سب کے بعد حیل کو دیتا ہوں۔“

عمر و قیس سے مراد ان کے دونوں بھائی اور زید سے زید کا ماں شریک بھائی۔ وہ زید بن کعب بن شراحیل ہیں اور حیل سے مراد ان کا بڑا بیٹا ہے۔ فرماتے ہیں: کلب کے چند لوگ حج کے لیے گئے، جنہوں نے زید کو دیکھ کر انہیں پہچان لیا۔ حضرت زید نے ان سے کہا: میرے گھر والوں کو یہ پیام پہنچا دینا:

”مجھے اپنی قوم کا اشتیاق ہے اگرچہ میں دور ہوں میں بیت اللہ کا خادم ہوں حرم کے نشانات کے پاس۔“

یہ لوگ واپس گئے ان کے والد کو بتایا جگہ کا محل وقوع وغیرہ سمجھایا، وہ اور کعب ان کے بھائی فدیہ لے کر مکہ پہنچے۔ نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ مسجد میں تھے، وہاں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے: فرزند عبدالمطلب، اپنی قوم کے سردار زادے، آپ لوگ اللہ کے حرم والے ہو، مشقت والوں کی مشقت دور کرتے ہو، قیدی کو کھانا دیتے ہو۔ ہم آپ کے پاس اپنے غلام بچہ کے سلسلہ میں حاضر ہوئے ہیں ہم پر احسان فرمائیے اور اس کے فدیہ میں بھی کرم نوازی کیجئے۔ ہم آپ کو زیادہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا غلام کون ہے؟ لوگوں نے کہا: زید بن حارثہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور کچھ؟ زید کو بلاؤ! اور اس کی مرضی پوچھو، اگر وہ تمہیں پسند کرے تو بغیر فدیہ کے تمہارا، اگر مجھے پسند کرے تو اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کہ وہ مجھے پسند کرے اور میں اس کے بدلہ میں فدیہ لینا پسند کروں۔“ کہنے لگے: ہم آدھے سے زیادہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ فرمایا: ”انہیں جانتے ہو؟“ عرض کی: جی ہاں! یہ میرے والد اور یہ میرے چچا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کون ہوں، تم جانتے ہو اور میرا سلوک و برتاؤ بھی تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب چاہے انہیں اختیار کرو یا مجھے پسند کرو۔“ حضرت زید (کم سن تو تھے ہی لیکن کم سمجھ نہ تھے) فوراً بولے: میں آپ کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرتا۔ آپ میرے لیے باپ اور چچا دونوں کی جگہ ہیں۔ حیران ہو کر دونوں بولے: زید تم پر تعجب ہے کیا تم آزادی، باپ، چچا اور اپنے گھر والوں کے مقابلہ میں غلامی پسند کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ”جی ہاں! میں نے اس ذات پاک کے ایسے اوصاف دیکھے ہیں جس کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرنے کا۔“ ادھر آپ ﷺ نے جب ان کی یہ وفا شعاری دیکھی تو حجر کے پاس لے جا کر اعلان کر دیا: ”تم لوگ گواہ رہنا کہ زید میرا بیٹا (متبئی/منہ بولا بیٹا) ہے یہ میرا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔“ جب ان کے چچا اور والد نے یہ صورتحال دیکھی تو انہیں بھی اطمینان ہو گیا اور وہیں سے واپس چلے گئے، اسی روز سے وہ زید بن محمد کہلائے جانے لگے۔ پھر جب اسلام کی کرن پھوٹی تو زید بن حارثہ کہلائے۔ ابن اسحاق* نے زید کے والد حارثہ کے آنے اور ان کا مقابلہ کرنے کا قصہ اسی

* الطبقات (۲۲/۳) التفسیر القرطبی (۱۹۳/۱۴) * السیرة النبویہ (۱۹۹/۱)

سے ملتا جلتا نقل کیا ہے۔ ابن کلبی اپنے والد سے بواسطہ ابوصالح بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنا (منہ بولا) بیٹا بنایا تو زینب بنت جحش جو آپ کی پھوپھی زاد تھیں ان سے ان کا نکاح کر دیا۔ اس سے پہلے آپ اپنی ایام ایمن کی شادی ان سے کر چکے تھے جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ پھر جب زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تو مکتوم بنت عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کی والدہ کا نام اروی بنت کریم تھا اور ان کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب تھیں، جن سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ پھر ام کلثوم کو بھی طلاق دے دی اور زہہ بنت ابی لہب بن عبدالمطلب سے شادی کر لی۔ انہیں بھی طلاق دی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہن ہند بنت العوام سے نکاح کر لیا۔ * ایک قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو لفظ زید پسند ہونے کی وجہ سے ان کا نام زید رکھا کیونکہ یہ قصی کا نام تھا۔ عبدالرزاق بواسطہ معمر زہری کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ زید بن حارثہ سے پہلے کوئی اسلام لایا ہو۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: یہ بات سوائے زہری کے کسی نے نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: امام واقدی نے سلیمان بن یسار سے اپنی سند کے ساتھ اعتماد سے اس کا ذکر کیا ہے اور زائدہ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت زید بن حارثہ، بدر اور بعد کے سب معرکوں میں شریک کارزار رہے (ماسوائے غزوہ مریسج کے، کہ اس میں آپ علیہ السلام نے انہیں مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا)۔ غزوہ موتہ میں جہاں آپ امیر ہونے کی ذمہ داری بھی نباہ رہے تھے شہید ہوئے۔ مدینہ کے کسی سفر کے دوران آپ نے انہیں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے حمزہ اور میرے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ یہ ابو یعلیٰ * کا حوالہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو جس سریہ اور مہم میں بھی روانہ کیا۔ انہیں امیر بنا کر بھیجا اور انہیں پیچھے رہنا پڑتا تو اپنا نائب مقرر فرماتے۔ یہ روایت ابو بکر بن ابی شیبہ نے ایک مضبوط سند سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے۔ سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات جنگوں میں حصہ لیا اور سات جنگیں زید بن حارثہ کی معیت میں لڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمارا امیر مقرر فرماتے۔ * واقدی کا قول ہے کہ حضرت زید نے سب سے پہلے سریہ القردۃ میں پھر جموم، عیص، الطرف، حسنی پھر قرظہ میں شرکت کی۔ اس کے بعد غزوہ موتہ میں آپ کو امیر بنایا گیا، جس میں آپ شہید ہوئے۔ اس وقت سن پچپن (۵۵) کا تھا۔ قرآن مجید میں بالاتفاق انہی کا نام آیا ہے اور اگر ثابت ہو جائے تو سچل (کاتب وحی) کا بھی ہے۔ محمد بن اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ سے فرمایا: ”زید تم میرے مولا، مجھ سے، میری طرف اور تمام لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔“ یہ روایت حسن سند سے مروی ہے اور مسند احمد میں طویل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! وہ امیر بننے کا اہل ہے یعنی زید بن حارثہ اور یقیناً وہ مجھے سب لوگوں میں سے زیادہ عزیز ہے۔“ * ترمذی وغیرہ کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرمایا: زید بن حارثہ مدینہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے گھر میں تھے۔ زید دروازے پر آئے دستک دی، آپ دروازہ کھولنے اٹھے، انہیں گلے لگایا اور انہیں بوسہ دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ کا وظیفہ

* سورة الاحزاب (۵) * حوالہ گزر چکا ہے۔ * مسند ابی یعلیٰ (۱۳/۷۲۱، ۷۲۱)

* بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی ﷺ اسامۃ بن زید (۴۲۷۲) * الطبقات (۲۹/۳)

* بخاری کتاب الایمان والنذور باب قول النبی ﷺ ”وایم اللہ“ (۶۶۲۷)

میرے حصہ سے زیادہ مقرر کیا تو میں نے اس کا سبب پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھا اور اس کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھا۔ روایت صحیح ہے۔ صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی زید بن حارثہ کی روایت ہے، جس میں حضرت زینب بنت جحش کا قصہ ہے۔ ان سے حضرت انس، براء بن عازب، ابن عباس اور آپ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔ تابعین کی ایک جماعت آپ سے مرسل روایتیں کرتی ہے۔

۲۸۹۲ (ز) زید بن حاطب

بن امیہ بن رافع انصاری، اوسی ثم ظفیری۔ واقدی کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے جس میں زخمی ہوئے۔ ان کی قوم انہیں ان کے والد کے پاس لائی، وہ منافق شخص تھا، کہنے لگا: اس پر کون روئے گا۔ تم لوگوں نے اسے اس حالت پر پہنچا دیا؟ دھوکہ سے تم اسے لے گئے۔ واقدی نے دوران قصہ یہ بات تو نقل کی ہے لیکن شہداء اُحد میں ان کا ذکر نہیں کیا، شاید انہیں زخموں سے افاقہ ہو گیا تھا۔ جمہرہ ابن کلبی کے حاشیہ میں میں نے یہ نام یزید بن حاطب میں لکھا ہوا پڑھا ہے۔ واللہ اعلم۔ واقدی کی طرف سے، ان کا نام شہداء اُحد میں نہ ذکر کرنے کا یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ ان کا مقصد سب صحابہ کا احاطہ نہیں۔

۲۸۹۳ (ز) زید بن الحرّ العبسی

نبی ﷺ کے پاس آنے والے وفد میں سے نو (۹) میں کے ایک۔ طبری اور باوردی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۹۴ (ز) زید بن حصن

الطائی ثم السنسیسی۔ یثیم بن عدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ کوفہ کی حدود میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گورز تھے۔ محمد بن قدامہ نے "اخبار الخوارج" میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔
میں کہتا ہوں: بارہا میں بیان کر چکا ہوں کہ اس دور میں صرف صحابہ گورز اور امیر بنائے جاتے تھے۔

۲۸۹۵ (ز) زید بن خارجه*

بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی۔ ان کے والد اُحد میں شریک ہوئے جبکہ یہ خود بدر میں شریک رہے۔ امام بخاری* وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی مرنے کے بعد (خرق عادت) گفتگو کی تھی۔ اس کے بعض طرق کا ذکر ان کے بھائی سعد بن خارجه کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن السکن لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی بہن سے شادی کی تھی جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ نسائی اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے بطریق عبد الحمید بن عبد الرحمن، موسیٰ بن طلحہ سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ پر کیسے درود بھیجا جائے؟ آپ نے فرمایا: "خوب لگن سے نماز پڑھو اور اس میں یوں کہا کرو اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ..." (حدیث)

* اسد الغابہ (۱۸۳) استیعاب (۸۴۹) تجرید (۱۹۸/۱) * التاريخ الكبير (۳۸۳/۳)

* مسند احمد (۱۹۹/۱)

۲۸۹۶ زید بن خالد الجہنی

کنیت میں اختلاف ہے۔ ”ابوزرعہ، ابو عبد الرحمن اور ابو طلحہ“ منقول ہیں۔ نبی ﷺ حضرت عثمان، ابو طلحہ اور حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے دونوں بیٹے خالد اور ابو حرب اور مولا ابو عمرہ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابوسلمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ میں جہینہ کا علم انہی کے پاس تھا۔ صحیحین وغیرہ میں ان کی حدیث ہے۔ ابن البرقی وغیرہ کا قول ہے: مدینہ میں اٹھتر (۷۸ھ) میں پچاسی (۸۵) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: اڑسٹھ (۶۸ھ) میں، ایک قول ہے: اس سے پہلے خلافت معاویہ میں، مدینہ میں فوت ہوئے تھے۔

۲۸۹۷ زید بن خرم

ابن مندہ نے بطریق علی بن مسہر سعید بن عبید بن زید ابن خرم کی روایت بواسطہ ان کے والد ان کے دادا کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے (کی مدت) کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے رات دن (یعنی چوبیس گھنٹے)۔“

۲۸۹۸ زید بن خطاب

بن نفیل العدوی۔ ان کے بھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کی والدہ اسماء بنت وہب تھیں جن کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔ آپ سے پہلے اسلام لائے بدر اور بقیہ معرکوں میں شرکت کی۔ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خلافت صدیقی میں بارہ ۱۲ھ میں مسلمانوں کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب ان کی شہادت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کا بے حد صدمہ ہوا، فرمانے لگے: وہ دونیکوں میں، مجھ سے پہلے کر گئے۔ مجھ سے پہلے اسلام لائے اور مجھ سے پہلے شہادت پائی۔ صحیح میں ان کی گھریلو سانپوں کو مارنے کی ممانعت کے بارے میں ایک حدیث ہے جو بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے مروی اور ابولبابہ سے جڑی ہوئی ہے۔ صالح اور جزرہ نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ درست صرف ابولبابہ ہے۔

۲۸۹۹ زید بن الدثنہ

بن معاویہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ انصاری بیاضی۔ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ بزم معونہ کی مہم میں مشرکین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور تنعیم میں قریش کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ عضل وقارہ کا ایک گروہ غزوہ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم میں اسلام ہے اس لیے آپ ہمارے پاس اپنے صحابہ کی ایک جماعت بھیجیں جو ہمیں دین کی باتیں سمجھائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ

اسد الغابہ (۱۸۳۲) استیعاب (۸۵۰) تجرید (۱۹۸/۱) اسد الغابہ (۱۸۳۲)

ابن ماجہ (۵۳۵) المعجم الكبير (۳۸۳/۲) السنن الكبرى (۲۷۷/۱) جامع المسانید (۵۷۰/۴)

اسد الغابہ (۱۸۳۴) استیعاب (۸۵۱) تجرید (۱۹۸/۱) اسد الغابہ (۱۸۳۵) استیعاب (۸۵۲) تجرید (۱۹۹/۱)

السيرة النبوية (۱۳۴/۳)

وغیرہ حضرات کو روانہ کیا۔ پھر لمبا واقعہ نقل کیا جو صحیح بخاری* میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۲۹۰۰ (ز) زید بن زبَعہ*

یا ربیعہ بن اسد بن عبد العزی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداء حنین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام زمعہ ہے جن کا عنقریب ذکر ہوگا۔

۲۹۰۱ زید بن رُقیس*

حلیف بنی امیہ۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی انہی میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام قیس بتایا ہے شاید انہوں نے راحظ کردی اور شین کو بے نقطہ کر دیا ہے۔ زہری نے ان کا نام یزید شروع میں یاء کے اضافہ سے بتایا ہے۔

۲۹۰۲ (ز) زید بن زمعہ*

بن الاسود بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی۔ طبری نے شہداء حنین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ یزید بن سلمہ ہیں جن کا ذکر ہونا ہے۔

۲۹۰۳ (ز) زید بن ابی زہیر انصاری

مقاتل نے تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”مرد عورتوں کے نگران ہیں“* کے تحت لکھا ہے کہ زید بن ابی زہیر اپنی جیب سے کولائے جسے انہوں نے طمانچہ مارا تھا، پھر اس آیت کے نازل ہونے کے بارے میں واقعہ نقل کیا۔ طبری* اور عبد بن حمید نے اس کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی کا نام نہیں لیا۔

۲۹۰۴ زید بن سراقہ*

بن کعب بن عمرو بن عبد العزی بن خزیمہ یا غزیہ بن عمرو بن عوف بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار خزرجی نجاری۔ حمران عبیدہ کے روز قادیسیہ* میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ پندرہ ۱۵ھ کا واقعہ ہے۔

۲۹۰۵ زید بن سَعْنَه*

اسرائیلی عالم۔ لفظ سَعْنَه میں اختلاف ہے، نون سے/ یاء سے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں اکثریت نے نون سے لکھا ہے۔ اسلام لانے کا واقعہ طبرانی، ابن حبان، الحاکم اور ابوالشیخ وغیرہ نے کتاب ”اخلاق النبی ﷺ“ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن سلامؓ سے مروی ہے کہ زید بن سَعْنَه نے کہا کہ نبوت کی جتنی علامات تھیں میں نے محمد (ﷺ) کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیں۔ صرف دو خصوصیتیں

* بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع (۴۰۸۶) * اسد الغابہ (۱۸۳۷) استیعاب (۸۵۲) * اسد الغابہ (۱۸۳۹)

* المعجم الكبير (۲۲۶/۵) * سورة النساء (۳۴) * طبری تفسیر (۵۸/۴) * اسد الغابہ (۱۸۴۰) استیعاب (۸۵۳)

* المعجم الكبير (۲۶۶/۵) * اسد الغابہ (۱۸۴۱) استیعاب (۸۵۴)

رہ گئی ہیں مجھے ان کا پتہ نہیں چلا، ایک یہ کہ وہ ناواقفیت سے پہلے بردباری سے کام لیں گے ان کے ساتھ کوئی کتھی ہی جہالت سے پیش آئے گا وہ اتنی ہی بردباری کریں گے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس میں آتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک مدت تک کے لیے کھجوروں کا سودا کیا تھا اور آپ ﷺ نے وقت مقرر پر انہیں ادائیگی کر دی تھی۔ اس کے آخر میں ہے، زید بن سعنے نے کہا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ آپ ﷺ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی اور نبی ﷺ کے ساتھ معرکوں میں شریک کارزار رہے۔ غزوہ تبوک میں آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوئے، پیٹھ نہیں پھیری۔ اس سند کے راوی معتبر نہیں۔ ولید نے ان کی حدیث بیان کرنے کی صراحت کی ہے۔ اس روایت کا مدار ان کی روایت کرنے والے محمد بن ابی سرقی پر ہے جو ولید سے نقل کرتے ہیں۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا جبکہ ابو حاتم نے انہیں کمزور راوی لکھا ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: محمد (بن ابی سرقی) اکثر غلطیاں کر جایا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

مجھے ان کے قصہ کا ایک اور سند سے شاہد مل گیا ہے، لیکن اس میں نام نہیں ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: یزید، جریر بن حازم سے وہ زہری سے سنے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا: تورات میں لکھی محمد (ﷺ) کی تمام نشانیاں ماسوائے بردباری اور برداشت کے میں نے دیکھ لی ہیں، پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

۲۹۰۶ زید بن سہل

بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة (بن عمرو بن مالک) بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار انصاری خزرجی۔ ابو طلحہ کنیت سے مشہور ہیں، جس نے ان کا نام سہل بن زید بتایا ہے اسے وہم ہوا۔ جو ابن لہیعہ کا بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ، شرکاء بیعت عقبہ کے ناموں کے متعلق قول ہے۔ ادھر ابن سعد نے لکھا ہے معن بن عیسیٰ نے ہمیں بحوالہ ابو طلحہ جو حضرت ابو طلحہ کی اولاد میں سے ہیں بتایا کہ ابو طلحہ کا نام ”زید“ ہے، وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

”میں ابو طلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے۔ روزانہ میرے ہتھیار میں شکار مرتا ہے۔“

فاضل صحابہ میں سے ہیں، یہی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ نسائی کی روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم کے ہاں نکاح کا پیام بھیجا، وہ کہنے لگیں: ابو طلحہ! تم جیسے آدمی کا پیام رد تو نہیں کیا جانا چاہیے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان عورت ہوں، میرے لیے کسی کافر سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ، تو یہی میرا مہر ہوگا۔ چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور یہی ان کا مہر طے پایا۔ اس روایت کو ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں جعفر سے بواسطہ سلیمان بن مغیرہ اور حماد بن سلمہ سب نے ثابت سے طویل حدیث نقل کی ہے اور ابن سعد کی روایت میں ہے: تم ہزار مردوں سے بہتر ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے۔ نبی ﷺ نے بلند ہو کر دیکھا تو ابو طلحہ اپنا سینہ بلند کر کے عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے سینے کے ڈھال بن جانے کی وجہ سے آپ تک ان کا کوئی تیر نہیں پہنچے گا۔ میرا گلا آپ کے بچاؤ کے لئے حاضر ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

المستدرک (۶۰۵/۳) المعجم الكبير (۵۱۴۷/۵) السنن الكبرى (۵۲/۶)

اسد الغابہ (۱۸۴۳) استیعاب (۸۵۵) ابوداؤد طیالسی مسند (۲۵۹۰)

یہ روایت اس شخص کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ وہ بیعت عقبہ میں شریک تھے، اس پر عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے اعتماد کیا ہے۔ سب نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابو طلحہ کی آواز لشکر میں ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ امام احمد نے مرسل یہ روایت نقل کی ہے۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ امام واقدی کا اور ان کے اتباع میں ابن نمیر اور یحییٰ بن بکیر وغیرہ کا قول ہے: ۳۴ھ میں فوت ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی ایک قول ہے اس سے دو سال پہلے وفات پائی۔ ابو زرعدہ دمشقی فرماتے ہیں: ”نبی ﷺ کے بعد چالیس حیات رہے۔“ شاید انہوں نے یہ بات شعبہ کی ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ والی روایت سے اخذ کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ابو طلحہ عہد نبوی میں جنگ کی وجہ سے (نقلی) روزے نہیں رکھتے تھے، آپ کے بعد چالیس سال تک وہ سوائے عیدین (عید الاضحیٰ اور عید الفطر) کے روزے رکھتے رہے۔

میں کہتا ہوں: اسی بنا پر ان کی وفات کا سانحہ پچاس یا اکاون/۵۰/۵۱ھ میں پیش آیا اس پر مدائنی کا اعتماد ہے۔ اس کی تائید موطا کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جسے ترمذی نے بروایت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ صحیح کہا ہے کہ وہ ابو طلحہ کے پاس گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جو تصاویر کے بارے میں ہے۔ عبید اللہ نے حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کا دور نہیں پایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو طلحہ کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے۔ ثابت بحوالہ انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ابو طلحہ بحری جنگ میں فوت ہوئے۔ ان کی تدفین کے لئے سات دن بعد ایک جزیرہ نظر آیا، پھر بھی ان کی نعش خراب نہیں ہوئی۔ اس روایت کو منسوی نے اپنی تاریخ میں اور ابو یعلیٰ نے نقل کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ سے آپ کے پروردہ حضرت انس، ابن عباس، ابوالحباب، سعید بن مسیب وغیرہ حضرات روایت لیتے ہیں۔ مسلم وغیرہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ منیٰ میں جب رسول اللہ ﷺ نے سرمنڈایا تو دائیں طرف کے ایک ایک دو دو بال اپنے صحابہ میں بانٹ دیئے اور ابو طلحہ کو بائیں طرف کے سارے بال عطا کر دیئے۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی ”تم نیکی کے مقام تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔“ تو ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے: میرا پسندیدہ مال بیڑحاء ہے جو صدقہ ہے، مجھے اس کے اجر و ثواب کی امید ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واہ بھئی واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔“ (حدیث)

۲۹۰۷ زید بن شراحیل انصاری

یا زید۔ موالاة میں ابن عمقہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فدہ تشریف لائے تو لوگوں سے پوچھا، کس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جس کا میں دوست اس کا علی دوست“۔ تو بارہ مرد آگے بڑھ کر بولے ہم نے، ان میں زید یا زید بن شراحیل انصاری بھی تھے۔ اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔

* مسند احمد (۲۶۱/۳) (۱۱۱/۳) (۱۱۲/۳) سورة العمران (۹۲)

* فتح الباری (۲۲۳/۸) مشکوٰۃ المصابیح (۱۹۴۵) حلیۃ الاولیاء (۳۳۸/۶) * اسد الغابہ (۱۸۴۴)

* ترمذی کتاب المناقب (۳۷۱۳) نسائی تہذیب خصائص امیر المومنین (۵۰، ۵۱) اسد الغابہ (۲۴۷/۲)

۲۹۰۸ زید بن شیبہ

ابو شہم کنیت سے شہرت ہے ابو شہم میں ان کا ذکر ہوگا۔

۲۹۰۹ زید بن الضامت

بقول بعض: ابن نعمان، ابو عیاش الزرقی۔ کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۹۱۰ زید بن صُحار العبدی

ابن مندہ نے ضعیف اسناد سے بطریق جعفر بن زید بن صحار العبدی بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں نبیزیں بناتا ہوں ان میں سے میرے لیے کون سی حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تار کول لگے، مکے، کدو اور گھڑے میں بنی نبیز نہ پینا“۔ بقول ابن مندہ: اہل حجاز میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۲۹۱۱ زید بن صُوحان

بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے جس کی تفصیل زید العبدی کے حالات میں بیان ہوگی۔ ابن مندہ کا قول ہے: ان کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے، مشہور یہ ہے کہ یہ مخضرمی ہیں۔ ان کے مکمل حالات ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں بیان ہوں گے۔

۲۹۱۲ زید بن عاصم

بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار النزاری مازنی۔ ان کے بیٹے حبیب بن زید کے سواخ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے کہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ ابو عمر کا بیان ہے کہ یہ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بقول بعض: ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔ ابو عمر نے ان کے نسب میں عاصم اور عمرو بن عوف کے درمیان: کعب بن منذر کے نام کا اضافہ نقل کیا ہے۔ فاللہ اعلم

۲۹۱۳ زید بن عامر الثقفی

ابن مندہ کی بطریق اسحاق رطی روایت ہے کہ یزید بن عامر نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوا، آپ نے تمیم داری سے فرمایا: مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے آپ سے بیت عینون اور مسجد ابراہیم مانگی، چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں عطا کر دی، اور مجھ سے فرمایا: ”یزید تم مجھ سے کیا مانگتے ہو؟“ میں نے عرض کی: میں آپ سے اپنی اولاد کے لیے امن وامان کا خواستگار ہوں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا پروانہ عطا کیا۔ ابن مندہ ہی بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ زید بن عامر نے نبی ﷺ سے نبیز کے متعلق پوچھا تھا۔ (حدیث)

اسد الغابہ (۱۸۴۵) * اسد الغابہ (۱۸۴۶) استیعاب (۱۸۵۶) * اسد الغابہ (۱۸۴۷) تجرید (۱۹۹/۱) * اسد الغابہ (۲/۲۴۷)
 اسد الغابہ (۱۸۴۸) استیعاب (۸۵۷) * اسد الغابہ (۱۸۴۹) استیعاب (۸۵۸) * استیعاب (۲/۱۲۵)
 اسد الغابہ (۱۸۵۰) تجرید (۲۰۰/۱) * ”بیت عینون“ بیت المقدس کا ایک گاؤں ہے۔ * جامع المسانید (۴/۵۷۸)

۲۹۱۳ زید بن عائش المرّی

اسمعیلی نے ”اصحابہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ خطیب نے ”المؤتلف“ میں انہی کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث ان کا بیٹا حباب بن زید ان سے نقل کرتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا، اتنے میں قیس بن عاصم آگئے، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ”یہ اونٹوں والوں کا سردار ہے“۔ جبکہ اس کی سند میں علی بن قرین متروک راوی ہے۔ ابن ماکولا نے حباب میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۲۹۱۵ (ز) زید بن عبثر الریّدی

اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بطریق علی بن قرین بحوالہ زید بن عبثر زبیدی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے راستے میں بنے کنوئیں کے بارے میں پوچھا...۔ حدیث جو چالیس گز تک کنوئیں کی (حریم) حدود کے بارے میں ہے۔ ”المتفق“ میں خطیب نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ، قیس بن حارث اور زید بن عبثر تینوں نامعلوم افراد ہیں، اور علی بن قرین (جو راوی ہے) غیر معتبر ہے۔

۲۹۱۶ زید بن عبداللہ انصاری

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہی قول ابن حبان کا ہے۔ التاریخ میں امام بخاری، اور الاوسط میں طبرانی روایت کرتے ہیں کہ زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے سامنے سانس کا ایک دم پیش کیا، جس کی آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو مضبوط جملے ہیں“۔ ابن اسکون فرماتے ہیں: ہمیں ان کی حدیث صرف اسی سند سے ملی ہے، یہ صحابہ میں مشہور نہیں ہیں، طبرانی کا قول ہے: اسی اسناد سے نبی ﷺ سے منقول ہے، جبکہ اس میں لیث متفرد ہے۔

۲۹۱۷ زید بن عبداللہ انصاری

بقول ابن مندہ: ان کی حدیث فراس بحوالہ شععی نقل کرتے ہیں، مجھے تو یہ پہلے والے معلوم ہوتے ہیں۔

۲۹۱۸ (ز) زید بن عبداللہ انصاری ابن عبد ربّہ ہیں۔

۲۹۱۹ (ن) زید بن عبد ربّہ زید بن ثعلبہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

✽ اسد الغابہ (۱۸۵۱) تجرید (۲۰۰/۱)
 ✽ المستدرک (۶۱۱/۳، ۶۱۲) مجمع الزوائد (۴۰۷/۹، ۱۱۰/۳) الطبقات (۴۰/۲/۱) المطالب العالیة (۸۷۷)
 ✽ الاکمال (۱۴۱/۲) ✽ اسد الغابہ (۱۸۵۲) استیعاب (۸۵۹) تجرید (۲۰۰/۱) ✽ الجرح والتعدیل (۵۶۶/۸)
 ✽ الثقات (۱۴۱/۳) ✽ مسند احمد (۳۹۳/۳) مجمع الزوائد (۱۱۱/۵) (۱۱۲/۵) اسد الغابہ (۲۴۹/۲) جامع المسانید (۵۷۹/۴)
 ✽ اسد الغابہ (۱۸۵۳)

۲۹۲۰ (ز) زید بن عبدالمنذر

ابولبابہ انصاری کے بھائی۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے، آخری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے یہ نام ان سے غلط ہو گیا ہے یہ تو زہیر تھا۔

۲۹۲۱ (ز) زید بن عبید بن عمرو الصبعی

اپنے پڑوسیوں بنی حنیفہ کے ساٹھ افراد کے ساتھ آئے۔ ان میں قیس بن طلح، علی بن سنان وغیرہ تھے، پھر مذکورہ افراد شمار کیے۔

۲۹۲۲ زید بن عبید

بن معلی بن لوذان انصاری اوسی۔ صرف عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ ان کے ساتھ ابن سعد کا بھی قول ہے کہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

۲۹۲۳ زید بن عمرو

بن غزویہ انصاری۔ ابو عمر نے حارث بن عمرو بن غزویہ کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ عمرو بن غزویہ بیعت عقبہ کی رات شریک تھے۔ اہل نسب کے مطابق ان کے چار بیٹے تھے اور چاروں کے چاروں صحابی ہیں جو یہ ہیں: (۱) حارث (۲) سعید (۳) زید اور (۴) عبدالرحمن۔

میں کہتا ہوں: اسی پر ابن السکن نے حارث بن عمرو کے سوانح میں اعتماد کیا ہے ابو عمر، عمرو بن غزویہ کے حالات میں ہی لکھتے ہیں: ان کے حارث، حجاج، زید، سعید اور عبدالرحمن بیٹے تھے۔ عبدالرحمن، زید اور سعید کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

۲۹۲۴ زید بن عمرو بن نفیل العدوی

سعید بن زید کے والد یکے از عشرہ مبشرہ۔ قسم رابع میں ان (زید) کا تذکرہ ہوگا۔ سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، جو تحقیقاً صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ ان کا انتقال بعثت سے پانچ سال پہلے ہو گیا۔ لیکن دو میں سے ایک احتمال کی بنا پر صحابی کی تعریف میں شامل ہو سکتے ہیں، وہ یہ کہ انہوں نے حالت ایمان میں آپ کو دیکھا تو کیا ان کے مومن ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ بعثت کے بعد بھی وہ آپ کو دیکھیں اور آپ پر ایمان لائیں یا ان کے ایمان لانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مبعوث ہوں گے، جیسا ان کا قصہ ہے؟ الکتاب الکبیر میں ابن اسحاقؒ نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اسماء بنت ابی بکر روایت کی ہے، فرماتی ہیں: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے دیکھا تھا۔ وہ قریش سے کہہ رہے تھے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر برقرار نہیں رہا۔ ہشام کے طریق سے امام بخاریؒ اور لیث کے طریق سے تعلیقاً اور نسائیؒ نے بطریق

اسد الغابہ (۱۸۵۷) * اسد الغابہ (۱۸۵۹) * اسد الغابہ (۱۸۶۰) تجرید (۲۰۰/۱) * اسیرۃ النبویہ (۱۸۱/۱)

بخاری کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل (۳۸۲۸) تعلیقاً * نسائی کتاب المناقب الکبری (۸۵)

ابو اسامہ اور بغوی نے بطریق علی بن مسہر سب ہشام سے روایت کرتے ہیں سب نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: وہ دفن ہونے والی بچیوں کو بچا لیتے تھے اور فرماتے: اسے قتل نہ کر میں اس کا خرچ برداشت کرتا ہوں۔ ابن اسحاق نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے: اے اللہ! اگر مجھے آپ کی عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہوتا جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو میں اس کے مطابق آپ کی عبادت کرتا پھر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرتے۔ بغوی بروایت زہری بحوالہ عروہ اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ ”المغازی“ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: ”جس شخص پر مجھے اعتماد ہے اس سے میں نے سنا کہ زید بن عمرو قریش کے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو برا کہتے تھے“۔ امام بخاری رحمہ اللہ بطریق سالم بن عبد اللہ بن عمروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام دین کے بارے میں معلومات کے لیے گئے تو یہود و نصاریٰ کے علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ دین، دین ابراہیمی ہی ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، فرماتے ہیں: انہوں نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی: اے اللہ! گواہ رہنا میں دین ابراہیم پر ہوں۔ ابویعلیٰ، بغوی، رویانی، طبرانی اور الحاکم سب کی بطریق محمد بن عمرو بن علقمہ بواسطہ ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب، اسامہ بن زید سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سخت گرمی کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا، آپ نے مجھے سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ ہماری ملاقات زید بن عمرو سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زید! کیا بات تمہاری قوم تم سے سبقت لے گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: ”میں یہ دین تلاش کرنے گیا“۔ پھر ایک یہودی سے اپنی ملاقات کی مشہور بات ذکر کی۔ اس یہودی نے ان سے کہا: جب تک تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اپنا حصہ وصول نہیں کر لیتے ہمارے دین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اور ایک نصرانی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا حصہ وصول نہیں کر لیتے نصرانی نہیں بن سکتے۔ اس کے آخر میں ہے جس کی تلاش میں تم ہو وہ تمہارے شہروں میں ظاہر ہو چکا ہے، ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے اور جن لوگوں کو تم نے دیکھا یہ سب گمراہ ہیں۔ فرماتے ہیں: میں واپس آ گیا، لیکن مجھے کوئی چیز معلوم نہ ہوئی۔ رحمہم اللہ

بغوی نے ضعیف سند سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں زید بن عمرو کے لیے مغفرت کی دعا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ابن سعد نے بحوالہ امام واقدی ان کی سند سے لکھا ہے: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت میرے والد فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: جو بعثت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ ہے۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو کا مرثیہ کہا تھا مصعب زبیری کا قول ہے مجھ سے ضحاک بن عثمان نے بواسطہ ابن ابی الزناد بحوالہ ہشام بن عروہ بیان کیا کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زید بن عمرو کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے چل پڑے تو مبعوثہ جو شام میں ایک جگہ ہے وہاں کے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ میں زید بن عمرو سے ملا اس وقت وہ مکہ سے باہر حراء کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ اور کہنے لگے: عامر! میں نے اپنی قوم سے جدائی اختیار کر لی ہے۔ اور ملت ابراہیمی

✽ بخاری کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل (۳۸۲۷)

✽ المستدرک (۲۱۶/۳) المعجم الكبير (۵/۶۶۳، ۶۶۴) مسند ابی یعلیٰ (۲۷۱۲، ۲۷۵۵) مجمع الزوائد (۹/۴۱۸)

✽ السیرة النبویہ (۱/۱۸۷)

کی پیروی کر لی ہے اور اس دین کو پسند کر لیا ہے جس پر اسمعیل علیہ السلام عمل پیرا تھے وہ اس عمارت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب مجھے اولاد اسمعیل میں سے ایک نبی کا انتظار ہے جو عبدالمطلب کی اولاد سے ہوگا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں ان کا زمانہ پاسکوں۔ پھر بھی میں ان پر ایمان رکھتا ہوں ان کی تصدیق کرتا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ (حدیث) اسی میں ہے میں تمہیں ان کی نشانیاں بتا دوں گا یہاں تک کہ تم سے کوئی بات مخفی نہ رہے پھر انہوں نے ان سے آپ علیہ السلام کی صفات بیان کیں۔ فاکہی اور واقدی نے ایک حدیث میں اس کا مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں عمر ملی تو تم انہیں دیکھ لو گے ان سے میرا سلام کہنا۔ اسی میں ہے: جب میں مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ کو ان کا سلام کہا، آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: ”میں نے انہیں جنت میں دامن گھسیٹے دیکھا ہے“۔ مسند طیالسی میں بحوالہ سعید بن زید مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میرے والد جیسے تھے آپ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں آپ کو لوگوں نے بھی بتایا ہوگا کیا میں ان کے لیے استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! قیامت کے روز وہ اکیلے ایک اُمت کی صورت میں مبعوث ہوں گے۔ *

۲۹۲۵) زید بن عمیر الکندی *

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث کی طرف اشارہ تو کیا ہے لیکن نقل نہیں کی۔ ابو موسیٰ نے بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جبلہ (جو ایک متروک راوی ہے) روایت کی کہ طلحہ بنت ابی سعید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میری والدہ نے بحوالہ اپنے والد زید بن عمیر کندی روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم کے ساتھ مل کر غارت گری کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زید! اسلام نے اسے ختم کر دیا ہے۔ جاہلیت کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اب سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ *

۲۹۲۶) زید بن عمیر العبدی *

بقول ابو عمر: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں لکھا۔ میرے خیال میں یہ پہلے والے ہی ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ بطریق جارود روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے علاء بن حضرمی کے دور کے ایک نسخہ میں پڑھا ہے کہ ”زید بن عمیر شریک تھے“۔ شیبہ بن مرہ کے حالات میں ان سے متعلقہ کچھ تفصیل بیان ہوگی۔

۲۹۲۷) (ن) زید بن غنم اللخمی *

ابو عمر نے ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ استیعاب میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ میں نے انہی کے قلم سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کی اسناد مجہول ہے۔ ایک دیہاتی قوم سے وہ روایت منقول ہے۔ پھر ایک روایت بحوالہ زید بن غنم اللخمی روایت کی فرمایا: میں کسی غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا میرا ایک گھوڑا تھا جو ہنہناتا تھا میں نے اسے نکلری ماری، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پسند نہیں“۔ (حدیث)

* المستدرک (۲۱۷، ۲۱۶/۳) المعجم الكبير (۵/۶۶۳) مجمع الزوائد (۹/۴۱۸) * اسد الغابہ (۱۸۶۳) تجرید (۱/۲۰۱)
* اسد الغابہ (۲/۲۵۳) جامع المسانید (۴/۵۸۰) * اسد الغابہ (۱۸۶۲) استیعاب (۸۶۰) * استیعاب (۲/۱۲۶)

۲۹۲۸ (ز) زید بن قنُذ

بن زید بن جدعان تیمی۔ مجھے ان کے متعلق ایک حدیث ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ عبدالرزاق اپنے مصنف میں بحوالہ ابن جریر روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ خلافت فاروقی میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں لوگوں کو قیام کرایا، جو چاہتا خود قیام کرتا اور جو چاہتا طواف کرتا۔

میں کہتا ہوں: التمهید میں ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں لوگوں کو ایک امام کے پیچھے باجماعت تراویح پڑھنے کے لیے اکٹھا کیا، جو ہجرت کے چودھویں سال (۱۴ھ) کا واقعہ ہے۔ تو جو شخص اس وقت امام ہوگا یقیناً عہد نبوی میں ممتاز ہوگا۔ یہ قریشی ہیں لہذا ان کا صحابی ہونا ثابت ہوا۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت جو قریشی بھی بچا تھا وہ اسلام لا کر شرف صحابیت سے سرفراز ہوا۔ عنقریب زید بن مہاجر کا تذکرہ ہونا ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ یہ ہیں یا ان کے چچا؟

۲۹۲۹ زید بن قیس

زید بن ریش میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۳۰ زید بن کعب

یا کعب بن زید۔ ان کی حدیث بغوی نے بطریق قاسم بن مالک بحوالہ جمیل بن زید روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ایک انصاری کی مجلس میں بیٹھا جنہیں کعب بن زید یا زید بن کعب کہا جاتا تھا، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک غفاری عورت سے نکاح کیا جب اس کے پاس گئے اور بستر پر تشریف فرما ہوئے آپ نے اپنا کپڑا اٹھایا ہی تھا کہ اس کے پہلو پر سفیدی (یعنی برص) کا داغ دیکھ لیا۔ فرمایا: اپنے کپڑے سمیٹ لو، اور جو حق مہر آپ نے اسے دیا تھا اس میں سے کچھ بھی نہیں لیا۔ بطریق ابو معاویہ بواسطہ جمیل بحوالہ زید بن کعب بغیر شک کے مروی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: جمیل بن زید سے بحوالہ ابن عمر بھی مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: باوردی نے بطریق ابو معاویہ ایسا ہی نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ”زید بن کعب بن عجرہ“ لکھا ہے، اور بطریق عباد بن العوام بواسطہ جمیل نقل کیا تو فرمایا: ”کعب بن زید“ جس میں شک کا اظہار نہیں کیا۔ اسی روایت کو محمد بن ابی حفصہ نے جمیل سے بواسطہ سعد بن زید نقل کیا ہے۔ بقول بعض انہی سے بحوالہ سعید بن زید ایک قول ہے: ان سے بحوالہ عبداللہ بن کعب۔

۲۹۳۱ زید بن کعب البہزی

عمیر بن سلمہ کے حالات میں بحوالہ بھزی مہمات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۳۲ زید بن لبید

بن ثعلبہ انصاری بیاضی۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم وغیرہ

اسد الغابہ (۱۸۶۴) * اسد الغابہ (۱۸۶۸) تجزید (۲۰۱/۱) * مسند احمد (۴۹۳/۳)

اسد الغابہ (۱۸۶۶) استیعاب (۸۶۱) * اسد الغابہ (۱۸۶۹)

نے ابن کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۹۳۳ زید بن نصیت

تفسیر ہے۔ بقول بعض: شروع میں نون اور آخر میں باء ہے: نصیب۔ قَيْنَقَاعِيّ۔ ابن اسحاق * مغازی میں فرماتے ہیں کہ عاصم بن عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ غزوہ تبوک میں آپ روانہ ہوئے کہ کسی راستے میں آپ کی اونٹنی کھو گئی۔ زید بن نصیت نے کہا اس وقت وہ عمارہ بن حزم کے قافلہ میں تھے کہ محمد (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور انہیں یہ نہیں معلوم کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ جس پر رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ایک شخص نے یہ بات کی ہے (کہ محمد ﷺ عالم الغیب کیوں نہیں)۔ اللہ کی قسم! مجھے تو صرف اسی باتوں کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائی ہیں۔ وہ اونٹنی فلاں وادی میں ہے اس کی مہار ایک درخت سے انک گئی ہے۔ چنانچہ لوگ گئے تو اسے وہیں پایا۔ عمارہ اپنے قافلہ میں واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع دی، تو لوگوں نے بتایا کہ یہ بات زید نے کی تھی۔ تو عمارہ نے ان کی گردن پر کچوکا لگایا اور کہا: اللہ کی قسم! تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔ ابن اسحاق کا قول ہے، قول بعض: زید تابع ہو گئے تھے۔ بعض کا کہنا ہے: نہیں ہوئے تھے۔

۲۹۳۴ (ن) زید بن لوزان انصاری

ابوالمعلیٰ کنیتوں میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۳۵ زید بن مربع

بقول بعض: عبد اللہ بن مربع یزید بن شیبان کے حالات میں بحوالہ ابن مربع مہمات میں۔ امام * بخاری فرماتے ہیں: امام احمد کا قول ہے ابن مربع کا نام زید ہے۔ ان کے علاوہ لوگوں کا کہنا ہے: یزید نام تھا۔ عباس الدوری اور ابن ابی خیشمہ بحوالہ ابن معین کی نقل کرتے ہیں: کہ ان کا نام زید تھا۔

۲۹۳۶ زید بن المرزبان

بن قیس بن عدی بن امیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں، ایسا ہی ابن اسحاق * اور نسب الانصار میں القدرح نے ان کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام واقدی ان کا نام یزید بتاتے ہیں اور فرمایا: نبی ﷺ نے ان میں اور مطح بن اثاشہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا۔
تنبیہ ☆ لفظ المرزبان دارقطنی * وغیرہ کا قلمبند کردہ ہے طاہر بن معوذ کا گمان ہے کہ میم کے زیر سے مزین ہے ادھر ابن لہیعہ بواسطہ ابوالاسود بحوالہ عروہ نقل کرتے ہیں کہ یہ نام المرزبان ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابہ (۱۸۷۰) * السیرة النبویہ عن ابن اسحاق (۱۳۰/۴، ۱۳۱/۴)

اسد الغابہ (۱۸۷۲) استیعاب (۸۶۲) تجرید (۲۰۱/۱) * التاريخ الكبير (۳۸۰/۱)

اسد الغابہ (۱۸۷۴) استیعاب (۸۶۳) * السیرة النبویة (۲۵۳/۲)

الاکمال (۱۸۷/۲)

۲۹۳۷ (ز) زید بن معاذ انصاری اوسی

اوس کے سردار حضرت سعد کے بھائی۔ کعب بن اشرف کے قاتلین میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ عبد بن حمید تفسیر میں لکھتے ہیں: ابراہیم بن حکم بن ابان نے ہمیں بواسطہ اپنے والد بحوالہ عکرمہ نقل کر کے بتایا..... پھر ایک قصہ ذکر کیا اور ان لوگوں میں ان کا ذکر بھی کیا، مجھے اس روایت کے علاوہ کہیں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۲۹۳۸ (ز) زید بن معاویہ النمیری

قرہ بن دُعْمُوس کے چچا، قرہ کی حدیث میں ان کا تذکرہ آتا ہے اور علی بن فلاں نمیری کی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: شاذ کونی یزید بن عبد الملک نمیری سے بواسطہ عائذ بن ربیعہ، زید بن معاویہ سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں! الماعون سے کیا مراد ہے، فرماتے ہیں: شاذ کونی اس میں متفرد ہے۔ باوردی نے ایک طریق سے اس روایت کو نقل کیا ہے جس میں شاذ کونی نہیں۔

۲۹۳۹ (ز) زید بن المعلی الانصاری

بقول ابو عبید: یہ اور ان کے بھائی رافع، عبید اور ابوقیس بدر میں شریک ہوئے یہ ان لوگوں کے ساتھ تھے جو بنی مالک بن زید مناة میں سے غزوہ بدر میں شریک تھے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۴۰ (ز) زید بن ملحان

بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ احد میں شریک اور جسر ابی عبید میں شہید ہوئے۔ بقول العدوی: ابن الاثیر نے بحوالہ الاثیر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۴۱ (ز) زید بن المهاجر

بن قنفذ بن زید بن جذعان تمیمی۔ محمد کے والد، ان کے بیٹے صحابی ہیں۔ رہے زید خود تو ابن ابی حاتم کا بیان ہے: محمد بن زید بن المهاجر بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے اور ہم لوگ دوپہر کے کھانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دو رنوبت پایا ہے زید بن قنفذ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۴۲ (ز) زید الخیل بن مہلہل

بن زید بن مٹھب بن عبد رضا بن افسی بن المسختلس بن ثوب بن کنانہ بن مالک بن نابل بن عمرو بن الغوث بن الطائی۔ نو ۹ھ میں ملاقات کے لئے آئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: ان سے کوئی حدیث

اسد الغابۃ (۱۸۷۵) الجرح والتعديل (۵۷۲/۳) اسد الغابۃ (۱۸۷۶)

اسد الغابۃ (۱۸۷۷) استیعاب (۸۶۶) تجرید (۲۰۲/۱)

الجرح والتعديل (۵۷۶/۳)

نہیں روایت کی جاتی۔ امام بخاری اور مسلم بطریق عبدالرحمن بن ابی نعیم بحوالہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سونے کی ایک ڈلی بھیجی جو چمڑے میں بند تھی جس کی دباغت سلم کی چھال سے دی گئی تھی اور ابھی تک اس کی مٹی نہیں چھٹی تھی آپ نے وہ ڈلی چار افراد، الاقرع بن حابس، عیینہ بن بدر، زید الخلیل اور علقمہ بن علاشہ میں تقسیم کر دی۔... حدیث *... ابن شاپین کی بحوالہ عبداللہ روایت ہے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اتنے میں ایک شتر سوار آیا، سواری بٹھائی اور آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے پاس نور اتوں کے فاصلے سے آیا میں آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: زید الخلیل، آپ نے فرمایا: نہیں! تم تو زید الخیر ہو۔ پوچھو! اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی علامت اس شخص کے بارے میں جسے وہ چاہتا اور جسے نہیں چاہتا ہوں *... حدیث۔ ابن عدی نے یہ روایت بشیر کے حالات میں نقل کر کے اسے ضعیف کہا ہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: زید الخلیل کی وفات رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے بعد واپسی پر ہوئی تھی بقول بعض: نہیں بلکہ وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: وہ شاعر، خطیب، بہادر اور فیاض انسان تھے کنیت ابو مکنف تھی۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ان کی والدہ کا نام قوسہ بنت الاثرم کلیبہ تھا۔ جاہلیت کے شاعر اور ان کے گنے چنے شہسواروں میں سے تھے۔ مضبوط ڈیل ڈول اور لانبے قد کے تھے جسم کی خوبصورتی اور لمبے قد سے موصوف تھے وہی کہتے ہیں: ع اس کی ناکامی پر افسوس! جو کسی مالدار، باہلہ بن یحصر اور سوار یوں پر غارت گری کے لئے حملہ کرتا ہے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: ان کی مراد ان کی نہ رکنے اور بزدلی کی صفت بیان کرنا ہے ان میں سے جب کوئی غنیمت کے ارادہ سے ناکام لوٹتا تو انتہائی بد بخت سمجھا جاتا تھا۔

ابن اسحاق کا قول ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے زید الخلیل سے فرمایا: جاہلیت کے جس شخص کا حال مجھ سے بیان کیا گیا اور پھر میں نے اسے اسلام کی حالت میں دیکھا، تو سوائے تمہارے اسے اس خوبی سے کم پایا، آپ نے ان کا نام زید الخیر رکھا اور فیدا کی جاگیر عطا کر کے اس کی تحریر بھی دے دی۔ وہ واپس روانہ ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ نکلے تو یہ غالب ہے، انہیں قرہ نامی چشمہ کے پاس بخار ہوا جس سے فوت ہو گئے۔ ہشام بن کلبی نے یہ قصہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے ”میں نے جس شہسوار کے بارے میں سنا“ پھر اسے مجہول سند سے بیان کیا۔ ”الاصحاح الثانی“ میں ابن درید لکھتے ہیں: علی بن حرب طائی نے باسٹھ (۶۲ھ) میں، جب میں عمان میں تھا میری طرف یہ تحریر بھیجی اور مجھے اجازت دی کہ ابوالمنذر نے ہم سے بیان کیا میں نے ان کے سامنے بواسطہ ابو مخنف پڑھا فرمایا: زید الخلیل آئے..... پھر اسی طرح کی طویل روایت نقل کی۔ اس میں فرماتے ہیں: وہ سب سے خوبصورت انسان تھے۔ اس کے آخر میں فرماتے ہیں: وہ بمقام قرہ تین دن مقیم رہے اور وہیں وفات پائی قبیسہ بن اسود بن عامر نے سال بھر ان کا سوگ منایا پھر ان کی سواری متوجہ کی اور کوچ کر دیا۔ اسی میں رسول اللہ ﷺ کا تحریر نامہ تھا۔ جب ان کی اہلیہ نے ان کی سواری

* بخاری کتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب (۴۳۵۱)۔

مسلم کتاب الزکاة باب ذکر الخوارج و صفاتہم (۲۴۴۹)۔

* المعجم الكبير (۱۰۶۶۶/۱۰) مجمع الزوائد (۱۹۴/۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۶۹/۹)۔

* استیعاب (۱۲۷/۲)۔

خالی دیکھی تو اس پر آگ پھینک کر جلا ڈالی اسی میں وہ تحریر بھی بھسم ہو گئی۔ کتاب الردۃ میں وہیمہ نے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔ اور انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا: ع

”اے امامہ بنت ابی نصر! کیا تو نہیں ڈرتی۔ جبکہ ابو بکر نے مہتمم بالشان کام شروع کر دیا ہے غار میں رسول اللہ ﷺ کا تہا ساتھ دینے والے اور مشکلات میں آپ کے دوست صدیق ہیں۔“

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے ان کی وفات تاخیر سے ہوئی یہاں تک کہ نبی ﷺ رحلت فرما گئے تھے۔ ان میں اور کعب بن زہیر میں (مہاجاة) باہمی جھوکا مقابلہ ہوا تھا۔

۲۹۳۳ زید بن ودیعة *

بن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم بن الحلی بن غنم بن عوف بن الخزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شکراء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابو الاسود نے بحوالہ عروہ اور ابن اسحاق وکلبی * وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۳۴ زید بن یساف *

یزید بن اساف میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۹۳۵ زید الثقفی *

عطاء بن السائب کے دادا۔ بقول بعض: ان کا نام یزید یا مالک ہے مہمات میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۲۹۳۶ زید ابو حسن انصاری *

ابن مندہ بطریق عبداللہ بن تکلی برسی بحوالہ ابو مسعود وہ زید ابو حسن سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: انبیاء کے کلام میں سے صرف لوگوں کی یہ بات رہ گئی: جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو چاہے کر۔ *

۲۹۳۷ (ن) زید الدیلمی *

مولا سہم بن مازن۔ بقول بعض: یزید یا میں تذکرہ ہوگا۔

۲۹۳۸ زید *

مولا رسول اللہ ﷺ وہی ابن بولا ہیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

* اسد الغابة (۱۸۷۸) استیعاب (۸۶۴)

* المعجم الكبير (۱۶۴/۵) اسد الغابة (۱۸۸۱)

* مؤطا مالک کتاب قصر الصلاة في السفر باب وضع الیدین احداہما علی الاخری فی الصلاة (۳۷۷)

* المعجم الكبير (۲۳۶/۷، ۲۳۷) تہذیب تاریخ دمشق (۳۶۲/۴)

* اسد الغابة (۱۸۳۶) اسد الغابة (۱۸۳۸)

۲۹۴۹ (ن) زید ابو عبد اللہ

ابن مندہ بطریق ابن ابی فدیك، صالح بن عبد اللہ بن صالح، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن زید وہ اپنے والد کے واسطے سے بحوالہ اپنے دادا زید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفہ کی شب وقوف فرمایا اور لوگوں سے خطاب کیا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس دن میں تم پر احسان کیا تمہارا براتہمارے محسن کو دے دیا ہے اور تمہارے محسن کو وہ کچھ عطا کیا جو اس نے مانگا اور جو تمہاری لغزشیں تھیں وہ معاف کر دیں۔“

میں کہتا ہوں: امام بخاری فرماتے ہیں: صالح بن عبد اللہ منکر الحدیث (ثقفہ راویوں کے خلاف روایت کرنے والا) ہے۔

۲۹۵۰ زید

ابو عبد اللہ (دوسرے ہیں) ابن مندہ بطریق ابن شہاب بواسطہ طلحہ بن زید، ثور بن زید وہ عبد اللہ بن زید وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روٹی کی قدر دانی اور عزت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ آسمانی برکت نازل کی اور زمینی برکتیں اس کے لیے نکالی ہیں۔“

میں کہتا ہوں: ابن المدینی کا قول ہے: طلحہ بن زید حدیث وضع کرتا تھا۔

۲۹۵۱ (ن) زید العبدی (بے نسبت)

عبد القیس کے ایک شاعر نے ان میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ محمد بن عثمان ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں منجاب بن حارث سے بواسطہ ابراہیم بن یوسف روایت کی ہے کہ مجھ سے عبد القیس کے ایک شخص نے کہا: ہم میں سے ایک شخص نے شعر کہے جن میں رسول اللہ ﷺ کی عبد القیس کے لیے دعا کا ذکر کیا ہے: ع

”ہم میں سے صحار اور اشج ہے دونوں نے سچی بات کہی بولنے والوں میں سے کہنے والے ہیں۔ وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر خیر کے ارادہ سے فود سے پہلے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ یہ لوگ عبد القیس کی ایک جماعت کی صورت میں اپنی مرضی سے آپ کے پاس سواریاں دوڑا کر گئے ان کی تلواروں کی دھاریں زخمی نہیں ہوئیں۔ بنی الجارود کو بھی یاد کروان کا محل و مقام عبد القیس کے بلند مقام پر ہے پھر ابن سوار جو اپنے حالات میں سرداری اور عزت کی وجہ سے بادشاہوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ جب زید کا کام یاد کیا جاتا ہے تو وہی کافی ہے اس واضح عزت کے کیا کہنے، یہ وہی ہے جس کا دایاں ہاتھ اپنے رب کی فرمانبرداری میں نعمتوں والی جنتوں کی طرف سبقت لے گیا وہاں نبی ﷺ نے ان کے لیے مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان ایک دعا کی جو مقبول ہوئی۔“

اسد الغابۃ (۱۸۵۵) تجرید (۲۰۰/۱)

مجمع الزوائد (۲۵۷/۳) اسد الغابۃ (۲۵۰/۲) جامع المسانید (۵۸۱/۴)

اسد الغابۃ (۱۸۵۶) تجرید (۲۰۰/۱)

اسد الغابۃ (۲۵۰/۲) جامع المسانید (۵۸۲/۴)

حافظ ابن عساکر نے یہ اشعار زید بن صوحان کے حالات میں ذکر کیے ہیں اس بنا پر تو یہ یقیناً صحابی بنتے ہیں۔

۲۹۵۲ زید العجلانی

بقول بعض: عمیر عین میں تذکرہ ہونا ہے۔ ابو موسیٰ بطریق نافع روایت کرتے ہیں: کہ میں نے عبدالرحمن بن زید العجلانی کو حدیث ابن عمر بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا: کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں بواسطہ اپنے والد، ابوالعجلان سے مروی ہے۔

۲۹۵۳ (ز) زید العقیلی

ابو عمر نے ابن السکن کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہی کے قلم سے پڑھا ہے کہ بطریق بقیہ، نافع بن زید سے انہوں نے نافع بن سلیمان کے حوالہ سے انہوں نے زید العقیلی سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ثغور و حدود بند کرے گا ان سے حقوق تو وصول کیے جائیں گے لیکن ان کے حقوق ادا نہیں کیے جائیں گے یہ لوگ مجھ سے اور میں ان سے ہوں.....

۲۹۵۴ زید ابو یسار

وہی ابن بولا..... پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۵۵ (ز) زید (بے نسبت)

طبرانی بطریق سکین بن دینار بواسطہ مجاہد، زید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: والدین کا نافرمان، شراب کارسیا اور احسان جتلانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

۲۹۵۶ (ز) زید (دوسرے بے نسبت)

ابن ابی شیبہ بطریق یوسف بن صہیب، عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حنین کے روز لوگوں کے قدم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اکھڑنے لگے صرف ایک زید نامی شخص آپ کے سفید رنگ کے خچر کی لگام تھامے جمارہا جو نجاشی نے آپ کے لئے ہدیہ میں بھیجا تھا آپ نے فرمایا: ارے زید! لوگوں کو بلاؤ، تو اس نے کہا: لوگو! رسول اللہ ﷺ یہاں ہیں۔ حدیث۔

۲۹۵۷ زید یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا

ابوداؤد نے باب: جس کی فجر کی دونوں رکعتیں رہ جائیں، میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: عبدالربہ اور یحییٰ جو دونوں سعید کے بیٹے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے دادا زید نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی..... میں نے ہمارے شیخ بلقیسی کبیر

اسد الغابۃ (۱۸۵۸) تجرید (۲۰۰/۱) * کنز العمال (۳۴۵۷۶) * اسد الغابۃ (۱۸۸۰)

مسند احمد (۲۰۳/۲) کنز العمال (۴۳۷۷۶) مجمع الزوائد (۲۵۷/۶)

المصنف لابن ابی شیبہ (۵۵۲/۸) * ابوداؤد کتاب الصلاة باب من فاتتہ متی یقضیہا (۱۲۶۸)

کے قلم سے ان کے تجرید ذہبی والے نسخہ پر ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے۔ لیکن سنن کے معتمد و معتبر نسخوں میں کہیں بھی لفظ زید نظر نہیں آیا۔ ان میں صرف ”ہمارے دادا“ کے الفاظ ہیں۔ لہذا اسے لکھ لیا جائے۔ نیز یحییٰ بن سعید کے نسب میں زید نامی کوئی نہیں۔ سوائے زید بن ثعلبہ کے جو دادا کے جد اعلیٰ ہیں جن کا جاہلیت میں انتقال ہو گیا تھا۔

القسم الثانی از حرف زاء

باب زاء کے بعد فاء

۲۹۵۸ (ز) زفر بن اوس

بن حدثان النصری، مالک کے بھائی، بقول ابن مندہ: دور نبوی پایا ہے لیکن ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ میں کہتا ہوں: ان کے والد بڑے صحابہ میں سے ہیں اگر ان کے والد نے دور نبوت پایا ہے تو یہ اس قسم میں شامل ہوں گے۔

باب زاء کے بعد یاء

۲۹۵۹ (ز) زید بن زید

بن حارثہ بن شراحیل الکسبی، اسامہ کے بھائی۔ بقول ابن سعد: ابن کلبی نے بحوالہ اپنے والد اور شرقی بن قطاری وغیرہم سے بیان کیا کہ صلح کے زمانہ میں ام کلثوم بنت عقبہ ہجرت کر کے آئیں تو انہیں کئی پیام نکاح موصول ہوئے۔ نبی ﷺ نے زید بن حارثہ کو مشورہ دیا، جس سے زید بن زید بن حارثہ اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ جبکہ رقیہ حضرت عثمان کی پرورش میں فوت ہوئیں۔

میں کہتا ہوں: صلح کا زمانہ چھ (۶ھ) کا ہے اور زید بن حارثہ نو (۹ھ) میں شہید ہوئے۔

۲۹۶۰ (ز) زید بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب قرشی عدوی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے سگے بھائی دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جبرول تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جب یہ آیت نازل ہوئی ”کافر عورتوں کو مت روکے رکھو“ تو ابوالجہم بن حذیفہ نے اس سے نکاح کر لیا (جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) یہ زبیر وغیرہ کا بیان ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زید عہد نبوی میں پیدا ہوئے تھے اس لئے اس قسم میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۹۶۱ زئید بن الصلت (تصغیر)

بن معد یکرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر بن حارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبری الکندی، بنی نجیح کے حلیف، کثیر بن الصلت کے بھائی۔ ابن سعد نے ان کا نسب بیان کیا ہے امام واقدی فرماتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۷۵۲) * اسد الغابۃ (۱۸۲۹) استیعاب (۸۴۸) * الطبقات (۲۷/۳)
سورة الممتحنة : (۱۰) * اسد الغابۃ (۱۸۸۲) استیعاب (۸۷۹) * التاريخ الكبير (۴۴۷/۱/۲)

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی شیبہ صحیح سند سے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے بحوالہ زید بن الصلت روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں اگر شرابی کو گرفتار کر بھی لوں پھر بھی میں چاہتا ہوں اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے۔ (واقعی ارحم امتی بامتی ابو بکر جو ہوئے)۔
میں کہتا ہوں: ابن سعد نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے اس کے راوی بھی ثقہ ہیں۔ اس سے ابن ابی حاتم کے قول کی تردید ہوتی ہے اور زید کا سماع سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا۔

قسم ثالث از حرف زاء

باب زاء کے بعد باء

(ز) زَبَابُ بْنُ رُمَيْلَةَ حرف زاء میں ذکر ہو چکا ہے۔

(ز) زَبَانُ بْنُ الْأَصْبَغِ بن عمرو الکلبی، خواتین والے حصہ میں تماضر کے حالات میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔

(ز) زَبِيدُ الْأَعُورِ بْنِ جَيْفَرٍ

بن الجندی الازدی۔ ان کے والد عمان کے بادشاہ تھے۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب خط بھیجا تھا یہ اور ان کے اہلخانہ مسلمان ہو گئے بعد میں ان کا بیٹا زبید عہد صدیقی میں مرتد ہو گیا تھا اور مقابلہ میں جنگ بھی کی لیکن دوبارہ مسلمان ہو گیا اس لئے اس قسم میں شامل ہوئے۔

(ز) زَبِيدُ بْنُ عَبْدِ الْخَوْلَانِ

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ اور فتح مصر میں شریک ہوئے اس کے بعد صفین میں حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دیا انہی کے ہاتھ علم تھا جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ یہ بات ابن یونس اور ان کے تابعین نے ذکر کی ہے۔

(ز) زَبِيرُ بْنُ الْأَشْمِ الْأَسَدِيِّ

مشہور شاعر عبداللہ بن زبیر کے والد۔ ابو الفرج اصبہانی نے مذکورہ شاعر عبداللہ بن زبیر کے حالات میں جو بات نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد نے دور نبوت پایا تھا کیونکہ انہوں نے عبداللہ کے اشعار نقل کیے ہیں جس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔

باب زاء کے بعد حاء

(۲۹۶۷) زخر بن قیس

بن مالک بن معاویہ بن سعہ الجعفی، انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ شہسواروں میں سے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ جب ان کی طرف دیکھتے تو فرماتے: جو کسی زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ آپ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا زخر کے کوفہ میں چار صاحب شرافت و عزت فرزند تھے۔ ایک فرات جسے مختار نے قتل کیا۔ دوسرا جبلہ جو ابن اشعث کے ساتھ قتل ہوا وہ فراء پہ تھا۔ توحاج بن یوسف نے کہا: اس وقت تک کوئی شورش و فتنہ فرو نہیں ہوتا جب تک کوئی بڑا آدمی نہیں مارا جاتا اور یہ یمن کا عظیم آدمی تھا۔ تیسرا جہم بن زحر جو خراسان میں قتیبہ بن مسلم کے ساتھ تھا اور جر جان کا والی بھی مقرر ہوا۔ چوتھا جمال بن زحر جو رستاق میں تھا۔ یہ سارا ابن کلبی کا بیان ہے۔

باب زاء کے بعد راء

(۲۹۶۸) زرارہ بن ہوذہ

بن مالک بن عمرو بن شکل بن کعب بن الحریش بن کعب العامری ثم الحریشی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا طفیل، ہشام بن عبد الملک کا سرحدی نگران تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۶۹) زرارہ بن عمرو

بن حیطان بن رأس الدہمی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا قیس بن زرارہ حضرت علی کے حامیوں میں تھا ان کا بھی ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

(۲۹۷۰) زرارہ بن المغبل السعدی ان کے بھائی شیبان کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

(۲۹۷۱) زرارہ بن جزء

بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب۔ دور نبوی نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا عبد العزیز اپنے دور میں دیہات کا سردار تھا۔ بنی امیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ ابن کلبی خالد بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاصی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ جس سال مروان بن حکم کی بیعت لی گئی تو مروان کا گزر بنی جزء کے چشمہ پر سے ہوا وہاں زرارہ تھے جو بے حد عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ تو مروان نے پوچھا: آل جزء کیسے ہو؟ انہوں نے صبراً میز لہجہ میں کہا: خیریت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اچھی طرح پروان چڑھایا پھر ہماری کٹائی بھی اچھی طرح کی، یہ سب لوگ رومیوں سے جہاد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن کلبی کا بیان ہے:

زرارہ بن جزء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آئے۔ آپ نے فرمایا: جو آج اجازت مانگے میں اسے کل آنے کی اجازت دوں گا۔ بعد میں جب اندر آئے تو کہنے لگے: امیر المؤمنین! میں ایک امید لے کر آپ کے پاس آیا اور صبر سے آپ کی سختی برداشت کی میں نے کچھ لوگ دیکھے جو آپ کے زیادہ قریب تھے اور دوسرے زیادہ دور تھے۔ قریبی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ امن سے رہے اور نہ دور والے کے لئے مناسب ہے کہ مایوس ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی گفتگو بھلی لگی اور انہیں یزید کے ساتھ شامل کر دیا اور ان کے لئے دو ہزار کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ یزید کے ساتھ صائفہ کی جانب نکلے۔ اسی اثناء میں امیر معاویہ کے پاس عبدالعزیز کی فوتگی کی اطلاع پہنچی، جب خط کھول کر پڑھا تو فرمایا: عرب نوجوانوں کا سردار مر گیا ہے۔ زرارہ پاس بیٹھے تھے پوچھا: میرا بیٹا یا آپ کا بیٹا؟ امیر معاویہ نے فرمایا، تمہارا بیٹا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں کہے گئے اشعار بناوٹی ہیں۔

میں کہتا ہوں: مروان کی بیعت چونٹھ (۶۳ھ) میں ہوئی تھی جس شخص کے بارے بتایا جائے کہ وہ انتہائی عمر رسیدہ تھا یقیناً ستر سے اسی سال والوں میں سے ہوگا اس بنا پر زرارہ اس قسم میں شامل ہوئے۔ مرزبانی لکھتے ہیں! زرارہ اور عبدالعزیز امیر معاویہ کے پاس آئے تو ہمارے دادا عبدالعزیز فوت ہو گئے۔ جبکہ وہ امیر معاویہ کے کسی حکومتی عہدہ پر مامور بھی رہ چکے تھے۔ جس پر زرارہ نے ان کا مرثیہ کہا: ع

”اب جبکہ عبدالعزیز فوت ہو گیا۔ سرحدوں کے بند اور جنگیں دعائیں کریں گی وہاں وہ بنی عامر کا سردار بنا جب لڑکا ہی تھا اور ان کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ ہر نوجوان نے موت کا جام پینا ہے۔ بچپن میں پیئے یا بڑھاپے میں۔“

۲۹۷۲ (ح ب ی ش) زَرِّ بْنِ حَبِيش

بن حَبِيش بن اوس بن بلال بن جعالہ بن نصر بن غاضرہ اسدی ثم الغاضری ابو مریم۔ اکابر تابعین میں سے مشہور شخصیت ہیں۔ ابو عمر نے عہد نبوت پانے کی ان کی ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے حضرت عمر، عثمان، علی، ابو ذر، ابن عباس، ابن مسعود، العباس، عبدالرحمن بن عوف، حذیفہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ابراہیم نخعی، عصم بن ابی الجود، عدی بن ثابت، اسماعیل بن ابی خالد، ابواسحاق شیبانی وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ عاصم فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے زیادہ عربی داں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان سے عربیت کے مسائل پوچھتے تھے۔ اسی طرح بحوالہ زرّ روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں کوفہ سے ایک روز ان کے ساتھ نکلا۔ میری سب سے بڑی خواہش اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات تھی۔ میں عبدالرحمن بن عوف اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کی مجلس میں بیٹھا۔ نیز فرماتے ہیں: کہ ابووائل حضرت عثمان کے طرفدار جبکہ زرّ حضرت علی کے حامیوں میں سے تھے پھر بھی دونوں کے نماز پڑھنے کے مقام ایک ہی مسجد میں تھے۔

ابووائل زرّ کی تعظیم کرتے تھے۔ ان سے مروی ہے فرمایا: زرّ ابووائل سے بڑے ہیں۔ ابن عیینہ بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں کہ میں نے زرّ سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سو بیس (۱۲۰) سال۔ ابن ابی شیبہ بواسطہ محمد بن عبید بحوالہ اسماعیل یہی الفاظ نقل کرتے ہیں۔ تیرا سی (۸۳ھ) یا اس سے تھوڑا عرصہ پہلے ان کا انتقال ہوا۔

طبرانی * بطریق ابو بکر بن عیاش، عاصم سے بحوالہ زہر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں ہمیں خطبہ دیا..... پھر حدیث ذکر کی۔ بردیجی "الاسماء المفردة" میں تابعین کے حالات میں لکھتے ہیں: زہر بن حیثم زمانہ جاہلیت کے ہیں یعنی دور جاہلیت پایا ہے ایسا ہی ابو احمد الحاکم نے "الکنی" میں لکھا ہے۔

۲۹۷۳ زرعه بن سیف *

بن ذی یزن الحیمری۔ مشہور بادشاہ ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا تھا۔ مغازی میں ابن اسحاق * کا قول ہے: جب نبی ﷺ تبوک سے واپس آئے تو آپ کے پاس یمن و حمیر کے بادشاہوں کے خطوط اور ان کے قاصدان کے اسلام لانے کا پیام لائے۔ زرعه بن سیف بن ذی یزن نے ان کے اسلام کا پیام بھیجا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا جس کا مضمون یوں تھا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن عبد کلال نعمان اور زرعه کی طرف، پھر وہ لبا قصہ ذکر کیا۔ ابن مندہ بطریق محمد بن عبد العزیز بن عقیق روایت کرتے ہیں کہ میرے والدین میرے دادا عقیق سے وہ اپنے والد زرعه بن سیف سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میری طرف خط بھیجا تھا۔ پھر اسے طویل ذکر کیا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: میرے علم میں صرف یہی سند موصول ہے۔

میں کہتا ہوں: حارث بن کلال کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن کلبی کی گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زرعه اپنے جد اعلیٰ کی نسبت سے مشہور ہیں ان میں اور سیف میں پانچ پشتیں ہیں۔ کیونکہ وہ ذی یزن نعمان بن قیس بن عقیق بن ذی یزن کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان کی اولاد میں سے عقیق بن زرعه بن عقیق بن حارث بن نعمان ہیں جو شام میں عبد الملک بن مروان کے دور حکومت میں حمیر کے سردار تھے۔ لہذا مذکورہ زرعه جن کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ مذکورہ عقیق کے بیٹے ہیں۔ ان میں اور سیف میں کئی پشتیں ہیں۔

۲۹۷۴ زرعه بن عرب

ابو عبیدہ نے مناقب فرس میں سے نقل کیا ہے کہ جب اسود غسی مارا گیا تو فارسیوں نے ایک آدمی کے ہاتھ اس کا سر روانہ کیا ان میں عبد اللہ بن الدکلی زرعه بن عرب وغیرہ شامل تھے آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ان کے آنے کی اطلاع دی اور ان سے اور یمن میں اپنے والے مسلمانوں سے خیر خواہی کا حکم دیا تھا۔

۲۹۷۵ (ن) زرعه بن ابی عقبہ الحمیری

کتاب "الرؤة" میں ویمہ نے لکھا ہے کہ وہ آل حمیر کا خط لے کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب انہیں نبی ﷺ کی فوتگی کی اطلاع ملی تھی کہ یہ سب اپنے دین پر ثابت قدم ہیں، یعنی یہ لوگ مرتد نہیں ہوئے ہیں۔

۲۹۷۶ (ن) زرعه السیبانی

کنیت ابو عمرو تھی کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

* المعجم الكبير (۵۸/۸) * اسد الغابة (۱۷۴۵) استيعاب (۸۱۸)

* السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۱۷۹/۴)

۲۹۷۷ (ز) زُذیب (تصغیر ہے) بن ثرملا

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور باوردی نے بطریق عبداللہ بن معروف روایت کی ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے حلو ان فتح کر لیا تو انصار کا جعونہ بن نھلمہ نامی ایک شخص کسی گھائی سے گزرا نماز کا وقت ہوا تو اس نے وضو کر کے اذان دی کسی نے اذان کا جواب دیا انہوں نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہیں آیا۔ اتنے میں پہاڑ کی کھو (غار) سے ایک شخص سفید سر اور سفید داڑھی والے نے جھانکا۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں زریب بن ثرملا عیسیٰ بن مریم کا حواری ہوں۔ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچنا چاہا لیکن درمیان میں فارس حائل ہو گئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جعونہ نے جا کر حضرت سعد کو بتایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا انہوں نے جواباً لکھا کہ اس شخص کو تلاش کر کے میرے پاس بھیج دو، انہوں نے گھائیوں وادیوں کی خاک چھان ڈالی لیکن اس کا سراغ تک نہ ملا۔ اسی روایت کو عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے جو ایک ضعیف راوی ہیں..... مالک سے بواسطہ نافع بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے جیسا کہ معونہ بن نھلمہ کے حالات میں دوسری سند سے بیان ہو چکا ہے۔ ابو نعیم نے دلائل میں بطریق زید بن اسلم بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد میں نصر بن سلمہ شاذ ان متروک راوی ہے۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نے ان کے لئے لمبی عمر کی دعا کی تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے تک زندہ رہیں گے اس کا ایک اور طریق بھی ہے۔

باب زاء کے بعد فاء

۲۹۷۸ (ز) زفر بن یزید بن حذیفہ اسدی

اسد خزیمہ۔ ان کے سردار تھے۔ جب طلحہ بن خویلد ظاہر ہوا تو یہ اسلام پر ثابت قدم رہے ایک طویل تقریر اور اشعار میں طلیحہ کی بھرپور تردید کی۔ ع
”قبیلہ اسد پر افسوس! جنہیں نبی ﷺ کے بعد طلیحہ کذاب نے گمراہ کر دیا۔“

باب زاء کے بعد میم

۲۹۷۹ (ز) زَمَان بن عَمَّار الْفَزَارِي

طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مرتد ہونے والوں اور مسلمانوں سے جنگ کرنے والوں میں شامل تھے پھر تائب ہو کر یمامہ آئے اور لوگوں کو مرتد ہونے کے انجام سے ڈرایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۰ (ز) زَمِيل بن أَبِيير

بقول بعض: ویر بن عبدمناف بن عقیل بن حلال بن مازن بن فزارة الفزاري۔ انہیں ابن ام دینار بھی کہا جاتا ہے۔ مجھ

اشعراء میں مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی ابن دارہ کو خلافت عثمانی میں قتل کیا تھا اور ان کے یہ اشعار نقل کیے: ع
 ”وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں اس کا رشتہ دار ہوں۔ جبکہ میں نے اسے آگاہ کر دیا میں اس کا تدارک کرنے والا
 ہوں۔ میں تلوار کی دھار لے کر اس کی مانگ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے کہا ہر لحاف سے پہلے اس سے لپٹ جا۔“

نیز وہ کہتے ہیں: ع

”فزارہ کو بتا دو کہ میں نے اس کے لیے حلق والوں کے ساتھ اپنی تلوار کے بدلہ زندگی کی بزرگی خرید لی۔“
 میں کہتا ہوں: ابن ابی دارہ کا نام سالم بن مسافع ہے۔ دارہ ان کی والدہ کا نام ہے زمیل کا انہیں قتل کرنے کا سبب ان کے
 حالات میں قسم ثالث کے حرف سین میں بیان ہوگا۔ (دیکھیں۔ ۳۶۵۹)

باب زاء کے بعد ہاء

۲۹۸۱ زہرہ بن حَمِيصَةَ ازہر بن حمیضہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۹۸۲ (ن) زہیر بن حرام الہذلی

از بنی اہم بن معاویہ مَخْضَرَمِيّ ہیں مرزبانی نے اسی طرح ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۳ زہیر بن خيشمه

بن ابی حمران الجعفی، مشہور محدث ابو خیشمہ زہیر بن معاویہ کے دادا۔ ابو احمد العسکری کا بیان ہے: یہ اس رات مسلمان ہو کر
 مدینہ آئے جب نبی ﷺ کا انتقال ہو چکا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے

۲۹۸۴ زہیر بن قیس بن مشجعه الجعفی

ان کے بھائی مرثد کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ الاحمیر کے سوانح میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔

۲۹۸۵ زَهِيرُ بنِ الْمَعْقِلِ

بن عوف بن عمیر بن کلب بن ذهل بن یسار بن والہ بن الذئیل بن سعد مناة بن عامر۔ دور نبوی پایا ہے اور عہد فاروقی میں
 جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اسی میں شہادت پائی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب زاء کے بعد یاء

۲۹۸۶ (ن) زیاد بن الاشهب بن وَرْدِ ادَد

بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ العامری الجعدی، دور نبوت نصیب ہوا۔ اپنی قوم میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کرانے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ جس کے متعلق نابغہ الجعدی کہتا ہے۔ ع
 ”ابن ہاشم کے دروازے کے پاس زیاد کا مقام یاد کرو وہ تم میں صلح کرنا چاہتا اور نزدیکی پیدا کرنا چاہتا تھا۔“
 اپنی قوم کے متعلق زیاد الاعمجم کہتا ہے: ع

”جب تیرا ارادہ بزرگی اور سخاوت کا ہو تو زید اشجعی کے متعلق بھلائی کا سوال کر۔“

ابن کلبی کا بیان ہے کہ زیاد بن اشعب شام کے معزز آدمی تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں انہیں بڑا مقام حاصل تھا انہوں نے ہی آپ سے سوال کیا تھا جب آپ نے بشر کو یمن بھیجا کہ بشر کو قیس پر کسی قسم کی دسترس نہ دینا۔ ان کے بھائی حشر بن اشعب اور بیٹے عبداللہ کا تذکرہ ایک ساتھ ہو چکا ہے۔

۲۹۸۷ (ن) زیاد بن جزء بن مخارق الزبیدی

دور نبوت پایا ہے اور عہد فاروقی میں جہاد کیا۔ ابن اسحاق نے بواسطہ قاسم بن قزمان بحوالہ زیاد بن جزء بن مخارق روایت کی ہے کہ میں اس مہم میں شامل تھا جسے حضرت عمر نے عمرو بن العاص کے ساتھ فلسطین بھیجا تھا۔ ابن یونس لکھتے ہیں۔ یہ حدیث جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے اہل مصر کے محدثین کے پاس نہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۸۸ زیاد بن ابیہ

وہی ابن سُمیہ ہیں جنہیں ابن ابی سفیان کہا جانے لگا۔ ثقیف کے مولا عبید کے ہاں پیدا ہوئے انہیں زیادہ بن عبید بھی کہا جاتا تھا پھر امیر معاویہ نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔ بعد میں جب اموی حکومت کا سورج غروب ہو گیا تو پھر سے انہیں زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سمیہ کہا جانے لگا۔ کنیت ابوالمغیرہ تھی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ صحیح سند سے بحوالہ ابن سیرین اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں انہیں زیادہ بن ابیہ کہا جاتا تھا۔ ابو عمرؒ نے ”الصحابة“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ذکر کی۔ ان کے حالات میں لکھتے ہیں: وہ ابو موسیٰ کے کاتب تھے وہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ دور نبوت پایا ہے۔ ابن عساکر نے اعتماد سے لکھا ہے کہ انہیں دور نبوت نصیب ہوا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں ہوئی۔

عہد ابی بکر میں اسلام لائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ عجمی لکھتے ہیں: تابعی ہیں ان پر جھوٹ کا الزام نہیں۔ امام بخاری کی تاریخ اوسط میں ہے یونس بن حبیب سے مروی ہے کہ آل زیاد کا گمان ہے وہ سترہ سال کی عمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہجرت میں ان کے دس سال تھے ان کی والدہ صفیہ بنت عبید بن اسد بن علاج ثقفی کی باندی اور طائف کی لونڈیوں میں سے تھی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: بہادر، فصیح خطیب انسان تھے اپنے والد کو ہزار درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔ ابو موسیٰ نے انہیں کاتب رکھا اور بصرہ کی کوئی ذمہ داری انہیں سونپ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس پر برقرار رکھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے آپ نے فارس کا گورنر بنا دیا۔ چوالیس (۴۳ھ) میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ جس کی شہادت زیاد بن اسماء

اسد الغابہ (۱۸۰۰) استیعاب (۸۲۹) * استیعاب (۹۹/۲)

* استیعاب (۸۴)

خرمازی، مالک بن ربیعہ السلولی، اور منذر بن زبیر نے دی۔ یہ بات مدائنی نے کئی سندوں سے نقل کی ہے۔ گواہوں میں جویریہ بنت ابی سفیان، مستورد بن قدامہ باہلی، ابن ابی نصر ثقفی، زید بن نفیل ازدی، شعبہ بن علقم مازنی، بنی عمرو بن شیبان کا ایک اور بنی مصطلق کا ایک شخص ذکر کیا۔ سب نے ابوسفیان کے بارے میں گواہی دی کہ زیاد ان کا بیٹا ہے صرف منذر نے انکار کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے: کہ میں گواہی دیتا ہوں ابوسفیان نے یہ بات کہی تھی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور انہیں اپنے خاندان میں شامل کر لیا۔ زیاد نے گفتگو کے دوران کہا: اگر یہ بات سچ ہے جو گواہوں نے کہی تو الحمد للہ۔ اور اگر باطل ہے تو میں نے انہیں اپنے اور اللہ کے درمیان گواہ قرار دے دیا ہے۔ امام احمد صحیح سند سے بواسطہ ابو عثمان روایت کرتے ہیں: جب زیاد کا دعویٰ ہوا تو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

”جس نے اسلام میں اپنے والد کے علاوہ کسی اور کے والد ہونے کا دعویٰ کیا تو جنت اس کے لیے حرام ہے۔“

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی آپ علیہ السلام سے یہی سنا ہے۔ اس کی اصل صحیح میں ہے۔ حسن سیاست، عقل کی تیزی اور ذمہ داری نبھانے میں ضرب المثل تھے۔ تریپن (۵۳ھ) میں جب وہ بیک وقت کوفہ و بصرہ کے گورنر تھے فوت ہوئے۔ اس سے پہلے کسی کو دونوں شہروں کی گورنری نہیں ملی۔ وہاں انہوں نے پانچ سال گزارے۔

۲۹۸۹ زیاد بن حدیر (تصغیر ہے) الاسدی

کوفہ فرود کش ہوئے۔ دور نبوت پایا ہے عشر و خراج کی لکھت پڑھت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ عبد اللہ بن احمد نے کتاب الزہد میں بطریق ابی حصین بحوالہ ان کے لکھا ہے: مجھے حضرت عمر نے عشر پر مامور کیا اور مجھ سے فرمایا: سال میں ایک بار ان سے عشر وصول کرنا۔ اور بطریق عاصم مروی ہے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب نہ دیا، میں نے آپ کے بیٹے عاصم سے پوچھا، تو انہوں نے بتایا: تمہاری کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہوگی۔

میں کہتا ہوں: سنن ابی داؤد میں زیاد کی بعض صحابہ سے روایت ہے بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی ہے ان سے شععی اور حبیب بن ابی ثابت وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۲۹۹۰ زیاد بن عبد اللہ الغطفانی

دور نبوت پایا ہے۔ فتنہ ارتداد میں جب عیینہ بن حصن نے طلیحہ سے بیعت کر لی تو یہ اس سے جدا ہو کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ دشمن نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان پر یہ اشعار نقل کیے ہیں: ع

”عیینہ کو یہ بات پہنچا دو! اگر تو نے اس کے گھر کے لیے ایسا قول پیش کیا جس کا مہربان و خیر خواہ مشورہ دیتا ہے تجھے معلوم ہونا چاہے کہ طلیحہ بن خویلد بزاخہ (جہاں حضرت ابوبکر کی جنگ ہوئی تھی) کے اطراف میں بھونکنے والا کتاب ہے۔ تم لوگ اس وقت کیسے بچو گے جب تمہارے پاس خالد بن ولید اور مہاجرین آ پہنچیں گے جو نشان زدہ تیرنے والے گھوڑوں پر سوار ہیں۔“

۲۹۹۱ زیاد بن عیاض اشعری

ابوموسیٰ کے سر انہیں دو رنبت میسر ہوا، یونس بن ابی اسحاق بواسطہ شععی بحوالہ زیاد بن عیاض روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو قراءت کرنا بھول گئے تو دوبارہ نماز پڑھائی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں یہ روایت نقل کی ہے۔ اسی طرح ابن سعد کی بطریق شععی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی جس میں قراءت نہیں کی پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن سعد نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ بطریق مغیرہ، شععی سے بحوالہ زیاد بن عیاض روایت کرتے ہیں: ”کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام کرتے دیکھا تمہیں اس کا الٹ کرتے دیکھا ہے تم لوگ عید کے روز غسل نہیں کرتے۔“ اس میں شریک کو مغیرہ کے سامنے بیان کرنے میں وہم ہوا ہے اس بارے میں شععی کی بحوالہ عیاض اشعری محفوظ روایت ہے شریک سے بھی اسے درست روایت کیا ہے۔ بغوی وغیرہ نے یہ روایت عیاض کے حالات میں بطریق شریک نقل کی ہے۔

۲۹۹۲ زیاد بن فائد اللخمی

از بنی سعد بن زب بن غنم دو رنبت پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے، عمر رسیدہ تھے یہاں تک زندہ رہے کہ اکدر بن حمام جب جمادی الثانیہ پینٹھ (۶۵ھ) میں قتل ہوا تو اس کا مرثیہ کہا اس وقت مروان مصر میں تھا ابو عمر کنڈی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۹۹۳ زیاد بن النضر

ابوالاؤبر الحارثی۔ دو رنبت پایا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے شععی اور عبد الملک بن عمیر وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ یثم بن عدی کا بیان ہے: زیاد بن نضر کی کنیت ”ابوعائشہ تھی۔ اصمعی بواسطہ ابو عوانہ، عبد الملک سے کہ شععی نے مجھ سے بیان کیا کہ زیاد بن نضر نے مجھ سے بیان کیا ہم جاہلیت میں پانی کے ایک حوض پر تھے ہمارے ساتھ قبیلے کا ایک شخص تھا جس کا نام عمرو بن مالک تھا اس کی ایک بیٹی تھی جس کی لٹ اس کی پیٹھ پر لٹکتی تھی۔ اس لڑکی کا باپ اسے کہنے لگا: یہ برتن لے جاؤ اور اس حوض سے پانی بھر لاؤ وہ چل پڑی راہ میں ایک جن اسے اچک لے گیا اس نے قبیلہ میں اپنے ابا کو آواز دی یہ لوگ نکلے اور ہر گھائی اور دڑے میں اسے تلاش کیا لیکن اس کا کوئی نام و نشان نہ ملا۔ اسی پر کئی برس گزر گئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا تو وہی لڑکی اچانک پراگندہ حالت میں آگئی۔ اس کے باپ نے دیکھتے ہی کہا: میری بیٹی! تو کہاں رہ گئی تھی؟ اس نے کہا: ایک جن مجھے اچک کر لے گیا تھا اب تک میں انہی میں رہی پھر ایک قوم سے ان کی جنگ ہوئی اس نے نذر مانی کہ اگر انہیں کامیابی ہوئی تو مجھے آزاد کر دے گا۔ چنانچہ وہ اور اس کے اہل خانہ لڑے یہاں تک کہ وہ فتح یاب ہوئے تو وہ مجھے اٹھا کر لے آیا یوں میں یہاں پہنچ گئی۔ پھر انتہائی لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے اس جن نے ان سے کہا: میں نے اپنی طاقت سے جاہلیت میں اس کی حفاظت کی اور اسلام میں اپنے دین کی وجہ سے اسے محفوظ رکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی اس سے حرام کاری نہیں کی۔ اسی میں ہے: اس جن نے انہیں چوتھیا بخاری کی ایک دوا بتائی پانی کی لمبی ٹانگوں والی مکھی کا ایک پاؤں لے کر اون کے سات رنگوں، سرخ، زرد، سبز، سیاہ، سفید، نیلا، سرخی میں ملا کر انگلیوں سے

اسد الغابۃ (۱۸۰۵) استیعاب (۸۳۶) تجرید (۱۹۵/۱) * التاريخ الكبير (۳۶۵/۱)

* جامع المسانید والسنن (۳۸۶/۴)

۳۳۵

لیا جائے پھر مریض کے بانیں بازو پر باندھ دیا جائے، انہوں نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا، ابن عساکر* نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ جہاں تک میرا گمان ہے وہ ابوالاوبر جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ ان قصہ والے شخص کے علاوہ ہیں۔ اگرچہ دونوں کا نام زیاد ہے اس واسطے کہ مجھے ابوالاوبر کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے کوئی روایت نہیں ملی۔ اس سے زیادہ بن نصر کے معمر آدمی ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ سیف بن عمر نے کوفہ میں سے حضرت عثمان کی طرف آنے والوں میں ان کا نام لیا ہے۔

۲۹۹۳ زیاد بن ہوذہ

بن شماس بن لویٰ التمیمی ثم القرظی علقمہ بن ہوذہ کے بھائی۔ مروان بن الحکم کے مولا یحییٰ بن ابی حفصہ نے ان کی بیٹی سے دی کی تھی تو مولا کی جانب سے اہلیہ سے جھگڑا ہو گیا۔ عبد الملک بن مروان کے پاس فیصلہ کرانے آئے تو اس نے کہا: اگر قیس بن عمیر کی بیٹی سے شادی کر لی جائے تو اس سے نہیں چھینوں گا۔ علقمہ بن ہوذہ جو ان کے بھائی ہیں ان کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوگا۔

۲۹۹۵ زیاد مولا آل ذراج

دور نبوت پایا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہوں صدیق اکبر سے اور ان سے خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ ابو زرعة دمشقی نے صحابہ کے بعد والے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صدیق اکبر سے روایت کیا۔ ابن سمع کا بیان ہے: یہ بنی مخزوم کے مولا ہیں بقول بعض: بنی نجیح کے مولا ہیں۔

۲۹۹۶ زیادہ بن جهور اللخمی*

اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں، طبرانی* المعجم الصغیر میں اور ابن مندہ بطریق خالد بن موسیٰ بن نائل بن خالد بن زیادہ واسطے اپنے والد بحوالہ اپنے دادا زیادہ بن جهور روایت کرتے ہیں، کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک آیا پھر اس کا ذکر کیا۔ یہی روایت اسی اسناد سے ولید بن عمیر بن سفیان بن موسیٰ بن نائل نے بحوالہ اپنے آباء واجداد نقل کی ہے۔

۲۹۹۷ زیاد بن حیلہ

بقول بعض جبلہ، زید بن رواحہ تمیمی ثم البوی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف آنے والے وفد تمیم کے سردار۔ ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والوں میں زید بن ثابت اور زید بن حارثہ کے درمیان ان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا یہ نام ان کے ہاں جیم سے ہے پھر ان کا نسب بیان کیا: زید بن جبلہ بن مرداس بن یوسف بن قیس بن مسلمہ بن عامر بن عبید سعدی بصری، ایک فصیح انسان۔ پھر بطریق یعقوب بن شیبہ نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا، سب سے پہلے عبد اللہ بن عامر نے پولیس کی نگرانی بنائی اور زید بن حیلہ کو اس کا ذمہ دار بنایا۔ زید اسلام میں شریف انسان تھے۔ الاحنف فرماتے

* مختصر تاریخ دمشق (۱۰۲/۹) اسد الغابۃ (۱۸۱۶) المعجم الكبير (۵/۵۲۹۷)

المعجم الصغير (۱/۱۵۱)

فرماتے تھے: جاہلیت میں جب بھی ہم جوتے پھاڑ کر زید بن حیلہ کے پاس پہنچے تو ان سے مروّت و شرافت ہی سیکھی۔ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف (قرآنی نسخے) شہروں میں بھیجے تو بصرہ والوں کی طرف ایک نسخہ بھیجا اور دوسرا زید بن حیلہ کو دیا جو بطور وراثت آج تک ان میں نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے۔ امیر معاویہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں: ہمارے پیچھے عمدہ گھوڑے، مضبوط زرہیں اور سخت زبانیں ہیں۔ ”کتاب البیان“ میں جاہظ نے لکھا ہے: کہ وہ احنف اور ہلال بن وکیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو سوائے احنف، سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی گفتگو کی جس میں انہیں زیادہ سے زیادہ دینے کی ترغیب تھی۔ احنف نے تمام شہریوں سے احسان کی ترغیب دی۔ جاہظ لکھتے ہیں: اسے بشار بن عبد الحمید بحوالہ ابوریحانہ نقل کرتے ہیں۔ ابوالفرج اصہبانی، علاء بن فضل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن الاہتم احنف بن قیس کے پاس سے گزرا وہاں زید بن حیلہ اور حارث بن بدر بھی تھے سلام کیا تو سب نے جواب دیا یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ کہا: تمہارے آباء جیسا زمین میں کوئی نہیں، انہوں نے تم جیسوں کو کیسے جنم دیا اور تم اپنی ماؤں جیسے ہو، جس سے یہ سب ہنسنے لگے۔

ابن عساکر کا بیان ہے یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے درمیان لمبی گفتگو ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

زید بن صوحان (۲۹۹۸)

بن حجر بن حارث بن ہجر بن صرہ بن جذرجان العبیدی، ابوسلیمان، بقول بعض: ابو عاتشہ، صعصعہ اور سیمان کے بھائی۔ ابن کلبی نے جنگِ جمل میں حضرت علی کے طرفداروں میں لکھا ہے: زید بن صوحان نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور شرفِ صحابیت حاصل کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے: مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ انہوں نے دورِ نبوی دیکھا ہے وہ اپنی قوم کے دیانت دار اور سردار آدمی تھے۔ رشاطی بحوالہ ابو عبیدہ معمر بن الہشبی روایت کرتے ہیں کہ انہیں خدمتِ نبوی میں آنے کا شرف حاصل ہے، جس کی تائید زید العبیدی کے حالات میں بیان ہوگی۔ ابویعلیٰ اور ابن مندہ بطریق حسین بن رباح بحوالہ عبدالرحمن بن مسعود العبیدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس کے کچھ اعضاء اس سے پہلے جنت میں پہنچ چکے ہیں وہ زید بن صوحان کو دیکھے“۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے، آپ فرمانے لگے: ”جندب، کیا ہے جندب؟ اور ہتھ کٹا عالم زید“۔ کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہا جندب تو وہ ایسی ضرب لگائے گا جس میں ایک اُمت ہوگی، رہا زید تو وہ میری اُمت کا ایک شخص ہوگا جس کے بدن سے پہلے اس کا ہاتھ جنت میں پہنچ جائے گا“۔

پھر جب خلافتِ عثمانی میں ولید بن عقبہ کوفہ کا حاکم بنا تو جندب کا جادوگر کو قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا، زید بن صوحان کا ہاتھ قادیسیہ کے روز کٹ گیا تھا اور جنگِ جمل میں شہید ہوئے، انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے انہی کپڑوں میں دفن دینا کیونکہ میں ان کے ذریعہ فیصلہ کراؤں گا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اور یعقوب بن سفیان اپنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ بطریق عیزار بن حریش بحوالہ زید بن

صوحان مروی ہے کہ ہم سے ہمارا خون نہ دھونا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ایک شخص ہوں۔ یعقوب بن سفیان کی روایت ہے کہ جنگ جمل میں زید بن صوحان عبدالقیس کے امیر تھے۔ بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن کو فیوں کو شام بھیجا تھا ان میں یہ بھی تھے ان میں اور حضرت امیر معاویہ میں گفتگو ہوئی، یہ کہنے لگے: اگر ہم ظالم تھے تو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں اور اگر مظلوم تھے تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ امیر معاویہ نے فرمایا: زید تم سچے آدمی ہو۔ پھر انہیں کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور سعید بن العاص کو لکھ بھیجا ان سے اچھا برتاؤ کرنا کیونکہ آپ نے ان کی فضیلت، چال ڈھال اور صحیح روش کا مشاہدہ کر لیا تھا اور ان سے حسن سلوک اور ایذا رسانی سے بچنے کی تلقین کی۔ جمل اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ عمارہ ذہنی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان کے لیے اپنی سواری روک کر سوار کیا اور فرمایا: زید سے ایسا برتاؤ کرنا۔

یعقوب بن شیبہ بطریق غیلان بن جریر روایت کرتے ہیں کہ زید بن صوحان کو سلمان رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی اسی محبت کی وجہ سے انہوں نے اپنی کنیت ابو سلمان رکھی تھی، اگرچہ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور بقول بعض ابو عائشہ تھی۔ ابن مندہ بطریق اسمعیل بن علیہ، ایوب سے بحوالہ ابن سیرین نقل کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زید بن صوحان کے قتل ہونے کی خبر ملی تو ان کے بارے خیر کے کلمات فرمائے۔ بیہقی بطریق خالد بن واشمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا: طلحہ اور زبیر کہاں گئے؟ میں نے عرض کی شہید ہو گئے، فرمانے لگیں: انا للہ، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرے، اور زید بن صوحان کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی وہ بھی قتل ہو گئے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔*

زید بن عمرو (۲۹۹۹)

بن قیس بن عتاب بن ہزیمی بن ریاح بن ربیع تیمی ربوعی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا کہ مخضرمی ہیں اور ان کے وہ اشعار ذکر کیے جن میں بنی تمیم کے دو شخصوں کا مرثیہ کہا ہے، جنہیں بنی تیم اللہ بن ثعلبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوران قتل کر دیا تھا:

”حناتم کے مقتول و کعب اور مسعود پر پہلی سحری دودھ پلانے والیاں روئیں دونوں ہمارے بھائی ایک ستون کی دو شاخیں تھے۔ ستونوں کے ٹوٹ جانے سے گھرباتی نہیں رہتا۔“

زید بن کعب (۳۰۰۰)

ان کے بھائی ارطاة بن کعب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

زید بن مالک (۳۰۰۱)

بن ثعلبہ بن قرہ بن جنس بن عمرو بن ثعلبہ بن عبداللہ بن ذبیان بن حارث بن سعد بن ہذیم، دوزنوت پایا ہے، ان کا بیٹا زیادہ ہدیہ بن خشرم کا مقتول ہے۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں ہدیہ نے اس کا فدیہ ادا کیا۔ ہدیہ کا قصہ کامل للمبرد میں مذکور ہے، جو مشہور قصہ ہے۔

* التاريخ الكبير (۳۹۷/۱) * اسد الغابہ (۱۸۷۱) تجرید (۲۰/۱)

۳۰۰۲ زید بن وہب

ابجھنی۔ ابوسلیمان کوفہ فروکش ہوئے، نبی ﷺ کے عہد میں مسلمان تھے لیکن دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ابو نعیم کی روایت ہے کہ زید بن وہب نے فرمایا: میں نبی ﷺ سے ملاقات کے ارادہ سے نکلا، رستے میں ہی مجھے آپ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی۔ امام بخاری نے یہ روایت اسی سند سے تاریخ میں نقل کی ہے۔ ابن حزم نے کھلی میں انوکھا کام کیا ہے، انہوں نے کھلی کے صفۃ الصلاۃ میں منصور کی بحوالہ زید بن وہب روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: میں اور ابن مسعود مسجد میں داخل ہوئے پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ابن حزم لکھتے ہیں: زید بن وہب ایک صحابی ہیں، اگر ابن مسعود ان کی مخالفت میں کوئی بات کہتے تو ان میں سے کسی کے پاس دلیل نہ ہوتی۔

میں کہتا ہوں: زید کو حضرت عمر، علی، ابوذر، حذیفہ، ابن مسعود اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے کہ جبکہ ان سے اعمش منصور، حکم بن عیینہ، سلمہ بن کہیل اور طلحہ بن مصرف وغیرہ روایت لیتے ہیں۔

قسم رابع از حرف زاء

باب زاء کے بعد باء

۳۰۰۳ (ن) زبیر بن عبدالرحمن

ابن الزبیر القرظی۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے، وہ مدینہ رہتے تھے۔ نبی ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: انہوں نے حدیث نہیں ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: وہ حدیث مؤطا میں رفاعہ اور ان کی اہلیہ کے قصہ میں ہے لیکن وہ روایت مرسل ہے۔ جبکہ ابن وہب اور ابوعلی حنفی نے بحوالہ امام مالک موصولاً نقل کیا ہے اس میں فرماتے ہیں: زبیر بن عبدالرحمن سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ یہی روایت ابن خزیمہ نے بطریق ابن وہب نقل کی۔ امام بخاری نے انہیں تابعین میں ایسا ہی ابن حبان نے اور ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

تعمیہ: ان کے دادا زبیر زبر سے ہیں جبکہ یہ پیش سے اور بقول بعض اپنے دادا کی طرح ہیں۔

باب زاء کے بعد راء

۳۰۰۴ زرارہ بن کریم

بن حارث بن عمرو بن حارث سہمی۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: متاخرین نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی

اسد الغابہ (۱۸۷۹) استیعاب (۸۶۵) تجرید (۲۰۲/۱) * التاريخ الكبير (۴۰۷/۳) * التاريخ الكبير (۴۱۱/۱) * الثقات (۲۶۲/۴) * الجرح والتعديل (۵۸۱/۳) * اسد الغابہ (۱۷۴۳)

روایت مروی نہیں۔ حارث بن عمرو میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن مندہ نے انہیں علیحدہ نہیں ذکر کیا۔ صرف ان کی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: حارث بن عمرو کے حالات میں ان مؤلفین کے سامنے کوئی ایسی روایت پیش نہیں ہوئی جس سے پتہ چلے کہ زرارہ صحابی ہیں اور انہیں روایت دیدار حاصل ہوا، وہاں اتنی بات ہے کہ ابن حبان نے انہیں ثقات التابعین میں ضرور ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں، اسے وہم ہوا ہے۔

(۳۰۰۵) (ز) زرارہ (اسعد کے والد)

عبداللہ بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں تذکرہ ہونا ہے۔

باب زاء کے بعد عین

(۳۰۰۶) زَعْبَلٌ

بروزن جعفر نامعلوم تابعی ہیں، ایک مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے خطیب کی ”تکملة المؤلف“ میں ابو قدامہ، حارث بن عبید بحوالہ زعبل تک کی بے حرج سند کی بنا پر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپس میں ہدیے دیا کرو اور ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرو“۔ (حدیث) میں کہتا ہوں: ابو قدامہ کی کسی صحابی سے کیا کسی تابعی سے بھی ملاقات نہیں ہوئی۔

باب زاء کے بعد کاف

(۳۰۰۷) زكريا بن علقمه الخراعي

کسی راوی نے ان کا نام غلط لے لیا۔ ابن شاہین نے یہاں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے یہ نام تو کرز بن علقمہ ہے۔ امام احمد وغیرہ نے بطریق زہری بواسطہ عروہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے۔

باب زاء کے بعد ہاء

(۳۰۰۸) زهير بن الاقمر

مشہور تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ نسائی نے تفسیر میں

اسد الغابہ (۱۷۵۱) تجرید (۱۹۰/۱) جامع المسانید (۳۶۹/۴) اسد الغابہ (۱۷۵۷) تجرید (۱۹۱/۱)

مسند احمد (۴۷۷/۳) المعجم الكبير (۴۴۲/۱۹) المصنف لعبد الرزاق (۲۰۷۴۷) مجمع الزوائد (۳۰۵/۷) اسد الغابہ (۱۷۶۱)

مذکورہ حدیث نقل کی ہے جو بطریق زہیر بن الاقرم بحوالہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص * صحیح طور پر مروی ہے۔

۳۰۰۹ زہیر بن ابی جبل *

بغوی اور ایک جماعت نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ تابعی ہیں۔ مراہیل میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، جبکہ "الجرح والتعديل" میں انہوں نے دو صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جس کا تقاضا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابو عمر فرماتے ہیں: زہیر بن ابی جبل ازدی وہی زہیر بن عبد اللہ بن ابی جبل ہیں، ان سے ابو عمران الجونی یہ حدیث: "جس نے (بغیر فصیل والی) چھت پر رات گزاری * (اور وہ گر کر مر گیا، اللہ اس کی ذمہ داری سے بری ہے)" روایت کرتے ہیں۔ ابو نعیم اسی کا مفہوم نقل فرماتے ہیں، اور یہ اضافہ نقل کیا ہے بقول بعض محمد بن زہیر، پھر بطریق غندر، بواسطہ شعبہ ابو عمران سے بحوالہ محمد بن زہیر بن ابی جبل نبی ﷺ سے مسنداً یہ حدیث نقل کی ہے۔ اور بطریق حماد بن زید، ابو عمران سے بحوالہ زہیر بن عبد اللہ پھر اسے نقل کیا۔ اور بطریق ہشام دستوائی ابو عمران روایت کی ہے۔ فرمایا: ہم فارس میں تھے، ہمارا زہیر بن عبد اللہ نامی ایک شخص امیر تھا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن شاہین بطریق حماد بن سلمہ، ابو عمران سے بحوالہ زہیر بن عبد اللہ اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، زہیر بن عبد اللہ نے فرمایا: مجھ سے موکی، ان سے حارث بن عبید نے ان سے ابو عمران نے ان سے زہیر نے بحوالہ ایک صحابی رسول روایت کی ہے، پھر وہ حدیث ذکر کی "جس نے چھت پر رات گزاری" * یہی روایت انہوں نے "الادب المفرد" میں اسی طرح نقل کی ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: زہیر بن عبد اللہ ایک صحابی سے اور ان سے ابو عمران روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمران صغارتا بعین میں سے ہیں اور شعبہ کا یہ قول کہ "محمد بن زہیر" شاذ ہے۔ دونوں حماد (حماد بن زید اور حماد بن سلمہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ زہیر بن عبد اللہ ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر مجھے بطریق ابن المبارک بحوالہ شعبہ یہ روایت ملی کہ "زہیر بن ابی حبان" سے اس میں لفظ محمد نہیں۔ اسے خطیب نے "المؤتلف" میں نقل کیا ہے۔

۳۰۱۰ زہیر بن رهم القُصاعی المہری

بقول ابو عمر بحوالہ طبری انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔
میں کہتا ہوں: ابو عمر سے غلطی ہوئی، درست نام ذہین ہے، جیسے ذال میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۰۱۱ زہیر الانماری * شامی

دعا کی حدیث نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، ایسا ہی ابو عمر نے لکھا ہے * جس میں انہیں دوسروں کا اتباع کرتے ہوئے وہم ہوا ہے۔ درست نام ابو زہیر ہے، کئیوں میں یہ مشہور ہیں۔ اس سے پہلے ابو سعید بن الاعرابی ابو داؤد سے سنن کے راوی ہیں، انہیں وہم ہے۔

* مسند احمد (۱۹۵/۲) مسند ابی داؤد طیالسی (۲۲۷۲) المستدرک (۱۱/۱) السنن الکبریٰ (۳۴۳/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۵۷/۹)
* اسد الغابہ (۱۷۶۶) استیعاب (۸۲۰) تجرید (۱۹۱/۱) * استیعاب (۹۷/۲) * الاجار چھت کو کہتے ہیں۔
* کنز العمال (۴۱۳۷۲) مسند احمد (۲۷۱/۵) * اسد الغابہ (۱۷۶۴) تجرید (۱۹۱/۱) * استیعاب (۱۹۱/۱)

ہو گیا ہے۔ ان کے وہم پر کئی لوگوں نے متنبہ کیا ہے، اور یہ نمیری ہیں نہ کہ انماری۔ واللہ اعلم۔

باب زاء کے بعد یاء

۳۰۱۲ زیاد ابوالاغر النهشلی

طبرانی، باوردی، ابن شاپین، ابن مندہ اور ان کے پیروکاروں نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ اس میں تا مل ہے ان سب نے بطریق اسحاق صوف، ابوالہیثم قصاب سے بواسطہ عثمان بن الاغر بن زیاد نہشلی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ وہ اپنا اونٹ لے کر مدینہ آئے نبی ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”اس دیہاتی سے اچھے طریق سے معاملہ کرنا“۔ اسحاق صوف نے ایسا ہی کہا ہے۔ جبکہ درست وہ روایت ہے جو صلت بن محمد نے حسان بن الاغر بن حصین سے فرمایا مجھ سے میرے چچا زیاد بن الحصین نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ ایسا ہی نسائی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔ وہم کا سبب یہ بتا کہ روایت ان الفاظ میں تھی۔ عثمان بن الاغر ابو زیاد جو ابن زیاد بن گئی ایسا بہت ہوتا ہے۔ یہ واقعہ حصین کا ہے نہ کہ زیاد کا، ان کے حالات میں صحیح گزر چکا ہے۔ ابن الاثیر نے زیاد نہشلی کے دو عنوان ذکر کیے، ذہبی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ پہلا زیاد ابوالاغر نہشلی ان کی ایک حدیث ہے جو ان سے ان کی اولاد روایت کرتی ہے۔ اور دوسرے میں لکھتے ہیں: زیاد نہشلی ان سے ان کا بیٹا الاغر روایت کرتا ہے اگر صحیح ہے۔ یوں انہوں نے یہ وہم پیدا کر دیا کہ یہ دو شخص ہیں ایک صحیح اور دوسرے میں تا مل ہے۔ دیکھیں اور تعجب کریں!

۳۰۱۳ زیاد بن جاریہ تمیمی

تابعی ہیں، مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر ابن ابی عاصم نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے ابو نعیم اور ابو موسیٰ بھی ان کے پیچھے چل دیئے۔ وہ حدیث یہ ہے ”جس نے اپنی ضرورت کی چیز ہوتے ہوئے بھی سوال کیا“۔ (حدیث) ابوداؤد کی کتاب میں ان کی روایت سے بواسطہ حبیب بن مسلمہ نقل کے بارے میں ایک حدیث ہے جو بروایت مکحول ان سے مروی ہے۔ ابن ماجہ میں زید بن جاریہ لکھا ہے، ابن حبان ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: جس نے انہیں یزید بن جاریہ کہا اسے وہم ہوا ہے۔ ان کی حدیث ابن ابی عاصم بطریق یونس بن میسرہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ام درداء کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں زیاد بن جاریہ آگئے، ام درداء نے ان سے کہا: تمہاری وہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے سوال کے بارے میں ہے بیان کرنا۔ اور یثیم بن عمران غسی فرماتے ہیں: زیاد بن جاریہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں کی جمعہ کی نماز عصر تک (تاخیر) موخر ہو گئی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے تمہیں اس نماز کو تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا ہو، فرماتے ہیں: انہیں گرفتار کر کے خضراء میں ڈال دیا گیا اور پھر ان کا سر قلم کر دیا گیا یہ ولید بن عبد الملک کے دور حکومت کی بات ہے۔

اسد الغابہ (۱۷۸۹) تجرید (۱۹۶/۱) * المعجم الكبير (۲۵۵۹/۴) مجمع الزوائد (۷۵/۴)
اسد الغابہ (۱۷۹۰) تجرید (۱۹۴/۱) * جامع المسانید (۳۸۱/۴) * الاحاد والمثانی (۴۲۶/۲)

۳۰۱۳ زیاد بن جہور

ابن الاثیر نے بحوالہ ابن ماکولا * اور عسکری نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ درست ”زیادۃ“ آخر میں ”۳“ ہے۔ قسم ثالث میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۰۱۵ (ن) زیاد بن سعد *

بن ضمیرہ مشہور تابعی ہیں۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی روایت سے ان کا شیخ رہ گیا ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ روایت بطریق محمد بن جعفر بحوالہ زیاد بن سعد ایک حدیث نقل کی ہے جو ابوداؤد کی کتاب میں اسی سند سے مروی ہے ان میں سے زیاد بن سعد سے وہ اپنے والد کے واسطے سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں پھر اسے ذکر کیا۔

۳۰۱۶ (ن) زیاد بن ابی ہند *

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابوبکر بن ابی علی ان کا استدراک میں ذکر کیا ہے اور دو جگہ وہم کا شکار ہوئے ہیں، ایک بار انہیں صحابی قرار دینے میں جبکہ صحابی ان کے والد ہیں اور ان سے مروی روایت بطریق سعید بن زیاد بن فائد بن زیاد بن ابی ہند الداری بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا منقول ہے دوسری بار انہیں زیاد نامی لوگوں میں شامل کرنے میں وہم ہوا ہے۔ جبکہ یہ نام زیاد ذاء کے زبر اور یاء کی تشدید سے ہے، ایسا ہی ابن ماکولا * نے قلم بند کیا ہے۔

۳۰۱۷ زیاد السہمی

نبی ﷺ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بے وقوف عورت کی دودھ پلائی سے منع فرمایا ہے۔ ان سے خمام بن اسمعیل روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد * نے یہ روایت مراسیل میں نقل کی ہے۔

۳۰۱۸ (ن) زیاد مولا معقیب

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سعید بن ابی ایوب روایت لیتے ہیں۔ امام بخاری * کا قول ہے ان کی حدیث مرسل ہے۔

۳۰۱۹ زید بن ارطاة العامری *

ازبنی عامر بن لوی۔ ابن قانع نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق معاویہ بن صالح بحوالہ زید بن ارطاة حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اس کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہوئی کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔“ یعنی قرآن۔ * یہ حدیث بروایت معاویہ بن صالح مرسل مشہور ہے۔ امام بخاری * کا بیان ہے: علاء، زید بن ابی ارطاة

* الاکمال (۲۵۱/۷) * اسد الغابہ (۱۷۹۸) * اسد الغابہ (۱۸۱۵) * الاکمال (۱۰/۲)

* ابوداؤد المراسیل (۱۸۴) * التاريخ الكبير (۳۷۲/۱) * اسد الغابہ (۱۸۱۸)

* ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱۷ حدیث (۲۹۱۱، ۲۹۱۲) الدر المنثور (۳۶۶/۵) * التاريخ الكبير (۳۸۷/۱)

سے اور زید جبر بن نفیر سے روایت کرتے ہیں اور ابودرداء اور ابوامامہ سے زید مرسل روایت کرتے ہیں۔

۳۰۲۰ زید بن اسحاق انصاری

ابوموسیٰ بحوالہ زید بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ مسجد کے دروازہ پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا۔ پھر لاقوۃ والا باللہ کی فضیلت والی حدیث ذکر کی۔ پھر ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ محال ہے کہ ابن لہیعہ کی کسی صحابی سے ملاقات ہو شاید درمیان سے ایک راوی یا صحابی چھوٹ گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں رہ گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، زید بن اسحاق سے یزید بن ابی حبیب اور عبداللہ بن جعفر مرسل روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرسل اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اور ابن یونس لکھتے ہیں۔ زید اسحاق بن جاریہ انصاری مدینہ کے رہنے والے تھے آئے، ان سے عبید اللہ بن ابی جعفر روایت کرتے ہیں۔

۳۰۲۱ زید بن ثعلبہ

بن غنم بن مالک بن التجار یحییٰ بن سعید انصاری کے جد اعلیٰ۔ سنن ابوداؤد کے اصل نسخہ سے جو کچھ ہم نے سنا ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحابی ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے باب میں لکھا ہے: جس کی فجر کی دو رکعتیں رہ جائیں، جو حدیث محمد بن ابراہیم تمیمی بحوالہ قیس بن عمرو کے بعد ہے۔ فرمایا: نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو سنتیں پڑھ رہا تھا۔ (حدیث) عبدالربہ اور یحییٰ، سعید کے دونوں صاحبزادے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا زید نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جس سے ہمارے شیخ بلقینی کو دھوکا ہو گیا، یوں زید بن ثعلبہ کو تجرید کے حاشیہ میں بحوالہ ابوداؤد صحابہ میں شامل کر دیا۔ جبکہ زید بن ثعلبہ عرصہ اسلام سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ وہ قیس بن عمرو کی چوتھی پشت بنتے جو یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ راویوں میں یحییٰ بن سعید کے دادا کے بارے میں اختلاف ہوا ہوگا۔ آیا وہ قیس بن عمرو ہیں یا زید بن عمرو۔ جیسے بعض نے قیس بن فہد کہا، پھر میں نے سنن ابی داؤد کے پرانے نسخے ٹولے جس میں ”زید مرسل“ روایت کرنے کے علاوہ الفاظ ہیں۔ یہی معتبر ہے، پہلے میں لفظی غلطی ہے۔

۳۰۲۲ زید بن ابی حزامہ

ابوموسیٰ نے وہم سے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کے والد صحابہ ہیں جیسا کہ کئیوں میں وضاحت ہوگی۔

۳۰۲۳ زید بن ربیعہ الاسدی

طبرانی کی ذکر کردہ روایت میں ابن لہیعہ نے ان کے نام میں غلطی کی ہے، جبکہ یہ نام زید بن زمعہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ بقول بعض: یزید ہے۔ طبرانی لکھتے ہیں: بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں ربیعہ نامی کوئی بھی مشہور نہیں، جبکہ وہ زمعہ ام المومنین سودہ کے والد ہیں۔

اسد الغابہ (۱۸۲۰) * المعجم الكبير (۵۱۵۱/۵) مجمع الزوائد (۹۸/۱۰) * الثقات (۲۵۰/۴)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب من فاتته حتى يقضيها (۱۲۶۸) * اسد الغابہ (۱۸۳۷) * المعجم الكبير (۲۲۶، ۲۲۵/۵)

۳۰۲۳) **زید بن سلمہ** بقول ابن مندہ: کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ یہ یزید ہیں۔

۳۰۲۵) **زید بن طلحہ بن رکانہ** یزید بن طلحہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۰۲۶) **(ز) زید بن طلحہ التیمی**

المستدرک میں حاکم * نے ان کی حدیث نقل کی ہے یہ چھوٹے درجہ کے تابعی ہیں ایک مرسل روایت کرتے ہیں۔ مؤطا میں امام مالک * لکھتے ہیں: یعقوب بن زید بن طلحہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: مجھ سے زنا ہو گیا ہے۔ (حدیث) الحاکم فرماتے ہیں: اہل مدینہ کی حدیث کا فیصلہ کرنے والے امام مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں: زید، ان کے والد اور ان کے دادا کوئی بھی صحابی نہیں۔ ان کے نام زید بن طلحہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہے۔ ان کے دادا مشہور تابعی ہیں۔ مؤطا کے راوی تعنی وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ لیشی کے ہاں ”یعقوب بن زید“ بواسطہ اپنے بحوالہ عبداللہ بن ابی ملیکہ“ لکھا ہے، پھر اسے مرسل ذکر کیا۔

۳۰۲۷) **زید بن عمرو بن نفیل** قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۰۲۸) **زید بن کعب** تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے، درست یزید ہے۔

۳۰۲۹) **زید بن کعب** درید بن کعب میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۰۳۰) **زید بن مالک ***

ان کے والد کے نام میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے، حالانکہ یہ زید بن ثابت ہیں۔ آدم بن ایاس نے کتاب ”ثواب الاعمال“ کہ ہم سے روح نے بواسطہ ابان ابن ابی عیاش بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد کے ارادہ سے نکلا، مجھے زید بن مالک مل گئے، انہوں نے سہارے کے لیے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا، میں جوان آدمی تھا اور جوانوں کی طرح قدم اٹھانے لگا تو زید نے مجھ سے فرمایا: نزدیک نزدیک قدم رکھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص مسجد کی طرف چل کر گیا تو اسے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔“ * ابو موسیٰ نے ذیل میں یہ روایت بطریق آدم نقل کر کے لکھا ہے: یہ نام اسی طرح یہاں لکھا ہے۔ جبکہ لوگ اسے بواسطہ ثابت البنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بحوالہ زید بن ثابت روایت کرتے ہیں، یہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: زید بن ثابت اس روایت میں اپنے جد اعلیٰ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، جبکہ ان کا نسب یوں ہے ”زید بن ثابت بن الضحاک بن زید“ مالک بن نجار سے ان کا نسب ملتا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

* المستدرک (۸۰۸۵) * المؤطا (۱۵۵۵) * اسد الغابہ (۱۸۸۱) تجرید (۲۰۱)

* کنز العمال (۲۹۳۳۲) حلیۃ الاولیاء (۶/۲۶۷)

۳۰۳۱ (ز) زید بن المرثد

زید بن المرثد میں ان کی طرف اشارہ ہو چکا ہے، میں ان کے والد کے نام لکھنے کی صحیح سند بیان کر چکا ہوں۔

۳۰۳۲ زید بن وہب الجہنی

قسم ثالث میں ان کا تذکرہ ہوا ہے کہ ابن حزم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ جو ان کا وہم ہے وہیں میں نے اس کی وجہ بیان کر دی ہے۔



حرف سین

قسم اول از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۰۳۳ سابط بن ابی حمیضہ

ابن عمرو بن وہب بن حذافہ بن حج القرظی الحنظلی۔ عبدالرحمن کے والد۔ بقول ابن ماکولا: * یہ صحابی ہیں۔ ابو حاتم نے ”وحدان“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تقی بن مخلد، باوردی اور ابن شاہین کی بطریق ابو بردہ، علقمہ بن مرثد سے بواسطہ عبدالرحمن بن سابط وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی مصیبت پہنچی تو وہ میری وفات کی مصیبت یاد کر لے کیونکہ یہ (مسلمانوں کے لیے) سب سے بڑی مصیبت ہے۔“ * اس کی سند حسن ہے لیکن علقمہ سے آگے اختلاف ہے اور ابو نعیم نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے: ”جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے لیے ایسے ہی روشن دکھائی دیتا ہے جیسے زمین والوں کے لیے ستارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔“ * بقول بعض: یہ عبدالرحمن بن سابط وہی ابن عبداللہ بن سابط ہیں۔ صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف ان کے والد عبداللہ بن سابط کو حاصل ہے۔ اسی پر بغوی نے اعتماد کیا ہے۔ یوں انہوں نے پہلی حدیث عبداللہ بن سابط کے حالات میں درج کی ہے۔

۳۰۳۴ ساریہ بن اوفی المرزنی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ولید بن زفر کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۰۳۵ ساریہ بن زنیم

بن عبداللہ بن جابر بن حمیہ بن عبدعدی بن الدؤل بن بکر بن عبدمنافہ بن کنانہ الدکلی، اسید بن ابی ایاس بن زنیم کے حالات میں جو بات گزری ہے اس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ * مصعب ابن زبیر کا قول ہے: ابن ابی خیشمہ نے جو ساریہ بن زنیم کے اشعار نقل کیے ہیں جن میں نبی ﷺ سے معذرت کی درخواست کرتے

* اسد الغابہ (۱۸۸۳) استیعاب (۱۱۳۲) تجرید (۲۰۲/۱) * الاکمال (۲۲۲/۲)

* المعجم الكبير (۶۷۱۸/۷) مجمع الزوائد (۲/۳) جامع المسانید (۶/۵) * کنز العمال (۱۸۱۸) جمع الجوامع (۵۴۲۱)

* اسد الغابہ (۱۸۸۶) * الجرح والتعديل (۳۱۷/۴)

ہیں۔ آپ کو پتہ چلا تھا کہ انہوں نے آپ کی بجو کی اس لئے وہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا:

”اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ آپ کو تہام و نجد کے ہر قبیلہ پر دسترس حاصل ہے، اللہ کے رسول! آپ یہ بھی جانتے ہیں آپ مجھے پکڑ لیں گے کیونکہ آپ کی وعید و دھمکی ہاتھ سے پکڑنے کے مترادف ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آل عویمر کا قافلہ جھوٹے اور وعدہ خلافی کرنے والے ہیں۔ اللہ کے رسول! اگر میں نے آپ ﷺ کی بھجی بیان کی ہو تو میرا ہاتھ شل ہو جائے میں اپنی طرف اپنا کوڑا بھی نہ اٹھا سکوں۔ صرف میں نے اتنی بات کی ہے کہ ام نعتیہ کی خرابی انہیں نحوست پہنچی نہ کہ طلق اور اسعد، ان کے خونوں تک وہ لوگ پہنچ گئے جو ان کے برابر نہ تھے جس سے میری مصیبت اور داویلا بڑھ گیا۔ ذویب، کلثوم اور سلمی جو پے در پے گئے۔ صرف آنکھ آنسو بہاتی ہے اس پر کہ سلمی جیسا کوئی نہیں۔ اور نہ اس کے بھائیوں جیسا کوئی تھا بھلا غلام بھی بادشاہوں جیسے ہوئے ہیں۔ میں نے نہ کوئی آبروریزی کی اور نہ خون ریزی کی، حق کے عالم یاد کریں اور میانہ روی اختیار کریں۔“

اسی میں وہ کہتے ہیں:

”کسی اونٹنی پر محمد (ﷺ) سے بڑھ کر نیک اور ذمہ داری نبھانے والا کوئی سوار نہیں ہوا۔“

اسید بن ایاس کے حالات میں تذکرہ ہو چکا ہے کہ یہ ان کے اشعار ہیں۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح کے چند اشعار انس بن زینم کے سوانح میں بھی بیان ہو چکے ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: عرب نے سب سے سچا شعر جو کہا ہے وہ یہی ہے:

فما حملت من ناقة فوق رحلها ابروا و فی ذمة من محمد

عمر بن شبہ نے اعتماد سے لکھا ہے کہ یہ اشعار انس کے ہیں۔ ساریہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کی جانب کا والی بنایا تھا، انہی سے آپ نے فرمایا: ساریہ! پہاڑ کے پیچھے سے پچھا! مرزبانی کا قول ہے: ساریہ مخضرمی ہیں۔ عسکری فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں لیکن آپ سے ملاقات نہیں کی۔ ابن حبان * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام واقدی اور سیف بن عمر کا بیان ہے جاہلیت میں وہ اچکے یعنی بکثرت غارت گری کرنے والے چور تھے اتنے تیز بھاگتے تھے کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے تھے۔ پھر اسلام لائے اور ان کا اسلام سنورا اور پکے مٹھے مسلمان بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کا انہیں امیر بنایا تھا اور تیس ۲۳ھ میں فارس بھیجا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کے دل میں آیا کہ مذکورہ لشکر وادی کے میدان میں دشمن سے برسریکا رہے اور انہوں نے پسپائی کا ارادہ کر لیا ہے۔ ان کے پاس پہاڑ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران ہی بلند آواز سے فرمایا: ”ساریہ پہاڑ! ساریہ پہاڑ! اللہ تعالیٰ نے یہ آواز ساریہ کے کان میں پہنچا دی وہ لوگوں کو لے کر پہاڑ کی اوٹ میں پہنچ گئے اور ایک ہی جانب سے دشمن پر حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے فتح دے دی۔“

میں کہتا ہوں: واقدی نے مذکورہ قصہ اسی طرح اسامہ بن زید بن اسلم سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ اور سیف نے ابو عثمان اور ابو عمرو بن العلاء سے بحوالہ ایک مازنی طویل نقل کیا ہے۔ جبکہ بیہقی نے ”دلائل“ میں لا لکائی نے

شرح السنہ میں، زین عاقول نے اپنے فوائد میں اور ابن الاعرابی نے ”کرامات الاولیاء“ میں بطریق ابن وہب، یحییٰ بن ایوب ابن عجلان، نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر ساریہ نامی ایک صاحب کو مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار خطبہ جمعہ دے رہے تھے تین بار آپ نے فرمایا: ”ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچتا“۔ پھر اسی لشکر کا ایک قاصد آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، وہ کہنے لگا: امیر المؤمنین! ہمیں شکست ہونے لگی تھی، اسی دوران ہم نے ایک آواز سنی ”ساریہ پہاڑ کی طرف“ ہم نے پہاڑ اپنی پیٹھ کی جانب کر لیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔* فرماتے ہیں: کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ وہ آواز دے رہے تھے۔ اسی طرح حرمہ نے ابن وہب کی حدیث کے مجموعہ میں ذکر کیا ہے، جو حسن سند ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ابن مژدویہ بطریق میمون بن مہران، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، دوران خطبہ انہوں نے فرمایا: ”اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو، جو بھڑیے سے چروائی کرائے، اس نے ظلم کیا“۔ لوگ ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے ضرور نکل آئیں گے۔ جب خطبہ سے فارغ ہوئے لوگوں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: میرے دل میں وارد ہوا کہ مشرکین ہمارے بھائیوں کو شکست دے رہے ہیں اور اس وقت وہ پہاڑ کے پاس سے گزر رہے ہیں۔ اگر وہ پہاڑ کی جانب مڑ کر یکبارگی حملہ کریں اور اگر یہاں سے گزر گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ تو میری زبان سے یہ بات نکلی جس کے متعلق تمہارا گمان ہے کہ تم نے سنی ہے۔ فرماتے ہیں: مہینے بعد خوشخبری دینے والا آ گیا، اس نے بتایا کہ انہوں نے فلاں دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تھی، اس کا کہنا ہے ہمارا رخ پہاڑ کی طرف مڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی۔* خلیفہ کا قول ہے کہ حضرت ساریہ نے اصہبان کو صلح سے بقول بعض لڑائی سے فتح کیا تھا۔

۳۰۳۶ (ز) ساعدہ بن محسن

ابن مندہ نے ان کا ذکر تو کیا لیکن کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ صرف اتنا کہا ہے کہ امام بخاری* نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو نعیم نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن الاثیر نے یہ تجویز دی ہے کہ یہ ساعدہ بن محصہ ہوں جن کا قسم رابع میں ذکر ہونا ہے۔

۳۰۳۷ ساعدہ

بقول بعض: ساعدہ بن حلوات المازنی ان کے بیٹے اسم بن ساعدہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۰۳۸ ساعدہ تمیمی عنبری

روایت میں ہے نبی ﷺ نے انہیں جاگیر دی تھی۔ اوفیٰ بن مؤلہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ذہبی نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے کہ ساعدہ بے نسبت ہیں نبی ﷺ نے انہیں جاگیر دی جس میں کنواں تھا، جو* بالائی حصہ میں واقع تھا۔ انہوں نے اسی طرح بلا نسب ذکر کیا ہے۔

* کشف الخفاء (۵۳۲/۲) * مختصر تاریخ دمشق (۱۸۶/۹)

* تاریخ الكبير (۲۱۱/۱) * جامع المسانید (۴۲۳/۱)

۳۰۳۹ ساعدہ الہذلی

ابو عبد اللہ۔ بقول ابو عمر: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ دلائل میں ابو نعیم لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ساعدہ ہذلی بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ بت سواع کے پاس تھے اس کے پاس اپنی ایسی دو سو بکریاں لائے تھے جنہیں خارش تھی، میں نے اس کی برکت حاصل کرنے کے لیے ان بکریوں کو قریب کیا اتنے میں بت کے پیٹ سے ایک آواز سنائی دی۔ جئات کا داؤ ختم ہوا، ہم پر شہاب (انگارے) پھینکے گئے۔ ایسے نبی کی وجہ سے جس کا نام احمد ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنی بکریوں کا رخ اپنے گھر کی جانب کر دیا، ایک شخص ملا جس نے مجھے نبی ﷺ کے ظاہر ہونے کی اطلاع دی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی، اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۰۴۰ سالف بن عثمان

بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی، ابن شاپین کی روایت ہے کہ جب ثقیف کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ انہیں ان کے دین پر رہنے دیا جائے پھر ایک واقعہ ذکر کیا اس میں: جب وہ اسلام لے آئے تو حلیفوں میں سالف بن عثمان کو ثقیف کی زکوٰۃ وصولی پر مامور کیا۔ ابن کلبی "الانساب الکبریٰ" میں لکھتے ہیں: طائف کے والی بنے اور نجاشی شاعر نے ان کی مدح سرائی کی تھی۔

سالم نامی حضرات کا تذکرہ

۳۰۴۱ (ن) سالم بن ثبیثہ

بن یعار بن عبید بن زید انصاری۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے: یہ بدری صحابی ہیں، لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: میرا غالب گمان یہ ہے انہیں وہم ہوا ہے، یہ سالم مولا شیبہ ہیں وہی سالم مولا ابو حذیفہ ہیں جن کا تذکرہ عنقریب ہونا ہے۔ لفظ ثبیثہ ثاء باء پھرتا ہے سے تصغیر ہے اور یعار یا اور عین سے۔ واللہ اعلم۔

۳۰۴۲ سالم بن حرملة

بن زہیر بن جہز۔ بقول بعض: تخیس تصغیر ہے۔ ایک قول ہے: تخیس، پہلے پر دار قطنی اور ابن ماکولا نے اعتماد کیا ہے اور تیسرے نام ابن السکن کے ہاں لکھا ہے۔ عدی بن الرباب عدوی تک جو بنی عدی بن الرباب سے تعلق رکھتے ہیں ان کا نسب بیان کیا۔ ابو عمر لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ پھر لکھا: سالم العدوی کی حدیث ان کی اولاد سے مروی ہے مجھے نہیں لگتا کہ قریش کے عدی خاندان سے ہیں۔ یوں انہوں نے ایک شخص کو دو قرار دے دیا جس کے بارے میں قسم رابع میں تنبیہ بیان ہوگی۔

اسد الغابہ (۱۸۸۸) استیعاب (۱۸۸۸) * استیعاب (۱۳۴/۲) * دلائل النبوة (۷۴) الجزء الاول
اسد الغابہ (۱۸۹۱) * الجرح والتعديل (۱۸۹/۴) * اسد الغابہ (۱۸۹۳) استیعاب (۸۸۳) تجرید (۲۰۳/۱)
الاکمال (۱۳۵/۱) * استیعاب (۱۳۴/۲)

ان کی حدیث بغوی، حسن بن سفیان، ابن الجارود، باوردی ابن اسکن، اور طبرانی نے سب نے بطریق ابوالربیع سلیمان بن عبدالعزیز بن عبث بن سالم بن حرمہ نقل کی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بحوالہ اپنے والد نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے وہ نوجوان تھے ان کی لٹ تھی وہ قریب البلوغ تھے، انہوں نے نبی ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ابن قانع کے ہاں بطریق سلیمان بن عدی مذکور کا قول ہے کہ ان کے والد وفد میں آئے اور اس روایت میں فرمایا: ان کے والد نے انہیں بتایا کہ ان کے دادا سالم وفد میں آئے تھے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ذہبی کی کتاب میں سالم بن حرمہ بن حشر بحوالہ "الاکمال" لکھا ہے، انہوں نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے۔

(۳۰۴۳) سالم بن حمیر العبدی

از بنی مرہ بن ظفر بن عمرو بن ودیعہ۔ رشاطی نے بحوالہ مدائنی نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

(۳۰۴۴) سالم بن رافع الخزاعی

مرزبان بنی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے یہ مخضرمی ہیں نبی ﷺ کو ایک شعر سنایا جب بکر بن عبدمنافہ رات کے وقت بمقام وتیر* ان کے پاس آئے۔ محمد بن اسحاق یہ اشعار عمرو بن سالم بن حفصہ الخزاعی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ شاید شعر ان کے ہیں، سالم بن رافع ان کے دوست ہوں۔

(۳۰۴۵) سالم بن عبداللہ ایک عنوان کے بعد تذکرہ ہونا ہے۔

(۳۰۴۶) سالم بن عبید الاشجعی*

اہل صفہ میں سے ہیں، پھر کوفہ فرود کوش ہوئے۔ اصحاب السنن نے چھینک* کے بارے میں ان کی دو حدیثیں صحیح اسناد سے نقل کی ہیں۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے جو کچھ ان کے خادم نے نبی ﷺ کی وفات کے وقت کہا تھا اور اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو بھی ہے یہ روایت یونس بن بکیر نے اپنے زیادات میں نقل کی ہے۔ ان سے ہلال بن یساف، نبیط بن شریط اور خالد بن عرفطہ روایت کرتے ہیں۔

(۳۰۴۷) سالم بن عمیر*

بقول بعض: ابن عمرو، ایک قول ہے: ابن عبداللہ بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امری القیس بن ثعلبہ۔ جبکہ ان کے دادا کے نسب کے متعلق کہا جاتا ہے: ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ میں ان کا تذکرہ

* المعجم الكبير (۶۳۸۱/۷) مجمع الزوائد (۱۶۵/۵) * السيرة النبوية (۵۲، ۳۰/۴) * اسد الغابہ (۱۸۹۷) استيعاب (۸۸۴)

* ابوداؤد كتاب الادب (۵۰۳۱) ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۳۴) المعجم الكبير (۶۳۶۷/۷) مجمع الزوائد (۱۸۳/۵)

* اسد الغابہ (۱۹۰۰) استيعاب (۸۸۵)

کیا ہے۔ امامہ ابی ندرہ کے حالات میں جن کے حالات کنتیوں میں بیان ہونے ہیں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن سعد* اور یونس بن بکر کا بحوالہ ابن اسحاق قول ہے کہ یہ رونے والوں میں سے ایک ہیں۔ اور ان کے متعلق کہا: ”سالم بن عمرو بن عوف“۔ ایسا ہی ابن مردویہ نے بطریق مجمع بن جاریہ نقل کیا ہے اور یہ اضافہ روایت کیا ہے: العمری یعنی یہ بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول ابو عمر* بیعت عقبہ، بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے، اور خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ ابن جریر کی روایت ہے کہ محمد بن کعب وغیرہ نے رونے والوں میں بنی واقف میں سے سالم بن عمیر کو شمار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ احتمال پیدا ہوا کہ یہ پہلے کے علاوہ شخص ہیں۔ واللہ اعلم

(۳۰۴۸) (ز) سالم بن عمیر الواقفی سابقہ شخص کے تذکرہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۳۰۴۹) سالم بن عوف انصاری

بن زعوراء بن عبدالاشہل کے حلیف۔ آمدی نے بحوالہ ابن اسحاق مغازی میں شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۵۰) (ز) سالم بن عوف بن مالک الاشجعی

یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن مردویہ کی بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ عوف بن مالک اشجعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے بیٹے کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے، اور اس کی ماں جزع فزع (بے صبری) کر رہی ہے۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”میں تمہیں اور خصوصاً اسے بکثرت لاجول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں۔“* ان کی اہلیہ کہنے لگی: کیا ہی اچھے کلمات نبی علیہ السلام نے آپ کو بتائے ہیں، پھر دونوں بکثرت یہ کلمات پڑھنے لگے، ادھر دشمن اس سے غافل ہوا تو یہ ان کی بکریاں ہنکائے اپنے والد کے پاس پہنچ گیا۔ ان بکریوں کی تعداد چار ہزار تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے (مشکل سے) نکلنے کی راہ پیدا فرمادیتے ہیں۔“*

خطیب بغدادی نے یہ روایت سعید بن قاسم بغدادی کے حالات کے دوران اپنی تاریخ میں نقل کی ہے وہ بروایت جوہر، ضحاک سے بحوالہ ابن عباس اسی طرح ہے۔ اسی مفہوم میں السدی نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ اور المستدرک میں الحاکم نے بطریق علی بن بدیمہ بواسطہ ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ ایک شخص آیا۔ میرے خیال میں وہ عوف بن مالک تھے۔ پھر اسی روایت کا مفہوم نقل کیا۔ ثعلبی نے ایک ضعیف سند سے اسے نقل کیا ہے، جس میں یہ اضافہ ہے کہ بیٹے کا نام سالم تھا اور واقعہ کا مفہوم نقل کیا۔ اور آدم ”ثواب الاعمال“ میں بحوالہ محمد بن اسحاق لکھتے ہیں کہ مالک اشجعی آ کر عرض کرنے لگے: ”اللہ کے رسول! میرا بیٹا عوف دشمن کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ لگتا ہے اس سے لفظ ابن (بیٹا) رہ گیا ہے، دراصل عبارت یوں تھی: جاء ابن مالک (مالک کا بیٹا آیا)۔ اسی طرح اگر یہ روایت ثابت ہے تو دوسری روایت کے موافق ہو جائے گی اور مالک کے لئے صحابی ہونا ثابت ہو جائے گا۔

* الطبقات (۱۱۶/۳) * استیعاب (۱۳۵/۲) * الدر المنثور (۲۳۳/۶) * سورة الطلاق (۲) -

۳۰۵۱ سالم بن وابصہ الاسدی

طبری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اگر وابصہ (واقعی) ان کے والد ہیں تو یہ ابن معبد ہیں۔ لہذا سالم صحابی نہ ہوئے۔ بقول ابن مندہ: یہ نامعلوم شخص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ ابن معبد ہی ہیں تو پھر نامعلوم نہ ہوئے اور ان کے والد صحابہ میں نامعلوم شخص ہیں۔ ”الثقات“ میں ابن حبان لکھتے ہیں: سالم بن وابصہ بن معبد تابعی ہیں۔ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں ان سے اہل جزیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابو زرعة دمشقی کا قول ہے کہ میں نے عبد السلام بن عبد الرحمن بن صخر سے ان کے دادا وابصہ کی اولاد کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا، ان کے چار بیٹے تھے: سالم، عتبہ، عبد الرحمن اور عمر۔ سب سے بڑے سالم اور عتبہ تھے۔ سالم کا انتقال ہشام کی خلافت کے آخر میں ہوا۔ خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں نوجوان لڑکے تھے۔ اسحاق، حسن بن سفیان، ابن مندہ اور طبری نے بطریق بقیہ بحوالہ سالم بن وابصہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سب سے بڑا درندہ (چیرنے پھاڑنے والا جانور) اٹعل یعنی لومڑی ہے۔“ اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔ اسی روایت کو بغوی نے ایک دوسری سند سے بقیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سالم بن وابصہ سے مروی ہے اسی طرح محمد بن شعبہ نے مبشر بن عبید سے نقل کیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے سند میں غلطی واقعی ہوئی ہے کہ یہ سالم سے بواسطہ وابصہ مروی ہے نہ کہ سالم بن وابصہ سے جس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ ”سالم بن وابصہ بن معبد“ ہیں، جو تابعی ہیں جیسا کہ ابو زرعة کے بیان سے پہلے معلوم ہو چکا کہ وہ خلافت عثمانی میں نوجوان تھے تو ان کی ولادت خلافت عثمانی یا خلافت فاروقی میں ہوئی ہوگی۔ مرزبانی نے بحوالہ محمد بن مروان اپنے معجم میں لکھا ہے کہ سالم بن وابصہ بن معبد الاسدی۔ بقول بعض: ان کے دادا کا نام عتبہ بن قیس بن کعب ہے۔ پھر اسد بن خزیمہ تک ان کا نسب بیان کیا، ان کے والد وابصہ کو نبی ﷺ سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ سالم مسلمان دین دار اور پاکدامن شاعر تھے، رقعہ کے والی تھے۔

۳۰۵۲ سالم الحجّام

بقول ابو عمر: سالم ایک صحابی ہیں، جنہوں نے نبی ﷺ کو سبکی لگا کر آپ کا خون جو شیشی میں تھا پی لیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر طرح کا خون حرام ہے۔“ ابن مندہ فرماتے ہیں: بقول بعض یہی ابو ہند ہیں۔ ایک قول ہے کہ ابو ہند کا نام سنان ہے۔ پھر بطریق یوسف بن صہیب، ابو الجحاف بحوالہ سالم روایت کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو سبکی لگائی۔ جب آپ کی شیشی میرے حوالہ ہوئی تو میں نے اسے پی لیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۳۰۵۳ سالم مولا ابو حذیفہ

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اسلام کی طرف پہلے پہل سبقت کرنے والوں میں سے ایک۔ بقول امام بخاری: ان کی

اسد الغابہ (۱۹۰۱) * الثقات (۳۰۶/۴) * مختصر تاریخ دمشق (۱۹۴/۹) کنز العمال (۴۰۰۴۳)

استیعاب (۸۸۷) * استیعاب (۱۳۷/۲) * تلخیص الحبیبر (۳۰/۱)

اسد الغابہ (۱۸۹۲) * استیعاب (۸۸۶) * التاريخ الكبير (۱۰۷/۴)

مولانا ایک انصاری خاتون تھیں۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: انہیں لیلیٰ یا شیبہ بنت یعار کہا جاتا تھا، وہی ابو حذیفہ کی اہلیہ تھیں۔ ابن سعد * نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا: سالم بن معقل ایک انصاری خاتون کے مولا تھے اس عورت کو فاطمہ بنت یعار کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بلا صلہ انہیں آزاد کر دیا تھا تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد مولات کر لیا۔ ودیعہ کے حالات میں بیان ہوگا کہ ان کا نام سلمیٰ ہے۔ ادھر ابن مندہ کا گمان ہے یہ سالم بن عبید بن ربیعہ ہے تو ابو نعیم نے ان کا خوب تعاقب کیا وہ تو مولا ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ہیں۔ یوں اس میں کچھ رہ گیا اور کچھ غلطی واقع ہوئی ہے۔ ابن ابی حاتم * کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ ان سے کوئی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: ہاں ان سے دو حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے ایک بغوی نے نقل کی کہ مجھے بحوالہ سالم مولا ابی حذیفہ یہ روایت پہنچی ہے کہ ”میں ایک ضرورت سے رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں مسجد جا بیٹھا۔ آپ تشریف لائے تو میں آپ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ آپ نے تکبیر کہہ سورۃ بقرہ پھر سورۃ نساء پھر ماندہ اور انعام پڑھ کر رکوع کیا۔“ دوسری سمو یہ نے اپنی فوائد میں چھٹے فائدہ میں لکھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز کچھ لوگ لائے جائیں گے جن کی نیکیاں تہامہ کے پہاڑوں جتنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال بے وزن کر دے گا وہ لوگ نماز روزہ کی پابندی تو کرتے تھے لیکن جو نبی حرام ملتا اس پر ٹوٹ پڑتے۔“ * یہی روایت ابن مندہ نے بطریق عطاء بن رباح بحوالہ سالم اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ دونوں سندوں میں ضعف و کمزوری اور انقطاع واقع ہے۔ لہذا ابن ابی حاتم کی بات کا یہی مطلب سمجھا جائے گا کہ ان سے مروی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا (منہ بولا) بیٹا بنا لیا تھا، جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو بیٹا بنایا تھا۔ ابو حذیفہ انہیں اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر اپنی بھانجی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔ جب یہ آیت ”لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے بلایا کرو“ * نازل ہوئی تو جس کسی نے کسی کو بیٹا بنا رکھا تھا اسے اس کے والد کو واپس کر دیا اور جس کے والد کا پتہ نہ تھا وہ اپنے موالی کی جانب منسوب ہو گیا۔ یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں بواسطہ زہری بحوالہ عروہ ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ اسی میں انہیں دودھ پلانے کا واقعہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ سالم مولا ابی حذیفہ مسجد قباء میں مہاجرین اولین کی امامت کرتے تھے۔ جن میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ یہی روایت طبرانی نے باضافہ نقل کی ہے، کیونکہ انہیں سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ ان کے دودھ پینے کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ چنانچہ مسلم * کی بطریق قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ کے ساتھ تھے تو سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگیں کہ سالم جوان ہو گیا ہے اور وہ میرے پاس آتا جاتا ہے جس سے مجھے خدشہ ہے کہ ابو حذیفہ کے دل میں کوئی ناگواری پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے دودھ پلا دودھ تمہارا محرم بن جائے گا۔“ (حدیث) اور بطریق زہری، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ازواج النبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے خیال میں تو یہ صرف سالم کے لیے رخصت تھی (حکم عمومی نہیں)۔ مؤطا میں * امام مالک نے زہری سے عروہ بن زبیر کے

* النقات (۳۰۷/۴) * الطبقات (۶۰/۳) * الجرح والتعديل (۱۸۹/۴) * الدر المنثور (۶۷/۵)

* سورة الاحزاب (۵) * مسلم كتاب الرضاع باب رضاعة الكبير (۳۵۸۵)

* مؤطا مالک كتاب الرضاع باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر (۱۲۸۸)

حوالہ سے روایت کی ابو حذیفہ پھر وہ حدیث ذکر کی کہ سہلہ بنت سہیل جو ابو حذیفہ کی اہلیہ تھیں آ کر عرض کرنے لگیں: اللہ کے رسول! ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ میں صرف ایک کپڑا پہنے ہوتی ہوں تو وہ میرے پاس آتا جاتا ہے۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ پھر اس کا ذکر کیا۔ عبدالرزاق نے بحوالہ امام مالک رضی اللہ عنہ اسے موصولاً روایت کیا ہے کہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔ اور امام بخاری نے بطریق لیث زہری سے موصولاً نقل کیا ہے۔ امام بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی کی بطریق مسروق بحوالہ عبداللہ بن عمرو بن العاص مرفوعاً روایت ہے: ”چار شخصوں سے قرآن سیکھو: (۱) ابن مسعود (۲) سالم مولا ابو حذیفہ (۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل۔“ ابن المبارک کے طریق سے ان کی ”کتاب الجہاد“ میں حنظلہ بن ابی سفیان، بحوالہ ابن سابط مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنے میں دیر ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: کہاں رہ گئی تھی؟ عرض کی ایک شخص کی قراءت سن رہی تھی، پھر ان کی قراءت کی خوبی بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے باہر نکلے تو سالم مولا ابو حذیفہ تھے آپ کے لبوں پر بے ساختہ یہ الفاظ آگئے ”الحمد للہ جس نے تجھ جیسا شخص میری امت میں پیدا فرمایا ہے۔“

امام احمد رضی اللہ عنہ نے یہ روایت ابن نمیر سے بحوالہ حنظلہ جبکہ ابن ماجہ اور الحاکم نے المستدرک میں بطریق ولید بن مسلم، حنظلہ، عبدالرحمن بن سابط بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور اسے موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن المبارک ولید سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں لیکن اس کا ایک شاہد ہے جسے بزار نے بواسطہ نصیل بن سہل، ولید بن صالح، ابواسامہ، ابن جریج، ابن ابی ملیکہ بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مذکورہ متن سے بغیر قصہ کے نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں، فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت سالم مولا ابو حذیفہ کی قراءت سنی تو فرمایا: ”الحمد للہ جس نے میری امت میں اس جیسا شخص پیدا فرمایا ہے۔“ اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اسی طرح ابن المبارک کی روایت ہے اس میں ہے: مہاجرین کا جھنڈا (جنگ یمامہ میں) سالم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا: اگر میں میدان چھوڑ دوں تو بہت بڑا قرآن کا محافظ ہوں (انہوں نے اپنے لیے ایک گڑھا کھود لیا تھا جس میں پرچم تھامے کھڑے تھے)۔ دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں سے تھام لیا جب وہ بھی شہید ہو گیا تو اسے اپنے سینے سے چٹا لیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے ہوش میں آتے ہی پوچھا: ابو حذیفہ کہاں ہیں؟ کسی نے بتایا وہ تو شہید ہو چکے ہیں۔ فرمایا: مجھے ان کے پاس لٹا دو (جان نکل رہی تھی تو ان کا سرا ابو حذیفہ کے قدموں پر پڑا تھا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث ثبیتہ کی جانب روانہ کی تو انہوں نے یہ کہہ کر رائے لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے بلا معاوضہ انہیں آزاد کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہ مال بیت المال میں شامل کر لیا۔ ابن سعد کا بیان ہے: حضرت نے ان کی میراث ان کی والدہ کو بھجوا دی اور فرمایا: اسے استعمال میں لاؤ۔

۳۰۵۴ سالم مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قسم رابع میں سے ”سلمی“ میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب سالم مولى ابی حذیفہ (۳۷۵۸) و کتاب المناقب باب مناقب معاذ ابن جبل (۳۸۰۶)

مسلم کتاب فضائل الصحابہ من فضائل عبداللہ بن مسعود (۶۲۸۴) ترمذی (۵۰) کتاب المناقب (۳۸) باب مناقب عبداللہ بن

مسعود (۳۸۱۰) مسند احمد (۱۹۰/۲) المستدرک (۴۹۹۹)

مسند احمد (۱۶۵/۶) المستدرک (۲۲۶/۳) الطبقات (۶۰/۱) جامع المسانید (۱۷/۵)

(۳۰۵۵) (ن) سالم (بے نسبت)

امام واقدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو داؤد سلیمان بن سالم نے یعقوب بن زید بن طلحہ تمیمی کے حوالہ سے ہمیں بتایا کہ مدینہ میں ایک شخص کا گزر ایک مجلس سے ہوا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم کہاں تو نہیں؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کو ہدایت عطا کر دی اور حق کے ذریعہ ہر باطل کا خاتمہ کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر ڈانواں ڈول کو سیدھا کر دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہر محتاج کو مستغنی کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کب سے تمہارا اس (جننی) سے واسطہ ہے؟ اس نے کہا: اسلام سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے وہ میرے پاس آ کر چیخی: سالم! سالم! پھر ایک واقعہ سنانے لگی۔

(۳۰۵۶) سالم العدوی

ابو عمر نے سالم بن حرمہ سے انہیں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی ہیں۔

السائب نامی حضرات

(۳۰۵۷) السائب بن الاقرع

بن عوف بن جابر بن سفیان بن سالم بن مالک بن حطیط بن بٹم ثقفی۔ بقول امام بخاری: رضی اللہ عنہ نے ان کے سر پر دستِ رحمت پھیرا تھا۔ ابن مندہ کی بطریق ابو حمزہ روایت ہے کہ سائب بن الاقرع کی والدہ ملیکہ انہیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ بقول ابن مندہ: اصہبان کے والی بنے اور وہیں وفات پائی وہیں ان کی اہل و اولاد ہے انہی میں سے مصعب بن فضیل بن سائب ہیں۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: فتح نہادند میں شریک ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر نعمان بن مقرن کے پاس گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی شیبہ نے یہ روایت صحیح سند سے ایک قصہ کے دوران نقل کی ہے۔ ہشام بن کلبی بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرب کا کوئی بوڑھا اور جوان سائب بن اقرع سے زیادہ عقلمند نہیں تھا۔ بٹم بن عدی بحوالہ شععی روایت کرتے ہیں کہ سائب فتح مہرجان میں شریک تھے۔ ہرمزان کی حویلی میں داخل ہوئے تو وہاں چونے سے بنا ایک ہرن دیکھا جو اپنا بازو آگے بڑھائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ دیکھا تو اس میں ہرمزان کا ایک خفیہ بکس بنا ہوا تھا جس میں جواہرات کے ٹکڑے تھے۔ ابن ابی شیبہ بطریق شیبانی بحوالہ سائب بن الاقرع اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ سعید بن عبدالعزیز بواسطہ حصین بحوالہ ابو وائل نقل کرتے ہیں کہ سائب بن الاقرع حضرت عمر کے گورنر تھے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ قریب بن ظفر کے حالات میں بیان ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب نعمان بن مقرن کو نہادند تقسیم کے لیے بھیجا تھا تو ان

استیعاب (۱۳۷/۲) * اسد الغابہ (۱۹۰۲) استیعاب (۸۸۹) تجرید (۲۰۴/۱)

* التاريخ الكبير (۱۵۱/۲) * استیعاب (۱۳۷/۲)

کے ساتھ سائب کو بھی روانہ کیا تھا۔

۳۰۵۸ (ن) السائب بن الحارث*

ابن صبرہ ابن سعید بن سعد بن سہم قرشی السہمی۔ بقول* امام بخاری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہی سائب بن ابی وداعہ ہیں۔ امام بخاری ہی بطریق ابراہیم بن المطلب روایت کرتے ہیں کہ سائب بن ابی وداعہ نے ستاون ۵۷ھ میں اپنا ڈیرہ صدقہ کر دیا تھا اور اسی میں فوت ہوئے تھے۔ زبیر بن بکار بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے شریک تھے یہی مطلب بن ابی وداعہ کے بھائی ہیں۔* ابو عمر کا قول ہے کہ ”سائب ہی مطلب ہیں“۔ کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۳۰۵۹ (ن) السائب بن حارث*

بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی، سابقین میں سے ایک ہیں۔ ابن اسحاق* کا قول ہے: ”انہوں نے حبشہ ہجرت کی“۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ نے لکھا ہے۔ ابن اسحاق نے طائف کے شہداء میں ایسا ہی امام واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ اضافہ نقل کیا ہے: ان کے ساتھ ان کا بھائی عبداللہ بھی شہید ہوا۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور معمر نے بحوالہ ابن شہاب ان کی موافقت کی ہے کہ وہ زخمی ہو کر پھر اتنا زندہ رہے کہ اردن کے جنگ فحل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تیرہ (۱۳ھ) میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد* نے نقل کیا ہے جس میں اضافہ ہے: ان کی والدہ ام الحجاج کنانیہ ہیں۔

۳۰۶۰ (ن) السائب بن ابی حبیش*

بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ قرشی اسدی، فاطمہ بنت ابی حبیش کے بھائی۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے ان کی گھسی روایت کا علم نہیں۔ ابن سعد نے فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے چوتھے طبقہ میں انہیں شمار کیا ہے۔ ان کی والدہ ام جمیل بنت الفا کہ بن المغیرہ الحزومیہ ہیں۔ عاتکہ بنت اسود بن مطلب سے شادی کی جن سے عبداللہ اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے نبی ﷺ نے خیبر میں سے تیس (۳۰) وسق کھجوریں انہیں کھانے کے لیے دیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کوئی روایت کی ہو، ان کی بڑی عمر ہو گئی تھی۔ مدینہ میں بہت بڑی حویلی تھی۔ خلافت معاویہ میں مدینہ ہی میں انتقال ہوا۔ ابو عمر* لکھتے ہیں: انہی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: یہ ایسا شخص ہے کہ دوسروں کے برخلاف مجھے اس میں کوئی عیب نہیں نظر آتا۔ یہ بھی روایت ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بات ان کے بیٹے عبداللہ بن السائب کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی۔ وہ بھی صاحب شرافت منجھے ہوئے انسان تھے۔ لیکن زیادہ اسی کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ بات سائب کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی یہ فاطمہ مستحاضہ کے بھائی ہیں (دیکھیں کتاب النساء ۱۱۵۸)۔

ان سے سلیمان بن یسار وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: سلیمان بن یسار ان کی روایت لیتے ہیں کہ نبی ﷺ

* اسد الغابہ (۱۹۰۳) * التاريخ الكبير (۱۴۹/۲) * استيعاب (۱۷۵/۲)

* اسد الغابہ (۱۹۰۴) استيعاب (۸۹۰) * السيرة النبوية (۲۶۰/۱) * الطبقات (۱۴۳/۴)

* اسد الغابہ (۱۹۰۵) استيعاب (۸۹۱) * استيعاب (۱۹۸/۲)

نے ان سے فرمایا: "اے ابو حیش کے بیٹے! اسی روایت کو امام واقدی نے روایت کیا ہے۔" ابن مندہ نے ان کے حالات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

٣٠٦١ السائب بن حزن

بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم مخزومی۔ سعید بن المسیب کے چچا ہوتے ہیں۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی ولادت کا زمانہ پایا ہے۔ مصعب کا قول ہے کہ المسیب، سائب عبدالرحمن اور ابو معبد آپس میں بھائی ہیں۔ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سعید بن ابی قیس عامریہ ہیں۔ ان میں سے صرف المسیب روایت کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: مجھے ان کی روایت بیان کرنے کا پتہ نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے حزن کی اولاد میں حکیم بن حزن کا اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی، لیکن السائب کا ذکر نہیں کیا۔

٣٠٦٢ سائب بن خباب

ابو مسلم، بقول بعض: ابو عبدالرحمن مقصورہ والے۔ ایک قول ہے: یہ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے مولا ہیں۔ درست یہ ہے کہ وہ اور ہیں، کیونکہ مولا فاطمہ کی ولادت پچیس (۲۵ھ) میں ہوئی اور فوتگی ننانوے (۹۹ھ) میں۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے، رہے مقصورہ والے تو دارقطنی کا کہنا ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن خباب جو ان سائب کے والد ہیں کے حالات میں گزر چکا ہے کہ وہ مولا فاطمہ ہیں۔ شاید ابن حبان نے ان کی تاریخ پیدائش قلمبند نہ کی ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ دارقطنی کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن ماجہ نے ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: "آواز یا ہوا خارج ہونے کی وجہ سے وضو (واجب) ہے۔" ان کی مشہور روایت میں ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ایک نسخہ میں سائب بن یزید لکھا ہے اسی پر ابن عساکر نے مبروسہ کیا ہے۔ امام احمد نے بطریق محمد بن عمرو بن عطاء بحوالہ ان کے یہ نسب لکھا ہے: السائب بن خباب۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی سند معلوم نہیں۔ ابن مندہ نے ان کی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔ ازدی فرماتے ہیں: محمد بن عمرو بن عطاء ان سے روایت نقل کرنے میں متفرد ہیں۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ان سے محمد بن عمرو بن عطاء اور اسحاق بن سالم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سماع کیا ہے۔ ابن قسیط بحوالہ مسلم بن سائب بحوالہ اپنی والدہ روایت کرتے ہیں کہ جب سائب کا انتقال ہوا تو میں ابن عمر کے ہاں آئی پھر ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ عمر بن شبہ "اخبار المدینہ" میں لکھتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سائب بن خباب کو مقصورہ پر مقرر فرمایا: اور ہر ماہ انہیں دو دینار (وظیفہ) دیتے، وہ تین فرد چھوڑ کر فوت ہوئے: مسلم، بکیر اور

المغازی (۶۹۵/۲) * اسد الغابہ (۱۹۰۶) استیعاب (۸۹۲) * استیعاب (۱۳۸/۲)

اسد الغابہ (۱۹۰۷) استیعاب (۸۹۳) تجرید (۲۱۵/۱) * الثقات (۳۲۷/۴) * التاريخ الكبير (۱۵۰/۲)

ابن ماجہ (۵۱۶) مسند احمد (۴۲۶/۳) المعجم الكبير (۶۶۲۲/۷) مجمع الزوائد (۲۴۲/۱) * الجرح والتعديل (۲۴۰/۴)

عبدالرحمن۔ ابن حبان * سے چوک ہو گئی اس لیے انہوں نے ”ثقات التابعین“ میں السائب بن خباب کو ذکر کر دیا۔ اور بحوالہ ابن ابی شیبہ روایت کی کہ وہ ننانوے (۹۹ھ) میں فوت ہوئے۔ وہ مقصورہ والے نہیں اس لیے دونوں میں فرق کر دیا۔

۳۰۶۳ السائب بن خلاد *

بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک انصاری خزرجی۔ ابوسہلہ۔ بقول ابوعبید: بدر میں شرکت اور امیر معاویہ کی طرف سے یمن کے والی مقرر ہوئے۔ ان کی چند ایک احادیث ہیں ان سے ان کا بیٹا خلاد، صالح بن حیوان اور عط بن یسار وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ اصحاب السنن نے بلند آواز سے تلبیہ * پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں ایک اور روایت نقل ہے۔ ابوداؤد بطریق صالح بن صفوان بحوالہ ابوسہلہ دوسری روایت کرتے ہیں۔ ابوعمر کا گمان ہے: یہی سائب بن خلاد الجھنی ہیں دوسروں کا اس پر بھروسہ ہے کہ یہ انصاری ہیں۔ امام بخاری * لکھتے ہیں: السائب بن خلاد ابوسہلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں ابونعیم * کا قول ہے: اکانوے (۹۱ھ) میں بقول واقدی ان کا انتقال ہوا ہے۔

۳۰۶۴ السائب بن خلاد الجھنی *

ابوخلاد۔ امام بخاری * التاريخ میں لکھتے ہیں اور بغوی بطریق حماد بن الجعد، قتادہ سے بواسطہ خلاد الجھنی، بحوالہ اپنے استیجاب کے بارے میں نبی ﷺ کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ * طبرانی وغیرہ بطریق زہری کے بھتیجے بحوالہ ابن خلاد روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے، پھر اس کا ذکر کیا۔ طبرانی نے دعاء کے متعلق ان کی ایک اور حدیث بھی کی ہے جس کی سند میں ابن لہیعہ سے آگے اختلاف ہے۔

۳۰۶۵ السائب بن سوید * مدنی

ابن ابی عاصم البغوی بطریق محمد بن کعب بحوالہ سائب بن سوید روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی فصل کو آفت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اجر لکھتا ہے“۔ * بغوی فرماتے ہیں: * مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

۳۰۶۶ السائب بن ابی السائب *

ان کا نام صفی بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ عبداللہ بن سائب کے والد ہیں۔ ابوداؤد * اور نسائی نے بطریق

* الثقات (۳۲۷/۴) * اسد الغابہ (۱۹۰۹) استیعاب (۸۹۵) تجرید (۲۰۵/۱)

* ابوداؤد کتاب المناسک (۱۸۱۴) ترمذی کتاب الحج (۸۲۹) نسائی کتاب المناسک (۲۷۵۲)

* التاريخ الكبير (۱۵۰/۲) * حلیۃ الاولیاء (۳۷۲/۱) * اسد الغابہ (۱۹۱۰) استیعاب (۸۹۶) تجرید (۲۰۵/۱)

* التاريخ الكبير (۱۵۱/۲) * المعجم الكبير (۶۶۲۳) * استیعاب (۸۹۸)

* مسند احمد (۵۵/۶) * المعجم (۶۶۳۹/۷) * مجمع الزوائد (۶۷/۴) * مصابیح السنۃ (۱۸۳۷)

* اسد الغابہ (۱۹۱۱) استیعاب (۸۹۷) * ابوداؤد کتاب الادب باب فی کراہیۃ المرء (۴۸۳۶)

مجاہد، سائب کے خدمتگار سے بحوالہ سائب روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے شریک تھے۔ بقول بعض: مجاہد بحوالہ سائب بلا واسطہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ مجاہد فرماتے ہیں، میں سائب کا ہاتھ تھامے لے جایا کرتا تھا وہ مجھ سے فرماتے: مجاہد! کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ جب میں کہتا: ہاں! تو وہ ظہر کی نماز پڑھتے۔ * سیف بن عمر نے ”کتاب الرذۃ“ میں نقل کیا ہے کہ مردوں سے جنگ میں وہ عکرمہ بنی شیبہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ہی انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری دے کر بھیجا تھا۔ زبیر بن بکار بطریق یحییٰ بن کعب بواسطہ مولا سعید بن العاص وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ حج کے لیے گئے جب آپ طواف کر رہے تھے تو آپ کے ساتھ آپ کا لشکر تھا۔ انہوں نے سائب بن صیفی پر بھیڑ کی جس سے وہ گر گئے۔ حضرت معاویہ ان کے لئے ٹھہر گئے اور فرمایا: اس بوڑھے شخص کو اٹھاؤ، جب وہ کھڑے ہوئے تو فرمایا: معاویہ! کیا تم ہمارے پاس شام کے اوباش لوگ لائے ہو جو ہمیں بیت اللہ کے پاس گراتے پھریں؟ اللہ کی قسم! میں نے تمہاری والدہ سے نکاح کا ارادہ کر لیا تھا۔ حضرت معاویہ نے (ظریفانہ) جواب دیا کہ کاش آپ ایسا کر لیتے تو ان کے ہاں بھی ابوالسائب جیسا یعنی عبداللہ بن سائب جیسا فرزند پیدا ہوتا۔ زبیر بن بکار نے اس روایت کے خلاف نقل کیا ہے جس سے اس قصہ کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ ذکر کرتے ہیں کہ سائب بن ابی السائب بدر میں کافر مارے گئے۔ لہذا احتمال ہے کہ سائب بن صیفی ان کے ہاں سائب بن ابی سائب کے علاوہ کوئی شخص ہوں۔

۳۰۶۷ السائب بن عبداللہ المخزومی *

بقول بعض یہی ابن صیفی ہیں۔ ایک قول ہے: ان کے علاوہ ہیں۔ امام احمد * کی بطریق ابراہیم بن مہاجر بواسطہ مجاہد بحوالہ السائب بن عبداللہ روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو عثمان وغیرہ میری تعریف کرنے لگے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کے بارے بتانے کی ضرورت نہیں، یہ جاہلیت میں میرا دوست رہ چکا ہے“۔ (حدیث) شاید یہ پہلے والے ہیں کیونکہ وہی آپ کے شریک تھے۔ قیس بن السائب کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس شریک کا واقعہ نقل کروں گا۔ طبرانی بطریق یحییٰ بن عبیدہ اپنے والد سے بحوالہ سائب بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دیکھا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: ”اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما“۔ * بقول بعض: اس سلسلہ میں درست سند یحییٰ بن عبیدہ سے وہ اپنے والد سے بحوالہ عبداللہ بن سائب نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۳۰۶۸ السائب بن عبیدہ *

بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف المطلبی، امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دادا، خطیب * نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے حالات میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے کہ سائب بدر کے روز مسلمان ہوئے (اس سے پہلے) وہ مشرکین کے ساتھ بنی ہاشم کے علم بردار تھے، گرفتار ہوئے اپنا فدیہ دے کر آزادی حاصل کی اور پھر اسلام قبول کر لیا۔ * الحاکم ”مناقب الشافعی“ میں بطریق ایاس بن معاویہ بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ خیمہ میں تھے اتنے میں سائب بن عبیدہ اپنے بیٹے کے ساتھ آئے تو

* المصنف لابن ابی شیبہ (۱۳۹/۲)۔ * اسد الغابہ (۱۹۱۳) تجرید (۲۰۵/۱) * مسند احمد (۴۲۶/۳)

* مسند احمد (۴۲۵/۳) * اسد الغابہ (۱۹/۵) استیعاب (۸۹۹) * تاریخ بغداد (۵۸/۲) * السیرۃ النبویہ (۳/۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ آدمی کی نیک بختی ہے کہ وہ اپنے والد کے مشابہ ہو“۔ بقول بعض: یہ سائب نبی ﷺ کے بھی مشابہ تھے۔ کتاب النسب میں زیر لکھتے ہیں: عبید (اللہ) بن عبد یزید کے ہاں سائب پیدا ہوئے وہ نبی ﷺ کے مشابہ تھے۔ بدر کے دن گرفتار ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: وہ نبی ﷺ کے ہم شکل تھے۔ الحاکم مناقب الشافعی میں بطریق ابو محمد احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن العباس بن عثمان بن شافع بن سائب روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ سائب بن عبید بیمار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں سائب بن عبید کی عیادت کے لئے لے چلو کیونکہ وہ خالص قریشی ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس جب وہ اور آپ ﷺ کے چچا عباس لائے گئے تو آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ”یہ میرا بھائی ہے“۔ امام بیہقی اس روایت کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں: سائب بن عبید صحابی ہیں ان کے بیٹے شافع اور بھائی عبد اللہ بن سائب بھی صحابی ہیں۔ زکریا الساجی ”مناقب الشافعی“ میں لکھتے ہیں: میں نے احمد بن محمد بن حمید عدوی نسب دان کو فرماتے سنا: سائب بن عبید کی والدہ شفاء بنت الراقم بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور ان شفاء کی والدہ خالدہ بنت اسد بن ہاشم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی بہنوں کی خالہ ہیں۔

۳۰۶۹ السائب بن عثمان

بن مظعون بن حبیب الحنفی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ بقول ابن اسحاق: ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور حبشہ ہجرت کی۔ بدر اور باقی معرکہ آرائیوں میں شریک رہے۔ جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ غزوہ بواط میں نبی ﷺ نے انہیں مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ ابن کلبی فرمایا کرتے تھے: بدر میں جو شریک ہوئے وہ سائب بن مظعون تھے جو ان کے چچا ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: یہ ان کا وہم ہے، کیونکہ تمام اہل سیر اس سلسلہ میں ان کے مخالف ہیں۔ سب نے لکھا ہے کہ یہ بدری ہیں اور بعد کے غزوات میں بھی شرکت کی تھی۔ یمامہ میں زخمی ہوئے اور اسی تیر کے زخم سے فوت ہوئے۔ اس وقت عمر تیس (۳۰) سے کچھ اوپر تھی۔

۳۰۷۰ السائب بن عمیر القاری

بقول بعض: ازدی ابن مندہ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے سائب بن عمیر القاری کو حکم دیا کہ ”اگر سعد بن خولہ کا انتقال ہو گیا تو انہیں مکہ میں نہ دفن کرنا“۔ یہی روایت فاکہی نے ایک اور طریق سے بحوالہ ابن جریج اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔ عمرو بن القاری کے حالات میں بھی اسی طرح کی بات بیان ہوگی لیکن وہ سعد بن ابی وقاص کے بارے میں ہے۔

۳۰۷۱ السائب بن عوام

قرشی اسدی۔ حضرت زبیر کے سگے بھائی۔ امام بخاری اور بلاذری بطریق ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے

اسد الغابہ (۱۹۱۶) استیعاب (۱۹۰۱) الطبقات (۲۹۲/۳) اسد الغابہ (۱۹۱۷)

بخاری کتاب مناقب الانصار (۱۸۳۲) مسلم کتاب الحج (۳۲۸۴) ترمذی کتاب الحج (۹۴۹)

نسائی کتاب تقصیر الصلاة (۱۴۵۳، ۱۴۵۴) ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیہا (۱۰۷۳)

اسد الغابہ (۱۹۱۸) استیعاب (۹۰۴) التاريخ الصغير (۳۴/۱)

ان کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے جو ”دیوان حسان“ بروایت ابوسعید کلبی بحوالہ ابن حبیب منقول ہے اس میں نے دیکھا ہے کہ سائب بن عوام کی اولاد نہ تھی۔ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ خندق وغیرہ کے واقعہ میں شرکت کی ہے۔

۳۰۴۲ (ز) السائب بن قیس السہمی

ابو حذیفہ البخاری نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ یہ اجدادین میں شہید ہوئے۔ شاید یہ سائب بن حارث بن قیس ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے یا اگر ثابت ہو جائے تو یہ ان کے چچا ہیں۔

۳۰۴۳ السائب بن مظعون الجمعی

عثمان بن مظعون کے بھائی۔ سائب بن عثمان بن مظعون کے سوانح میں ابن کلبی کا قول بیان ہو چکا ہے۔ ابو عمر نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ ابن کلبی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۰۴۴ السائب بن نمیلہ

بقول ابو عمر: صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن شاہین بطریق عبدالکریم بن ابی مخرق، بواسطہ مجاہد بحوالہ سائب بن نمیلہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھا ثواب رکھتی ہے۔“ ابو عمر لکھتے ہیں: اس کے علاوہ مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، مجھے خدشہ ہے یہ روایت بھی مرسل نہ ہو۔ میں کہتا ہوں: ابن مندہ کا بیان ہے: ”سائب بن ابی سائب کو سائب بن نمیلہ بھی کہا جاتا ہے۔“ اگر یہ روایت صحیح ہے تو وہ یہی ہیں۔

۳۰۴۵ السائب بن ابی وداعہ سائب بن حارث میں ذکر ہوا ہے۔

۳۰۴۶ السائب الغفاری

ایک صحابی ہیں جو مصرفروش ہوئے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی، ابو نعیم اور محمد بن ربیع الجبزی نے مصرفروش ہونے والے صحابہ میں بطریق ابوقبیل روایت کی ہے کہ میں نے بنی غفار کے ایک شخص کو فرماتے سنا کہ میری والدہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لائیں، میرے گلے میں تعویذ نما ایک چیز ڈلی ہوئی تھی، آپ نے اسے توڑ کر فرمایا: ”تمہارا کیا نام ہے؟“ میں نے عرض کی: سائب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! تمہارا نام عبداللہ ہے۔“ ابو قبیل فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا تو آپ کس نام پر متوجہ ہوتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: دونوں پر۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں ہوتا تو صرف اسی نام پہ متوجہ ہوتا جو نام رسول اللہ ﷺ نے میرا رکھا ہوتا۔ ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت مختصر نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

اسد الغابہ (۱۹۲۲) استیعاب (۹۰۴) * استیعاب (۱۴۳/۲) * اسد الغابہ (۱۹۲۳) استیعاب (۹۰۵) * استیعاب (۱۴۳/۲)

مسند احمد (۴۲۵/۳) * استیعاب (۱۴۳/۲) * اسد الغابہ (۱۹۱۹) استیعاب (۹۰۰) * اسد الغابہ (۲۷۱/۲)

عبادہ (عبداللہ نامی حضرات) میں اس سے مکمل روایت ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگی۔

۳۰۷۷ (ن) السائب الثقفی

مولا غیلان بن سلمہ۔ ابن یونس "تاریخ مصر" میں بطریق یزید بن ابی حبیب بواسطہ نافع بن السائب روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد غیلان بن سلمہ ثقفی کے غلام تھے۔ اسلام لائے تو نبی ﷺ نے انہیں آزاد کرالیا۔ بعد میں جب غیلان نے بھی اسلام قبول کر لیا تو آپ ﷺ نے ان کی ولاء انہیں لوٹادی۔

۳۰۷۸ (ن) السائب بن یزید

بن سعید بن شمامہ۔ بقول بعض: عائد بن الاسود الکندی یا ازدی۔ بعض: کنانی، لیشی اور ہذلی بھی کہتے ہیں۔ نمر کے بھائے سے مشہور ہیں۔ نمران کے والد یزید کے ماموں ہیں جن کا نام "نمر بن جبل" ہے کسی کو وہم ہوا تو اس نے انہیں نمر بن قاسط لکھ دیا جس کی قدرے تفصیل یزید کے سوانح میں بیان ہوگی۔ امام بخاری * کی روایت ہے کہ سائب بن یزید فرماتے ہیں: میرے والد نے نبی ﷺ کی معیت میں حج کیا اس وقت میں چھ (۶) سال کا تھا۔ * اور بطریق زہری ان سے مروی ہے کہ میں بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کی تہوک سے آمد کے بعد ملاقات کے لئے نکلا۔

صحیحین میں بطریق محمد بن یوسف بحوالہ سائب مروی ہے کہ ان کی خالہ انہیں لے کر گئیں۔ انہیں درد تھا، نبی ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ آپ نے وضو کیا تو وضو کا باقیماندہ پانی انہوں نے پی لیا۔ مہر نبوت کی انگوٹھی بھی دیکھی۔ * سائب کی والدہ ام العلاء بنت شریح الحضرمیہ ہیں۔ علاء بن الحضرمی ان کے ماموں ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی کئی احادیث براہ راست، اپنے والد، حضرت عمر، عثمان، عبداللہ بن سعدی، اپنے ماموں نصر، حویطب بن عبدالعزیز، طلحہ و سعد وغیرہ حضرات سے نقل کی ہیں۔ ان سے زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، ابراہیم بن قارظ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلیمان بن ابی خیشمہ اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو مدینہ کے بازار کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابو نعیم * لکھتے ہیں: بیاسی (۸۲ھ) میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: نوے (۹۰ھ) کے بعد ایک قول: اکانوے (۹۱ھ) اور ایک چورانوے (۹۳ھ) کا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: مدینہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ ادھر یعقوب بن سفیان کو وہم ہوا اور انہوں نے حرہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔

* اسد الغابہ (۱۹۲۰) * اسد الغابہ (۱۹۲۶) استیعاب (۹۰۷) * بخاری کتاب جزاء الصيد باب حج الصبیان (۱۸۵۸)
* بخاری کتاب الجہاد باب استقبال الغزاة (۳۰۸۳) ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی التلقی (۲۷۷۹)
ترمذی کتاب الجہاد باب ما جاء فی تلقی الغائب اذا قدم (۱۷۱۸)
* بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبوة (۲۵۴۱) مسلم کتاب الفضائل (۱۱۱) ترمذی کتاب المناقب (۳۶۴۳)
* الوافی بالوفیات (۱۰۴/۱۵)

باب سین کے بعد باء

۳۰۷۹ سباع بن ثابت الزهری

زہری حلیف ہونے کی وجہ سے ہیں۔ بغوی اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بروایت عبید اللہ بن ابی یزید بحوالہ ان کے ایک حدیث نقل کی ہے کہ میں نے دورِ جاہلیت کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے اور کہتے: ”آج دونوں مروہ کی پہاڑیوں کو کھٹکھٹانے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی“۔ اس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ اس طرح چلا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ میں جو قریشی بھی زندہ رہا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور یہ بھی قریشی ہیں جنہوں نے دورِ جاہلیت پایا اور اتنا زندہ رہے کہ ان سے عبید اللہ بن ابی یزید نے سماع کیا جو صغار تابعین میں سے ہیں۔ ان سباع کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے اور سنن میں ام کرز کعبیہ صحابیہ سے ایک حدیث ہے جو بروایت عبید اللہ اسی طرح ان کے حوالہ سے مروی ہے۔ بقول بعض: بروایت عبید اللہ بحوالہ ان کے والد سباع سے ہے۔

۳۰۸۰ سباع بن زید

یا ابن یزید۔ بن ثعلبہ بن قزعة بن عبد اللہ بن مخزوم بن مالک بن غلاب بن قطیعة بن قیس العنسی۔ ابن شہاب بن بطریق ابن کلبی بحوالہ ابوشغب عسی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عبس کے نو آدمی آئے ان میں سباع بن زید بن قزعة اور ابوالحسین بن لقمان بھی تھے۔ یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں جھنڈا بنا کر دیا اور فرمایا: ”میرے پاس اپنا دسواں آدمی بھی تلاش کر کے لاؤ“ اور ان کا شعار (کوڈ نمبر) ”یا عشرۃ“ قرار دیا۔ اور بطریق حسین بن محمد بن علی ازدی بحوالہ سباع بن زید مروی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے ”خالد بن سنان“ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایک نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے کھو دیا۔“

۳۰۸۱ سباع بن عرفطہ

النفاری۔ بقول بعض: الکنانی۔ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ ابن خزیمہ، امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ صغیر میں اور طحاوی بطریق خثیم بن عراک وہ بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ آیا تو نبی ﷺ خیبر میں تھے۔ آپ نے مدینہ میں سباع بن عرفطہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ ہم نے ان کے ساتھ نماز فجر میں شرکت کی اور پھر نبی ﷺ کے پاس خیبر میں پہنچ گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے وہیب نے اپنے والد کے واسطے سے بحوالہ اپنی قوم کی ایک جماعت نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آئے... پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

اسد الغابہ (۱۹۲۸) * اسد الغابہ (۱۹۲۹) * اسد الغابہ (۲۷۴/۲)

اسد الغابہ (۱۹۳۰) استیعاب (۱۱۳۴) تجرید (۲۸۰/۱) * التاريخ الصغير (۴۳/۱) * شرح مشكل الآثار (۳۶۱۴)

میں کہتا ہوں: وہیب کا یہ طریق بیہقی نے دلائل * میں موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں: انہیں نبی ﷺ نے غزوہ دومتہ الجندل * میں مدینہ میں نائب مقرر کیا تھا۔

۳۰۸۲ (ز) سَبْرَه بن ابی سَبْرَه وہی ابن یزید ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۰۸۳ (ز) سبرہ بن عمرو بن سابط انصاری۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۰۸۴ (ز) سبرہ بن عمرو تمیمی *

ابن اسحاق * نے بنی تمیم بن الاقرع اور قعقاع بن معبد کے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کا بیان ہے کہ خالد بن ولید جب عراق کے لیے روانہ ہوئے تو انہیں نائب مقرر کیا۔ عراقی جنگوں میں وہ ثنی بن حارثہ کے ساتھ ان کے تمام سپہ سالاروں میں شامل تھے۔

۳۰۸۵ (ز) سَبْرَه بن عَوْسَجَه

ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔ ان میں اور سبرہ بن معبد میں فرق کیا ہے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: دونوں ایک ہیں۔ سبرہ بن معبد بن عوسجہ اپنے دادا کی نسبت سے لکھے جاتے ہیں۔

۳۰۸۶ سَبْرَه *

پہلے نام کی طرح۔ بقول بعض: باء کی جگہ میم پیش والی۔ ابن فاتک بن الاخرم اسدی، یہی ازدی ہیں۔ اسی طرح بقول بعض: سین اور زاء سے لکھا جاتا ہے، جس کی صراحت ابو القاسم نے ”طبقات اہل حمص“ میں کی ہے۔ البتہ ابن ابی عاصم لکھتے ہیں: سین کے زبر سے پھر انہیں بنی اسد بن خزیمہ سے شمار کیا ہے۔ یہ خریم * بن فاتک کے بھائی ہیں۔ طبرانی * کی بطریق شععی بحوالہ امین بن خریم روایت ہے کہ میرے والد اور چچا غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ امام واقدی نے یہی قول نقل کر کے اسے عجیب سمجھا ہے اور فرمایا: خریم اور ان کے بھائی توفیح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔

میں کہتا ہوں: اسی بنا پر انہیں بدری صحابہ میں نہیں ذکر کیا جاتا، مجھے ابن مندہ کی ”غرائب شعبہ“ میں بطریق جبیر بن نفیر بحوالہ سمرہ بن فاتک یہ روایت ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تراز ورحمن تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کچھ لوگوں کو بلند کرتا اور کچھ کو پست کرتا ہے۔“ * (حدیث) دوسرے طریق سے یہ روایت نقل کی تو اس میں سمرہ فرمایا۔ ابن مندہ ہی کی بطریق عبداللہ بن یوسف التمیمی روایت ہے کہ سمرہ بن فاتک نے ہی مسلمانوں میں دمشق کو تقسیم کیا تھا۔ یہی روایت محمد بن عائذ نے بواسطہ ابو مسہر بحوالہ سعید بن

* دلائل النبوة (۱۹۸/۴) * اسد الغابہ (۲۷۵/۲) * الثقات (۱۷۶/۳) * اسد الغابہ (۱۹۳۳) استیعاب (۹۱۰)

* السيرة النبوية (۲۰۳/۴) * الثقات (۱۷۶/۳) * اسد الغابہ (۱۹۳۴) استیعاب (۹۱۱) تجرید (۲۰۸/۱)

* السنة لابن ابی عاصم (۳۶۱/۲، ۲۴۳/۱) * المعجم الكبير (۸۵۲/۱)

* المعجم الكبير (۶۵۵۷/۷) كتاب السنة لابن ابی عاصم (۲۲۰) مجمع الزوائد (۲۱۱/۷)

عبدالعزیز انہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ طبرانی مسند شامین میں لکھتے ہیں: سبرہ بن فاتک کا گزر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: سبرہ کے ساتھ محمد ﷺ کا نور ہے۔ اور بطریق محفوظ بن علقمہ بحوالہ عبدالرحمن بن عائد مروی ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے سبرہ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کا جواب دینے سے بچنے کے لیے غصہ پی لیا یہاں تک کہ وہ غصہ کی وجہ سے آبدیدہ ہو گئے۔

۳۰۸۷ سبرہ بن الفاکہ

بقول بعض: ابن الفاکہ۔ ایک قول ہے: ابن ابی الفاکہ الحزومی۔ بقول بعض: اسدی۔ صحابی ہیں، کوفہ فروکش ہوئے۔ نسائی حسن سند سے ان کی ایک حدیث ہے۔ صرف اس کی اسناد میں اختلاف ہے اس کے یہ الفاظ ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: شیطان انسان کے مختلف راستوں میں اسے (ورغلانے کے لئے) بیٹھ جاتا ہے“۔ حدیث جو جہاد کے متعلق ہے ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے ان کے ہاں سبرہ بن ابی فاکہ لکھا ہے، ان سے عمارہ بن خزیمہ اور سالم بن ابی الجعد روایت کرتے ہیں۔

۳۰۸۸ سبرہ بن معبد

بن عوجہ بن حرمہ بن سبرہ الجبلی ابو خریہ۔ بقول بعض: تصغیر ہے۔ صحابی ہیں۔ مدینہ فروکش ہوئے اور ذوالرودۃ کے پاس رہائش رکھی۔ ان سے ان کا بیٹا ربیع روایت کرتا ہے۔ ابن سعد کا بیان ہے یہ خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے اور خلافت معاویہ میں وفات پائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً ان کی حدیث نقل کی ہے اور امام مسلم اور اصحاب سنن نے ان کی روایت کی ہے۔ مسلم وغیرہ میں ان کی حدیث ہے کہ وہ اور ان کا دوست فتح مکہ کے روز باہر نکلے تو انہیں بنی عامر کی ایک خوبصورت لڑکی مل گئی۔ انہوں نے اس سے متعہ کرنے کا کہا، کہنے لگی: تم دونوں مجھے کیا دو گے؟ تو دونوں نے کہا: ہماری چادر۔ پھر وہ دیکھنے لگے تو مجھے اس نے میرے ساتھی سے زیادہ جوان اور خوبصورت پایا اور میرے ساتھی کی چادر کو میری چادر سے عمدہ پایا۔ اسی شش و پنج میں اس نے میرے ساتھی کے مقابلہ میں میرا انتخاب کر لیا۔ پھر تین راتیں میں اس کے ساتھ رہا۔ بعد میں نبی ﷺ نے ہمیں حکم دے دیا کہ ”جس کے پاس متعہ کی کوئی عورت ہو اسے چھوڑ دے“۔ سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے امیر معاویہ کی جانب قاصد بن کر گئے، جب آپ مدینہ کے والی بنے ان سے اہل شام کی بیعت کے مطالبہ کے لیے کہا۔

۳۰۸۹ (ن) سبرہ بن یزید

بن مالک بن عبداللہ بن ذویب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل الجبلی، یہی سبرہ بن ابی سبرہ ابو احمد الحاکم کی بطریق حجاج بن ارطاة بواسطہ عمیر بن سعد، بحوالہ سبرہ بن ابی سبرہ روایت ہے کہ ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا: تمہارے

اسد الغابہ (۱۹۳۵) استیعاب (۹۱۲) تجرید (۲۶۸/۱) نسائی کتاب الجہاد باب لمن اسلم وهاجر و جاہد (۳۱۳۴)

اسد الغابہ (۱۹۳۶) استیعاب (۹۱۳) الطبقات (۶۸/۴)

مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعہ (۳۴۰۵) ابوداؤد کتاب النکاح باب نکاح المتعہ (۲۰۷۲)

نسائی کتاب النکاح باب تحریم المتعہ (۳۳۶۸) ابن ماجہ کتاب النکاح باب النهی عن نکاح المتعہ (۱۹۶۲)

کون کون سے بیٹے ہیں۔ انہوں نے بتایا: عبدالعزی، حارث اور سبرہ تو آپ نے عبدالعزی کا نام تبدیل کر کے فرمایا: وہ عبداللہ ہے اور فرمایا: تمہارے بہترین ناموں میں سے عبداللہ، عبدالرحمن اور حارث ہے۔ * ابن قانع کا گمان ہے کہ اس حدیث والے ابو سبرہ وہی معبد بن عوجہ الجہنی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابو نعیم کی بطریق زیاد بن عبدالعزیز بواسطہ ابو سبرہ روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا اس میں ہے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس مسجد سے یقیناً ایسے فتنے نکلیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوتے ہیں“۔ * عزیز کے سواخ میں بھی ان کا تذکرہ ہونا ہے۔

۳۰۹۰) سبيع بن حاطب *

بن قیس بن یثرب بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو الانصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرمکاء بدر اور شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن موسیٰ کے ہاں یہ نام عین کے بجائے قاف سے سبق ہے۔ ابن ہشام نے سوبق تصغیر بھی نقل کی ہے۔

۳۰۹۱) سبيع بن قيس *

بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج انصاری۔ ابن شاپین * نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن کلبی سے نقل کیا ہے کہ یہ بدر و احد میں شریک ہوئے۔

۳۰۹۲) (ز) سبيع بن نصر المزني

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے عمر بن شبہ، موسیٰ، حماد سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ مدینہ آنے لگے اور بکثرت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی قوم کی ہم سے کفایت کر دے“۔ تو سبيع بن نصر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے کہ یہاں مزینہ کا جو شخص بھی ہے وہ کھڑا ہو جائے تو اتنے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے کہ مجلس خالی لگنے لگی۔ تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مزینہ پر رحم فرمائے“۔

۳۰۹۳) (ز) سبيع بن نصر المزني

سبق میں ذکر ہوا ہے۔

باب سین کے بعد جیم

۳۰۹۴) سجار شين میں ذکر ہوگا۔

* مسند احمد (۱۷۶۱۸) * کنز العمال (۳۱۰۲۵) * اسد الغابہ (۱۹۳۷) استیعاب (۹۱۴)

* اسد الغابہ (۱۹۳۸) استیعاب (۹۱۵) * ثقات ابن شاپین (۱۵۳)

ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ کی بطریق ابوالجوزاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ السجل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔*
 یابی نے دوسری سند سے بواسطہ ابوالجوزاء بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جس دن ہم آسمانوں کو ایسے
 یس کے جیسے طومار میں اوراق“۔* فرمایا: سجد سے مراد آدمی ہے۔ ابن مردویہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے حبشہ میں مرد کو سجد کہتے
 تے۔ ابن مردویہ اور ابن مندہ بطریق حمدان بن سعید بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سجد نامی ایک کاتب تھا۔ اللہ
 والی نے یہ آیت نازل کی: ”جس دن ہم آسمان کو ایسے لپیٹیں گے جیسے طومار میں اوراق“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، سجد، مرد ہے۔
 ابن مردویہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں سجد مرد کو کہتے ہیں۔ اسے ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے کہا: حمدان بن
 یابی اور ابن مندہ کو انہیں ابن سعید کہنے میں وہم ہوا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: اس روایت میں حمدان مفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ واقعی ابن علی ہیں تو وہ ثقہ ہیں مشہور ہیں۔ ان کا نام محمد بن علی بن مہران ہے۔ امام احمد کے شاگردوں
 سے ہیں۔ لیکن خطیب نے یہی روایت اپنی تاریخ میں حمدان بن سعید بغدادی کے سواخ میں نقل کی ہے۔ اسی بنا پر ابن مندہ کی
 روایت راجح ہے۔ برقانی سے منقول ہے: ازدی کا قول ہے: ابن نمیر اس میں مفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن نمیر اکابر ثقات میں سے ثقہ راوی ہے۔ یہ حدیث ان طرق سے صحیح ہے جس نے یہ کہا کہ یہ روایت
 موضوع ہے۔ اسے غفلت ہو گئی ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اس کے مخالف ایک روایت وارد ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم بطریق ابوجعفر
 الباقر روایت کرتے ہیں۔ سجد ایک فرشتہ ہے جس کے ام الکتاب میں ہر روز تین حج ہیں۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں فرشتوں کے
 اقوال ہیں: ”کیا آپ اس (زمین) میں ایسی مخلوق پیدا فرمائیں گے جو اس میں فساد کرے“۔* نقاش نے اپنی تفسیر میں یہ اضافہ نقل
 کیا ہے کہ وہ (فرشتہ) دوسرے آسمان میں ہے جس میں ہر سوموار اور جمعرات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں ثعلبی وغیرہ ابن
 عباس اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں: سجد صحیفہ (کتاب) ہے۔

باب سین کے بعدحاء

ابن خفاف احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی مسند شامیین میں بحوالہ
 عبدالرحمن بن عازد نقل کرتے ہیں کہ سحیم بن خفاف نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہو کر وعظ فرمانے لگے پھر آپ
 نے قیامت اور دجال کے قریب ہونے کا ذکر کیا یہاں تک کہ میں اپنی بکریوں کے لیے چل دیا جو پانچ سو تھیں ہر بکری سے اتنا دودھ ہو
 جتنا اونٹنی کا، پھر میں نے قرب قیامت کی وجہ سے ایک ایک کر کے انہیں بیچ دیا (یعنی مال کی ہوس و حفاظت کے لیے نہیں اٹھا تھا

اسد الغابہ (۱۹۴۰) * ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اتخاذ الکاتب (۲۹۳۵) البدایة والنہایة (۳۴۸/۵) ابن الاثیر اسد (۲۷۷/۲)

سورة الانبیاء (۱۰۴) * سورة البقرہ (۳۰) * اسد الغابہ (۱۹۴۲)

بلکہ قیامت کے قرب کے خوف سے انہیں فروخت کرنے اور سبکدوش ہونے کے لیے اٹھا تھا۔

۳۰۹۷ (دوسرے) * (بے نسبت)

احتمال ہے کہ خزاہی ہوں۔ امام احمد * بطریق ابوالزبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مقتول شخص کے بارے میں پوچھا تو حکیم نے اس کے بارے میں اعلان کیا، تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکیم کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور مجھے کسی مقتول کا علم نہیں۔ ابن شاپہ کی بطریق محمد بن عبید اللہ العزری بواسطہ عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا اور سعید بن المسیب بحوالہ عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی، معاذ بن جبل، بدیل بن ورقاء اور حکیم سے فرمایا: ”جاؤ لوگوں میں اعلان کرو اور انہیں ایام تشریق میں روزہ رکھنے منع کرو کیونکہ یہ (ایک دن چھوٹی عید کا اور تین دن بڑی عید کے) کھانے پینے کے ایام ہیں“ *۔

۳۰۹۸ (ز) * حکیم سمعہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

باب سین کے بعد خاء

۳۰۹۹ سَخْبِرَةُ الْاَزْدِي

عبداللہ بن سخبرہ کے والد۔ بقول بعض: اسدی۔ ترمذی * کی بطریق ابوداؤد اعمی جو ایک متروک راوی ہے۔ بواسطہ عبداللہ بن سخبرہ وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ”جس نے علم تلاش کیا تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہوں کے کفارہ ہے“۔ ان کی ایک اور حدیث ہے جسے طبرانی * نے بطریق عبداللہ بن سخبرہ بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور صبر سے کام لیا اسے کچھ عطا ہوا اس نے شکر کیا یا اس پر ظلم ہوا اس نے معاف کر دیا یا کسی زیادتی کی اور معافی مانگ لی انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ لیکن اس کی سند میں بھی ابوداؤد اعمی ہے۔

۳۱۰۰ سَخْبِرَةُ بِنِ عَبِيدَةَ الْاَسَدِي

ازبنی اسد بن خزیمہ۔ ابن اسحاق * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بنی عتتم بن دودان کے ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے پہلے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی تھی۔

۳۱۰۱ سَخْرُور

بروزن عصفور یہی ابن مالک الحضرمی ہیں۔ ابن یونس * نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ان

* اسد الغابہ (۱۹۴۱) * مسند احمد (۳/۳۴۹) * مجمع الزوائد (۵۲۴۲)

* ترمذی کتاب العلم باب فی طلب العلم (۲۶۴۸) * المعجم الكبير (۷/۶۶۱۳)

* السيرة النبوية (۲/۸۸) * الاكمال (۴/۲۶۶)

صرف صحابیت حاصل ہے۔ مصر رہائش رکھتے تھے اور اس کی فتح میں شریک تھے ان کا ایک خطبہ بھی ہے جو انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر لیا تھا جس میں نبی ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ ابو عمر الکندی نے وہ خطبہ بطریق ولید بن سلیمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے عائد بن جابر بن ربیعہ الحضرمی کو فرماتے سنا کہ جب مروان مصر کی طرف روانہ ہوا تو تمام اہل مصر اس کی ممانعت کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ صرف ان کے معزز لوگوں کی ایک جماعت اس سے باز رہی۔ ہر جماعت میں ان کا خطیب کھڑے ہو کر انہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیروی کی ترغیب دینے لگا۔ حذور بن مالک الحضرمی جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ سے بیعت کی تھی۔ حضرموت میں کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگے۔ فرمایا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ پھر اس خطبہ کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: جب اہل مصر نے مروان سے مصر میں داخل ہونے پر صلح کر لی اور وہ اس میں آ گیا تو حذور نے یہ دعا کی: ”اے اللہ! نہ میں اسے دیکھوں ورنہ وہ مجھے دیکھے، میری عمر کافی ہو گئی ہے مجھے اپنی طرف لے لے۔“ چنانچہ مروان کے مصر میں داخل ہونے کے بعد نو راتوں کے اندر اندر فوت ہو گئے۔

باب سین کے بعد راء

(۳۱۰۲) (ن) سراج بن قرة

بن ربیعہ ابن زرعہ بن الکاہن بن عمرو بن عوف بن ابی ربیعہ بن الصموت بن عبد اللہ بن کلاب مشہور جاہلی شاعر ہیں۔ ادھر ابو الحسین بن سراج اندلسی جو عیاض کے شیخ ہیں ان کا گمان ہے یہ ان کے دادا ہیں اور نبی ﷺ کے پاس آئے۔ وہ کہتے ہیں: یہ ابن قرہ ہیں جبکہ شاعر کے بارے میں مشہور ہے وہ ابن قوہ ہے۔ عیاض لکھتے ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے شیخ کی متابعت کی ہو کہ سراج کو بارگاہ نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ اندلس کے مؤرخ ابو مروان بن جناح کا بیان ہے: عبد الملک بن مروان بن سراج، عبد الرحمن بن معاویہ الداخل کے مولا ہیں۔ قاضی سراج بن عبد الملک ان کی ولایت کی صراحت کرتے اور اپنے جدا کبر سراج کی آزادی کے تحریر نامہ پر فخر کرتے تھے۔ ابوالولید ابن طریف الکاتب نے ”اخبار عبد الملک بن سراج“ میں لکھا ہے کہ ان کے آباء واجداد قید ہو گئے۔ اس لئے انہیں موالی بنی امیہ میں شامل کر دیا۔ عیاض فرماتے ہیں: ہمارے شیخ کا دعویٰ تسلیم شدہ ہے کیونکہ انہیں علم حدیث، امامت اور معتبر ہونے میں سبقت و پیش قدمی حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: معجم الشعراء میں مرزبانی کا بیان ہے، سراج بن قرة العامری جو بنی الصموت بن عبد اللہ بن کلاب کے ایک سرد ہیں۔ جاہلی دور کے ہیں اور ایام جاہلیت کے کسی دن کا ان کا ایک شعر نقل کیا۔

(۳۱۰۳) سراج بن مجاعة

بن مرارہ بن سلمی الیمامی الحنفی ان کے والد صحابی ہیں۔ رہے یہ تو ان کے متعلق ابن حبان پہلے لکھتے ہیں کہ صحابی ہیں پھر

انہیں تابعین میں ذکر کر دیا۔ اسی طرح امام بخاری اور ابوحاتم نے بھی تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ باوردی ابن اسکن ابن قانع اور باقی سب نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور سبھی نے بطریق عینہ بن عبد الواحد قرشی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے مجاہد کو پیامہ میں زمین عطا کی۔ (حدیث) ابوداؤد بطریق ہلال بن سراج وہ اپنے والد سراج سے وہ بحوالہ اپنے والد مجاہد ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

۳۱۰۴ سراج التیمی

تمیم الداری کے غلام۔ کنیت ابو مجاہد تھی۔ ابن مندہ اور خطیب نے ”المؤتلف“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ علی بن مجاہد، سراج سے نقل کرتے ہیں: ان کا نام فتح تھا۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم پانچ افراد تمیم کے غلام تھے، ہماری تجارت شراب تھی۔ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے توڑ دیا (شراب کا مٹکا)۔ خطیب لکھتے ہیں: میں نے انہی کے قلم سے نقل کیا ہے جس میں دو مرتبہ ”عن ابیہ عن جدہ عن ابیہ عن جدہ“ ہے۔ علی بن مجاہد اپنے دادا مجاہد سے وہ اپنے والد سراج خادم بیت المقدس روایت کرتے ہیں جن کا نام فتح تھا۔ ان کے قلم سے ایسا ہی تا سے فتح لکھا ہے، فرمایا: ہم لوگ تمیم الداری کے ساتھ ان کے پانچ غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہماری تجارت شراب پر مبنی تھی جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، آپ نے مجھے اس کا مٹکا توڑنے کا حکم دیا تو میں نے اسے توڑ دیا تو نبی ﷺ نے تمیم سے فرمایا: ”اپنے غلام میرے ہاتھ بیچ دو تا کہ میں انہیں آزاد کر دوں۔“ تو تمیم نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے انہیں آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کھجور کی شاخ جلا کر روشنی کی جاتی تھی تو ہم لوگ فانوس، تیل اور رسیاں لے کر آئے۔ میں نے مسجد میں چراغ جلائے، نبی ﷺ نے روشنی دیکھ کر فرمایا: مسجد میں کس نے چراغ جلا لیا ہے تو تمیم الداری نے فرمایا: میرے اس غلام نے، آپ نے فرمایا: اس کا کیا نام ہے؟ انہوں نے فرمایا: فتح آپ نے فرمایا: نہیں اس کا نام سراج (چراغ) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سراج رکھا، پھر ان کے آنے اور مٹکا توڑنے کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ وغیرہ فتح حرف فاء میں ان کا ذکر کرنا بھول گئے۔ اور نہ ابو موسیٰ نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے بلکہ وہاں ایک یمنی تابعی کا ذکر کیا ہے جو ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں لیا ان کی حدیث مسند احمد میں ہے اور ابو بکر بن ابی علی وغیرہ کی تخریج کی طرف اس کی نسبت کی ہے جعفر مستغفری نے یہ نام فتاح لکھا ہے۔ یہ فارسی نام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمیم کے غلام کا یہ نام ہو، لیکن جیسے پہلے گزر چکا ہے کہ خطیب کے قلم سے یہ نام فتح ہی لکھا دیکھا ہے ایسا ہی استیعاب کے ایک نسخہ میں ہے۔

۳۱۰۵ (ز) سراج بن ربیع

ابن اسحاق نے اور ابن الامین نے ”ذیل علی الاستیعاب“ میں محمد بن اسمعیل الصالح کی حدیث سے ان کا ذکر کیا ہے، لہذا اسے لکھ لیا جائے۔

التاریخ الكبير (۲۰۵/۲) الجرح والتعديل (۳۱۶/۴) جامع المسانید (۶۷/۴)
اسد الغابہ (۱۹۴۷) استیعاب (۱۱۳۶) تجرید (۲۰۹/۱) الدر المنثور (۲۱۷/۳) تفسیر القرطبی (۲۵۷/۱۲)

سراقہ نامی حضرات کا تذکرہ

۳۱۰۶) **سراقہ بن جعشم** وہی ابن مالک ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۰۷) (ن) **سراقہ بن حارث** صحابی ہیں۔ بقول طبری ان کی ایک روایت ہے ان کا نسب معلوم نہیں۔

۳۱۰۸) **سراقہ بن الحارث** بعد والے میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۱۰۹) **سراقہ بن الحباب**

بن عدی الانصاری ثم العجلانی موسیٰ بن عقبہ نے شہداء حنین میں ایسا ہی ابن اسحاقؒ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے والد کا نام حارث بتایا ہے۔ اسی طرح ابن ہشام کی ”تہذیب السیرة“ میں ہے۔ لیکن یونس بن بکر نے بحوالہ ابن اسحاق مغازی میں ان کے والد کا نام حباب درست نقل کیا ہے۔ ادھر ابن عبد البرؒ کو وہم ہو گیا انہوں نے سراقہ بن حارث اور سراقہ بن حباب میں فرق کیا ہے۔ یہ بات ابن الاثیر نے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: درست بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں اسی طرح ابن فحون نے اس سے آگاہ کیا ہے۔

۳۱۱۰) **سراقہ بن سراقہ**

ابن مندہ کی بطریق یعقوب بن عقبہ عبد الواحد بن عوف سے بحوالہ سراقہ بن سراقہ روایت ہے کہ سنان بن سلمہ نے خیبر کے روز تلوار سے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے کوئی دیت مقرر نہیں فرمائی۔

۳۱۱۱) **سراقہ بن عمرو بن زید**

بن عبد مناة بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج انصاری۔ عدوی کا بیان ہے غزوہ احد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے اور جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۳۱۱۲) **سراقہ بن عمرو بن عطیہ**

بن خنساء بن مبدول بن عمرو بن غنم بن مالک بن النجار انصاری خزرجی۔ ابو حاتمؒ کا قول ہے: بدری صحابی ہیں لیکن ان کی کوئی روایت نہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ان کی والدہ عتیلہ بنت قیس بن زعوراء بن حرام نجاری ہیں۔ بدر، احد اور خندق وغیرہ جنگوں میں شریک ہوئے اور غزوہ موتہ میں شہادت پائی۔ ابن اسحاقؒ اور واقدی کا قول ہے: بدر میں شرکت کی اور غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

اسد الغابہ (۱۹۴۸) استیعاب (۹۱۶) اسد الغابہ (۱۹۴۹) استیعاب (۹۱۷) السیرة النبویہ (۷۹/۴)

استیعاب (۱۴۷/۲) اسد الغابہ (۲۷۹/۲) اسد الغابہ (۱۹۵۰) جامع المسانید (۶۹/۴) اسد الغابہ (۲۷۹/۲)

اسد الغابہ (۱۹۵۱) استیعاب (۹۱۸) السیرة النبویہ (۲۵/۴) اسد الغابہ (۱۹۵۲) استیعاب (۹۱۹)

ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے۔

۳۱۱۳ سراقہ بن عمرو

ان کا لقب ذوالنور تھا۔ بقول ابو عمر: * مؤرخین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، نسب کسی نے نہیں بیان کیا۔ فتوحات میں امیر مقرر تھے اور پہلے بارہا بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن عمرو کو دروازے کی طرف واپس کر دیا اور سرخیل لشکر پر عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی کو مقرر کر دیا۔ سراقہ ہی نے ارمینیا کے باشندوں سے صلح کی تھی اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عبدالرحمن کو اپنا نائب بنایا تھا بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی عہدہ پر برقرار رکھا سراقہ عبدالرحمن ذوالنور بھی کہلاتے تھے۔

۳۱۱۴ سراقہ بن عمیر

رونے والوں میں سے ایک۔ طبرانی نے بطریق عبدالغنی بن سعید جو ایک ضعیف راوی ہے۔ اپنی تفسیر میں بطریق عطاء اور ضحاک بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آتے ہیں تاکہ آپ انہیں سواری عطاء کریں“ * ان میں سے سراقہ بن عمیر * بھی تھے۔ یہی قصہ سالم بن عمیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے لہذا احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہیں۔

۳۱۱۵ سراقہ بن کعب

بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ۔ بقول بعض: عروہ بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابن اسحاق اور ابو معشر وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ البتہ ابو عمر لکھتے ہیں: * خلافت معاویہ تک حیات رہے۔

۳۱۱۶ سراقہ بن مالک

بن بعتشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدح بن مرہ بن عبدمنانہ ابن کنانہ الکنانی المدلیجی۔ اپنے دادا کی نسبت سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ ابوسفیان کنیت تھی۔ قدید فروکش ہوئے تھے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ان کا وہ واقعہ نقل کیا ہے جس میں انہیں نے ہجرت مدینہ کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بددعا دی تھی تو ان کے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس گئے۔ تو انہوں نے خلاصی کی درخواست کی اور یہ وعدہ کیا کہ کسی کو نہیں بتائیں گے۔ چنانچہ آپ نے معاف کر دیا اور انہیں امان لکھ دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے۔ اسی قصہ کو بطریق

* اسد الغابہ (۱۹۵۲) استیعاب (۹۱۹) * استیعاب (۱۴۷/۲) * اسد الغابہ (۱۹۵۳) * سورة التوبة (۹۲)

* اسد الغابہ (۲۸۰/۲) * اسد الغابہ (۱۹۵۴) استیعاب (۹۲۰) * اسد الغابہ (۱۴۸/۲)

* اسد الغابہ (۱۹۵۵) استیعاب (۹۲۱) تجرید (۲۱۰/۱)

* بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام (۳۶۵۲، ۳۶۱۵)

براء بن عازب بحوالہ حضرت ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ اپنے اس واقعہ میں سراقہ ابو جہل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ابو حکم کاش! تم وہ منظر دیکھتے جب میرے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ محمد واضح دلیل کے ساتھ بھیجے رسول ہیں، تو کون ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ابن عیینہ بواسطہ اسرائیل ابی موسیٰ بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن مالک سے فرمایا: ”اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم کسریٰ کے ننگن پہنو گے۔“ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے ننگن اور ازار بند لائے گئے جن میں تاج بھی تھا تو آپ نے سراقہ کو بلا بھیجا اور ننگن انہیں پہنائے۔ وہ چہرے اور کانوں پر زیادہ بالوں والے تھے اسی طرح ان کے دونوں بازوؤں پر بھی بہت بال تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے کسریٰ بن ہز مڑ سے چھین کر سراقہ اعرابی کو پہنائے۔“ یہی روایت ان سے ان کا بھتیجا عبدالرحمن بن مالک بن جشم کا بیٹا روایت کرتا ہے ان سے ابن عباس، جابر، سعید بن المسیب اور طاؤس نے روایت لی ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ﴿۳۱۷﴾

﴿۳۱۷﴾ (ز) سراقہ بن مالک انصاری

کعب بن مالک کے بھائی۔ حاکم ﴿۳۱۷﴾ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حوض پر آنے والے گمشدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا کیا (اسے پانی پلانے میں) ان کے لیے اجر ہے؟ (حدیث) اس کی سند میں ضعف ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ ان سراقہ کا کسی نے صحابہ میں ذکر کیا ہو البتہ بہل بن مالک کے حالات میں طحاوی کی روایت آتی ہے جو بطریق عبدالرحمن بن کعب بن مالک بحوالہ ان کے چچا منقول ہے۔ جس میں ان کا نام نہیں لیا ہے لہذا احتمال ہے کہ وہ یہ ہوں۔

﴿۳۱۸﴾ (ز) سراقہ بن مرداس السلمی

عباس کے بھائی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو، البتہ مجھے ابو الفرج اصہبانی کی نقل کردہ ایک روایت ملی ہے جس سے ان کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے کہ عباس بن مرداس کی کنیت ابو الہیثم تھی جس کے متعلق ان کے بھائی سراقہ ان کا مرثیہ کہتے ہیں:

”اے آنکھ! کیا میں ابو الہیثم پر آنسو نہ بہاؤں۔ دیکھ! تھکنا نہیں بلکہ لگا تار آنسو بہا!

دلیل یہ ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کا بھائی عباس فوت ہوا، باوجودیکہ ان کے والد کا انتقال اسلام سے پہلے ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے دور نبوت پایا ہے۔ فتح مکہ کے روز عباس بن سلیم کی ہزاروں کی نفری میں تھے تو ان کے بھائی یقیناً انہی میں ہوں گے۔ عباس کا انتقال خلافت فاروقی یا عثمانی میں ہوا، ان کے حالات میں آتا ہے کہ وہ بصرہ فروکش ہوئے اور جنگل میں مقیم رہے، ایک قول ہے کہ دمشق آئے اور وہاں اپنی حویلی بنائی۔

﴿۳۱۷﴾ اتحاف السادة المتقين (۱۸/۷) منطقہ سے مراد ہر وہ پٹی ہے جس سے کمر کسی جائے۔

﴿۳۱۸﴾ استیعاب (۱۴۸/۲) المستدرک (۶۱۹/۳)

۳۱۱۹ سراقہ بن المعتمر

بن انس ابن اذاة بن رباح بن عبد اللہ بن قزط بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ ابن کلبی کا گمان ہے: بدر میں شریک ہوئے جس میں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، البتہ اگر شرکت سے ان کی مراد کفر کی حالت میں شرکت تھی تو بجا ہے، بعد میں اسلام لے آئے۔ یہی عمرو بن سراقہ کے والد ہیں۔ پھر مجھے بحوالہ ابو عبید ابن کلبی جیسی روایت مل گئی جبکہ وہ بھی انہی کا پیرو (پیچھے چلنے والا) ہے۔ ابتداء میں سراقہ مسلمانوں کے بڑے مخالف تھے اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے سخت عذاب ہر ظالم، ڈینگ مارنے والے، بک بک کرنے والے اور بازاروں میں سراقہ بن معتمر کی طرح شور مچانے والے کو ہوگا۔ اسے بلا ذری نے نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر کی کتاب میں ان کے نسب سے انس نام رہ گیا ہے، جبکہ ”ابن الامین“ نے انس تک پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ جس کی وضاحت ان کے والد عمرو بن سراقہ کے حالات میں ہوگی۔

۳۱۲۰ سرحان

مولا ابوراشد، عبدالرحمن بن عبیدالازدی۔ ان کا ذکر ان کے مولا عبدالرحمن کے سوانح میں ایک حدیث میں ہوگا جسے الدولابی نے لکھنی میں نقل کیا ہے۔

۳۱۲۱ سرع

یحییٰ بن مندہ نے ان کا ذکر بحوالہ عبد اللہ بن اشکاب کیا ہے کہ انہوں نے ”الافراد“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۲۲ (ز) سُرْقُوْحَه (بے نسبت)

ان کے نام کو قلمبند کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا۔ ان کی حدیث جامع ابن عیینہ میں ان کی روایت سے بواسطہ عبید اللہ بن ابی یزید بحوالہ عبید بن عمیر مروی ہے۔ آپ ﷺ کے پاس سُرْقُوْحَه نامی شخص قتل کیے جانے کے لیے لایا گیا، آپ نے پوچھا: ”کیا یہ نماز پڑھتا ہے؟“ لوگوں نے بتایا: جب لوگ اسے دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

۳۱۲۳ سُرْق

عسکری نے یہ نام بغیر تشدید کے قلمبند کیا ہے جو غُذْر اور عُمر کے وزن پر ہے۔ اور محدثین پر را کو مشدّد لکھنے پر نکیر کی ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام اسد ہے۔ صحابی ہیں، مصر فروکش ہوئے۔ بقول بعض: ان کا نام حباب تھا، جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا تھا۔ نسباً چینی بقول بعض دیکھی ایک قول کے مطابق انصاری ہیں۔

ابن یونس اور ازدی لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فتح مصر میں شریک تھے اور انہیں وہاں نطہ ارضی بھی ملا۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ زید بن اسلم نے فرمایا: میں نے اسکندریہ میں ایک بزرگ شخص دیکھا جسے ”سُرْق“ کہا جاتا تھا، میں نے کہا: یہ بھی کوئی نام ہے؟ انہوں نے بتایا: میرا یہ نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا ہے۔ اسی طرح ابو موسیٰ اور حسن بن سفیان بطریق مسلم بن خالد

اسد الغابہ (۱۹۵۶) * اسد الغابہ (۱۹۵۹) استیعاب (۱۱۳۷) تجرید (۲۱۰/۱)

بحوالہ عبدالرحمن بن بیکمانی (سلیمانی) روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں مصر میں تھا مجھ سے ایک شخص کہنے لگا: کیا میں تمہیں ایک صحابی کا پتہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! پھر لمبی حدیث ذکر کی، جس میں ان کے اس نام کی وجہ بیان ہوئی ہے۔ کنتیوں میں عبادلہ کے ذیل میں بیان ہوگا کہ عبدالرحمن القسبی نے مذکورہ سرق کا واقعہ بیان کیا ہے، ان کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا۔ ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث لی ہے جو ایک مصری کے طریق سے بحوالہ ان کے قسم اور گواہ کے بارے میں ہے۔

۳۱۲۲ (سرق (دوسرے)

ایمان لانے والے جنوں میں سے ہیں۔ ”دلائل“ میں بیہقی کی روایت ہے کہ ابو معمر انصاری کا قول ہے: ایک دفعہ عمر بن عبدالعزیز ایک بیابان میں جا رہے تھے، آپ کا مکہ کا ارادہ تھا۔ اچانک انہیں ایک مردہ سانپ نظر آیا، آپ نے فرمایا: کدال لاؤ۔ چنانچہ آپ نے گڑھا کھود کر اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ ایک غیبی آواز آئی: سرق تم پر اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سرق! تم ایک بیابان میں موت سے دوچار ہو گے اور تمہیں میری اُمت کا بہترین شخص دفن کرے گا۔“ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ اس نے کہا: میں جن ہوں اور یہ سرق ہے۔ نبی ﷺ سے بیعت کرنے والوں میں سے میرے اور اس کے علاوہ کوئی نہ بچا تھا۔ ہم نے عباس ثقفی (برقی) کی حدیث میں اسی سے ملتا جلتا واقعہ نقل کیا ہے۔ خواتین کے حصہ میں حرف خاء میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۲۵ سریع بن الحکم السعدی

از بنی تمیم۔ بقول ابن السکن: بصرین میں شمار ہوتے ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں سہل بن وقاص بن سربج سے بحوالہ سربج بن حکم روایت کی ہے کہ میں بنی تمیم کے وفد میں روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں اپنے اموال کی زکوٰتیں پیش کیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، جس میں سہل متفرد ہے۔ اسی کو باوردی اور ابن السکن نے بطریق سہل بن وقاص روایت کیا ہے۔ باوردی کا بیان ہے کہ خالد بن ولید جب پیامہ مسلیمہ کو قتل کرنے جانے لگے تو انہوں نے رہنمائی کی اس بارے میں ان کی اچھی خدمات ہیں۔

باب سین کے بعد عین - سعد نامی حضرات

۳۱۲۶ سعد بن الاخرم الطائی

عبداللہ بن احمد ”زیادات مسند“ میں ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ بطریق اعمش بواسطہ عمرو بن مرہ، مغیرہ بن سعد الاخرم وہ اپنے والد یا چچا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس عرفہ میں آیا، آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی، لوگوں نے

دلائل النبوة (۴۹۴/۶) * اسد الغابہ (۱۹۶۱) تجرید (۲۱۱/۱) * جامع المسانید (۸۲/۵)

اسد الغابہ (۱۹۶۲) استیعاب (۹۲۲) تجرید (۲۱۱/۱)

مجھے ہٹانا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو“۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ جہنم سے دور کرنے والے کیا امور ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو“۔ (حدیث حسن بن سفیان نے یہ حدیث اسی سند سے نقل کی اور اس میں والد یا چچا کے بارے میں اعمش کے شک کا اضافہ نقل کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: اس کو اعمش سے نقل کرنے میں یحییٰ بن عیسیٰ متفرد ہے۔ عبد اللہ بن احمد کی روایت میں عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ اعمش ان کی متابعت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: سعد کی ابن مسعود سے ترمذی وغیرہ میں ایک روایت ہے۔ امام بخاری اور ابوحاتم نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ان کے چچا کا نام ”عبد اللہ“ ہے۔ ابواحمد العمسری کا قول ہے: امام بخاری فرماتے ہیں: یہ حدیث تو مغیرہ بن عبد اللہ یشکری سے منقول ہے اور عثمان بن ابی شیبہ سے بواسطہ جریر بنحوالہ اعمش نقل کیا ہے جس میں ہے: مغیرہ بن عبد اللہ یشکری بحوالہ اعمش والد نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۱۲۷ سعد بن اسحاق

مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں؟ صرف ابن حزم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مسند بقی بن مخلد میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ”سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ“ ہیں۔ اگر یہ وہی ہیں تو پھر ﷺ کے حوالہ سے ان کی حدیث مرسل ہے یا معضل۔ واللہ اعلم۔

۳۱۲۸ سعد بن اسعد

بن خالد انصاری۔ سہل بن سعد کے والد۔ یہی سعد بن مالک ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۲۹ سعد بن الاطول (دراز قد)

بن عبد اللہ بن خالد بن واہب بن غیاث بن عبد اللہ بن سعید بن عدی بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینہ الجعفی۔ خلیفہ بن خیاط نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو مظفر ہے، ابن ماجہ میں ان کی ایک حدیث ہے ان کے بھائی یسار بن الاطول کے حالات میں ان کا تذکرہ ہونا ہے۔ تاریخ البخاری اور معجم بغوی میں نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت موجود ہے۔

۳۱۳۰ سعد بن ایاس

البدری الانصاری۔ ابو موسیٰ کی بطریق الاحوص بن یوسف بحوالہ سعد بن ایاس انصاری بدری روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے سنا: ”چچا جان! کل جب ہو تو آپ اور آپ کے بیٹے اپنے گھر میں نہ ٹھہریں“۔ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن ماجہ میں اس کا دوسرا طریق بھی ہے۔

مسند احمد (۴۷۲/۳) جامع المسانید (۸۴/۵) اسد الغابہ (۲۸۳/۲) تاریخ الكبير (۵۴/۲)

الجرح والتعديل (۸۰/۴) اسد الغابہ (۱۹۶۳) اسد الغابہ (۱۹۶۶) استيعاب (۹۲۳)

اسد الغابہ (۱۹۶۸) تجرید (۲۱۱/۱) ابن ماجہ کتاب الادب باب الرجل يقال له كيف اصحت (۳۷۱۱)

۳۳۱ سعد بن بجیر

بن معاویہ بن قحافہ بن نفیل بن سدوس البجلی۔ انصار کے حلیف۔ یہی سعد بن حُبَہ ہیں جو ان کی والدہ کا نام ہے۔ اسی سے ان کی شہرت ہوئی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: یہ قاضی ابو یوسف کے دادا ہیں۔ بغوی کا قول ہے۔ ابو یوسف بحوالہ ایوب بن نعمان روایت کرتے ہیں کہ میں سعد بن حُبہ کے جنازہ میں شریک تھا زید بن ارقم نے ان کے جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔ ابن کلبی حدیث ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اُحد کے روز میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو مجھے سعد ہل گیا میں نے اسے ایک ضرب لگائی اتنے میں سعد ابن حُبہ آ گئے، انہوں نے بھی اسے ضرب لگائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔

۳۳۲ سعد بن تمیم السکونی

یحییٰ بن معین، امام بخاری اور ابو حاتم کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: دمشق رہائش پذیر تھے۔ ابو زرہ دمشقی بطریق عثمان بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بلال بن سعد سے سماع کیا ہے اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ بقول بعض: آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی تھی۔ ابو زرہ لکھتے ہیں: وہ سعد بن تمیم ہیں۔ انہیں القاری بھی کہا جاتا ہے۔ السکون کے رہنے والے تھے۔ ”جماعت کے روز“ دمشق میں تھے۔ شام میں ان سے مروی دو حدیثیں ہیں جن کی سند حسن ہے۔ ابراہیم بن جبند کا قول ہے: کسی نے ابن معین سے پوچھا: کیا بلال بن سعد کے والد صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ ابن عمار فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور حاکم کا قول ہے: ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ابن ابی خنیسہ بطریق ابن ابی جمیلہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بلال کے والد رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے، جب رات کی آخری گھڑی ہوتی تو نہ آتے بلکہ اپنے گھر میں قیام فرماتے۔ بلال بن سعد کی بحوالہ اپنے والد ایک حدیث ہے جسے ابن جوصان نے بطریق عبد اللہ بن العلاء بن زید نقل کیا ہے کہ میں نے بلال بن سعد کو بحوالہ اپنے والد روایت کرتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ کے بعد خلیفہ کے لیے کتنی فرمانبرداری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک وہ فیصلہ میں انصاف کرتا رہے اس کی اتنی ہی فرمانبرداری ہے جتنی میری ہے۔“ (حدیث)

ابن ابی داؤد بطریق ابن جابر بحوالہ بلال بن سعد روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد کی وفات کا وقت ہوا تو فرمانے لگے: بیٹا! تمہارے بیٹے کہاں ہیں؟ تو میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ انہیں سفید قمیصیں پہناؤ پھر انہیں ان کے پاس لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ! میں انہیں کفر، عمل کی گمراہی، غلامی اور لوگوں کی محتاجی سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں اسی طرح روایت کی ہے۔ طبرانی نے دو سری سنہ سے جو ابن جابر تک ہے جسے انہوں نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ بلال بن سعد سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے بیٹے کہاں ہیں؟ عرض کی: یہیں ہیں۔ فرمایا: ”انہیں میرے پاس لے آؤ!“ پھر اس کا ذکر کیا، لگتا ہے اس کا مراد نوع ہونا وہم پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابہ (۱۹۷۰) الطبقات (۳۴/۶) اسد الغابہ (۱۹۷۲) استیعاب (۹۲۵) تجرید (۲۱۲/۱)

الجرح والتعديل (۸۱/۴) جامع المسانید (۸۹/۵) المعجم الكبير (۳۴۶۱)

۳۱۳۳ سعد بن جناده العوفي

عطیہ عوفی کے والد۔ ابن السکن اور باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کی بطریق یونس بن نفیع الحولی بحوالہ سعد بن جناده روایت ہے کہ اہل طائف میں سے سب سے پہلے میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام قبول کیا۔ (حدیث) ابو نعیم کی روایت ہے کہ یونس بحوالہ سعد بن جناده دس احادیث نقل کرتے ہیں۔

۳۱۳۴ سعد بن جاریہ

بقول بعض: حارثہ بن لوذان بن عبدوڈ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج انصاری ساعدی بقول ابن اسحاق: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، انہوں نے نبی سالم بن عوف سے شمار کیا ہے۔

۳۱۳۵ سعد بن حبثہ

دہی ابن سمیر، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۱۳۶ سعد بن ابی جندب

بن زید بن ابی سمیر، حکم بن عمرو کے مولا۔ بقول طبری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۳۱۳۷ سعد بن حارث

بن الصمہ انصاری، جہیم کے بھائی۔ بقول ابن شاپین: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ طبری لکھتے ہیں: صحابی رسول ﷺ ہیں۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

۳۱۳۸ سعد بن حبان

بن منقذ بن عمرو المازنی، ان کی والدہ ہند بنت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ بقول عدوی: بیعت رضوان میں شریک تھے اور واقعہ حرہ میں شہادت پائی۔

۳۱۳۹ سعد بن حبثہ

طبرانی نے بطریق واحدی، ایوب بن نعمان کی بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا روایت نقل کی ہے کہ میں نے احد میں نبی ﷺ کے بدن پر دو زہر ہیں دیکھیں (جو بھر پور جنگی تیاری اور بہادری کی علامت ہے)۔ ابن حبان نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نعمان کے والد کا نام سعد بن حبثہ ہے۔ چنانچہ وہ ثقات التبعین میں رقمطراز ہیں: نعمان بن سعد ابن حبثہ۔ حضرت علی، زید بن ارقم سے روایت کرتے اور ان سے ان کا بیٹا نعمان بن سعد ان سے ان کا بیٹا۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے لکھا ہے۔

اسد الغابہ (۱۹۷۴) تجرید (۲۱۲/۱) * المعجم الكبير (۵۴۸۳/۶) اسد الغابہ (۲۸۸/۲)

اسد الغابہ (۱۹۷۶) استیعاب (۹۲۶) * اسد الغابہ (۱۹۷۹) * المعجم الكبير (۹۳۸)

الثقات (۴۷۲/۵) * الجرح والتعديل (۴۴۶/۸)

اسی طرح نعمان کو عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے بھی روایت حاصل ہے۔

۳۱۲۰ سعد بن جمّاز

بن مالک انصاری، ثم البلوی۔ حلیف بنی ساعدہ۔ والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: حمار جو ایک جانور کا نام ہے ایک قول ہے: حمان۔ یہ الامیر کا قول ہے، پہلے قول پر طبری نے اعتماد کیا ہے ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود عروہ سے روایت کرتے ہیں، یہ سعد بن حبان ہیں یعنی میم کے بجائے باء ہے۔ واللہ اعلم۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاپین لکھتے ہیں: احد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔

۳۱۳۱ سعد بن حرّہ

عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابو موسیٰ نے بطریق علی بن سعید العسکری پھر بطریق سعید بن ابی ایوب، ابن عجلان سے، سعید المقبری سے بحوالہ سعد بن حرّہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی وضو کر کے مسجد کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ ہرگز دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں نہ ملائے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔“

میں کہتا ہوں: اس اسناد کے راوی ثقات ہیں۔ لیکن مجھے اس میں لفظی غلطی معلوم ہوتی ہے اور کچھ چھوٹ گیا ہے۔ یہ متن ابن ماجہ اور دارمی نے دو طریقوں سے بواسطہ مقبری بحوالہ سعد بن حرّہ نقل کیا ہے۔ ایسا ہی ایک جماعت نے ابن عجلان سے نقل کیا ہے۔ لیکن ابن جریر فرماتے ہیں: ان سے بواسطہ مقبری، کعب کے کسی بیٹے سے بحوالہ کعب مروی ہے۔ یہی حدیث قطان نے ابن عجلان سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ ابن خزیمہ اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس میں ابن عجلان سے خلط ہو گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ”ان سے خالد بن حبان نے روایت کی اور مصیبت لاکھڑی کی کہ ابن عجلان سے بواسطہ سعید بن المسیب بحوالہ ابو سعید مروی ہے۔“ البتہ ابن ابی ذئب کی اسناد عمدہ ہے۔ میرے نزدیک جو شخص بنی سالم سے ہے وہ سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: میرا غالب گمان یہ ہے کہ عسکری کی روایت میں جو سعد بن عجرہ ہے وہی سعد بن اسحاق ہیں جن کا نسب بعض دفعہ ان کے والد کے دادا کی طرف بیان کر دیا جاتا ہے، پھر اس میں لفظی غلطی ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

۳۱۳۲ سعد بن حنظلہ بن یسار حنظلہ کے سوانح میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۳۳ سعد بن الحنظلیہ وہی ابن الربیع ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۳۴ سعد بن خارجه

بن ابی زہیر، زید کے بھائی۔ یہ اور ان کے والد اُخذ میں شہید ہوئے۔ ابن مندہ کی بطریق داؤد بن ابی ہند بحوالہ نعمان بن

اسد الغابہ (۱۹۷۳) استیعاب (۹۲۹) * اسد الغابہ (۱۹۸۰)

مسند احمد حدیث (۲۴۱/۴) السنن الکبریٰ (۲۳۰/۳) المعجم الکبیر (۳۳۲/۱۹) * اسد الغابہ (۱۹۸۱)

۳۱۳۸ سعد بن خولی (دوسرے)

ابن مندہ نے ان میں اور سعد بن خولہ، جن کا تذکرہ ہو چکا ہے، فرق کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: دونوں ایک ہیں۔ ابن عائد نے مغازی میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے: حبشہ حضرت جعفر کے ساتھ دوسری ہجرت کرنے والوں میں سعد بن خولی بھی ہے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی جو ایک ضعیف راوی ہے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ان کے متعلق یہ آیت ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔* ابن اسحاق مغازی میں ابراہیم بن سعد کی بحوالہ شراکاء بدر میں تذکرہ کرتے ہیں: سعد بن خولی از بنی عامر بن لؤی، جو ان کے حلیف ہیں یمن کے رہنے والے تھے۔ میں کہتا ہوں: اس سے ابو نعیم کی بات کو تقویت ملتی ہے۔

۳۱۳۹ سعد بن خیشمہ*

بن حارث بن مالک بن کعب بن نحات ابن کعب بن حارث بن غنم بن السلم بن امری القیس بن مالک بن اوس انصاری ہے۔ ابو خیشمہ کنیت تھی عقبہ میں ایک نقیب یہ بھی تھے۔ ابن اسحاق* وغیرہ نے ان کا ذکر کیا اور اپنی مسند سے بحوالہ کعب بن مالک روایت کی ہے کہ: جب عقبہ کی رات تو رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں بیعت کا وعدہ لیا تو ہم لوگ عقبہ میں جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ مارے پاس آئے، عباس (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اکیلے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ارہ (۱۲) نقیب ذمہ دار میرے سامنے پیش کرو“۔* پھر ان کا ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ: بنی عمرو بن عوف کے نقیب سعد بن خیشمہ تھے۔ امام بخاری* تاریخ میں بطریق رباح بن ابی معروف روایت کرتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن حکیم سے سنا: میں نے عبد اللہ بن سعد بن خیشمہ سے پوچھا: کیا آپ بدر میں شریک تھے۔ فرمایا: ہاں، عقبہ میں بھی۔ میں اپنے والد کے ساتھ سوار تھا وہ نقیب تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق* کا قول ہے: نبی ﷺ بقاء میں کلثوم بن الہدم کے ہاں فروکش ہوئے، تو آپ جب وہاں سے باہر تشریف لاتے تو لوگوں کے لیے سعد بن خیشمہ کے گھر میں بیٹھتے۔ اسے ”بیت الغراب“* کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق* کا قول ہے: سعد بن خیشمہ بدر میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے کہ ابن ہشام نے فرمایا: سعد بن خیشمہ اور ان کے بیٹے سعد نے قرعہ اندازی کی تو سعد کا قرعہ نکلا تو ان کے والد کہنے لگے: بیٹا! آج مجھے ترجیح دے دو تو سعد نے ان سے کہا: ابا جان! اگر جنت کے علاوہ کوئی چیز ہوتی میں ایسا کر دیتا۔ چنانچہ سعد بدر میں شریک ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔ جبکہ ان کے والد خیشمہ احد میں شہید ہوئے، ابن المبارک، سلیمان بن ابان نے اپنی سند سے اسی مفہوم کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ اس کا کہنے والا کون ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: طیمہ بن عدی، ایک لڑکا ہے: عمرو بن عبدود۔ ابو نعیم کا گمان ہے: یہ سعد بن خیشمہ وہی ابو خیشمہ ہیں جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، بعد میں آ ملے۔ اور ان کے سوانح میں بطریق ابراہیم بن عبد اللہ بن خیشمہ بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گیا، پھر

سورة الانعام آیت ۵۲ * اسد الغابہ (۱۹۸۶) استیعاب (۹۳۴) تجرید (۲۱۳/۱)

السيرة النبوية (۶۵/۲) * المستدرک (۲۵۲/۳) * التاريخ الكبير (۴۹/۲)

السيرة النبوية (۹۳/۲) * المعجم الكبير (۵۴۱۴) مجمع الزوائد (۹۹۲۲) * السيرة النبوية (۹۰/۲)

وہ واقعہ نقل کیا۔ حق بات یہ ہے کہ وہ اور ہیں۔ کیونکہ اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس عنوان والے بدر میں شہید ہوئے۔ انہی کے سوانح میں ابن مندہ اور ابو نعیم نے ایک اور حدیث اسی طرح بطریق ابراہیم نقل کی ہے جو وہم ہے۔ ابو جعفر بن حبیب، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے قول: مجھے ایسی (سعود) برکت دکھاؤ جیسی برکت مکہ میں عمرو بن عامر کی اولاد میں پروان چڑھی ہے انہوں نے دین کے ستون کو اتنا مضبوط کیا کہ اس کی بنیادیں (زمین سے) پھوٹ نہ سکیں۔ ان کی یہ ساری محنت کوشش باریک اور شمشیر بڑاں کا نتیجہ ہے۔

لکھتے ہیں: سعود سے مراد سات (۷) افراد ہیں۔ چار اوس سے اور تین خزرج سے۔ خزرج کے ① سعد بن عبادہ، ② سعد بن الربیع، ③ سعد بن عثمان۔ ابو عبادہ اور اوس کے چار افراد یہ ہیں: ① سعد بن معاذ، ② سعد بن خيثمة، ③ سعد بن عبید، ④ سعد بن زید۔

③۱۵۰ (ز) سعد بن خيثمة السالمي

وہ ابو خيثمة جو تبوک میں رہ گئے تھے۔ سابقہ شخصیت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے، کئیوں میں بیان ہوگا۔ یہ کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ بقول بعض: ان کا نام مالک بن قیس ہے یہ خزرجی ہیں، جبکہ پہلے والی شخصیت اوسی ہے۔

③۱۵۱ سعد بن ابی ذباب الدوسی

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ امام احمد اور ابن ابی شیبہ کی بحوالہ سعد بن ابی ذباب روایت ہے کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا تو آپ نے مجھے اپنی قوم پر مقرر کر دیا اور جو مال ان کے پاس تھے اسلام لانے کے بعد انہیں اسی ملکیت پر برقرار رکھا۔ (حدیث) اسی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے جو شہد کی زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی دوسری روایت معلوم نہیں۔

③۱۵۲ سعد بن ذؤیب

ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ، دارقطنی اور حاکم نے بطریق سدی جو حدیث روایت کی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ ماسوائے چار افراد کے عام لوگوں کو امان دے دی۔ عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن نطل، مقیس بن صباہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، ابن نطل تو کعبہ کے پردوں کو تھامے ہی قتل ہو گیا۔ سعد بن ذؤیب اور عمار بن یاسر اس کی طرف بڑھے۔ سعد بن ذؤیب جو ان تھے، اس لیے قتل کرنے میں سبقت لے گئے۔ (حدیث) بعض روایات میں جو ابن ابی شیبہ اور بیہقی وغیرہ میں

❖ اسد الغابہ (۱۹۸۶) استیعاب (۹۳۴) تجرید (۲۱۳/۱) ❖ الفقات (۱۵۳/۳)

❖ مسند احمد (۷۹/۶) المعجم الكبير (۵۴۵۸) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۴۱/۳، ۱۴۲/۳)

❖ مجمع الزوائد (۲۸/۱) کتاب الاموال (۱۴۸۷) ❖ اسد الغابہ (۱۹۹۰) تجرید (۲۱۳/۱)

❖ ابوداؤد کتاب الجهاد (۲۶۸۳) نسائی کتاب التحريم (۴۰۷۸) المصنف لابن ابی شیبہ (۵۳۴/۸)

❖ المستدرک (۴۵/۳) جامع المسانيد (۹۳/۵) ❖ دلائل النبوة (۶۰/۵)

ہے: سعد بن ذؤیب کے بجائے سعید بن حریش لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱۵۳ سعد بن ابی رافع

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے بطریق ابن ابی نجیح بحوالہ مجاہد روایت کی ہے کہ سعد بن ابی رافع نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا جس کی ٹھنڈک مجھے اپنے دل میں محسوس ہوئی پھر آپ نے فرمایا: تمہیں دل کی تکلیف ہے حارث بن کلدہ (طیب) سے علاج کراؤ، حدیث..... سعد بن ابی رافع کہنے میں یونس بن الحجاج، بواسطہ ابن عیینہ بحوالہ ابن ابی نجیح، متفقہ ہیں۔ یہی روایت حسن بن سفیان نے قتیبہ سے بحوالہ ابن عیینہ نقل کی تو اس میں فرمایا: ”سعد نے کہا“ اور ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ایسا ہی ابوداؤد، ابن مندہ نے بروایت ابن عیینہ نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے ایسا ہی نقل کیا ہے یا تو یونس بن الحجاج کو ابن ابی رافع کی بات میں وہم ہوا ہے یا دو واقعات ہیں۔

۳۱۵۴ سعد بن الربیع

بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرجی انصار کے قبیلوں میں سے ایک۔ سعد بن خیشمہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری کی روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، تو سعد کہنے لگے: سارے انصار میں سے میں زیادہ مالدار ہوں میں اپنا آدھا مال تمہیں دیتا ہوں۔ حدیث۔ صحیحین میں حدیث انس سے اسی کا مفہوم مروی ہے۔ مؤطا میں امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ یحییٰ بن سعید نے فرمایا: احد کے روز جب جنگ سرد پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا؟ تو ایک شخص بولا: میں لاتا ہوں اللہ کے رسول ﷺ ہا چنانچہ وہ مقتولین کے درمیان گھومنے لگا تو اس سے ان کی ملاقات ہوگئی تو وہ آخری سانوں میں تھے، کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ مجھے نیزے کے بارہ (۱۲) زخم لگے ہیں اب میرا بچنا مشکل ہے اور اپنی قوم کو بتانا: اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ پر سی نے قاتلانہ حملہ کر دیا تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا۔ ”التمہید“ میں ابو عمر لکھتے ہیں: مجھے یہ روایت مسنداً معلوم نہیں، جبکہ اہل سیر کے ہاں محفوظ ہے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ المازنی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح میں حدیث انس میں اسی کا کچھ شاہد موجود ہے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: ان کی طرف جو شخص گیا تھا وہ ابی کعب تھے۔ طبرانی کی روایت ہے: کہ ام سعد بنت سعد بن ربیع حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں آئیں تو آپ نے ان

اسد الغابۃ (۱۹۹۱) تجرید (۵۱۳/۱) النقات (۱۴۹/۳)

المعجم الكبير (۵۴۷۹/۶) مجمع الزوائد (۸۸/۵) جامع المسانید (۹۴/۵) اسد الغابۃ (۲۹۳/۲)

ابوداؤد کتاب الطب باب فی ثمرۃ العجوة (۳۸۷۵) اسد الغابۃ (۱۹۹۳) استیعاب (۹۳۶) تجرید (۲۱۴/۱)

مؤطا امام مالک کتاب الجهاد باب الترغیب فی الجهاد (۱۰۳۵)

اسد الغابۃ (۲۹۴/۲) المعجم الكبير (۵۴۰۱)

کے لیے اپنی چادر بچھادی جس پر وہ بیٹھیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے۔ پوچھا یہ کون ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر ہے۔ انہوں نے پوچھا: خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو عہد رسول اللہ ﷺ میں فوت ہوا اور جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا جبکہ میں اور تم رہ گئے۔

”احکام القرآن“ میں قاضی اسماعیل کی روایت ہے کہ عمرہ بنت حزم سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں، وہ احد میں شہید ہو گئے جن سے ان کی ایک بیٹی تھی تو وہ نبی ﷺ سے اپنی بیٹی کی میراث طلب کرنے آئیں۔ جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں“۔ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے مقاتل نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی: ”مرد عورتوں کے نگران ہیں“۔ اور ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ انصار کے نقیبوں میں سے تھے۔ ایسا ہی اسماعیل بن احمد الضریر (ناپینا) نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے لیکن ان کا نام اسعد بتایا اور الف میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو لفظ غلطی ہے۔

۳۱۵۵ سعد بن الربیع

بن عمرو بن عدی انصاری یا حارث، سعد ابن حنظلیہ سے مشہور ہیں۔ یہی سہل بن حنظلیہ کے بھائی ہیں۔ حنظلیہ ان کی والدہ ہیں۔ بقول بعض: دادی ہیں۔ ابو عمر بن عبد البر لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام عقیب تھا۔ میں کہتا ہوں: یہی ابن سعد کا قول ہے۔ ابو حاتم رقمطراز ہیں: ”احد میں شہید ہوئے“ جس میں تامل ہے۔ شاید ان کی مراد پہلی شخصیت ہے۔ رہے یہ تو ابن سعد کا بیان ہے: غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

۳۱۵۶ (ز) سعد بن زرارہ انصاری

اسعد بن زرارہ کے بھائی۔ انہی کے سوانح میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابو حاتم نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے ایسا ہی باوردی اور ابن شاہین نے لکھا ہے، ہم نے تیسری میں حدیث ابی رزوق ہمدانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! جو مجھ سے زیادتی کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما“۔ (حدیث) طبرانی نے مسند شامین میں یونس بن راشد کے سوانح میں روایت نقل کی ہے کہ جب آیت ”جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ“۔ تو سیدنا صدیق اکبر، عمر، معاذ بن جبل اور سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: ہم پر اس سے سخت (حکم والی) آیت نہیں نازل ہوئی۔ (حدیث) ابن مندہ نے ان کے حالات میں روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی بات سنانے لگے: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نعمتوں کے تذکرہ سے زیادہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ میں اس ایمان کی ہدایت کا ذکر کروں جو اس نے اسے عطا کی ہے“۔ (حدیث)

سورة النساء (۱۲۷) * اسد الغابہ (۳۴) * اسد الغابہ (۱۹۹۴) استیعاب (۹۳۶)

استیعاب (۱۵۷/۲) * الجرح والتعديل (۸۲/۴) * اسد الغابہ (۱۹۹۶) استیعاب (۹۳۷) تجرید (۲۱۴/۱)

الجرح والتعديل (۸۳/۴) * کنز العمال (۳۷۷۴) * سورة البقرة (۲۸۴) * اسد الغابہ (۲۹۵/۲)

ابونعیم نے اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن وہ دوسری سند سے لکھی ہوئی جو ان کے دادا اسعد سے مروی ہے اسعد اور اسعد دونوں محمد کے دادا اور نانا ہیں۔ اور مذکورہ حدیث اسعد کی ہے اسی بنا پر ابونعیم نے ابن مندہ کا اس میں وہم بیان کر دیا ہے، لیکن دوسروں نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن عبدالبر * لکھتے ہیں: اس میں تاثر ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اسلام کا دور بھی انہوں نے نہیں پایا۔ کیونکہ اکثریت نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ واقدی اور عدوی کا بیان ہے۔ نفاق کی تہمت ان کی طرف منسوب تھی شاید تاثر ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

۳۱۵۷ سعد بن زید *

بن سعد اشہلی۔ بقول ابوحاتم: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری تاریخ میں، الحاکم اور ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن جعفر جو محمد بن مسلمہ کی اولاد سے ہیں۔ بحوالہ سعد اشہلی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تلوار کا ہدیہ بھیجا۔ (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن مندہ اور طبرانی * نے اوسط میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جس میں ”سعید“ یا کے اضافہ سے ہے، پہلی روایت زیادہ راجح ہے۔

۳۱۵۸ (ز) سعد بن زید بن الفاکہ اسعد میں ذکر ہوا ہے۔

۳۱۵۹ سعد بن زید *

بن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابو عمر کا گمان ہے۔ نیز العسکری اور ابونعیم نے لکھا ہے کہ سابقہ حالات میں جو حدیث ہے وہ انہوں نے روایت کی ہے۔ سیرت میں ان کا ذکر آتا ہے۔ انہوں نے ہی مشکل میں بنا مینار ڈھایا تھا۔ نبی ﷺ نے انہی کے ہاتھ بنی قریظہ کے قیدی بھیجے تھے جس سے انہوں نے گھوڑے اور ہتھیار خریدے تھے۔ دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب عیینہ بن حصن نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا تھا تو حضرت حسان نے یہ اشعار کہے:

”کیا لقیظہ کی اولاد اس بات سے خوش ہوئی کہ مقداد کے گھڑسواروں کی صبح ہم سلامتی سے تھے۔“

تو سعد بن زید اشہلی نے انہیں ڈانٹا کہ اس دن گھڑسواروں کو مقداد کی جانب کیوں منسوب کیا میری طرف کیوں منسوب نہیں کیا، کیونکہ یہی گھڑسواروں کے سردار تھے۔ چنانچہ حضرت حسان نے معذرت چاہی۔ لقیظہ سے مراد حصن بن حذیفہ کی والدہ ہے۔

۳۱۶۰ سعد بن زید انصاری *

بغوی نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے اور بطریق یزید بن ابی زیاد یہ روایت نقل کی ہے کہ سعد بن زید انصاری

* استیعاب (۱۵۷/۲) * اسد الغابہ (۱۹۹۷) استیعاب (۹۶۰)

* الجرح والتعديل (۸۳/۴) * المعجم الاوسط (۵۴۲۴/۶)

* اسد الغابہ (۲۰۰۰) * اسد الغابہ (۲۰۰۱) استیعاب (۹۶۱)

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو اٹھا کر فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت رکھیے۔“
دوبار فرمایا، بغوی لکھتے ہیں: یزید بن ابی زیاد سے آگے راویوں میں اختلاف ہے۔

۳۱۶۱ (ز) سعد بن زید

الطائی یا انصاری۔ زید بن کعب کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۶۲ سعد بن سعد الساعدی

سہل بن سعد کے بھائی۔ طبرانی کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر میں سعد بن سعد کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا، مشہور یہ ہے کہ یہ حصہ سعد جو سہل کے والد ہیں ان کے لئے مقرر ہوا تھا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔ بقول بعض: وہ سعد بن سعد ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو یہ عنوان ختم ہو جاتا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ حصہ سعد بن مالک کا تھا جیسا کہ بیان ہوگا۔

۳۱۶۳ سعد بن ابی سعد

بن سعد انصاری۔ بنی نوفل کے حلیف۔ بقول طبری وغیرہ احد میں شریک ہوئے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۱۶۴ (ز) سعد بن سعید

جہنیہ کے خاوند، ان شاء اللہ تعالیٰ خواتین کے حصہ میں باب ہند میں تذکرہ ہوگا۔

۳۱۶۵ (ز) سعد بن سفیان بن مالک

بن حبیب بن مالک بن خفاف سلمی۔ بقول رشاطی: شجرہ بغدادیہ کے نسب میں ان کا تذکرہ ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے۔

۳۱۶۶ سعد بن سلامہ

بن وقش اشہلی۔ بقول ابن کلبی: جسر کے روز حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ بقول بعض: یہ ابونا نکلہ کا نام ہے۔ ابن کلبی نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ درست یہی ہے کہ ابونا نکلہ کا نام ملکان ہے۔ کئیوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۶۷ سعد بن سوید

بن قیس یا عبید بن الابجر بن خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں اور ابن شہاب نے شہداء احد میں ذکر کیا ہے انہوں نے ان کے دادا کا نام عبید بتایا ہے۔

المعجم الكبير (۲۵۸۱/۶) * اسد الغابہ (۲۰۰۳) * المعجم الكبير (۵۷۱۸/۶) * اسد الغابہ (۲۹۷/۲)
اسد الغابہ (۲۰۰۴) * استيعاب (۹۴۲) * اسد الغابہ (۲۰۰۵) * استيعاب (۹۴۳) * اسد الغابہ (۲۰۰۶) * استيعاب (۹۴۵)

۳۱۶۸ سعد بن سہل

بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار انصاری خزرجی۔ ابن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کے والد کا نام تصغیر سے سہیل بتایا ہے جس کی بنا پر ابن مندہ نے دو عنوان قائم کر دیئے۔ ابو معشر اور واقدی کا بیان ہے: سعید بن سہیل۔ تو ابو موسیٰ نے اسے تیسری شخصیت بنا لیا۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد سعید نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یوں ابن عبدالبر نے انہیں دوسری شخصیت سمجھ لیا۔ اور یہ گمان کیا کہ ابن اسحاق ان کے بیان سے غافل رہے حالانکہ ایسا نہیں۔

۳۱۶۹ سعد بن ضَمِيرَة

بن سعد بن سفیان بن مالک بن حبیب بن زُعْب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بھشہ بن سلیم سلمی۔ بقول بعض: سلمی، انہیں ضمیری اور حجازی بھی کہا گیا ہے۔ حنین میں شریک ہوئے۔ ابن قانع نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ محکم بن جثامہ کے واقعہ میں ابوداؤد میں ان کی حسن سند سے ایک حدیث مروی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل (مکمل) کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۱۷۰ (ز) سعد بن طریف

المتفق میں خطیب نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: یہ صحابی ہیں جبکہ سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ پھر بطریق سہیل بن عبدالواسطی روایت کی ہے کہ سعد بن طریف نے فرمایا: ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی کسی جگہ چل رہا تھا گدھے پر سوار ایک عورت جا رہی تھی جسے ایک حبشی لے جا رہا تھا اچانک گدھے کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گیا۔ عورت بھی گر پڑی۔ آپ ﷺ نے فوراً چہرہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کی اللہ کے رسول! اس نے شلوار پہن رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ شلوار پہننے والوں پر رحم کرے“۔ خطیب فرماتے ہیں: میں نے اسی سند سے یہ حدیث لکھی ہے جبکہ اس کی سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ ابن الجوزی کا قول ہے۔ احتمال ہے کہ یہ سعد بن طریف الاسکاف ہوں۔ یوں ان کے اور ان کے شیخ کے شیخ کا تذکرہ رہ گیا۔

۳۱۷۱ سعد بن عامر

بن مالک انصاری۔ یہ اور ان کے بھائی حمزہ احد میں شریک ہوئے یہ ابن سعد عدوی اور طبری کا قول ہے۔

۳۱۷۲ سعد بن عانذ

المؤذن مولا عمار بن یاسر۔ بقول بعض: مولا انصار، ایک قول ہے: ان کے والد کا نام عبدالرحمن ہے جو سلم کے بتوں کی تجارت کرتے تھے۔ یوں انہیں سعد القرظ کہا جانے لگا۔ بغوی کی روایت ہے کہ سعد نے رسول اللہ ﷺ سے تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے انہیں تجارت کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بازار گئے سلم کے پتے خرید کر بیچے جس میں انہیں منافع ہوا۔ نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

اسد الغابہ (۲۰۰۷) اسیرۃ النبویہ (۲/۲۶۳) اسد الغابہ (۲۰۰۹) استیعاب (۹۴۷) تجرید (۲۱۵/۱)

المصنف لعبد الرزاق (۵۰۴۳) اسد الغابہ (۲۰۱۲) استیعاب (۹۴۸) تجرید (۲۱۵/۱)

آپ نے فرمایا: بس یہی کیا کرو۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور آپ کی زندگی میں مسجد میں اذان دی۔ ان سے ان کے بیٹے عمار اور عمر روایت کرتے ہیں، بعد میں سیدنا ابوبکر نے انہیں مسجد قباء سے مسجد نبوی منتقل کر دیا جہاں انہوں نے حضرت بلال کے بعد اذانیں دیں اور ان کے بیٹوں نے ان سے اذان کی میراث پائی۔ خلیفہ کا قول ہے: حضرت سعد نے سیدنا ابوبکر اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں اذان دی۔ زہری کی روایت ہے کہ قباء سے منتقل کرنے والے حضرت عمر تھے۔ ابواحمد العسکری کا قول ہے: سعد القرظ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔

۳۱۴۳ سعد بن عباد

ابن حزم کا بیان ہے کہ مسند قمی میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے اس کی اسناد کا علم نہیں۔ تاریخ البخاری میں ہے: سعد بن عباد زرقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ان کا بیٹا عمر روایت کرتا ہے۔ لہذا احتمال ہے یہ وہی ہوں۔

۳۱۴۴ سعد بن عبادہ

بن دلیم بن حارثہ بن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج انصاری خزرج کے سردار کنیت ابو ثابت اور ابو قیس تھی۔ والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا جو صحابیہ ہیں۔ اور عہد نبوی میں ہی ۵ھ میں فوت ہو گئی تھیں۔ حضرت سعد عقبہ میں شریک تھے اور ایک نقیب تھے۔ بدر میں ان کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے۔ امام بخاری نے اسے ثابت کیا ہے۔ ابن سعد نے روایت ہے کہ وہ نکلنے کی تیاریوں میں تھے کہ کتے نے آکاٹا اس لئے باز رہے۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: انہیں اس کی بڑی حرص تھی۔ ابن سعد نے ہی کی روایت ہے کہ وہ عربی لکھنا جانتے تھے اور پیرا کی اور تیر اندازی میں خوب مہارت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہیں ”کامل“ کہا جاتا تھا۔ جو دو سخا میں خود، والد، دادا اور ان کا بیٹا مشہور تھا۔ ان کے قلعہ پر روزانہ اعلان کیا جاتا تھا، جسے روغن اور گوشت کی خواہش ہو وہ دلیم بن حارثہ کے قلعہ میں آجائے۔ حضرت کے گھر کا برتن نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج کے گھروں میں گردش کرتا تھا۔ مقسم بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے تمام مقامات پر دو جھنڈے ہوتے، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مہاجرین کا جھنڈا اور سعد بن عبادہ کے ساتھ انصار کا پرچم۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر ہم سے ملنے تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“۔ (حدیث) اسی میں ہے پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: ”اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں سعد بن عبادہ کے خاندان پر قائم رکھ“۔

ابویعلیٰ حدیث جابر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ انصار کو خصوصاً عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو جزائے خیر عطا فرمائے“۔ ابن ابی الدنیا بطریق ابن سیرین روایت کرتے ہیں: اہل صفہ کو کھانے کے لئے کوئی شخص ایک کو کوئی دو کو کوئی ایک ٹولی کو لے جاتا جبکہ سعد رضی اللہ عنہ اسی (۸۰) اصحاب صفہ کو اپنے ہاں کھانے کے لئے لے جاتے تھے۔

اسد الغابہ (۲۰۱۲) استیعاب (۹۴۹) * التاريخ الكبير (۵۹/۲) * الطبقات (۱۴۲/۳)

نطبقات الكبرى (۱۴۲/۳) * مسند ابی یعلیٰ (۲۰۷۹/۴)

ارطقی "کتاب الاسخياء" میں بطریق ہشام بن عروہ وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ سعد کے قلعہ پر اعلان ہوتا تھا، اور سعد فرماتے: اے اللہ! مجھے سخاوت نصیب فرما جس کا مدار سخاوت کرنے پر ہے اور وہ مال پر موقوف ہے۔ اے اللہ! تھوڑا مال نہ میرے لیے مناسب اور نہ میں اس کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ سعد کے ہاں اسی اصحاب صفہ کا کھانا ہوتا تھا۔ عیت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے تاخیر کا قصہ مشہور ہے۔ بعد میں شام چلے گئے جہاں حوران میں پندرہ (۱۵ھ) بقول بعض سولہ (۱۶ھ) میں وفات پائی۔ ان سے ان کے بیٹے قیس، سعید اور اسحاق اور پوتا شرجیل بن سعید روایت کرتے ہیں جبکہ دیگر صحابہ میں سے ابن عباس، ابوامامہ بن سہل روایت لیتے ہیں حسن بصری اور عیسیٰ بن فائدان سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

ابوداؤد **۳۱۴۵** کی حدیث قیس بن سعد سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللهم اجعل صلواتك ورحمتك علي آل سعد بن عبادہ"۔ بقول بعض: ان کی قبر دمشق کی نشیبی زمین میں واقع منجہ نامی گاؤں میں ہے۔ سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے: ان کا انتقال بصری میں ہوا یہ شام کا پہلا شہر ہے جو فتح ہوا تھا۔

۳۱۴۵ سعد بن عبد اللہ

ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق یعلیٰ بن الاشدق بحوالہ سعد بن عبد اللہ روایت کی ہے کہ کسی نے نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "اے نبی! جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے عاری ہیں" کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ بنی تمیم کے سخت مزاج لوگ تھے، اگر یہ لوگ کانہ دجال سے جنگ میں سب سے زیادہ سخت نہ ہوتے تو میں ان کی ہلاکت کی دعا کر دیتا"۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، ہمیں صرف اسی سند سے معلوم ہوئی۔ میں کہتا ہوں: یعلیٰ متروک الحدیث راوی ہے۔

۳۱۴۶ (ن) سعد بن عبد قیس سعید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۱۴۷ سعد بن عبید

بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن نمیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: سعد بن عبید القاری سولہ (۱۶ھ) میں قادسیہ میں شہید ہوئے۔ جامع القرآن حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ "اخبار مدینہ" میں زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ سعد بن عبید دور نبوی میں مسجد قباء میں امامت کرتے تھے، صدیقی اور فاروقی دور میں بھی اسی پر مامور تھے۔ پھر آپ ہی کے دور حکومت میں فوت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع بن جاریہ کو امامت کا حکم تفویض کیا۔ تاریخ بخاری میں ہے: سعد بن عبید جنگ قادسیہ میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے: "ہم کل شہید ہو جائیں گے ہمیں ہمارے انہیں کپڑوں میں کفنانا جن میں ہماری شہادت ہوگی"۔

ابوداؤد، کتاب الادب کم مرة بسلم الرجل فی الاستئذان (۵۱۸۵) * اسد الغابہ (۲۰۱۳) تجرید (۲۱۶/۱)

سورة الحجرات (۶) * الدر المنثور (۸۷/۶) اسد الغابہ (۳۰۱/۲) * اسد الغابہ (۲۰۱۷) استیعاب (۹۵۱) تجرید (۲۶۱/۱)

بخاری کتاب التوحید (۷۴۱۶) مسلم کتاب اللعان (۳۷۴۲)

ابن جریر بطریق قیس بن مسلم بحوالہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن عبید سے فرمایا: اور اس دن شکست کھا گئے تھے جس روز ابو عبید رضی اللہ عنہ نے (جو ان کے امیر تھے) شہید ہو گئے تھے، انہیں (سعد بن عبید) کو قاری کہا جاتا تھا، ان کے علاوہ کسی کا نام قاری نہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: جن زید نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض یہی ان کا نام ہے۔ ایک قول ہے: نہیں ان کا نام سعید تھا، کسی نے کچھ اور بھی کہا ہے۔

۳۱۷۸ سعد بن عثمان

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری زرقی، ابو عبادہ۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے "اخبار مدینہ" میں ہے کہ نبی ﷺ ترہ چاہا ہاب پر تشریف لائے جو ان دنوں سعد بن عثمان کی ملکیت تھا جہاں وہ اپنے بیٹے عبادہ کو چھوڑ گئے تھے۔ تاکہ لوگوں کو پانی پلائیں۔ عبادہ نبی ﷺ کو نہ پہچان پائے، بعد میں سعد آئے انہوں نے آنے والی شخصیت کا حلیہ بیان کیا۔ سعد بولے: بیٹا! یہی تو رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے پاس حق ہے۔ چنانچہ یہ بھاگتے ہوئے جا ملے آپ نے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعادی۔ بقول بعض: وہ اسی سال کے باوجود جوانی میں فوت ہوئے۔

۳۱۷۹ (ز) سعد بن عدی

بنی عبدالاشہل کے حلیف اموی نے شہداء یمامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۰ (ز) سعد بن عقبہ

سعد بن ربیع کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۳۱۸۱ (ز) سعد بن عمارہ الثعلبی

بقول عمر بن شبہ، ابو نعیم نے بحوالہ ابو بکر بن عیاش روایت کی ہے کہ بنی ثعلبہ بن سعد کا سعد بن عمارہ نامی ایک شخص آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ہمیشہ ناپ تول کر بات کی ہے۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے سعد بن عمارہ کو غطفان پر تیر انداز صحابہ کے ساتھ مقرر فرمایا۔ طبرانی کی بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن عمارہ روایت ہے: جو بنی سعد بن بکر کے ایک صحابی ہیں ان سے کسی نے کہا: مجھے نصیحت کریں! فرمایا: "جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو ایسے پڑھو جیسے آخری نماز ہے۔ جس بات اور کام سے بعد میں معذرت کرنی پڑے اسے چھوڑ دو"۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی روایت اپنی تاریخ میں ابن اسحاق تک کے دو طریق سے نقل کی ہے جن میں سے ایک میں سعد اور دوسری میں سعید ہے اور اسے راجح قرار دیا کہ یہ سعد ہیں۔ ایسا ہی امام احمد نے

اسد الغابہ (۲۰۱۹) استیعاب (۹۵۲) اسد الغابہ (۲۰۲۴)

المعجم الكبير (۵۴۵۹/۶) مجمع الزوائد (۲۳۶/۱۰) جامع المسانید (۱۱۵/۵)

التاريخ الكبير (۶۱/۲) مسند احمد (۴۱۳/۵)

کتاب الایمان میں اور طبرانی نے نقل کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اور ابو نعیم نے بطریق اسمعیل بن محمد بن سعد انصاری بحوالہ اپنے والد اپنے دادا سے مرفوع روایت کی ہے۔ لیکن انہوں نے عنوان علیحدہ قائم کیا ہے اور لکھا ہے ”سعد ابو محمد“ اور پھر یہی حدیث ذکر کی۔ مجھے لگتا ہے یہ وہی ہیں۔

۳۱۸۲ سعد بن عمارہ

بقول بعض: عمارہ بن سعد۔ ایک قول ہے: یہ ابو سعید زریق کا نام ہے، کنتیوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۱۸۳ سعد بن عمارہ

بن خضاء بن مبذول انصاری۔ ان کے بھائی حمزہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

۳۱۸۴ سعد بن عمرو

بن ثقیف بن مالک بن مبذول بن التجار انصاری۔ اہل سیر نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان کا بیٹا طفیل اور بھتیجا اہل بن عامر بن عمرو بن ثقف واقعہ بمر معونہ میں شہید ہوئے۔

۳۱۸۵ (ز) سعد بن عمرو بن حرام

ان کا تذکرہ اور نسب ان کے بھائی حارث کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ان دونوں کے والد، جابر بن عبد اللہ کے دادا نہیں ہیں۔ صرف ناموں میں اتفاق ہے جبکہ نسب مختلف ہے۔ ابو اسمعیل ازدی نے فتوح الشام میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے جب عراق سے شام کوچ کیا تو ابناء ز میں انہیں اپنا نائب مقرر کر کے گئے۔ قسم ثالث میں سوید ابن قطبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۱۸۶ سعد بن عمرو بن عبید

بن حارث بن کعب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن التجار انصاری عدوی کا بیان ہے: احد میں شریک اور یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون اور ابن کلبی نے حسب سابق ان دونوں کے اتباع میں اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۷ سعد بن عمرو انصاری

حارث بن عمرو کے بھائی۔ بقول ابو عمر: جسے ابن کلبی نے نقل کیا ہے جیسا کہ حارث بن عمرو کے حالات میں بیان ہوا ہے، صحابہ میں سے صفین میں شرکت کرنے والوں میں سے ہیں۔ میں کہتا ہوں: شاید یہ پہلے والے ہیں، کیونکہ ابن فتحون نے اعتماد سے کہا ہے کہ دونوں ایک شخص ہیں۔

اسد الغابہ (۲۰۲۶) استیعاب (۹۵۵) * اسد الغابہ (۲۰۲۸)

اسد الغابہ (۲۰۲۵) استیعاب (۹۵۴) * استیعاب (۱۶۶/۲)

۳۱۸۸ (ز) سعد بن عمرو

ابوصیفہ ثقفی۔ خلیفہ بن خیاط نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۸۹ سعد بن عمیر

بقول ابن مندہ: ان کی حدیث عمرو بن قیس سے بواسطہ محمد بن حمادہ، ان کے والد سے بحوالہ ان کے مروی ہے، انہیں عمیر بن سعد بھی کسی نے لکھا ہے۔

۳۱۹۰ سعد بن الفاہ

بن زید انصاری۔ بقول بعض: سعید بن زید بن الفاہ، ایک قول ہے ان کے والد کا نام یزید ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: الف میں اسعد بن الفاہ میں تذکرہ ہوا۔ اگر یہ ان کے بھائی نہیں تو پھر اس میں لفظی غلطی ہے۔ ابن اسحاق کے مغازی کی عبارت یہ ہے: بدر میں بنی عامر بن زریق سے سعد بن الفاہ، بن زید بن خلدہ بن عامر شریک ہوئے، یہی معتبر ہے۔

۳۱۹۱ سعد بن قرحاء

بقول ابن ابی شیبہ: ایوب سے مروی ہے کہ سعد بن قرحاء صحابی ہیں۔ جنہوں نے ایک شخص کی (مطلقہ یا بیوہ) عورت اور اس شخص کی اس عورت سے پہلی بیوی کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اس طرح کا واقعہ جیم میں جبلہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۳۱۹۲ سعد بن قیس العنزی

بقول بعض: العنسی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سعد بن قیس نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے: عرض کی: ”سعد الخیل“ فرمایا: نہیں تم سعد الخیر ہو۔ اور بطریق یحییٰ بن سعید انصاری بحوالہ عبد اللہ بن ابی سلمہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سعد بن مالک اور سعد الخیر کو مکہ بھیجا۔ ابن قانع اور ابن مندہ بطریق حسن بن فرقد حسن سے بحوالہ سعد بن قیس نبی ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان! میرے لیے دن کے آغاز میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر دن کے آخر تک میں تیرے لیے کافی ہوں۔“ ابن مندہ نے پہلی سند اور دوسری سند والے شخص میں جن سے حسن روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے باوجودیکہ وہ پہلے کے متعلق کہتے ہیں: ان سے ان کا بیٹا عبد اللہ اور حسن روایت کرتے ہیں۔

۳۱۹۳ (ز) سعد بن مالک

بن الاقصر بن مالک بن قرع بن ذہل بن الدہیل بن مالک ازدی، ابوالکود۔ بقول ابن یونس: نبی ﷺ کے پاس آئے

اسد الغابہ (۲۰۲۹) * اسد الغابہ (۲۰۳۱) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲)

اسد الغابہ (۲۰۳۲) استیعاب (۹۵۷) * اسد الغابہ (۲۰۳۳)

مسند احمد (۲۸۶/۳) جامع المسانید (۱۱۷/۵) اسد الغابہ (۳۰۶/۲)

اپ نے ان کے لیے پھریرا بنایا جو سیاہ رنگ تھا، جس میں سفید چاند تھا اور انہیں ان کی قوم کا سردار بنایا۔ فتح مصر میں شریک ہوئے وہی ان کی اولاد ہے۔ ان سے ان کا بیٹا قاسم بن ابی الکنود روایت کرتا ہے اور سعید بن عفیر کی بحوالہ عمرو بن زہیر بن اسمر بن ابی الکنود روایت ہے کہ ان کے والد ابوالکنود خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، پھر اس کا ذکر کیا۔

۳۱۹۴ سعد بن مالك العذري

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: بنی عذرہ کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ واقدی کی روایت ہے کہ عمرو بن حرث عبدری کا قول ہے: میں نے اپنے آباء و اجداد کی تحریر میں لکھا پایا ہے کہ ہمارا وفد صفر نو (۹ھ) بارہ (۱۲) آدمیوں پر مشتمل نبی ﷺ کے پاس گیا جس میں جرہ بن نعمان سعد اور سلیم، جو دونوں مالک کے بیٹے ہیں، شامل تھے۔

۳۱۹۵ سعد بن مالك بن اهييب

بقول بعض: ابن وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔ ابواسحاق بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ میں سے اور ان میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے بھی یہی ہیں۔ والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن امیہ ہے جو ابوسفیان بن حرب بن امیہ بنی شیبہ کی چچا زاد بہن ہیں۔ نبی ﷺ سے کثرت سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، عامر، مصعب، عمر، محمد اور عائشہ روایت کرتی ہیں۔ صحابہ میں سے حضرت عائشہ، ابن عباس، ابن عمر، جابر بن سرہ، جبکہ تابعین میں سے سعید بن المسیب، ابو عثمان نہدی، قیس بن ابی حازم، علقمہ، احنف وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ شہسوار تھے، اللہ کی راہ میں سب سے پہلا تیرا نہوں نے ہی چلایا۔ نیز چھ اہل شوری (مشورہ) میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمر بنی شیبہ نے وصیت کی تھی کہ اگر امارت و حکومت انہیں مل جائے تو بہتر ورنہ حاکم ان سے صلاح مشورہ لے۔ فتح عراق کے سرداروں کے رئیس تھے۔ حضرت عمر بنی شیبہ کی طرف سے کوفہ کے والی بنے۔ انہوں نے ہی کوفہ آباد کیا تھا۔ پھر معزول ہو گئے۔ بعد میں حضرت عثمان بنی شیبہ کی طرف سے اس کے حاکم مقرر ہوئے۔ دعا قبول ہونے میں مشہور تھے۔ اکاون (۵۱) بقول بعض چھپن (۵۶) ستاون (۵۷) یا اٹھاون (۵۸) میں فوت ہوئے۔ دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ ایک قول ہے: پچپن (۵۵) یا چون (۵۴) میں فوت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے: میں نے سات دن گزارے کہ میں اسلام کا تیسرا جانثار تھا۔ ابراہیم بن المنذر کا قول ہے کہ سعد، طلحہ اور زبیر تینوں ہم عمر تھے۔ حدیث جابر سے ترمذی کی روایت ہے حضرت سعد آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ میرے ماموں ہیں کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھائے۔“

مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے: مکہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سعد بھی انہی صحابہ کے ساتھ مصروف عبادت تھے اچانک مشرکین آچکے۔ انہوں نے ان کا مذاق اڑایا اور دین میں عیب نکالنے لگے یہاں تک کہ دست و گریبان ہو گئے۔ حضرت سعد نے ایک مشرک کے سر پر اونٹ کی ہڈی اس زور سے ماری کی سر پھٹ گیا، یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں (کسی کافر کا) بہایا گیا۔ ترمذی کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! جب سعد آپ سے دعا کیا کرے تو

اسد الغابہ (۲۰۳۷) استیعاب (۹۶۰) الجرح والتعديل (۹۳/۴) اسد الغابہ (۲۰۳۷)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵۲) السیرة النبویہ (۲۱۱/۱)

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵۱)

اس کی دعا قبول کرنا۔ چنانچہ یہ جو دعا بھی مانگتے قبول ہوتی۔ ہم نے ابن ابی الدنیا کی کتاب ”مجاہد الدعوة“ (جن کی دعا قبول ہوتی ہے) میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جس کا قد بچے جتنا تھا لوگوں نے بتایا یہ حضرت سعد کی بیٹی ہے اس نے ان کے وضو میں ہاتھ مارا تھا تو آپ کی زبان سے نکل گیا: اللہ تیرا ہاتھ کاٹے! تو یہ اس کے بعد سے نہ بڑھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو فتنوں سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ شیخین، ترمذی اور نسائی نے حدیث عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ آئے تو آپ کو دشمن کا خوف رہتا۔ آپ فرمانے لگے: ”کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص میرا پہرہ دیتا۔“ اچانک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے؟“ ”میں سعد ہوں“ جواب آیا۔ آپ کھڑے ہو گئے، ایک روایت میں ہے ان کے لیے دعا کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال عقیق میں ہوا تو جنازہ مدینہ لایا گیا، مسجد میں جنازہ پڑھا گیا۔ واقدی فرماتے ہیں: ان کی وفات کے متعلق سب سے معتبر قول، پچیس (۵۵ھ) کا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: اٹھاون (۵۸ھ) میں فوت ہوئے۔

زیر فرماتے ہیں: انہوں نے ہی کسریٰ کا دار الحکومت مدائن فتح کیا تھا۔ مستجاب الدعاء تھے، کوفہ کے والی بنے، فتنے کے دور میں گوشہ نشین رہے، ان کے پاس ان کا بھتیجا ہاشم بن عتبہ آ کر کہنے لگا: یہاں لاکھوں تلواریں ہیں لوگ آپ کو حکومت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان میں سے صرف ایک تلوار چاہیے۔ اگر اس سے کسی مسلمان کو ماروں تو وہ اثر نہ کرے اور اگر کسی کافر کو ماروں تو اسے کاٹ کر رکھ دے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں عمدہ مسند سے بحوالہ ابواسحاق روایت کی ہے کہ چار اصحاب رسول ﷺ بہت سخت حملہ آور تھے: عمر، علی، زبیر اور سعد۔ مسند ابی یعلیٰ میں روایت ہے کہ سعد نے جب اصحاب رسول کا اختلاف و انتشار دیکھا تو ایک بخر زمین خرید اپنے اہل و عیال سمیت وہاں جا بسے۔ حضرت سعد بڑے تیز نظر تھے، ایک دن دھول اڑتی دیکھی، فرمانے لگے: تم لوگوں کو کچھ نظر آ رہا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہمیں پرندے جیسی کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا: مجھے اونٹ پر ایک شخص سوار دکھائی دے رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت سعد کے چچا آ گئے جو بختی اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت سعد فرمانے لگے: ”اللہ! یہ جو بری خبر لائے ہیں اس کے شر سے تیری پناہ!“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: سعد کو خلافت مل گئی تو بہتر ورنہ والی ان سے مشورہ لیتا رہے۔ میں نے انہیں کمزوری یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس (۲۱ھ) میں انہیں کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو پھر انہیں وہاں کا گورنر بنا دیا، بعد میں ولید بن عقبہ کی وجہ سے پچیس (۲۵ھ) میں معزول کر دیا۔

زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ عامر بن سعد بحوالہ اپنے والد بیان کرتے تھے کہ غزوہ احد میں ایک مشرک نے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا تھا۔ میں نے تاک کر ایسا تیر مارا جو اس کی پیشانی میں پیوست ہو گیا۔ بدحواسی سے گرا تو اس کا ستر کھل گیا، تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ واقدی نے اپنی روایت میں ان کا نام حبان بن العرفہ لیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے تیر پھینکا تو وہ ام ایمن کے دامن میں جا اٹکا، وہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے تیر حضرت سعد کو دیا، تنگ سے تیر حبان کے حلق میں جا لگا تو وہ دھڑام سے پیچھے گر پڑا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ اور آپ ﷺ نے

بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب الحراسة في الفزو في سبيل الله (۲۸۸۵)
ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص (۳۷۵۶)

فرمایا: ”سعد! اسے (ام ایمن کو) بچانا۔“ ابو العباس سراج نے اپنی تاریخ میں بحوالہ جریر روایت نقل کی ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا: عرض کی: وہ اپنی ولایت و حکومت میں باوجود قدرت کے سب سے شریف انسان ہیں۔ سختی میں سب سے کم ہیں وہ تو ان کے لئے مہربان ماں جیسے ہیں، جو ان کے لیے ایسے جمع کرتے ہیں جیسے چیونٹی، لڑائی فساد سے بہت دور رہتے اور قریش میں سے سب کے محبوب ہیں۔

زیر کی روایت ہے حضرت سعد عبیدہ بن حارث کے دستہ میں شامل تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں رابع کی طرف قریش کے قافلہ سے ملنے کے لیے روانہ کیا تھا تو انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ حضرت سعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا، جس کے متعلق آپ نے اشعار کہے: ص

”کیا رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں کی حفاظت اپنے تیروں کے پھلوں سے کی۔“

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

”میں ان سے ان کے دشمن کو ہٹاتا رہا۔ کبھی یہ رسا کشتی پھریلی زمین پر پیش آتی تو کبھی ریتلی اور نرم زمین پر۔ معد میں سے کسی تیر انداز نے مجھ سے پہلے اسلام میں تیر پھینکنے کی کوشش نہیں کی۔“

یونس بن کبیر نے اپنی زیادات میں بحوالہ زہری اسی طرح کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں صرف تین اشعار ہیں۔

۳۱۹۶ سعد بن مالک

بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ سہل بن سعد کے والد۔ واقدی کی روایت ہے: سعد بن مالک نے بدر میں شرکت کی تیاری کی تو ایسے بیمار ہوئے کہ اسی میں وفات ہو گئی۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے ان کا حہ لگایا اور اجر بیان کیا۔ حارث نے اپنی مسند میں یہ روایت باضافہ نقل کی ہے۔ انہوں نے اپنی سواری کے کجاوے میں وصیت لکھ کر رکھ دی۔ اپنے سامان اور سواری کو نبی ﷺ کے لیے وقف کر گئے۔ ابو نعیم کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کے میرے والد کے پاس کئی گھوڑے تھے۔ (حدیث) ابو نعیم نے ان کے والد کا نام سعد بتایا ہے جبکہ مشہور مالک ہے۔

۳۱۹۷ سعد بن مالک بن سنان

بن عبید بن ثعلبہ بن الامیر جو حد رہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی ہیں یہی ابو سعید الخدری ہیں۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ اُحد میں کم سن قرار پائے، ان کے والد اسی میں شہید ہوئے جبکہ انہوں نے بعد کے معرکوں کو سر کیا۔ نبی ﷺ سے اکثر روایتیں نقل کی ہیں۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زید بن ثابت وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ان سے روایت کرنے والے صحابہ ابن عباس، ابن عمر، جابر، محمود بن لبید، ابوامامہ بن سہل اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہم ہیں جبکہ اکابر تابعین میں سے ابن مسیب، ابو عثمان نجدی، طارق بن شہاب، عبید بن عمیر اور ان کے بعد عطاء، عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح، بشر بن سعید، مجاہد، ابوالتوکل الناجی، ابونضرہ مہبذ بن سیرین اور عبداللہ بن محیرز شامل ہیں۔ بکثرت احادیث نقل کرنے والے ہیں حنظلہ بن ابی سفیان

بحوالہ اپنے شیوخ روایت کرتے ہیں۔ نوجوان صحابہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ تھے۔ خطیب کا قول ہے: فضیلت والے صحابہ میں سے ہیں اکثر احادیث یاد تھیں ھیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت سہیل بن سعد فرماتے ہیں: میں نے ابوذر، عبادہ بن الصامت، محمد بن مسلمہ ابوسعید اور چھٹے شخص نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کی، ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی کی پروا نہیں کریں گے تو چھٹے شخص نے عرض کی میں بیعت واپس لینا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا واپس ہے۔ اور بطریق یزید بن عبداللہ بن الشخیر روایت ہے حرہ کے روز حضرت ابوسعید مدینہ سے نکل کر ایک غار میں چلے گئے ایک شامی بھی وہاں جا پہنچا آپ نے فرمایا: نکل جاؤ اگر میرے پاس آئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا: میں نہیں نکلوں گا۔ چنانچہ جب وہ پاس آیا تو آپ نے تلوار رکھ دی اور فرمایا: لے (مجھے قتل کرنے والا) گناہ کر لے۔ وہ کہنے لگا: آپ ہی ابوسعید خدری ہیں؟ فرمایا: ہاں، کہنے لگا، تو میرے لیے استغفار کریں۔

امام احمد وغیرہ کی بطریق عطیہ بحوالہ ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ میرے والد احد میں شہید ہوئے اور ہمارے لیے کوئی مال نہ چھوڑا میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی بھانپ کر فرمایا: جو بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو پاکدامنی کا طالب ہوگا اللہ تعالیٰ اسے عفت نصیب فرمائے گا۔ تو میں لوٹ آیا۔ اس کی اصل صحیحین میں ہے جس کا واقعہ اس سے مختلف ہے اس کے الفاظ ہیں: جو محتاجی سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا سامان پیدا کر دے گا اور جو پاکدامنی چاہے گا اسے عفت عطا کرے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عنایت کرے گا۔ حدیث

شعبہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں: تمہیں ہرگز لوگوں کا خوف حق گوئی سے نہ روکے، جب اسے حق نظر آ رہا ہو یا اس کا علم ہو جائے، ابوسعید فرماتے ہیں: اسی بات نے مجھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانے پر مجبور کیا میں نے یہ بات ان کے گوش گزار کی اور پھر واپس آ گیا۔ ہند بنت سعید بن ابی سعید الخدری بحوالہ اپنے چچا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسعید الخدری کی طرف واپسی پر آئے تو ہم نے بکری کی دستی ان کی خدمت میں پیش کی۔ علاء بن المسیب بواسطہ اپنے والد بحوالہ ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ کا دیدار اور صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے مبارک ہو۔ فرمایا: تمہیں معلوم نہیں ہم نے آپ کے بعد کیا نئے کام نکال لیے ہیں۔ علی بن الجعد بحوالہ شعبہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: حدیث بیان کیا کرو کیونکہ حدیث سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ امام واقدی فرماتے ہیں: چہتر (۷۷۴) بقول بعض چونسٹھ (۷۶۴) میں انتقال ہوا۔ مدائنی فرماتے ہیں: تیریسٹھ (۷۶۳) میں جبکہ عسکری کا قول ہے: پینیسٹھ (۷۶۵) میں فوت ہوئے۔

۳۱۹۸ سعد بن محمد

بن مسنمہ انصاری۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن شاپین کا بحوالہ ابن ابی داؤد بیان ہے، کہ فتح

مسند احمد (۹/۳)

بخاری کتاب الزکاة باب الاستعفاف عن المسألة (۱۴۶۹)، مسلم (۱۲۴) ابوداؤد (۱۶۴۴)

ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی الصبر (۲۰۲۴۰)، نسائی (۲۵۸۷)

اسد الغابۃ (۲۰۳۸)

مکہ اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ قداح نے ان کا ذکر کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ کے دس بیٹے تھے۔

۳۱۹۹ سعد بن مَحِيصَه

بن مسعود بن کعب انصاری اسی ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ بغوی لکھتے ہیں محمد بن اسماعیل نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، مجھے ان کی کوئی حدیث نہیں ملی۔ عبدالرزاق، بحوالہ حرام بن سعد بن محیصہ روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ براء بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں چلی گئی اور ان کے پودے خراب کر دیئے تو آپ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا، کہ ”مال مویشی والوں کی ذمہ داری دن کے وقت کی ہے۔“... حدیث... زہری سے آگے سخت اختلاف ہے ذہلی اور ابوداؤد ”التفرد“ میں لکھتے ہیں ”عن ابیہ“ کے الفاظ میں عبدالرزاق کی متابعت کسی نے نہیں کی۔ یہی روایت امام مالک اور الیاس نے بواسطہ زہری بحوالہ حرام بن سعد مرسل نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر ”التمہید“ میں لکھتے ہیں: یہ صحابی نہیں، انہیں صرف اپنے والد سے روایت حاصل ہے۔ ابن ابی شیبہ بحوالہ حرام بن سعد وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ محیصہ نے نبی ﷺ سے سیبگی لگانے والے کی کمائی کے متعلق دریافت کیا... حدیث... ذہلی لکھتے ہیں: یہ روایت امام مالک وغیرہ کی بواسطہ زہری ابن محیصہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور جس نے یہ کہا ہے کہ: ”حرام بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں“ یہی محفوظ ہے۔

۳۲۰۰ (ن) سعد بن المدحاس

بقول بعض المباحث ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اہل شام سے ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن السکن اور الباوردی کی روایت ہے کہ سعد بن مدحاس نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا“... حدیث... ابن حبان نے اسی سند سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔ طبرانی نے مسند شامیین میں اسی سند سے روایت کی ہے۔ ابن عائد کا قول ہے کہ ابوامامہ نے فرمایا: کہ سعد بن مدحاس نے فرمایا۔ وہ صحابی بھی تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چشمہ میں اترا وہاں لوگ چھوٹی بڑی مشکیں پانی سے بھر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو کسی نے کہہ دیا اس کی تعبیر قرآن ہے تو سعد نے قسم کھائی کہ میں ضرور سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھوں گا۔“

۳۲۰۱ سعد بن مسعود انصاری

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ طبرانی اور ابن ابی عاصم نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حارث غطفانی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: محمد! (ﷺ) مدینہ کی کھجوروں کا نصف ہمیں دیا جائے۔ یہ واقعہ احزاب کی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سعدوں سے مشورہ کر لینے دو، چنانچہ آپ نے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن خیثمہ، سعد بن عبادہ اور سعد بن مسعود رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا... حدیث...

اسد الغابۃ (۲۰۴۰) تجرید (۲۱۸/۱) المعجم الكبير (۵۴۶۹/۶) (۵۴۷۰/۶) السنن الكبرى (۳۴۲/۸)

اسد الغابۃ (۲۰۴۱) تجرید (۲۲۸/۱) الثقات (۱۵۴/۳) المعجم الكبير، السنن الكبرى، سابقہ حوالہ۔

اسد الغابۃ (۲۰۴۲) المعجم الكبير (۵۴۰۹) مجمع الزوائد (۱۳۳/۶) اسد الغابۃ (۳۱۲/۲)

ابن الاثیر لکھتے ہیں: * سعد بن خیشمہ کے تذکرہ میں تامل ہے کیونکہ وہ بدر میں شہادت پا چکے تھے۔ اور غزوہ خندق (احزاب) اس کے تین سال بعد پیش آیا۔

میں کہتا ہوں: سعد بن خیشمہ کے بارے میں غلطی سے سعد بن مسعود کے متعلق غلطی واقع ہونا ضروری نہیں۔ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو وہ اس وقت کے اکابر انصار میں سے جن سے رائے لی جاتی تھی۔

۳۲۰۲ سعد بن مسعود الکندی *

بقول بغوی: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں ان کا ذکر تو آتا ہے لیکن ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ البتہ امام بخاری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی تاریخ * میں بحوالہ قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ سعد بن مسعود کی عیادت کرنے گئے پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابو موسیٰ نے طبرانی کے اتباع میں یہ واقعہ سابقہ شخصیت کے حالات میں نقل کر دیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ جبکہ ابن ابی حاتم * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے حالات میں لکھا ہے عمر بن عبدالعزیز نے انہیں اہل مصر کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ان کی وفات دیر سے ہوئی ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سعد بن مسعود نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سخت غم کیا اس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا“۔ پھر یہ آیت پڑھی: ”میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں“ * * *

حکم ترمذی نے اسرار الحج میں ابن جریر نے دوسری سند سے بحوالہ ابن انعم مرسل روایت کی ہے جس میں صحابی کا ذکر نہیں اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے بحوالہ ابن انعم روایت کر کے اسے مسند عبد اللہ بن عمرو میں شمار کیا ہے۔ ابن انعم ضعیف راوی ہے ابن المبارک کتاب الزہد میں لکھتے ہیں رشد بن سعد بن انعم نے ہمیں بحوالہ سعد بن مسعود بتایا کہ عثمان بن مظعون نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: مجھے آختہ (خصی) ہونے کی اجازت دیجئے... حدیث....

بحوالہ سعد بن مسعود روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجنبی عورتوں سے بات چیت کرنے سے بچنا کیونکہ جو شخص بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے جہاں اس کا محرم ساتھ نہ ہو تو اس سے ملوث ہونے کا ارادہ کر لیتا ہے * * * حدیث... ہم نے غیلانیات میں بطریق یحییٰ بن ایوب بواسطہ عبید اللہ بن زحر بحوالہ سعد بن مسعود روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نے پوچھا: سب سے عقلمند کون سا مومن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو موت کو زیادہ یاد کرے اور اس کی اچھے طریقہ سے تیار کرے“ * * *

۳۲۰۳ سعد بن مسعود ثقفی *

مختار بن ابی عبید کے چچا۔ امام * بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی کا بھی یہی قول ہے ابو خنف کا بیان ہے

- * ایضاً * اسد الغابۃ (۲۰۴۴) استیعاب (۹۶۲) تجرید (۲۱۹/۱) * التاريخ الكبير (۴۹/۲)
- * الجرح والتعديل (۹۴/۴) * سورة يوسف ۸۶
- * تفسیر الطبری (۳۲/۱۳) تفسیر القرطبی (۲۴۷/۹) الدر المنثور (۳۱/۴)
- * مختصر تاریخ دمشق (۱۱۱/۶) * جامع المسانید (۲۴۵/۵) اسد الغابۃ (۸۳/۳) * التاريخ الكبير (۲۹۶/۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کوئی ذمہ داری کی تھی۔ بعد میں صفین میں انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سعد بن مسعود ثقفی نے فرمایا: نوح علیہ السلام جب کپڑا پہنتے تو الحمد للہ کہتے اور جب کھاتے پیتے تو تب بھی الحمد للہ فرماتے اسی بنا پر انہیں شکر گزار مردہ کہا گیا ہے۔

۳۲۰۴ سعد بن مسعود

ان سے سعید بن صفوان روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے۔ لیکن ابن حبان نے خود صحابہ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ صرف سعید بن صفوان کے حالات میں تابعین کے طبقہ میں اس بات کا ذکر کیا ہے میرے خیال میں یہ کنڈی ہیں۔ ابن ابی حاتم * ان کے سوانح میں لکھتے ہیں ان سے یزید بن ابی حبیب، عبدالرحمن الافریقی۔ جو ابن انعم ہی ہیں جن کا کنڈی کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔ روایت کرتے ہیں۔

۳۲۰۵ سعد بن معاذ *

بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشھل بن جشم بن حارث بن خزرج بن النبیت بن مالک بن الاوس انصاری اشہلی، اوس کے سردار، والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے وہ بھی صحابیہ ہیں۔ کنیت ابو عمرو تھی اتفاق ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ خندق میں ان کے ایک تیر لگا جس کے بعد مہینہ بھر زندہ رہے اسی دوران بنی قریظہ کا فیصلہ کیا، اس بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ پھر یہی زخم ہرا ہو کر بہہ پڑا تو فوت ہو گئے یہ بخاری کی روایت ہے اور یہ واقعہ پانچ (۵۵) کا ہے۔ جب ان کا جنازہ نکلا تو منافق کہنے لگے: کتنا ہلکا جنازہ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”فرشتوں نے ان کا جنازہ اٹھا رکھا ہے“ صحیحین وغیرہ میں کئی طرق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش کانپ اٹھا“ * حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی عبدالاشھل میں من افراد ایسے ہوئے ہیں کہ ان سے افضل کوئی نہیں: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ نے جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو بنی عبدالاشھل سے فرمانے لگے: جب تک تم لوگ مسلمان نہیں ہو لیتے تمہارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا میرے لیے حرام ہے۔ چنانچہ وہ سارے مسلمان ہو گئے۔ انہیں اسلام میں سب سے بڑی برکت حاصل تھی۔ ابن اسحاق * غزوہ خندق کے ذیل میں فرماتے ہیں: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں بنی حارثہ کے قلعہ میں سعد بن معاذ کی والدہ کے ساتھ بیٹھی تھی کہ وہاں سے سعد بن معاذ کا گزر ہوا وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ع

”ذرا ٹھہر کہ لڑائی کا غبار مل جائے وہ موت کتنی اچھی ہے جس کا وقت قریب آ گیا ہو۔“ *

الثقات (۲۹۶/۴) * الجرح والتعديل (۹۳/۴) * اسد الغابة (۲۰۴۵) استيعاب (۲۹۶۳)

بخاری کتاب مناقب الانصار باب مناقب سعد بن معاذ (۳۸۰۳)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل سعد بن معاذ (۲۶۹۶)

ابن ماجہ (۱۵۸) مسند احمد (۳۱۶/۳) المعجم الكبير (۵۳۳۵/۶)

السيرة النبوية (۱۷۹/۳) * اشعار اسد الغابة (۳۱۴/۲) السيرة النبوية اور الروض للسهيلى (۱۹۲/۲) میں ہیں

تو ان کی والدہ فرمانے لگیں: بیٹا! جلدی ملو تم تو پیچھے رہ گئے۔ میں کہنے لگی: ام سعد! کاش ان کی زرہ ذرا لمبی ہوتی۔ تو انہیں وہیں تیر مارا جہاں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خدشہ تھا جس نے ان کے تیر مارا وہ کہنے لگا: لو! میں ابن العرقہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ دوزخ میں تیرا چہرہ آلود کرے۔ ابن العرقہ کا نام حبان بن عبد مناف تھا جو بنی عامر بن لوی سے تعلق رکھتا تھا۔ العرقہ اس کی والدہ کا نام تھا۔ بقول بعض ابوامامہ جشمی نے ان کے تیر مارا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ جب بنی قریظہ حضرت سعد کے فیصلے پر قلعہ سے باہر آ گئے آپ ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قبیلہ اوس) اپنے سردار کی طرف بڑھو (کیونکہ آپ اس وقت بیمار تھے) ابن اسحاق رحمہ اللہ نے بغیر سند فرمایا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ نے یہ اشعار کہے۔

”ام سعد کا غم سعد کے کھو جانے پر جو باہمت اور حوصلے والا تھا۔ اور ایسا سردار تھا کہ اب اس کا قائم مقام کوئی نہیں۔“

جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رونے والیاں اکثر جھوٹ بولتی ہیں لیکن یہ سچ کہتی ہے“ یہی روایت طبرانی نے ضعیف سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ ام سعد کہنے لگیں، پھر یہ اشعار جو اوپر گزرے ہیں بیان کیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے زیادہ کہنا نہ کہنا، اللہ کی قسم وہ واقعی دورانہدیش اور اللہ کے دین میں مضبوط تھا۔“

۳۲۰۶ (ز) سعد بن معاذ الانصاری (دوسرے)

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل کی کتاب میں ان کا نام دیکھا ہے لیکن ان کی حدیثیں ذکر نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: شیبہ بن قرہ کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔ خطیب نے المستفق میں ایک کمزور ترین سند سے اور ابو موسیٰ نے ذیل میں مجہول سند سے بواسطہ حسن بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس آئے تو سعد بن معاذ انصاری نے آپ کا استقبال کیا تو آپ نے ہاتھ ملانے سے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں یہ سختی کا کیا اثر ہے؟ عرض کی: یہ پھاوڑی کے نشان ہیں میں یہ چلا کر اپنے گھر والوں کے لئے کمائی کرتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دے کر فرمایا: یہ ایسا ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھوئے گی۔“ ابو موسیٰ کی روایت میں یہ نام سعد بن الانصاری لکھا ہے۔

۳۲۰۷ (ز) سعد بن معاذ یا معاذ بن سعد

بخاری میں شک کے ساتھ ہی منقول ہے تحریر کر لیا جائے۔

۳۲۰۸ سعد بن المنذر الانصاری

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن لہیعہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے لیکن صحیح نہیں۔

* بخاری کتاب الاستئذان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قوموا الی سیدکم (حدیث ۶۲۶۲)

* السیرة النبویة (۱۹۸/۳) * المعجم الكبير (۵۳۲۹/۶) * المعجم الكبير (۵۳۲۸/۶)

* المنتظم (۲۵۱/۲) * اسد الغابۃ (۲۰۴۶) استیعاب (۹۶۴) * التاريخ الكبير (۶۵/۲)

میں کہتا ہوں: ابن المبارک نے اسے ”الزهد“ میں ابن لہیعہ سے بحوالہ سعد بن المنذر انصاری نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں تین راتوں میں ایک کلام پاک ختم کر لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے اگر تم ایسا کر سکتے ہو۔* چنانچہ وہ وفات تک اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہی روایت حسن بن سفیان، اور بغوی نے بطریق ابن لہیعہ بحوالہ ابن حبان نقل کی ہے۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ یہی سعد بن المنذر بن عمیر بن عدی بن خرشہ ہیں جو بیعت عقبہ، اور بدر و احد میں شریک ہوئے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن اسحاق اور زہری نے انہیں بدری صحابہ میں اور نہ اہل عقبہ میں ذکر کیا ہے۔ بات یہی ہے۔ ابن مندہ کے کلام میں ان کی نسبت کے بارے میں تامل ہے اس واسطے کہ عدی بن خرشہ صحابی ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے منذر کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ لہذا یہ بات قلمبند کر لی جائے۔

۳۲۰۹ سعد بن المنذر الساعدی*

ابو حمید کے والد ابن ابو حاتم* نے ان کا ذکر کیا اور ابو عمر* کا قول ہے: مجھے خدشہ ہے یہ پہلے والے نہ ہوں۔ میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں اختلاف ہے۔

۳۲۱۰ سعد بن النعمان*

بن زید بن اکال بن لوزان بن حارث بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اسی۔ بقول ابن اسحاق* کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ: عمرو بن سفیان بدر کے روز گرفتار ہو گیا تو کسی نے ابوسفیان سے کہا: کیا آپ ان کا فدیہ نہیں دے دیتے؟ انہوں نے حنظلہ کو قتل کیا ہے اور میں عمرو کا فدیہ دوں؟ میرا مال اور خون یکجا نہیں ہو سکتے۔ فرماتے ہیں: اسی اثناء میں سعد بن نعمان بن زید بن اکال عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو ابوسفیان نے ان پر حملہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور یہ کلام کیا: ”اے ابن اکال کے قبیلے! اس کی بات کا جواب دو! تم نے کھو دیا ادھیڑ عمر سردار حوالے نہ کرو کیونکہ بنی عمرو بن عوف اس وقت تک ذلیل رہیں گے جب تک تم اپنے قیدی سے بیڑیاں نہیں کھول دیتے۔“* چنانچہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن ابی سفیان کا فدیہ سعد کی صورت میں لے کر گئے آپ نے عمرو ان کے حوالہ کر دیا۔ جس کے متعلق حسان بن علیؓ فرماتے ہیں: ع

”اگر مکہ کے روز سعد آزاد ہوتے تو قید ہونے سے پہلے تمہارے بہت زیادہ قتل کرتے۔“

بقول ابو عمر* ابن کلبی نے یہی واقعہ سعد کے والد نعمان کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت حسان بن علیؓ کے اشعار سے ابن اسحاق کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

* المعجم الكبير (۵۴۸۱/۶) الزهد لابن المبارك (۱۲۷۴) مجمع الزوائد (۱۷۷/۷)

* اسد الغابة (۲۰۴۷) استيعاب (۹۶۵) الجرح والتعديل (۹۳/۴)

* استيعاب (۱۷۰/۲) اسد الغابة (۲۰۴۸) استيعاب (۹۶۶)

* السيرة النبوية (۲۲۱/۲) السيرة النبوية ، اسد الغابة (۳۱۸/۲) استيعاب (۱۷۰/۲)

۳۲۱۱ سعد بن النعمان

بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ الظفری۔ ابن لہیعہ نے بواسطہ ابوالاسود، بحوالہ عروہ ان کا تذکرہ شرکائے بدر میں کیا ہے جبکہ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۲۱۲ سعد بن ہلال

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کی کوئی روایت نقل نہیں کی۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۱۳ سعد بن وائل

بن عمرو العبدی۔ الحجازی۔ بقول ابن مندہ: اہل رملہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر یہ اور باوردی بطریق عبداللہ بن کثیر بن سعد بواسطہ ابو معاویہ حکم بن ابی سفیان العبدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن وائل کو فرماتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے سنا: ”جو شخص لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے وہ جنت کا مستحق ہے۔“

۳۲۱۴ سعد بن ابی وقاص

یہی سعد بن مالک ہیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۲۱۵ سعد بن وہب الجہنی

رشدان کے حالات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۱۶ سعد بن وہب النضیری

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان کے اور سفیان بن عمیر بن وہب کے علاوہ بنی نضیر میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ایسی ہی ابو موسیٰ نے بلا اسناد ذکر کیا ہے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۱۷ سعد بن یزید بن الفاکہ

اسعد میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۲۱۸ (ن) سعد الاسود السلمی ثم الذکوانی

ابن عدی، ابن حبان اور المخلص نے اپنے فوائد کی دوسری جلد میں سب نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا! اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنے سیاہ رنگ اور بد صورتی کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی بات نہیں.... حدیث.... اسی میں ہے کہ میں بنی سلیم میں سے پھر ذکوان میں سے مشہور نسب اور حسب والا ہوں صرف مجھ پر سیاہ رنگت کا غلبہ ہے جو میرے ماموؤں کی رنگت ہے۔ اور اسی میں ہے۔ آپ نے بنت عمر یا عمرو بن وہب ثقفی سے ان کا نکاح کر دیا پھر جلییب اور محمد بن عمر کے واقعہ سے ملتا جلتا ایک قصہ ذکر کیا۔ الحاکم کا بیان ہے انہوں نے یہ موضوع حدیث نقل کی ہے۔

اسد الغابۃ (۲۰۴۹) * اسد الغابۃ (۲۰۵۲) تجرید (۲۱۹/۱)

جامع المسانید (۲۵۱/۵) اسد الغابۃ (۸۸/۳) * اسد الغابۃ (۲۰۵۴)

۳۲۱۹) سعد الاسلامی سعد العربی کے بیان میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

۳۲۲۰) (ن) سعد الاحمسی

ان کے مولا ہیں۔ بغوی بطریق ابو محمد۔ بواسطہ اسمعیل بن ابو خالد بحوالہ سعد جوان کے مولا ہیں روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا۔

۳۲۲۱) سعد مولا ابی بکر الصدیق

بقول بعض: سعید لیکن پہلا نام زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ یہ ابن عبدالبر کا قول تھا۔ ابن ماجہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے جو بروایت حسن بصری ان سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے پھر کھجور ملا کر کھانے کی حدیث روایت کی۔ اس میں فرماتے ہیں: سعد مولا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے جس سے ابن فتحون کو یہ گمان ہو گیا یہ رسول اللہ ﷺ کے وہ مولا ہیں جن کا ذکر ہوگا۔ جبکہ ایسا نہیں۔ انہیں تو بس خادم رسول ہونے کی وجہ سے آپ کا مولا کہا گیا ہے جبکہ آنے والی شخصیت کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔

۳۲۲۲) (ن) سعد الانصاری سعد بن عبادہ میں ان کا بیان ہوا ہے۔

۳۲۲۳) (ن) سعد الانصاری سعد بن عمارہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۲۴) (ن) سعد مولا اوس بن حجر

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے مشہور یہ ہے جن کا انہوں نے ذکر کیا وہ ان کے علاوہ مسعود ہیں تذکرہ ابھی ہوتا ہے۔

۳۲۲۵) (ن) سعد مولا ثابت بن قیس الانصاری

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے آقا کی وصیت پوری کرنے کے لیے انہیں آزاد کر دیا تھا اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا۔ واقدی نے ”الردۃ“ میں اپنی سند سے یہ بات نقل کی ہے۔

۳۲۲۶) سعد الجہنی

بقول ابو عمر: ان کی روایت کردہ حدیث میں کلام ہے جو بروایت شان بن سعد الجہنی بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”امام لوگوں کو چھوڑ کر خصوصی اپنے لیے دعائے کرے۔“

۳۲۲۷) سعد مولا حاطب بن ابی بلتعہ

سعد بن خولی میں ذکر ہو چکا ہے۔

۳۲۲۸ سعد مولا حاطب (دوسرے)

أحد کے بعد تک زندہ رہے اسمعیل بن ابی خالد بحوالہ سعد مولا حاطب روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! کیا حاطب جہنمی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بدر اور بیعت رضوان میں شریک کوئی مسلمان بھی ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے نہیں لگتا کہ ابن ابی خالد نے ان کا زمانہ پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: جس نے انہیں پہلے شخص سے ملا دیا اسے وہم ہوا ہے اس واسطے کہ بیعت رضوان أحد کے مدت بعد ہوئی جبکہ پہلی شخصیت أحد میں شہید ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے صحیح مسلم میں حدیث جابر سے مروی ہے کہ حاطب کا غلام آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! پھر حدیث ابن ابی خالد کا مفہوم ذکر کیا اور ان کا نام نہیں لیا۔

۳۲۲۹ (ز) سعد الخیر سعد بن قیس میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۳۰ سعد الدوسی

باوردی کی بطریق ابوقلابہ بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے قیامت کے متعلق سوال کیا، اتنے میں ازدشؤۃ کا ایک شخص وہاں سے گزرا جس کا نام سعد تھا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: اسے اگر اتنی لمبی عمر ملی کہ اسے اپنی عمر کرنے کا موقع مل گیا تو تم میں سے ایک آنکھ بھی زندہ نہیں رہے گی، یہی روایت ابن مندہ نے دوسری سند سے بواسطہ قیس بن وہب بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ سعد دوسی کا گزر ہوا اور یہی حدیث جب قرہ بن خالد نے بواسطہ حسن بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی تو اس میں یہ اضافہ نقل کیا: تو آپ نے دوس کے ایک جوان کے بارے فرمایا جس کا نام سعد تھا اور قنادہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی تو اس میں فرمایا: منغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام گزرا جو میرا ہم عمر تھا، محمد نامی حضرات کے حالات میں اس سے ملتا جلتا واقعہ بیان ہوگا بظاہر لگتا ہے دو واقعات ہیں۔

۳۲۳۱ سعد مولا رسول اللہ ﷺ

امام احمد فرماتے ہیں: ہم سے جعفر بن عثمان بن عتاب نے بیان کیا کہ میں ابو عثمان نہدی کے ساتھ تھا تو لوگوں میں سے ایک شخص بولا: ہمیں سعد یا عبید مولا رسول اللہ ﷺ نے روایت سنائی کہ انہیں روزہ رکھنے کا حکم ہوا اتنے میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! فلاں فلاں عورتوں کی حالت غیر ہو رہی ہے... حدیث... حسن بن سفیان بطریق یحییٰ قطان بحوالہ عثمان بن عتاب روایت کرتے ہیں کہ ابو عثمان کے حلقہ محفل میں ہم سے ایک شخص بحوالہ سعد مولائے رسول اللہ ﷺ حدیث بیان کرنے لگا پھر اسے طویل انداز میں روایت کیا۔ یہی حدیث بروایت سلیمان التیمی بواسطہ ابو عثمان بحوالہ عبید مولا رسول اللہ ﷺ بیان ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کنز العمال (۳۳۸۹۹) اسد الغابۃ (۱۹۸۸) استیعاب (۹۷۲)

مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعة (۷۳۳۷)

اسد الغابۃ (۱۹۹۵) استیعاب (۹۷۶) مسند احمد (۴۳۱/۵)

۳۲۳۲ سعد* والد زید (بے نسبت)

ابن ابی عاصم کی زید بن سعد سے بحوالہ ان کے والد روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب اپنی وفات کی اطلاع ملی تو آپ پرانے کپڑے اوڑھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد فرمایا: ”لوگو! میری انصار کے اس قبیلہ کے بارے میں وصیت یاد رکھنا“۔ حدیث۔ ان مندہ نے یہ روایت سابقہ شخصیت سعد بن زید الاشہلی کے سوانح میں لکھی ہے۔ جبکہ ابو حاتم* اور ابن عبد البر* نے دونوں میں ق کیا ہے۔ یہی مناسب ہے۔

۳۲۳۳ سعد ظفری*

ابو حاتم* نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی* نے بطریق عبدالرحمن بن حرمہ بحوالہ سعد ظفری روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغنے (لوہا گرم کر کے زخم وغیرہ کا علاج کرنے) سے منع کیا ہے۔ ابو موسیٰ کو تردد ہے کہ آیا یہ سعد بن نعمان ظفری ہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۳۲۳۴ سعد مولا عتبہ بن غزوان*

عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ مذکورہ آیت ”اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹانا جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں“۔ ان کے بارے میں اور سعد مولا حاطب، حاطب اور عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو عمر* کا گمان ہے: یہ اپنے مولا کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے۔ جبکہ ابن اسحاق نے بدرتین میں صرف خباب مولا عتبہ بن غزوان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۳۵ سعد العرجی*

ان سے روایت ہے کہ میں عرج سے مدینہ تک نبی ﷺ کی رہنمائی کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے ٹیک کا سہارا لے کر کوئی چیز کھائی تھی۔* زیادات المسند میں ہے۔ میں ابراہیم بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کے ساتھ نکلا، ابن سعد کی طرف پیام بھیجا تو وہ ہمارے پاس عرج میں آگئے۔ ابن سعد* لکھتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی کوئی بچی ہمارے ہاں دودھ پلوئی پر آئی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ تھا کہ مختصر (شارٹ کٹ) رستہ مل جائے تو سعد نے انہیں سواری کا رستہ بتایا پھر آپ ﷺ کی قبائ تشریف آوری اور سعد بن خیشمہ کے ہاں فروکش کی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ آپ کے پاس سے دو شخص گزرے آپ نے پوچھا تم دونوں کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: ہم دونوں کمتر شخص ہیں آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم دونوں عزت مند انسان ہو۔ ابو عمر کو اس بارے میں خطبہ ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں: سعد العرجی بنی العرج بن حارث بن کعب بن ہوازن سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول بعض یہ سلمیین کے مولا ہیں۔

* اسد الغابۃ (۲۰۰۲) استیعاب (۹۴۲) * المعجم الکبیر (۵۴۲۵/۶) مجمع الزوائد (۳۶/۱۰) جامع المسانید (۹۵/۵)

* الجرح والتعديل (۹۷/۴) * استیعاب (۹۷۳) * اسد الغابۃ (۲۰۱۰) استیعاب (۱۵۹/۲) تجرید (۲۱۵/۱)

* الجرح والتعديل (۹۷/۴) * المعجم الکبیر (۵۴۸۰/۶) * اسد الغابۃ (۲۱۱۸) استیعاب (۹۷۷) * سورة الانعام : ۵۲

* استیعاب (۱۷۶/۲) * استیعاب (۲۰۲۰) استیعاب (۹۷۴) * الطبقات (۴۳/۴) جامع المسانید (۲۵۹.....۵) * استیعاب (۱۷۵/۲)

انہیں عربی صرف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عرج میں نبی ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ آپ مدینہ کا ارادہ رکھتے تھے یہ وہاں اسلام لے آئے پھر لکھتے ہیں: سعد اسلمی سے ان کا بیٹا عبد اللہ روایت کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سعد بن خیشمہ کے ہاں ٹھہرے۔ یوں انہوں نے ایک شخصیت کے دو افراد بنا دیئے۔

۳۲۳۶ سعد مولا عمرو بن العاصی

یوسف بن موسیٰ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ حسن بن سفیان بحوالہ سعد مولا عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک آیت کے بارے میں بحث و مباحثہ ہو گیا جس کا حل نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید (کی آیات) میں نہ جھگڑنا کیونکہ جو اس میں جھگڑتا ہے وہ کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں لکھا ہے: یہ مرسل حدیث ہے۔

۳۲۳۷ سعد مولا قدامہ بن مظعون

ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ: ان کے صحابی ہونے کے بارے میں تامل ہے۔ انہیں خوارج نے اکتالیس (۴۱) میں شہید کیا تھا۔

(ز) سعد الکندی سان کے والد، ان سے ان کا بیٹا روایت کرتا ہے یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں نقل کی ہے۔

(ز) سعد ابوالحارث ابن حبان "الصحابة" میں لکھتے ہیں: ان کی کنیت: ابوالمطرف تھی اور یہ صحابی ہیں۔

(ز) سعد (بے نسبت)

بقول ابن مندہ ان سے ان کا بیٹا عبد اللہ روایت کرتا ہے ان کے حالات نامعلوم، میں کہتا ہوں: ہو سکتا ہے یہ عربی ہوں۔

سعد (بے نسبت)

بغوی کی بواسطہ زیاد بن جبیر بحوالہ سعد روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو ایک دراز قد عورت کھڑی ہوئی لگتا تھا وہ مضر کی ہے کہنے لگی: اللہ کے رسول ﷺ! خاندان کی کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تازہ کھجور جو تم عورتیں کھا بھی سکتی ہو اور اڑوس پڑوس میں ہدیہ بھی بھیج سکتی ہو۔

میں کہتا ہوں: یہی روایت بزار، عبد بن حمید اور یحییٰ بن عبد الحمید حمیانی نے مسند سعد بن ابی وقاص میں نقل کی ہے۔ بغوی اور ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے یہی راجح ہے۔ کیونکہ دارقطنی نے علل میں اس کا اختلاف ظاہر کیا ہے کہ سعد ایک انصاری شخص ہیں، جس نے انہیں سعد بن ابی وقاص لکھا اسے وہم ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہ اور ہیں کہ ابن مندہ بطریق حماد بن سلمہ بواسطہ یونس بن عبید بحوالہ

زیاد بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد نامی ایک شخص زکوٰۃ وصولی کے لیے بھیجا، تو اگر وہ ابن ابی وقاص ہوتے تو راوی انہیں اس نام سے تعبیر نہ کرتے۔

اسد الغابۃ (۲۰۲۷) المعجم الكبير (۴۹۱۶/۵) مجمع الزوائد (۱۵۷/۱) جامع المسانید (۲۵۷/۵)

الفتاویٰ (۳۰۰/۴) اسد الغابۃ (۲۰۳۰) استیعاب (۹۷۸) استیعاب (۱۷۶/۲)

ابوداؤد کتاب الزکاة باب: المرأة تصدق من مال زوجها (۱۶۸۶) جامع المسانید (۱۳۱/۵)

۳۲۲۲ (ز) سعد

محمد انصاری کے والد۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی مختصر نصیحت کریں۔
 ﷺ نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہو جاؤ۔* (حدیث)
 ابن الاثیر کا قول ہے: یہ حدیث سعد بن عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ ابو موسیٰ سے منقول ہے: یہ اسماعیل وہی
 ابن محمد بن سعد بن ابی وقاص ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر بات یہی ہے جو اس ابو موسیٰ نے لکھی ہے تو جس نے انہیں انصاری لکھا ہے اس سے غلطی ہوئی ہے۔ رہی
 ابن الاثیر کی بات کہ یہ حدیث سعد بن عمارہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے تو یہ دوسری سند سے ہے دونوں حدیثوں کا مضمون مختلف ہے۔

۳۲۲۳ (ز) سعد (بے نسبت)

امام بخاری نے انہیں علیحدہ ذکر کیا ہے اور بطریق حفص بن المضاء سلمیٰ بواسطہ عامر بن خارجہ بن سعد انہوں نے بحوالہ
 اپنے دادا سعد روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قحطِ باراں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھٹنوں کے بل
 بیٹھ کر رب کہو“* کسی اور نے یہ روایت مسند سعد بن ابی وقاص میں لکھی ہے۔ واللہ اعلم

۳۲۲۴ سعدی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن سعد نقل کیا ہے کہ ان کی بحوالہ نبی ﷺ صدقہ کے اونٹوں کے متعلق ایک
 روایت ہے۔ مجھے اس کے قلمبند کرنے کی فرصت نہ ملی۔ میرے خیال میں یہ نام نسب کے لفظ سے ہے۔

۳۲۲۵ سَعْرٌ ذُلِّي

بقول دارقطنی اور ابن حبان: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ عسکری نے خضر مین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد
 کے نام میں اختلاف ہے سوادہ، دسیم، مختلف اقوال ہیں۔ بقول بعض: عامری ہیں۔ ایک قول ہے: جاہلیت میں شام تجارت کی غرض
 سے آئے تھے۔ یعقوب بن شیبہ نے بطریق عبد اللہ الحمزانی روایت کی ہے میں سحر بن سوادہ کی اولاد کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرتا
 تھا وہ مجھے سناتے کہ انہوں نے فرمایا: میں کسی عرب سردار کا نوکر تھا ایک دفعہ میں شام گیا وہاں سے مکہ پہنچا وہاں میں نے ایک شخص
 دیکھا جس کا رنگ کھلا ہوا ہے اس کے سامنے اونٹ نحر (ذبح) کیے جا رہے تھے پھر ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: اللہ کے وفد! آؤ کھانے کے
 لئے۔ فرماتے ہیں: ہمیں شام میں بتایا گیا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اب اس کا ظہور ہو چکا ہے چنانچہ میں اس کے پاس آیا
 میں نے کہا: السلام علیک یا نبی اللہ! وہ کہنے لگا: بس، وہ آنے ہی والا ہے“ میں نے ایک شخص سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ اس نے
 کہا: ابو نضله ہاشم بن عبد مناف“ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہی بزرگی و عزت ہے نہ کہ بنی حنیفہ کی شان و عزت۔

اسد الغابۃ (۲۰۳۹) کنز العمال (۴۴۱۵۶) کشف الخفاء (۳۲۵/۱) اسد الغابۃ (۳۱۱/۲)

اتاریخ الكبير (۵۵/۲) مجمع الزوائد (۲۱۴/۲) اسد الغابۃ (۲۰۹۷)

ایضاً (۲۰۵۸) استیعاب (۱۱۳۸) الثقات (۱۸۲/۳)

خطیب نے ”مؤتلف“ میں بواسطہ ابوعتورہ خفاجی بحوالہ سعد بن سوادہ عامری نقل کیا کہ میں ایک جگہ نوکر تھا پھر اسی سے ملتا جلتا طویل واقعہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے: میں نے دیکھا کہ زمین کے بلند مقام پر کھڑا ایک شخص اعلان کر رہا ہے۔ اللہ کے وفد! دوپہر کا کھانا تیار ہے اور دوسرا راستے کی چورنگی میں کھڑا اعلان کر رہا ہے: جو کھانا کھالے وہ شام کے لئے آرام کر لے، پھر ہے انہوں نے اس سے کہا: السلام علیک یا نبی اللہ! اس نے کہا: میں وہ نہیں ہوں، اس کا زمانہ قریب ہے تم ضرور اس کی خوشخبری سنو گے، میرا غالب گمان یہ ہے کہ اس واقعہ والے عامری جو ہاشم بن عبدمناف نبی ﷺ کے پردادا کے ساتھ ہے اس دہلی کے علاوہ ہیں جن کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے زکوٰۃ وصول کنندگان ان کے پاس زکوٰۃ لینے آئے۔ اس لیے کہ عامری کے واقعہ سے یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اسے بہت لمبی عمر ملی ہو وجہ یہ ہے ہاشم کا دور زکوٰۃ وصول کرنے والوں کی روانگی سے کافی دور ہے اور نبی ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاعات بہت زیادہ تھیں اور بعید ہے کہ آپ اس وقت مبعوث ہوئے ہوں۔ اس کا ذکر بھی حجاز کی سرزمین میں ہو پھر اس کے متعلق بیس (۲۰) سال بعد ہی شنید ہو سکتی ہے۔ ابوعتورہ کی ایک روایت میں بحوالہ ان کے مذکور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ رہے اس واسطے کہ ابوعتورہ تابعی ہیں اور اس عامری کو صحابہ میں شمار کرنا دہلی کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

ابوداؤد اور نسائی نے بطریق مسلم بن ثقفہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ان کے پاس نبی ﷺ کے ہاں سے دو شخص زکوٰۃ کی وصولی کے لیے آئے... حدیث... سنن ابی داؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ اور ابو عمر کے ہاں لکھا ہے: یہ سر بن شعبہ بن کنانہ ہیں۔ ابن الاثیر کا قول ہے: اس میں کئی اوہام ہیں۔ کیونکہ شعبہ تو مسلم کے والد ہیں جو ان سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض انہیں ثقفہ بھی کہا جاتا ہے، رہے کنانہ تو وہ شعبہ کے والد نہیں۔ اور درست نام کنانہ ہی ہے اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

(ن) سَعْنَه ۳۲۲۶

بروزن حمزہ بقول بعض: سعیۃ ابن عریض بن عادیا التیمیوی، حجاز اور شام کے درمیان تیماء نامی جگہ کی طرف نسبت ہے سموال بن عادیا یہودی کے بھتیجے ہیں اور جاہلیت میں قلعہ تیماء کے مالک، جن کی وفا کے بارے میں مثال دی جاتی ہے۔ مخضرمین میں ان کا ذکر ہوتا ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔ لیکن مجھے ”رجال السبعۃ الامامیۃ“ میں ابن ابی طیبی کے قلم سے لکھی ایک روایت مل گئی ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابو جعفر الحائری جو امامیہ کے ایک امام ہیں ان کی سند سے منقول ہے۔ ان میں سے اکثر ان سات میں سے جو ابن لہیعہ تک سندا نقل کرتے ہیں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کرنے آئے مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں بزرگ شخص تھا جس کی دو مینڈھیاں تھیں وہ باقی بزرگوں میں سے اچھی چال ڈھال اور صاف ستھرے کپڑوں والے تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق پوچھا، تو کسی نے بتایا: یہ ابن عریض ہیں۔ آپ نے ان کی طرف پیام بھیجا تو وہ آگئے۔ آپ

ابوداؤد کتاب الزکاة باب زکاة السائمه (۱۵۸۱) (۱۰۸۲)

نسائی کتاب الزکاة باب اعطاء السید المال بغير اختيار المصدق (۲۴۶۲)

استيعاب (۲/ ۲۴۲)

نے پوچھا: تمہاری زمین تہاء کا کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا: باقی ہے، فرمایا: میرے ہاتھ بچ دو، کہا ٹھیک ہے مجھے اگر ضرورت نہ ہوتی تو میں اسے نہ بیچتا، اور پھر ان سے ان کے بیٹے کا اپنا کہا ہوا مرثیہ کہنے کی درخواست کی تو انہوں نے سنا دیا، درمیان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی۔ ابن عریض نے امیر معاویہ کا مرتبہ گھٹایا تو امیر معاویہ کہنے لگے: لگتا ہے ان کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں انہیں درست کر دوہ کہنے لگے: میں کوئی باؤلا نہیں ہوا، لیکن میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں معاویہ آپ کو یاد ہوگا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا: جو تم سے لڑے اللہ اسے ہلاک کرے اور جو تم سے دشمنی رکھے اللہ اسے اپنی عداوت سے مارے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کاٹتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کی اصل عمر بن شبہ نے اپنی سند سے جویشم بن عدی تک ہے نقل کی ہے جس میں ابن عریض کا یہ قول نہیں کہ آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، لگتا ہے کسی راوی کا اختلاف ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور لفظ سعنہ میں اختلاف نقل کیا ہے آیا نون سے ہے یا یاء سے اور امالی ثعلب میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں کہ جو شعر اس میں شراب کی تعریف میں ہے وہ ابن عریض کا ہے: ع

جب شراب پرانی تھی تو قریش کو اس سے نفرت تھی اور جب انہوں نے حضرت عثمان کے قتل کو جائز سمجھ کر انہیں شہید کر دیا تو شراب حلال ہو گئی۔

سعید نامی حضرات

۳۲۳۷ سعید بن جبیر الجہنی

ابن السکن اور ابن مندہ کی بطریق ابی ذکوان عمران رضی اللہ عنہما فرمایا: میں نے عطیہ بن سلیم بن سعید جو بنی جشم کے ایک فرد ہیں سے سنا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: فلاں۔ آپ نے فرمایا: نہیں تم سلیم ہو۔*

۳۲۳۸ (ن) سعید بن جبیر

ابن فتحون نے انہیں الشقری قلمبند کیا ہے۔ ابن السکن بطریق جنادہ بن مروان بحوالہ ابن الحکم بن الشقری وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا سعید بن جبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ راستے میں بنی عامر ملے اور ان سے کہنے لگے: تم بے دین ہو گئے ہو؟ تو میرے دادا نے یہ اشعار کہے: ع
بنی عامر بلا وجہ ہم سے بگڑتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔
ابن السکن کا قول ہے مجھے ان کا ذکر صرف اس واقعہ میں ملا ہے۔

۳۲۴۹ سعید بن البختری

بقول ابن مندہ: ابن خزیمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن صحیح نہیں، پھر بحوالہ سعید بن البختری روایت کی ہے کہ وہ اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا اتنے میں رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو پھر اس نے اللہ کی پناہ مانگی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا آپ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ پناہ مانگنے والے کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔
وہ کہنے لگے: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ آزاد ہے آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ کی لپٹ کا سینک تمہارے چہرہ پر لگ جاتا۔

میں کہتا ہوں: لگتا ہے اس میں تحریف ہوئی ہے اصل میں یوں تھا سعید ابوالبختری سے مروی ہے جو مشہور تابعی ہیں یہ روایت بھی انہوں نے مرسل نقل کی ہے اس کا سبب یہ بنا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ بکیر طائی کی کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہو، یہ متن تو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے مشہور ہے۔

۳۲۵۰ سعید بن ثابت

بن الحزاع انصاری۔ طبری کا بیان ہے یہ طائف کے محاصرہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۵۱ سعید بن حارث

بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی اگر ثابت ہو جائے تو نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ المستدرک میں حاکم کی روایت ہے یہ شام آئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا: آپ اور معاذ میں کیا رشتہ داری ہے؟ فرماتے ہیں: میرے چچا زاد ہیں۔ لوگوں نے کہا: انہوں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس کی اس حال میں اللہ کے حضور حاضری ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ موسیٰ بن جبیر کہتے ہیں میں نے یہ روایت سلیمان الاغر سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سعید بن حارث بن عبدالمطلب نے مجھے یہی الفاظ سنائے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسناد میں ابن لہیعہ ہیں جو ضعیف ہیں۔ مجھے کتب انساب میں ان سعید کا ذکر نہیں ملا، دارقطنی کتاب الاخوة میں جہاں ان کا ذکر کرتے ہیں وہاں یہ حدیث بھی ذکر کی ہے اور ایک دوسری حدیث بھی روایت کی ہے لیکن وہ موقوف ہے لیکن اس میں ان کا نسب ان کے دادا نفیل تک سعید بن نفیل لکھا ہے۔

۳۲۵۲ سعید بن حارث

بن قیس بن عدی بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو قرشی سہمی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا

اسد الغابۃ (۲۰۶۱) تجرید (۲۲۰/۱) جہلسنا * جامع المسانید (۲۶۲/۵) اسد الغابۃ (۳۲۱/۲) الدر الجنتور (۱۶۱/۲)
المستدرک (۲۴۷/۳) اسد الغابۃ (۲۰۶۳) استیعاب (۹۸۱)

ہے۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں: اجنادین میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق * نے اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے کہ یرموک میں شہید ہوئے ایسا ہی زبیر، سیف اور ابن سعد نے لکھا ہے۔

۳۲۵۳ سعید بن حاطب *

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی، محمد بن حاطب کے بھائی۔ امام بخاری * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن حبان * لکھتے ہیں جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔
میں کہتا ہوں: بعید نہیں کہ ان کی روایت ہو۔ چنانچہ صالح بن حمی نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ہر نکتے منبر پر تشریف فرما ہوتے پھر مؤذن اذان دیتا جو نبی وہ فارغ ہوتا آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔

۳۲۵۴ سعید بن حریش *

بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی ان لوگوں میں سے ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے فتح مکہ میں شریک ہوئے اور اپنے بھائی عمرو بن حریش سے زیادہ عمر والے تھے۔ ابن ماجہ * اور ابن ابی عاصم * کی بطریق عبد الملک بن عمیر بواسطہ عمرو بن حریش بحوالہ سعید بن حریش روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی جائیداد یا حویلی بیچ کر پھر اسی جیسی چیز میں وہ قیمت نہیں لگائی تو اس میں اسے برکت نہیں ہوگی، سعد بن ذؤیب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ بقول ابن مندہ کوفہ میں فوت ہوئے۔ بقول بعض اور یہ ابو عمر * کا قول ہے۔ کہ حرہ میں شہید ہوئے۔

۳۲۵۵ سعید بن خالد *

بن سعید بن عاص بن امیہ۔ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے یہ حبشہ میں پیدا ہوئے جب ان کے والد نے وہاں ہجرت کی تھی۔ اور مرج الصفر میں شہید ہوئے۔ بقول * ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ وہ دونوں کشتیوں کے سواروں میں سے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ یہ ام خالد کے سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ حمینہ ہیں بقول بعض: امینہ بنت خلف بن اسعد الخزاعیہ، سیف نے مرج الصفر میں ان کے شہید ہونے کا لمبا واقعہ ذکر کیا ہے۔

۳۲۵۶ سعید بن ابی راشد *

بقول بعض: جمحی، ابن حبان * کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان، ابن ابی داؤد، ابن شاہین، اور ابن عدی نے الکامل میں بطریق یونس بن حبان، بواسطہ عبد الرحمن بن سابط بحوالہ سعید بن ابی راشد روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ

* السیرة النبویة (۷/۴) * اسد الغابۃ (۲۰۶۲) * التاريخ الكبير (۴۶۴/۱) * الثقات (۲۷۷/۴)
* اسد الغابۃ (۲۰۶۵) استیعاب (۹۸۲) تجرید (۲۲۱/۱)
* ابن ماجہ کتاب الزہون باب من باع عقار او لم. يجعل ثمنه من مثله (۲۴۹۰)
* الاحاد والمثنائی (۷۱۰) * استیعاب (۱۷۷/۲) * اسد الغابۃ (۲۰۶۸) استیعاب (۹۸۴)
* الجرح والتعديل (۱۶/۴) * اسد الغابۃ (۲۰۶۹) استیعاب (۶۸۵) * الثقات (۲۹۰/۴)

مَنْ لِيُذَكِّرَ كُوْفَرَاتِهِ سَنَا: کہ میری امت میں دھنساؤ، بگڑاؤ اور پتھراؤ ہوگا، اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ سعید بن ابی راشد، عبد اللہ بن عثمان بن جهم کے شیخ ہیں ان سے بحوالہ قیصر کے قاصد ایک حدیث روایت کرتے ہیں میرے خیال میں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۲۵۷ سعید بن حنیوہ

بقول بعض: حیدہ پہلے پر ابن ابی حاتم و عسکری وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔ ابن مندہ، دلائل میں بیہقی نے ایک جماعت نے بطریق داؤد بن ابی ہند کندیر بن سعید سے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے۔ میں نے جاہلیت میں حج کیا تو مجھے طواف کرتے ایک شخص نظر آیا جو کہہ رہا تھا: ”اے میرے رب! میرے سوار محمد (ﷺ) کو میری طرف واپس لوٹا دے۔ اور مجھ پر ایک احسان اور کر دے۔“ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے (یعنی پوتے) کو اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے۔ وہ انہیں جس کام کے لیے بھیجتے ہیں اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ تو اتنے میں وہ آگے اور انہیں اپنے ساتھ چٹالیا۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی حدیث کے طریق میں ان کے حوالہ سے یہ بات نہیں دیکھی کہ انہوں نے بعثت کے بعد نبی ﷺ سے ملاقات کی ہو۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح کے مفہوم کا واقعہ حیدہ قشیری کے حوالہ سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۲۵۸ سعید بن الربیع

بن عدی بن مالک اوسی از بنی جحجیبی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے اور ابن مندہ نے سعد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو نعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

۳۲۵۹ سعید بن ربیعہ الثقفی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن مختار بحوالہ سعید بن ربیعہ روایت کی ہے کہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے مسجد میں ان کے لئے خیمہ لگوایا تو یہ لوگ نصف (۱۵ویں) رمضان میں مسلمان ہو گئے۔ اور ان سے فرمایا: کہ وہ آئندہ روزے رکھیں اور جو رہ گئے ان روزوں کی قضاء کریں۔ یہی روایت ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے بحوالہ ابن عیسیٰ روایت کی ہے فرمایا: عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی بحوالہ ابن کے وفد کے کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں یہی محفوظ ہے۔

۳۲۶۰ سعید بن قیس

بن ثابت بن یحییٰ بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ابن اسحاق نے مہاجرین مدینہ میں

المعجم الكبير (۵۵۳۷/۶) مجمع الزوائد (۱۱/۸) جامع المسانید (۲۶۷/۵) اسد الغابۃ (۲۰۶۷)
 الجرح والتعديل (۱۱/۴) اشعار استيعاب میں ہیں (۲۵۱/۲) اسد الغابۃ (۳۲۳/۲) جامع المسانید (۲۶۵/۵)
 اسد الغابۃ (۲۰۷۰) اسد الغابۃ (۲۰۷۱) جامع المسانید (۲۶۸/۵) اسد الغابۃ (۳۲۴/۲)
 اسد الغابۃ (۲۰۷۲) استيعاب (۹۸۶) السيرة النبوية (۸۹/۲)

ان کا ذکر کیا ہے ابن مندہ کی کتاب میں لکھا ہے: یہ انصاری ہیں۔ جوان کا وہم ہے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

۳۲۶۱ سعید بن زید بن سعد اشہلی سعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۶۲ سعید بن زید

عمر بن نفیل بن عبدالعزیٰ العدوی عشرہ مبشرہ میں سے ایک جنہیں جنت کی خوشخبری ملی۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت بحدہ بن بلح خزاعیہ۔ جو اسلام کی طرف سبقت کرنے والی ہیں۔ نبی ﷺ کی دار ارقم میں تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے۔ پھر ہجرت کی اور احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بدر کے دور میں مدینہ میں نہیں تھے۔ اسی بنا پر وہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ صحابہ میں سے ان سے روایت کرنے والے ابن عمر، عمرو بن حریش، ابوالطفیل ہیں جبکہ تابعین میں سے ابو عثمان نہدی، ابن المسیب اور قیس بن ابی حازم وغیرہ ہیں۔ عروہ اور ابن اسحاق وغیرہ مغازی میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ کیونکہ وہ شام میں غائب تھے اور بہت پہلے اسلام لائے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا انہی کے گھر میں ہوا۔ کیونکہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔

امام بخاری نے بطریق قیس بن ابی حازم بحوالہ سعید بن زید روایت کی ہے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ عمر میرے اسلام لانے کی وجہ سے مجھے زنجیروں میں جکڑ دیتے۔ اصحاب فضیلت والوں میں سے تھے۔ اروی بنت انیس کے ساتھ ان کا واقعہ مشہور ہے آپ نے اس کے لیے بددعا کی تھی۔ سعید بن زید جنگ یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ سعید بن حبیب کا قول ہے: نبی ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، سعد سعید، طلحہ، زبیر اور عبدالرحمن بن عوف کا مقام ایک تھا۔ یہ سب حضرات جنگ میں آپ کے آگے ہوتے اور نماز میں آپ کے پیچھے ہوتے اسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس واقعہ میں ہے کہ اس بارے میں آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ابو نعیم نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں ان کے حالات میں بطریق ابوبکر بن حزم روایت کی ہے کہ سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اس کا گمان ہے کہ اس پر ظلم ہوا ہے اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے۔ اور اسی کے کنوئیں میں اسے ڈال دے اور میرے حق میں مسلمانوں کے درمیان ایک نور پیدا فرما کہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اسی دوران وادی عقیق میں ایسا سیلاب آیا کہ اس جیسا پہلے نہیں آیا، اس وقت وہ حد جس میں ان کا اختلاف تھا وہ کھل گئی۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسی جگہ تھے اور وہ سچے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اندھی ہو گئی۔ اسی دوران جب وہ اپنی زمین میں گھوم رہی تھی کہ اپنے کنوئیں میں گر گئی۔ فرماتے ہیں: ہم لڑکے تھے ایک شخص کو کہتے سنا جو جھگڑتے ہوئے دوسرے سے کہہ رہا تھا، اللہ تعالیٰ تجھے ایسا اندھا کرے جیسے اروی کو اندھا کیا ہے۔ ہم سمجھ رہے تھے وہ اسے دھمکی دے رہا تھا جبکہ اس کی مراد سعید بن زید کی اروی کے متعلق بددعا ہے۔

امام واقدی کا قول ہے: عقیق میں فوت ہوئے وہاں سے ان کا جنازہ مدینہ کی طرف لایا گیا یہ پچاس (۵۰) ہجری کا واقعہ

اسد القابۃ (۲۰۷۵) استیعاب (۹۸۷) السیرۃ النبویۃ (۲/۲۴۶)

بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین (۳۱۹۸)

ایضاً مسلم کتاب المساقاة باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرہا (۴۱۱۰) مسند احمد (۶/۲۹۵)۔

ہے۔ بقول بعض اکاون (۵۱ھ) یا باون (۵۲ھ) کا ہے اور ستر سے اوپر زندہ رہے۔ دراز قد، گندمی رنگ اور سیاہ بالوں والے تھے۔ پشم بن عدی کا قول ہے کوفہ میں فوت ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور تہتر (۷۳) برس زندہ رہے۔

۳۲۶۳ سعید بن سعد

بن عباده الانصاری خزرجی ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے جمہور نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح ہے۔ البتہ ابن حبان کا ان کے بارے اختلاف ہے۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ اور ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ثقہ ہیں اور حدیث کم روایت کرتے ہیں۔ امام واقدی کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے یمن کے والی تھے۔ ان کی حدیث نسائی اور ابن ماجہ میں بروایت ابو امامہ بن سہل بحوالہ ان کے مروی ہے اسی طرح ان سے ان کا بیٹا شریحیل بن سعد روایت کرتا ہے۔

۳۲۶۴ سعید بن سعید

بن العاص بن امیہ۔ ابان خالد اور عمرو کے بھائی جو ابو اُحییٰ کے بیٹے ہیں۔ سب کے سب اسلام لائے۔ ابن اسحاق نے صرف انہی کا ذکر طائف کے شہداء میں کیا ہے۔ جبکہ ابن شاہین بحوالہ اپنے شیوخ روایت کرتے ہیں: کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے بازار کا انہیں نگران مقرر کیا تھا۔

۳۲۶۵ سعید بن سفیان الرعلی

بقول بعض: الرعی۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مدائنی بواسطہ ابو معشر بحوالہ یزید بن رومان روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن ابی سفیان الرعلی کو قطعہ ارض عطا کیا اور اس کے بارے میں انہیں تحریر لکھوادی۔ وہ تحریر خالد بن سعید نے قلم بند کی تھی۔

۳۲۶۶ سعید بن سوید

بن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر یہی خدرہ انصاری خدری ہیں جو سرہ بن جندب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے شہدائے احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اوزاعی، ثابت بن عمیر سے بواسطہ ربیعہ، عبدالملک بن سعید بن سوید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے لفظ کے متعلق سوال کیا۔ مشہور یہ ہے کہ ربیعہ کی روایت یزید مولا منبغث سے بواسطہ زید بن خالد الجہنی مروی ہے۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو عبدالملک صحابی ہیں یا انہیں دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا ہے۔ اگرچہ اپنے

اسد الغابۃ (۲۰۶۲) استیعاب (۹۸۰) الثقات (۲۷۷/۴) الطبقات (۵۸/۵) ابن ماجہ کتاب الحدود باب حد السكران (۲۵۶۹) المعجم الكبير (۷۷/۶) کنز العمال (۱۲۹۵۸) اسد الغابۃ (۲۰۷۷) استیعاب (۹۸۹) تجرید (۲۲۲/۱) اسد الغابۃ (۲۰۷۸) اسد الغابۃ (۲۰۷۹) استیعاب (۹۹۱) تجرید (۲۲۲/۱) بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظة (۹۱) ایضاً کتاب المساقاة باب شر الناس (۲۳۷۲) مسلم کتاب اللقطہ باب معرفة العفاس والوکاء (۴۴۷۳) (۴۴۷۴) (۴۴۷۵) ابوداؤد (۱۷۰۱) ابن ماجہ کتاب الاحکام باب اللقطہ (۲۵۰۶) مسند احمد (۱۱۶/۴)

والد سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

۳۲۶۷ سعید بن سہیل : سعد نامی حضرات میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۶۸ سعید بن شراحیل *

بن قیس بن حارث بن سفیان بن فاتک بن معاویہ الکندی؛ ابن کلبی کا بیان ہے نبی ﷺ کے پاس اپنے بھتیجے معروف بن قیس بن شراحیل کے ساتھ آئے۔ بعد میں معروف * بجزیر کے روز (نعوذ باللہ من ذلک) مرتد ہو گیا اور اسی میں قتل ہوا۔ ابن سعد نے اعتماد سے لکھا ہے کہ قتل ہونے والا شخص مذکورہ سعید تھے۔ واللہ اعلم۔ میں نے جمہرہ کے ایک معتبر نسخہ میں دیکھا ہے، شراحیل کی جگہ شرحبیل لکھا ہے یہی زیادہ درست ہے شیبہ خارجی جس نے حجاج کے خلاف بغاوت کی تھی اس کے واقعہ میں ہے کہ عثمان بن سعید بن شرحبیل بن عمرو کا لقب جزل تھا وہ اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔

۳۲۶۹ سعید بن العاص *

بن سعید بن عاص بن امیہ قرشی الاموی۔ ابو عثمان سعید بن سعید جن کا ابھی ہی تذکرہ ہوا ہے ان کے بھتیجے۔ والدہ کا نام ام کلثوم بنت عبد اللہ بن ابی قیس بن عمرو عامریہ۔ عاص کا سعید کے علاوہ کوئی بیٹا نہ تھا۔ ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: نبی ﷺ کے وصال کے دن یہ نو سال کے تھے۔ ان کا والد بدر میں قتل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تھا۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص سے کہا: میں نے تمہارے والد کو نہیں قتل کیا بلکہ ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا ہے تو وہ کہنے لگے: اگر آپ نے اسے قتل کیا ہے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بات اچھی لگی۔ وہ قریش کے فصیح شخص تھے اسی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتابت قرآن کے لیے منتخب لوگوں میں شامل کیا تھا۔ ابن ابی داؤد کا مصاحف میں قول ہے کہ قرآن کی عربیت کا مدار سعید بن عاص کی زبان پر تھا کیونکہ ان کا لب و لہجہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھا۔ وہ کوفہ کے والی بنے اور طبرستان کی جنگ کی جس میں فتح مند ہوئے اسی طرح غزوہ جرجان * کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کے لشکر میں تھے۔ امیر معاویہ کی جانب سے مدینہ کے والی مقرر ہوئے۔ بروایت ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن عاص بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے مروی ترمذی میں ان کی ایک حدیث ہے اگر ضمیر موسیٰ کی جانب لوٹے، ان کی دوسری حدیث ان کے دادا کے حالات میں ہے جو قسم اخیر میں بیان ہوگی۔ زبیر کی بطریق عبدالعزیز بن ابان روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ایک چادر لے کر آئی اور کہنے لگی: میں یہ چادر سب سے شریف و عزت مند عرب کو دینا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس * لڑکے کو دے دو۔ جو آپ کے پاس کھڑا تھا، یعنی سعید۔ زبیر فرماتے ہیں: سعدی کپڑے ان کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔ مسلم اور نسائی نے ان کی روایت سے بحوالہ عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہما حدیث نقل کی ہے۔ یثیم بن کلیب نے اپنی مسند میں لکھا ہے میں نے (یعنی سعید نے) حضرت

* اسد الغابۃ (۲۰۸۱) * اسد الغابۃ (۳۲۸/۲) * ایضاً (۲۰۸۲) استیعاب (۹۹۲)

* الجرح والتعديل (۴۸/۴) * استیعاب (۱۸۳/۲) * کنز العمال (۳۷۱۱۷)

عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا پھر ان کی ایک حدیث نقل کی۔ طبرانی کی جبیر بن مطعم سے مروی ایک روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا آپ سعید بن عاص کی عیادت کرنے آئے تو آپ ایک کپڑے سے ان کی ٹکور کر رہے تھے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہاں سعید سے مراد صاحب عنوان ہی ہوں اور جبیر کی یہ روایت فتح مکہ کے بعد کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے دادا ہوں اور جبیر نے ہجرت سے پہلے انہیں دیکھا ہو۔ کافر کی عیادت کرنے سے کوئی مانع نہیں خصوصاً اس دور میں کیونکہ ابھی تک کفار سے جنگ کی اجازت نہیں تھی۔ ابن سعد نے ان کے سواخ میں ولید بن عقبہ کے بعد ان کے کوفہ کے والی بننے کا واقعہ اور اہل کوفہ کی ان کے بارے شکایت کرنے اور ان کے معزول ہونے کا واقعہ نقل کیا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جنگوں میں ان کی گوشہ نشینی پر ڈانٹا تھا تو انہوں نے معذرت کر لی۔ پھر انہیں مدینہ کا گورنر بنا دیا۔ جس کی ولایت کے دوران ان میں اور مروان کے درمیان نوبت بنوبت سلسلہ جاری رہا۔ ابن ابی خثیمہ کی روایت ہے کہ یحییٰ ابن سعید نے کہا: محمد بن عقیل بن ابی طالب ان کے والد کے پاس آئے اور پوچھا سب سے شریف کون ہے؟ فرمایا: میں اور میری ماں کا بیٹا، جبکہ سعید بن عاص اکیلا ہی کافی ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: قریش کے سخی انسان سعید بن عاص ہیں۔ وہ سخاوت و کرم نوازی میں شہرت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ان کے پاس کوئی حاجت مند آتا اور فی الفور ان کے پاس نہ ہوتا تو اسے سر بھر تحریر لکھ دیتے، جب انتقال ہوا تو ان پر اسی ہزار (۸۰۰۰۰) دینار قرض تھا جو آپ کے بیٹے عمرو الاشدرق نے کیا۔ حضرت سعید نے انچاس (۴۹) ہجری یا باون (۵۲) ہجری میں لوگوں کے ساتھ حج کیا جس کے بعد کچھ ہی عرصہ زندہ رہے۔ بات یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بواسطہ یحییٰ بن کثیر بحوالہ لیث نقل کی ہے۔ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ سعید بن عاص بڑے بردبار اور وقار والے انسان تھے جب کسی چیز کو پسند یا ناپسند کرتے تو اس کا اظہار نہ کرتے تھے فرماتے: دل بدلتے رہتے ہیں اس آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ آج کسی چیز کی تعریف اور کل مذمت کرنے لگے۔ ان کی حکیمانہ باتوں میں سے ایک قول ہے: شریف سے مزاح نہ کرو وہ تم سے بغض کرنے لگے گا۔ اور نہ کسی کہینے سے مزاح کرو ورنہ وہ جری اور دلیر ہو جائے گا۔ یہ بات المجالستہ میں بطریق عبیدہ منقول ہے ابن ابی الدنیانے بواسطہ ابن المبارک دوسری سند سے نقل کیا ہے ان کے اقوال میں سے ہے: دو جگہ خاموش رہنے میں معذور نہیں۔ جب میں کسی جاہل سے مخاطب ہوں یا مجھے کوئی اپنا کام ہو۔ اسے بھی المجالستہ میں بطریق اصمعی نقل کیا ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: انہیں شہد کا ڈبہ کہا جاتا تھا، زبیر بن بکار کا قول ہے: سعید عقیق میں اپنے محل میں ترین (۵۳ھ) میں فوت ہوئے۔

۳۲۶۰ سعید بن عاص

بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم الحزومی۔ ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبی نے تجرید میں ان کا نسب بیان ہے: سعید بن عامر بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، عکرمہ بن خالد کے دادا۔ مجھ طبرانی میں ہے۔ مطین بن سفیان، حماد بن سلمہ سے وہ عکرمہ بن خالد سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں: جب طاعون پڑا..... لیکن وہاں طبرانی سے سہو ہوا اور انہیں خاء یعنی خالد بن عاص میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے یہ حدیث ذکر کی ہے اور اس کا شاہد بھی بیان کیا ہے قسم رابع میں حرف عین عاص بن ہشام میں

کی تحریر ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ادھر ذہبی نے عاص بن ہشام کے سوانح کا عنوان طبرانی، ابو نعیم اور ابو موسیٰ کے اتباع میں قائم کیا ہے۔

۳۲۷۱ سعید بن عامر

بن حذیم بن سلمان بن ربیعہ بن سعد جح قریشی، اکابر اور فضیلت والے صحابہ میں سے ہیں۔ والدہ کا نام اروی بنت ابی معیط ہے۔ خیبر سے پہلے اسلام لائے، ہجرت کی اس میں اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا والی بنایا تھا۔ خیر و نیکو کاری میں مشہور تھے۔ ان سے عبد الرحمن بن سابط جحی روایت کرتے اور شہر بن حوشب وغیرہ ان سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابویعلیٰ بروایت ابن سابط بحوالہ سعید بن حذیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی حور عین اپنا ہاتھ باہر نکال دے تو ہر جاندار اس کی خوشبو سونگھ لے“۔ حدیث مختصر ہے، جبکہ ابواحمد الحاکم اور ابن سعد نے طویل نقل کی ہے۔ جس میں سعید کا اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے جس میں ہے کہ انہوں نے اپنا ملنے والا وظیفہ تقسیم کر دیا تھا۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اپنی تاریخ میں بطریق زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر بن حذیم سے کہا کہ اہل شام تمہیں پسند کرتے ہیں۔ فرمایا: چونکہ میں ان سے تعاون کرتا اور انہیں تسلی دیتا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ دس ہزار لے لو اور اس سے وسعت حاصل کرو۔ عرض کی: یہ رقم مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیجئے۔۔۔ (حدیث) ابن سعد کی بطریق ابن سابط روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر کی طرف پیام بھیجا کہ میں تمہیں گورزر بنانے والا ہوں۔ عرض کی: مجھے مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمایا: میں تمہیں ایسی قوم کی طرف بھیج رہا ہوں جن سے تم افضل نہیں۔ میں تمہیں اس لیے نہیں بھیج رہا کہ انہیں سزائیں دو یا ان کی بے عزتی کرو بلکہ انہیں ساتھ ملا کر دشمن سے جہاد کرو اور ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کرو۔ ابویعلیٰ، حسن بن سفیان اور بغوی کی بطریق ابن سابط بحوالہ سعید بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”فقراء مسلمان جلدی لائے جائیں گے، انہیں حساب کے لیے روکا جائے گا۔ وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو کچھ نہ تھا جس کا ہم حساب دیں، جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”میرے بندوں نے سچ کہا۔ یوں وہ دوسرے لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں جائیں گے“۔ بقول ابن سعد رضی اللہ عنہ: تیسرے طبقہ میں ہیں۔ بیس (۲۰) میں فوت ہوئے، اس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے کسی علاقہ کے گورزر تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بطریق زہری روایت کی ہے کہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابوبکر بغدادی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے ناموں میں لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عیاض کے بعد حمص کا والی مقرر کیا تو وہ آدھے سال سے کم عرصہ اس کے گورزر رہ کر فوت ہوئے۔ محرم بیس (۲۰) میں والی بنے تھے اور جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے تھے۔ جبکہ یثیم بن عدی اور ابن زبیر نے ان کی تاریخ وفات (۱۹ھ) لکھی ہے۔ یثیم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: قیساریہ میں فوت ہوئے، ابو عبیدہ کا قول ہے: اکیس (۲۱) میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

* اسد الغابہ (۲۰۸۳) استیعاب (۹۹۳) تجرید (۲۲۳/۱)

* المعجم الكبير (۵۵۱۲/۶) مجمع الزوائد (۴۱۷/۱۰) الزهد لابن المبارك (۲۲۶) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۱/۹)

* المعجم الكبير (۵۵۰۸/۶) مجمع الزوائد (۲۶۱/۱۰) جامع المسانید (۳۰۶/۵) الطبقات (۱۳/۶)

۳۲۴۲ سعید بن عامر

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ان یہودیوں میں سے ہیں جو اسلام لائے، جن کے متعلق یہ آیت اتری: ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی، جبکہ وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہوں جیسا اس کی تلاوت کا حق ہے (تو وہ لوگ ہی) (درحقیقت) اس پر ایمان رکھتے ہیں)۔“ *

۳۲۴۳ سعید بن عبد قیس *

بقول بعض: سعید بن عبید بن قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ یاریعہ بن ظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ ابن شاہین نے بطریق ابن کلبی وغیرہ نقل کیا ہے، بہت پہلے اسلام لائے اور چشمہ ہجرت کی۔ بلاذری کا بیان ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ اوران کے بھائی نافع بن عبد قیس مدینہ آئے۔

۳۲۴۴ (ز) سعید بن عبید *

بن ابی اسید بن علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزلی بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ اسمعیل بن طرح شاعر کے دادا۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ابوسفیان نے اسمعیل شاعر کے دادا کو طائف کے روز تیر مارا جو ان کی آنکھ پر لگا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! میری یہ آنکھ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں وہ تمہاری آنکھ درست کر دے اور اگر چاہو تو جنتی آنکھ مل جائے“۔ انہوں نے عرض کی: جنتی آنکھ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں غریب ہے جو ہمیں اسی سند سے معلوم ہوئی۔

میں کہتا ہوں: اس میں ایک منکر لفظ ہے (معتبر راویوں کے خلاف) وہ یہ کہ طائف کے محاصرہ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، بھلا سعید اگر مسلمان تھے تو ابوسفیان ان کے کیسے تیر مار سکتے ہیں؟ مجھے لگتا ہے درست یہ ہے کہ سعید نے ابوسفیان کے تیر مارا تھا جس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو زبیر بن بکار نے اسی سند سے نقل کی ہے کہ سعید بن عبید سے مروی ہے کہ طائف کے روز میں نے ابوسفیان کو ایک باغ میں بیٹھے کھاتے دیکھا، میں نے تیر مارا تو اس کی آنکھ پر جا لگا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن عائد کی روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ طائف کی جنگ میں شہید ہوئی۔

ابوالفرج اصبہانی کی بحوالہ قاسم بن محمد روایت ہے کہ وہ تیر جو عبد اللہ بن ابی بکر کے لگا وہ طائف کے وفد کے آنے تک اسی طرح رہا تو آپ نے انہیں وہ تیر دکھایا، تو سعید بن عبید نے کہا: میں نے ہی یہ تیر گھڑا تھا اور میں نے ہی پھینکا تھا۔ جس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ جس نے تمہارے ہاتھ سے اسے عزت بخشی اور اس کے ہاتھ سے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ اس حدیث کا ایک اور طریق ہے جو عبد اللہ بن ابی بکر کے حالات میں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سعید بن عبید صحابی ہیں اور پہلی روایت بھی ثابت ہو گئی۔ والحمد للہ۔

* سورة البقرة: ۱۲۱ * اسد الغابہ (۲۰۸۵) استیعاب (۹۹۴) * اسد الغابہ (۲۰۸۸)

* جامع المسانید (۳۰۸/۵) اسد الغابہ (۳۳۲/۲)

(ز) سعید بن عبید بن نعمان ۳۲۴۵

سعید میں تذکرہ ہوا ہے وہی صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے یہ سعید ہیں اور جن سعد کا تذکرہ ہوا ہے ان کے علاوہ ہیں۔ شععی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ابی، معاذ، زید، ابوالدرداء اور سعید بن عبید نے قرآن پڑھ لیا تھا۔ (حدیث)

(ز) سعید بن عتاب ۳۲۴۶

سلیط بن سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

سعید بن عثمان انصاری ۳۲۴۷

احد میں شریک ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں بطریق زبیر روایت کی ہے کہ اللہ کی قسم! میں معتب بن قشیر کی بات سن رہا تھا اور مجھے اونگھ بھی آ رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ: ”اگر ہمیں بھی کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے“۔ پھر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ”جن لوگوں نے اس دن پیٹھ پھیر دی جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے“۔ ان میں عثمان بن عفان، سعید بن عثمان، علقمہ بن عثمان دونوں انصاری بھی تھے۔ فرماتے ہیں: یہ لوگ مدینہ کے پاس ایک پہاڑ تک جو اعرص کے میدان میں تھا جا پہنچے، جہاں تین دن ٹھہرے رہے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے یہ روایت اپنی مسند میں اپنے ادراج (اصل روایت سے ہٹ کر اضافہ) کے ساتھ نقل کی ہے۔ ان کا یہ کہنا پھر فرمایا: یہ سارا مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے۔

(ز) سعید بن عدی الانصاری ۳۲۴۸

اموی نے شہداء یمامہ میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اس کی نظیر سعد بن عثمان میں گزر چکی ہے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ دونوں بھائی ہیں یا ایک شخص ہے جس کے نام میں اختلاف ہے؟

(ز) سعید بن عمارہ ۳۲۴۹

دوسرے سعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

سعید بن عمرو التیمی ۳۲۸۰

بنی سہم کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: وہ اور ان کے ماں شریک بھائی تمیم بن حارث بن قیس اجنادین میں شہید ہوئے ایسا ہی زبیر کا قول ہے یہ ذہبی کا قول ہے۔ ابن سعد نے پہلے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے: بدر میں شریک نہ ہوئے۔ واقدی، ابوالمثنیٰ، ابوالاسود، بحوالہ عروہ ان کا نام سعید نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اسد الغابہ (۲۰۸۸) سورہ آل عمران: ۱۵۴ سورہ آل عمران: ۱۵۵ السیرۃ النبویہ (۱۲۵/۲)

اسد الغابہ (۲۰۹۰) استیعاب (۹۹۵) السیرۃ النبویہ (۷/۴) الطبقات (۱۴۴/۴)

۳۲۸۱) سعید بن عمرو بن عزیہ انصاری

حارث کے بھائی۔ ابن السکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن فتحون کا قول ہے: ابن عبدالبر نے ان کے بھائی حارث کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور علیحدہ ان کا عنوان نہیں قائم کیا۔
میں کہتا ہوں: بلکہ ابو عمر* نے ان کے بھائی زید بن عمرو کے حالات میں لکھا ہے: سعید کے لیے شرف صحابیت ثابت نہیں۔

۳۲۸۲) سعید بن عمرو الکندی*

ابن الاثیر نے بحوالہ ابن ماکولا* ان کا ذکر کیا ہے البتہ انہوں نے کہا: ان کی حدیث محمد بن المطلب نے علی بن قرین سے عبیدہ بن حریث کندی سے بواسطہ الصلت بن حبیب، الشقی سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

۳۲۸۳) (ز) سعید بن عمرو العیذی المہاربی

ابو عبید نے اپنی قوم میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول رشاطی: ابو عمرو اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۲۸۴) (ز) سعید بن عمرو

بقول بعض: یہ ابوکبشہ انماری کا نام ہے جس پر ابن حبان نے اعتماد کیا ہے۔ کئیوں میں ان کے نام میں اختلاف کی وضاحت ہوگی۔

۳۲۸۵) سعید بن القشب* الازدی

بنی عبدمناف کے حلیف۔ بقول بعض: نبی ﷺ نے انہیں جرش (مکہ کی جانب یمن کے اضلاع) کا والی بنایا تھا۔ یہ ابو عمر کی روایت ہے۔

۳۲۸۶) سعید بن قیس*

بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۸۷) (ز) سعید بن مرہ العجلی

سیف اور طبری کا بیان ہے کہ شئی بن حارث نے انہیں بارہ (۱۲ھ) میں عراق کا گورنر بنایا وہ سب سے زیادہ نصاریٰ بنی تغلب کے لیے سخت تھے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

* اسد الغابہ (۲۰۹۲) * اسد الغابہ (۳۳۴/۲) * الاکمال (۵۰۳/۴) (۵۰۴/۴)

* اسد الغابہ (۲۰۹۳) استیعاب (۹۹۶) * استیعاب (۱۸۷/۲)

۳۲۸۸ (ز) سعید بن مقرن المزنی

بھائیوں میں سے ایک۔ طبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس وقت عراق کے کسی علاقہ پر مقرر کیا جب خلافت صدیقی میں شام کی جانب روانہ ہوئے تھے۔

۳۲۸۹ سعید بن المنذر

بن محمد بن عقبہ بن احمہ بن جراح انصاری۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۹۰ سعید بن مینا * (مولا رسول اللہ ﷺ)

خطیب نے المتفق میں بطریق موسیٰ بن سلیمان الایادی بحوالہ سعید بن مینا مولا رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ ”مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو“ *۔

۳۲۹۱ سعید بن نوفل

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ اجازت * لینے کے بارے میں نبی ﷺ کی ایک حدیث روایت کرتے ہیں ان سے عمار بن ابی عمار نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو نعیم کا قول ہے: میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: دارقطنی کی بات سے پتہ چلتا ہے یہ سعید بن حارث ہیں جو نوفل کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

۳۲۹۲ سعید بن یربوع *

بن عنکبہ بن عامر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ بقول نسائی وغیرہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کا نام الصرم بقول بعض اصرم تھا۔ یہ بخاری * اور عسکری کا بیان ہے۔ زیر کا قول ہے: ان کے دو بیٹے تھے ھود اور حکم، ان کی کنیت ابو ھود تھی ابن سعد لکھتے ہیں: ان کی کنیت ابو الحکم تھی۔ والدہ کا نام لبنی بنت سعید بن رباب سمیہ۔ نبی ﷺ نے ان (صحابی) کا نام تبدیل کیا تھا۔ ابوداؤد * نے ان کے بیٹے عبد الرحمن کی روایت سے بحوالہ ان کے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح ان کا دوسرا بیٹا جس کا نام عثمان ہے وہ بھی ان سے روایت کرتا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”ہم میں سے کون بڑا ہے، میں یا تم؟“ * عرض کی: آپ بڑے ہیں اور مجھ سے بہتر ہیں جبکہ میرا سن آپ سے پہلے کا ہے۔ آپ نے ان کا نام تبدیل کر کے سعید رکھا تھا اور فرمایا: ”الصرم گزر چکا ہے“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا کچھ حصہ ابوداؤد میں ہے اور بغوی نے الصرم کے حالات میں حرف صاد میں اسی سند سے دوسری

* الثقات (۱۵۷/۳) * اسد الغابہ (۲۰۹۶) * مسند احمد (۴۴۳/۲) دلائل النبوة للبیہقی (۱۳۵/۷) اسد الغابہ (۳۳۴/۲)
 * اسد الغابہ (۳۳۵/۲) * اسد الغابہ (۲۱۰۱) استیعاب (۹۹۸) * التاريخ الكبير (۴۵۳/۱)
 * ابوداؤد کتاب الجهاد باب قتل الاسیر (۲۶۸۴) * المعجم الكبير (۵۵۲۸/۶) مجمع الزوائد (۵۳/۸) جامع المسانید (۳۱۲/۵)

حدیث نقل کی ہے۔ الزبیر وغیرہ کا قول ہے: فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ بقول بعض: اس سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کنیت ابوہود تھی، حنین میں شریک ہوئے اور اس کی غنیمت میں سے حصہ پایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سعید بن ربیع کی نظر چلی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے گئے تو ان سے فرمایا: جمعہ اور جماعت کی حاضری نہ چھوڑنا۔ انہوں نے کہا: مجھے لے جانے والا کوئی نہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک نوجوان کو ان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ یہ کسی نے اضافہ نقل کیا ہے۔ الزبیر کا قول ہے، جن چار افراد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نشاناتِ حرم کی تجدید (To Repeat) کے لیے مقرر کیا تھا، ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ واقدی بطریق نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو یہاں لوگوں کو طاعون میں مبتلا پایا، قریش کے بزرگوں سے مشورہ کیا، جن میں مخرمہ بن نوفل، سعید بن ربیع، حکیم بن حزام وغیرہ بھی تھے۔ ان میں سے جس نے لوٹنے کا مشورہ دیا وہ مخرمہ بن نوفل تھے اور بتایا کہ قریش کے اسی آدمی تجارت کی غرض سے گئے، انہیں طاعون کے علاقہ میں رات آگئی تو سب کے سب اسی رات مر گئے۔ صرف دو شخص بچے جن میں سے ایک ان کا بھائی صفوان بن نوفل تھا۔ زبیر فرماتے ہیں: چون (۵۵۳ھ) میں ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں، بقول ایک سو چوبیس (۱۲۴) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۳۲۹۳ سعید بن یزید الازدی

مصر فرودکش ہوئے۔ ابن یونس "تاریخ الغرباء" میں لکھتے ہیں: یہ فلسطین والوں میں سے تھے اور یزید بن معاویہ کی جانب سے مصر کے گورنر تھے، ان سے اہل مصر میں سے ابوالخیر مرشد الیزنی نے روایت کی ہے، پھر بطریق لیث اسے بیان کیا۔ اسی طرح حسن بن سفیان نے بحوالہ سعید بن یزید روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فرمایا: "میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ایسے حیا کرو جیسے تم اپنی قوم کے کسی نیک شخص سے شرم کرتے ہو"۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابوالخیر کا گمان ہے انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ہم نے جو ان کی روایت دیکھی تو وہ ابن عمر سے ہے۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے اس میں عبدالحمید بن جعفر سے آگے اختلاف ہے۔ بعض نے سعید بن مرشد سے بحوالہ ان کے پچا زاد سے نقل کیا ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرا سیل ابن ابی حاتم میں ہے میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: ہمیں معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ البتہ عبدالحمید ابن جعفر بحوالہ سعید بن یزید ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں: "اپنے رب سے حیا کر"۔ جس سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ اس بنا پر ان کا قول یہی صحیح ہوگا جو ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے: "عن ابن عمر سے مروی ہے"۔ یہ لفظی غلطی ہے۔ ابو عمر الکندی کا بیان ہے: جب یہ اہل مصر کے گورنر بنے تو وہاں کے رؤساء نے کہا: ہمارے دور میں ان کے جیسا کوئی نوجوان نہیں ہوا، اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ صحابی نہیں۔

اسد الغابہ (۲۱۰۲) استیعاب (۹۹۹) الزهد لاحمد (ص ۴۶) المعجم الكبير (۵۵۳۹/۶) کنز العمال (۵۷۷۰) مجمع الزوائد (۲۸۴/۱۰) استیعاب (۱۸۸/۲) الجرح والتعديل (۷۲/۴) استیعاب (۱۸۸/۲)

(۳۲۹۳) (ن) سعید بن یزید البلوی

ابن ابی خیشمہ اور ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے جبکہ دوسروں نے دونوں کو ایک لکھا ہے۔

(۳۲۹۵) (ن) سعید بن فلان

یا فلان بن سعید۔ حسن بن سفیان بطریق یونس بن ابی یعقوب وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں جعفر بن عمرو بن حریت اور سعید بن اشوع فلاں بن سعید یا سعید بن فلان کے پاس بیٹھتے تھے۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں کچھ جنتی لوگ دکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں جنتی ہوں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی جنتی ہیں“۔ * ایک جماعت نے ان کا نام لیا ہے کہ فلاں بن سعید یا سعید ابن فلاں نے فرمایا: میں بھی جنتی ہوں۔ میں کہتا ہوں: حسن بن سفیان نے مسند سعید بن زید میں یہ روایت نقل کی ہے جس میں تامل ہے، کیونکہ ابن اشوع نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو وہ کوئی اور ہیں۔

(۳۲۹۶) سعید

میسرہ کے والد، ان کا ذکر ان کی مولاۃ کثیرہ بنت سفیان میں ہوگا۔

(۳۲۹۷) (ن) سعید الشامی

عبدالعزیز کے والد۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ جو ان کے بیٹے کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہیں۔ ان میں عبدالغفور ابوالصباح بن عبدالعزیز وہ بحوالہ اپنے والد عبدالعزیز وہ اپنے والد سعید سے روایت کرتے ہیں: ایک روایت وہ ہے جو ابن عدی نے اسی سند سے بحوالہ نبی ﷺ نقل کی ہے: ”مومن بندے کے دل میں کبھی بھی ایمان اور بخل اکٹھے نہیں ہوں گے“۔ * ابن عدی نے لکھا ہے اس سند سے بائیس (۲۲) احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق بقیہ بحوالہ عبدالغفور اسی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے ان کے والد سے مروی ہے جو صحابی رسول ﷺ ہیں، پھر دوسری حدیث نقل کی ہے، ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی۔ عبدالعزیز نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، میں آپ ﷺ کے قریب تھا۔ (حدیث) ان کے حوالہ سے ایک اور حدیث روایت کی جس میں ان کا نسب انصاری بیان کیا ہے۔ ابو عبدالعزیز کا تذکرہ کئیوں میں ہوگا جو ایک حدیث میں ہے وہ یہی ہیں۔ طبری نے تفسیر میں ابن ابی عاصم نے ”وحدان“ میں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء میں عبدالغفور کے حالات میں بروایت عثمان بن مطر بواسطہ ان کے، عبدالعزیز بن سعید سے انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بہت سی مخلوق کو مسخ کرے گا۔ انسان خلوت و تنہائی میں گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس نے مجھے حقیر سمجھا ہے پھر اس کی صورت مسخ کر دیتے ہیں پھر قیامت کے دن اسے انسان ہی اٹھائے گا۔ اور اس سے فرمائے گا: جیسے اس نے تمہیں پہلی

بار بنایا ویسے ہی تم لوٹو گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دے گا۔* قبی بن مخلد کی مسند میں ان کی چار حدیثیں ہیں۔

۳۲۹۸ (سَعِيد (تصغير)

سعید بن سہل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۲۹۹ (ن) سَعِير (تصغير)

بن خفاف تمیمی۔ سیف نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بطون تمیم پر وہ نبی ﷺ کی طرف سے مقرر تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔

۳۳۰۰ سعير بن سواده العامري

بقول بعض: وہی سفیان ہیں۔ ابن مندہ کی بطریق علاء بن فضل بواسطہ ابوسوید المنقری بحوالہ اپنے آباء و اجداد روایت ہے کہ سعیر بن سوادہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔

۳۳۰۱ سعير بن العداء الفرعي*

بقول بعض: البرکائی۔ مدائنی نے کاتبین رسول اللہ ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ بن یحییٰ کے طریق سے مروی ہے کہ سعیر بن عداء کے بیٹے نے مجھے ایک تحریر دکھائی جو یوں تھی: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جسے سعیر بن عداء نے قلمبند کیا ہے“ باوردی اور ابن مندہ نے اسی سند سے لکھا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”میں نے رجیع کی ذمہ داری ہٹالی ہے۔“*

۳۳۰۲ (ن) سَعِيَه

ابن العریض، بقول بعض: سعنه، قریب ہی تذکرہ ہوا ہے۔

۳۳۰۳ سَعَقَه الغافقي

ایک صحابی رسول ﷺ ہیں جو فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے اپنی کتابوں میں ان کا نام لکھا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۳۰۴ سفیان بن أسد*

أسيد الحضرمي۔ ابن ابی خيثمه اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے صحابہ نبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت بقیہ ایک حدیث

* جمع الجوامع (۵۳۳۸) * اسد الغابہ (۲۱۰۴) * اسد الغابہ (۲۱۰۵) * اسد الغابہ (۳۳۷/۲)

* اسد الغابہ (۲۱۰۶) استيعاب (۱۰۰۱) تجريد (۲۲۵/۱۱) * الاحاد والمثاني (۲۶۲۳/۵)

نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑی بددیانتی اور خیانت یہ ہے کہ تم اپنے (مسلمان) سے کوئی ایسی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھے جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: روایت غریب ہے، ابن عدی کا قول ہے کہ محمد بن ضبارہ نے بحوالہ اپنے والد بقیہ کی متابعت میں اسے نقل کیا ہے یہی روایت یزید بن شریح نے بواسطہ جبیر بن نفیر نقل کی تو فرمایا: تو اس بن سمان سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

۳۳۰۵ (ز) سفیان بن امیہ

بن ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس قرشی زہری بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اہل حجاز کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع یہی لے کر گئے تھے ان کی کوئی زینہ اولاد نہ تھی، ان کے والد حالت کفر پر مرے، جو حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد تھے۔ رہے ان کے بیٹے سفیان جن کا عنوان ہے تو مؤرخین کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ میں جو قریشی بچا وہ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کے لیے شریک ہوا ہے تو یہ صحابی ہیں۔

۳۳۰۶ سفیان بن بشر سر میں ذکر ہوگا۔

۳۳۰۷ سفیان بن ثابت الانصاری

از بنی نعیت۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے کہ امام واقدی نے فرمایا: بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۰۸ سفیان بن حاطب

بن امیہ بن رافع بن سوید بن حرام بن یشم بن ظفر انصاری ظفری، بقول ابن شاہین: ابن کلبی فرماتے ہیں: اُحد میں شریک اور واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۰۹ سفیان بن الحکم الثقفی حکم بن سفیان میں تذکرہ ہوا۔

۳۳۱۰ سفیان بن خولی

بن عبد عمرو بن خولی بن ہمام العبدي۔ ابن کلبی کا بیان ہے انہیں بارگاہ نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی نے حدادی میں لکھا ہے: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۳۱۱ سفیان بن ابی زہیر ازدی

از از دشنوءۃ۔ مدائنی اور خلیفہ کا قول ہے: ان کے والد کا نام القرد ہے۔ بقول بعض: ابن نمیر بن مرارہ بن عبد اللہ بن

ابوداؤد کتاب الادب باب فی المعاریض (۴۹۷۱) السنن الکبریٰ (۱۹۹/۱۰)

اسد القابہ (۲۱۰۷) استیعاب (۱۰۰۳) الجرح والتعديل (۲۱۶/۴) اسد القابہ (۲۱۰۸) استیعاب (۱۰۰۴)

اسد القابہ (۲۱۱۰) اسد القابہ (۲۱۱۱) استیعاب (۱۰۰۶) تجرید (۲۲۶/۱)

مالک۔ انہیں نمری بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ نمر بن عثمان بن نصر بن زہران کی اولاد سے ہیں۔ مدینہ فرودکش ہوئے، بخاری میں بروایت عبداللہ بن زبیر بحوالہ ان کے ان کی حدیث آتی ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سائب بن یزید بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ازد شؤہ کے ایک شخص ہیں، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں: ”جس نے حفاظت کے لیے کتابا لالا...“ (حدیث)

۳۳۱۲ سفیان بن زید

یازید ازدی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے جو حدیث مروی ہے وہ منقطع ہے جو بروایت روح بواسطہ ابن عوف، ابن سیرین سے بحوالہ ان کے العتیرہ کے بارے مروی ہے۔

۳۳۱۳ سفیان بن زیاد الحمصی

عبدالصمد بن سعید نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو حمص فرودکش ہوئے۔

۳۳۱۴ سفیان بن سہل

یا ابن ابی سہل ثقفی۔ حدیث مغیرہ بن شعبہ میں ان کا ذکر ہے۔ امام احمد، نسائی، اور ابن حبان وغیرہ نے حدیث عبدالملک بن عمیر بواسطہ حصین بن عقبہ بحوالہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفیان بن ابی سہل کی کوکھ کا کپڑا پکڑ کر فرما رہے تھے: ”اپنا ازار نیچے نہ لٹکنے دیا کرو“۔ الفاظ امام احمد کے ہیں، نسائی میں ہے سفیان بن سہل، محدثین کے ہاں اس کا مدار شریک بن عبدالملک پر ہے۔ بقول بعض شریک بن عبدالملک سے، ایک قول ہے: شریک، عبدالملک سے بواسطہ قبیصہ بن جابر روایت کرتے ہیں۔ اس میں حصین بن عقبہ نہیں۔ بقول بعض: عبدالملک، مغیرہ سے بلا واسطہ نقل کرتے ہیں۔ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

۳۳۱۵ سفیان بن صہابہ المہری

خرنق شاعر سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا کہ فتح مصر میں شریک تھے، اور ان کا قول ہے: میں اور مقداد جاہلیت میں چوری کیا کرتے تھے۔

۳۳۱۶ سفیان بن عبداللہ

بن ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن چشم ثقفی الطائفی، وفد کے ساتھ مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتماد کی کوئی دعا

بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب اقتناء الكلب للحراسة (۲۳۲۳)

کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسه (۳۳۲۶)

مسلم کتاب المساقاة باب الامر بقتل الکلاب و بیان نسخه (۴۰۱۲) نسائی کتاب الصيد والذباب (۴۲۹۶)

ابن ماجہ کتاب الصيد باب النهی عن اقتناء الكلب الا کلب صید اور حرث او ماشية (۳۲۰۶)

اسد الغابہ (۲۱۱۲) استيعاب (۱۱۰۶) اسد الغابہ (۲۱۱۳) تجرید (۲۲۶/۱)

مسند احمد (۲۴۶/۴) (۲۵۳/۴) المعجم الكبير (۱۰۲۳/۲۰) الصحيح لابن حبان (۱۴۴۹) المصنف لابن ابی شیبہ (۳۹۵/۸)

اسد الغابہ (۲۱۱۶)

رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو! اللہ میرا رب ہے، پھر اسی پر ثابت قدم رہو“۔ * مسلم اور نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کی زکوٰۃ وصول کرنے پر انہیں مامور کیا تھا۔ ابن ابی شیبہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مقرر کیا تھا۔ ان سے ان کی اولاد میں سے عاصم، عبد اللہ، علقمہ، عمرو اور ابوالحکم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن المدینی کا قول ہے: سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ حنین میں شریک ہوئے۔ ان کے بھائی عثمان شہید ہوئے تو یہ اور آگے بڑھے اور ابوسوید سے کہنے لگے: ان کے بعد جینے کا کیا مزہ؟ ابوسوید کو لگا کہ انہیں شکست ہونے والی ہے جس کا سبب یہ بنا کہ ان کے گھوڑے کے رخسار والی لگام کٹ گئی۔ ادھر ابوسوید گھوڑی پر سوار تھے۔ انہوں نے سفیان کے گھوڑے کے قریب اپنی گھوڑی کر دی یہاں تک وہ اسے سونگھنے لگا پھر ابوسوید نے اپنی گھوڑی کو حرکت دی۔ اب سفیان کا گھوڑا اس کا پیچھا کرنے لگا تو سفیان لپک کر اسے روکنے گئے جس سے لگام کٹ گئی۔ اسی اثناء میں گھوڑا برابر اس کا تعاقب کرتا رہا بالآخر دونوں بچ گئے بعد میں سفیان مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ابوسوید جن کا ابھی ذکر ہوا مجھے ان کا حال معلوم نہیں۔

۳۳۱۷) سفیان بن عبد اللہ المخزومی *

ابو عمر * کا بیان ہے: تالیف قلبی والوں میں سے ہیں۔ نسب میں عدوی نے لکھا ہے یہ ابوسلمہ کے بھائی ہیں اور ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کلبی کی بات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اسلام لائے تھے ان کی پروردہ ام عمرو بنت سفیان کے حالات سے جو خواتین کے حصہ میں ہے ان کا تذکرہ لکھا جائے۔

۳۳۱۸) (ز) سفیان بن عبد شمس

بن ابی وقاص زہری۔ قسم ثانی میں ان کے حالات دیکھیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ امیر معاویہ نے انہیں عمرو بن عاص کی جانب قاصد بنا کر بھیجا تھا کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دیں۔ سفیان بن امیہ کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ اس طرح وہ حجاز کی جانب بھی ایلچی بنا کر بھیجے گئے۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: مجھے کتب انساب اور تاریخ میں ان کا ذکر نہیں ملا۔

۳۳۱۹) (ز) سفیان بن العدیل

بن حارث بن مصاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تمیم تمیمی۔ ابن سعد نے طبقات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ سفیان بن عدیل نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ تو ان کا بیٹا قیس ان سے کہنے لگا: ابا جان! اپنے ساتھ مجھے بھی نبی ﷺ کے پاس جانے دیجئے۔ راوی کا بیان ہے کہ قیس کا انتقال سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بحرین میں علاء بن الحضرمی کے ساتھ ہوا جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا: ع

”اگرچہ قیس اپنے راستے پہ چل نکلا تو قیس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوش ہو کر مسلمان ہوا تھا“۔

* مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام (۱۵۸) ترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان (۲۴۱۰)

مسند احمد (۴۱۳/۳) المعجم الكبير (۷۸/۷) المستدرک (۳۱۳/۴)

* اسد الغابہ (۲۱۱۵) استیعاب (۱۰۰۷) * اسد الغابہ (۱۹۰/۲)

غین میں ان کے بیٹے غنیم بن قیس کا ذکر ہوگا۔

۳۳۲۰ (ز) سفیان بن ابی عزه الجذامی

بنی حنیفہ میں فروکش ہوئے اور مرتد نہیں ہوئے۔ وٹیمہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کے جن لوگوں پر قابو پایا ان میں یہ بھی تھے۔ آپ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو سفیان نے ان سے کہا: خالد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ کسی بندے کو قتل کرے گا تو قیامت کے روز وہ اس کے لیے پل صراط پر بیٹھے گا“۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ جس کے بارے شاعر کہتا ہے: ع

”میں، حصین اور ابن ابی عزه سفیان ہم سب کا دین اسلام ہے“۔

۳۳۲۱ سفیان بن عطیہ

بن ربیعہ الثقفی۔ بغوی اور ان کے چچا احمد بن منیع بطریق ابن اسحاق * بحوالہ سفیان بن عطیہ بن ربیعہ ثقفی روایت کرتے ہیں کہ ثقیف کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن ابی خثیمہ کا قول ہے: یہی عطیہ بن سفیان ہیں جو وفد ثقیف کے ساتھ آئے۔ *

میں کہتا ہوں: محفوظ یہ ہے کہ حدیث بروایت عیسیٰ بن عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی بحوالہ وفد کے کسی فرد مروی ہے۔ واللہ اعلم

۳۳۲۲ سفیان بن عمیر بن وہب النضری

سعد بن وہب میں ذکر ہوا۔

۳۳۲۳ سفیان بن ابی العوجاء الثقفی

ابن ابی عاصم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی * نے المعجم الکبیر میں صحابہ میں ان کا تذکرہ لکھا ہے، لیکن ان کا گمان ہے یہی ابولیلیٰ انصاری ہیں جو عبدالرحمن کے والد ہیں۔ عسکری کا بیان ہے کہ جریر نے سفیان بن ابی زہیر کی حدیث میں روایت کی ہے کہ سفیان بن ابی العوجاء نے فرمایا۔

۳۳۲۴ (ز) سفیان بن عوف الاسلمی

یا الغامدی۔ مالک بن وہب میں تذکرہ ہوگا۔ الحاکم مصعب زبیری سے روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن عوف الغامدی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ انہیں بڑا بدبہ، بہادری اور سخاوت حاصل تھی۔ انہوں نے ہی ہیبت اور انبار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں حملہ کیا تھا اور مد مقابلوں کو قتل اور قید کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہی مراد لیتے ہیں: غامد کے بھائی نے ہیبت اور انبار پر حملہ کیا اور حسان بن حسان (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے) کو قتل کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفیان بن عوف کو صوائف کا والی بنا دیا اور لن کی بڑی قدر و منزلت کرتے۔ پھر ان کے بعد ابن مسعود الفزازی کو گورنر بنا دیا۔ تو ایک شاعر نے ان سے کہا ہے: ع

* اسد الغابہ (۲۱۱۷) استیعاب (۱۰۰۹) * السیرة النبویة (۱۴۳/۴) * جامع المسانید (۳۲۴/۵)

* اسد الغابہ (۲۱۱۹) * المعجم الکبیر (۷۵/۷)

”ابن مسعود! لاٹھی کو ایسے ہی سیدھا رکھو جیسے سفیان بن عوف اسے قائم رکھتے تھے۔“

ابن عائد کی روایت ہے کہ فرج بن محمد اپنے کسی شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ سفیان بن عوف الغامدی کے ساتھ روم کی زمین میں جا رہے تھے، تو انہوں نے ”باب الذہب“ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ قسطنطنیہ والے باہر آ گئے، اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں معلوم نہیں تم لوگوں نے شمار میں غلطی کی ہے یا حساب کتاب غلط ہوگا۔ یاتم نے تقدیر سے پہل کر لی ہے۔ کیونکہ ہم اور تم جانتے ہو کہ یہ فتح ہوگا لیکن یہ اس کا وقت نہیں۔ ابن عسا کر کا قول ہے: سفیان بن عوف الغامدی فتح شام میں شریک ہوئے پھر ایک روایت کی ہے کہ سفیان بن عوف الازدی نے فرمایا: ہمیں ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ خلیفہ کا بیان ہے یہ ترپن (۵۳ھ) میں اور ابو عبیدہ کا قول ہے باون (۵۲ھ) میں اور واقدی فرماتے ہیں: چون (۵۴ھ) میں فوت ہوئے واللہ اعلم۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو فرمایا: سفیان بن عوف غامدی، صوائف والے ہیں۔

۳۳۲۵ سفیان بن القرد

یہی ابن ابی زہیر ہیں، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۳۳۲۶ (ن) سفیان بن قیس

بن حارث بن مطلب قرشی مطلبی کی روایت ہے کہ ضحاک نامی ایک شخص سے مروی ہے جو عالم تھے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عبدالمطلب اور سفیان بن قیس بن حارث کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

۳۳۲۷ سفیان بن قیس بن ابان ثقفی

طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ امیہ بنت رقیقہ وہ رقیقہ سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ طائف طائف ثقیف کے پاس مدد طلب کرنے گئے، میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو ستو پلائے۔ آپ ﷺ نے ستو اوش کر کے فرمایا: ”ان کے بت کی نہ عبادت کرنا اور نہ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا“۔ میں نے عرض کی: تب تو یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو کہو میرا رب وہی ہے جو اس بت کا رب ہے۔ اور نماز پڑھتے وقت اپنی پیٹھ اس کی طرف پھیر دو“۔ امیہ کہتی ہیں: مجھ سے میرے بھائیوں وہب اور سفیان صاحبزادگان قیس نے بیان کیا کہ جب قبیلہ ثقیف مسلمان ہو گیا، تو نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”تمہاری والدہ کا کیا ہوا؟“ عرض کی: جس حال پر آپ ﷺ نے انہیں چھوڑا تھا اسی رفق ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب تو تمہاری والدہ مسلمان ہو گئی تھی“۔

۳۳۲۸ (ن) سفیان بن قیس الثعلبی

بقول بغوی: امام بخاری ﷺ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

سفيان ۳۳۲۹

بقول بعض: نفیر بن مجیب الثمالی۔ ابن عساکر کا قول ہے: سفيان زیادہ صحیح ہے۔ ابن قانع وغیرہ نے بحوالہ حجاج بن عبید الثمالی روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے کہ سفيان بن مجیب نے ان سے بیان کیا وہ بھی صحابی رسول ﷺ تھے۔ فرمایا: ”جہنم میں سات ہزار وادیاں ہیں“۔ (حدیث) ابن قانع کی روایت میں سخت لکھا ہے۔ خطیب لکھتے ہیں مجیب درست ہے۔ ان کی حدیث کا دارودمدار اسمعیل بن عیاش پر ہے۔ اسمعیل سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ ابوالیمان فرماتے ہیں: نفیر بن مجیب اور یثیم بن خارجہ کا قول ہے: ”سفيان“۔ ابو حاتم وغیرہ نے نفیر کے مقابلہ میں ”سفيان“ کو راجح قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں دارقطنی منفرد ہیں۔ انہوں نے نفیر کو راجح قرار دیا ہے۔ مغازی میں ابن عاصم بطریق یزید بن ابی حبیب روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بعلبک والے سفيان ازدی کی طرف بھیجیں کہ وہ اہل مصر میں سے خروج کرنے والوں کو بھیجیں، فرماتے ہیں: آپ نے سفيان بن مجیب کو بھیجا تو وہ عبدالرحمن بن عدیس کے تعاقب میں نکلے اور انہیں جاپایا۔ راوی کا بیان ہے امیر معاویہ نے حفصہ بنت امیہ بن حرب سے ان کی شادی کر دی۔ اسی طرح امیر عاصم نے امیر معاویہ سے کہا کہ سفيان بن مجیب ثمالی کو ایک جمانت کے ساتھ طرابلس بھیجا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

سفيان بن معمر ۳۳۳۰

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی جمحی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن ہشام، مہاجرین حبشہ میں کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی خوبصورت بیوی تھی جو شرمیل کی والدہ ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ جمیل بن معمر کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ معمر نے سفيان کو لے پالک بنایا، اصل میں وہ انصار میں بنی زریق سے تھے۔ معمر سے عہد حلف کیا انہوں نے اپنا بیٹا بنالیا۔ اسی بنا پر ان کی طرف منسوب ہونے لگے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ سفيان اور ان کے دونوں بیٹے جابر اور جح خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

سفيان بن نسر ۳۳۳۱

بن زید بن حارث انصاری خزرجی از بنی ہشم بن حارث، ابن اسحاق نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد نام میں اختلاف ہے۔ بقول ابن کلبی، واقدی اور قتادہ: نسر نون اور سین سے ہے۔ ابن ماکولا نے اسی کو درست کہا ہے۔ اسحاق کا قول ہے: نسر بقاء کے زیر اور شین کے سکون سے ہے۔ ابن حبیب لکھتے ہیں: یہ غلط ہے اور ابو حاتم نے فرماتے ہیں: احد شریک ہوئے۔

اسد الغابہ (۲۱۲۲) * التاريخ الكبير (۱۲۴/۸) الجرح والتعديل (۵۰۴/۸) الاكمال (۲۷۵/۷)

اسد الغابہ (۲۱۲۳) استيعاب (۱۰-۱۱) * السيرة النبوية (۷/۴، ۶/۴) * اسد الغابہ (۲۱۲۴)

الاکمال (۲۷۲/۱) * الجرح والتعديل (۲۲۷/۴)

۳۳۳۲ سفیان بن ہمام

الحاربی از محارب عبدالقیس۔ بقول بعض: از محارب نصف۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی عاصم، ابن اسکن، طبرانی اور ابن شاہین بروایت یزید بن فضل بن عمرو بن سفیان بن ہمام وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سفیان بن ہمام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنی قوم کو منکے میں نبیذ بنانے سے منع کرنا“۔ ابن اسکن کی روایت میں صرف عن ابیہ عن جدہ لکھا ہے۔ اسی روایت پر بزار نے اعتماد کیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث مسند عمرو بن سفیان میں روایت کر کے لکھا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ عمرو بن سفیان نے اس کے علاوہ کوئی حدیث نقل کی ہو۔ ابو عمر نے بھی انہی کا اتباع کیا ہے۔ اور لکھا ہے: عمرو بن سفیان الحاربی سے منکے کی روایت نقل کی جاتی ہے کہ حرام ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ البتہ ابن مندہ کا قول ہے: عمرو بن سفیان الحاربی نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے۔ بصرہ کے اعرابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح جس طرز پر بزار نے ان کی حدیث نقل کی۔ بعد میں انہوں نے مذکورہ حدیث اسی سند سے روایت کی ہے جو ”سفیان بن ہمام“ کے حالات میں ہے اور دونوں جگہ اس میں اختلاف کو نہیں بیان کیا۔ یہی صورت حال ابو عمر کے ساتھ پیش آئی۔ چنانچہ انہوں نے سفیان بن ہمام العبدی جو قیس سے ہیں، کے حالات میں لکھا ہے: منکے کی نبیذ کے متعلق حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عمرو بن سفیان روایت کرتا ہے۔ لیکن وضاحت نہ انہوں نے کی اور نہ ابن الاثیر نے۔

۳۳۳۳ سفیان بن وہب الخولانی

ابو ایمن۔ بقول ابو حاتم: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں بطریق عیاش الحاربی روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن وہب کا ہمارے ہاں سے گزر ہوا وہ صحابی تھے انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ ابن یونس فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک ہوئے اور افریقا کے والی مقرر ہوئے۔ یہ عبدالعزیز بن مروان کا دور تھا۔ بیاسی (۸۲ھ) میں وفات پائی۔ حضرت عمر اور زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بکر بن سوادہ، عبید اللہ بن مغیرہ، ابوالخیر اور ابو عشانہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حسن بن سفیان اور ابن شاہین بطریق سعید بن ابی شمر سبائی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان بن وہب الخولانی کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”صدی گزرنے پر اس زمین پر ان زندہ لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا“۔ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی مراد ہے کہ اس وقت جو آپ کے ساتھ موجود ہیں، ان میں سے کوئی بھی صدی کے آغاز تک زندہ نہیں رہے گا۔ ان کی دوسری حدیث مسند احمد میں اور تیسری حدیث ابن مندہ کی کتاب میں اور ایک حدیث بحوالہ عمر مسند ابی یعلیٰ میں ہے۔ ابن حبان نے فرماتے ہیں: جس کا گمان ہے کہ یہ صحابی ہیں تو

اسد الغابہ (۲۱۲۷) استیعاب (۱۰۱۲) تجرید (۲۲۷/۱)

المعجم الكبير (۶۴۰۲/۷) مجمع الزوائد (۶۱/۵) جامع المسانید (۳۲۷/۵)

استیعاب (۱۹۲/۲) اسد الغابہ (۲۱۲۸) استیعاب (۱۰۱۳) الجرح والتعديل (۲۱۷/۴)

المعجم الكبير (۶۴۰۵/۷) (۶۴۰۶/۷) مجمع الزوائد (۶۱/۵) جامع المسانید (۳۲۷/۵) الثقات (۱۸۳/۳)

اسے وہم ہوا۔ ”تابعین“ میں انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے اور اس سے پہلے ”اصحابہ“ میں لکھتے ہیں: مصر کے باسی تھے۔ صحابی ہیں۔ جبکہ عجمی کا قول ہے: معتبر تابعی ہیں۔

۳۳۳۲ سفیان بن یزید

ابن زید میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۳۳۵ (ز) سفیان الہذلی

نضر کے والد، ابو عمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۳۳۶ (ز) سفینہ

مولا رسول اللہ ﷺ بقول بعض ان کا نام (۱) مہران، (۲) طہمان، (۳) مروان، (۴) نجران، (۵) رومان، (۶) ذکوان، (۷) کیسان، (۸) سلیمان، (۹) سنہ، (۱۰) ایمن، (۱۱) فرقہ، (۱۲) احمر، (۱۳) احمد، (۱۴) رباح، (۱۵) مفلح، (۱۶) عمیر، (۱۷) معتب، (۱۸) قیس، (۱۹) عبس، (۲۰) عیسیٰ، (۲۱) شنہ۔ کل اکیس (۲۱) اقوال ہیں۔ اصل میں فارس کے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا انہیں خرید کر اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں جالائیں گے۔ نبی ﷺ، ام سلمہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبدالرحمن اور عمر، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابوریحانہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ بواسطہ سعید بن جہمان بحوالہ سفینہ روایت کرتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، لوگوں میں سے کوئی تھک جاتا تو اپنا کپڑا اچھو ڈال دیتا یہاں تک کہ میں نے بہت بوجھ اٹھالیا۔ نبی ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا: ”تم تو بحری جہاز ہو“۔ وہ بطن نخلہ میں رہتے تھے۔

باب سین کے بعد کاف

۳۳۳۷ سگبہ بن الحارث الاسلمی

مسدد نے اپنی مسند میں بطریق زیاد بن مخرق بحوالہ اسلم کے ایک شخص روایت کی ہے کہ ہم میں سے تین شخص اصحاب رسول ﷺ ہیں: بریدہ، معجن اور سگبہ۔ ابن شاپین کی روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو سگبہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور بریدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: بریدہ! تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھتے جیسے سگبہ پڑھ رہے ہیں تو بریدہ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ مسجد کے دروازے پر آئے اور بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارے ساتھ

اسد الغابہ (۲۱۳۰) استیعاب (۱۱۴۰) تجرید (۲۳۸/۱)

مسند احمد (۲۲۱/۵) المعجم الکبیر (۸۵/۷) جامع المسانید (۳۳۶، ۳۳۵/۵)

مسند احمد (۲۲۰/۵ - ۲۲۲) المعجم الکبیر (۶۴۴۰/۷)

اسد الغابہ (۲۱۳۱) استیعاب (۱۱۴۲)

مد کا پہاڑ تھا، آپ ﷺ نے وہاں سے مدینہ کو جھانک کر دیکھا، پھر فرمایا: ”بستی کے لئے ہلاکت ہے۔“ پھر نیچے اتر آئے، مسجد کے دروازے پر پہنچے تو ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کی یہ فلاں شخص ہے جس کا اس طرح اس طرح کا کام ہے۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور اندر داخل ہو کر فرمانے لگے: ”تمہارا بہترین (حصہ) دین وہ ہے جو سب سے سان ہو۔“

ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں ابوبشر کے حوالہ سے نقل کیا ہے لیکن اس میں لکھا ہے ابن شقیق بحوالہ رجاء اسلمی روایت کرتے ہیں کہ میں مجن اسلمی کے ساتھ چلتے چلتے مسجد تک پہنچا وہاں ہمیں بریدہ مل گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے، بریدہ نے کہا: مجن تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھ رہے جیسے سبہ پڑھ رہا ہے؟ تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر مجن نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما... دونوں حدیثوں میں ایک ذکر کیا۔ ”اخبار مدینہ“ میں عمر بن شبہ نے بطریق جریر مؤدب کی روایت کا مفہوم لکھا ہے اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے: تو بریدہ بیٹھے ہوئے تھے، سبہ صحابی رسول تھے جو کھڑے ہو کر چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ تو بریدہ نے کہا: عمران تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھ رہے جیسے سبہ پڑھ رہے ہیں؟ تو عمران خاموش رہے۔ پھر ہم وہاں سے چلے تو عمران نے کہا: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا... پھر اس کا ذکر کیا۔ اس کے بعد بطریق شعبہ بحوالہ رجاء بن ابی رجاء الباہلی روایت کی کہ مجن مسجد میں داخل ہوئے تو بریدہ کو دیکھ کر فرمایا: تم ایسے نماز کیوں نہیں پڑھتے جیسے سبہ پڑھ رہے ہیں۔ وہ خزاعہ کے ایک فرد تھے۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما... پھر حدیث ذکر کی۔ اور بطریق کھمس بواسطہ عبداللہ بن شقیق بحوالہ مجن بن الازد روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا، پھر مجھے ملے تو میں مدینہ کی کسی راہ میں تھا... (حدیث) اور بطریق جریر بن ابی عبد اللہ بن شقیق بحوالہ مجن اس کا مفہوم مروی ہے۔ احمد بن منیع اپنی مسند میں بطریق عیینہ بن عبد الرحمن بواسطہ مجن اس کا مفہوم مروی ہے۔ احمد بن منیع اپنی مسند میں بطریق عیینہ بن عبد الرحمن بواسطہ اپنے والد بحوالہ بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ایک شخص کے پاس آئے مجھ سے فرمانے لگے: کیا یہ تمہیں ریاکار دکھاوے کی عبادت کرنے والا لگتا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ واقعی ایسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ میانہ روی اختیار کرو اور اس دین سے (اس کی حد سے زیادہ) جو بھی (عبادت یا عمل کر کے اس سے) مقابلہ کرے گا تو دین ہی غالب رہے گا۔“

۳۳۳۸ السکران بن عمرو

بن عبد شمس بن عبدوڈ بن مالک بن نصر بن حسل بن عامر بن لوی قرشی عامری، سہیل بن عمرو کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ایسا ہی ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ پھر یہ مکہ لوٹ آئے اور وہیں فوت ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے بعد ان کی اہلیہ سودہ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اور آپ سے یہ نکاح حضرت سودہ کے بھائی حاطب نے کیا تھا۔ ابو عبیدہ کا گمان ہے کہ جب یہ حبشہ آئے تو نصرانی ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔ بلاذری کا قول ہے: پہلا قول زیادہ صحیح

المعجم الكبير (۲۳۰/۱۸) مسند ابوداؤد طیالسی (۱۲۹۵) مسند احمد (۱۹۸۰/۷) اسد الغابہ (۲۱۳۲) استیعاب (۱۱۴۱) السیرة النبویة (۸/۲)

ہے۔ بقول بعض: یہ جشہ میں فوت ہوئے تھے۔

۳۳۳۹ (ز) السَّكَن

بقول بعض: یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کنتوں میں تذکرہ

ہوگا۔

۳۳۴۰ السَّكِين الضَّمْرِي

تصغیر۔ ”السکن“ کا بھی قول ہے۔ بقول ابو حاتم: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی خیمہ نے بطریق ابن جریج بواسطہ عطاء بن یسار ایک حدیث روایت کی ہے کہ میں نے سکین مصری کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”مومن ایک آنت میں کھاتا ہے“۔ (حدیث) یہی روایت صفوان بن ہبیرہ نے ابن جریج سے بواسطہ سہیل بن جوالہ عطاء نقل کی ہے۔ اور موسیٰ بن عبیدہ نے عطاء انہوں نے حجاہ سے نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد لام

۳۳۴۱ سَلَام (تشدید کے بغیر)

عبداللہ بن سلام کے بھانجے۔ سلمہ عبداللہ بن سلام کے بھتیجے کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۲ سَلَام (تشدید سے)

ابن عمرو۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بطریق ابو عوانہ بواسطہ ابو بشر بن جوالہ سلام بن عمرو روایت کی ہے، جو صحابی رسول ﷺ ہیں، فرمایا: ”کتے ناپاک ہیں، صرف شکاری کتا رکھنا جائز ہے“۔ ابن مندہ کا قول ہے: اسے شعبہ نے بواسطہ ابو بشر، سلام بن عمرو بن جوالہ ایک صحابی رسول ﷺ روایت کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔ مسند احمد اور الادب المفرد للبخاری میں بطریق شعبہ اسی سند سے دوسرا متن منقول ہے۔

۳۳۴۳ (ز) سَلَام بن قيس الحضرمي آخر قسم میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۴۴ سَلَام بن سالم الثعلبي سلمہ بن سلامہ میں ذکر ہوگا۔

۳۳۴۵ (ز) سَلَام بن عبد الله

ابن مندہ کی عمرو بن سلامہ سے بحوالہ ان کے والد روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کی

اسد الغابہ (۲۱۳۳) تاریخ الكبير (۱۹۸/۴)

جامع المسانيد (۳۴۳/۵) اسد الغابہ (۳۴۴/۲) تاریخ بغداد (۳۱۳/۱۰) اسد الغابہ (۲۲۷۰)

اسد الغابہ (۳۴۵/۲) مسند احمد (۵۷/۵) اسد الغابہ (۲۱۳۷)

ارت کو ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ مشک سے بنایا ہے۔“ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔

۳۳۲۶ سلامہ بن عمیر الاسلمی

بقول بعض: یہ ابوحدرد اسلمی کا نام ہے، کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۲۷ سلامہ بن قیصر

بقول بعض: سلمہ، مصرفروش ہوئے۔ احمد بن صالح کا قول ہے: یہ صحابی نہیں جبکہ ابوذر عہد اس کا انکار کرتے ہیں۔ ابن صالح لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک سلمہ صحیح ہے اور یہ صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح نہیں۔ مطین، حسن بن سفیان اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عمرو بن ربیعہ الحضرمی ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے سلامہ بن قیصر کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس میں اور جہنم میں اتنا فاصلہ پیدا کر دے گا جتنے میں کسی کوے کا چوڑھ اڑے اور بڑھاپے تک اڑتا رہے۔“ اس حدیث کا مدار ابن لہیعہ پر ہے۔ چنانچہ ابن وہب اور ان کے دوسرے شاگردوں نے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابن وہب کی روایت مسند ابی یعلیٰ میں ہے اور عبداللہ بن یزید المقرئ بحوالہ ان کے اس سند سے یوں نقل کرتے ہیں: سلمہ بن قیصر سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ انہی سے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ابوذر عہد نے اس اضافہ کو راجح قرار دیا ہے، جبکہ احمد بن صالح نے اس کا انکار کیا ہے۔ میں نے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے: خلف بن قاسم نے ہمیں بحوالہ ابوبکر بن خروف بیان کیا کہ میں نے احمد بن صالح سے پوچھا: تو انہوں نے کہا: المقرئ نے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ابن رشدین کا قول ہے کہ احمد بن صالح نے فرمایا: یہ المقرئ کی غلطی ہے۔ ابن یونس لکھتے ہیں: سلامہ بن قیصر، بقول بعض: سلمہ بن قیصر الحضرمی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے عمرو بن ربیعہ، مرثد ابو الخیر الیزنی روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مصر رہتے ان کی حدیث وہاں کے لوگوں سے مروی ہے، بیت المقدس میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔

۳۳۲۸ (ن) سلامة العذری

انہیں المہلب کہا جاتا ہے۔ علی بن حرب نے ”کتاب الجار“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ رشاطی کا قول ہے، بقول بعض: قبیسہ جن کا تذکرہ ہونا ہے ان کے والد ہیں۔

۳۳۲۹ (ن) سلم (بے نسب)

ابوداؤد نے سنن میں بغیر سند ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کا نام حرب تبدیل کر کے فرمانے لگے: ”تم سلم ہو۔“

اسد الغابہ (۲۱۳۸) استیعاب (۱۱۴۴) تجرید (۲۲۹/۱)

المعجم الكبير (۶۳۶۵/۷) المعجم الاوسط (۱۲۸)

اسد الغابہ (۲۱۴۰)

حلیۃ الاولیاء (۹۵/۳) کنز العمال (۱۳۱۸۵)

التاریخ الكبير (۱۹۴/۲)

استیعاب (۲۴۵/۲)

۳۳۵۰ (ز) سلم بن سمی

بن حارث ازدی ثم الدوسی ابوالعکر کنیت سے مشہور ہیں، کنتیوں میں ذکر ہوگا۔

۳۳۵۱ سلکان بن سلامہ

ابونا نکلہ کنتیوں میں ذکر ہوگا۔

۳۳۵۲ سلکان بن مالک

ابن الدباغ نے استیعاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ واقدی نے انہیں مصر داخل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔

۳۳۵۳ سلمان بن ثمامہ

بن شراحیل ابن الاصبہ الجعفی۔ بقول ابن مندہ کہ سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت کی معیت میں جنگ کی اور رقبہ میں فروکش ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: فتنہ وفساد کے دور میں وہ اور جن لوگوں کو ان میں جنگ کرنے سے تردد تھا وہ اس میں قتال سے باز رہے۔ اور سارے رقبہ میں ٹھہر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف عطیات بھیجتے اور فرماتے: ”ہم تمہیں غنیمت کے حق سے محروم نہیں رکھتے، کیونکہ تم لوگ مسلمان ہو، اگرچہ تم ہماری مدد سے باز رہتے ہو“۔ راوی کا بیان ہے کہ سلمان ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حجر بن عدی کے ساتھ زیاد کے خلاف مہم چلائی تھی، پھر جب زیاد نے حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تو سلمان چھوٹ گئے۔ ان کے دادا شراحیل جاہلیت میں سردار تھے۔ اصبہ ان کے والد نہیں بلکہ ان کے پردادا ہیں، وہ شراحیل بن شیطان بن حارث بن اصبہ ہے۔ ان کا نام عوف بن کعب بن حارث بن سعد بن عمرو بن ذہل مران بن جعفی بن سعد العشیرہ ہے۔ وہ بہت غارتگری کرتے۔ بنی جعدہ نے انہیں قتل کر دیا، جس کے بارے ان کے قتل پر فخر کرتے ہوئے نابغہ جعدی کہتا ہے:
”ہمیں شراحیل کے شر سے معدنے آرام پہنچایا، جب اسے صبح کے چمکتے ستاروں کے ساتھ دیکھا۔“

۳۳۵۴ سلمان بن خالد الخزاعی

طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور سلمان بن خالد سے جنہیں میں قبیلہ خزاعہ کا سمجھتا ہوں روایت کی ہے، فرمایا: میری خواہش ہے کہ میں نماز پڑھ کر راحت حاصل کر لوں، اس واسطے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اے بلال! اٹھو، نماز قائم کرو اور ہمیں راحت پہنچاؤ“۔ سالم بن ابی الجعد خزاعہ کے ایک بے نام شخص سے روایت کرتے ہیں اور عبد اللہ بن محمد بن الحنفیہ بحوالہ اپنے والد وہ ایک بے نام صحابی سے روایت کرتے ہیں، اور ابو حمزہ ثمالی، عبد اللہ سے بواسطہ اپنے والد وہ اپنے اسلم کے ایک سرالی رشتہ دار سے روایت کرتے ہیں۔

اسد الغابہ (۲۱۴۲) * اسد الغابہ (۲۱۴۴) * اسد الغابہ (۳۴۶/۲) * اسد الغابہ (۲۱۴۵) تجرید (۲۲۹/۱) * المعجم الكبير (۶۲۱۴/۶) * ابوداؤد کتاب الادب، باب فی صلاة العتمة (۴۹۸۵، ۴۹۸۶) مسند احمد (۳۶۴/۴)

۳۳۵۵ سلمان بن ربیعہ

بن یزید بن عمرو بن سہم بن ثلبہ الباہلی۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ بقول ابو حاتم: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: عقیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، میرے نزدیک بھی یہی ہے جو ابو حاتم نے کہا۔ ابن مندہ کا قول ہے: امام بخاری * نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن صحیح نہیں۔ انہیں ”سلمان الخلیل“ کہا جاتا تھا۔ ان سے اکابر تابعین جیسے ابو وائل، ابو میسرہ، ابو عثمان نہدی، سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں۔ فتوحات شام میں شریک ہوئے، پھر عراق رہنے لگے۔ اور خلافت عثمانی میں ارمینیا کی جنگ کے ذمہ دار بنے۔ تیس یا اس کے بعد کی عمر میں شہید ہوئے۔ بقول بعض یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں کی عتاق اور جبین میں فرق کیا۔ اسی بنا پر انہیں ”سلمان الخلیل“ کہا جاتا ہے۔ ثقال التابعین میں ابن حبان * نے لکھا ہے، خلافت فاروقی میں گھوڑوں کی ذمہ داری سنبھالی۔ پہلے شخص ہیں جن سے کوفہ * کا قاضی بننے کا مطالبہ ہوا۔ نیک شخص تھے، ہر سال حج کرتے۔ ابن سعد اور عجلی نے بھی تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آجری بحوالہ ابو داؤد روایت کرتے ہیں، بہت کم روایتیں کی ہیں۔ ابو وائل سے منقول ہے: چالیس روز میں سلمان بن ربیعہ کے پاس جاتا رہا، میں نے ان کے پاس کوئی فیصلہ کرانے والا نہیں پایا۔ صحیح مسلم میں ان کی روایت سے بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث ہے۔ لفظ کی حدیث میں ان کا ذکر ہے، سلمہ بن کہیل بحوالہ سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایک کوڑا ملا جسے میں نے اٹھالیا تو زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ مجھے ملامت کرنے لگے۔ میں نے ابی بن کعب سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: تم نے بہتر اور سنت کے مطابق کیا۔ یہ روایت بخاری وغیرہ میں ہے۔ ابو موسیٰ کے واقعہ میں بھی ان کا ذکر آتا ہے جب ان سے کسی نے پوچھا کہ بیٹی اور پوتی کا کیا حصہ ہے؟ تو سلمان بن ربیعہ نے تقسیم میں ان کی موافقت کی۔ یہی سلمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے دونوں حضرات کے مخالف تقسیم کی۔ نسائی نے یہ روایت نقل کی جس کی اصل بخاری میں ہے۔ یہ واقعہ خلافت عثمانی میں پیش آیا۔

۳۳۵۶ سلمان بن صخر البیاض

ایسا ہی ترمذی میں لکھا ہے، یہی سلمہ بن صخر ہیں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۵۷ سلمان بن عامر

بن اوس بن حجر بن عمرو بن حارث بن تیم بن ذہل بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ الضبی۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان سے ان کی بھتیجی ام الربیح جن کا نام رباب بنت صلیح تھا اور پوتا عبد العزیز بن بشر بن سلمان الضبی * روایت کرتا ہے۔ دارقطنی نے جو کتاب ضبیوں کے لیے لکھی ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ یہ نبی ﷺ کے دور میں بزرگ تھے۔ اسی طرح ان سے ابن سیرین اور ان کی بہن حفصہ بنت سیرین روایت کرتی ہیں۔ بصرہ رہائش رکھتے تھے۔ جس کا گمان ہے کہ خلافت فاروقی میں فوت ہو گئے

* اسد الغابہ (۲۱۶۶) استیعاب (۱۰۱۶) الجرح والتعديل (۲۹۷/۴) * استیعاب (۱۹۳/۲)
* التاريخ الكبير (۱۳۶/۲) * الثقات (۳۳۲/۴) * مختصر تاریخ دمشق (۵۶/۱۰)
* اسد الغابہ (۲۱۶۸) استیعاب (۱۰۱۸) تجرید (۲۳۰/۱) * المعجم الكبير (۳۳۴/۶)

تھے۔ اسے وہم ہوا ہے درست یہ ہے کہ خلافت معاویہ تک حیات رہے۔ الصریقینی کی کتاب میں ہے کہ خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کے علاوہ کوئی ضعیفی نہیں۔ * ایسا ہی ابن الاثیر نے نقل کیا ہے جسے انہوں نے اور ان کے تابعین نے برقرار رکھا ہے، صحابہ میں ایسے لوگوں کی پوری جماعت موجود ہے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کے صحابہ ہونے میں اختلاف ہے ہیں وہ بنی صہبہ سے۔ جن میں سے یزید بن نعامہ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بھروسا ظاہر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اسی کتاب میں بہت سے صحابہ کو ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کدیری ضعیفی اور حنظلہ بن ضرار ضعیفی ہیں۔

۳۳۵۸ سلمان ابو عبد اللہ الفارسی *

انہیں سلمان ابن الاسلام اور سلمان الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ بقول ابن حبان: * جس کا یہ گمان ہے سلمان الخیر اور ہیں اسے وہم ہوا ہے۔ اصلاً رامہرمز کے تھے۔ بقول بعض: اصہبان کے تھے۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونا ہے۔ جس کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے، گرفتار ہو کر مدینہ کے بازار بیچ دیئے گئے۔ اور غلامی میں مشغول ہو گئے۔ پھر سب سے پہلے غزنہ خندق کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد بقیہ معرکوں میں بھی شرکت کی۔ فتوحات عراق میں مردانہ وار لڑے اور مدائن کے والی مقرر ہوئے ابن عبدالبر * کا قول ہے: بقول بعض بدر میں شریک ہوئے۔ عالم اور دنیا سے بے رغبت انسان تھے۔ ان سے حضرت انس، کعب بن عجرہ، ابن عباس، ابوسعید وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے ابو عثمان نہدی، طارق بن شہاب اور سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: پہلا نام مایہ ابن یزدتھا۔ یہ ابن مندہ کا اپنی سند سے نقل کردہ قول ہے اور انہوں نے ہی ان کا نسب لکھا ہے۔ ایک قول ہے، نام بھبھو دتھا۔ بقول بعض: انہوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ ایک قول ہے: نہیں بلکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام و صی (حواری) کا زمانہ پایا ہے۔ ان کا واقعہ کئی طرق سے مروی ہے، سب سے صحیح وہ ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خود انہی کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اسی واقعہ کو الحاکم نے دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ان کے روایت کیا ہے اور حاکم نے حدیث بریدہ سے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک ٹکڑا تعلیقاً نقل کیا ہے۔ ان کے اسلام لانے میں اتنا اختلاف ہے کہ ان تمام روایات کو یکجا کرنا مشکل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں دس سے زائد آقاؤں نے ہاتھ در ہاتھ بیچا۔ ذہبی * لکھتے ہیں: مجھے ان کی عمر کے بارے جتنے اقوال ملے ہیں ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ڈھائی سو (۲۵۰) سال سے زائد عمر کے تھے۔ اختلاف جو ہے وہ زائد میں ہے، فرماتے ہیں: پھر میں نے اس سے رجوع کر لیا اور میرے لیے ظاہر ہو گیا کہ وہ آٹھ (۸۰) سے زائد سن * تک نہ پہنچے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس بارے میں مستند روایت کا حوالہ نہیں دیا، مجھے لگتا ہے انہوں نے یہ بات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی فتوحات میں شرکت سے اخذ کی ہے اور یہ کہ انہوں نے کندہ کی ایک خاتون سے شادی کی تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ نشاط باقی رہا ہوگا۔ لیکن جو کچھ مؤرخین نے ذکر کیا ہے اگر وہ ثابت ہو جائے تو یہ ان کے حق میں خوارق عادت (عام لوگوں میں نہیں پائی جاتیں) ثابت ہوں گی۔ اور اس سے مانع کیا ہے۔ چنانچہ ابوالشیخ طبقات الاصبہانین میں عباس بن یزید کے طریق سے لکھتے ہیں کہ علماء کا فرمان ہے: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تین سو پچاس سال حیات رہے، جن میں سے ڈھائی سو (۲۵۰)

* اسد الغابہ (۳۴۷/۲) * اسد الغابہ (۲۱۴۹) استیعاب (۱۰۱۹) * انقعات (۱۵۷/۳)

* استیعاب (۱۹۴/۲) * تہذیب التہذیب (۱۳۹/۴) * جامع المسانید (۳۴۶/۵)

سال پر توافق ہے اس میں انہیں کوئی شک نہیں۔ ابوربیعہ ایادی بواسطہ ابوبریدہ وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ میرے صحابہ میں چار افراد کو (خصوصی طور پر) * پسند کرتا ہے"۔ جن میں سلمان بنی النخوع کا بھی ذکر کیا۔

سلمان بن مغیرہ بحوالہ حمید بن ہلال نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابورداء اور سلمان فارسی میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ بخاری میں حدیث ابی حنیفہ سے ان کے واقعہ میں اس کا مفہوم منقول ہے۔ اسی واقعہ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابورداء بنی النخوع سے فرمایا: "سلمان کو تم سے زیادہ دین کی سمجھ ہے"۔ * بقول ابو عبیدہ چھتیس (۳۶ھ) اور بقول خلیفہ: سینتیس (۳۷ھ) میں انتقال ہوا۔ عبدالرزاق نے حضرت انس بنی النخوع کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود بنی النخوع آخری وقت میں سلمان بنی النخوع کے پاس آئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا انتقال ابن مسعود بنی النخوع سے پہلے ہوا ہے۔ جبکہ ابن مسعود چونتیس (۳۴ھ) سے پہلے فوت ہوئے۔ اس لیے ان کا انتقال بتیس (۳۲ھ) یا تینتیس (۳۳ھ) میں ہوا ہوگا۔ آپ اپنا وظیفہ صدقہ کر دیتے اور خود چٹائی بن کر کھاتے تھے۔ *

۳۳۵۹ سلمہ بن الادرع

یہی ابن ذکوان ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۶۰ (ز) سلمہ بن الازرق

ان کے والد الازرق کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۳۳۶۱ سلمہ بن اسلم *

بن حریس ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری حارثی ابوسعید دادا کی نسبت سے بھی لکھے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق * نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بنی نضیر سے جنگ کے بعد عمرو بن امیہ کے ساتھ ابوسفیان سے جنگ کے لیے بھیجا تھا۔ اسے واقدی نے نقل کیا ہے۔ بقول ابو حاتم: * جسرا بنی عبید کے روز شہید ہوئے۔

۳۳۶۲ سلمہ بن الاسود *

بن شجرہ بن ربیعہ بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ کندی۔ ابن کلبی کا بیان ہے: یہ اور ان کے بھائی علس بن الاسود بنی النخوع کے پاس آئے تھے۔ ابن شاہین، طبری اور دارقطنی وغیرہ نے ان کا اتباع کیا ہے۔

۳۳۶۳ سلمہ بن الاکوع

وہی سلمہ بن عمرو بن الاکوع ہیں، تذکرہ ہوگا۔

* مسند احمد (۲۳، ۲۹) جمع الجوامع (۵۱۹۰) * الطبقات (۱۰۷/۲) * مختصر تاریخ دمشق (۴۹/۱۰)

* اسد الغابہ (۲۱۵۱) استیعاب (۲۰۲۰) تجرید (۲۳۰/۱) * السیرة النبویة (۲۴۸/۲)

* الجرح والتعديل (۱۵۶/۴) * اسد الغابہ (۲۱۵۲)

۳۳۶۳ سلمہ بن امیہ

بن خلف الجمحی۔ ان کے بھائی ربیعہ کے حالات میں نسب گزر چکا ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے مکہ رہنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ "اخبار مدینہ" میں عمر بن شہبہ نے بطریق سماک بن حرب بحوالہ ایک شخص نقل کیا ہے کہ سلمہ بن امیہ نے اپنی باندی سے شادی کر لی، اور گواہ اس کی والدہ اور بہن کو بنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پہنچا، آپ نے فرمایا: کیا لاعلمی سے ایسا کیا ہے انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: دو عادل شخص گواہ بنا لو ورنہ میں ابھی تفریق کرتا ہوں۔ عمر بن شہبہ کا قول ہے کہ سلمی جو حکیم بن امیہ بن اوقس سلمی کی باندی تھیں ان سے متعہ کیا جس سے بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے بچہ کا انکار کر دیا۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے متعہ سے روک دیا یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ سلمہ نے ایک عورت سے متعہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے انہیں دھمکایا۔ اٹھلی میں ابن حزم لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ میں بعض افراد متعہ کے حلال ہونے پر قائم رہے جن میں ابن مسعود، ابن عباس، جابر، سلمہ اور مغیرہ جو دونوں صاحبزادگان امیہ بن خلف تھے شامل تھے۔

۳۳۶۵ سلمہ بن امیہ

بن ابی عبیدہ تمیمی، یعلی بن امیہ کے بھائی یعلی ہی کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوگا۔ ان کی حدیث نسائی * میں ان کے بھتیجے صفوان بن عبد اللہ بن یعلی بن امیہ کی روایت سے بحوالہ ان کے اس شخص کے واقعہ کے بارے میں نقل کی ہے جس نے دوسرے ہاتھ چبایا تھا۔ علامہ ابن عبد البر * لکھتے ہیں: ابن اسحاق کی کتاب میں ان کی ایک حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں: اس میں ابن اسحاق اس کے خلاف روایت کرتے ہیں کہ یہ ان کی روایت سے ہے اس کی اسناد میں بھی اختلاف ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ سلمہ کو ذہن فروکش ہوئے۔

۳۳۶۶ سلمہ بن بدیل

بن ورقاء خزاعی۔ بقول ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عبد الرحمن بن بشر بن الحکم روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں اور ان کے بھائیوں کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ وہ یہ ہیں: عبد اللہ، عبد الرحمن، عثمان اور سلمہ۔

۳۳۶۷ سلمہ بن ثابت

بن قش بن زغبہ بن عوراء بن عبد اللہ شہل انصاری اشہلی۔ ابن اسحاق * نے شرکاء بدر اور شہداء احد میں ان کا ذکر کیا ہے

* اسد الغابہ (۲۱۵۵) استیعاب (۱۰۲۲) تجرید (۲۳۰/۱)

* نسائی کتاب القسامة باب ذکر الاختلاف علی عطاء فی هذا الحدیث (۱۴۷۱)

* استیعاب (۲۰/۲) * التاريخ الكبير (۷۲/۲) * اسد الغابہ (۲۱۵۷) استیعاب (۱۰۲۳)

* الجرح والتعديل (۱۵۷/۴) * اسد الغابہ (۲۱۵۸) استیعاب (۱۰۲۴) * السيرة النبوية (۹۶/۳)

ایسا ہی ابن کلبی کا بیان ہے۔

۳۳۶۸ سلمہ بن الحارث

ابو غلیظ - کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۶۹ سلمہ بن حارثہ

سہل بن حارثہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۷۰ سلمہ بن حارثہ اسلمی

بھائیوں میں سے ایک ہیں ان کے بھائی حمران کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ان کا ذکر صاحب استیعاب نے ان کے بھائی ہند بن حارثہ کے حالات میں بھی کیا ہے۔

۳۳۷۱ سلمہ بن حاطب

بن عمرو بن عتیک بن امیہ بن زید انصاری۔ مؤرخین نے شرکاء بدر و احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۷۲ سلمہ بن حبیش

اسدی، اسد خزیمہ۔ حضرمی بن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ مدائنی نے اپنی سند سے لکھا ہے کہ سلمہ بن حبیش نے فرمایا، جب وہ ضرار بن الازور کے ساتھ آئے: ﴿ میں اور میری اونٹنی جس کی آنکھ سفید ہے جب ہم بمقام تین کی فرودگاہ پر پہنچے تو ہماری خواہشیں مختلف تھیں۔ ﴾

۳۳۷۳ سلمہ بن الخطل الكنانی ثم العرجی

بقول ابن عساکر: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پھر یہ روایت نقل کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا اور مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے والی بنایا تو میں نے ان سے کوئی خیانت نہیں کی اور نہ جھوٹ بولا۔ پھر اس خطبے کا ذکر کیا۔ تو سلمہ بن خطل جو بنی عریج بن عبدمناة بن کنانہ کے ایک فرد تھے کہنے لگے: معاویہ! اللہ کی قسم! تم سے انصاف ہوا لیکن تم نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، تمہیں بیٹھنا نصیب نہ ہو۔ پھر امیر معاویہ نے ان سے فرمایا: مجھے یاد ہے جب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو تم نے سلام کیا تھا اور نبی ﷺ نے سلام کا جواب دیا تھا، پھر تم نے ہدیہ پیش کیا تو نبی ﷺ نے تمہارا ہدیہ قبول کر لیا۔ اور تم مسلمان ہو گئے تھے، تم اپنی قوم کے نیک شخص تھے۔ خطابی نے امیر معاویہ کے اس خطبے کا کچھ حصہ نقل کیا۔ اور ابوبکر بن الانباری نے اپنے فوائد میں اس کا مفہوم نقل کیا ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: تمہارے والد اس دن بلقاء کی جانب مالدار آ دی تھے۔

اسد الغابہ (۲۱۶۰) * اسد الغابہ (۲۱۶۱) استیعاب (۱۰۲۵)

اسد الغابہ (۲۱۶۴) تجرید (۲۳۱/۱) * اسد الغابہ (۲۹۲/۲)

۳۳۷۴ (ز) سلمه بن الحيسمان

بن ایاس الخزاعی۔ ان کا نسب ان کے والد حیسمان کے تذکرہ میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا تذکرہ ان کے والد کے ساتھ کیا ہے۔

۳۳۷۵ (ز) سلمه بن ذکوان

بقول بعض: ابن الادرع۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سلمہ بن ذکوان نے فرمایا: ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ ﷺ کسی ضرورت سے باہر نکلے مسجد میں ایک شخص بلند آواز سے نماز پڑھ رہا تھا... (حدیث) اور دوسری سند سے جو روایت منقول ہے وہ یوں ہے کہ ابن الادرع نے فرمایا، اور مسند سلمہ بن الاکوع کے اثناء میں ابو یعلیٰ نے یہ روایت بطریق داؤد بن قیس بواسطہ زید بن اسلمہ بحوالہ سلمہ نقل کی ہے۔ ان کا نسب بیان نہیں کیا، ہشام بن سعد کی روایت سے ظاہر ہوا کہ وہ ابن ادراع ہیں ابن اکوع نہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیر اندازی کرو میں ابن ادراع کے ساتھ ہوں“۔ بعض کا قول ہے: وہ سلمہ ہیں، بعض کا قول ہے: وہ حجن ہیں، یہی اکثر کے نزدیک ہے۔

۳۳۷۶ (ز) سلمه بن رييده

اور وہ ابن حنظل بن حنظل ہیں۔ حنظل نام میں اختلاف ہے۔

۳۳۷۷ سلمه بن ربيعه العنزي

ابن شاہین اور طبری نے روایت کیا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کے پاس آتے والے وفد میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

۳۳۷۸ سلمه بن زهير

سمرہ بن زہیر میں ان کا ذکر ہے۔

۳۳۷۹ سلمه بن سحيم الأسدي

ابن قانع اور ابن شاہین نے محمد بن نھلم کے طریق سے روایت کیا ہے: ابن سکین بن سلمہ بن سحیم کہ مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سلمہ بن سحیم سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ہمارا ایک ساتھی انٹی پر سوار ہوا، پھر قصہ بیان کیا، اس کی اسناد میں نامعلوم راوی ہیں۔ اس میں محمد بن اسحاق بلخی ہیں جو کمزور راوی ہیں۔

۳۳۸۰ سلمه بن سعد بن صريم العنزي

بقول بعض ابن سعید، ابن قانع نے ان کے نسب میں مریم کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: ابن ہمام بن کامل، ابن عبدالبر کا قول ہے۔ ان کی حدیث ہے: عنزہ اچھا قبیلہ ہے، ان پر بغاوت کی جائے گی اور ان کی مدد کی جائے گی، یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء ہیں۔ (الحدیث) ان سے ان کے بیٹے سعید بن سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، طبرانی نے حفص بن سنان بن قیس کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سعد روایت کیا ہے کہ وہ اور ان کے اہل خانہ اور بیٹوں کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اجازت طلب کی، اور کہا: یہ عنزہ کا وفد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”واہ واہ! عنزہ اچھا قبیلہ ہے۔ ان پر بغاوت ہوگی اور ان کی مدد کی جائے گی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء کو خوش آمدید۔ اے سلمہ! اپنی حاجت بتاؤ۔“ پھر حدیث بیان کی، اس کی اسناد میں نامعلوم راوی ہیں۔ ابن قانع نے عبد اللہ بن سوہب کی روایت سے بحوالہ حفص بن سلمہ نقل کیا ہے۔ نسب میں سے سنان کا ذکر چھوڑ دیا۔ فرمایا: بحوالہ حفص بن سلمہ بن قیس بن سلمہ بن سعد کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ حفص بن مسیب، انہوں نے مسیب سے، انہوں نے سلمہ سے روایت کی کہ وہ وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واہ واہ! یہ حدیث اس قول تک ہے ان کی مدد کی جائے گی، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علماء کو مرحبا۔ فرماتے ہیں: یہ طویل حدیث ہے، میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

۳۳۸۱ سلمہ بن سلام اسرائیلی

کلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ، فرماتے ہیں، یہ آیت: ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔“ حضرت عبد اللہ بن سلام، اسد، اسید، کعب کے بیٹے ہیں اور ثعلبہ بن قیس حضرت عبد اللہ بن سلام کی بہن کے بیٹے سلام، سلمہ ان کے بھتیجے، یاسین بن یامین کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ اہل کتاب میں سے ایمان لانے والے ہیں۔

۳۳۸۲ سلمہ بن سلامہ

بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبداللہ شہل أنصاری اشہلی، ابو عوف، ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا قول ہے کہ بدر اور دوسرے غزوات میں حاضر ہوئے۔ احمد نے محمود بن لبید کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سلامہ بن وقش کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ وہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ فرماتے ہیں: بنو عبداللہ شہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، فرماتے ہیں: وہ ہمارے پاس آیا، پھر آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کا ذکر کیا، یہ طویل حدیث* نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے نبوت کی علامتوں کے بارے میں ہے۔ طبرانی نے زید بن حبیہ کے طریق سے بحوالہ سلمہ بن سلامہ بن وقش روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا اور وضو نہیں کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ کا گورنر بنایا تھا، حضرت عوف بن سلمہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ غزوہ مریسج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب عبد اللہ بن ابی کی بات پہنچی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سلمہ بن سلامہ بن وقش کو بھیجو وہ تمہارے پاس اس کا سر لے آئے۔“ اس وقت عبد اللہ بن ابی نے کہا جو کہا، ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان مولیٰ ابن ابی احمد کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ بنو عبداللہ شہل کی امامت کرتے تھے، وہ مکاتیب تھے، ان لوگوں میں صحابہ میں سے محمد بن سلمہ، سلمہ بن سلامہ تھے۔ ابراہیم بن منذر کا قول ہے ۴۳ھ میں وفات پائی۔ ایک قول ہے: ۴۵ھ تک زندہ رہے۔ بعض نے کہا: انہوں نے چوتھر (۷۴) سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

۳۳۸۳ سلمه بن سلام الثعلبي

اہل کوفہ میں سے ہیں۔ بغوی * کا قول ہے: عطا بن سائب کے طریق سے روایت کیا ہے، مجھ سے ہانی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی، فرماتے ہیں: میرے دادا سلمہ بن سلامہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، پھر قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں ان سے جزیہ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! جزیہ یہود و نصاریٰ پر ہے، ان سے زکوٰۃ لو۔“ اسے طبرانی نے دوسرے طریق سے، انہوں نے ابوامیہ سے جو بنو تغلب کا ایک آدمی ہے سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسے ابن قانع نے دوسرے طریق سے بحوالہ عطا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ حرب بن عبد اللہ، انہوں نے اپنے دادا ابوامیہ سے نقل کیا ہے، اور صحابی سلامہ بن سالم ثعلبی کا عنوان قائم کیا ہے، مسند میں ان کے نام کا ذکر کیا، لہذا بغوی کے قول پر اعتماد کیا جائے گا۔

۳۳۸۴ سلمه بن ابوسلمه * بن عبدالأسد

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ جن کا نام عبد اللہ بن عبدالاسد تھا۔ سلمہ نبی ﷺ کے پروردہ تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق کی حدیث ام سلمہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ نے ہجرت کا عزم کیا تو میرا اونٹ تیار کر کے اس پر مجھے سوار کیا، میرے بیٹے سلمہ کو میری گود میں رکھا، پھر میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے۔ ابن اسحاق * کی روایت ہے مجھے اس شخص نے بتایا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ عبد اللہ بن شداد کا قول ہے کہ نبی ﷺ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جس نے شادی کی وہ انہی کا بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ تھا (جس کے صلہ میں) آپ ﷺ نے امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ اس وقت وہ دونوں کم سن تھے۔ پھر فوت ہونے تک انہیں اکٹھے ہونے کا موقع نہ ملا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں نے سلمہ کو بدلہ دے دیا؟“ بلاذری کا قول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عمر نے یہ نکاح کیا تھا۔ بہر کیف پہلا قول زیادہ مضبوط ہے۔ ادھر واقدی اور ان کے اتباع میں ابو حاتم * وغیرہ کا گمان ہے کہ سلمہ خلافت عبد الملک بن مروان تک زندہ رہے۔ اور دونوں اکٹھے ہونے سے پہلے فوت ہو گئے سے مراد یہ ہے کہ ان کی اہلیہ رخصتی سے پہلے اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد یہ بھی فوت ہو گئے تھے۔ لیکن ابن کلبی کا قول ہے: بقول بعض: سلمہ، امامہ کی رخصتی سے پہلے فوت ہوئے ہیں۔

۳۳۸۵ سلمه بن ابی سلمه *

الجرمی۔ وہی ابن نفع ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۳۸۶ سلمه بن ابی سلمه الهذلي

بقول بعض: الکندی۔ ابو یعلیٰ * کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیس بن مالک کی طرف لکھا: اما بعد!

* اسد الغالہ (۲۱۷۳) * استیعاب (۱۰۲۷) * المغازی (۲۶۱)

* الجرح والتعديل (۱۶۳/۴) * اسد الغابہ (۲۱۷۳) * مسند ابی یعلیٰ (۹۱۲/۲)

۳۳۸۷ سلمہ بن صخر

بن سلمان بن الصمرہ بن حارث بن زید مناة بن حبیب بن عبد حارث بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج خزرجی۔ انہیں ریاضی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے حلیف تھے۔ بقول بعض: ان کا نام سلمان ہے، جبکہ سلمہ زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے ہی اپنی بوی سے ظہار کیا تھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی مستند حدیث سوائے حدیث ظہار کے نہیں ملی۔ جسے ان سے سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ، سماک بن عبد الرحمن اور محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نقل کرتے ہیں۔

۳۳۸۸ سلمہ بن صخر

بقول بعض: الحقیق کا نام صخر ہے، تذکرہ ہوگا۔

۳۳۸۹ سلمہ بن عرادہ

بن مالک الضمی، صفوان کے والد۔ دارقطنی کتاب النسب العتیق سے اخبار بنی ضبہ کے متعلق لکھا ہے کہ سلمہ بن عرادہ کا عیینہ بن حصن سے نبی ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کو وضو کرنے دو“۔ چنانچہ انہوں نے وضو کیا اور بقیہ پانی پی لیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سر اور چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔

۳۳۹۰ سلمہ بن عمرو

بن الاکوع۔ اکوع کا نام سنان بن عبد اللہ تھا۔ ان کا بقیہ نسب عامر بن اکوع میں بیان ہوگا۔ ان کے والد کا نام وہیب بھی بتایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے حدیبیہ کے معرکہ میں شریک ہوئے۔ بہادروں میں شمار ہوتا تھا۔ دوڑ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر درخت کے پاس موت کی بیعت کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے بھی روایت لی ہے۔ جبکہ ان سے ان کا بیٹا الیاس، حسن بن محمد بن الحنفیہ، زید بن اسلم اور ان کے مولا یزید بن ابی عبید روایت کرتے ہیں۔ مدینہ فرود کوش ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہاں سے تین میل دور بمقام ربدہ منتقل ہو گئے۔ وہیں شادی کی اور اولاد ہوئی۔ وفات سے کچھ روز پہلے مدینہ آئے اور بقول امام بخاری رحمہ اللہ وہیں چوتھوں (۷۷ھ) میں جو صحیح قول ہے فوت ہوئے، ایک قول ہے: چونسٹھ (۶۳ھ) میں وفات پائی۔ واقدی اور ان کے تابعین کا گمان ہے کہ وہ اسی (۸۰) سال زندہ رہے۔ جو پہلے قول کی بنا پر غلط ہے۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ حدیبیہ میں وہ دس برس کے تھے اور جو اس عمر میں ہوگا وہ موت کی بیعت کیسے کر سکتا ہے۔ پھر مجھے ابن سعد رحمہ اللہ کی کتاب میں یہ روایت ملی کہ وہ امیر معاویہ کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی بلا ذری نے ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۲۱۷۵) استیعاب (۱۰۲۸) تجرید (۲۳۲/۱) ترمذی کتاب الطلاق (۱۱۹۸)

اسد الغابہ (۲۱۷۷) جامع المسانید (۴۷۷/۵) اسد الغابہ (۲۱۷۸) جگہ کا نام ہے۔

الطبقات (۳۰۵/۴)

۳۳۹۱ (ن) سلمه بن عیاد

عائذ بن سلمہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۹۲ سلمه بن عیاض الاسدی

رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور جارود عبدی نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے ان دونوں کو ان کی بات پوچھنے سے پہلے بتا دیا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں جس کا لمبا قصہ ہے۔ تو سلمہ نے بے ساختہ کہا: ”اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کتاب کو جو حق سے پر ہے پھیلا دی ہے جبکہ ہم لوگ حق سے برگشتہ ہو چکے اور دین (ابراہیمی) گمراہیوں کی تاریکیوں میں چھپ گیا تھا، آپ نے ہمارے لیے راہ ہدایت کی بنیاد رکھی۔“

۳۳۹۳ سلمه بن قیس الاشجعی الغطفانی

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بقول بعض: کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ سے ان کی روایت بھی ہے۔ ان سے ہلال بن سیاف روایت کرتے ہیں۔ ایک قول ہے یہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اسی پر ابو الفتوح ازدی اور ان کے تابعین نے اعتماد کیا ہے۔ ان کی ایک روایت بطریق ابواسحاق سبعمی مروی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: انہوں نے تین احادیث نقل کی ہیں۔ سعید بن منصور نے صحیح سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کی کسی جنگ کا انہیں امیر بنایا تھا۔

۳۳۹۴ سلمه بن قیصر

سلامہ میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۳۹۵ سلمه بن مالك سلمی

باوردی کی روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے سلمہ بن مالک سلمی کو ایک رقبہ زمین عطا کیا اور ان کے لیے یہ تحریر لکھوائی: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ اس زمین کی سند ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن مالک کو دی ہے۔“ پھر اسے ذکر کیا۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہ روایت غریب ہے، جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔

۳۳۹۶ سلمه بن المحبب الهذلی

محبب کا نام صحیح بھی بتایا جاتا ہے۔ بعض نے ربیعہ اور عبید بھی لکھا ہے۔ ایک قول ہے: محبب ان کے دادا ہیں۔ مشہور اس نام میں باء کا زبیر ہے عمر بن شہب نے باء کے زیر کی وجہ سے اس کا انکار کیا ہے۔ عسکری لکھتے ہیں: میں نے ان کے شاگرد احمد بن عبد العزیز

اسد الغابہ (۲۱۷۹) استیعاب (۱۰۲۹) مسند احمد (۳۱۳/۴) اسد الغابہ (۲۱۸۱)

اسد الغابہ (۲۹۹/۲) استیعاب (۱۰۳۱) تجرید (۳۲/۱)

جوہری سے کہا: تمام محدثین اسے زبر کے ساتھ محقق پڑھتے ہیں، تو وہ کہنے لگے: بھلا لفظ محقق کا لغت میں کیا معنی ہے۔ میں نے کہا: گوزمروانے والا۔ کہنے لگے: انہیں مضطر ط اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو گوز مارنے پر مجبور کر دیتے تو تقاؤلاً انہیں ایسا کہا جاتا ہے جیسا کہ لوگ عمرو بن ہند کو مضطر ط الحجارہ کہتے ہیں۔ کنیت ابوسنان تھی۔ ان کی ایک روایت بھی ہے، بصرہ کے رہائشی تھے۔ ان سے ان کا بیٹا سان، جون بن قنَادہ قبیصہ بن حریث اور حسن بصری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوسلیمان بن زبر نے الصحابہ میں لکھا ہے۔ سلمہ کو جب ان کے بیٹے سان کی خوشخبری ملی تو اس وقت وہ حنین میں تھے۔ تو فرمانے لگے: ”وہ تیر جو میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں چلا رہا ہوں اس سے کئی گنا زیادہ عزیز ہے جس کی تم نے مجھے خوشخبری دی ہے۔“

۳۳۹۷ سلمہ بن مسعود

بن سان انصاری از بنی غنم بن کعب۔ بقول ابو عمر: یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۳۹۸ سلمہ بن معاویہ

بن وہب بن قیس بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ۔ ابو قرہ کنڈی۔ بقول ابن سعد اور طبری: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۳۳۹۹ سلمہ بن میلاء الجہنی

بقول بعض: لمیاء۔ ابن شاپین کا قول ہے۔ فتح مکہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ میں شہید ہوئے۔ کیونکہ وہ راستہ بھول گئے۔ اس لیے قتل ہو گئے تھے۔

۳۴۰۰ سلمہ بن نعیم

بن مسعود اشجعی۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابو حاتم کا قول ہے: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ امام احمد کی روایت ہے صحابی رسول ﷺ تھے۔ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو جنت میں جائے گا خواہ اس سے زنا ہو گیا یا چوری ہو گئی۔“ ابوداؤد نے ان کی روایت سے ان کے والد کے حوالہ سے ایک حدیث مسیلہ کذاب کے قاصد کے بارے میں نقل کی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

۳۴۰۱ (ز) سلمہ بن نصر

بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، زبیر کا قول ہے: غانم بن عامر کے گھر نصر بن غانم اور نصر بن غانم کے ہاں سلمہ کی ولادت ہوئی۔ ان کی والدہ بنی فراس سے تھیں، نصر اور ان کا بیٹا طاعون میں فوت ہوئے۔ اس کا تقاضا ہے کہ سلمہ اور ان کے بیٹے صحابی ہوں۔ کیونکہ مکہ میں فتح کے بعد جو قریشی بھی زندہ رہا وہ اسلام لا کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا،

مسند احمد (۲۶۶/۷) اسد الغابہ (۲۱۸۳) استیعاب (۱۰۳۲) استیعاب (۲۰۲/۲) اسد الغابہ (۲۱۸۴) استیعاب (۱۰۳۳)

اسد الغابہ (۲۱۸۶) استیعاب (۱۰۳۴) تجرید (۲۳۳/۱) مسند احمد (۳۵۷/۶)

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔

۳۲۰۲ سلمہ بن نضیع الجرمی

طبری نے ان کا ذکر سلمہ سے علیحدہ کیا ہے جو عمر و جرمی کے والد ہیں۔ ایسا ہی ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ جابر جرمی ان سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابن مندہ کا خیال ہے یہی عمرو کے والد ہیں۔ حالانکہ درست اس کے برعکس ہے۔ اس واسطے کہ عمرو بن سلمہ کے والد کا نام لام کے زیر سے ہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ان کے والد کا نام قیس ہے نہ کہ نضیع۔

۳۲۰۳ سلمہ بن نضیل السکونی

ثم الترامی۔ بقول ابو حاتم اور امام بخاری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے ضمیرہ بن حبیب اور جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں۔ حمص فروکش ہوئے نسائی میں ان کی ایک حدیث ہے۔ بقول بعض: اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ وہ بھی ضمیرہ بن حبیب کی روایت سے ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے سلمہ بن نضیل سکونی کو فرماتے سنا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ کے پاس جنت کا کھانا آیا ہے... (حدیث) اسی میں ہے: ”میں نے تم لوگوں میں تھوڑا عرصہ ہی رہنا ہے۔“ اسی میں ہے: ”قیامت سے پہلے سخت قحط سالی ہوگی، اس کے بعد زلزلوں کے سال ہوں گے۔“ یہی روایت بحوالہ ابن کثیر نے ابن حبان نے انہترویں (۶۹ ویں) نوع کے تیسرے حصہ میں نقل کی ہے کہ ”میں تم لوگوں میں تھوڑا ہی عرصہ رہوں گا۔“ اس کا پہلا حصہ نہیں ذکر کیا۔ اسی کو طحاوی نے نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ابو عوانہ کی زیادات میں ہے۔

۳۲۰۴ سلمہ بن ہشام

بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم الحزومی۔ ابو جہل اور حارث کے بھائی۔ کنیت ابو ہاشم تھی۔ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ صحیح میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کا ذکر ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے جب رکوع سے سراٹھایا تو کفار سے ان کی نجات کے لیے دعا کی۔ کفار نے انہیں ہجرت سے باز رکھا اور انہیں اذیت پہنچائی۔ چنانچہ عبدالرزاق کی روایت ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید مشرکین سے جان بچا کر بھاگ نکلے۔ نبی ﷺ کو ان کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے رکوع سے سراٹھاتے ہوئے ان کے حق میں دعا کی۔ ابن اسحاق کی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سلمہ بن ہشام کی بیوی سے کہا: کیا بات ہے؟ مجھے سلمہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے نظر نہیں آتے؟ وہ کہنے لگیں: وہ جب بھی باہر نکلتے، لوگ کہتے: اے بھگورے! یہ غزوہ موتہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہی روایت واقدی نے دوسری سند سے نقل کی ہے جس میں یہ اضافہ ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ لوٹنے والے ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ جب سلمہ قریش سے بھاگ نکلے تو ان کی والدہ ضباعہ نے کہا:

اسد الغابہ (۲۱۸۷) استیعاب (۱۰۳۵) * استیعاب (۲۰۲/۲)

اسد الغابہ (۲۱۸۸) استیعاب (۱۰۳۶) تجرید (۲۳۳/۱) * الجرح والتعديل (۱۷۳/۴)

التاریخ الكبير (۷۰/۲) * مسند احمد (۱۰۶/۶) المستدرک (۹۴۷/۴) * اسد الغابہ (۲۱۸۹) استیعاب (۱۰۳۷)

بخاری کتاب الاذان (۸۰۶) مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جميع الصلاة (۲۹۵) * الطبقات (۹۶/۴)

لاهم رب الكعبة المحرمة اظهر على كل عدو سلمة
 "اے اللہ! کعبہ معظمہ کے رب! سلمہ کو ہر کافر پر غلبہ عطا فرما۔"

فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو یہ شام چلے گئے اور مرج صفر میں محرم چودہ (۱۲ھ) میں شہید ہوئے۔ عروہ
 ورموسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے: اجنادین میں شہید ہوئے۔ اسی پر ابو زرعدہ دمشقی نے اعتماد کیا ہے اور امام احمد نے اسے درست کہا ہے۔

۳۳۰۵ (ز) سلمہ بن وہب بن الاکوع

اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ سلمہ بن عمرو ہیں، جیسے پہلے گزر گیا اور "جعلیات" میں ہے: سلمہ بن وہب۔

۳۳۰۶ سلمہ بن یزید

بن مشجعہ بن الجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی، الجعفی کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں
 حاضر ہوئے اور آپ سے حدیث کی روایت بھی کی ہے ان سے ایک حدیث مروی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہماری
 والدہ ملیکہ صلہ رحمی (رشتہ داروں کا پاس لحاظ) کیا کرتی تھیں... (حدیث) صحیح مسلم میں حدیث وائل بن حجر سے مروی ہے کہ سلمہ
 بن یزید جعفی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بقول ابن کلبی ان کا بیٹا کریب بن سلمہ انتہائی صاحب شرافت
 انسان تھے اور انہیں یزید بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: یہ اور ان کے ماں شریک بھائی قیس بن سلمہ بن شراحیل بارگاہ
 نبوت میں آ کر اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے قیس کو بنی مروان کا نگران مقرر کیا اور انہیں تحریر لکھ کر دی۔ یہی سلمہ بن یزید ہی اپنے سگے
 بھائی قیس بن یزید کا مرثیہ کہتے ہیں: ع

"تو نہیں جانتی کہ جب تک میں زندہ ہوں اپنے بھائی سے نہیں مل سکتا میری اور اس کی ملاقات میں قبر حائل
 ہے۔ اور اس بات سے میرا غم ہلکا ہو گیا کہ ایک دن میں نے بھی اسی کے نقش قدم پر چلنا ہے، اگرچہ عمر لمبی ہو
 جائے۔ وہ ایسا نوجوان تھا کہ مالدار کی اسے اس کے دوست کے قریب کرتی تھی جب وہ مستغنی ہوتا اور محتاجی
 اسے دور کرتی تھی۔"

۳۳۰۷ (ز) سلمہ بن یزید الاشجعی

ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بروح بنت واشق کا واقعہ سنایا تھا۔ ابن عساکر سے بھول ہوئی اور
 انہوں نے "اطراف" میں انہیں جعفی لکھ دیا ہے۔ مجھے انتہائی عالی سند سے ان کی حدیث پہنچی ہے جو ابن صاعد کی دوسری جلد میں
 حدیث ابن مسعود سے بروایت زائدہ بحوالہ منصور مروی ہے۔ اس میں ہے: پھر اشجع کا ایک شخص اٹھا، منصور نے کہا: جہاں تک میرا
 خیال ہے یہ سلمہ بن یزید اشجعی ہیں۔ فرمایا: اسی طرح کا فیصلہ نبی کریم ﷺ نے ہماری قوم کی ایک عورت کے بارے میں کیا تھا۔ ایسی
 ہی روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زائدہ نقل کی ہے۔ اسی طرح نسائی نے ابن صاعد کے شیخ سے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے اور

اسد الغابہ (۲۱۹۰) استیعاب (۱۰۳۸) تجرید (۲۳۴/۱) مسند احمد (۴۷۸/۳)

مسند احمد (۴۸۷/۳) مند احمد (الحدیث: ۴۸۷/۳)

ان کا نام نہیں لیا۔ اور بطریق داؤد بواسطہ شععی بحوالہ علقمہ روایت کی ہے۔ اس میں ہے پھر اشجع کے کچھ لوگ اٹھے، جراح اشجعی کے حالات میں اس حدیث کا دوسرا طریق پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۳۲۰۸) (ن) سلمہ (اصیل بن سلمہ کے والد)

ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۳۲۰۹) سلمہ الخراعی

ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور جگہ خالی چھوڑی ہے۔ شاید ان کی مراد ابن بدیل سے ہو جن کا پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ سلمہ بن قرط بن عبید ہیں۔

(۳۲۱۰) (ن) سلمہ ابوسنان

بغوی کی روایت ہے کہ سلمہ ابوسنان صحابی رسول ﷺ ہیں۔ فرماتے ہیں: ”نبی ﷺ نے ایک شخص کے ساتھ دو اونٹ رواں کیے اور فرمایا: اگر انہیں کوئی مسئلہ ہو جائے تو انہیں نحر (ذبح) کر لینا۔“ (حدیث) * بغوی فرماتے ہیں: یہی روایت ابویعلیٰ نے بواسطہ عبدالکریم نقل کی ہے اور اس میں ”بحوالہ ان کے والد“ نہیں کہا۔

(۳۲۱۱) سلمہ ابویزید

عبدالحمید انصاری کے دادا۔ بعض نے ان کے والد کا نام یزید بتایا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث * نسائی نے نقل کی ہے جس میں بچے کو والدین میں سے ایک کے انتخاب کرنے کا حکم ہے (جب دونوں کا دین جدا جدا ہو جائے)۔ دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے: سلمہ عبدالحمید کے دادا ہیں، انہی کی نسبت سے یہ لکھے جاتے ہیں۔ جبکہ ان کا نسب یوں ہے: عبدالحمید بن یزید بن سلمہ۔ مذکورہ انتخاب والی حدیث ابو داؤد نے بروایت عبدالحمید بن جعفر بحوالہ اپنے دادا نقل کی ہے جس سے کسی کو دھوکا ہو گیا کہ ”ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، یوں انہوں نے رافع بن سنان کے حالات میں ان کا ذکر کر دیا، جو عبدالحمید بن جعفر کے دادا ہیں“ جس کی کچھ حیثیت نہیں، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کئی واقعات پیش آئے ہوں۔

بغوی ظاہری سند کے مطابق چلتے ہوئے کئیوں میں ان کا عنوان ”ابوسلمہ“ قائم کر گئے ہیں۔ اور مذکورہ حدیث بطریق عبدالحمید بن سلمہ بواسطہ ان کے والد بحوالہ ان کے دادا نقل کی ہے۔ دارقطنی نے ان کا جو ذکر کیا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔

(۳۲۱۲) سلمہ

وہی ابن قیس بن نفع ہیں۔ بقول بعض: ابن لائم یا لائی بن قدامہ البحرمی بقول بعض یہ نام لام کے زبر سے ہے۔ عمرو بن سلمہ

* تجرید (۲۳۲/۱) مسند احمد (۶/۵) کنز العمال (۱۲۲۷۵) مجمع الزوائد (۲۲۸/۳)

* اسد الغابہ (۲۱۹۱) نسائی کتاب الطلاق باب اسلام احد الزوجین (۳۲۹۵)

* اسد الغابہ (۲۱۹۲) استیعاب (۱۰۳۰) تجرید (۲۳۳/۱)

کے والد ہیں۔ ان کی حدیث * بخاری کی تخریج کی نسبت سے بیان ہوگی۔ اس میں سلمہ کی آمد کا ذکر ہے جو ان کے بیٹے عمرو کے حالات میں ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کسی نے انہیں اور سلمہ بن نفع کو ایک لکھا ہے، جو وہم ہے۔

۳۳۱۳ سلمیٰ بن حنظلہ السُحَیْمِی

سالم کے والد۔ بقول ابو عمر: ان کی ایک حدیث ہے۔ بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سلمیٰ بن حنظلہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ نے بنی امیہ کے بارے میں فرمایا: ”فلاں شخص کی وجہ سے ان کے لیے خرابی ہے“ * مدائنی وغیرہ کا بیان ہے کہ انہی مذکورہ سلمیٰ نے یمامہ میں ان کی عبادت گاہ ویران کر کے اس کی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی وہ بنی حنیفہ کے پہلے وفد میں تھے۔

۳۳۱۴ سلمیٰ بن القین

بن عمرو بن بکر بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة تمیمی حنظلی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں۔ حرمہ بن مریطہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۳۱۵ سلمیٰ بن نوفل

بن معاویہ الدُّبَیْی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد نوفل کا تذکرہ ہوگا۔ سلمیٰ نبی ﷺ کے آخری دور میں نوسال کے لگ بھگ تھے۔ سلمیٰ کے متعلق ہی ایک شاعر کہتا ہے: ص
”لوگ سردار نہ ہونے کے باوجود سردار بن بیٹھے، جبکہ قابل تعریف سردار تو سلمیٰ بن نوفل ہے۔“
مدائنی نے یہ اشعار سنائے ہیں، لکھتے ہیں: سلمیٰ بڑے سخی تھے۔ ”الاعانی“ میں ابوالفرج نے لکھا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خلافت سے پہلے ابو قزعمہ سلمیٰ بن نوفل کے ساتھ چپقلش و معارضہ تھا، جب ابن زبیر خلیفہ بنے، لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، سلمیٰ مسجد میں داخل ہوئے، جب واپس ہوئے تو محافظ سے کہا اٹھو مسجد کی فلاں جگہ جاؤ اور سلمیٰ بن نوفل کو میرے پاس لے آؤ، چنانچہ وہ انہیں لے آیا۔ ابن زبیر نے فرمایا: ارے ذبح (بھیڑیے!) تو سلمیٰ نے جواب دیا: جو شخص میری اور تمہاری عمر کا ہو جائے وہ ذبح ہی کہلائے گا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوا ان کی عمر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قریب تھی۔

۳۳۱۶ سلیط بن ثابت

بن قش انصاری۔ طبرانی وغیرہ کا بیان ہے، ابوالاسود بحوالہ عروہ فرماتے ہیں: یہ اُحد میں شریک ہوئے اور اسی میں شہید ہوئے۔

* التاريخ الكبير (۶۹/۴) * اسد الغابہ (۲۱۹۳) استيعاب (۱۰۴۱) * استيعاب (۶۴۲/۲)

* كنز العمال (۳۱۰۵۹) (۳۱۷۵۰) * اسد الغابہ (۲۱۹۵) استيعاب (۱۰۴۲) تجريد (۲۳۴/۱)

* اسد الغابہ (۲۱۹۷)

۳۳۱۷ سلیط بن حارث الہلالی *

اہلیہ نبی ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ابوالسلیح ایک جنازہ میں نکلے پھر کچھ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: مجھے سلیط نے بتایا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز جنازہ لوگوں کی ایک جماعت نے پڑھی ہو تو ان کی سفارش میت کے حق میں قبول ہوتی ہے۔“ *

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: سلیط بحوالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک قول ہے، عبداللہ بن سلیط بحوالہ میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں، جو نسائی میں ہے۔

۳۳۱۸ (ن) سلیط بن حرملة

سُوَيْطٌ فِي تَذَكُّرِهِ هُوَ كَرِهَ.

۳۳۱۹ (ن) سلیط بن سفیان *

بن خالد بن عوف السلمي۔ بقول ابو عمر: * ان تین میں سے ایک ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز مشرکین کی نقل حرکت کے بارے معلومات کے لیے بھیجا تھا۔ مالک بن عوف خزاعی کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۳۳۲۰ سَلِيطُ بْنُ سَلِيطٍ *

بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وڈ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر قرشی عامری، سہیل بن عمرو کے بھتیجے، ان کے والد کا تذکرہ ہونا ہے۔ ابواسحاق * نے انہیں مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے کہ سلیط بن عمرو اور ان کی اہلیہ ام یتنہ بنت علقمہ نے ہجرت کی جہاں سلیط بن سلیط کی ولادت ہوئی۔ سلیط اپنے والد کے ہمراہ یمامہ میں شریک ہوئے اور وہیں شہادت پائی۔

ابومعشر کا قول ہے: نہیں بلکہ اس کے بعد بھی زندہ رہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: یہی زیادہ درست ہے۔ کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جوڑے لائے گئے تو آپ نے فرمایا: مجھے کوئی ایسا نوجوان بتاؤ جو خود اور اس کے والد نے ہجرت کی ہو تو لوگوں نے ان کا پتہ بتایا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب رسول ﷺ میں جوڑے تقسیم کرنے کے بعد ایک جوڑا بیچ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے ایسا شخص بتاؤ جس نے اور اس کے والد نے ہجرت کی ہو۔ لوگوں نے کہا: ابن عمر۔ جس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: مجھے تو ہجرت کرائی گئی ہے، ایسا نوجوان سلیط بن سلیط ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ جوڑا انہیں دے دیا۔

میں کہتا ہوں: اسی واقعہ کو عمر بن خطاب وغیرہ نے بطریق ابن سیرین بواسطہ کثیر بن اسلم نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوڑے تقسیم کر رہے تھے، ایک عمدہ جوڑا سامنے آیا، کسی نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں یہ جوڑا ہجرت کرنے

* اسد الغابہ (۲۱۹۸) تجرید (۲۳۵/۱) * کنز العمال (۴۲۳۰۶) * اسد الغابہ (۲۱۹۹) استیعاب (۱۰۴۳)

* استیعاب (۲۰۵/۲) * اسد الغابہ (۲۲۰۰) استیعاب (۱۰۴۴) تجرید (۲۳۵/۱) * السیرة النبویة (۸/۴)

* استیعاب (۲۰۵/۲)

والے، ہجرت کرنے والے کے بیٹے کو دوں گا۔ جو سلیط بن سلیط یا سعید بن عماب ہے۔
میں کہتا ہوں: اکثریت کا اس سے اتفاق ہے کہ ان کے والد یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے ابن اسحاق کی یہی مراد ہو۔ اور اگر ابن اسحاق کا یہ قول صحیح ثابت ہو جائے کہ ”وہ حبشہ میں پیدا ہوئے“ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر منطبق نہیں ہوگا کہ وہ مہاجر بن مہاجر ہے۔ اس واسطے کہ ایسے افراد کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ جیسے محمد بن حاطب، عبداللہ بن جعفر، اسی بنا پر ابن مندہ نے صاحب سوانح اور اس شخص میں فرق کیا ہے جس کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔

۳۳۲۱ (ز) سلیط بن سلیط

سابقہ عنوان میں انہی کا ذکر ہوا ہے۔

۳۳۲۲ (ز) سلیط بن سلیط

خواتین کے حصہ میں کئیوں میں ام سلیط کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۳۲۳ سلیط بن عمرو*

بن عبد شمس عامری۔ ان کا نسب سابقہ شخصیت کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ اور قریب ہی ان کے بھائی سکران بن عمرو کا ذکر ہوا ہے۔ سلیط بہت پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے اسلام لائے۔ ابن اسحاق نے مہاجر بن حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ واقدی اور ابو معشر نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بادشاہوں کی طرف بھیجے جانے والے سفیروں میں ان کا نام لیا ہے کہ سلیط بن عمرو کو یمامہ کے بادشاہ حوزہ بن علی کی جانب بھیجا۔ اس روایت کو اسمعیل بن عیاش نے ابن اسحاق، زہری، عمرو بن محالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ طبرانی نے اسے روایت کیا ہے۔ پہلے بیان ہوا ہے کہ ابن اسحاق نے انہیں شہداء یمامہ میں اسی طرح ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

۳۳۲۴ (ز) سلیط بن عمرو بن زید

ابن عائذ نے شہداء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۲۵ (ز) سلیط بن عمرو انصاری

ابن سعد نے بیعت النساء کے باب میں طبقات النساء کے حصہ میں بحوالہ واقدی ان کی سند سے بحوالہ ام عمارہ ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتی ہیں: بیعت عقبہ کے بعد ہم اپنے سامان کے پاس واپس آئے۔ تو ہماری قوم کے دو آدمی ہمیں ملے جن میں سے ایک سلیط بن عمرو اور دوسرا ابوداؤد المازنی تھا، وہ بھی بیعت میں شریک ہونا چاہتے تھے، لوگ بیعت کر چکے تھے۔ انہوں نے بعد میں اسعد بن زرارہ سے بیعت کی وہ عقبہ کی رات ستر نقباء کے سردار تھے۔

۳۳۲۶ سلیط بن قیس

بن عمرو بن عبد اللہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار انصاری نجاری بدری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ کا قول ہے: ان کی کوئی زینہ اولاد نہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے: تمام معرکوں میں شریک ہوئے اور جسر ابی عبید میں شہید ہوئے۔ یہی ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے: ایک انصاری شخص کے باغ میں دوسرے شخص کھجور کا درخت تھا۔ جہاں وہ صبح و شام آتا تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ باغ کے قریب والی کھجور کا درخت اسے دے دے۔ اسمعیلی نے مسد زید بن ابی انیسہ میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ ابن الاثیر نے نسائی کی تخریج سے ان کا نسب بیان کیا ہے لیکن مجھے سنن میں نہیں ملا۔ ابن مندہ نے صرف اپنے طریق سے اس کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے موسیٰ بن عقبہ کے قول کی تردید ہوتی ہے کہ ان کی زینہ اولاد نہ تھی۔ اگر موسیٰ کی بات صحیح ثابت جائے تو احتمال ہے حدیث والے صحابی صاحب سوانح کے علاوہ کوئی شخص ہوں۔ واللہ اعلم

۳۳۲۷ سلیط التیمی

بقول ابو عمر: صحابی ہیں اور اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ابن سیرین اور حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ ابن سیرین کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے وقت ان لوگوں کو گشت و خون سے منع فرمایا تھا۔ میں کہتا ہوں: حسن کی روایت سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا، آپ نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے“۔ (حدیث)

۳۳۲۸ سلیط انصاری

دلائل میں ابونعیم نے لکھا ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عامر بن فہیرہ اور ابن اریقہ تھے۔ یہ حضرات ام معبد خزاعیہ کے پاس سے گزرے، وہ انہیں پہچانتی نہ تھیں۔۔۔۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی روایت کو طبرانی۔ سلیط بن قیس کے حالات میں درج کیا ہے۔ سلیط بن قیس کے سوانح میں اس کے تعدد (کئی بار پیش آنے) کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ ابن مندہ کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے جسے میں نے علاقہ کے حالات میں بیان کیا ہے۔

۳۳۲۹ (ن) سلیط الجنی

ارقم الجنی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۳۳۰ سلیط

تغیر ہے۔ ابن الاغر ابوسلیط۔ کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

اسد الغابہ (۲۲۰۴) استیعاب (۱۰۴۶) تجرید (۲۳۵/۱) الطبقات (۶۹/۳) جامع المسانید (۵۰۴/۵)

اسد الغابہ (۲۱۹۶) استیعاب (۱۰۴۷) استیعاب (۲۰۶/۲)

المعجم الكبير (۷۴/۲۲) مجمع الزوائد (۳۳۸/۱۸) الدر المنثور (۲۲۱/۱)

بن عمرو

عطفانی۔ حدیث جابر سے صحیح میں ان کا ذکر ملتا ہے کہ وہ جمعہ کے دن مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ یہ بخاری میں مبہم روایت ہے۔ امام احمد اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ سلیم نے فرمایا، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے ہے کہ عطفان کا سلیم نامی شخص آیا۔ ابن ماجہ، ابویعلیٰ بحوالہ ابوسفیان اور جابر روایت کرتے ہیں کہ سلیم ابوداؤد اور صحیح ابن خزیمہ میں صرف بطریق جابر مروی ہے۔

(دوسرے) بے نسبت

ان میں اور عطفانی میں فرق کیا ہے۔ جبکہ ابو نعیم نے دونوں کو ایک لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ ان کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

اشجعی

یہ نے "المشتبه" میں اور ابو عمر نے لکھا ہے: یہ صحابی ہیں۔ ان سے ابواللیح بن اسامہ روایت کرتے ہیں۔ ابن شاہین اور حسن بن سفیان نے بطریق خالد بن عبداللہ طحان بحوالہ سلیم اشجعی روایت کی ہے کہ "ایک رات کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ ﷺ وہاں سے علیحدہ ہوئے تو ہمیں چکی کے گھومنے کے جیسی آواز سنائی دے گی میں شفاعت کا ذکر ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: سلیم کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: علیہ کی بواسطہ جریری، ابوسلیم سے، ابواللیح سے بحوالہ اشجعی جو عوف بن مالک ہیں روایت ہے۔ اسی طرح ابن اور ابن ماکولانے "الاکمال" میں اعتماد ظاہر کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ کو اس میں وہم ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے: جریری کی ابواللیح سے ملاقات نہیں ہوئی۔ انہوں نے یہ روایت ان کے حوالہ سے ہے۔ پھر خالد کو اس میں خبط ہو گیا۔

اس کا قنادہ سے بواسطہ ابواللیح بحوالہ عوف بن مالک ایک طریق ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا معاملہ اس کا احتمال

بن احمر

۳۳۳۵ سلیم بن اکیمہ الیثی

طبرانی کی روایت ہے کہ سلیم بن اکیمہ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک (حدیث کا مفہوم بیان کرنے میں) کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام نہ بناؤ بلکہ صحیح مفہوم مطلب بیان کرو تو (روایت بالمعنی کرنے میں) کوئی حرج نہیں“۔ دوسری سند میں سلیم کی جگہ سلیمان ہے۔ یہی روایت ابن الجوزی نے ”الموضوعات“ میں لکھی ہے اور اس کی تہمت ولید بن سلمہ پر دھری ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں جیسا ان کا گمان ہے۔ یہی روایت ابن مندہ نے دوسری سند سے مفہوم نقل کی ہے۔ لیکن عمر (بن ابراہیم) ولید کے دور میں تھے۔ ابن مندہ نے ہی ایک اور سند سے عمر بن ابراہیم سے بواسطہ محمد بن اسحاق بن عبد اللہ ابن سلیم فرمایا اور اس میں یہ اضافہ ”عبد اللہ“ ان کے نسب میں نقل کیا، پھر اسی سند سے یہ حدیث ”عبد اللہ“ کے حالات میں درج کر دی۔ اور ابوالقاسم بن مندہ نے اسے ”کتاب الوصیہ“ میں دو سندوں سے جو ولید بن سلمہ کے حوالہ سے ہیں نقل کیا ہے۔ اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے جو محمد بن عبد اللہ بن سلیم بن اکیمہ کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

۳۳۳۶ سلیم بن ثابت

بن وقش انصاری۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ احد و خندق میں شریک ہوئے اور غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ شاہین نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

۳۳۳۷ سلیم بن جابر

جابر بن سلیم میں تذکرہ ہوا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ”اصطناع المعروف“ میں بحوالہ سلیم بن جابر روایت کی ہے کہ میں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نیکی کو معمولی نہ سمجھنا...“۔ (الحدیث) یہ وہی ابو جری ہیں جن کی حدیث جابر بن سلیم کے حالات میں درج ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۳۳۸ سلیم بن حارث

بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارث بن دینار بن النجار انصاری۔ ابن اسحاق نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۳۹ (ن) سلیم بن خلدہ

ابو عمر الزرقی۔ واقدی کی فتوح میں ان کا ذکر ہے۔ ابن عساکر نے اپنے طریق سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو سعید خدری نے شرحیل ابن حسنہ کو شام بھیجا تو یہ ان کے علمبردار تھے۔

❖ اسد الغابۃ (ت: ۲۲۱۰) تجرید اسماء الصحابة (۳۳۶/۱) ❖ المعجم الكبير (الحدیث: ۱۱۷/۷)

❖ اسد الغابۃ (۲۲۱۲) استیعاب (۱۰۴۸) ❖ اسد الغابۃ (۲۲۱۳) استیعاب (۱۰۴۹) تجرید (۲۳۶/۱)

❖ مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (۱۴۴) مسند احمد (۶۳/۵) المعجم الكبير (۷۴/۷)

❖ اسد الغابۃ (۲۲۱۴) استیعاب (۱۰۵۰) تجرید (۲۸۶/۱)

۳۳۲۰ سلیم بن سعید الجشمی

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے ساتھ بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۳۲۱ سلیم بن عس العذری

ابن السکن اور باوردی کی روایت ہے کہ سلیم بن عس نے فرمایا: نبی ﷺ نے ”صعید الفرع“ میں واقع مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی، ہم نے پتھروں سے آپ ﷺ کے لیے نماز کی جگہ بنائی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں دیہاتی لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: اس کی سند مجہول ہے۔ زبیر بن بکار نے ”اخبار مدینہ“ میں بطریق سلیم بن مطین اسی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۲۲ سلیم بن عبدالعزیز

بن عبید السلمی ابو شجرہ۔ ان کی والدہ خنساء شاعرہ ہیں۔ اپنی والدہ کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ پھر خلافت صدیقی میں مرتد ہو کر مسلمانوں سے جنگ کی۔ مبرد نے ”اکامل“ میں لکھا ہے کہ عرب کے بہادروں میں شمار ہوتے۔ ارتداد کے زمانہ میں ان کے قصیدے کا یہ مصرعہ زبان زد عام تھا: ﴿

”اپنی قوم کی اکثریت کو وسیلہ بنانے والے، ان سے تیرا حصہ یہ ہے کہ تو ذلیل اور مقہور ہو۔ ہر سخت دن میں ہمارے بارے لوگوں سے پوچھ جب ہم دارعین اور حسر میں لڑنے کے لیے ملے تھے۔“

اسی میں وہ کہتے ہیں: ﴿

”میں نے خالد کے لشکر سے اپنے نیزے کو سیراب کیا، اس کے بعد بھی مجھے لمبی عمر جیسے کی امید ہے۔“

پھر مسلمان ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اذکر کہنے لگے۔ میں ابو شجرہ سلمی ہوں، مجھے کچھ عطا کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم وہی نہیں جس نے کہا تھا: ”میں نے اپنے نیزے کو....“۔ پھر کوڑا اٹھایا ہی تھا کہ وہ بھاگ کر اپنی سواری پر چڑھ گئے، یوں نجات ہوئی۔ وہ کہتے ہیں: ﴿

”ابو حفص نے اپنی داد و دہش میں ہم سے بخلی کی اور ہر عاجز کے لیے ایک سکہ چاندی ہوتا ہے۔ وہ برابر مجھ پر

کوڑے برساتے رہے لیکن میں بھاگ نکلا یہاں تک کہ میں اتنی دور نکل گیا کہ بعض لوگوں کے سامنے شام کی

سرخی چھا گئی۔“

۳۳۲۳ سلیم بن عقرب

ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے کہ شرکاء بدر میں سے تھے، ان سے اہل علم کی روایت نہیں۔ ابو عمر نے

اسد الغابہ (۲۲۱۶) * اسد الغابہ (۲۲۲۰) تجرید (۱/۲۳۶)

اسد الغابہ (۲۲۲۰) استیعاب (۱۰۵۲) * الجرح والتعديل (۴/۲۰۹)

ان کا ذکر کیا کہ بعض نے انہیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔

۳۲۲۲ سلیم بن عمرو

یا عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ بقول بعض: ان کا نام سلیمان، اہل بدر عقبہ اور شہداء احد میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۳۲۲۵ سلیم بن قیس

بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار انصاری۔ ابن کلبی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے بتایا ہے کہ فہد کا نام خالد تھا۔ ابن شاہین نے یہ بات نقل کی ہے اور ابو عمر کا قول ہے: خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔

۳۲۲۶ سلیم بن قیس

بن لوذان بن ثعلبہ انصاری۔ ابن جریر نے شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عدوی کا بیان ہے: کوفہ میں ان کی اولاد ہے ابن دباغ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۲۷ (ز) سلیم بن مخنف مخنف بن سلیم میں ذکر ہوگا۔

۳۲۲۸ سلیم بن مالک العذری ان کے بھائی سعید کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۲۲۹ سلیم بن ملحان انصاری

اپنے بھائی حرام کے ساتھ بر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی اور ابن شاہین کا بیان ہے: بدر و احد میں شریک ہوئے۔

۳۲۵۰ (ز) سلیم انصاری

معاذ بن جبل کے خاندان سے ہیں۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام حارث ہے۔ امام احمد، طبرانی، بغوی اور طحاوی کی بطریق عمرو بن یحییٰ مازنی بحوالہ معاذ بن رفاعہ زرقی روایت ہے کہ بنی سلمہ کا سلیم نامی شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کی اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آ کر ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! لوگوں کو ہرگز فتنے میں نہ ڈالنا“۔ پھر فرمایا: ”سلیم! تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟“ (حدیث) اسی میں ہے سلیم احد میں نکلے اور شہید ہوئے۔ اسی روایت کو بغوی، احمد اور ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ نقل کیا ہے کہ معاذ بن رفاعہ بواسطہ سلیم

اسد الغابہ (۲۲۲۲) * اسد الغابہ (۲۲۲۳) استیعاب (۱۰۵۴) تجرید (۲۳۷/۱)

اسد الغابہ (۲۰۸/۲) * اسد الغابہ (۲۲۲۴) استیعاب (۱۰۵۴) تجرید (۲۳۷/۱)

اسد الغابہ (۲۲۲۶) استیعاب (۱۰۵۶) * اسد الغابہ (۲۲۱۱) استیعاب (۱۰۵۷)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی تخفیف الصلاة (۷۹۱) مسند احمد (۷۴/۵) السنن الکبریٰ (۱۱۷/۳)

التاریخ الکبیر (۱۱۰/۳) کنز العمال (۲۰۴۲۷)

روایت کرتے ہیں، یوں انہوں نے اس حدیث کو ان کی سند سے شمار کیا ہے جبکہ یہ منقطع ہے۔ کیونکہ معاذ بن رفاعہ نے ان کا دور نہیں پایا۔ پہلی سند اگرچہ مرسل ہے لیکن صحیح ہے۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ اس واقعہ والے وہی ہیں جن کا تذکرہ سلیمان بن حارث میں ہوا ہے کہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے دونوں میں فرق کیا ہے، بظاہر یہی درست ہے۔ کیونکہ وہ بنی دینار بن نجار سے تعلق رکھتے ہیں اور خزرجی ہیں۔ جبکہ یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اوسی ہیں۔ رہا خطیب کا یہ اعتماد کہ ”معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والے شخص کا نام سلیم بن حارث ہے“۔ اس سے ایک ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ باپ کے نام میں اشتراک ہو جیسے بیٹے کا نام مشترک ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۳۵۱ (ن) سلیم العذری

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ بنی عذرہ کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ یہ بارہ شخص تھے۔ ابن مندہ نے واقدی کی سند سے بواسطہ حریث بن سلیم عذری وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو (ایک گھرانے کے) قیدیوں میں جدائی کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جس نے باپ بیٹے میں جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس میں اور اس کے دوستوں میں جدائی پیدا کر دے گا“۔ سلیم بن مالک اور سلیم بن عیش کا تذکرہ ہو چکا ہے، مجھے معلوم نہیں آیا یہ ان میں سے ایک ہیں یا تیسرے۔

۳۳۵۲ سلیم السلمی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے، ان سے ابو العلاء بن الشیخ روایت کرتے ہیں۔

۳۳۵۳ سلیم (مولانا عمرو بن الجحوح)

ابن المبارک کی کتاب الجہاد میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح بہت بوڑھے اور لنگڑے شخص تھے.... پھر احد میں ان کی شرکت کی حدیث ذکر کی۔ کہ ان کے ساتھ ان کا غلام تھا جس کا نام سلیم تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تم اپنے گھر لوٹ جاؤ تو اس نے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ آج کی بھلائی میں شریک نہ ہوں۔ پھر وہ غلام آگے بڑھا اور لڑ کر شہید ہو گیا۔ اسے ابو موسیٰ نے اور حاکم نے ”الاکلیل“ میں حدیث ابن المبارک سے طویل نقل کیا ہے۔ ظاہری سیاق سے پتہ چلتا ہے یہ مرسل ہے۔

السيرة النبوية (۲/۲۶۳) * اسد الغابہ (۲۲۱۵) استيعاب (۱۰۵۹)

ترمذی کتاب البيوع باب ما جاء في كراهية الفرق بين الاخوين (۱۲۸۳)

المستدرک (۵۵/۲) المعجم الكبير (۴/۲۱۷) جامع المسانيد (۵/۵۲۰)

استيعاب (۱۰۵۸) * اسد الغابہ (۲/۲۱۰) * اسد الغابہ (۲۲۲۱)

۳۳۵۳ سلیم

بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ تہجد کے لئے اٹھے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ایمان تو یمنی ہے جبکہ دلوں کی سختی کسانوں اور خیمہ والوں میں ہے“۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید یہ سلیم بن مالک عذری ہیں، کیونکہ بنی حارث بن سعد کا تعلق بنی عذرہ سے ہے۔

۳۳۵۵ سلیم (بے نسبت) وہی ابوکبشہ ہیں، کنتوں میں تذکرہ ہوگا۔

سلیمان نامی حضرات

۳۳۵۶ سلیمان بن اکیمہ * سلیم میں ذکر ہوا۔

۳۳۵۷ سلیمان بن ابی حثمہ * قسم ثانی میں ذکر ہوگا۔

۳۳۵۸ سلیمان بن صرد *

بن جون بن ابی الجون بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضیس بن حرام بن حیثہ بن سلول بن کعب، ابوالمطرف خزاعی بقول بعض: نام یسار تھا جو نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ * انہوں نے نبی ﷺ حضرت علی ابوالحسین اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے ابواسحاق سبعی، یحییٰ بن یعمر، عبداللہ بن یسار اور ابوالضحیٰ روایت کرتے ہیں۔ وہ صاحب خیر اور فضیلت والے انسان تھے۔ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور حوشب کو مبارزت میں قتل کیا۔ پھر ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی لیکن بعد میں ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس کے بعد وہ اور میتب بن نخبہ دوسرے لوگوں کے ساتھ آنے کے خون کا مطالبہ کرنے نکلے، ان لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ عبید اللہ بن زیاد سے مروان کے لشکر سمیت ”عین الوردہ“ پر ٹڈ بھینٹ ہوئی۔ سلیمان اور ان کے ساتھی قتل ہوئے۔ یہ ربیع الثانی پینٹھ (۶۵ھ) کا واقعہ ہے۔ قتل کے وقت سلیمان کی عمر ترانوے (۹۳) سال تھی۔ سلیمان کو یزید بن الحسین بن نمیر نے ایک تیر مارا تھا، جس سے فوت ہو گئے۔ پھر ان کا اور میتب بن نخبہ کا سر مروان کے پاس بھیج دیا۔

۳۳۵۹ (ن) سلیمان بن عمرو الزرقی

بقول ابن حبان * صحابی ہیں۔ اور باوردی کی بطریق ابن لہیعہ بحوالہ سلیمان بن عمرو زرقی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حضرت موت اور کندہ کی جانب بھیجا تھا۔

۳۳۶۰ سلیمان بن عمرو * بن حدیدہ، سلیم میں ذکر ہوا ہے۔

* المعجم الكبير (۲۱۲/۱۷) * استيعاب (۱۰۵۵) * تجريد (۲۳۷/۱) * اسد الغابہ (۲۲۳۰) استيعاب (۱۰۶۱)

* استيعاب (۱۰۶۰) تجريد (۲۳۷/۱) * جامع المسانيد (۵۱۲/۵) * الثقات (۱۶۲/۳) * استيعاب (۱۰۶۲)

۳۳۶۱ سلیمان بن ابی سلیمان الشامی *

بقول ابو حاتم: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کی روایت ہے کہ سلیمان نے فرمایا: ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب تم لوگ لشکر تیار کرو گے، لوگ تمہارے ذمی اور باج گزار ہوں گے اور اللہ تمہیں ایک زمین عطا کرے گا“۔ (حدیث) * ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: ابو زرعة نے مسند شامیین میں ان کا نام درج کیا ہے۔ جبکہ بغوی کا قول ہے: مجھے اس سند سے صرف اسی حدیث کا پتہ ہے۔ یہی روایت ابو حاتم نے ”الوحدان“ میں لکھی ہے کہ صحابی رسول ﷺ سلیمان سے مروی ہے۔

۳۳۶۲ سلیمان السلمی

ابو الحدید۔ میں نے اپنے شیخ الشیوخ قطب حلبی کے قلب سے تاریخ مصر میں لکھا دیکھا کہ سلیمان سلمی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ علماء مصر میں سے کسی نے کہا کہ جب وہ مصر آئے تو ان سے ملاقات کی۔ میں نے ان کے پاس نبی ﷺ کی نعل (جوتے) کا ایک تسمہ دیکھا جو انہیں اپنے مذکورہ آباء و اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ یہ چھ سو پچیس (۶۲۵ھ) میں بلاورث فوت ہوئے تو اشرف بن عادل نے ان کا سامان جو بہت زیادہ تھا سارا مدرسہ اشرفیہ دمشق کے اوقاف میں جمع کرادیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں مذکور نعل بھی تھا جس کا ذہبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے جسے لوگ ”اثر شریف“ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی اس کی اصل ہے۔ احمد بن عثمان کے جد امجد محمد بن احمد بن عثمان بن ابی الحدید مشہور محدث ہوئے ہیں۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد میم

۳۳۶۳ سماک

بن اوس بن خرشہ ابودجانہ۔ کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔ اکثر اوس کے حذف سے ہی ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۳۳۶۴ سماک بن ثابت *

بن سفیان، ان کے والد ثابت کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۳۶۵ سماک بن حارث *

بن ثابت خزرجی۔ ابن ابی حاتم * نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ مشہور سابقہ ہیں۔ ان کا حارث بن ثابت بن

* اسد الغابہ (۲۲۲۹) استیعاب (۱۰۶۳) تجرید (۲۳۷/۱) الجرح والتعديل (۱۲۲/۴)
 * دلائل النبوة للبيهقي (۳۲۵/۶) كنز العمال (۳۱۸۰۷، ۳۸۱۹۶) التاريخ الكبير (۳۳/۵)
 * استيعاب (۱۰۶۴) اسد الغابہ (۲۲۳۴) استيعاب (۱۰۶۴) الجرح والتعديل (۲۷۸/۴)

سفيان نامی ایک بھائی ہے۔ شاید اس سے آگے اختلاف ہو۔

۳۳۶۶ (ز) سماک بن خَرَشَة انصاری (دوسرے)

ابودجانہ کے علاوہ ہیں۔ ”فتوح“ میں سیف نے لکھا ہے: سماک بن مخرمہ اسدی سماک بن عبدعبسی اور سماک بن خَرَشَة انصاری۔ جو ابودجانہ نہیں۔ یہ تینوں سب سے پہلے ہمدان کے علاقہ دستبا (جو دہلیم کا ایک شہر ہے اس) کی اسلحہ فیکٹری کے ذمہ دار بنے۔ اور یہی تینوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے وفد میں نمس لے کر آئے۔ اپنا نسب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ! انہیں برکت دے اور ان کے ذریعہ اسلام کو سر بلندی عطا فرما۔ سیف ہی نے ذکر کیا ہے کہ سماک بن خَرَشَة جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون کا قول ہے کہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ابودجانہ صفین میں شریک ہوئے، جبکہ ابودجانہ صفین میں نہیں شریک ہوئے۔ شاید اس سے انہیں شبہ ہو گیا ہے۔ ان حضرات کا اس قسم میں ہمیں نے اس لیے ذکر کیا ہے کیونکہ اس دور کی فتوحات میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم امیر و ذمہ دار بنائے جاتے تھے۔ ابن مسکویہ کا قول ہے: سماک بن خَرَشَة جو ابودجانہ نہیں۔ کاری کی فتوحات میں ذکر ملتا ہے۔

۳۳۶۷ سماک بن سعد

بن ثعلبہ انصاری۔ نعمان بن بشیر کے چچا۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاء بدر و احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی زینہ اولاد نہ تھی۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔

۳۳۶۸ سماک بن عبد عبسی

ایک عنوان پہلے ان کا ذکر ہوا ہے۔ فتوح ہمدان میں بھی ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے ہی دینار فارسی کو قید کیا تھا جو آپ کے آدمیوں کے ساتھ تھا۔ سماک بن عبید نے انہیں قتل کر کے دینار کو حضرت حذیفہ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے ان سے صلح کا معاملہ کر لیا۔ دینار خلافت معاویہ کے اخیر تک زندہ رہا۔ اہل کوفہ کے ساتھ اس کا ایک واقعہ بھی ہے۔ مجھے دینار کے مسلمان ہونے کی وضاحت نہیں ملی۔

۳۳۶۹ سماک بن مخرمہ

بن حمیر بن ثابت اسدی۔ اسد خزیمہ۔ ان کا ذکر بھی ہوا۔ حمزہ بن یوسف نے تاریخ جرجان میں جرجان آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن ابی حاتم: کوفہ کی مسجد سماک انہی کی نسبت سے مشہور ہے۔ یہ سماک بن حرب کے مامول ہیں۔ اُن کا نام انہی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ بقول ابو عمر صحابی ہیں۔ ابن معین سے مروی ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ عبید بن عمر الرقی کا قول ہے: بقول بعض: رقبہ میں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: خلافت معاویہ تک زندہ رہے۔ ابن عساکر نے سماک بن مخرمہ

اسد الغابہ (۲۲۳۵) استیعاب (۱۰۶۵) المستدرک (۲۳۰/۳) استیعاب (۲۱۲/۲)

اسد الغابہ (۲۲۳۶) استیعاب (۱۰۶۶) تجرید (۲۳۸/۱) اسد الغابہ (۲۲۳۷) استیعاب (۱۰۶۷) تجرید (۲۳۸/۱)

الجرح والتعديل (۲۷۹/۴)

امیر معاویہ سے پیش آمدہ ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جس میں امیر معاویہ فرماتے ہیں: اگر تمہاری طرف سے باشت بھر بھی بغاوت ہوتی تو ہماری طرف سے ایک باع (دونوں کھلے بازوؤں کی لمبائی) اس کی سزا بھیجی جاتی۔ لیکن ان کا نسب تمہی بیان کیا ہے، شاید یہ اور ہوں۔

(ن) سماک بن نعمان (۳۴۰)

بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ انصاری۔ بقول طبری: یہ اور ان کے بھائی فضالہ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔

(ن) سماک الخیبری (۳۴۱)

واقدی کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے روز انہیں گرفتار کیا، جب مسلمانوں نے نطاۃ کو فتح کیا تھا۔ گردن زدنی کے لیے انہیں پیش کیا تو وہ کہنے لگے: مجھے ابوالقاسم تک پہنچا دو، چنانچہ وہاں پہنچایا گیا تو ان کے خفیہ ٹھکانوں کی اطلاع دی، پھر سماک مسلمان ہو گئے۔ اور نبی ﷺ سے اپنی بیوی نقیلہ کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں ہبہ کر دی اور خیبر سے چلے گئے۔ اس کے بعد سے خیبر واپس نہیں آئے۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور شاطی نے خیبری حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(ن) سمالی بن ہزال (۳۴۲)

عسکری نے ”الافراد“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے بحوالہ زید بن اسلم روایت نقل کی ہے کہ سمالی بن ہزال نے نبی ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں رجم کیے جانے کا حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ واقعہ تو ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہزال کے ساتھ مشہور ہے، جیسا کہ بیان ہوگا۔ شاید اس میں لفظی غلطی ہو گئی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کا احتمال ہے۔

(ن) سمعج (بروزن أحمز) الجنی (۳۴۳)

کتاب مکہ میں فاکہی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بحوالہ عامر بن ربیعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اسلام کے ابتدائی دور میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے کہ اچانک مکہ کے کسی پہاڑ سے غائبانہ آواز آئی جو مسلمانوں کے خلاف کسی کو بڑھکا رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک شیطان ہے جو شیطان بھی کسی نبی کے خلاف بڑھکاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ایک سرکش جن کے ہاتھوں سے قتل کر دیا ہے جس کا نام کج ہے، میں نے اس کا نام عبد اللہ رکھ دیا ہے۔“ جب شام کا وقت ہوا تو ہمیں اسی جگہ سے ایک غیبی آواز سنائی دی: ﴿ع﴾

”ہم نے مسعر کو مار ڈالا، جب اس نے تکبر اور سرکشی کی، حق کو حقیر سمجھا اور برائی کی طرح ڈالی، اس نے ہمارے کامیاب نبی کو برا بھلا کہا تھا جس کے عوض ہم نے اس کا کام تمام کر دیا۔“

اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبی بن کے ظاہر ہوئے تو ایک جن مسعر نامی نے

غائبانہ آواز سے آپ کے خلاف بڑھکایا، قریش ٹوٹ پڑے اور ان کی اذیت سخت ہو گئی۔ آئندہ رات ہوئی تو اس کی جگہ دوسرا جن سمحج نامی کھڑا ہوا، اس نے بھی ایسا ہی کلام کیا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔

۳۳۷۳ سمحج

بقول بعض: سمحج الجنی۔ مجھے معلوم نہیں یہ پہلے والے ہیں یا اور ہیں۔ ”الافراد“ میں دارقطنی نے بحوالہ ابو موسیٰ لکھا ہے: ”ہم نے ان کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔“

میں کہتا ہوں: شیرازی نے ”اللقاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے ”الکبیر“ میں بحوالہ عبد اللہ بن حسین روایت کی ہے کہ جب میں طرسوس پہنچا تو کسی نے مجھے بتایا یہاں ایک عورت رہتی ہے جس نے ان جنات کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ میں اس کے پاس گیا تو وہاں ایک عورت تھی جو چت لیٹی ہوئی تھی، اس کے پاس لوگوں کا ایک مجمع تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: بی! آپ کا کیا نام ہے؟ وہ کہنے لگے: منوسہ۔ میں نے کہا: آپ نے ان جنوں میں سے کسی کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے؟ اس نے کہا: ہاں! مجھ سے سمحج نے بیان کیا جن کا نام عبد اللہ تھا کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ فرمایا: ”نور کی ایک مچھلی پر جو نور میں تیرتی ہے۔“

میں کہتا ہوں: عبد اللہ بن حسین جو طبرانی کے شیوخ میں شامل ہیں، ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ احادیث کو الٹ پلٹ کر چراتے تھے، کسی روایت میں جب وہ اکیلے ہوں تو اس کو بطور دلیل پیش کرنا جائز نہیں۔ پھر احمد بن مجاہد نے بحوالہ ان کے انہی کی روایت سے دو حدیثیں محمد بن المبارک سے نقل کی ہیں۔ فرماتے ہیں: ان کا ایک نسخہ ہے جس کی اکثر احادیث تبدیل ہیں۔

۳۳۷۵ سمرہ بن جنادہ

بن جندب بن حخیر بن زباب بن سواءہ سوائی، جابر کے والد۔ دونوں صحابی ہیں۔ حدیث سمرہ ان کے والد کی روایت سے مسلم میں ہے۔ ابن مندہ کو ان کے نسب میں غلطی لگی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”سمرہ بن جنادہ بن حجر بن زیاد“۔ یوں جندب کا نام ساقط کر دیا، اور حجر کو حجر بنا دیا اور زباب کو زیاد لکھ دیا۔ ابن سعد فرماتے ہیں: فتح کے روز اسلام لائے۔ اور خطیب کا قول ہے: مدائن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت سعد کی ہمشیرہ سے شادی کر لی پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ ابن حبان اور ابن منجور کا قول ہے: عبد الملک کی حکومت میں کوفہ میں فوت ہوئے اور ذہبی کے قلم سے میں نے پڑھا ہے: عبد الملک کے دور میں فوت ہوئے والے ان کے بیٹے جابر تھے، جبکہ سمرہ بہت پہلے فوت ہوئے تھے۔

اسد الغابہ (۲۲۳۹) * جامع المسانید (۵۲۱/۵) * اسد الغابہ (۲۲۴۰) تجرید (۲۳۹/۱)

* مسلم کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل (۷۲۶۹) * الطبقات (۱۴/۶)

* الثقات (۱۷۵/۳)

۳۳۷۶ سمرہ بن جندب

بن ہلال بن حریج بن مرہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن نشین بن لای بن عضم بن فزارہ فزاری۔ کنیت ابو سلیمان تھی۔ ابن سحاق کا قول ہے: انصار کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں لے آئی تھیں، پھر انصار کے کسی شخص نے ان سے شادی کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے انصار کے بچے آئے، آپ کے پاس سے ایک لڑکا گزرا جسے آپ نے غزوہ میں شرکت کی اجازت دے دی۔ سمرہ پیش ہوئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا، جس پر سمرہ عرض کرنے لگے: آپ نے اسے اجازت دے دی اور مجھے واپس کر دیا، اگر میں اس سے کشتی لڑوں تو اسے پچھاڑ لوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”مقابلہ کر کے دیکھ لو“۔ چنانچہ سمرہ نے اسے پچھاڑ لیا۔ یوں آپ ﷺ نے انہیں بھی شرکت کی اجازت دے دی۔ عبد اللہ بن بریدہ بحوالہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لڑکا تھا، پھر بھی مجھے آپ ﷺ کی باتیں یاد ہو جاتیں“۔ سمرہ رضی اللہ عنہ بصرہ فرودکش ہوئے۔ زیاد جب کوفہ جاتا تو انہیں اپنا نائب بنا کر جاتا۔ وہ خوارج کے بڑے مخالف تھے۔ وہ ان پر طعن کرتے، جبکہ حسن بصری اور ابن سیرین ان کی تعریف کرتے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں: سمرہ رضی اللہ عنہ نے جو خط اپنے بیٹوں کو بھیجا اس میں بڑا علم ہے۔ ان سے ابورجاء عطار دی، شععی، ابن ابی لیلی، مطرف بن شخیر اور عبد اللہ بن سلیمان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ساٹھ (۶۰ھ) سے پہلے انتقال ہوا۔ انتقال کا سبب ابن عبد البر نے یہ لکھا ہے کہ گرم پانی کی بھری دیگ میں گرے تھے جو حقیقت میں نبی ﷺ کے ارشاد کی تصدیق تھی جو آپ ﷺ نے ان سے ابو ہریرہ اور ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا: ”تم میں سے آخری شخص آگ میں جل کر مرے گا“۔ بقول بعض: اٹھاون (۵۸ھ) یا انسٹھ (۵۹ھ) ایک قول ہے ساٹھ (۶۰ھ) کے آغاز میں فوت ہوئے۔

۳۳۷۷ سمرہ بن حبیب

بن عبد شمس العجمی۔ ”الجمہرہ“ میں ابن حزم نے لکھا ہے، بقول بعض: آغاز اسلام میں اسلام قبول کیا اور بہت عرصہ پہلے فوت ہو گئے۔ ابن الدباغ نے بحوالہ ابن داستہ نقل کیا ہے کہ وہ اسلام لائے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی عہدے پر فائز کیا تھا۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک حیات رہے ہوں، حالانکہ ایسا نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبد الرحمن بن سمرہ کو کوئی عہدہ دیا تھا۔ ابن قانع بطریق شععی بواسطہ عبد الرحمن بن سمرہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ وتروں میں سَبَّحَ اسْمَ، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔ ابن قانع لکھتے ہیں: انہوں نے بحوالہ ان کے والد اسی طرح کہا ہے۔

۳۳۷۸ سمرہ بن ربیعہ العدوانی

بقول بعض: العدوی ابن مندہ کی روایت ہے کہ سمرہ بن ربیعہ العدوانی ابوالیسر سے اپنا حق مانگنے آئے تو ابوالیسر نے گھر

اسد الغابہ (۲۲۴۱) استیعاب (۱۰۶۸) * المستدرک (۱۴۹/۲) السنن الکبریٰ (۱۸۸/۸)

مجمع الزوائد (۵۱۴/۸) المعجم الکبیر (۲۱۱/۷) علل الحدیث لابن حاتم (۱۰۳۷)

اسد الغابہ (۲۲۴۲) * اسد الغابہ (۲۲۴۳) استیعاب (۱۰۷۱) تجرید (۲۳۹/۱)

والوں سے کہا: ان سے کہو وہ یہاں نہیں ہیں۔ تو سمرہ تیز تیز چلنے لگے، ابوالیسر سمجھے وہ چلے گئے ہیں۔ اپنا سر باہر نکال کر جھانکا تو نے انہیں دیکھ لیا، ابوالیسر فوراً بولے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا: ”جو تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے اللہ تعالیٰ اسے اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا۔“ (حدیث) * تو سمرہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں ہاں میں نے آپ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ کی اصل مسلم میں بغیر اس سیاق کے ہے اور نہ اس میں سمرہ ہی کا ذکر ہے، بلکہ اس میں ہے ابوالیسر کا ایک اور شخص کے ذمہ قرض تھا۔ اس کے متعلق حارث بن یزید کے حالات میں کچھ تفصیل گزر چکی ہے اور حرام بن عثمان متروک راوی ہے۔

۳۲۶۹ سمرہ بن عمرو *

بن قُرقط العنبری۔ حبیب بن عدی بن العنبر بن تمیم کی اولاد سے، کئی احادیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں کہ ”نبی ﷺ نے ایک لشکر بنی عنبر کی طرف بھیجا جس نے انہیں گرفتار کر لیا۔“ (حدیث) اس میں ہے: ”کیا تمہارے پاس گرفتاری پہلے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل ہے؟“ انہوں نے کہا: سمرہ بنی عنبر کا ہے ایک اور شخص۔ بغوی کی روایت میں ہے، انہوں نے سمرہ بن عمرو۔ سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سمرہ بن عمرو بن قرقط کو یمامہ فتح کرنے کے بعد اس کا گور بنا دیا۔ ابن الاعرابی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمرہ کو گمشدہ اونٹوں کی نگرانی پر مقرر کیا۔ چنانچہ جونہی انہیں کسی گمشدہ اونٹ خبر ملتی اسے پکڑ کر اس کا اعلان کرنے لگتے۔ پھر ایسا ہونے لگا جس کی کوئی اونٹنی وغیرہ گم ہوتی تو وہ سمرہ کے پاس آ کر پوچھتا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ انہیں اطلاع ملی کہ بنی دشیل کی ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے، وہاں آئے تو سوائے ایک بڑھیا کے کوئی نہ تھا جو ان کی والدہ سمرہ جس کا نام لیلیٰ بنت شداد بن اوس تھا۔ اس کے بعد ایک واقعہ نقل کیا۔ جب حکیم بن دشیل اپنی والدہ کے پاس آیا تو اس نے سارا واقعہ سنایا تو اس وقت خاموش ہو گیا پھر موقعہ پا کر عبید بن غافرہ بن سمرہ سے ملا، اسے پچھاڑ کر اس کا منہ کوٹ دیا۔ سمرہ نے اس کے خلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے استدعا کی تو آپ نے اسے قید کر وا دیا۔ ان کے بیٹے غاضرہ بن سمرہ کا تذکرہ ان شاء اللہ ہوتا ہے۔

۳۲۸۰ سمرہ بن فاتک *

بقول بعض: ابن فاتک الاسدی۔ ایک قول ہے: ان کا نام سمرہ ہے۔ امام احمد، بغوی، حسن بن سفیان، ابن مندہ اور امام بخاری نے اپنی تاریخ * میں بطریق بشر بن عبید اللہ بحوالہ سمرہ بن فاتک اسدی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سمرہ کیا ہی اچھا آدمی ہے، اگر اپنے لمبے بال کچھ کم کر لے اور اپنا تہ بند اڑس لے۔“ * انہیں اس کی اطلاع ملی تو ایسا ہی کیا۔ ”الجهاد“ میں اسی سند سے ابن المبارک بحوالہ سمرہ ایک اور موقوف حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ہے مجھے اس کی خواہش ہے کہ ہر دن کسی مشرک سے میرے

* مسلم کتاب الزهد باب حدیث جابر الطویل و قصة ابی الیسر (۷۴۳۷) المعجم الكبير (۱۶۶/۱۹) السنن الكبرى (۳۵۷/۵)

* اسد الغابہ (۲۲۴۵)

* اسد الغابہ (۲۲۴۶) * التاريخ الكبير (۱۷۷/۲) * مسند احمد (۲۰۰/۴) الكامل في الضعفاء (۱۷۷/۲)

یابہ ہو جس نے زرہ پہن رکھی ہو، اگر وہ مجھے شہید کر دے تو فیہا اور اگر میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں تو پھر اسی جیسا میرے والد میں آجائے۔ ابن عساکر نے یہی ”متن“ سمرہ بن فاتک کے حالات میں نقل کیا ہے۔ جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ اور ہیں۔
 تاج امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں دونوں شخصوں میں فرق کیا ہے۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے
 راہل شام سے ان کی حدیث منقول ہے پھر ان کی یہ حدیث روایت کی، جبکہ سمرہ کے سوانح میں حدیث جبیر بن نفیر بحوالہ ان کے
 ان کی ہے جو ان کے حالات میں گزر چکی ہے۔

۳۳۸۱) سمرہ بن معاویہ

بن عمرو بن سلمہ بن ابی کرب بن ربیعہ الکندی۔ ابن شاپین کا بیان ہے: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کے پردادا
 سمرہ کو ”المجر“ کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: کیونکہ انہوں نے ایک شخص کو نیزہ مار کر کھینچا تھا یعنی اس کے حلق تک اتر گیا تھا۔
 ”المجر“ انہی کی اولاد کا کوفہ میں ایک ”بطن“ ہے، وہاں ان کی مسجد بھی ہے۔

۳۳۸۲) سمرہ بن مغیر

بن لوذان الجمحی۔ ابو محذورہ کے بھائی۔ بقول بعض: ابو محذورہ ہی کا نام ہے۔ ”الجمہرہ“ میں ابن حزم لکھتے ہیں:
 محدثین کا خیال ہے کہ ابو محذورہ کا نام سمرہ ہے، جبکہ ایسا نہیں، سمرہ تو ان کے بھائی کا نام ہے۔
 میں کہتا ہوں: ابن معین اور ابن سعد وغیرہ نے اس پر بھروسا کیا ہے کہ ابو محذورہ کا نام سمرہ ہے، جبکہ مصعب زبیری فرماتے
 ہیں: ابو محذورہ کا نام اوس ہے۔ ان کا سمرہ نامی ایک بھائی تھا، اسی قول پر ابن حزم نے اعتماد کیا ہے۔

۳۳۸۳) سمعان بن خالد

ازبنی قریط۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا کی، جب وہ آپ کے پاس آئے اور ان
 کی پیشانی پر دست مبارک پھیرا تھا.... جس کے متعلق ایک طویل حدیث ہے۔ اس کی اسناد میں غیر معروف راوی ہیں۔ ابو عمر نے
 تو اس بن سمعان کے حالات میں لکھا ہے: یہ سمعان بن خالد نو اس کے والد ہیں۔ علیحدہ سے ان کا عنوان نہیں قائم کیا۔

۳۳۸۴) سمعان بن عمرو

بن حجر اسلمی۔ بقول ابن مندہ: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر بحوالہ سمعان بن عمرو روایت کی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے بیعت کی اور رسالت کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک قطعہ ارض عطا کیا،
 جس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ ان کا بیٹا خیار ہے۔ ابو عمر کی کتاب ”الافراد“ میں حرف سین کے تحت لکھتے ہیں: سمعان بن عمرو
 اسلمی، ان کی حدیث اسناد صحیح نہیں۔

التاریخ الكبير (۱۷۷/۲) * اسد الغابہ (۲۲۴۷) استیعاب (۱۰۷۱) * اسد الغابہ (۲۲۴۸) استیعاب (۱۰۷۰)
 اسد الغابہ (۲۲۴۹) * المنستدرک (۲۳۵/۲) * اسد الغابہ (۲۲۵۰) استیعاب (۱۱۵۰)

(۳۲۸۵) (ز) سمعان بن عمرو

بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ مدائنی نے ”رسول اللہ ﷺ کے قاصد“ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ لوگوں کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے سمعان بن عمرو کی طرف عبد اللہ بن عوسجہ کے ہاتھ اپنا خط دے کر بھیجا جس سے انہوں نے اپنا ڈول سی لیا، جس کی وجہ سے انہیں بنی مرقع (پیوند لگانے والی کی اولاد) کہا جانے لگا۔ پھر سمعان مسلمان ہو گئے، اور آپ ﷺ کے پاس آئے اور اشعار سنائے:

”مجھے آپ معاف رکھیں جیسے آپ ﷺ نے ورد کو امان دی میں آپ کے پاس ورد سے آیا ہوں، میں نے کوئی برا گناہ نہیں کیا۔“

ان کا اشارہ ورد بن مرداس کی طرف تھا جو بنی سعد ہذیم کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے اس کی طرف کھجور کی شاخ پر تحریر بھیجی اس نے شاخ توڑ دی پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور وادی القری میں حضرت زید بن حارثہ کی معیت میں جنگ کی جس میں شہید ہوئے۔ احتمال ہے وہ نو اس کے والد سمعان ہوں اور ان کے نسب سے ان کے والد کا نام رہ گیا ہو۔ وہ نو اس بن سمعان بن عمرو بن خالد بن عمرو بن قریط ہیں۔ ان کا بقیہ ایسا ہی ہے جیسا وہاں ذکر ہوا۔

(۳۲۸۶) (ز) سمعون

آل حضرت موت کے حلیف، موسیٰ بن سہل دہلی نے فلسطین فرود کش ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۸۷) (ز) سمعون

بقول بعض: شمغون۔ ابوریحانہ۔ شین میں بیان ہوگا۔

(۳۲۸۸) سُمَيْجَه

بقوض بعض: سُمَيْجَه۔ اشیری نے ابن عبدالبر کی کتاب میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ ابولبابہ انصاری کا ایک پڑوسی تھا جس کا نام حمیمہ یا سمیجہ تھا، اس کی کھجور کا سایہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں پڑتا تھا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ابودحداح کے حالات میں بیان ہوگا، جو انہی سے مشہور ہے۔

(۳۲۸۹) (ز) سمیدع الكنانی

ابوالفرج اصہبانی کی بطریق ابن دآب روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید بنی کنانہ سے جنگ کرنے متوجہ ہوئے تو وہ کہنے لگے: ہم بے دین ہوئے، وہ یہ کہنا نہیں جانتے تھے کہ ہم مسلمان ہوئے۔ تو آپ نے ان سے جنگ کی، حضرت نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، آپ نے ان میں سے مقتولین کی دیت دی۔ فرماتے ہیں: اسی اثناء میں ایک نوجوان آیا جس کا نام سمیدع تھا، جس کا تعلق بنی اقرم سے تھا۔ اس نے نبی ﷺ کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کیا اور جو کچھ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے کیا اس

اسد الغابہ (۲۲۵۱) • مسند احمد (۱۶۶/۳) • فتح الباری (۵۸/۸) البدایہ والنہایہ (۳۱۳/۴)

یہی ذکر کیا۔ ابن داب کا قول ہے کہ مجھ صالح بن کيسان نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا خالد کے لیے پر کسی نے تکیر کی ہے؟“ انہوں نے عرض کی: ایک مرد زرد رنگ والا میانے قد کا تھا، اور دوسرا شخص دراز قد سرخ رنگ والا تھا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلا میرا بیٹا تھا اور دوسرا سالم مولا ابی حذیفہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔

۳۳۹۰ سمیر بن حصین

بن حارث بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف الخزرجی۔ عدوی کا بیان ہے: اُحد میں شریک ہوئے اور خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ اور ان کے گورز تھے۔ لکھتے ہیں: انہیں ان سے خصوصی نشست حاصل تھی، طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۳۹۱ سمیر بن زہیر

عائذ بن سعد کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ عائذ بن سعد نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو سمیر نے عرض کی: ”اللہ کے رسول ﷺ! میرا بھائی سلمہ بن زہیر اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے نکلا تھا، وہ شہید ہو گیا ہے۔“ (حدیث)

۳۳۹۲ (ز) سمیر بن کعب

سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ فتوحات کے امیروں میں شامل تھے۔ حضرت ابو عبیدہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے جنگی دستوں میں شریک تھے۔

۳۳۹۳ سمیر

سلیمان کے والد۔ شاید یہ سمرہ بن جندب ہیں۔ ابن مندہ کی روایت ہے حضرت سمیر نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں متعہ کیا کرتے تھے۔

۳۳۹۴ سمیط البجلی

بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر بغوی اور ابن قانع نے بحوالہ سمیط البجلی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو راتے سنا: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن جہاد میں گزارا تو اسے رمضان کے روزوں اور قیام تراویح جیسا ثواب ملے گا۔“

۳۳۹۵ سمیفع

ذوالکلاع میں تذکرہ ہوا ہے۔

اسد الغابہ (۲۲۵۲) * اسد الغابہ (۲۲۵۳) * اسد الغابہ (۲۲۵۴)

اسد الغابہ (۲۲۵۵) تجرید (۲۴۰/۱) * نسائی کتاب الجہاد باب فضل الرباط (۳۱۶۷) کنز العمال (۱۰۸۱۹)

باب سین کے بعد نون

۳۳۹۶ سنان بن تیم الجہنی

بنی عوف بن خزرج کے حلیف، سنان بن وبرہ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۳۹۷ سنان بن ثعلبہ

بن عامر بن مجرد بن جسم بن حارثہ انصاری۔ بقول ابو عمر: * احد میں شریک ہوئے۔

۳۳۹۸ سنان بن رُوح

دارقطنی کا بیان ہے کہ حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ بقول بعض: سیاران کا نام ہے۔

۳۳۹۹ سنان بن سلمہ

عوف بن سراقہ میں ذکر ہوگا۔

۳۵۰۰ سنان بن سنہ اسلمی

بقول بعض: حرمہ بن عمرو کے چچا۔ ایک قول ہے: ان کے دادا.... پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے یہ حدیث

کرتے ہیں: ”کھانا کھا کر شکر کرنے والے کے لیے روزہ رکھ کر صبر کرنے والے جیسا ثواب ہے“۔ ابن ماجہ * نے اسے نقل کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ * کی بطریق حرمہ بن عمرو اسلمی روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حج کیا، مجھے میرے چچا سنان بن سنہ

اپنے ساتھ سوار کیا تھا۔ ابن حبان * لکھتے ہیں، بقول بعض: خلافت عثمانی میں بیس (۳۳۲ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: کسی راوی سے اس میں غلطی ہو گئی ہے، جیسا کہ حرف شین کی قسم رابع میں بیان ہوگا۔ سنان بن سنہ

حوالہ سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں اس کے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اسے ابو بکر بن ابی شیبہ * نے وکیع سے بواسطہ ابن

لیلی، عبد الکریم سے معاذ بن سعہ، بحوالہ سنان بن سنہ ہدی کے بارے میں مرفوع روایت کرتے ہیں: ”(اگر اسے ضرورت پڑے

کھالے اگر کھالے تو تاوان دینا پڑے گا“۔ عبید اللہ بن موسیٰ بواسطہ ابی لیلی نے اسی سند سے سنان بن سلمہ نام نقل کیا ہے۔ بغوی

ان کا ذکر کیا ہے وہی درست ہے۔ سنان بن سلمہ ابن اخیق ہیں، جن کا ذکر قسم ثانی میں ہوگا۔

* استیعاب (۱۰۷۲) * اسد الغابہ (۲۲۵۸) استیعاب (۱۰۷۳) * اسد الغابہ (۲۱۷/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۵۹) استیعاب (۱۰۷۴) * اسد الغابہ (۲۲۶۲) استیعاب (۱۰۷۸)

* ابن ماجہ کتاب الصیام (۱۷۶۵) * مسند احمد (۳۴۳/۴) * الثقات (۱۷۸/۳)

* المصنف لابن ابی شیبہ (۴۰۷/۸)

۳۵۰۱ سنان بن ابی سنان

بن مھسن الاسدی۔ عکاشہ کے بھتیجے۔ ابن اسحاق * نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کی ”الفتوح“ میں ہے کہ سنان بن ابی سنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے طلحہ بن خویلد اسدی سے نبی ﷺ کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔ سنان بنی مالک کے سردار تھے۔ واقدی کا گمان ہے: انہوں نے سب سے پہلے درخت تلے نبی ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ابوسنان وہب اسدی کے حالات میں ہے کہ وہ اس فضیلت سے موصوف ہیں۔ شعبی اور زر بن حبیش نے ان کا یہ وصف بیان کیا، جو دو صحیح طریقوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: بیس (۳۲ھ) میں فوت ہوئے۔

۳۵۰۲ (ز) سنان بن ابی سنان اسدی

دوسرے ہیں۔ ان کی حدیث ان کے والد ابوسنان اور والدہ ام سنان کے حالات میں بیان ہوگی۔

۳۵۰۳ (ز) سنان بن سوید جھنی

ابن السکن کی روایت ہے کہ یاسر بن سوید، سنان بن سوید اور سیار بن سوید سب آپس میں بھائی تھے، جن کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی۔

۳۵۰۴ سنان بن شعلہ

بقول بعض: شعلہ۔ ایک قول ہے: ابن شعلہ اوسی۔ ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ سنان بن شعلہ اوسی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے جبرائیل نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کر دی تو رضوان کو حکم دیا، اس نے شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا تو اس پر آل بیت محمد ﷺ سے محبت کرنے والوں کی مقدار پتے لگ گئے“ * ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس کی سند میں سوائے عباد بن راشد کے کوئی مشہور راوی نہیں اور محمد بن فارس رافضی ہے۔

۳۵۰۵ سنان بن صیفی

بن صخر بن خضاء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری۔ بقول ابن شاہین بحوالہ اپنے رجال: بدر واحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: بدری ہیں۔ جبکہ ابن اسحاق کے ہاں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ابوسنان بن صیفی ہیں، تو اگر وہ ان کے بھائی نہیں تو دو میں سے ایک قول وہم پر مبنی ہے۔

۳۵۰۶ سنان بن ظہیر اسدی

بقول ابو عمر: صحابی ہیں۔ ابو نعیم بحوالہ سنان بن ظہیر روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی

* اسد الغابہ (۲۲۶۱) استیعاب (۱۰۷۷) تجرید (۲۴۰/۱) * السیرة النبویہ (۲۴۲/۲) * اسد الغابہ (۳۸۱/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۶۳) * جامع المسانید (۱۴/۶) * اسد الغابہ (۲۲۶۴) استیعاب (۱۰۷۹) * الجرح والتعديل (۲۵۱/۴)

* اسد الغابہ (۲۲۶۶) استیعاب (۱۰۸۰) تجرید (۲۴۱/۱) * استیعاب (۲۱۹/۲)

ہدیہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”دودھ پینے والے کے لیے تھوڑا سا دودھ چھوڑ دو (یعنی سارا دودھ نہ دہنا)۔“

۳۵۰۷ سنان بن عبداللہ

بن قشیر بن خزیمہ اسلمی۔ اکوع لقب تھا۔ ابن سعد نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بہت سے اسلام لائے، خود اور ان کے بیٹے عامر اور سلمہ بھی صحابی ہیں۔ یہی روایت بغوی اور طبری کی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ”ان کے دونوں نے اس میں چشم پوشی ہے۔ کیونکہ عامر تو ان کے بیٹے ہیں جبکہ سلمہ ان کے پوتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا ہے۔“ ”تجرید“ میں اسے بعید سمجھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں: یقیناً یہ غلطی ہے، کیونکہ انہیں بعثت کا زمانہ نہیں نصیب ہوا، سو جو کچھ انہوں نے کہا اس میں تامل ہے، جیسا کہ عیاں ہے۔

۳۵۰۸ سنان بن عبداللہ الجہنی

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن خزیمہ بطریق موسیٰ بن سلمہ ہذلی روایت کرتے ہیں کہ میں اور سلمہ بن سلمہ عمرہ کرنے گئے۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا میری والدہ کی طرف سے عمرہ ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے سنان بن عبداللہ جہنی کی اہلیہ سے کہا تھا کہ وہ نبی ﷺ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھیں کہ ان کی والدہ حج نہ کر سکی تھیں، آیا یہ حج کی طرف سے حج کر سکتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”ہاں“۔ ایک اور طریق سے مروی ہے، ایک جہنی نے کہا: ایسا ہی امر احمد میں لکھا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: یہی روایت محمد بن کریم نے بحوالہ اپنے والد نقل کی تو کہا: سنان بن عبداللہ۔ میں کہتا ہوں: یہی روایت طبرانی میں ہے، وہاں انہوں نے محمد بن کریم سے سنان کی جگہ سفیان نقل کیا ہے، جو وہم ایک قول ہے۔ ابن عباس، حصین بن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، لیکن بظاہر وہ ایک علیحدہ واقعہ ہے۔

۳۵۰۹ (ن) سنان بن ابی عبید

بن وہب بن لوذان بن عبدوڈ بن زید بن ثعلبہ انصاری۔ بقول عدوی: احد میں شریک ہوئے۔

۳۵۱۰ سنان بن غزفہ

ابن مفرج نے ابن السکن کی کتاب میں ایسا ہی قلمبند کیا ہے۔ اسی طرح باوردی کی کتاب الصحابہ میں لکھا ہے۔ ابن قحطیب فرماتے ہیں: میں نے ابن السکن کے ایک نسخہ میں عین کے زیر اور را کے سکون سے عرقہ بعد میں قاف سے لکھا دیکھا ہے۔ باوردی ابن السکن اور طبرانی کی بطریق بسر بن عبید اللہ بحوالہ سنان بن غزفہ روایت ہے، جو صحابی ہیں، کہ نبی ﷺ سے مروی ہے۔ عورت ایسے مردوں کے ساتھ فوت ہو جائے جو اس کے محرم نہ ہوں تو اسے تیمم کرایا جائے، غسل نہ دیا جائے۔ یہی مسئلہ مرد

جامع المسانید (۱۵/۶) * اسد الغابہ (۲۲۶۸) * الطبقات (۳۷/۴)

اسد الغابہ (۲۲۶۷) استیعاب (۱۰۸۱) تجرید (۲۴۱/۱) * التاريخ الكبير (۱۶۱/۴)

مسند احمد (۲۲۷/۱) * اسد الغابہ (۲۲۶۹) تجرید (۲۴۱/۱) * المعجم الكبير (۱۰۲/۷)

بارے میں ہے (یعنی مرد مسافر تھے ان کے ساتھ ایک عورت سفر کرتے فوت ہوگئی یا چار پانچ عورتوں کے ساتھ ایک اکیلا شخص سفر کرتے فوت ہو گیا تو مرد اس اجنبی عورت کو اور عورتیں اس اجنبی مرد کو غسل میت نہ دیں بلکہ تیمم کرا کے دفن دیں)۔

۳۵۱۱) سنان بن عمرو

بن طلق القضاعي ابوالمفتح بنی ظفر کے حلیف۔ بقول ابن کلبی: انہیں اسلام لانے میں سبقت اور شرف حاصل ہے، نبی ﷺ کے ساتھ احد وغیرہ میں شریک ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۱۲) سنان بن مقرن المزنی

بھائیوں میں سے ایک، مولیٰ ابن سعد، صحابی ہیں۔ ابو حاتم، ابن شاہین اور کئی ایک نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۳۵۱۳) سنان بن ویرہ

یا ویر الجعفی، بنی حارث بن خزرج کے حلیف۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: ”انہوں نے ہی عبداللہ بن ابی کو کہتے سنا تھا: اگر ہم مدینہ صحیح سالم لوٹ گئے....“ (تو عزت مند ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے)۔ طبرانی کی روایت ہے کہ رافع الجعفی فرماتے ہیں، میں نے سنان بن ویرہ جعفی کو فرماتے سنا: غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارا شعار (کوڑی) تھا ”یا منصور امت“ الاوسط کی روایت ہے کہ سنان سے صرف اسی سند سے حدیث منقول ہے جس میں محمد بن جہضم منفرد ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ان کا نام سنان بن تیمم ہے۔ ”ابن ویرہ“ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہی ججہ غفاری سے پانی پر جھگڑا کیا تھا اور مرنے مارنے پر اتر آئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث صحیح میں دونوں آدمیوں کے نام کے بغیر موجود ہے، جس کا کچھ تذکرہ ججہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۳۵۱۴) سنان الضمری

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ میں اپنا نائب بنا کر مرتدوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ سنین ابو جمیلہ کے واقعہ میں ہے جب انہیں نوزائدہ بچہ ملا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق ان کی قوم کے ناظم سے پوچھا، انہوں نے کہا: نیک آدمی ہیں۔ شیخ ابو حامد کا بیان ہے کہ ناظم کا نام سنان تھا۔ احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

اسد الغابہ (۲۲۷۰) استیعاب (۱۰۸۲) * اسد الغابہ (۲۲۷۱) استیعاب (۱۰۸۳) * الطبقات (۱۱/۶)
 الجرح والتعديل (۲۵۱/۴) * تجرید (۲۴۱/۱) * سورة المنافقون: ۸ * المعجم الكبير (۶۴۹۶/۷)
 اسد الغابہ (۲۲۶۵) استیعاب (۱۰۸۴)

۳۵۱۵ سنان (بے نسبت)

باوردی کی روایت ہے کہ سنان سے مروی ہے، نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”(اس حدیث کے دو ترجمے ہیں) سوچ سمجھ کر دوست کا انتخاب کرو، پھر اس سے محتاط رہو۔ (۲) مال بچا کر رکھو اور فضول خرچی سے بچو۔“

۳۵۱۶ سنان

بقول بعض: ابوہند حجام (سینگی لگانے والے) کا نام ہے۔ سالم میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۵۱۷ سنبر (بروزن جعفر) الاراشی

خطیب کے قلم سے میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ ان کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی ہے جو ابن شاہین اور ابن اسکن بحوالہ مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ نبی ﷺ کے پاس وادی القری میں عمرو بن حسان بنی اراش کا ایک شخص لے کر آیا جس کا نام سنبر تھا اور ان کے حلیف تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اسلام کی بیعت لی۔ وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ میرے حلیف کو قطعاً ارضی عطا فرمادیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں جاگیر دی اور اس کے لیے بطور سند کھجور کی شاخ پر ایک تحریر لکھوا کر دی۔ ابن فتحون کی کتاب میں سنبر کی جگہ سیرا لکھا ہے۔ شاید یہ لفظ غلطی ہے۔ خطیب نے الموتلف میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے ابواشی لکھا ہے، جو میں نے خود ان کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔

۳۵۱۸ سنذر

مولا زبناح الحزامی، زبناح میں ذکر ہوا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سنذر صحابی ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ زبناح کے غلام تھے۔ جن سے ناراض ہو کر انہیں آختہ (خصی) کر دیا۔ (حدیث) عمرو بن شعیب نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور میں یہ اضافہ ہے کہ سنذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ ان کی رجسٹریشن مصر میں کر دی جائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات قبول کر لی۔ چنانچہ یہ وہاں فروکش ہو گئے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں ہر مسلمان کے بارے میں (نیک سلوکی) کی وصیت فرمائوں۔“ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی وفات تک انہی کی زیر کفالت رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو تمہارا وظیفہ جاری کر دوں اور جو جگہ تمہیں زیادہ اچھی لگتی ہے وہ تمہارے نامزد کر دیتا ہوں۔ انہوں نے مصر کا علاقہ منتخب کیا۔ جب حضرت عمرو کے پاس پہنچے تو انہوں نے کشادہ زمین اور ایک حویلی بطور حاکم دے دی۔

اسد الغابہ (۲۲۷۴) المعجم الصغير (۲۶۶/۱) کنز العمال (۲۴۷۷۹) اسد الغابہ (۲۲۷۵)

اسد الغابہ (۲۲۷۷) استیعاب (۱۱۵۱) التاريخ الكبير (۲۱۰/۲)

المعجم الكبير (۱۶۹/۷) مجمع الزوائد (۴۳۷/۴) کنز العمال (۳۷۱۳۱) الطبقات (۱۹۷/۷) مختصر تاریخ دمشق (۳۸۷/۵)

میں کہتا ہوں: ابن یونس نے اسے ترجیح دی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سندر کے بیٹے کا واقعہ پیش آیا تھا، جس کی وضاحت مسروح بن سندر کے حالات میں بیان ہوگی۔ المؤلف میں خطیب لکھتے ہیں: اس شخص کے بارے اختلاف ہے جسے زنباع نے آختہ کیا تھا۔ بقول بعض: وہ خود سندر ہی ہیں، ایک قول ہے ان کا بیٹا تھا، بقول بعض سندر کے والد تھے۔

میں کہتا ہوں: ایک قول ہے: ابوالاسود تھے۔ راجح یہی ہے کہ وہ آختہ سندر ہی تھے۔ ان کی کنیت ابوالاسود تھی، عبداللہ اور مسروح ان کے بیٹے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سندر ابوالاسود صحابی ہیں۔ زہری بواسطہ سندر وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ سعید بن عفیر کی روایت ہے کہ عثمان بن سوید جروی نے مسروح بن سندر کو دیکھا تھا، جن کی ناک زنباع نے کاٹی تھی۔ سندر نے عبدالملک کے دور تک عمر پائی۔ ذیل میں ابوموسیٰ کی بطریق ابوالخیر بحوالہ سندر روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی مغفرت فرمائے۔ حکم مانتے اور اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کیا۔“ * * * * * قسم رابع میں اس بارے میں ابوموسیٰ کو جو وہم ہوا ہے اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ محمد بن ریح الجیزی نے مصر آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھا ہے کہ اہل مصر کے ہاں بحوالہ سندر دو حدیثیں مروی ہیں۔

۳۵۱۹ سنین *

ابوجلیلہ سلمی۔ بقول بعض: ضمری۔ ایک قول ہے: ان کے والد کا نام واقد ہے، جسے ابن حبان * * * * * نے نقل کیا ہے۔ امام بخاری * * * * * بطریق زہری بحوالہ ابوجلیلہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں حج کیا۔ ابن سعد * * * * * نے تابعین کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کئی احادیث ہیں۔ بحلی کا قول ہے: معتبر تابعی ہیں۔

۳۵۲۰ سنین بن واقد ظفری *

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مسند حدیث مشہور نہیں۔ بغوی کی روایت ہے کہ عثمان بن عبدالملک نے فرمایا: میں نے سنین بن واقد ظفری صحابی رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”رکن یمانی پر ایک فرشتہ ہے جو ہر استلام کرنے والے کی دعا پر آمین کہتا ہے۔“ بغوی کے حوالہ سے ابن قانع نے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان میں سے بعض نے انہیں اور سابقہ شخصیت کو ایک لکھا ہے۔ جبکہ درست یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ تجرید میں ہے: ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

* * * * * التاريخ الكبير (۲/۲۱۰)

* * * * * بخاری كتاب المناقب باب في ذكر اسلم و غفار (۳۵۱۴)

مسلم كتاب فضائل الصحابه باب دعاء النبي ﷺ لغفار و اسلم (۳۹۴۰) مجمع الزوائد (۱۰/۴۷)

* * * * * اسد الغابه (۲۲۷۸) استيعاب (۱۱۵۲)

* * * * * الثقات (۱۷۹/۳)

* * * * * بخاری كتاب المغازی باب مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح (۴۳۰۱)

* * * * * الطبقات (۵/۴۵)

* * * * * اسد الغابه (۲۲۷۹) تجرید (۱/۲۴۲)

* * * * * الثقات (۱۷۹/۳)

باب سین کے بعد ہاء - سہل نامی حضرات

۳۵۲۱ سہل ابن بیضاء قرشی *

بیضاء ان کی والدہ ہیں جن کا نام دَعْد تھا۔ والد کا نام وہب بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن نضر بن حارث بن فہر قرشی تھا۔ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے قریش کی بنی ہاشم کے خلاف لکھی جانے والی تحریر کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ ابو حاتم * کا قول ہے: مکہ میں اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ بغوی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوانح میں لکھتے ہیں کہ ابن عیینہ سے کسی نے پوچھا، اصحاب رسول ﷺ میں سے بڑی عمر والا کون ہے؟ تو حسین بن جدعان نے کہا: میرے خیال میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سہل بن بیضاء۔ مسلم اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھا۔ یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے، اس میں ”سہل“ لکھا ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: سہل مکہ میں اسلام لائے، لیکن کسی سے اپنے مسلمان ہونے کو ظاہر نہیں کیا۔ قریش انہیں بدر میں ساتھ لے گئے گرفتار ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا ہے، اس لیے آزاد کر دیے گئے۔ مدینہ میں وفات پائی تو آپ ﷺ نے ان کا اور ان کے بھائی سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھایا۔

میں کہتا ہوں: امام مالک رحمہ اللہ نے گزشتہ حدیث کی روایت میں سہیل سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ واقدی کا گمان ہے: یہ سہل نبی ﷺ کے بعد فوت ہوئے تھے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: سہیل کے بھائی کا نام صفوان تھا، جس نے ان کا نام سہل بتایا، اسے وہم ہوا ہے۔

۳۵۲۲ سہل بن حارث *

بن عمرو یا عروہ بن عبدالرزاق انصاری۔ بقول عدوی: اُحد میں شریک ہوئے، ان کی کوئی زینہ اولاد نہ تھی۔ ابن امین نے ان کا نام عروہ بتایا ہے، جبکہ ابن دباغ نے عمرو بتایا ہے۔ ابن الاثیر نے بھی ان کا اتباع کیا ہے، دونوں عدوی سے نقل کرتے ہیں۔

۳۵۲۳ سہل بن حارثہ انصاری *

ابن ابی عاصم نے ”الاحاد“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ در اوردی کی بحوالہ سہل بن حارثہ انصاری روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک حویلی میں رہنے سے پہلے وہ بڑی تعداد میں تھے اب ان کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں نے اس گھر کو برا سمجھتے ہوئے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟“ * ابن مندہ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن حبان * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے ابوعلی غسانی اور ابن القدری سے نقل کیا ہے کہ حارثہ بن سہل ان کے والد اور یہ خود اُحد اور باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن باکولا * نے اس کا مفہوم نقل کر کے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ

* اسد الغابہ (۲۲۸۲) استیعاب (۱۰۸۵) * الجرح والتعديل (۱۹۴/۴) * استیعاب (۲۲۱/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۸۴) * اسد الغابہ (۳۸۷/۲) * اسد الغابہ (۲۲۸۳) استیعاب (۱۰۸۶) تجرید (۲۴۲/۱)

* المعجم الكبير (۶۳/۶) جامع المسانید (۵۰/۴) * الثقات (۳۲۱/۴) * اسد الغابہ (۳۸۶/۲)

سہل کی مدینہ اور بغداد میں اولاد ہے۔ یہی حدیث ابو نعیم نے روایت کی تو اس میں سلمہ بن حارثہ لکھا اور سعد بن اسحاق سے آگے ان کے نام میں اختلاف ہے۔

۳۵۲۲) سہل بن ابی حثمہ

بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن مالک بن الاوس انصاری اوسی۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: عامر/عبداللہ۔ والدہ کا نام ام الریح بنت سالم بن عدی بن مجدعہ ہے۔ ایک قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت سہل کی عمر سات آٹھ (۷/۸) سال تھی۔ آپ ﷺ سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔ اسی طرح زید بن ثابت، محمد بن سلمہ سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ان کا بیٹا محمد، بھتیجا محمد بن سلیمان بن ابی حثمہ، بشیر بن یسار، صالح بن خوات، نافع بن جبیر اور جرود وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہوں نے درخت تلمی بیعت کی اور سوائے بدر باقی غزوات میں شمولیت کی۔ اُحد کی رات وہ نبی ﷺ کے راہبر تھے۔ ابن القطن فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں کیونکہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کی رحلت کے وقت وہ سات آٹھ سال کے تھے، جن میں ابن مندہ، ابن حبان، ابن السکن، الحاکم ابواحمد اور طبری شامل ہیں۔ اور اس پر بھروسہ کیا ہے کہ خلافت معاویہ کے آغاز میں فوت ہوئے۔ اور ان سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ ان کے والد تھے۔ مجھے لگتا ہے جس نے باقی غزوات میں شرکت کا قول اختیار کیا اسے سہل بن حنظلہ کی وجہ سے اشتباہ ہو گیا کیونکہ مذکورہ قول ان کے متعلق ہے۔ ایک قول ہے: یہ بات ان کے والد ابو حثمہ کے متعلق مذکور ہے جنہیں نبی ﷺ نے کججوروں کے پھلوں کا اندازہ لگانے بھیجا تھا، اور وہی اُحد میں آپ ﷺ کے راہ نما تھے۔

۳۵۲۵) سہل بن حمار انصاری

بحوالہ تجرید یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۵۲۶) سہل ابن الحنظلیہ

ان کے والد کا نام الریح تھا۔ بقول بعض: عبید، عقیب بن عمرو۔ ایک قول ہے: عمرو بن عدی، یہی زیادہ مشہور ہے۔ عدی زید بن حثم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی کے بیٹے ہیں۔ ابن ابی حثمہ کا قول ہے: حنظلیہ ان کی والدہ ہیں، ایک قول ہے: ان کی دادی ہیں۔ بقول بعض: پردادی ہیں۔ ابن سعد ان کا نسب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حنظلیہ عمرو بن عدی کی والدہ ہیں۔ ان کا نام اُم ایاس بنت ابان بن دارم تمیمیہ تھا۔ عمرو بن عدی کی اولاد کے ہر شخص کو ابن حنظلیہ کہا جاتا ہے۔ ابن البرقی لکھتے ہیں: ان کے والد کا نام عبید تھا جو بنی عدی بن زید کے فرد تھے۔ اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ پھر شام حمل ہوئے اور وفات تک وہیں رہے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے، ان سے ابو کبشہ سلوی، قاسم بن عبدالرحمن، یزید بن ابی مریم ثمالی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی، درخت تلمی بیعت کی تھی۔ ان

الاکمال (۱۱۳/۱) * مسند احمد (۴۴۸/۳) * الجرح والتعديل (۲۰۰/۴)

النفات (۱۶۹/۳) * اسد الغابہ (۲۲۸۶) استیعاب (۱۰۸۸) * التاريخ الكبير (۹۸/۲)

کے علاوہ کا قول ہے: سوائے بدر باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابو زرعہ بحوالہ دُحیم روایت کرتے ہیں: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ جامع ابن وہب میں بطریق قاسم مولا معاویہ مروی ہے، دوپہر کے وقت میں دمشق کی جامع مسجد میں پہنچا۔ اس وقت امیر معاویہ وہاں کے خلیفہ تھے۔ میں نے دیکھا ایک شخص لوگوں سے حدیث بیان کر رہا ہے۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو زرد داڑھی والا ایک بزرگ شخص لوگوں میں بیٹھا ہے، مجھ سے کسی نے کہا: یہ سہل ابن حنظلہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ امام احمد اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے ان کی حدیث بطریق قیس بن بشر روایت کی ہے۔ مجھے میرے والد نے بتایا وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ دمشق میں ابن حنظلہ نامی ایک صحابی تھے، وہ یکسو انسان تھے۔ بہت کم لوگوں سے ملتے۔ اکثر نماز میں مشغول ہوتے، نماز سے فراغت کے بعد سبحان اللہ اللہ اکبر پڑھتے، یہاں تک کہ ان کے گھر والے جو قریب ہی تھے آجاتے۔ ہم اس وقت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ایک بات ہے جس سے ہمیں نفع ہوگا اور آپ کا کوئی نقصان نہ ہو۔ پھر مرفوع احادیث ذکر کیں جو تین مواقع کی ہیں۔ ابو زرعہ دمشقی کا قول ہے: امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔

۳۵۲۷ سہل بن حنظلہ العبشمی

بقول بعض: ابن حنظلہ۔ سہیل میں تذکرہ ہوگا۔

۳۵۲۸ سہل بن حنیف

بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حیش بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابوسعدا یا ابو عبد اللہ از اہل بدر۔ نبی ﷺ اور زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے ابوامامہ اسعد، عبد اللہ یا عبد الرحمن، ابو وائل، عبید بن السباق اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ سابقین میں سے تھے۔ بدر میں شریک تھے اور احد میں جب لوگوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو یہ ثابت قدم رہے۔ اس دن موت کی بیعت کی اور نیزے سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ”سہل کو نیزے دو کیونکہ وہ سہل (آسان) ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: ”سہل (آسان) ہے، سخت نہیں۔“ اسی طرح غزوہ خندق اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد انہیں بصرہ میں اپنا نائب بنایا۔ پھر وہ آپ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: نبی کریم ﷺ نے انہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنایا۔ انہیں (۳۸ھ) میں فوت ہوئے۔ واقدی کا قول ہے: سہل کوفہ میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ بقول مدائنی: انہیں (۳۸ھ) میں فوت ہوئے۔ عبد اللہ بن مغفل کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا تو چھ تکبیریں کہیں۔ ایک روایت میں ہے، پانچ تکبیریں کہیں۔ پھر فرمایا: یہ بدری ہیں۔

۳۵۲۹ سہل بن رافع

بن ابی عمرو بن عابد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی۔ بقول بعض: یہی صباع (ٹوپے) والے ہیں

ابوداؤد مراسیل (۱۴۷) مسند احمد (۲/۲۶۶) * اسد الغابہ (۲۲۸۸) استیعاب (۱۰۸۹)

المستدرک (۴۰۹/۳) الطبقات (۲/۳) (۴۰/۳) * اسد الغابہ (۲۲۹۰) استیعاب (۱۰۹۰)

(جنہیں منافقین نے طعنہ دیا تھا)۔ ابن مندہ کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے اور خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ عیسیٰ بن یونس بواسطہ سعید بن عثمان بلوی وہ بحوالہ اپنی داوی بنت عدی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ عمیرہ بنت سہل بن رافع، صاع والے کی بیٹی تھیں جنہیں منافقین نے طعنہ دیا تھا۔ وہ ایک صاع کھجوریں اپنی زکوٰۃ لائے اور ساتھ اپنی بیٹی عمیرہ کو نبی ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئے، عرض کی: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اس کے لیے برکت کی دُعا کریں۔ کیونکہ میرا اس کے سوا کوئی نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا اور ان کے لیے دُعا فرمائی۔ اوسط میں طبرانی * لکھتے ہیں: عمیرہ بنت سہل سے صرف یہی سند روایت کی جاتی ہے۔ ابن کلبی اور ان کے پیروکاروں کا گمان ہے: یہ سہیل کے بھائی ہیں اور یہی دونوں اس جگہ کے مالک تھے جہاں مسجد ہے۔ البتہ ابن اسحاق کا قول ہے کہ مسجد کی جگہ والے سہل اور سہیل عمرو کے بیٹے تھے۔

۳۵۲۰ سہل بن رافع *

بن خدیج ابن مالک بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بلوی اراشی۔ بنی عمرو بن عوف انصاری کے حلیف۔ بقول ابن کلبی یہی صاع والے ہیں، جنہیں منافقوں نے طعنہ دیا تھا۔ ایسا ہی ابو عمر نے لکھا ہے۔ *
میں کہتا ہوں: حرفِ حاء میں بیان ہوا ہے کہ ان کا نام جعاب ہے۔ محفوظ یہ ہے کہ ان کی کنیت ابو عقیل ہے۔ صرف نام میں اختلاف ہے۔

۳۵۳۱ سہل بن الربیع *

بن عمرو بن عدی بن حُشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ اُحد میں شریک ہوئے۔ بقول عدوی: ابو عمر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہی ابن حنظلہ ہیں جن کا پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۳۵۳۲ سہل بن رومی *

بن وُث بن زُعبہ انصاری اشہلی۔ اُحد میں شہادت پائی۔ ابو عمر * نے بحوالہ واقدی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۳۳ (ز) سہل بن زید

زید بن سہل میں ان کے متعلق تنبیہ ہو چکی ہے۔

۳۵۳۴ سہل بن سعد *

بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ بقول بعض: جسے ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام حُزن تھا۔ آپ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ابی، عاصم بن عدی، عمرو بن

* المعجم الكبير (۵۶۵/۶) * اسد الغابہ (۲۲۸۹) استيعاب (۱۰۹۱) * اسد الغابہ (۲۲۳/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۹۱) استيعاب (۱۰۹۲) تجريد (۲۲۴/۲) * استيعاب (۲۲۴/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۹۲) استيعاب (۱۰۹۳) * استيعاب (۲۲۴/۲) * اسد الغابہ (۲۲۹۳) استيعاب (۱۰۹۴)

عسہ سے اسی طرح مروان سے روایت کی ہے۔ حالانکہ مروان ان سے کم سن تھے۔ ان سے ان کے بیٹے عباس نے ابو حازم، زہری وغیرہ نے روایت لی ہے۔ زہری فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت پندرہ (۱۵) برس کے تھے، اور مدینہ میں سب سے آخر میں یہی صحابی فوت ہوئے۔ اکانوے (۹۱ھ) میں بقول بعض اس سے پہلے فوت ہوئے۔ واقدی فرماتے ہیں: سو (۱۰۰) سال زندہ رہے یہی قول ابو حاتم کا ہے، انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ سو (۱۰۰) سال سے زائد زندہ رہے۔ ایک قول ہے چھیا نوے (۹۶ھ) میں فوت ہوئے۔ ابن ابی داؤد کا گمان ہے کہ اسکندریہ میں وفات پائی۔ قتادہ سے مروی ہے، مضر میں فوت ہوئے۔ احتمال ہے کہ یہ قول وہم پر مبنی ہو درست یہ ہے کہ وہ ان کے بیٹے عباس تھے جن کا انتقال باہر ہوا۔

۳۵۳۵ سہل بن صخر

بن واقد بن عضمہ بن ابی عوف بن عبدمنانہ بن شحج بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمنانہ بن کنانہ لیشی۔ محمد بن سعد وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ بقول بعض: سہیل، ابن شاپین کی روایت ہے کہ سہیل بن صخر فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے! تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی: سہل۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب آ جاؤ“۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے فرمانے لگے: ”سہل! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مال سے نوازے تو اس سے غلام خرید لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کی لونڈی غلام میں بھلائی رکھی ہے“۔ ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی اور اس میں فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ روایت غریب ہے جو ہمیں صرف اسی سند سے معلوم ہے۔ طبرانی نے یہ روایت نقل کی تو ان کا نام سہیل بتایا۔ اور حدیث کو موقوف لکھا۔ بغوی موقوف حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: مجھے ان کی بحوالہ نبی ﷺ کوئی روایت معلوم نہیں۔ لیکن ان کا نام سہل بتایا۔

۳۵۳۶ سہل بن ابی صعصعہ انصاری

قیس کے بھائی۔ بقول ابن سعد اور عدوی: احد میں شریک ہوئے۔

۳۵۳۷ سہل بن عامر

بن سعد۔ بقول بعض: سہیل بن عامر بن عمرو بن ثقیف انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور عروہ نے بزم معونہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ سہل ان کے چچا تھے۔ ایک قول ہے: ان کے بھائی تھے۔

۳۵۳۸ (ز) سہل بن عبید

بن قیس۔ سہل بن مالک میں ذکر ہوگا۔

الثقات (۱۶۸/۳) * جامع المسانید (۹۱/۶) * الجرح والتعديل (۱۹۸/۴)

اسد الغابہ (۲۲۹۵) استیعاب (۱۰۹۶) تجرید (۲۴۴/۱) * الطبقات (۴۵/۷)

المعجم الكبير (۵۶۴۱/۶) جامع المسانید (۱۶۱/۶) * اسد الغابہ (۲۲۹۶)

اسد الغابہ (۲۲۹۸) استیعاب (۱۰۹۷) * تجرید (۲۴۵/۱) * المعجم الكبير (۵۶۴۶/۶) (۵۶۴۷/۶)

۳۵۳۹) سهل بن عتيك *

بن نعمان بن عمرو بن عتيك بن عمرو بن مبدول بن مالک۔ موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق * اور عروہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو معشر نے ان کے والد کا نام عبید بتایا ہے اور ابن مندہ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ ان سے پہلے طبرانی نے ابو معشر کی تردید کی ہے اور اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ ان کے والد کا نام عتيك ہے۔ ابن الاثیر * کی کتاب میں لکھا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام سہیل ہے۔

۳۵۴۰) سهل بن عتيك انصاری *

ابن مندہ نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے اور بطریق حمیدی ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس جب سهل بن عتيك کا جنازہ لایا گیا تو آپ نے ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور فاتحہ پڑھی۔ * محمد بن حسن اور ضحاک نے اسے موقوف کہا ہے اور بحوالہ یحییٰ فرمایا: زہری کی غریب حدیث ہے۔ صرف اسی سند سے مشہور ہے۔ طبرانی نے الاوسط میں اسی سند سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس جابر بن عتيك یا سهل بن عتيك کا جنازہ لایا گیا۔ یہ پہلے شخص تھے جن کا جنازہ جناز گاہ میں پڑھا گیا۔ پھر طویل حدیث نقل کی۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ”دوسری تکبیر کے بعد آپ نے اپنے آپ پر اور انبیاء پر درود بھیجا“۔ فرماتے ہیں: ابو عبادہ کے علاوہ کسی نے زہری سے یہ روایت نہیں نقل کی اور ان سے صرف یحییٰ بن یزید نوفلی نے، اس میں سلیم بن منصور منفرد ہے۔ ابن مندہ کے کلام سے، ان کی اور ان دونوں کی دعویٰ تفرّد ابی عبادہ کی تردید ہوتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے طبرانی نے یہ روایت یعقوب بن یزید سے بحوالہ زہری نقل کی لیکن اس میں ابن عتيك کا کوئی ذکر نہیں اور نہ یہ مذکور ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔ بلکہ ابن عباس کی موقوف حدیث ہے اور سند کے لحاظ سے شاذ ہے کیونکہ اس بارے میں زہری سے بحوالہ اصحاب رسول ﷺ موقوف حدیث ہے۔ اور بروایت زہری، محمد بن سوید سے بواسطہ ضحاک بن قیس بحوالہ حبیب بن مسلمہ بھی موقوف ہے۔

۳۵۴۱) سهل بن عدی *

بن زید بن عامر بن حشم بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابو عمر * نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۴۲) سهل بن عدی *

بن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ خزرجی۔ ان کے بھائیوں ثابت اور حارث کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے۔ طبرانی * کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: سهل بن عدی کو امیر بنائیں۔ انہی

* اسد الغابہ (۲۲۹۹) استیعاب (۱۰۹۸) * السیرة النبویة (۷۶/۲) * اسد الغابہ (۳۹۲/۲)

* اسد الغابہ (۲۳۰۰) * اسد الغابہ (۳۹۲/۲) * اسد الغابہ (۲۳۰۲) استیعاب (۱۰۹۹)

* استیعاب (۲۲۶/۲) * اسد الغابہ (۲۳۰۱) * المعجم الكبير (۱۰۴/۶)

کے ہاتھ پر کرمان فتح ہوا۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان نے ان کی مدد کی تھی۔ جن کا تذکرہ اپنی جگہ پر ہوگا۔

۳۵۲۳ (ز) سہل بن عدی تمیمی *

انصار کے حلیف۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہداء یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۲۴ سہل بن عمرو *

بن عبد شمس العامری۔ سہیل کے بھائی۔ ابن سعد کا بیان ہے: فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، مدینہ کے رہائشی تھے، وہیں ان کی حویلی ہے۔ بقول ابو عمر: * خلافت صدیقی یا فاروقی میں فوت ہوئے۔
میں کہتا ہوں: ان کی اہلیہ صفیہ بنت عمرو کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۵۲۵ سہل بن عمرو بن عدی *

بن زید بن ہشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ بقول ابو عمر: * اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔

۳۵۲۶ سہل بن عمرو انصاری * النجاری

ہجرت کی حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن اسحاق * کا قول ہے (آپ ﷺ کی) اونٹنی مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئی جو ان دنوں بنی نجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل صاحبزادگان عمرو کا باڑہ تھا، وہ دونوں معاذ بن عفراء کی کفالت میں تھے۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب روایت کرتے ہیں مسجد کی جگہ بنی نجار کے دو یتیم بچوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ ان کا نام سہل اور سہیل تھا جو عمرو کے صاحبزادے تھے۔ سہیلی نے ان میں اور سابقہ میں بحوالہ ابن کلبی یہ تطبیق نقل کی ہے کہ وہ دونوں سہل اور سہیل، رافع کے بیٹے تھے اور ان کا نام رافع بن عمرو تھا۔ ابن شہاب اور ابن اسحاق کا قول زیادہ وزنی ہے۔ رہا یہ اختلاف کہ وہ کسی کی پرورش میں تھے، اس میں یوں تطبیق ممکن ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ دونوں کی زیر پرورش تھے۔ اسی بنا پر صحیح میں لکھا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنی نجار! مجھ سے اس جگہ کی قیمت لے لو“۔

۳۵۲۷ (ز) سہل بن قرط انصاری

اوسی از بنی عمرو بن عوف۔ دارقطنی کا قول ہے: معاذہ بنت عبداللہ سے شادی کی تھی۔ انہیں بیوہ چھوڑ کر فوت ہوئے تو حمیر بن عدی نے ان سے نکاح کیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وضاحت معاذہ کے حالات میں بیان ہوگی۔

۳۵۲۸ سہل بن قرظہ *

بن قیس بن عنترہ بن امیہ بن زید بن مالک بن اوس۔ بقول طبری اور ابن شاہین: اُحد میں شریک ہوئے۔

* اسد الغابہ (۲۳:۳) * اسد الغابہ (۲۳:۵) استیعاب (۱۱:۰) (۲۲۶/۲) * استیعاب (۲۲۶/۲)

* اسد الغابہ (۲۳:۶) استیعاب (۱۱:۱) * استیعاب (۲۲۶/۲) * اسد الغابہ (۲۳:۴)

* السیرة النبویہ (۱:۵/۲) * اسد الغابہ (۲۳:۷)

۳۵۴۹ * سهل بن قيس *

بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے شہداء احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ احد میں مشہور قبر والے یہی ہیں۔ والدہ کا نام نائلہ بنت سلامہ بن اس اشہلیہ تھا۔ ابن سعد * کا قول ہے: ان سهل کی اولاد سے ایک مرد اور ایک عورت بچی تھی۔

۳۵۵۰ * سهل بن قيس مزني *

ابن مندہ کی روایت ہے کہ سهل بن قيس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مال قرض میں دے دیا اس پر زکوٰۃ نہیں“۔ * ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب حدیث ہے جو ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۵۵۱ * سهل بن قيس انصاري *

حضرت حمزہ کے ساتھ مدفون ہیں۔ عمرو بن سہیل بن قيس کے حالات میں ذکر ہوگا۔ میرے خیال میں یہ سهل بن قيس بن ابی کعب ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

۳۵۵۲ * سهل بن منجاب تميمي *

طبری * کا بیان ہے بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر نبی ﷺ کے عامل تھے۔ نبی ﷺ کی وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔

۳۵۵۳ * (ز) سهل بن مالك *

بن ابی کعب بن القین انصاری۔ کعب بن مالک مشہور شاعر کے بھائی۔ بقول ابن حبان: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ سیف بن عمر ”الفتوح“ کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس آئے تو منبر پر چڑھ کر یہ اعلان کیا: ”لوگو! مجھے ابو بکر کی طرف سے کبھی کوئی اذیت نہیں پہنچی“۔ (حدیث) * یہی روایت ابن شاہین اور ابو نعیم نے بطریق سهل طویل نقل کی ہے اور ابن مندہ نے بطریق خالد بن عمرو اموی بحوالہ سهل انہی الفاظ میں نقل کر کے فرمایا: غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: خالد بن عمرو متروک ہے۔ اور اس کی روایت کردہ احادیث بے اصل ہوتی ہیں۔

ابوعوانہ اور طحاوی کی بحوالہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک انہوں نے اپنے چچا کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا جو ابن ابی الحقیق یہودی کو قتل کرنے گئے تھے۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ ان کے چچا کا نام سهل ہے، لیکن یہ روایت ابوعوانہ اور طحاوی نے دوسری دوسندوں سے بواسطہ زہری انہوں نے عبدالرحمن سے بحوالہ اپنے

* اسد الغابہ (۲۳/۹) استیعاب (۱۱۰/۲) تجرید (۲۵۴/۱) * الطبقات (۱۱۹/۳) * اسد الغابہ (۲۳۱۰) تجرید (۲۵۴/۱)

* مجمع الزوائد (۷۹/۳) کنز العمال (۱۵۸۴۷) الکامل فی الضعفاء (۲۲۱۱/۶) جامع المسانید (۵۶۴۰/۶)

* اسد الغابہ (۲۳۱۲) * تاریخ طبری (۲۶۸/۲) * اسد الغابہ (۲۳۱۱) استیعاب (۱۱۰/۳)

* الثقات (۱۷۰/۳) * المعجم الكبير (۵۶۴۰/۶)

والد نقل کی ہے۔ دمیا طی کا گمان ہے کہ سہل بن یوسف کے دادا سہل بن قیس بن ابی کعب ہیں جن کا تذکرہ ابھی ہوا ہے۔ اس کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ہم نے فوائد ابنوسی میں نقل کی ہے۔

اسی طرح ابن عبدالبر* کا گمان ہے کہ یہ سہل بن مالک بن عبید بن قیس انصاری ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ "سہل بن عبید بن قیس کہا جاتا ہے"۔ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ فرماتے ہیں: بقول بعض: حجازی تھے، مدینہ میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی روایت کردہ حدیث کا مدار خالد بن عمرو پر ہے، جو متروک ہے۔ نیز ان کی حدیث کی سند میں مجہول اور ضعیف راوی ہے۔ مدار سہل بن یوسف بن سہل بن مالک پر یا مالک بن یوسف بن سہل بن عبید پر ہے۔ بہر کیف یہ حدیث منکر ہے یا موضوع ہے۔ ان میں طبرانی سے وہم واقع ہوا ہے۔ انہوں نے مقدمی کے طریق سے بواسطہ یوسف بن محمد بن بحوالہ سہل بن یوسف روایت کی ہے۔ ضیاء مقدسی کو اسی طریق سے دھوکا ہوا ہے چنانچہ انہوں نے "مختارہ" میں یہ حدیث اسی طریق سے نقل کی ہے جو وہم ہے۔ کیونکہ اس سند سے دو شخص چھوٹ گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ علی بن محمد بن یوسف نے یہ حدیث قتبان بن ابی ایوب سے بواسطہ خالد بن عمرو بن سہل بن سنی ہے۔ دارقطنی نے "الافراد" میں یہ اعتماد ظاہر کیا ہے کہ خالد بن عمرو اس روایت کو سہل سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔ سیف بن عمرو کے طریق سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ ابن قانع کو بھی اس میں خطبہ ہوا چنانچہ انہوں نے مذکورہ حدیث "سہل بن حذیفہ" کی مسند میں شامل کی ہے۔

۳۵۵۴ سہل بن نسیر

بن عنینس انصاری اوسی ظفری ان کے والد کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۳۵۵۵ (ز) سہل بن وہب

بن ربیعہ۔ وہی ابن بیضاء ہیں جن کا پہلے ذکر ہوا ہے۔

۳۵۵۶ (ز) سہل*

بے نسبت۔ مولا بنی ظفر۔ بقول ابن کلبی، ابن سعد اور ابن شاہین غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔

۳۵۵۷ سہل بن فلان

بن عبادہ انصاری خزرجی۔ سعد بن عبادہ کے بھتیجے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ صحابی رسول ﷺ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "انصار کا بہترین گھرانہ بنی نجار کا ہے"۔* (حدیث) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہیں کچھ قلبی صدمہ ہوا فرمانے لگے: میرے گدھے پر پالان رکھو میں نبی ﷺ کے پاس جاتا ہوں۔ تو حضرت سہل کے بھتیجے نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی بات واپس کرنا چاہتے ہیں؟ جبکہ اللہ اور رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے تو آپ نے حکم دیا تو اس کا پالان اُتار لیا گیا۔ اس کی اصل مسند میں ہے، ابن ابی خيثمه نے بھی اسے نقل کیا ہے، مجھے کتابوں مسندوں اور انصار کے انساب میں سہل کا ذکر نہیں ملا۔ قالہ اللہ اعلم

* استيعاب (۲۲۷/۲) * اسد الغابہ (۲۰۹۷) استيعاب (۱۱۰۳) * مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۱۷۹)

۳۵۵۸ سہل انصاری (ایاس کے والد - بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی اور باوردی کی بطریق ابو حازم روایت ہے کہ وہ اس بن سہل انصاری جو بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی مسجد میں بیٹھے۔ وہ کہنے لگے: کیا میں تمہیں اپنے والد کے حوالہ سے بیٹ نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک اپنی مجلس میں بیٹھا ہا کروں یہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمدہ گھوڑے باندھنے سے زیادہ پسند ہے۔“ * اس کی سند میں محمد بن ابی حمید ہے جو ضعیف راوی ہے۔ بغوی کی کتاب میں محمد بن ابراہیم لکھا ہے، لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ کون ہیں، میرا خیال ہے یہ وہی ہیں۔

۳۵۵۹ (ز) سہل انصاری (دوسرے ہیں)

اخبار مدینہ میں عمر بن شہب لکھتے ہیں: یہ آیت ”اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو پاک صاف رہنا پسند کرتے ہیں۔“ * قباء کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

۳۵۶۰ سہم ابن عمرو الاشعری

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابو موسیٰ کے ساتھ کشتی میں آئے پھر شام فروکش ہوئے۔

۳۵۶۱ سہم بن مازن

یا ابن مذرک۔ یزید بن سنان کے دادا زید نامی حضرات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

سہیل نامی حضرات

۳۵۶۲ سہیل ابن بیضاء *

ان کا نسب ان کے بھائی سہل کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ بیضاء ان دونوں کی والدہ ہیں۔ ابن اسحاق * کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے اور نو (۹ھ) میں فوت ہوئے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کا گمان ہے: یہی بدر میں قید ہوئے تو ابن مسعود نے ان کی گواہی دی۔ واقدی نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: وہ ان کے بھائی سہل ہیں، ابن کلبی کے قول کی تائید طبرانی کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ جو صحیح سند کے ذریعہ بواسطہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز فرمایا: ”ان کافروں میں سے کوئی بھی فدیے اور گردن اڑائے بغیر نہیں چھوٹ سکتا۔“ * عبد اللہ بن مسعود عرض کرنے لگے: صرف سہیل ابن بیضاء، میں نے انہیں اسلام کا ذکر خیر کرتے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: صرف سہیل ابن بیضاء۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں بحوالہ سہیل ابن بیضاء جن کا تعلق بنی عبدالدار تھا، فرمایا: ایک دفعہ ہم

* کنز العمال (۳۵۵۴) المطالب العالیہ (۲۸۵) * سورة التوبة: ۱۰۸ * اسد الغابہ (۲۳۱۵) استیعاب (۱۱۰۵)

* السیرة النبویة (۲۵۶/۱) (۲۴۷/۲) * ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورة الانفال (۳۰۸۴) مسند احمد (۳۸۴/۱)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ طبرانی میں یہ روایت اسی سند سے بحوالہ سہیل ابن بیضاء منقول ہے ایک دفعہ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سہیل ابن بیضاء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اچانک آپ فرمایا: ”سہیل ابن بیضاء“ اور پھر اپنی آواز بلند کی۔ (حدیث)

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں یہ مرسل ہے، کیونکہ سعید بن الصلت نے سہیل کو نہیں دیکھا، یہی ہے اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل ابن بیضاء کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھایا۔ (مسلم) اس معلوم ہوا کہ وہ نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے۔ ابن سعد نے ان کی تاریخ وفات ۹ھ لکھی ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: سعد بن الصلت، عبد اللہ بن انیس بحوالہ سہیل ابن بیضاء روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح بغوی کے ہاں ہے، اکثریت جس نے یہ روایت نقل کی ہے انہوں نے ابن انیس کا ذکر نہیں کیا۔ مسند احمد میں یہ روایت تین طرق سے بواسطہ یزید بن الہادی مروی ہے، اس میں عبد اللہ بن انیس کا ذکر نہیں۔ اور بعض نے سعد بن الصلت کا ذکر بھی نہیں کیا۔ بعض نے اس میں محمد بن ابراہیم کا نام ساقط کر دیا ہے۔ صحیح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں انہیں شراب پلانے والے کا ذکر ہے، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا: اسے بہادو! تو ان میں کسی طریق میں سہیل ابن بیضاء کا ذکر بھی ہے۔

۳۵۶۳ سہیل بن حنظلہ

بقول بعض: ابن حنظلہ العیشی حسن بن سفیان بطریق قتادہ بواسطہ ابو العالیہ بحوالہ سہیل ابن حنظلہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اکٹھی ہو جب وہ جانے لگتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں تمہاری مغفرت کر دی گئی“۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: مسلم بن ابراہیم بواسطہ ابان، قتادہ سے پھر سہیل ابن حنظلہ العیشی روایت کرتے ہیں میں کہتا ہوں: یہ روایت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مسلم سے سہیل ابن حنظلہ انصاری کے حالات میں نقل کی ہے۔ پھر فرمایا بقول بعض: یہ پہلے کے علاوہ ہیں۔ ابو الفرج کا بیان ہے کہ سہیل ابن الحنظلہ غنوی ہیں۔

۳۵۶۴ (ن) سہیل بن حنظلہ

بن الطفیل العامری۔ عامر بن الطفیل کے بھتیجے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا۔ ان کے واقعے کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔

۳۵۶۵ سہیل بن خلیفہ المنقری

ابوسوید۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

المستدرک (۶۳۰/۳) المعجم الكبير (۲۵۷/۶) الجرح والتعديل (۲۴۵/۴) الطبقات الكبرى (۳۰۲/۳) اسد الغابہ (۲۳۱/۶) المعجم الكبير (۶۰۳۹/۶) مجمع الزوائد (۷۷/۱۰)

۳۵۶۶) سہیل بن دعد

وہی ابن بیضاء ہیں، بیضاء لقب ہے۔

۳۵۶۷) سہیل بن رافع

بن ابی عمرو بن عائد بن ثعلبہ بن غنم انصاری۔ ابن اسحاق نے شرکاء بدر و احد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: باڑے کے دو مالکوں میں سے ایک یہ تھے۔

۳۵۶۸) سہیل بن سعد ساعدی

سہیل کے والد، ان کے بھائی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ سہیل بن سعد، جو سہیل کے بھائی ہیں، نے فرمایا: میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے بھی نماز پڑھ لی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے مجھے رکوع کرتے دیکھا تو فرمایا: ”یہ کونسی دو رکعتیں ہیں؟“ میں نے بتایا تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ کی عادت تھی جب کسی بات پر راضی ہوتے تو اکثر خاموش رہتے۔ اس کی سند میں عمرو بن قیس ہے۔ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ درست سند یوں ہے: قیس بن عمرو سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت انہیں یاد ہے تو صحیح ورنہ مختلف واقعات ہونے میں کوئی ممانعت نہیں۔

۳۵۶۹) (ن) سہیل بن السمط

سہیل ابن بیضاء کی حدیث میں بروایت بخوی ان کا ذکر آتا ہے۔ خطیب نے المتفق میں بطریق ابی القاسم البخوی روایت کی ہے کہ سہیل بن السمط نے فرمایا: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، سہیل ابن بیضاء آپ ﷺ کے ساتھ سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سہیل! اور پھر اپنی آواز بلند کی...“ (حدیث) یہی روایت انہوں نے پہلے بطریق عبدالعزیز بن ابی حازم بحوالہ سعد نقل کی ہے، لیکن اس میں کہا: سہیل ابن بیضاء سے مروی ہے، ایک دفعہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سہیل ابن بیضاء آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سہیل ابن بیضاء! اور دو یا تین بار آواز بلند کی، ہر بار سہیل انہیں جواب دیتے۔ جونہی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو قافلے میں کھلبلی مچ گئی۔ وہ سمجھے کہ آپ ﷺ ہم سے مخاطب ہیں۔ چنانچہ جو آگ تھے بیٹھے گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ آگے آئے یہاں تک کہ سارے اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم حرام کر دیتا اور جنت اس کے لیے لازم کر دیتا ہے۔“ امام احمد رحمہ اللہ نے یہی روایت نقل کی لیکن یزید کے شیخ میں اختلاف کیا اور ان کے بدلے محمد بن ابراہیم کہا کہ بحوالہ سہیل ابن بیضاء مروی ہے: رسول

اسد الغابہ (۲۳۱۸) استیعاب (۱۱۰۷)

المستدرک (۲۷۵/۱) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۵۴/۲) السنن الکبریٰ (۴۵۶/۲) (۴۸۳/۲)

مسند احمد (۴۵۱/۳) المستدرک (۶۳۰/۳) مجمع الزوائد (۱۶/۱)

سہیل جب اسلام لائے تو ان کا اسلام قابل تعریف تھا۔ بیہتی نے دلائل میں بحوالہ محمد بن الحنفیہ روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کی: ”مجھے اجازت دیجئے میں سہیل کی بیٹی توڑ دوں تاکہ وہ ہم سے گفتگو نہ کر سکے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو، شاید یہی بیٹی کسی دن تمہیں خوش کر دے۔“ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا: ”جو شخص محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو اس کا معبود فوت ہو چکا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔“ اس کا پہلا حصہ یونس بن بکیر نے مغازی ابن اسحاق میں بواسطہ ان کے بحوالہ محمد بن عمرو بن عطاء نقل کیا ہے، جو حاملیات میں بطریق سعید بن ابی ہند بواسطہ عمر بنحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا موصولاً مروی ہے۔ ابن خالویہ کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹی کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ سہیل کا اوپر والا ہونٹ پھٹا ہوا تھا اور جس شخص کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا اگر اس کے سامنے کے دانت ٹوٹ جائیں تو وہ بات نہیں کر سکتا۔ یہی اس میں راز ہے۔

واقندی نے بحوالہ مولا سہیل بحوالہ سہیل روایت کی ہے، فرماتے ہیں: بدر کے روز میں نے زمین و آسمان کے درمیان نشان زدہ سیاہ و سفید رنگوں والے گھوڑوں پر مرد دیکھے جو جنگ کر کے قید کر رہے تھے۔ ابو قرہ بطریق ابن ابی حسین روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں آپ زم زم کا ہدیہ بھیجا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں اور باوردی نے بطریق حمید بحوالہ حسن روایت کی ہے کہ مہاجرین و انصار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر تھے جنہیں ان کے مراتب کے لحاظ سے اجازت دے رہے تھے وہیں طلقاء (فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والوں) کی ایک جماعت موجود تھی۔ تو یہ لوگ ایک دوسرے کا منہ مکنے لگے۔ حضرت سہیل بن عمرو نے فرمایا: اپنے آپ کو کوسو لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی اور تمہیں بھی لوگوں نے جلدی کی اور تم نے تاخیر کی، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب جنت کے دروازوں پر بلایا جائے گا۔ اس کے بعد وہ جہاد میں شامل ہو گئے۔ ابن المبارک نے ”کتاب الجہاد“ میں اس سے مکمل روایت کی ہے۔ ابن شاہین کی بطریق ثابت البنانی روایت ہے کہ سہیل بن عمرو نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس جس جگہ میں مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا ہوا وہیں مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف لڑوں گا اور جیسی رقم میں نے مشرکین کی حمایت میں خرچ کی ویسی ہی مسلمانوں پر خرچ کروں گا، تاکہ میری ایک نیکی دوسری برائی کے پیچھے لگ جائے۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے، سہیل کی وفات طاعون سے اٹھارہ (۱۸ھ) میں ہوئی۔ بقول بعض: یرموک میں شہید ہوئے۔ خلیفہ کا قول ہے: مرج الصفر میں شہادت پائی، پہلا قول زیادہ افراد کا ہے کہ وہ طاعون سے فوت ہوئے۔ یہی روایت ابن سعد نے اپنی سند سے بحوالہ ابوسعید بن ابی فضالہ جو صحابی رسول ﷺ ہیں روایت کی ہے، فرمایا: میں اور سہیل بن عمرو اکٹھے شام گئے، میں نے انہیں فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم میں سے کسی کا اپنی عمر کی ایک گھڑی اللہ کی راہ میں کھڑے ہونا اپنے گھر میں عمل کرنے سے بہتر ہے۔“ سہیل فرماتے ہیں: اسی بنا پر میں مرتے دم تک جہاد میں رہتا ہوں اور مکہ لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ شام میں ہی مقیم رہے بالآخر طاعون عمواں میں فوت ہو گئے۔

❖ دلائل النبوة (۳۶۷/۶) الدر المنثور (۸۱/۲) ❖ المعجم الكبير (۶۰۳۸/۶)

❖ مسند احمد (۹۷۶۹)

۳۵۴۵ (ن) سہیل بن عمرو الجعفی

تالیف قلبی والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جس کے متعلق عبدالرحمن بن یربوع کے حالات میں حدیث گزر چکی ہے۔

۳۵۴۶ سہیل بن قیس

بن ابی کعب انصاری۔ کعب کے چچا زاد بھائی، ابن کلبی کا بیان ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ پہلے سہیل کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ معلوم نہیں آیا دونوں ایک ہیں یا جدا جدا دو شخص ہیں۔

۳۵۴۷ (ن) سہیل الثقفی

بقول بعض: عمرو بن سفیان۔ حاء کی قسم رابع میں حارث بن بدل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب سین کے بعد واؤ

۳۵۴۸ سواہ بن حارث معاری

ابن سعد کا بحوالہ ابو جزہ سعدی کا بیان ہے: محارب کا ۱۰ افراد پر مشتمل ایک وفد آیا، جن میں سواہ بن حارث اور ان کا بیٹا خزیمہ بن سواہ تھا۔ یہ لوگ اسلام لے آئے اور انہیں بھی آپ ﷺ نے ویسے ہی نوازا جیسے وفد کو تحائف وغیرہ سے نوازتے تھے۔ طبرانی اور ابن شاہین کی روایت ہے کہ عمارہ بن خزیمہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سواہ بن حارث سے گھوڑا خریدا تھا، جس کا انہوں نے انکار کر دیا، تو خزیمہ بن ثابت نے آپ ﷺ کے بارے میں گواہی دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خزیمہ تم کیسے گواہی دے رہے ہو جبکہ موقع پر تم موجود نہ تھے؟“ عرض کی: ”اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی سچائی کی وجہ سے، کیونکہ آپ ﷺ صرف حق سچ بات ہی کہتے ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے انہیں یہ تمغہ امتیاز دیتے ہوئے فرمایا: ”خزیمہ جس کے حق میں یا جس کے خلاف گواہی دے دے تو اس کے لیے کافی ہے (یعنی اکیلے ان کی گواہی دو آدمیوں کے برابر ہے)۔“ یہی روایت ابن شاہین نے نقل کی تو کہا: سواہ بن قیس سے مروی ہے جو میرے خیال میں وہم ہے۔ اسی طرح ابن شاہین اور ابن مندہ ایک اور سند سے بواسطہ زید بن حباب بحوالہ مطلب بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بنی حارث بن سواہ سے پوچھا: تمہارے ہی بڑے نے رسول اللہ ﷺ کے سودے کا انکار کیا تھا؟ وہ کہنے لگے: ایسا مت کہو۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک اونٹ دیا تھا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔“ چنانچہ اسی کی کمائی سے ہم نے اونٹوں کا چرواہا اور پانی ڈھونے کا اونٹ حاصل کیا۔ اصل واقعہ جو قدرے طویل ہے ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے۔ یعنی سند عالی طریق سے ہمیں محمد بن یحییٰ ذہلی کے جزء میں بطریق زہری لکھی ہوئی ملی ہے کہ عمارہ بن خزیمہ انصاری نے بحوالہ اپنے چچا جو صحابی ہیں مجھ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے ایک دیہاتی سے اونٹ خریدا تو وہ اعرابی آپ سے نیا سودا

اسد الغابہ (۲۳۲۶) تجرید (۲۴۷/۱) المعجم الكبير (۱۰۵/۶)

اسد الغابہ (۲۳۲۷) تجرید (۲۴۷/۱) المعجم الكبير (۳۷۳۰/۶)

کرنے لگا تاکہ اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کر لے، آپ ﷺ لمبے قدم بھر کر چل دیئے۔ پھر لوگ آ کر اس سے بھاؤ کرنے لگے۔ پھر وہ حدیث اور واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے وہ اعرابی کہنے لگا: کوئی گواہ لائیے جو یہ گواہی دے کہ یہ گھوڑا میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص آتا وہ یہی کہتا: ارے تیرا ناس ہو! نبی ﷺ حق بات ہی کہتے ہیں۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت آگئے، انہوں نے نبی ﷺ کی یاد دہانی اور اعرابی کی تردید سن کر فوراً عرض کی: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اس سے گھوڑا خرید لیا تھا۔“ نبی ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ”تم کیسے گواہی دیتے ہو؟“ عرض کی: آپ ﷺ کو سچا جاننے کی وجہ سے۔ تو نبی ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دی۔

۳۵۷۹ (ز) سواہ بن الحارث

بن ظالم بن حداد بن ذہل بن طریف بن محارب بن محارب بن خصفہ، عاصم کے بھائی۔ عاصم کے حالات میں ان کی حدیث بیان ہوگی، لہذا لکھ لیا جائے۔ آیا وہ یہی سواہ بن حارث ہیں یا کوئی اور؟ شاید یہ پہلے والے ہیں۔

۳۵۸۰ سواہ بن خالد

اپنے بھائی حبہ بن خالد کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے، کعب نے بحوالہ اعمش ان کا نام سواہ بتایا ہے، پہلا معتبر ہے۔

۳۵۸۱ (ز) سواد

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن کعب بن سلمہ خزرجی۔ ابن کلبی کا بیان ہے بدر میں شریک ہوئے۔ بقول بعض: ان کا نام زُرَیق، یزید یا رزن ہے۔

۳۵۸۲ سواد بن عمرو

بن عطیہ بن خنساء بن مبدول بن عمرو بن غنم انصاری۔ بقول بعض: سوادہ۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سواد بن عمرو انصاری نے فرمایا: میں نے عرض کی: ”اللہ کے رسول ﷺ! میں ایسا شخص ہوں جسے خوبصورتی اور جمال (یعنی اچھا پہننا، اچھا کھانا) پسند ہے...“ (حدیث) اسی میں ہے: ”تکبر حق کو جھٹلانے اور لوگوں کو گھٹیا سمجھنے کا نام ہے۔“ امام بخاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، یعنی ابن سیرین کا ان سے سماع نہیں۔ اسی طرح بغوی نے ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے، جو بروایت حسن بصری ان سے مروی ہے اور اسے مرسل نقل کیا کہ ان کا ان سے سماع نہیں۔ بعد والی شخصیت میں ان کا تذکرہ کروں گا۔

ابوداؤد کتاب الاقضية (۳۶۰۷) نسائی کتاب البيوع (۴۶۶۱) مسند احمد (۲۱۶/۵) الطبقات (۹۱/۴)

اسد الغابہ (۲۳۳۰)

اسد الغابہ (۲۳۳۱) استيعاب (۱۱۱۲) تجريد (۲۴۷/۱)

مسلم کتاب الايمان باب تحريم الكبر و بيانہ (۱۴۷) ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء في الكبر (۱۹۹۹)

اتحاف السادة المتقين (۳۳۸/۸) (۴۹۰/۱۰)

التاريخ الكبير (۲۰۲/۲)

۳۵۸۳ سواد بن غزیه انصاری

از بنی عدی بن النجار۔ بقول بعض سوادہ، ایک قول ہے: بلوی ہیں اور انصار کے حلیف ہیں۔ بلوی کی واؤ مخفف ہے۔ سہیلی نے واؤ مشدّد لکھی ہے۔ ابو حاتم * کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ انہوں نے ہی خالد بن ہشام مخزومی کو قید کیا تھا۔ دارقطنی کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی ﷺ نے سواد بن غزیه کو، جو بنی عدی کے تھے، روانہ کیا اور خیبر کا امیر بنایا جو آپ کے پاس وہاں کی کھجوریں لائے۔ (حدیث) صحیحین میں بغیر نام اس کا ذکر ہے۔ دارقطنی کے کسی نسخہ میں سوار لکھا ہے جس کے متعلق ابو عمر * فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ابن شاہین نے دارقطنی کے شیخ ابن صاعد سے بحوالہ ان کے درست نقل کیا ہے، اور خطیب کی المہمات میں ایک روایت ہے کہ خیبر کے امیر کا نام فلاں ابن صعصعہ ہے۔ ابن اسحاق کی بواسطہ جنان بن واسع بحوالہ ان کی قوم کے بزرگوں سے روایت ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے صفیں درست کیں، آپ کے ہاتھ میں پیالہ تھا، سواد بن غزیه کے پاس سے گزرے تو ان کے پیٹ میں پیار سے کچوکا لگایا تو وہ عرض کرنے لگے: آپ نے مجھے تکلیف دی ہے میں نے بدلہ لینا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو وہ آپ سے لپٹ کر آپ کے پیٹ کو چومنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعاء خیر کی۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: یہی واقعہ سواد بن عمرو کے حوالہ سے بھی مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: دو واقعات ہونے میں کوئی ممانعت نہیں جبکہ سبب بھی مختلف ہو۔ عبدالرزاق کی روایت ہے آپ ﷺ کھجور کی شاخ لے کر گزر رہے تھے جو سواد بن غزیه انصاری کے لگ گئی، پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ معمر بحوالہ ایک شخص روایت کرتے ہیں جو حسن بصری سے اس کے مفہوم میں مروی ہے، لیکن اس میں کہا: وہ شاخ سوادہ بن عمرو کے لگ گئی۔ اور بغوی کی روایت ہے کہ سوادہ بن عمرو رنگدار خوشبو لگاتے تھے۔ آپ نے انہیں اس سے منع کر دیا۔ ایک دن آپ سے ملاقات ہوئی آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی جس کا کچوکا انہیں لگایا تو وہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: بدلہ لے لو! * انہوں نے شاخ پھینک کر آپ ﷺ کے پیٹ کو چومنا شروع کر دیا۔ حسن فرماتے ہیں: اسلام نے انہیں بدلہ لینے سے روکا۔

۳۵۸۴ سواد بن قارب الدوسی یا السدوسی

امام بخاری، * ابو حاتم، * بردیجی اور دارقطنی کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی خيثمة اور محمد بن ہارون روایاتی کی بطریق ابو جعفر باقر روایت کی ہے کہ سواد بن قارب دوسی نامی ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سواد! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں اب بھی اپنی کہانت اچھی طرح آتی ہے؟“ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم!

- * اسد الغابہ (۲۳۳۲) استیعاب (۱۱۱۳) تجرید (۲۴۸/۱) * الجرح والتعديل (۳۰۳/۲)
- * استیعاب (۲۳۲/۲) * السيرة النبوية (۲۰۲/۲) * استیعاب (۲۷۲/۲)
- * السنن الكبرى (۴۹/۹) المعجم الكبير (۱۷۵/۱) كنز العمال (۴۰۲۲۲)
- * اسد الغابہ (۲۳۳۳) استیعاب (۱۱۴) تجرید (۲۴۸/۱) * التاريخ الكبير (۲۰۲/۲)
- * الجرح والتعديل (۳۰۳/۴)

امیر المؤمنین! جیسا آپ نے میرا استقبال کیا ایسا آپ کے کسی ہمنشین نے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: سواد! سبحان اللہ! ہم تمہاری کہانت سے زیادہ اپنے شرک پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ ہمیں اپنی بات سناؤ! وہ کہنے لگے: وہ تو بڑی عجیب ہے۔ ایک دفعہ جاہلیت میں سویا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس سرگوشی کرنے والا جن آ کر کہنے لگا اس نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگا کر جگایا۔ سواد بن قارب! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے سنو! میں نے کہا: بتاؤ! ع

”مجھے جنوں اور ان کی نجاستوں پر تعجب ہوتا ہے جب وہ بھورے رنگ کے اونٹوں پر ناٹ ڈالے جا رہے تھے۔ وہ مکہ ہدایت تلاش کرنے گئے۔ ان کے مسلمان ان کے مشرکوں کی طرح نجس نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ کا رخ کر اور اپنی آنکھیں سر کی طرف اٹھا۔“ *

پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس کا ایک اور طریق ہے جو ابن شاپین نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دوس کا ایک شخص جسے سواد بن قارب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر لمبا واقعہ نقل کیا جس کے آخر میں ہے۔ میرے لئے اس دن کے واسطے سفارشی بن جا، جو سواد بن قارب کو تمہارے علاوہ فائدہ دینے والا نہیں۔ اس کا ایک تیسرا طریق بھی ہے جسے حسن بن سفیان نے بطریق حسن بن عمارہ بحوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمن نقل کیا ہے کہ سواد بن قارب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر طویل حدیث روایت کی۔ اس کا چوتھا طریق امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں، بغوی اور طبرانی نے بطریق عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے کہ میں نے سعید بن جبیر کو فرماتے سنا: مجھے سواد بن قارب نے بتایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا..... پھر لمبا واقعہ بیان کیا۔ اور دوسرا واقعہ نہیں نقل کیا۔ اس کا پانچواں طریق حسن بن سفیان، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے بطریق عثمان بن عبد الرحمن الوقاصی بواسطہ محمد بن کعب قرظی نقل کیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس کا چھٹا طریق بیہقی نے دلائل میں بطریق ابواسحاق بحوالہ براء بن عازب نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے: لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب ہے، پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اس واقعہ کی اصل صحیح بخاری میں بطریق سالم بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس چیز کے بارے میں یہ کہتے سنا کہ میرا اس کے متعلق یہ خیال ہے تو وہ ایسی ہی ہوتی، چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے ایک حسین و جمیل شخص گزرا، آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے مذہب پر ہے یا یہ پہلے کا ہن (نجومی) تھا، اس شخص کو میرے پاس لایا جائے۔ * پھر آپ نے اسے بلا بھیجا اور مختصر واقعہ نقل کیا۔ بیہقی فرماتے ہیں: لگتا ہے وہ سواد بن قارب ہی تھے۔

ابویعلیٰ القالی کا قول ہے: قبیلہ طے کے پانچ آدمی جن کا تعلق ذوالحجاء سے تھا، جن میں برج بن مسھر (جنہوں نے لمبی عمر پائی تھی) انیف بن حارثہ بن لاکم، عبد اللہ بن سعد حاتم کے والد، عارف شاعر، اور مرزہ بن عبد رضا شامل تھے۔ یہ سب حضرات سواد بن قارب کے علم کا امتحان لینے ان کے پاس پہنچے۔ آپس میں کہنے لگے: ہر شخص کوئی خفیہ بات سوچ لے جس کا اپنے ساتھیوں کو پتہ نہ لگنے دے۔ اگر اس نے صحیح بتایا تو ہمیں اس کے علم کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر غلط بتایا تو ہم واپس آ جائیں گے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہیں اونٹ اور دوسری چیزوں کا ہدیہ پیش کیا۔ انہوں نے ان کے لئے خیمہ لگوایا اور ان کی نیابت کے لیے اونٹ ذبح کیا۔ جب

تین دن گزر گئے تو انہیں اپنے ہاں بلایا۔ سب سے پہلے برج نے بات کی جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا۔ پھر وہ واقعہ ذکر کیا جس میں ان کی چھپائی ہوئی باتوں کی پہچان و اطلاع تھی، اسی طرح ان کی ذاتوں اور نسبوں کا علم بھی تھا۔ جس پر عارف شاعر نے کہا: ”خبر دار! اللہ کے لئے علم ہے جسے کتابوں میں نہیں چھپایا جاتا جو سواد کے محلہ میں ہے جب ہم نے اپنی منتخب چیزوں کو چھپایا تو وہ اس کے سامنے ایسے عیاں تھیں جیسے وہ واضح کر رہا ہے یا آواز دے رہا ہے۔“

۳۵۸۵ سواد بن قطبہ

حزہ بن یوسف سہمی نے جرجان آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۵۸۶ سواد بن مالک

بن سواد الداری۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبد الرحمن رکھا تھا۔

۳۵۸۷ سواد بن مالک بن تمیمی

سیف نے ”الفتوح“ میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں اپنے پہلے سریے کا امیر بنایا تھا اور دوسری بار انہیں پہلے دستوں کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ انہوں نے قادسیہ کے محاصرہ کے دوران حملہ کیا اور ان کے تین سو (۳۰۰) جانور لوٹ لیے جنہیں گھی سے لاد کر لے آئے اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

۳۵۸۸ (ن) سواد بن مقرن المزنی

بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ فتوح میں ان کا ذکر ملتا ہے، ان کے بھائی نعیم بن مقرن نے انہیں ”قومس“ کی مہم پر روانہ کیا جسے یہ صلح سے فتح کر لائے اور جرجان کے حاکم نے ان سے خط و کتاب کی اور جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ بقول بعض: یہ سوید ہیں جن کا ذکر عنقریب ہوگا، شاید تصغیر ان کا لقب ہے۔

۳۵۸۹ سوادہ ابن الربیع الجرمی

بقول امام بخاری رحمہ اللہ: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بصریوں میں شمار ہوتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت ہے سوادہ بن الربیع نے فرمایا: میں نے آ کر نبی ﷺ سے ضرورت کا جانور مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے دینے کے لئے اونٹوں کا فرمان جاری کیا۔ پھر فرمایا: ”جب تم اپنے بیٹوں کے پاس پہنچنا تو ان سے کہنا وہ ان کی غذا اور چارے کا اچھے طریقے سے بندوبست کریں اور (دودھ دوہنے کے لیے) اپنے ناخن کاٹ کر رکھیں۔“ (حدیث) بغوی کی دوسری سند سے روایت ہے کہ سوادہ نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس اپنی والدہ کو لایا آپ نے ان کے لیے ایک بکری دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ”اپنے بیٹوں سے کہنا وہ اپنے ناخن لیں۔“ (حدیث) طبرانی اور ابن شاہین کی بحوالہ سوادہ بن الربیع مرفوع روایت ہے: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی باندھ دی گئی“

اسد الغابہ (۲۳۳۴) * اسد الغابہ (۲۳۳۵) * اسد الغابہ (۲۳۳۷) استیعاب (۱۱۱۶) تجرید (۲۴۸/۱)

التاریخ الكبير (۱۶۷/۲) * المعجم الكبير (۶۴/۵)

۳۵۹۳ (ن) سويبط بن عمرو

مہاجرین اولین سے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: ابو حاتم نے سويبط بن عمرو اور سويبط بن حرمہ میں اور اس واقعہ والے سويبط جو نعیمان کے ساتھ زادراہ میں تھے میں فرق کیا ہے۔ حالانکہ تینوں ایک ہیں۔ میں کہتا ہوں: سويبط بن حرمہ جن کا واقعہ نعیمان کے ساتھ ہے جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا ہے اور سويبط بن عمرو کوئی اور ہیں۔

۳۵۹۴ سويبق بن حاطب

بن حارث بن بیشہ انصاری۔ احد میں شہید ہوئے۔ ضرار بن خطاب نے انہیں قتل کیا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ سنیج ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہوا ہے اور اس پر متنبہ نہیں کیا۔

۳۵۹۵ (ن) سويد بن ثابت

اوس بن ثابت کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے جو ثعلبی کی طرف منسوب ہے۔

۳۵۹۶ سويد بن حارث ازدي

ابو احمد العسكري کی بطریق احمد بن ابی الحواری سے روایت ہے میں نے ابوسلیمان الدارانی سے سنا، میں نے دمشق کے ساحل پر ایک شیخ سے سنا جن کا نام علقمہ بن یزید بن سويد ازدي تھا، فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا سويد بن حارث روایت کی ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کے ساتھ ساتواں آدمی بن کر پہنچا۔ آپ ﷺ کو ہماری چال ڈھال اچھی لگی آپ نے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کی: مومن ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ ہم نے عرض کیا پندرہ علامتیں ہیں۔ پانچ کا آپ ﷺ نے ہمارے پاس آنے والے قاصدوں کو حکم دیا ہے، اور پانچ کا آپ نے ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانچ ہماری جاہلیت میں پیچھے رہ گئی ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ یہی حدیث رشاطی اور ابن عساکر نے دوسری دوسندوں سے بحوالہ احمد بن ابی الحواری روایت کی ہے، جبکہ ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ایک اور سند سے بحوالہ احمد بن ابی الحواری روایت کی کہ علقمہ بن سويد بن حارث نے فرمایا اور ابو موسیٰ نے ”ذیل“ میں علقمہ بن حارث کا اسی وجہ سے ذکر کیا ہے، بہر کیف پہلا زیادہ مشہور ہے۔

۳۵۹۷ (ن) سويد بن حارثه

بن نصلہ بن عوف بن عبید بن عوف بن عدی بن کعب قرشی عدوی زبیر بن بکار کا بیان ہے، مسعود کے والد جن کی بیٹی امہ اللہ سے عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے شادی کی تھی جس سے جعفر اور عون پیدا ہوئے۔

الحرح والتعديل (۳۱۹/۴) * اسد الغابہ (۲۳۴۱) استيعاب (۱۱۵۵)

استيعاب (۲۴۸/۲) * اسد الغابہ (۲۳۴۳) تجريد (۲۴۹/۱)

اتحاف السادة المتقين (۳۲۷/۹) كنز العمال (۳۶۹۸۹) جامع المسانيد (۹۴/۵)

۳۵۹۸ سوید بن حنظلہ

بقول ابو عمر: * مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔
 میں کہتا ہوں: یہ حدیث ابوداؤد * اور ابن ماجہ * نے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس
 میں ان کا ایک واقعہ بھی ہے جو داؤد بن حجر کے ساتھ پیش آیا جس میں انہوں نے نبی ﷺ سے فتویٰ پوچھا تھا۔ جس کا انہوں نے ذکر
 کیا۔ ازدی لکھتے ہیں: ان سے صرف ان کی بیٹی نے روایت کی ہے۔ ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔
 میں کہتا ہوں: ابن حبان کا گمان ہے: یہ جعفی نہیں۔ ثوری نے بواسطہ عباس عامری بحوالہ سوید بن حنظلہ اس کے علاوہ ایک
 اور حدیث روایت کی ہے۔ مجھے معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا تابعی؟

۳۵۹۹ سوید بن زید

الحجازی، رفاعہ کے بھائی۔ موسیٰ بن سہل ربلی نے فلسطین فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان * کا
 قول ہے: صحابی ہیں اور بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ بقول ابن مندہ: اپنے بھائیوں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن ہشام
 نے، اموی نے مغازی میں، واقدی اور طبرانی کی روایت ہے: جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنی جذام پر حملہ کیا تو قیدیوں میں یہ بھی
 شامل تھے۔ اسلام لے آئے تو نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

۳۶۰۰ سوید بن الصامت

بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج انصاری۔ بقول ابن سعد و طبری: احد میں شریک
 ہوئے اور غمبل نے طبقات الشعراء میں ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ انہوں نے اتنا قرض لے لیا تھا جس کا مطالبہ شروع ہو گیا،
 اپنی قوم سے مدد لی تو وہ بھی اس کی ادائیگی سے عاجز آ گئے۔ جس پر انہوں نے کہا: ص
 ”مجھے اپنی قوم اجنبی لگنے لگی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے میں نے قرض کے ذریعہ ان کے لیے ایک ذلت مول لے لی
 ہے۔ کیا ساری پریشانی قرض کی وجہ سے ہے تو میرا قرض ان پر کوئی تاوان اور چھٹی نہیں، لیکن دودھ دینے والی
 اونٹنیوں اور بکریوں پر ہے۔ میں درختوں اور ان کے پھلوں کے قرض لیتا ہوں جو قریبی مولا کے لئے یا دوسرے
 پانی ڈھونڈنے والے اونٹ کے لئے ہے۔“

۳۶۰۱ سوید بن صخر الجہنی

طبری کا بیان ہے یہ ان چار افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے جہنیہ * کے علم اٹھائے ہوئے تھے اور حدیبیہ میں شریک

* اسد الغابہ (۲۳۴۴) استیعاب (۱۱۲۰) * استیعاب (۲۳۵/۲) * ابوداؤد کتاب الایمان والندور باب المعارض فی الایمان (۳۲۵۶)
 * ابن ماجہ کتاب التجارات باب من باع عبیا فلیبینہ (۲۲۴۶) * استیعاب (۲۳۵/۲) * اسد الغابہ (۲۳۴۵) تجرید (۲۴۹/۱)
 * الثقات (۱۷۷/۳) * اسد الغابہ (۲۳۴۷) استیعاب (۱۱۲۱) * اسد الغابہ (۲۳۴۸) تجرید (۲۴۹/۱) * اسد الغابہ (۴۰۳/۲)

ہوئے۔ واقدی نے ان میں افراد میں ان کا ذکر کیا ہے جو عربین کی طرف غالب بن عبید اللہ لیشی کے سر یہ میں نکلے۔

۳۶۰۲ سوید بن طارق

طارق بن سوید میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۶۰۳ سوید بن عامر

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اور بطریق باوردی بروایت عبدالعزیز بن کیسان بحوالہ سوید بن عامر ان کی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز میں اپنے حوض سے پانی پیوں گا“۔ (حدیث) ابو عمر نے استیعاب میں سوید بن عامر کا مختصر تذکرہ کیا ہے، وہ اگر یہ نہیں تو میں نے قسم اخیر میں ان کا بیان کر دیا ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ سوید بن عامر انصاری عقبہ کے والد ہیں یا نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: سوید بن عامر بن خارجہ سے مجمع بن خارجہ روایت کرتے ہیں ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں، پھر انہی کے حالات میں وہ حدیث درج کی جو سوید بن عمرو کے حالات میں ہے۔

۳۶۰۴ سوید بن علقمہ

بن معاذ انصاری۔ ابن مندہ نے ان کا مختصر تذکرہ کیا ہے کہ یہ مشہور نہیں ہیں۔

۳۶۰۵ (ز) سوید بن عمرو انصاری

بقول ابن سعد: نبی ﷺ نے ان میں اور وہب بن سعد بن ابی سرح میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ دونوں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ ابن مندہ نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی رشتہ داریوں کو تروتازہ رکھو، اگر چہ سلام کرنے سے ہو“۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: اگر یہ وہی ہیں جو موتہ میں شہید ہوئے تو حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: حدیث مرسل کیسے ہو سکتی ہے جبکہ مجمع کہہ رہے ہیں ہم سے انہوں نے حدیث بیان کی، بلکہ اس میں درست روایت یوں ہے ”سوید بن عامر“ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۳۶۰۶ سوید بن عیاش انصاری

ان لوگوں میں تھے جنہیں مسجد ضرار کو منہدم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ ابن مندہ کی روایت ہے اور ابن اسحاق اپنی اسناد سے بیان کرتے ہیں: جن لوگوں نے مسجد ضرار گرائی ان میں معن بن عدی اور مالک بن الدخشم شامل تھے۔ واللہ اعلم۔

❖ کنز العمال (۳۹۱۷۹) اتحاف السادة المتقين (۵۰۷/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۳۱۳/۳)

❖ اسد الغابہ (۲۳۵۳) ❖ اسد الغابہ (۲۳۵۰) استیعاب (۱۱۲۴)

❖ المطالب العالیة (۲۴۸۷) كشف الخفاء (۳۴۱/۱) الأمالی (۱۲۶/۲) ❖ اسد الغابہ (۲۳۵۵)

۳۶۰۷ سوید بن غفلہ

ابن عساکر کی روایت ہے کہ اسامہ بن عطاء نے فرمایا: میں نعمان بن بشیر کے پاس تھا، اتنے میں سوید بن غفلہ آ گئے، ان نے ان سے فرمایا: کیا یہی بات ہے کہ آپ نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ کئی بار۔ نبی ﷺ کی عادت تھی جب اذان کی آواز سنتے تو پھر کسی کی پروا نہ کرتے۔ ابن مندہ کی روایت ہے سوید بن غفلہ نے فرمایا: ”میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کی پلکیں دراز اور ابرویں ملی ہوئی تھیں“۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: سوید بن غفلہ بڑے تابعی ہیں البتہ یہ بتایا جاتا ہے انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا کہ انہوں نے ہجرت کی اور اس روز مدینہ میں داخل ہوئے جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہوئی۔ اگر پہلی سند ثابت ہو جائے تو شاید یہ اور ہیں۔ رہے دوسرے تو ان کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ شاید انہوں نے اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا ہو، اس لئے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

۳۶۰۸ سوید بن قیس العبدي

ابو مزہب۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے ایک پاجامہ خریدا تھا۔ یہ روایت امام احمد اور سنن کے مصنفین نے نقل کی ہے، اس میں سماک سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض: ان سے بحوالہ ابو صفوان بن مالک بن عمیرہ مروی ہے۔ ان کے حالات میں بیان ہوگی۔ مزی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ سوید کی کنیت ”ابو صفوان“ تھی، حالانکہ ایسا نہیں۔

۳۶۰۹ سوید بن کلثوم

بن قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن سفیان بن حارث بن فہر الفہری۔ بقول زبیر بن بکار: دمشق کے والی ہے۔ ان کا محمد نامی ایک بیٹا تھا جسے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کا گورنر بنا دیا تھا۔ ابو حذیفہ نے الفتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فتح حمص میں ان کا ایک واقعہ ہے، ازوی نے ”فتوح الشام“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو حذیفہ بخاری فرماتے ہیں: خالد ہزار کی نفری میں دمشق پہنچے، وہاں سوید بن کلثوم بن قیس فہری تھے، جنہیں ابو عبیدہ نے دمشق میں پانچ سو کی فوج کا نائب مقرر کیا تھا۔ جب خالد دمشق آ گئے اور اپنا لشکر جمایا تو سوید بن کلثوم کو حکم دیا کہ وہ اس کے درمیان میں قیام کریں۔ پھر فتح حمص کا واقعہ نقل کیا۔

۳۶۱۰ سوید بن مخشى الطائي

بقول ابو عمر: ابو معشر نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک قول ہے: مرتد ہو گئے تھے۔ ”ابو مخشى“ کنتیوں میں ذکر ہوگا۔

۳۶۱۱ سوید بن مقرن

بن عائد مزی۔ ابو عائد کنیت تھی۔ بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ امام مسلم اور اصحاب السنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

اسد الغابہ (۲۳۵۶) استیعاب (۱۱۲۵) اسد الغابہ (۲۳۵۷) استیعاب (۱۱۲۶) تجرید (۲۵۰/۱)

مسند احمد (۳۵۲/۶) اسد الغابہ (۲۳۵۸) استیعاب (۱۱۲۷) استیعاب (۲۳۹/۲)

اسد الغابہ (۲۳۵۹) استیعاب (۱۱۲۸) تجرید (۲۵۰/۱)

ان سے ان کا بیٹا معاویہ مولا ابو شعبہ اور ہلال بن یساف روایت کرتے ہیں۔

۳۶۱۲ سوید بن نعمان

بن مالک بن عامر بن مجذعہ بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری۔ کنیت ابو عقبہ تھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”ستوپہ کرکلی کرنے کے بارے میں“ ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے اُحد میں شریک ہوئے۔ عسکری فرماتے ہیں قادیسیہ میں شہید ہوئے۔ جبکہ اس میں تا مل ہے اس لئے کہ بشیر بن یسار نے ان سے سماع کیا ہے اور وہ اس دور کے نہیں۔

۳۶۱۳ سوید بن ہبیرہ

بن عبد الحارث دہلی۔ بقول بعض: العبدی، یہ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ دہلی اور عبدی لکھتے ہیں اس واسطے کہ ان کا تعلق بنی دہل بن عمرو سے ہے جو عبد القیس کا بطن ہے اور فرماتے ہیں ابو احمد کا قول ہے: یہ عدوی ہیں جن کا تعلق عدی بن عبد مناتہ سے ہے یہی نسب ابن قانع نے بیان کیا ہے۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بصرہ کے رہائشی تھے۔ امام احمد اور طبرانی نے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”بہترین مال کام میں لگایا ہوا پچھیرا یا تائیر کی (گا بھاگی) ہوئی صف میں لگی کھجوریں ہیں۔“ ابن مندہ فرماتے ہیں: سوائے روح بن عبادہ کے بواسطہ ابو نعمانہ بحوالہ مسلم کسی روایت میں نہیں کہا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔“ یہی روایت مروان بن معاویہ نے بحوالہ ابو نعمانہ مرفوع نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے یہ روایت بطریق عبد الوارث بواسطہ ابو نعمانہ بحوالہ مسلم اسی طرح نقل کی ہے۔ اور مروان بن معاویہ نے بھی اسی طرح نقل کی۔ معاذ بن معاذ کی ابو نعمانہ سے روایت ہے جس کی سند سوید تک ہے، فرمایا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے یہ روایت پہنچی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، اس میں روح سے غلطی ہوئی، یہ تو تابعی ہیں۔ ابن حبان ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: مرسل روایات کرتے تھے۔

۳۶۱۴ (ن) سوید بن ہشام التیمی

مقاتل نے اپنی تفسیر میں ان بنی تمیم میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ”جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے بلا تے ہیں....“

سوید ۳۶۱۵

بقول بعض: ابو سوید کنتیوں میں تذکرہ ہوگا۔

اسد الغابہ (۲۳۶۰) استیعاب (۱۱۲۹) تجرید (۲۵۰/۱) بخاری کتاب الوضوء باب من مضمین من السويق (۲۰۹)
 الطبقات (۱۱/۶) اسد الغابہ (۲۳۶۱) استیعاب (۱۱۳۰) استیعاب (۲۴۰/۲) اسد الغابہ (۴۰۷/۲)
 استیعاب (۲۴۰/۲) مسند احمد (۴۶۸/۳) المعجم الكبير (۶۴۷/۷) (۶۴۷/۷)
 التاريخ الكبير (۱۴۴/۲) الثقات (۳۲۳/۴) سورة الحجرات (۴) المعجم الكبير (۶۴۷۲)

(۳۶۱۲) (ن) سوید الاہلی ثم العکی

طبرانی نے مسند شامین میں بحوالہ سوید اہلی روایت کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے لحم اور جذام کے اس قبیلے کو شام میں اہل یمن کی مدد کے لیے بنایا ہے“۔ کبیر میں اسی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا یا آپ سے سننے والے نے مجھ سے بیان کیا۔ ایسا ہی باوردی، ابن السکن اور ابن شاہین نے روایت کی ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: کنیت ابو عبد اللہ تھی، ایک قول ہے: باہلی ہیں۔ ایک قول ہے: حانی ہیں۔ جو اشعریین کی فخذ ہے۔ ابن مندہ کے ہاں آخری بات ہے کہ اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ درست آہلی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اسی پر رشاطی کا اعتماد ہے۔

(۳۶۱۳) (ن) سوید

سلمان فارسی کے مولا۔ امام بخاری نے بحوالہ ابن قہزاد نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اسے ابن مندہ اور ابن ابی شیبہ نے ”ادائل“ میں بحوالہ سلمان فارسی کے غلام جنہیں سوید کہا جاتا تھا، جن کی تعریف بھی کی، روایت نقل کی ہے۔ جب سلمان فتح ہوا تو مجھے ایک تھیلہ ملا۔ سلمان مجھ سے کہنے لگے: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: ایک تھیلہ ہے، فرمایا: لاؤ اگر کھانا ہوا تو کھالیں گے اور مال و زر ہو تو ان کی طرف بھیج دیں گے، فرماتے ہیں: جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں میدے کی روٹیاں اور پنیر تھا، پہلی مرتبہ عرب نے میدے کی روٹی دیکھی تھی۔

(۳۶۱۸) (ن) سوید انصاری

ثابت بن قیس یا سعد بن الربیع کے چچا زاد بھائی اوس بن ثابت میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ام کچہ خواتین کی کنتیوں میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ہونا ہے۔

(۳۶۱۹) سوید الجہنی یا المرزی

بقول بعض انصاری عقبہ کے والد۔ ابن حبان: سوید الجہنی صحابی ہیں۔ ابو عمر: زہری اور ربیعہ کے ہاں ان کے بیٹے کی روایت سے لفظ اور احد کے بارے ”یہ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں“ میں ان کی حدیث ہے۔ دونوں صحیحین میں ہیں۔ میں کہتا ہوں: زہری کی حدیث تو یہ ہے، رسول اللہ ﷺ جب خیبر سے آئے اور احد پر نظر پڑی تو فرمایا: ”اللہ اکبر یہ ہمارا ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں“۔ یہ روایت امام احمد، بخاری نے تاریخ میں، بغوی، ابن ابی عاصم، ابن شاہین اور ابو نعیم نے بطریق زہری نقل کی ہے جس کی سند میں لکھا ہے: سوید بن عقبہ انصاری مروی ہے، انہوں نے اپنے والد سے سنا جو صحابی تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: یونس بن زید کی بواسطہ اسحاق بن راشد بحوالہ زہری والی روایت میں عقبہ ہے۔ رہی ربیعہ والی حدیث تو اسے ابو داؤد نے تعلیقاً اور باوردی، طبرانی، اور مطین نے موصولاً بحوالہ عقبہ بن سوید روایت کیا وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔

اسد الغابہ (۲۳۴۶) * التاريخ الكبير (۱۴۴/۴) * الثقات (۱۷۸/۳)

مسند احمد (۴۴۳/۳) المعجم الكبير (۶۴۶۷) * التاريخ الكبير (۱۴۶/۲)

فرمایا: میں نبی ﷺ سے بکری کے بارے میں پوچھا، ادھر بغوی نے ان سوید میں جن کی حدیث زہری نقل کرتے ہیں اور ان سوید جن کی حدیث ربیعہ نقل کرتے ہیں فرق کیا ہے، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے، چنانچہ زہری کی روایت میں چینی اور ربیعہ کی روایت میں انصاری لکھا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے دونوں ایک ہوں جن کی صورت یہ ہے کہ چینی ہو کر انصار کے حلیف بن گئے ہو۔ مجھے روایت نہیں ملی جس میں ہے کہ وہ مزنی ہیں۔

(۳۶۲۰) (ن) سوید (بے نسبت)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابو بکر الحنفی بحوالہ سوید روایت کی ہے مجھے یاد ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کی ایک نماز پڑھی جسے تم لوگ آج پڑھتے تو دہراتے۔ اور فرمایا: ہمارے امیر یعنی عمر بن عبدالعزیز جو اس وقت مدینہ کے گورنر تھے ان سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

(۳۶۲۱) (ن) سوید

مسلم بن یسار کے دادا۔ خطیب نے المتفق میں مسلم بن یسار چینی کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن شاہین نے حدیث سوید مسلم بن یسار کے دادا ہیں، بحوالہ نبی ﷺ ذکر کی۔

باب سین کے بعد یاء

(۳۶۲۲) سیابہ

بن عاصم بن شیبان بن خزاعی بن محارب بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھشہ بن سلیم سلمی۔ بقول عبدالغنی بن سعید: صحابی ہیں اور وفد میں آئے۔ سعید بن منصور بحوالہ سیابہ بن عاصم سلمی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حنین کے دن فرمایا ”میں عواتک کا بیٹا ہوں“ ابن عبدالبر نے تعجب خیز کام کیا وہ فرماتے ہیں بیثم نے بواسطہ یحییٰ بن سعید بن عمرو بن عاصم انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ دادا انہوں نے سیابہ سے حدیث نقل کی ہے۔ مجھے بیثم سے مروی یہی روایت نہیں ملی، صرف ان سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ فرمایا، ان سے مروی ہے: سعید بن منصور جیسا کہ پہلے گزرا ہے، اسحاق بن ادریس نے ان کی متابعت کی ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ہمیں بیثم کے حوالہ سے ان کے کسی شاگرد نے اسی طرح بتایا، اور محمد بن الصباح نے ان سے نقل کیا کہ یحییٰ بن سعید بواسطہ عمرو بن سعید بحوالہ سیابہ نقل کرتے ہیں۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: پہلا زیادہ مناسب ہے۔

میں کہتا ہوں: اسحاق ضعیف ہے محمد بن صباح نے عمرو بن عوف کی متابعت کی ہے۔ (طبرانی)

میں کہتا ہوں: بغوی نے لؤین سے بواسطہ بیثم، یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بحوالہ سیابہ روایت کی ہے۔ لؤین فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں۔ شاید ان دونوں میں ایک شخص اور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیثم سے آگے واسطے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور

اسد الغابہ (۲۳۶۲) * اسد الغابہ (۲۳۶۳) استیعاب (۱۱۵۶) * المعجم الكبير (۶۷۲۴/۷) مجمع الزوائد (۲۱۹/۸) * الجرح والتعديل (۳۲۲/۴) * التاريخ الكبير (۲۰۹/۲)

اس پر اعتماد ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ یہی روایت یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں نقل کی کہ سیابہ بن عاصم حجاج کے دور میں تھے، وہ عبدالملک کی جانب سے قاصد بن کر آیا تھا۔

۳۶۲۳ سیار بن بلز ابوالعشراء کے والد بقول شخصے مبہمات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۶۲۴ (ز) سیار بن سوید الجہنیّ سنان کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۳۶۲۵ (ز) سیار سمر کے حالات میں۔

۳۶۲۶ سیار بن رّوح روح بن سيار میں۔

۳۶۲۷ (ز) سیار بن طلق الیمانی

جابر کے بیٹے محمد اور ایوب کے دادا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہو۔ البتہ ابن عدی نے ”الکامل“ میں محمد بن جابر کے حالات میں ان کی حدیث نقل کی ہے کہ وہ اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی حنیفہ کے وہ پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ فرماتے ہیں: میں گیا تو آپ ﷺ اپنا سر دھور ہے تھے۔ فرمانے لگے: اے یمانی! اپنا سر دھولو۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا، پھر میں نے شہادتین پڑھیں اس کے بعد آپ ﷺ نے میرے لیے تحریر لکھوائی۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ مجھے دل بہلانے کے لیے اپنی قمیص کا گوشہ دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے مجھے وہ ٹکڑا دے دیا۔ محمد بن جابر فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا وہ ٹکڑا اب تک ہمارے پاس ہے، جسے دھو کر ہم مریض کو پلاتے ہیں جس سے وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

۳۶۲۸ سیار بن عبداللہ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۲۹ سیار (عبداللہ کے والد)

ان سے ان کا بیٹا ایک حدیث نقل کرتا ہے۔ ایسا ہی تجرید میں ہے، مجھے معلوم نہیں آیا یہ وہی ہیں جن کا عسکری نے ذکر کیا

ہے یا اور ہیں؟

۳۶۳۰ (ز) سیان الکوفی

دعبل بن علی الخزاعی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلافت عثمانی میں وہ جیل کے ذمہ دار تھے۔ دعبل ان کے والد ازدی کے حالات میں لکھتے ہیں: جب جندب بن زہیر ازدی نے ولید بن عقبہ کے سامنے جادو گر کو مار دیا تو ولید نے انہیں قید میں ڈال دیا جس کے متعلق انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

”کیا جادو گر کو قتل کرنے کی وجہ سے جندب کو قید کیا جا رہا ہے اور نبی ﷺ کے پہلے صحابہ کو قتل کیا جا رہا ہے۔“

فرماتے ہیں: جندب کو جب جادو گر کے کرتب کا پتہ چلا آپ نے اپنی تلوار اٹھائی اور ولید کے پاس جا پہنچے۔ جادو گر سے کہا:

کیا تم آدمی کو قتل کر کے پھر زندہ کر لیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ تو ولید نے انہیں قید میں ڈالنے کا حکم دیا تو وہ قید میں ڈال دیئے گئے۔ حوالدار نے ان سے پوچھا: آپ کس وجہ سے جیل آئے تو انہوں نے سارا واقعہ سنایا، تو حوالدار نے انہیں چھوڑ دیا، پھر وہ مدینہ آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا، آپ نے ولید کو لکھا: تم انہیں کچھ نہ کہو۔ چنانچہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور حوالدار کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا نام سیان تھا جسے شرف صحابیت حاصل تھا۔ اسی وجہ سے شاعر نے یہ اشعار کہے تھے۔

۳۶۳۱ (ز) سَيحان بن صوحان العبدی

بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ سیف بن عمر نے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کی ہے کہ مردوں کے خلاف جنگ میں وہ امیر تھے اور پہلے سے معلوم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ بقول بعض: سیمان جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔

۳۶۳۲ سیدان (عبداللہ کے والد)

طبرانی کی روایت ہے کہ سیدان نے فرمایا: نبی ﷺ قلب کے مردوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ”اہل قلب! تمہارے رب نے تم سے جو (سزا و عذاب کا) وعدہ کیا تھا اسے تم نے پالیا کہ وہ برحق ہے؟“ لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا یہ لوگ سن رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے ہی سن رہے ہیں جیسے تم سنتے ہو لیکن جواب نہیں دیتے۔“

۳۶۳۳ السید بن بشر بن عصر

عصمہ عامری بن عبدالقیس پھر بنی عامر بن حارث بن انمار سے، رشاطی کا قول ہے: اپنے والد کے بعد بنی عامر کے سردار تھے، بے حد شریف اور سخی آدمی تھے جس کے متعلق ان کے کئی واقعات اور جاہلیت میں کئی حملے مشہور ہیں۔ اسلام کا دور پایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد مردوں کے خلاف جنگ میں جاوید عبدی کے ساتھ اپنی قوم کے سردار رہے۔

۳۶۳۴ السید النجرانی

ابن سعد اور مدائنی کا بیان ہے نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ علی بن محمد قرشی کی حدیث میں وفد کے تذکرہ میں وفد نجران کے ذیل میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف خط بھیجا تو ان کے شرفاء میں سے چودہ شخص جو نصاریٰ تھے آئے۔ جن میں عاقب جو عبدالمسیح کے نام سے مشہور تھے جن کا تعلق کندہ سے تھا ابو الحارث بن علقمہ جو بنی ربیعہ سے تھے ان کا بھائی کرز اور السید، پھر ان کے مناظرے کا دین نصرانیت کے بارے میں واقعہ ذکر کیا جس میں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”اگر تم میری بات کا انکار کرتے ہو تو آؤ میں تم سے مباہلہ کروں گا“ اور وہ لوگ اس سے باز رہے اور آپ ﷺ نے ان سے جزیہ لینے پر صلح کی۔ پھر یہ لوگ اپنے علاقے میں لوٹ آئے۔ پھر ایسا ہوا کہ سید اور عاقب کچھ دن رہ کر نبی ﷺ کے پاس آ گئے، اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا۔ الف میں بیان ہوا ہے کہ السید کا نام ایہم بروزن جمع تھا۔ پھر تذکرہ ہوتا ہے، عاقب کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۳۶۳۵ سیف بن قیس

بن معدیکرب۔ اشعث بن قیس کے بھائی۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا اور بحوالہ ابن کلبی لکھا ہے: اپنے بھائی کے ساتھ آئے، نبی ﷺ نے انہیں اذان دینے کا حکم دیا تو آخری دم تک اذان دیتے رہے۔ بقول ابو عمر: * سیف، قیس بن معدی کرب کی اولاد میں سے ہیں اور صحابی ہیں۔

بغوی کی روایت ہے کہ سیف جو قیس بن معدیکرب کی اولاد سے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اپنی قوم میں اذان دینے کی خدمت سونپ دیجئے۔ چنانچہ آپ نے انہیں یہ ذمہ داری بخش دی۔ ابن مندہ کے ہاں سیف بن معدیکرب اپنے دادا کے حوالہ سے لکھے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر دیا اور ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ * ابن کلبی فرماتے ہیں: ان سیف کی والدہ حجاجینہ (سخافہ) حضرت موت کی ایک کھاتے پیتے گھرانے کی خاتون تھیں۔

۳۶۳۶ سیمویہ

بقول بعض: سیماء بلقاوی، پہلے نصرانی تھے، مدینہ تجارت کی غرض سے آئے تو مسلمان ہو گئے۔ طبرانی، ابن قانع اور ابن مندہ کی روایت ہے، سیمویہ نے بیان کیا، جبکہ ابن قانع کی روایت میں سیماء ہے۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کی زبان کی بات سنی اور بلقاء سے مدینہ گندم لے کر گیا، جسے بیچ کر ہم نے کھجور خریدنا چاہی تو لوگوں نے منع کیا۔ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کے لیے اس کھجور کی گرانباری کے عوض جسے تم ہٹائے پھر رہے ہو اس اناج کے بھاؤ (ریٹ) کافی نہیں۔ چھوڑو انہیں اٹھانے دو۔ سیمویہ نصرانی تھے، پھر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام سنور گیا۔ ایک سو بیس (۱۲۰) تک زندہ رہے، الموتلف میں ان کی حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد مسلمان ہوئے۔

قسم ثانی از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۶۳۷ ساعدہ بن حرام

بن محیصہ انصاری اوسی۔ بقول ابن مندہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کوئی روایت نہیں نقل کی۔ پھر مجھے تاریخ بخاری میں بطریق ابن اسحاق بحوالہ بشیر بن یسار یہ روایت مل گئی کہ ساعدہ بن حرام بن محیصہ نے ان سے بیان کیا

* اسد الغابہ (۲۳۶۴) استیعاب (۱۱۵۸) * اسد الغابہ (۲۴۹/۲)

* اسد الغابہ (۲۳۷۰) استیعاب (۱۱۵۹) * المعجم الكبير (۶۷۲۵/۷)

* اسد الغابہ (۱۸۸۷) استیعاب (۸۸۰) تجرید (۲۰۳/۱) * التاریخ الكبير (۲۱۰/۱)

باب سین کے بعد عین

۳۶۲۰ سعد بن زید انصاری

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن سعد کا بیان ہے: عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے عبد الملک کی خلافت کے اخیر میں وفات پائی۔

۳۶۲۱ (ز) سعد بن ابی العادیہ

یسار بن سبیح المزنی۔ بقول بعض: الجحفی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اور پھر ان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی کہ نبی ﷺ نے ابو العادیہ کو نماز میں نہ پایا، اتنے میں آگے تو فرمایا: ”کس وجہ سے پیچھے رہ گئے؟“ عرض کی: گھر میں بچے کی ولادت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا کوئی نام رکھا ہے؟“ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ”جاؤ اسے لے آؤ۔“ وہ لے کر آئے، آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام سعد رکھا۔

۳۶۲۲ (ز) سعید بن ثابت

بن الجدرع۔ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔ سیف نے الفتوح میں عبد اللہ بن سعید بن ثابت بن الجدرع سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

۳۶۲۳ سعید بن حارث

بن نوفل بن عبد المطلب ہاشمی۔ ان کے والد چندرہ (۱۵ھ) میں فوت ہوئے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سعید فقیہ تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یہ یزید بن عبد الملک نوفلی کے نانا ہیں، ان کی والدہ کا نام اُمّ عبد اللہ ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۶۲۴ (ز) سفیان بن عبد شمس

ابن ابی وقاص زہری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے ہی حجاز آپ کی وفات کی اطلاع دی۔ طبرانی کی روایت ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے امیر معاویہ سے عمرو بن عاص تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچائی تھی۔ میں کہتا ہوں: میں نے ان کا اس قسم میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد کفر پر مرے، شاید وہ فتح سے پہلے مرے ہیں۔ اس لیے کہ مجھے انساب تاریخ اور مغازی کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملا۔ تو اگر یہ صحابی نہیں تو اسی قسم میں شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

باب سین کے بعد لام

(ز) سلمہ بن طریف (۳۶۳۵)

بن ابان بن سلمہ بن حارثہ بن فہم فہمی۔ ان کے والد صحابی ہیں اور انہیں دیدار حاصل ہے۔ ان کا بیٹا خفینہ (حبشہ) بن قیس بن سلمہ بن طریف حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ الطف کے روز شہید ہوا۔

(ز) سلیم بن احمر (۳۶۳۶)

احمر بن سلیم میں ذکر ہوا ہے۔

(ز) سلیمان بن ابی حثمہ (۳۶۳۷)

بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عتوج بن کعب قرشی غدوی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابو عمر فرماتے ہیں: اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ گئے۔ صاحب فضیلت اور نیک انسان تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار کی گمرانی انہیں سوچی اور رمضان میں لوگوں کو ان کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔

میں کہتا ہوں: یہ سارا مصعب زبیری کا کلام تھا، جو ان سے زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے نبی ﷺ کو تو دیکھا لیکن آپ کی کوئی بات نہ یاد رکھ سکے۔ اور ان کے والد کو فتح مکہ کے مسلمانوں میں ذکر کیا ہے اور اہل مدینہ کے تابعین کے پہلے طبقے میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔ اور خلیفہ نے اہل مدینہ کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: سلیمان بن ابی حثمہ انصاری کا صحابہ میں ذکر تو ملتا ہے لیکن صحیح ثابت نہیں۔ پھر ایک روایت کی ”رسول اللہ ﷺ ہمارے (مردوں کے) جنازوں میں چار یا پانچ تکبیریں کہتے تھے“۔

میں کہتا ہوں: ان کا ”انصاری“ کہنا وہم ہے۔ عبدالرزاق نے معمر، زہری، سلیمان بن ابی حثمہ بحوالہ ان کے والد شفاء روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے گھر تشریف لائے جہاں میرا خاوند ابو حثمہ اور بیٹا سلیمان سوئے ہوئے تھے، فرمانے لگے: کیا انہوں نے فجر کی نماز پڑھی؟ میں نے بتایا کہ یہ دونوں رات بھر نماز پڑھتے رہے، پھر فجر کی نماز جلدی پڑھ کر سو گئے۔ فرمایا: میں فجر کی نماز باجماعت پڑھوں یہ مجھے پوری رات قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ یہی روایت ابن جریر نے نقل کی ہے۔ شفاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئیں۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ مجھے ابو حثمہ نہیں نظر آیا۔ کہنے لگیں ان کی وہی رات کی عبادت والی عادت ہے، تھکاوٹ کی وجہ سے نہ نکل سکے اس لیے فجر کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ پھر اسی کا مفہوم نقل کیا۔ یہی روایت امام مالک نے بواسطہ ابن شہاب بحوالہ ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سلیمان بن ابی حثمہ کو نہ پا کر ان کے گھر کا رخ کیا، شفاء کے

اسد القابہ (۲۲۲۸) استیعاب (۱۰۶۰) (۲۱۰/۲) تجرید (۲۳۷/۱)

الفتاویٰ (۱۶۱/۳) استیعاب (۲۱۰/۲)

السنن الکبریٰ (۴۴۱/۲) (۲۹۰/۳) (۳۵/۴) اتحاف السادة المتقين (۴۰۱۳) جامع المسانید (۵۱۰/۵)

ہاں گئے، ان سے پوچھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: اذرح میں تحکیم کے دور میں لوگوں نے سلیمان بن ابی حمہ کی امامت نماز پر اتفاق کر لیا جو عمر رسیدہ قاری تھے۔

۳۶۳۸ (ز) سلیمان بن خالد

بن ولید بن مغیرہ مخزومی۔ یہی کنیت تھی۔ ان کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت ہوزہ بن ابی عمر و عذریہ ہے۔

۳۶۳۹ سلیمان بن ہاشم

بن عتبہ بن ابی وقاص زہری۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن مندہ کی روایت ہے: سلیمان بن ہاشم کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لا کر آپ ﷺ کی گود میں رکھا گیا۔ اتفاق سے انہوں نے اسی وقت پیشاب کر دیا پانی کا بڑا برتن لا کر اس پیشاب پر بہایا گیا جہاں تک پیشاب پہنچا تھا۔ اس سے زائد کو نہیں دھویا۔ ابن الاثیر * کا گمان ہے: ”مذکورہ عتبہ کے والد کا نام ربیعہ بن عبد شمس ہے“۔ جس میں تامل ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن اسمعیل بن سعد بن ابی وقاص کے حالات میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سلیمان بن ہاشم بن ابی وقاص کو لایا گیا، انہوں نے پیشاب کر دیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کے پیشاب پر پانی بہایا۔ *
اگرچہ اس روایت میں کچھ خلاف ہے لیکن اس کا ایک شاہد ہے، کیونکہ یہ واقعہ آل ابی وقاص کے کسی شخص کے ساتھ پیش آیا، نہ کہ آل ربیعہ بن عبد شمس کے ساتھ۔ نیز اہل نسب نے آل عتبہ بن ربیعہ میں سلیمان بن ہاشم نامی کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ آل ابی وقاص میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے میری بات ثابت ہوئی۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد نون

۳۶۵۰ سنان بن سلمہ

بن الحبحم الہذلی۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم مراہیل میں لکھتے ہیں: ابو زرعة سے سنان بن سلمہ کے بارے میں پوچھا گیا آیا یہ صحابی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، البتہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ابن الاعرابی کا قول ہے: حنین کے روز پیدا ہوئے، کسی نے ان کے والد کو ولادت کی خوشخبری دی تو وہ فرمانے لگے: جو تیر میں اللہ کی راہ میں چلا رہا ہوں وہ مجھے اس خوشخبری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان کا نام ہی ”سنان“ رکھ دیا۔ وکیع نے بواسطہ اپنے والد بنحو سنان بن سلمہ روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کی جنگ کے روز پیدا ہوا، آپ ﷺ نے میرا نام سنان رکھا۔ عسکری کا قول ہے: سنان فتح مکہ کے بعد پیدا ہوئے، نبی ﷺ نے ان کا نام رکھا، وہ بڑے بہادر اور قوی انسان تھے۔ *

میں کہتا ہوں: سنان نے اپنے والد، حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے

* اسد الغابہ (۲۲۳۳) تجرید (۲۵۲۲/۱) * اسد الغابہ (۳۷۴/۲) * التاريخ الكبير (۳۶،۳۵/۱) اسد الغابہ (۳۷۴/۲)

* اسد الغابہ (۲۲۶۰) استیعاب (۱۰۷۶) تجرید (۲۵۲۲/۱) * الطبقات (۱۲۴/۷) التاريخ الكبير (۱۶۲/۴) استیعاب (۲۱۷/۲)

ہیں۔ بحوالہ نبی ﷺ ان کی حدیث طبرانی میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اپنے ساتھ ہدی کے جانور روانہ فرمائے۔ (حدیث) یہ روایت بطریق فریابی نقل کی ہے جس میں ثوری اور ان کے شیخ سے آگے اختلاف ہے۔ چنانچہ ابن جریج نے عبدالکریم سے انہوں نے معاذ سے بواسطہ سنان بن سلمہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے محمد بن بکر سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ ابو عاصم نے ابن جریج اور دارقطنی * نے ایک اور طریق سے بحوالہ ابو عاصم روایت کی ہے ان سے قتادہ، سلم بن جنادہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ بصرہ فروکش ہوئے تھے، خلیفہ کا قول ہے زیاد نے ہندوستان کی جنگ کا انہیں پچاس (۵۰) میں ذمہ دار بنایا تھا، جس میں ان کا عجیب واقعہ ہے۔ عمر بن شبہ کا قول ہے جب مصعب بہتر (۷۲ھ) میں عبدالملک بن مروان سے جنگ کرنے نکلے تو انہیں بصرہ کا والی بنایا۔ ابن سعد نے اہل بصرہ کے تابعین میں پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عجل کا قول ہے: ثقہ تابعی ہیں۔ ابن حبان کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: حجاج کی گورنری کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

قسم ثالث از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۶۵۱ (ز) ساریہ بن عمرو الحنفی

ابن ماکولا * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: اگر آپ کو اہل یمامہ سے کوئی کام ہے تو اسے (یعنی مجاہد بن مرارہ کو) باقی رہنے دو۔

۳۶۵۲ (ز) ساعدہ بن جُوَین

بقول بعض: ابن جُوَیہ۔ مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔ ابوالقاسم حسن بن بشر آمدی کا قول ہے: ساعدہ بن جُوَیہ بنی کعب بن کاہل بن حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں۔ جاہلی دور کے اچھے شاعر ہیں۔ ان کے اشعار زیادہ تر غریب الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جن میں گہرے معانی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ تلوار کی تعریف میں کہتے ہیں: صر "تو اس کا اثر اس کی دونوں جانبوں میں دیکھے گا، گویا وہ مکڑی کے رستے ہیں جن میں وہ آہستہ آہستہ چلتی ہے۔"

۳۶۵۳ (ز) ساعدہ بن عجلان ہذلی *

ان کا بھی مرزبانی نے ذکر کیا ہے۔ مخضرمی شاعر ہیں۔ پیدل غارت گری کرتے تھے۔

۳۶۵۴ (ز) سالم بن دارہ

وہی ابن مسافع، تذکرہ ہونا ہے۔

* السنن الدارقطنی (۲۰۰/۴) المستدرک (۳۴۸/۴) المعجم الكبير (۶۴۹۳) کنز العمال (۳۷۴۵۳)

* الثقات (۱۷۸/۳) * الاکمال (۱۶/۲) * اسد الغابہ (۱۸۸۸) استیعاب (۸۸۱)

۳۶۵۵ سالم بن ربیعہ

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ قد امی کا بیان ہے وہ خلافت صدیقی میں جنگِ فحل میں شریک ہوئے۔ نصر بن صالح نے ان سے روایت کی، فرماتے ہیں: مصعب بن زبیر کے دور میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

۳۶۵۶ سالم بن سالم عبسی

ابوشداد۔ کتیبوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۳۶۵۷ سالم بن سنہ

ابن الاشیم، ابن ظفر بن مالک بن عثمان بن طریف طائی۔ انہیں سالم صقار بھی کہا جاتا ہے۔ دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کا بیٹا نفع بن سالم شاعر تھا جو اھل سے عبد الملک کی خلافت میں ہجو کا مقابلہ کرتا تھا۔

۳۶۵۸ سالم (مولا قدامہ بن مظعون)

انہیں دور نبوی ﷺ نصیب ہوا۔ ”التمہید“ میں ابو عمر لکھتے ہیں: عبد الملک بن ماشون نے فرمایا: ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون کے مولا، جنہیں سالم کہا جاتا تھا، سے فرمایا: تم جس شخص کو مدینہ کا سرنامی درخت کاٹتے دیکھو اس کا کلباڑا لے لو۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین اس کا کپڑا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

۳۶۵۹ (ز) سالم بن مسافع

بن دارہ، مشہور شاعر۔ بقول ابوالفرج اصبہانی: دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ دارہ ان کے دادا کا لقب ہے، ان کا نام ربوع بن کعب بن عدی بن جسم بن بھسہ بن عبد اللہ بن غطفان ہے۔ ابو عبیدہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا بھائی عبدالرحمن بن دارہ بھی اسلام کا شاعر ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: سالم بن مسافع بن عقبہ بن شریح بن ربوع، پھر ان کا نسب بیان کر کے فرمایا: بقول بعض دارہ خود سالم کی والدہ ہیں۔ ایک قول ہے: ان کی دادی ہیں۔ تیسرا قول ہے: مسافع کے دادا شریح کا لقب ہے۔ میں نے ”کلیات سالم“ میں پڑھا ہے کہ وہ خلافت عثمانی میں قتل ہوئے۔ زمیل بن ام دینار فزاری نے انہیں قتل کیا، کیونکہ انہوں نے اشعار کے ذریعہ ان کی ہجو کی تھی: ص

”جب تو کسی فزاری کے ساتھ تھا ہو تو ہرگز اس پر اپنی اونٹنیوں کے بارے بھروسہ نہ کرنا، بلکہ انہیں تسموں کے ساتھ باندھ لینا۔“

اس میں کہتے ہیں: ص

”میں دارہ کا بیٹا ہوں جس سے میرا نسب ملا ہوا ہے۔ تو کیا لوگو! تم ہی بتاؤ دارہ کے ساتھ کوئی ننگ و عار ہے۔“

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوتا ہے ان کے دادا کا لقب دارہ تھا، جیسا کہ ابو عبیدہ کا قول ہے جس کے متعلق کہا

گیا ہے: ص

”اس کے متعلق زیادہ شور نہ کرو کیونکہ جو کچھ ابن دارہ نے کہا اس سب کو تلوار مٹا دے گی۔“

طبقات الشعراء میں وعل بن علی لکھتے ہیں: انہوں نے عیینہ بن حصن کو مخاطب کر کے کہا جب وہ مرتد ہو کر پھر سے مسلمان ہو گئے تھے، عیینہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا اور اشعث کا ایک جیسا واقعہ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کی عزت کریں اور اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیں اور مجھ سے ایسا سلوک روانہ رکھیں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اشعث کو اپنی بہن کا رشتہ دیا تھا تو سالہ بن دارہ نے عیینہ کو اس کا یوں جواب دیا: ص

”اے عیینہ بن حصن! جس کا تعلق آل عدی سے ہے، تو اپنی سخت قوم میں سے خالص ہے تو اشعث کی طرح نہیں جیسے تاج پہنایا گیا جب وہ لڑکا ہی تھا اور ابھی اس کا دودھ نہیں چھوٹا تھا تو وہ سردار بن گیا تھا۔ اس کا دادا ”آکل المرار“ ہے۔ اور قیس جس کا مرتبہ بادشاہوں میں بہت بڑا تھا، اگرچہ تم دونوں نے غداری کی تو برابر ہے جیسے یہ چمڑا کاٹا جاتا ہے۔ تو اسے بادشاہوں کا سادہ بہ حاصل ہے یہی مقام اشعث کا ہے خواہ پرانا ہو خواہ نیا۔ اشعث بن قیس بن معدی کرب کو جو عزت و مقام حاصل ہے جبکہ تم میں اس کا شائبہ تک نہیں۔“

(ن) سالم بن ہبیرہ الحضرمی (۳۶۶۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسلمان ہوئے اور اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ کہا۔ سعید بن یحییٰ اموی نے اپنے ”مغازی“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) سائب بن حارث (۳۶۶۱)

بن حزن ہلالی۔ میمونہ بنت حارث ام المؤمنین کے بھائی، ان کا نسب ان کے بھائی قطن کے حالات میں بیان ہوگا۔

(ن) سائب بن مہجان (۳۶۶۲)

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ ابن وہب کی سعید بن عبدالرحمن سے بحوالہ سائب بن مہجان جو ایلیاء کے ایک شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں اس طرح کھڑے ہوئے تھے جیسے تم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر خطاب کر رہے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا۔“ (حدیث) یہ روایت ابن عساکر * نے بطریق جعفر بن احمد بن سنان بواسطہ عباس ذوری، ہارون بن معروف سے بحوالہ ابن مصعب نقل کی ہے۔ ایک اور طریق سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے لیکن اس میں فرماتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔ ایسا ہی امام بخاری رضی اللہ عنہ * نے یحییٰ بن سلیمان سے بحوالہ ابن وہب نقل کیا ہے۔ ابو زرہ دمشقی نے اہل شام کے تابعین میں سے اونچے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہی طرز ابن سمیع نے اختیار کی ہے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے۔

* مختصر تاریخ دمشق (۱۰۲/۲۰) * حوالہ گزر چکا ہے۔ * التاريخ الكبير (۱۵۵/۲)

باب سین کے بعد باء اور جیم

(۳۶۶۳) (ز) **سُبَيْع بن قَتَادَةَ حَنَفِي يَمَامِي**

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ کتاب الرذہ میں ومیمہ لکھتے ہیں: یمامہ کے روز گرفتار ہوئے۔ عمر بہت زیادہ تھی۔ ان کے حوالہ سے ایسا کلام نقل کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے وہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسیلمہ اور اس کی قوم کو مرتد ہونے سے روکا جس کی بنا پر خالد بن ولید نے انہیں معذور سمجھا۔ واللہ اعلم

(۳۶۶۴) (ز) **سَجْفَا**

ایک بزرگ ہیں جنہوں نے دور جاہلیت پایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد حاء

(۳۶۶۵) (ز) **سَحْبَانَ وَائِل**

جن کا نام بطور مثال فصاحت و بلاغت میں بیان کیا جاتا ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے۔ میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ اسی قسم میں شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دور جاہلیت کے ہیں۔ ابو نعیم نے طبقات الخطباء میں لکھا ہے۔ سبحان عرب کے بلا مقابلہ خطیب تھے وہ جب ایک بار خطاب کرتے تو دوبارہ وہ جملہ نہ دہراتے نہ بات کو دوبارہ شروع کرتے نہ رکتے، اور نہ سوچتے، بلکہ ان کی زبان ایسے چلتی جیسے پانی جاری ہو۔

(۳۶۶۶) (ز) **سَحِيم (بنی حساس کے غلام)**

مشہور مخضرمی شاعر ہیں۔ ابو الفرج اصبہانی کی روایت ہے: حسیم سیاہ فام غلام تھے جنہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ان کا کوئی شعر بھی دہرایا۔ مرزبانی ان کے حالات میں اور دینوری مجالہ میں لکھتے ہیں: علی بن زید بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو اسلام اور بڑھا پا روکنے کے لیے کافی ہے“۔ جس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: ”یہ بات ایک شاعر نے کہی ہے: بڑھا پا اور اسلام آدمی کو روکنے کے لیے کافی ہے“۔ تو نبی ﷺ نے جیسا پہلے فرمایا تھا پھر اسی طرح اعادہ کیا۔ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے انہیں شعر و شاعری

* التاريخ الكبير (۲/۲۱۴) * مختصر تاريخ دمشق (۲۰/۱۴۳)

* كنز العمال (۱۸۴۵۲) الطبقات (۱/۱۲۱۲) تفسير القرطبي (۱۵/۵۲) زنه المسير (۷/۳۴)

سکھائی اور نہ ان کے لیے موزوں ہے۔

عمر بن شہبہ کا قول ہے: اس کے بعد تحیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے سامنے یہ قصیدہ پڑھا: **ع**
 ”اگر تو نے کل تیاری کرنی ہے تو سلیمی کو الوداع کہہ دے۔ بڑھاپا اور اسلام آدمی کو روکنے کے لیے کافی ہیں۔“

آپ نے فرمایا: اتنا کافی ہے۔ تم نے سچ کہا، تم نے سچ کہا۔ ابن سیرین سے مروی ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: اگر تم شیب سے پہلے اسلام کا ذکر کرتے تو تمہارے لئے بہتر تھا۔ ”الادب المفرد“ میں امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ دوپہر ڈھلنے کے بعد جس کے پاس سے گزرتے اسے ٹھہرا لیتے، اسی طرح ایک دن مولانا بنی حساس شعر کہتا ہوا آیا، آپ نے اسے بلایا فرمایا: تم کیسے اشعار کہہ رہے تھے؟ تو انہوں نے یہ شعر سنایا:

ودع سلیمی ان تجهزت غادیا ، كفى الشيب والاسلام للمراء ناھیا

بقول بعض: تحیم خلافت عثمانی میں قتل ہو گئے تھے۔ ایک قول ہے کہ ان کے قتل کا سبب یہ ایسا کہ بنی حساس کی کسی خاتون کو یہودیوں کے کسی آدمی نے قید کر کے اپنے لیے مخصوص کر لیا اور اپنے خاص قلعہ میں ٹھہرا لیا۔ تحیم کو پتہ چلا اسے غیرت آئی تو وہ وہاں تک پہنچنے کا حیلہ تلاش کرتا رہا، بالآخر دیوار پھلانگ کر یہودی کے پاس جا پہنچا، اسے قتل کر کے عورت کو چھڑا لیا اور اسے اپنی قوم کے پاس پہنچا دیا۔ پھر کسی دن اس عورت کی ملاقات تحیم سے ہوئی تو کہنے لگی: تحیم! میرا دل چاہتا ہے کاش میں تمہیں اس کا بدلہ دینے کی قدرت رکھتی جو تم نے مجھے یہودی کے ہاتھ سے آزاد کیا ہے۔ تحیم نے کہا: اللہ کی قسم! تمہیں اس کی قدرت ہے، اور اس کا اشارہ اسی کی طرف تھا۔ لیکن وہ شرما کر چلی گئی۔ پھر دوسری بار ملی تو پھر اس نے پیشکش کی تو وہ رضامند ہو گئی اور یہ اس پر عاشق ہو گیا اور اس کے متعلق غزلیں کہنے لگا۔ اس عورت کا نام سمیہ تھا۔ لوگوں نے بھانپ لیا اور اپنے لئے سمیہ کی وجہ سے ذلت و عار کے خوف سے تحیم کو قتل کر دیا۔ ابن حبیب کا قول ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تحیم بنی حساس کے غلام کا یہ شعر سنایا: **ع**

الحمد لله حمدا لا انقطاع له فليس احسانه عنا بمقطوع

”اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ختم ہونے والی تعریف ہو کیونکہ ہم سے اس کا احسان کبھی ختم نہیں ہوتا۔“

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بہتر بہتر اور اس نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ کا شکر اسی طرح کرنا چاہیے اگر (راہ حق پر) سیدھا رہا اور (حق کے) قریب رہا تو وہ جنتی ہے۔“

۳۶۶۷ **سحیم بن وثیل الریاحی**

مخضرمی شاعر ہیں۔ بقول ابن درید: جاہلیت میں چالیس (۴۰) اور اسلام میں ساٹھ (۶۰) سال زندہ رہے۔ زیاد ابن بابیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ سمرہ بن عمرو غنبری کے ساتھ ان کا واقعہ گزر چکا ہے۔ مرزبانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اور غالب بن صعصعہ فرزدق کے والد نے فخر میں مقابلہ کیا دونوں نے اونٹ ذبح کیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ”اس میں سے کوئی نہ کھائے کیونکہ یہ غیر اللہ کے لیے ذبح ہوا ہے۔“ یہی قصہ سعید بن منصور نے بحوالہ جبارود بن ابی سمرہ نقل کیا ہے۔ واقعہ کا

حاصل یہ ہے جو اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ غالب اور حمیم چند دوستوں کے ساتھ سفر پر نکلے۔ ان لوگوں کے شہر خلافت عثمانی میں ویران ہو گئے تھے۔ قحط سالی تھی غالب نے ایک اونٹنی ذبح کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا، حمیم نے بھی ایک اونٹنی ذبح کر ڈالی کسی نے غالب سے کہا: وہ تمہارا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ غالب نے کہا: نہیں وہ سخی آدمی ہے۔ پھر غالب نے دو اونٹنیاں ذبح کیں۔ تو حمیم نے بھی دو اونٹنیاں ذبح کر ڈالیں۔ اس کے بعد غالب نے دس تو حمیم نے بھی دس ذبح کیں اس وقت غالب نے کہا: مجھے اب معلوم ہوا کہ وہ میرا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد غالب خاموش رہا یہاں تک کہ اس کے اونٹ گھاٹ پر اترے جن کی تعداد دو سو (۲۰۰) تھی۔ بقول بعض: چار سو (۴۰۰) تھے۔ جن میں بیس کو ذبح کر دیا۔ لیکن حمیم نے کچھ بھی ذبح نہ کیا۔ جس کا تذکرہ خلافت علوی میں یوں کیا کہ کناسہ میں اتنی تعداد میں اونٹ ذبح کیے جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انہیں نہ کھائے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: حمیم ہی نے یہ اشعار کہے ہیں: ص

”میں چمک کا بیٹا اور ٹیلوں پہ چڑھنے والا ہوں، میں جب عمامہ (گپڑی) اتارتا ہوں لوگ مجھے پہچان لیتے ہیں، شعراء کو مجھ سے کیا ملے گا جبکہ میں چالیس سے گزر چکا ہوں۔ پچاس سالہ ہوں اپنی کمر کس کر بیٹھا ہوں، حالات کی تبدیلی مجھے پھر سے بہتر بنا دیتی ہے۔“

(ز) سحیم مولا عتبہ بن فرقہ (۳۶۶۸)

انہیں دور نبوی ﷺ نصیب ہوا، ان کے مولا نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔ بطریق ابو عثمان نہدی مروی ہے کہ میں عتبہ بن فرقہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھا۔ تو انہوں نے اپنا ایک مولا حمیم اور دوسرا تین میل کے فاصلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ یہ آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا اس کی سند صحیح ہے۔

باب سین کے بعد وال

(ز) سدیس العدوی (۳۶۶۹)

انہیں دور نبوی ﷺ نصیب ہوا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ بحوالہ سدیس عدوی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے ابلہ کا غزوہ کیا جس میں ہمیں فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد ہم اھواز پہنچے، وہاں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور وہاں کے بہت سے لوگ قیدی بنائے۔ باندیاں ملیں تو ہم ان سے ہم آغوش ہوئے۔ ہمارے امیر نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ شاید یہ شولیس ہیں جن کا تذکرہ شین میں ہونا ہے، اس لیے لکھ لیا جائے۔

باب سین کے بعد راء

(ز) سراقہ (عبدالاعلیٰ کے والد) (۳۶۷۰)

بقول ابن عساکر انہیں دور نبوی نصیب ہوا اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ پھر ان کی ایک روایت نقل کی: یرموک کے

روز ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”حور عین کے لیے بن سنور کر رہو۔“

۳۶۴۱ (ز) سرج الیرموکی

کتابی ہیں، دور نبوی پایا ہے، آپ ﷺ کے بعد مسلمان ہوئے۔ الکنی میں دولابی لکھتے ہیں کہ سرج یرموکی نے فرمایا: سابقہ کتابوں میں یہ نشانی لکھی ہوئی پاتا ہوں کہ بارہ سردار ہوں گے ان میں سے ایک ان کا نبی ہوگا جب یہ تعداد پوری ہو جائے گی پھر سرکشی اور بغاوت سراٹھائے گی، خانہ جنگی ہوگی۔ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان سرج سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔*

باب سین کے بعد عین

۳۶۴۲ سعد بن ایاس*

بن ابی ایاس ابو عمر و شیبانی۔ دور نبوی پایا ہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد مدینہ آئے، پھر کوفہ فرود کش ہوئے۔ ناقدین ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ طبرانی* کی روایت ہے کہ ابو عمر و شیبانی نے فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ملی میں اس وقت اپنے خاندان کے اونٹ کاظمہ میں چرا رہا تھا۔ بقول بعض: انہوں نے نبی ﷺ کی زندگی کے چالیس سال پائے ہیں جبکہ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے ابو مسعود، علی اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ابواسحاق شیبانی، حارث بن شبل و لید بن عیز اور اعمش وغیرہ شامل ہیں۔ اسمعیل بن خالد کا قول ہے: ایک سو بیس (۱۰۰) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: لگتا ہے چھیانوے (۹۶ھ) میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ابن عبدالبر* نے ان کی تاریخ وفات پچانوے (۹۵ھ) لکھی ہے، جو اس کے قریب ہے۔ ادھر ابن حبان کا گمان ہے کہ جنگ قادسیہ اکیس (۲۱ھ) میں ہوئی اس لیے ان کا انتقال ایک ایک (۱۰۱ھ) میں ہوا ہوگا۔ ابن حبان نے ان کا نام سعید بتایا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: سعید یا سعید، سعد زیادہ صحیح ہے، کنیت سے مشہور ہیں۔

۳۶۴۳ سعد بن بالویہ فارسی

جن لوگوں نے اسود غسی کے قتل میں مدد پہنچائی تھی ان میں شامل ہیں۔ واقدی نے الرذہ میں بیان کیا ہے جب اسود قتل ہو گیا تو یہی سعد چند مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے، وہاں سے جو بھی اسود کا ساتھی گزرنا، جو کہتا: وہ کذاب تھا اسے چھوڑ دینے ورنہ قتل کر دیتے تھے۔

۳۶۴۴ (ز) سعد بن بکر

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کتاب الایمان میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

* مختصر تاریخ دمشق (۲۱۴/۹) * اسد الغابہ (۱۹۶۹) استیعاب (۹۲۴) تجرید (۲۱۱/۱)

* المعجم الكبير (۵۵۳۲/۶) * استیعاب (۱۵۰/۲)

میں کہتا ہوں: امام احمد رضی اللہ عنہ کی کتاب الایمان میں وہ روایت بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن بکر مروی ہے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے پھر سابقہ اثر (قول صحابی) سعید بن عمارہ جو بنی سعد بن عمارہ کے فرد ہیں۔ ان کے حالات میں ذکر کیا پہلے بتایا جا چکا ہے کہ انہیں سعد اور سعید کہا جاتا ہے، لگتا ہے جو نسخہ ذہبی کے پاس تھا اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ ”اخئی بنی“ خبرنی بن گیا جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سعد بن بکر صحابی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے“ سے مراد سعید بن عمارہ ہیں۔ یہ سعد بن بکر تو وہ ان کے پردادے ہیں، جو صحابہ کی ایک جماعت کی اولاد کا بہت بڑا ”بطن“ ہے، ان میں اور ان میں بے شمار پشتیں ہیں۔ واللہ المستعان۔

(۳۶۷) (ن) سعد بن عمیلہ الفزاری

انہیں دور نبوی میسر ہوا۔ سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں فتح قادسیہ کی خوشخبری دینے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

(۳۶۸) (ن) سعد بن مالک الاعرج

بقول بعض: الاقرع یمانی۔ دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ سعد الاعرج روایت کی ہے کہ وہ مدینہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کی: جہاد۔ فرمایا: اپنے دوست یعنی یعلیٰ بن امیہ کے پاس لوٹ جاؤ۔ یعلیٰ ان دنوں یمن کے گورنر تھے۔ کیونکہ کوئی کام اس کے حق کے ساتھ کرنا بہترین جہاد ہے۔ عبدالرزاق نے یہ روایت طویل نقل کی ہے اور محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ، عطاء بن سائب بحوالہ حسن روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن مالک یا سعید کو زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا۔

(۳۶۹) (ن) سعد بن نوفل

انہیں دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جار کے گورنر تھے۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتا ہے، ابن حبان رضی اللہ عنہ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں سعید بن نوفل کا ذکر ہوا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، شاید وہ یہی ہیں۔

(۳۷۰) (ن) سعد السبائی

واقدی نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل سباء کے مسلمان ہونے والے لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷۱) سعد (مولا اسود بن سفیان)

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمن روایت کرتا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۰ (ز) سعد المَعَطَّلِ هذلي

مخضری ہیں۔ مرزبانی نے مجمل الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن کسی شعر کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳۶۸۱ (ز) سَعْر

بن مالک عَنَسِي۔ دور نبوی پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ان سے حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اول میں سَعْر بن سوادہ کا تذکرہ ہوا ہے جنہیں عسکری نے مخضرمین میں شامل کیا ہے، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۶۸۲ سعید بن حیدہ

قسم اول میں ذکر ہوا ہے، میں نے تنبیہ کی تھی کہ یہ اس قسم کے ہیں۔

۳۶۸۳ (ز) سعید بن ساریہ

بن مرہ بن عمران بن رباح بن سالم بن غاضرہ بن حبشیہ بن کعب خزاعی۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں گارڈوں میں سے تھے، آپ نے انہیں آذربائیجان کا والی بنا دیا تھا، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۴ (ز) سعید بن البارِدِ وورود

ان پانچوں میں سے ایک ہیں جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسود عَنَسِي کے خلاف فیروز کی مدد و امداد کا خط لکھا تھا۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۵ (ز) سعید بن نعمان عَدَوِي

سیف اور طبرانی کا بیان ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فوج میں تقسیم کے بعد خمس کا جو حصہ بچ گیا وہ دے کر اور فتح خوشخبری پہنچانے کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

۳۶۸۶ سعید بن نمران همداني

بقول خلیفہ: دور نبوی پایا ہے، جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور حضرت رضی اللہ عنہ کے کاتب رہے۔ حمزہ بن یوسف تاریخ جرجان میں لکھتے ہیں: ان لوگوں میں سے تھے جو حجر بن عدی کے ساتھ روانہ کیے، ان طرفدار تھے۔ پھر رہا کر دیئے گئے تو جرجان منتقل ہو گئے، وہیں اپنی حویلی بنائی۔ سیف کا بیان ہے: ہاشم بن عقبہ جب یرموک کے واپس آئے تو ستر کی نفری میں سعید بن نمران کو مقرر کیا۔ ابن ابی خيثمه کی روایت ہے، مصعب نے انہیں قاضی بنانا چاہا تو ان کے بھائی نے انہیں منع کیا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ مسدد نے اپنی مسند میں اور ابن المبارک نے ”کتاب الزہد“

بطریق عامر بجلی بواسطہ سعید بن نمران بحوالہ صدیق اکبر اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”پھر وہ ڈٹ گئے“ کی تفسیر نقل کی ہے۔ فرمایا: وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا۔ معاویہ بن صالح بواسطہ یحییٰ بن معین اہل کوفہ کے ناموں میں فرماتے ہیں: سعید بن نمران نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور ستر (۷۰) کی دھائی میں فوت ہوئے۔

۳۶۸۷ سعید بن وہب خیوانی

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے، اور یمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سلمان اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا عبدالرحمن، ابواسحاق اور عمارہ بن عمیر شامل ہیں۔ بقول ابن حبان: یہ وہی ہیں جنہیں سعید بن ابی حرہ کہا جاتا ہے، ابن سعید کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے، لقب قراد (چیچڑی) اسی وجہ سے ملا ہے، پچانوے یا چھیانوے (۹۵/۹۶ھ) میں انتقال ہوا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ابن سعید اور عجل نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۳۶۸۸ (ز) سَعِيْهَ بِنِ غَرِيْضِ

بن عادیہ تہامی۔ تہام جو حجاز و شام کا درمیانی علاقہ ہے اس کی طرف نسبت ہے، یہ سہیل بن عادیہ کے بھتیجے ہیں جو وہاں بطور مثل مشہور ہیں۔ دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: انہوں نے لمبی عمر پائی، اسلام کا دور پایا تو مسلمان ہو گئے خلافت معاویہ کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ پھر بیثم بن عدی کی سند سے روایت کی ہے۔ امیر معاویہ نے حج کیا تو مسجد میں ایک شیخ (بزرگ) کو نماز پڑھتے دیکھا۔ پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: سعیہ بن عریض ہیں۔ آپ نے بلاوا بھیجا تو وہ آگئے۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے، امیر معاویہ نے فرمایا: باباجی کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں، انہیں اٹھا کر لے جاؤ۔ ان کے نام میں عین کے بعد یاء سعیہ راجح ہے جس کی طرف قسم اول میں اشارہ ہو چکا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۶۸۹ (ز) سَفِيَّانُ بِنِ سَفِيَّانِ جَذَامِي

ان کے بھائی حصن اور حصین کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے کہ یہ ارتداد کے فتنہ میں اسلام پر ثابت قدم رہے۔

۳۶۹۰ (ز) سَفِيَّانُ بِنِ عَمْرٍو سَلَمِي

وہمہ کا بیان ہے اپنے اسلام پر قائم رہنے والوں میں سے ایک ہیں، اپنی قوم کو مرتد ہونے پر ملامت کی اور ان سے بڑا والہانہ خطاب کیا تو انہوں نے انہیں برا بھلا کہا، جس کے متعلق ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ جب ہر طرح سے ان سے مایوس ہو گئے تو مدینہ چلے گئے اور وہیں کے ہو رہے۔

سورۃ فصلت (۳۰) * اسد الغابہ (۲۱۰۰) تخرید (۲۲۵/۱) * الفقات (۲۹۱/۴) * التاريخ الكبير (۵۱۷/۱)

(ز) سفیان بن ہانی (۳۶۹۱)

بن جبیر ابن عمرو بن سعید بن ناخر ابو سالم جیشانی معافر کے حلیف، مصرفروش ہوئے۔ بقول ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری، مسلم، ابو حاتم، عجل اور ابن حبان کا اس پہ اتفاق ہے یہ تابعی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت ہے، ان کے پاس گئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ اسی طرح ابو ذر، عقبہ بن عامر اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے جبکہ ان سے ان کا بیٹا سالم، پوتا سعید بن سالم، یزید بن ابی حبیب اور بکر بن سوادہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن یونس: اسکندر یہ عبدالعزیز بن مروان کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔

(ز) سفیان الہذلی (۳۶۹۲)

نضر کے والد۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابو نعیم نے ”دلائل“ میں بطریق نضر بن سفیان بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم اپنے قافلے کے ساتھ شام گئے۔ جب ہم معاویہ کے نزدیک پہنچے تو ہم نے وہیں رات بسر کیا، اچانک فضاء میں ایک گھڑ سوار نظر آیا جو کہہ رہا تھا: لوگو! بیدار ہو جاؤ یہ سونے کا وقت نہیں، احمد رضی اللہ عنہم کا ظہور ہو چکا ہے، شیاطین بری طرح دھتکار دیئے گئے، ہم اپنے گھر واپس آئے تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ مکہ میں قریش میں سے احمد نامی نبی مبعوث ہو چکے ہیں۔

باب سین کے بعد لام

(ز) سلمہ بن حبیش (۳۶۹۳)

بن کدیف بن سنان بن بدر بن ثعلبہ بن حبال بن نضر بن غاضرہ اسدی۔ اسد خزیمہ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے، جس کے متعلق لکھتے ہیں: ”میں اور میری خاکستری رنگ کی اونٹنی ہر ایک مختلف خواہشیں لیے ہوئے ہیں، جب ہم جدا ہونے کی جگہ پہنچے۔“

(ز) سلمہ بن سبرہ (۳۶۹۴)

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ اور حضرت عمر، معاذ اور سلمان رضی اللہ عنہم سے سماع کیا ہے۔ ان سے ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ مسدود، بغوی نے جدیدیات میں روایت کی ہے کہ سلمہ بن سبرہ نے فرمایا: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا۔ پھر ایک واقعہ لکھا۔ ابن سعد نے اہل کوفہ کے پہلے طبقہ تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

التاریخ الكبير (۸۷/۲) الجرح والتعديل (۲۱۹/۴) الثقات (۳۱۹/۴)

اسد الغابہ (۲۱۲۵) استيعاب (۱۰۱۵) مختصر تاريخ دمشق (۲۷/۱۰) تجريد (۲۳۰/۱)

(۳۶۹۵) (ز) سلمہ بن سلم الجہنی

بقول ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے اور شام کے جہاد میں شریک ہوئے اور مرج صفر تیرہ (۱۳ھ) میں شہید ہوئے۔ پھر ابوحسان زیاد سے سند اس کا ذکر کیا۔

(۳۶۹۶) (ز) سلیک الفزاری

دور نبوت پایا ہے اور جنگ جلولاء میں شریک ہوئے۔ ثوری کی روایت ہے کہ سلیک فزاری نے فرمایا: جب سعد بن ابی وقاص جلولاء بھیجے گئے تو میں ان لوگوں میں تھا۔ ابن ابی حاتم * نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ ان سلیک بن سلک کے علاوہ ہیں جو عرب کے مشہور فقراء میں سے ہیں، جو دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔

(۳۶۹۷) (ز) سلیک العقیلی الاقطع

دور نبوت پایا ہے اور جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ مردوں کے خلاف جنگ میں ان کی ہتھیلی کٹ گئی تھی، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: **ع**
”تو مجھے اور میرے بھائی عطار کو کیسے دیکھتا ہے، ہم بنی حنیفہ کا ہر طرح دفاع کر رہے ہیں۔ میں ہتھیلی اور بازو کو تلاش کر رہا ہوں۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں لیکن مجھے کوئی غم نہیں۔“

(۳۶۹۸) (ز) سلیل بن زید

بن مالک بن المعلی طائی غم سنہس۔ دور نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پایا ہے اور فتوحات عراق میں شریک ہوئے جس روز مسلمانوں نے مدائن پہنچنے کے لیے دریائے دجلہ عبور کیا تو یہ ڈوب گئے، ان کے علاوہ کوئی نہیں ڈوبا، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۹۹) (ز) سلیم بن عتر

ابن سلمہ بن مالک نجیبی ابوسلمہ، دور نبوی پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ یہ سعید بن عفیر کا قول ہے اور ابن عازد کی روایت ہے: جابیہ میں حضرت عمر رضي الله عنه کے خطاب میں شریک ہوئے۔ امام بخاری * نے تاریخ میں لکھا ہے: ابودرداء رضي الله عنه سے سماع کیا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے انہیں زیادہ عبادت کی وجہ سے ناسک (عبادت گزار) کہا جاتا تھا۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے: سلیم بن عتر بہترین تابعین میں سے ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: خلافت فاروقی میں ہجرت کی اور جابیہ میں آپ کا خطبہ سنا۔ حضرت امیر معاویہ نے قضاء و قصص کے عہدے ایک ساتھ عطا کیے۔ عہدہ قضاء پر چالیس سال تک برقرار رہے۔ اور دمیاط میں پچھتر (۷۵ھ) میں فوت ہوئے۔ صلہ بن حارث غفاری کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ عبدالرحمن بن زیاد بن انعم کی بحوالہ سلیم بن عتر روایت ہے فرمایا: حضرت عمر رضي الله عنه نے سورہ حج کے دوران ہمیں سجدہ کرایا۔ ابن لہیعہ بواسطہ حارث بن یزید روایت کرتے ہیں کہ میں نے حنش بن عبداللہ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وہ لوگ رات بہت تھوڑا سوتے ہیں“ * فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سلیم بن عتر اور ابوعبدالرحمن

الجلی کی صفت ہے۔ حارث بن یزید سے ہی مروی ہے کہ ہر تین دن پہ ایک ختم کیا کرتے تھے، ایک قول ہے: وہ رات میں بکثرت نماز پڑھتے اور اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوتے، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ اپنے رب کو راضی اور اپنے گھرانے کو خوش کرتے تھے۔ یہ روایت ابو عبیدہ نے ”فضائل القرآن“ میں نقل کی ہے، ان کے مکمل حالات ”قضاة مصر“ میں موجود ہیں۔

۳۶۰۰ (ز) سلیم انصاری

یا مخزومی ان کے مولا ہیں۔ ابو عامر کنیت ہے۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابن ابی خنیسہ، ابو زرعد مشقی اور ابو حاتم رازی کا قول ہے انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: سلیم بن عامر اور ابو عامر خباری نہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ سلیم بن عامر ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حلب کے محاصرے کے دوران قید کیا تھا، فرماتے ہیں: جب ہم لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو مجھے مکتب بھیج دیا۔ انہی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دیکھا، ان لوگوں نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر بغیر نیا وضو کیے نماز پڑھی ہے۔ دحیم کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سات ماہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ یہی روایت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ صغیر میں باضافہ نقل کی ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لئے بطور خادم دے دیا تھا، یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں ملے تھے۔ پھر فتح دمشق اور قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ تاریخ حمصیین میں ابو بکر بغدادی لکھتے ہیں: ”حلب کے محاصرہ کے دوران خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کیا تھا۔“

باب سین کے بعد میم

۳۶۰۱ (ز) سمرہ بن جعونہ

دور نبوی پایا ہے اور جنگ جلولاء میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ابو اسحاق سبعمی نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن حبان لکھتے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۰۲ سمط بن اسود کندی

شرحبیل کے والد۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ الرذہ میں مذکور ہے، وہ اور ان کا بیٹا اس وقت بھی اسلام پر برقرار رہے جب کندہ مرتد ہو گئے تھے۔ یہ دونوں زیاد بن لبید سے جا ملے۔ لیکن تاریخ مظفری میں میں نے دیکھا ہے کہ جب اہل یمن مرتد ہوئے تو کندہ سارے کا سارا مرتد ہو گیا۔ صرف شرحبیل اور ان کا بیٹا اس فتنے سے محفوظ رہا۔ واللہ اعلم۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ پہلا قول درست ہے جس کا میں شرحبیل کے حالات میں ذکر کروں گا۔ سنن میں بیہقی نے بحوالہ شععی روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

اسد الغابۃ (ت: ۲۲۱۷) الاستیعاب (ت: ۱۰۵۱) تجرید اسماء الصحابة (۲۳۶/۱) الاستیعاب (۲۰۷/۲)

مختصر تاریخ دمشق (۲۰۰/۱۰) الثقات (۳۴۰/۴)

شرحیل بن سمط کو مدائن میں اور ان کے والد سمط کو شام میں تعینات کیا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: آپ یہ حکم تو دیتے ہیں کہ (رشتہ دار) قیدیوں کو جدا جدا نہ کیا جائے، جبکہ آپ نے مجھے اور میرے بیٹے کو (باوجودیکہ ہم آزاد ہیں) جدا کر رکھا ہے، تو انہوں نے ان کی طرف لکھا اور ان سے ان کا بیٹا ملا دیا۔

(ز) سمعان بن ہبیرہ (۳۷۰۳)

بن ساق بن نجیر بن اسامہ بن نصر بن قعین بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔ ابوالسماں شاعر جنہیں دور نبوت میسر ہوا۔ کوفہ فروکش ہوئے۔ ابو حاتم سجستانی کتاب ”المعمرین“ میں لکھتے ہیں: ہمارے مشائخ نے ہمیں بتایا کہ سمعان بن ہبیرہ ابوسال اسدی ایک سوسرٹھ (۱۶۷) برس زندہ رہے۔ ”المؤتلف“ میں دارقطنی لکھتے ہیں: فتنہ ارتداد میں طلحہ کے ساتھ تھے جب حضرت خالد بنی النعمان نے اسے قابو کر لیا تو انہیں نے طلحہ سے پوچھا... اب کیا رائے ہے؟... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ کتاب النسب میں زبیر بن بکار بحوالہ ابوصالح لفقعی اور ابو فقعیس جو دونوں اسدی ہیں، روایت کی ہے کہ وہ عرب کے علماء میں سے تھے فرماتے ہیں: اسد بن خزیمہ کے ہاں عمر پیدا ہوا اور عمرو سے لقم، جذام اور عاملہ پیدا ہوئے۔ جس کے متعلق ابوسال اسدی کہتے ہیں: پھر ان کا ایسا ہی نسب ذکر کیا ہے، جیسا یہاں ہے:

”جذام اور لقم کو ایک ساتھ پیام پہنچا دو جو سالوں والی اونٹنیوں پر سوار ہیں۔ اور عاملہ جو رشتہ دار ہیں، گویا یہ لوگ نسب والے ہیں۔ یہ ہمارے قبائل ہیں جن کے گھرانے ہم سے دور ہیں جبکہ رشتہ داری میں وہ زیادہ قریب ہیں ہمارے پاس آؤ، ہم معترف کے بھائی اور کھلی جگہ میں تنہا بیٹھیں۔“

مغیرہ بن مقسم کا قول ہے: ابوالسماں، اپنے گھر کا دروازہ کھلا رکھتے، ان کا ایک شخص اعلان کرتا: جس کی کوئی جگہ نہیں اس کا ٹھکانہ ابوسال کے ذمہ ہے۔ فرماتے ہیں: یہ بات حضرت عثمان بنی النعمان کو معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے مہمانوں کے لئے ایک مہمان خانہ بنا لیا۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں لکھا ہے: انہوں نے ہی رمضان میں نجاشی حارثی کے ساتھ شراب پی لی تھی تو نجاشی پر حد لگی اور ابوسال بھاگ نکلے جس کے متعلق انہوں نے اشعار کہے۔

(ز) سمیر بن عبداللہ (۳۷۰۴)

بن نہار ابن غانم بن سعد بن جبل بن کنانہ بن ناجیہ بن مراد المرادی۔ انہیں دور نبوت حاصل ہے، ان کا زائدہ نامی ایک بیٹا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی عمرو بن عبداللہ بن نہار کا تذکرہ ہونا ہے۔

(ز) سمیط بن عمیر (۳۷۰۵)

دور نبوی پایا ہے اور ان کی جو جنگ ہوئی اس کا حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں۔ ان

مختصر تاریخ دمشق (۲۰۳/۱۰) التاريخ الكبير (۱۲۶/۲) المعمرین (۶۵)

مختصر تاریخ (۲۰۷/۱۰)

سے عمران بن حُدیر اور عاصم الاحول روایت کرتے ہیں ابن حبان * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۰۶ سَمِئَعُ *

ابن درید کا قول ہے: سَمِئَعُ کا معنی ہے جرأت و پیش قدمی۔ جس نے یہ نام قاف سے لکھا ہے اسے وہم ہوا ہے، اسی طرح جس نے سین پر پیش لکھ کر اسے تصغیر دی، اسے بھی وہم ہوا ہے۔ ذوالکلاع میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب سین کے بعد نون

۳۷۰۷ (ن) سَنَاس

بقول بعض: مہلب کے والد۔

۳۷۰۸ (ن) سَنان وداعی

دور نبوی پایا ہے۔ دارقطنی نے سنن میں بحوالہ سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا آخری حج کیا تو اچانک بنی وداع کا ایک شخص قتل ہو گیا، آپ نے ان لوگوں سے پوچھا، وہ کہنے لگے: ہمیں قاتل کی کوئی خبر نہیں۔ آپ نے حکم دیا تو ان کے پچاس بوڑھے باہر لائے گئے، آپ انہیں حطیم لے گئے اور ان سے یہ قسم کھلوائی: ”اس عزت والے گھر، عزت والے شہر اور حرمت کی نشانیوں کے رب اللہ کی قسم! نہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ اس کے قاتل کی خبر ہے۔“ انہوں نے یہ قسم کھالی تو آپ نے فرمایا: ”مقتول کی دیت (خون بہا) ادا کرو۔“ تو ان کے سنان نامی شخص بولے: کیا میری قسم میرے مال کی جگہ کافی نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! میں نے تم لوگوں کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق کیا ہے۔ اس کی سند میں عمر بن صحیح متروک راوی ہے۔

۳۷۰۹ (ن) سَنان بن کعب ازدی

دور نبوی پایا ہے، ان کا بیٹا عبداللہ شہسواروں اور بہادروں میں سے ایک تھا جو مہلب کے ساتھ تھا۔ مہلب کا کہنا ہے: میں جس بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا تو عبداللہ بن سنان نے میرا خوف دور کر دیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب سین کے بعد ہاء

۳۷۱۰ سہم بن حنظلہ غنوی

بقول مرزبانی: شام کے مخضری شاعر ہیں۔

۳۷۱۱ سہم بن مسافر

بن ہرمہ۔ بقول بعض: جرم۔ بقول ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے اور فتح دمشق میں شرکت کی، پھر خالد اور عبادہ کے حوالہ

سے روایت کی ہے کہ یرموک کے بعد یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہنے والے یمنی ہیں اور انہی میں شمار ہوتے ہیں۔

۳۷۱۲ سہیل بن ابی جندل

مسند حارث بن معاویہ دیکھ لی جائے اور وہیں سے نسب وغیرہ لکھا جائے۔

۳۷۱۳ (ز) سہیل بن حنظلہ

بن طفیل عامری۔ مشہور شہسوار عامر بن طفیل کے بھتیجے۔ صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص چھینکا اور الحمد للہ کہا، جس پر آپ ﷺ نے اسے یرموک اللہ سے جواب دیا۔ دوسرا چھینکا لیکن اس نے الحمد للہ نہیں کہا تو آپ ﷺ نے اسے جواب نہیں دیا۔ (حدیث) جس کی وضاحت میں بتایا گیا ہے کہ وہ دونوں عامر بن طفیل جنہوں نے الحمد للہ نہیں کہا اور ان کے بھتیجے تھے جنہوں نے الحمد للہ کہا اور آپ ﷺ نے انہیں جواب دیا۔ طبرانی نے مسند سہیل بن سعد میں اپنی معجم کبیر میں اپنی سند سے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن مجھے انساب میں طفیل کی اولاد میں کوئی شخص ان کے علاوہ نہیں ملا جس نے دور نبوی پایا ہو۔ بظاہر وہ یہی ہیں، نبی ﷺ کے بعد بھی عرصہ دراز زندہ رہے۔ حضرت عبدالعزیز بن مروان نے ان کی بیٹی سے شادی کی تھی، جس سے ام البنین پیدا ہوئیں۔ جن سے ولید بن عبدالملک نے شادی کی۔ سہیل اگر اپنے چچا کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ بلکہ بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس لیے وہ اس قسم میں شامل ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ جب آپ ﷺ نے انہیں چھینک کا جواب دیا تھا اس وقت مسلمان ہوئے ہوں اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ وہ اپنے چچا کی پیروی میں اسلام نہیں لائے تھے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد واؤ

۳۷۱۴ (ز) سوّار بن اوفی قشیری

بقول مرزبانی: مخضرمی ہیں اور نابتہ سے جو کا مقابلہ کرتے تھے۔ انہی کا یہ شعر ہے:
 ”جب نیزے نکرانکرا کے سرخ ہو جاتے ہیں تو لوگ سوّار کو بلاتے ہیں، ہر سخت دن کے لیے سوّار ہی ہوتا ہے۔“
 بقول ابن کلبی: ان کی والدہ کا نام حیا بنت خالد بن رباح جرمی ہے۔ نابتہ ان سے مخاطب ہو کے کہتا ہے:
 ”حیا کے بیٹے! تو مجھ پر غالب آ کر مجھ پر ظلم کرتا ہے تو نے دورخی بات جس سے گرا ہی ہو جمع کر رکھی ہے۔“
 سوّار کے فخریہ اشعار میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:
 ”میرا چچا ابو جمل ربیعہ ہمیشہ جوان رہا یہاں تک کہ عزت و شرف تلاش کرتے مر گیا، ہمیں میں سے ابن عتاب

تجرید (۲۴۳/۱)

بخاری کتاب الادب باب الحمد للعاطس (۶۲۲۱) مسلم کتاب الزهد والرقائق باب تنمیت العاطس و کراهیۃ التثاؤب (۵۳)

ترمذی کتاب الادب با ما جاء فی ایجاب التثمیت بحمد اللہ (۲۷۴۲)

اور اپنا پاؤں تلاش کرنے والا ہے اور وہ شخص بھی ہم میں سے ہے جس نے قبیلہ کو حاجب دربان ادا کر دیا۔
ابن عتاب کا تذکرہ قیس میں بیان ہوگا اور پاؤں تلاش کرنے والے کا واقعہ حیاض میں گزر چکا ہے۔

۳۴۱۵ (ز) سوار بن حبان منقری

دور جاہلیت کے اسلامی شاعر ہیں، ابو عبید بکری نے شرح الامالی میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۱۶ (ز) سویط بن رباب نھشلی

اشہب میں تذکرہ ہوا، ان کے بھائی ہیں۔

۳۴۱۷ (ز) سوید بن جھبل

دور نبوی پایا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے سوید بن جھبل کے مولا مسلم کے طریق سے ان کی ایک بات نقل کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

۳۴۱۸ (ز) سوید بن حطان

بقول بعض: خطار سدوسی۔ دور جاہلیت پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے سماک بن حرب روایت کرتے ہیں۔ عہد فاروقی کی فتوحات میں شریک ہوئے، پھر جنگ جمل میں حصہ لیا۔ ابن جریر کی روایت ہے کہ سوید بن حطان نے فرمایا: میں جبر کے روز ابو عبید کے لشکر میں تھا۔

۳۴۱۹ (ز) سوید بن سلمہ

ابن کراع میں تذکرہ ہوگا۔

۳۴۲۰ (ز) سوید بن عدی

بن عمرو بن سلمہ طائی۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں، اسلام قبول کیا، وہی یہ شعر کہتے ہیں۔ ان کے بہت سے

اشعار ہیں: ص

”جب صبح کی نماز کے لیے بلانے والا کھڑا ہوتا ہے تو میں نے شعر گوئی کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب اپنائی جس کا کوئی شریک نہیں اور صبح کی شراب نوشی اور شراب کی مجلس آرائی کو الوداع کہہ دیا ہے۔“
بقول بعض: ان کا نام عدی بن عمرو بن سوید ہے، تذکرہ ہونا ہے۔

۳۴۲۱ (ز) سوید بن عمرو

ابن کراع میں ذکر ہوگا۔

۳۷۲۲ سوید بن غفله

الجعفی، کنیت ابو بھشہ تھی۔ نعیم بن میسرہ بواسطہ ایک شخص بحوالہ سوید بن غفله روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ہم عمر ہوں۔ * المرزی نے ان کے حالات میں لکھا ہے، بقول بعض: ”انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی“۔ یہ بات صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مدینہ اس وقت پہنچے جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان و علی، ابن مسعود اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے زڑ بن حبیش، صنابحی سے جو دونوں ان کے ہم عصر ہیں روایت کی ہے۔ ان سے شععی، نخعی، سلمہ بن گھنیل اور نعیم بن ابی ہند وغیرہ نے روایت کی ہے۔ زہد و تواضع میں مشہور تھے۔ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں بھی اپنی قوم کی کھڑے ہو کر امامت کرتے تھے۔ یہ روایت حسین بن علی الجعفی کی بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور عاصم بن کلیب سے منقول ہے۔ ان کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال ہو گئی تھی۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: اسی (۸۰ھ) یا بقول ابو عبید: اکاسی (۸۱ھ) میں اور بقول عمر بن ابی یاسی (۸۲ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم عمر تھے تو پھر وہ ایک سو تیس (۱۳۰) سال سے زیادہ کے ہو گئے ہوں گے۔ جس حدیث کی طرف مرزی نے پہلے اشارہ کیا ہے اسے ابن قانع نے ضعیف سند سے نقل کیا ہے، جس کی طرف تم اوّل میں اشارہ ہو چکا ہے۔

۳۷۲۳ سوید بن قطبہ وانلی

فتوحات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابو اسمعیل ازدی ”فتوح الشام“ میں لکھتے ہیں: جب خالد بن ولید بصرہ کے مقام پر پہنچے، وہاں سوید بن قطبہ نامی ایک شخص ملا جس کا تعلق بنی بکر بن وائل سے تھا، اس کے پاس ایک جماعت تھی پھر ایک واقعہ نقل کیا جس میں ہے: تو خالد بن ولید نے سوید بن قطبہ کو اپنی خاص فوج میں شامل کر لیا اور سعد بن عمرو بن حزام انصاری کو لشکر میں اور عزیز بن سعید انصاری کو پیادہ فوج کا نگران مقرر کر دیا اور باقیماندہ فوج کے ساتھ وہ خود رہ گئے۔

۳۷۲۴ (ز) سوید بن ابی کاہل

نام غطفی بن حارثہ یشکری تھا۔ بقول بعض: وانلی، ایک قول ہے: غطفانی۔ کنیت ابو سعد تھی، جس کے متعلق کہتے ہیں: ”میں ابو سعد ہوں جس کی قیص میں رات تاریکی کے وقت چھپ جاتی اور پھر ظاہر ہوتی ہے“۔ ان کے والد کا نام شیب تھا۔ بقول ابن حبیب: مخضرمی ہیں، جنہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ بقول مرزبانی: مخضرمی ہیں۔ کنیت ابو سعد تھی ایک عرصہ دور جاہلیت میں گزارا۔ عرب ان کے قصیدہ عیینہ کو یتیمہ (بے مثال) کہتے ہیں، کیونکہ وہ امثال پر مشتمل ہے، سوید نے اسلام میں بھی لمبی عمر پائی، حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ ان کے مذکورہ اشعار میں سے چند ایک یہ ہیں: ”بہت سے وہ لوگ جن کا سینہ میں نے غصے سے پکا دیا ہے انہوں نے میری موت کی آرزو کی جو پوری نہ ہوئی۔“

انتہائی غصے میں وہ میرے متعلق ان دیکھے خیالات دل میں جماتا رہتا ہے اور جب اسے اپنی آواز سنا تا ہوں تو یکسر اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔“

محمد بن سلام نے ”طبقات الشعراء“ میں انہیں ان کے رشتہ داروں اور ہم عصروں میں شمار کیا ہے۔ حرمازی کا قول ہے: محمد بن ابی کاحل نے بنی شیبان کی ایک قوم کی ہجو اس وقت کی جب کوفہ کا گورنر عامر بن مسعود تھی تھا، لوگوں نے ان کے خلاف رپورٹ دی۔ انہیں قید کا حکم ہو گیا، پھر اس قسم پر رہا کر دیا گیا کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ جس کے متعلق وہ خود کہتے ہیں: ص
 ”عامر (بن مسعود) میری زبان روکتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے میری زبان کو کوئی کڑوا رس پلا دیا گیا یا کوئی ترش نباتات کھلا دی گئی ہے۔ (لیکن شاید) تم لوگ جانتے نہیں کہ میں سوید ہوں، مجھے جب پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ملتی تو میں آگے بڑھ جاتا ہوں۔“
 یہ ساٹھ (۶۰ھ) کے بعد کا واقعہ ہے۔

۳۷۲۵ (ز) سوید بن کراع عقیلی

بقول بعض: کراع ان کی والدہ ہیں، جبکہ والد کا نام سوید یا عمرو ہے۔ مخضرمی ہیں اور بہت قدیم دور کے ہیں۔ جریر شاعر والدہ کو نکاح کا پیام دیا تھا، پھر اتنی لمبی عمر پائی کہ جریر اور فرزدق میں حکم (ریفری Refray) بنے، وہ فیصل شاعر تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ص
 ”عثمان کے بیٹے! اگر تم مجھے ڈانٹو گے تو میں تمہاری ڈانٹ ڈپٹ سن لوں گا، اور اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو محفوظ عزت کو بچالوں گا۔“
 مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۷۲۶ (ز) سوید (مولا عتبہ بن عروان)

دور نبوی پایا ہے، اپنے مولا کے ساتھ بصرہ پر ان کی حکمرانی کے دور میں تھے۔ پھر انہی کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بصرہ بھیج دیا۔ جب عتبہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اس بصرہ کی طرف لوٹا، چنانچہ حکم ایزدی ہوا اور وہ راہ میں ہی فوت ہو گئے۔ سوید حضرت کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی اطلاع دی۔ یہ سولہ (۱۶ھ) کا واقعہ ہے۔

باب سین کے بعد یا

۳۷۲۷ (ز) سیاہ فارسی

مدائنی ”مکاید“ میں لکھتے ہیں: سیاہ اور چند سردار ابو موسیٰ کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے، ابو موسیٰ نے سیاہ سے فرمایا: تم تمہارے ساتھی ایسے ثابت نہ ہوئے جیسا ہمارا گمان تھا۔ پھر وہ قلعہ فتح کرنے میں ان کے حیلے کا ذکر کیا جس کا تستر کے محاصرے

ذکر ہے، اس کے مالک نے اپنی زبان میں امان طلبی کا خط لکھ کر ابو موسیٰ کے لشکر میں پھینک دیا، جسے سیاہ نے ابو موسیٰ کے سامنے پڑھا تو آپ نے ایک تیر میں امان لکھ کر پھینک دی۔ وہ حاضر ہوا تو آپ اسے خیمے میں لے گئے۔ پھر اس شہر کی فتح کا واقعہ ذکر کیا۔

۳۶۲۸ (ن) سیرین ابو عمرہ

محمد اور ان کے بھائیوں کے والد۔ دور جاہلیت پایا ہے اور خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں قید ہوئے۔ ابن المقبری نے اپنے فوائد میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چلتے چلتے ”عین تمر“ میں فروکش ہوئے، جہاں انہیں کچھ قیدی ملے، ان میں سیرین ابو عمرہ بھی تھے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کا تعلقاً اور اسمعیل بن اسحاق نے ”الاحکام“ میں موصولاً ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن انس سے مروی ہے کہ سیرین نے انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت (رقم ادا کر کے آزاد ہونے) کا مطالبہ کیا، وہ پہلے سے مالدار تھے اس لیے انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا: ان سے مکاتبت کر لو، انہوں نے پھر بھی انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درہ مار کر یہ آیت تلاوت کی: ”ان غلاموں سے عقد مکاتبت کر لیا کرو اگر تمہیں ان میں کوئی بھلائی معلوم ہو“۔ بیہتی نے ”المعرفة“ میں انس بن سیرین سے بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ مجھے انس بن مالک نے بیس ہزار پر مکاتبت بنایا۔ فتح تستر میں میری شرکت ہوئی تو میں نے پرانا سامان (فرنیچر) خریدا جس میں مجھے نفع ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سامنے مال کتابت پیش کیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

۳۶۲۹ (ن) سیف بن نعمان لخمی

سیف کا بیان ہے: صدیقی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت اسامہ بن زید کی بنی جذام سے جنگ میں شریک تھے۔ جس کے متعلق انہوں نے اشعار کہے ہیں۔

۳۶۳۰ (ن) سیماہ بلقاوی

بقول بعض: سیمویہ۔ قسم اول میں۔

قسم رابع از حرف سین

باب سین کے بعد الف

۳۶۳۱ سابق

خادم النبی ﷺ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ موالی النبی ﷺ میں سے ہیں۔ اور ابو سلام کنیت بتائی ہے، جو وہم ہے۔ حدیث جو مروی ہے وہ تو سابق بن حیہ بحوالہ خادم النبی ﷺ منقول ہے، وہ حدیث کتاب السنن میں ہے جس کا

❖ سورة النور (۳۳) ❖ اسد الغابہ (۱۸۸۴) استیعاب (۱۱۳۴) تجرید (۲۰۲/۱)

❖ المعجم الكبير (۶۶۰/۷) جامع المسانید (۸/۵)

اپنے محل میں ذکر ہوگا۔

۳۴۳۲ (ز) ساریہ خلجی

خلج کی جانب نسبت ہے۔ وہی قیس بن حارث بن فہر۔ لام کی حرکت سے بھی یہ نام منقول ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ ایک قول ہے عمالقة سے ہیں، بنی فہر سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابوالفرج کا قول ہے: بنی عذوان میں تھے۔ ہوازن منتقل ہو گئے اور پھر بنی فہر میں خلافت عثمانی کے دور میں شامل ہو گئے، اسی سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ مذکورہ ساریہ بنی صحابی سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ صحابی ہیں۔ یہی امام بخاری اور ابن حبان کا قول ہے، ان سے ابو حزرہ، اور یعقوب بن مجاہد روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: ساریہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

۳۴۳۳ (ز) سالم بن ابی الجعد

ثقة تابعین میں سے ایک۔ کسی نے مخضرمین میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی بنیاد وہ روایت ہے جو ابن زبیر نے نقل کی ہے کہ ان کا انتقال ننانوے (۹۹ھ) میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال تھی۔ یوں انہوں نے حیات نبوی کے چھبیس (۲۶) برس پائے ہوں گے، یہ غلط ہے۔ ابو حاتم الرازی نے یہ بات اعتماد سے لکھی ہے کہ انہوں نے ثوبان ابودرداء اور عمرو بن عبد کا دور نہیں پایا۔ چہ جائیکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور پاتے اسی طرح خلافت فاروقی اور خلافت صدیقی کے ادوار پاتے۔

۳۴۳۴ سالم بن منصور

نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان سے یحییٰ بن محمد نے روایت کی ہے، پھر ایک موضوع اور بے حد کمزور الفاظ کی بنا پر حدیث نقل کی۔ جو اکثر خطباء کی زبانی میں نے بھی سنی ہے۔ میں نے ذہبی کے قلم سے تجرید میں ایسا ہی نقل کیا ہے ایسے حضرات کو اگر تلاش کیا جائے تو الذرۃ للکبریٰ اور السبع حصون وغیرہ کتابوں سے مل جائیں گے جو جھوٹ سے بھری تالیف ہے ان کتابوں میں ایسے فرضی صحابہ کے نام لکھے ہیں جن کا دنیا میں وجود نہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کا ذکر اس لئے نہیں کیا کیونکہ جس کسی نے شاذ و نادر کسی شخص کا ذکر کیا ہے تو میں نے بھی اسے کافی سمجھا۔

۳۴۳۵ سالم العدوی

ابن عبدالبر نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے جو انی میں نبی ﷺ کے پاس آئے اتفاق سے چھینکے تو آپ ﷺ نے ان کی چھینک کا جواب دے کر انہیں دعادی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: میرا خیال نہیں کہ ان کا تعلق عدوی قریش سے ہو۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے یہ سالم بن حرمہ ہیں جن کا تذکرہ قسم اول میں ہوا ہے۔ بات یہی ہے جو انہوں نے لکھی ہے۔ عدوی کے بعد دو تراجم میں ابن عبدالبر نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ سالم بن حرمہ بن زہیر صحابی ہیں۔ جنہیں

* النقات (۳۴۷/۴) الجرح والتعديل (۱۸۷/۴) تجرید (۴۰۴/۱)

* اسد الغابۃ (۱۸۹۸) استیعاب (۲۰۴/۱) استیعاب (۱۳۷/۲) ایضا (۱۳۷/۲)

روایت حاصل ہے اس سلسلے میں ابو عمر کے وہم کو ابن فتحون نے بڑی تفصیل اور احسن انداز سے میں بیان کر دیا ہے۔

۳۷۳۶) سالم خادم النبی ﷺ اس قسم میں سے سلمیٰ میں تذکرہ ہوگا۔

۳۷۳۷) السائب

خلاد الجہنی کے والد۔ ان سے ان کا بیٹا خلاد بحوالہ نبی ﷺ تین پتھروں سے استنجا کرنے کی حدیث نقل کرتا ہے۔ ایسا ہی ابن عبد البر نے لکھا ہے، ان میں اور سائب بن خلاد جہنی میں فرق کیا ہے جن کا قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی شخص ہے۔ استنجا کے بارے میں ان کی حدیث امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے نقل کی ہے۔ ابن الاثیر نے انہیں مکرر لکھنے پر ابو عمر کے وہم پر تنبیہ کی ہے۔

۳۷۳۸) السائب بن یزید

مولانا عطاء بن سائب۔ ابن مندہ نے ان میں اور سائب نمر کے بھانجے میں فرق کیا ہے جو وہم ہے۔ حالانکہ یہ وہی ہیں۔ چنانچہ ابن مندہ نے بطریق عطاء بن سائب روایت کی ہے کہ سائب بن یزید کا سر کا اگلا حصہ کھوپڑی تک سیاہ بالوں پر مشتمل تھا جبکہ ان کی بقیہ داڑھی اور سر سفید بالوں سے پر تھا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: ایک بار نبی ﷺ کا گزر ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے: ”تم کون ہو؟“ میں نے عرض کی: سائب بن یزید۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، پھر آپ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ کبھی سفید نہیں ہوئی۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: میرے نزدیک وہ سائب بن یزید نمر کے بھانجے ہیں۔ پھر اس کی صراحت کے بارے ایک روایت نقل کی، ایسا ہی بغوی اور ابن سعد نے اور یہی نے دلائل میں نقل کیا ہے۔ ادھر عجل کی روایت میں سائب بن یزید نمر بن قاسط کے بھائی لکھا ہے، انہوں نے ابن قاسط کا لفظ زائد نقل کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کا تعاقب کرتے لکھا ہے کہ وہ نمر بن قاسط کی اولاد سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وضاحت قسم اول میں ہو چکی ہے، جب کسی راوی نے لفظ نمر دیکھا تو اسے نمر بن قاسط سمجھ لیا، اپنی طرف سے ان کا نسب گھڑ لیا۔

باب سین کے بعدحاء

۳۷۳۹) سحر الخیر

ابن قانع نے ان کی حدیث تخریج کی ہے، یہ ہذیل کے ایک صاحب ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں استدراک میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ان کے قلم سے سین کے ساتھ ہی نقل کیا۔ ابن قانع سے کھلی غلطی ہوئی ہے، انہوں نے سحر الخیر ہذلی لکھا ہے کہ

اسد الغابۃ (۱۹۱۰) استیعاب (۸۹۶) تجرید (۲۰۵/۱) المعجم الكبير (۱۶۷/۷) مجمع الزوائد (۱۶۹/۱۰)

استیعاب (۱۴۰/۲) التاريخ الكبير (۱۵۰/۲) المعجم الكبير (۶۶۵۳/۷) مجمع الزوائد (۴۰۹/۹) الطبقات (۱۴۲/۲)

معلى بن راشد بحوالہ اپنی دادی روایت کرتے ہیں: ہمارے پاس ہذیل کا ایک شخص آیا جس کا نام سحر الخیر تھا اور وہ صحابی تھے، ہم ایک برتن میں سے کھا رہے تھے، فرمایا: ہم سے نبی ﷺ نے بیان کیا: ”جس نے کسی برتن میں کھانا کھا کر اسے چاٹ لیا تو وہ برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔“ *

ایک نسخہ میں میں نے ان کا نام شین سے لکھا دیکھا ہے، یہ شخص وہی ”نبیثہ الخیر“ ہیں، ان کی حدیث امام احمد، ترمذی ابن ماجہ، بغوی، دارمی، ابن ابی خنیسہ، ابن السکن اور ابن شاہین وغیرہ نے بطریق معلى بن راشد جن کا ابھی ذکر ہوا ہے اسی سند سے نقل کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جو ہم حدیث معلى بن راشد سے ہی جانتے ہیں۔ اسے یزید بن ہارون اور ایک ائمہ نے حدیث معلى بن راشد نقل کیا ہے۔ الدارقطنی ”الافراد“ میں لکھتے ہیں کہ معلى بن راشد اس روایت کو اپنی دادی ام عاصم سے بحوالہ ہذیل کے ایک نبیثہ نامی شخص سے نقل کرنے میں منہر ہیں۔ ایسا ہی امام احمد رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ یہی روایت عبد اللہ بن احمد نے اپنی ”زیادات“ میں روح بن عبد الرحمن، عبید اللہ قواریری، بحوالہ محمد بن جعفر جو زکافی ہیں، روایت کی ہے کہ ہم سے معلى بن راشد نے بحوالہ اپنی دادی ام عاصم بیان کیا، جو سنان بن سلمہ کی ”ام ولد“ تھیں۔ فرماتی ہیں: ہمارے ہاں ہذیل کا نبیثہ الخیر نامی ایک شخص آیا، جو صحابی تھا۔ ہم لوگ ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے، پھر ترمذی کے الفاظ ذکر کیے اور بغوی کے الفاظ اسی کے مفہوم میں ہیں۔ صرف انہوں نے اتنا فرمایا: ان کا نام نبیثہ بتایا جاتا ہے۔ ابن شاہین کی روایت ترمذی جیسی ہے جبکہ ابن السکن کی روایت میں نبیثہ الخیر ہے۔ دارمی لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے ابو الیمان البراء جو معلى بن راشد ہیں سے انہوں نے اپنی دادی ام عطاء سے روایت کی ہے، فرماتی ہیں: ہمارے ہاں نبیثہ مولا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ نیز ابن شاہین کی روایت میں ہے معلى بن راشد ہذلی (تیر انداز) قبائل قسم والے ان کی کنیت ابو الیمان ہے، پھر اس حدیث کا سیاق یوں بیان کیا: بحوالہ ہذیل کے نبیثہ الخیر نامی شخص۔ یہی روایت ابن قانع نے نبیثہ کے حالات میں نقل تو کی ہے، لیکن اس کی سند میں خط ہو گیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: معلى بن راشد تو اس بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے وہ ہذیل کے نبیثہ نامی شخص سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”جس نے برتن میں کھا کر اسے چاٹ لیا وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔“ تو ان کا یہ کہنا: میرے والد شاید میری والدہ تھا، جس میں تبدیلی ہو گئی۔ دادی پہ ماں کا اطلاق ہو سکتا ہے، پھر ان کا یہ کہنا میرے دادا، یہ مزید عبارت ہے اس کی ضرورت نہ تھی یا تھا ”حدثنی جدتی“ جس میں غلطی ہوئی اور دونوں میں ”ابی بواسطہ“ کا اضافہ کر دیا۔ یہی زیادہ قریب مفہوم ہے۔ واللہ اعلم

باب سین کے بعد وال

۳۷۰ سدید مولا ابوبکر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی کا خط لے کر نکلے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے، ایسا ہی ”تجزیہ“ میں سین سے لکھا ہے، جبکہ یہ نام شین سے ہے، جیسا کہ قسم ثالث میں شین کے تحت بیان ہوگا۔ ذہبی نے ”المشتبہ“ میں ان کا درست نام لکھا ہے۔

* ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی اللقمۃ تسقط (۱۸۰۴) ابن ماجہ (۳۲۷۱) الدارمی (۹۶/۲)

باب سین کے بعد راء

۳۴۴۱) سراقہ بن المعتمر*

بن انس۔ تجرید میں ذہبی بحوالہ ابن الاثیر* لکھتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔ اسی طرح انہوں نے سراقہ بن معتمر بن اذہ بن رباح قرشی عدوی کا عنوان قائم کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابن کلبی کا ہے جو اصل سے منقول ہے۔ ابن الاثیر نے عدی بن کعب تک ان کا نسب بیان کیا اور معتمر اور اذہ کے درمیان سے انس کو ساقط کر دیا۔ باوجودیکہ تمہرہ ابن کلبی میں موجود ہے اسی کا ابن الامین نے ذکر کیا ہے اور ابن کلبی نے نقل کیا ہے تو ہوا یوں کہ جب ان کے نسب میں انس نہیں لکھا گیا تو ذہبی نے انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا۔

۳۴۴۲) (ن) سرباتک* (شاہ ہند)

ذیل میں ابو موسیٰ کی روایت ہے کہ اسحاق بن ابراہیم طوسی فرماتے ہیں، جب ان کی عمر ستانوے (۹۷) سال تھی میں نے شاہ ہند سرباتک کو قنوج یا قوج نامی شہر میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا: آپ کی کتنی عمر ہے؟ وہ کہنے لگے: سات سو پچیس (۷۲۵) سال۔ ان کا گمان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں دعوتِ اسلام دینے کے لیے ان کی طرف حذیفہ، اسامہ اور صہیب رضی اللہ عنہم کو بھیجا تھا، انہوں نے بات مان لی اور اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کا خط قبول کر لیا۔* ذہبی تجرید میں لکھتے ہیں: یہ واضح جھوٹ ہے۔ ابن الاثیر* نے ابن مندہ کو ان کا ذکر نہ کرنے پر معذور قرار دیا ہے، ابو حامد بحوالہ ابوسعید مظفر بن اسد حنفی طبیب روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے سرباتک ہندی کو فرماتے سنا: میں نے محمد ﷺ کو دو بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں دیکھا تھا، آپ سب سے خوبصورت اور میانہ قد تھے۔ عمر کا قول ہے: سرباتک کا انتقال تین سو تینتیس (۳۳۳ھ) میں ہوا۔ بقول مظفر بن اسد ان کی عمر آٹھ سو چرانوے (۸۹۳) سال تھی۔

۳۴۴۳) (ن) السری* (ربیع کے والد)

درست سمرہ بن معبد ہے، کسی راوی نے غلط لکھ دیا جس کی وجہ سے بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابو موسیٰ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن ابی علی اور علی بن سعید عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ ان کا معاملہ ان دونوں سے کیسے مخفی رہا۔ پھر بطریق عسکری بواسطہ ربیع بن السری بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔* (الحديث) یہ حدیث اسی سند سے مشہور ہے جو ربیع بن سمرہ بن معبد بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور یہی درست ہے۔

* اسد الغابہ (۱۹۵۶) تجرید (۲۱۰/۱) * اسد الغابہ (۲۸۲/۲) * اسد الغابہ (۱۹۵۷) تجرید (۲۱۰/۱)
* جامع المسانید (۷۹/۵) اسد الغابہ (۲۸۲/۲) * اسد الغابہ (۲۴۲/۲) * اسد الغابہ (۱۹۶۰) تجرید (۲۱۱/۱)
* مسند احمد (۴۰۵/۳) المعجم الكبير (۶۵۱۸/۷) دلائل النبوة (۸۹/۵) جامع المسانید (۶۳/۵)

باب سین کے بعد عین

۳۶۴۳ سعد بن بکر

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ قسم ثالث سے یہاں منتقل کر دیا گیا ہے۔

۳۶۴۵ سعد بن ربیع

از بنی جحجیبی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ درست نام سعید ہے جیسا کہ قسم اول میں بیان ہوا ہے۔

۳۶۴۶ (ز) سعد بن ابی سرح عامری

خليفة بن خياط نے کاتبین نبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں السیرة النبویة میں اس سے متنبہ کیا ہے، وہ تو ان کے بیٹے عبداللہ ہیں، جیسا کہ حرف عین میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

۳۶۴۷ سعد بن سهل

سعید بن سهل میں تذکرہ ہوا ہے، اور اس بارے میں وہم کی تفصیل قسم اول میں ہوئی ہے۔

۳۶۴۸ (ز) سعد بن عیاض ثمالی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس سے متنبہ کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: انہیں دور نبوی نہیں ملا، یہ تو ابن مسعود وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم: تابعی ہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے اور ”مراسل“ میں لکھتے ہیں: یحییٰ بن آدم، اسرائیل سے وہ ابواسحاق سے وہ سعد بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ بہت کم گفتگو کرتے تھے، اور جب ہمیں جنگ کا حکم دیا تو ہم سب سے زیادہ سخت حملہ کرتے“۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میرے والد نے اس حدیث کو وحدان میں شامل کر کے پھر اس کی علت (خرابی) بیان کی ہے۔

۳۶۴۹ سعد بن محیصہ انصاری

ذہبی کے شاگرد شریف حسینی دمشقی نے اپنی کتاب ”التذکرۃ برجال العشرة“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور مسند احمد شافعی کے حوالہ جات دے کر کہا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کی حدیث حجام (سینگی لگانے والے) کی اجرت کے بارے میں ہے۔ ان سے ان کا بیٹا حرام روایت کرتا ہے۔ ان سے سخت غلطی ہوئی، کیونکہ مسند احمد میں حرام کی زہری سے مروی روایت تمام طرق مختلف ہیں۔ حرام بن محیصہ کے نسب میں سعد کا ذکر نہیں اور نہ شافعی کی روایت میں حرام بن سعد بن محیصہ بحوالہ محیصہ۔ اس میں سرے سے سعد کی روایت ہی نہیں۔

اسد الغابہ (۲۰۳۰) استیعاب (۹۵۶) تجرید (۲۱۷/۱) استیعاب (۱۶۶/۲) الجرح والتعدیل (۸۸/۴)

دلائل النبوة (۳۲۴/۱) الجرح والتعدیل (۸۸/۴) اسد الغابہ (۲۰۴۰) تجرید (۲۱۸/۱)

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایک روایت نقل کی ہے کہ ابوخرزامہ جو بنی حارث بن سعد بن ہذیم کے ایک فرد ہیں بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو دو انہیں ہم استعمال کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ (الحديث) ابن مندہ نے اسی سند سے بواسطہ حارث بن سعد بن ہذیم انہوں نے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے، ایسا ہی ابن زبیر نے بطریق فلیح، زہری سے باضافہ نقل کی ہے۔ ابوخرزامہ اور حارث سے مروی ہے۔ بغوی کی روایت میں لفظی غلطی ہے وہ اس وجہ سے کہ اس میں ہے ”ابوخرزامہ بنی حارث کے ایک فرد سے مروی ہے“۔ غلط ہو کے اخبرنی بن گیا اور فلیح کی روایت میں تبدیل ہو کر عن بن گیا۔ لیث، ابن المبارک اور سلیمان بن بلال نے بحوالہ یونس درست نقل کی ہے۔ ایسا ہی الاحاد والمثانی میں ابن ابی عاصم نے بطریق صالح بن کیسان بحوالہ زہری لکھا ہے، بنی حارث بن سعد کے ایک فرد سے ان کی اولاد میں ہونا مراد ہے، یہ نہیں کہ ان کے حقیقی صلبی بیٹے ہیں جس کی وضاحت ہم کریں گے۔ ابو داؤد کو اس کے ظاہر سے دھوکا ہو گیا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: سعد نے نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں۔ سعد کی تو اس حدیث میں روایت ہے ہی نہیں، کیونکہ وہ اسلام کے آنے تک زندہ نہیں رہے۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا ان کا گمان ہے تو پھر صحابی حارث بن سعد ہوئے۔ اسی وہم کی وجہ سے ابن شہین نے صحابہ میں حارث کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اور پھر بطریق زبیدی بواسطہ ابوخرزامہ بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابو عمر کو استیغاب میں وہم ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں: سعد بن ہذیل، حارث بن سعد کے والد ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ان کی حدیث ابن شہاب کے ہاں بواسطہ ابوخرزامہ، حارث بن سعد سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو رقیہ (حفاظت کا ورد یاد م) ہم کرتے ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہم کرنے والے اپنے وہم کا اتباع کرتے ہوئے اس میں اضافہ کیا جو غلط ہے کہ ”ہذیل نے فرمایا“ حالانکہ وہ ہذیم ہیں۔ التمهید میں ابو عمر کو اس وہم سے آگاہی ہوگئی تو وہاں بطریق ابن عیینہ، زہری سے بواسطہ ابوخرزامہ بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے، پھر اسماعیل القاضی سے نقل کیا ہے کہ اس میں یونس سے آگے اختلاف ہے، چنانچہ سلیمان بن بلال ان سے وہ زہری سے وہ ابوخرزامہ سے جو بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں، وہ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے پوچھا۔ اور عثمان بن عمر نے فرمایا: ابوخرزامہ سے مروی ہے کہ حارث بن سعد نے انہیں بتایا کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا۔ اسماعیل لکھتے ہیں: درست سلیمان کا قول ہے، عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، یہ بات یزید بن زریج نے ان سے نقل کی ہے۔ یہی روایت حماد بن سلمہ نے عبد الرحمن بن اسحاق سے نقل کی تو کہا: زہری بنی سعد کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، نہ ان کا نام لیا اور نہ کنیت بتائی۔

اسد الغابہ (۲۰۵۰) استیغاب (۹۶۷) تجرید (۲۱۹/۱)

ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرقی والادویۃ (۲۰۶۵) ابن ماجہ کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء (۳۴۳۷)

المستدرک (۲۰۲/۴) المعجم الكبير (۲۱۵/۳) مجمع الزوائد (۸۳/۵)

استیغاب (۱۷۱/۲) ایضاً

میں کہتا ہوں: مذکور سعد بن ہذیم ایک بہت بڑے قبیلے کے دادا ہیں۔ وہ سعد بن زید بن اسلم بن الحاف بن قضاہ ہیں انہیں سعد ہذیم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہذیم ایک سیاہ قام حبشی غلام تھے، جنہوں نے سعد کو گود لیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مشہور ہو گئے۔ اہل نسب کے ہاں یہی بات معروف ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ابن عبدالبر اور ابن الاثیر جنہیں نسب کی جان پہچان بھی ہے ان سے یہ بات کیسے مخفی رہ گئی۔ اس میں ابوخرامہ مذکور جو زہری کے شیخ ہیں ہمیں ان کے نام کا پتہ نہیں۔ البتہ ان کے والد کا نام ہیر ہے جو صحابی ہیں، ان کا تذکرہ اپنے صحیح مقام پر ہوگا۔

۳۷۵۱ (ز) سعد

عبداللہ کے والد۔ بقول ابو نعیم وغیرہ: ابن مندہ نے ان میں اور سعد بن الاطول میں فرق کیا ہے جو وہم ہے۔

۳۷۵۲ سعد الدلی

بقول ابو موسیٰ: ابن ابوعلی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور نام غلط لکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ نام سحر ہے، آخر میں را کے ساتھ ہے۔

۳۷۵۳ سعید

ابن احمد بن معاویہ تمیمی۔ ابن فتحون نے ابن عبدالبر کی کتاب کے استدراک میں سعید نامی حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ یہ نام شُعَیْل ہے، جیسا کہ درست بیان ہوگا۔

۳۷۵۴ سعید بن ایاس

ابو عمرو الشیبانی۔ طبرانی نے ان کا ذکر کیا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں جو کہ وہم پر مبنی ہے، یہ نام سعد ہے اور یہ مخضرمی ہیں، صحابی نہیں۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۷۵۵ (ز) سعید بن بکر

صحابی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الایمان میں ان کا قول نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد کی کتاب الایمان میں وہ روایت بطریق ابن اسحاق بحوالہ سعد بن بکر مروی ہے، جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر سابقہ اثر سعید بن عمارہ جو بنی سعد بن عمارہ کے فرد ہیں ان کے حالات میں ذکر کیا۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ انہیں سعد اور سعید کہا جاتا ہے۔ لگتا ہے جو نسخہ ذہبی کے پاس تھا اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے ”اخخی بنی“ ”اخبرنی“ بن گیا، جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سعد بن بکر صحابی ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے“ سے مراد سعید بن عمارہ ہیں رہے سعد بن بکر تو وہ ان کے پردادا ہیں جو صحابہ کی ایک جماعت کی اولاد کا بہت بڑا ”بطن“ ہے۔ ان میں اور ان میں بے شمار بشتیں ہیں۔ واللہ المستعان۔ (یعنی یہ تذکرہ اور ترجمہ ۳۶۷۷ بعنوان سعد بن بکر میں گزر چکا ہے۔ [عامرتقی ندوی])

۳۷۵۶ سعید بن حارث*

بن خزرج۔ ابو عمر* نے سعید نامی حضرات کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بحوالہ اسامہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور آپ سعد بن عبادہ اور سعید بن حارث بن خزرج کی عیادت کرنے گئے۔ (حدیث) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن وضاح کو اس میں وہم ہوا ہے اوروں نے یہ روایت بحوالہ ابن ابی شیبہ درست نقل کی ہے۔ اس میں ہے سعد بن عبادہ کی بنی حارث بن خزرج میں عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ ایسا ہی شیخین وغیرہ اور لیث نے نقل کیا ہے، اور یہی روایت ابن یونس، سعید بن عبدالعزیز، شعیب بن ابی حمزہ اور معمر نے بحوالہ زہری نقل کی ہے۔

۳۷۵۷ سعید بن حرب

ایک قول ہے: یہ ابو برزہ اسلمی کا نام ہے۔ عمر بن شہب نے سعید بن جبیر کی مرسل روایت سے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ مکہ فتح ہوا تو ابو برزہ اسلمی (جن کا نام سعید بن حارث تھا) نے عبداللہ بن نطل کو پکڑ لیا۔ وہ کعبہ کے پردوں سے جھول رہا تھا۔ (حدیث) میں کہتا ہوں: اس میں تبدیلی ہوئی ہے جس کی وضاحت دوسری روایت سے ہوتی ہے، اس میں ہے: اس کی طرف ابو برزہ اور سعید بن حرب دوڑ پڑے، وہ دونوں میں سے مضبوط آدمی تھے۔ (حدیث) یہی درست ہے۔

۳۷۵۸ سعید بن حصین*

ابن الدباغ نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے، لفظی غلطی سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان کا اور ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا گیا۔ چنانچہ ابن الاعرابی کی بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے، فرماتی ہیں: ہم لوگ حج یا عمرہ سے واپس ہوئے تو انصار کے بچے ہم سے ملے، سعید بن حصین کو ان کی اہلیہ کی وفات کی اطلاع دی تو وہ رونے لگے، تو آپ نے ان سے فرمایا: ”کیا تم ایک عورت پر روتے ہو؟“ (حدیث) اس میں درست نام اسید بن حصیر ہے، جیسا کہ امام احمد، اسحاق، کبکی، طبرانی، بیہم بن کلیب، سیمویہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق محمد بن عمرو اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۳۷۵۹ سعید بن حیوہ*

کنڈیر کے والد۔ ابن ابی حاتم* نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن عبدالبر نے انہی کا اتباع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔ قسم اول میں ان کا ذکر ہوا ہے، راجح وزنی بات یہ ہے کہ ان کا تعلق قسم ثالث سے بنتا ہے جس کے متعلق میں نے وہاں متنبہ کر دیا ہے۔ تجرید میں لکھا ہے: سعید بن حیوہ دال کی بجائے واؤ سے سعید بن حیوہ ہے۔ ابن الاثیر* نے متنبہ کیا ہے کہ ابن عبدالبر* کو ان کے والد کے نام میں وہم ہوا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے ابن ابی حاتم سے بھی اس میں چوک ہوئی ہے۔

* اسد الغابہ (۲۰۶۲) استیعاب (۹۸۰) تجرید (۲۲۰/۱) * استیعاب (۱۷۶/۲) * اسد الغابہ (۲۰۶۶) تجرید (۲۲۱/۱)

* مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۱۲۴، ۱۲۵) ابن ماجہ المقدمہ (۱۵۸) مسند احمد (۱۴۱۵۵)

* اسد الغابہ (۲۰۶۷) استیعاب (۹۸۳) تجرید (۲۲۱/۱) * الجرح والتعديل (۱۱/۴)

* اسد الغابہ (۳۲۳/۲) * استیعاب (۱۷۷/۲)

۳۶۰ (ز) سعید بن ابی ذباب

ابن حزم نے بحوالہ مسند قس بن مخلد "وحدان" میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ درست "سعد" عین کے سکون سے ہے۔

۳۶۱ سعید بن ذی نعوہ

تابعین میں سے ایک ضعیف راوی، ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور بطریق ابن اسحاق روایت کی ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: "نجاشی نے تصدیق کر لی ہے۔" پھر عسکری لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں، ان کی روایت مرسل ہے۔
میں کہتا ہوں: حفاظ کا اتفاق ہے کہ "یہ تابعی ہیں۔"

۳۶۲ (ز) سعید بن رسیم

بقول بعض: نبی ﷺ نے انہیں زکوٰۃ کے لیے بھیجا تھا۔ ایسا ہی "الکفایۃ" لابن رفعہ میں لکھا ہے جو غلط ہے، یہ واقعہ سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ کے حوالہ سے مشہور ہے۔ لگتا ہے ان سے ان کے والد کا نام چھوٹ گیا اور ان کے دادا کا نام غلط ہو گیا۔

۳۶۳ سعید بن ابی سعید

قرآن مجید کو تفسیر (تجوید) کے ساتھ پڑھنے کی حدیث نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں جو بروایت عبید اللہ ابن ابی نہیک بحوالہ ان کے مروی ہے۔ جبکہ صحیح ابن ابی نہیک سے بحوالہ سعد مروی ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، سعید بن ابی سعید صحابی ہیں۔ یہ روایت تو مرسل ہے اور خود ابوداؤد نے اپنی مسند میں بحوالہ لیث اختلاف بیان کیا ہے، ان میں سے ایک یہ روایت ہے پھر المزنی مراسیل میں لکھتے ہیں: سعید بن ابی سعید المقبری یہ حدیث "وہ ہم میں سے نہیں جس نے ترتیل سے قرآن نہ پڑھا" نقل کی ہے۔ عبد اللہ بن ابی نہیک کے حالات میں بحوالہ سعد بن ابی وقاص یہ حدیث بیان ہو چکی ہے، یہی درست ہے۔

۳۶۴ سعید بن سہیل

قسم اول میں سعد نامی شخصیت میں وہم کے بیان کے ساتھ تذکرہ ہوا ہے۔

۳۶۵ سعید بن عامر نخعی

ابن حزم نے بحوالہ مسند قس بن مخلد "وحدان" میں اور ذہبی نے بحوالہ ابویعلیٰ ان کا ذکر کیا ہے لیکن نسب غلط بیان کر دیا، یہ نجی ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

تجوید (۲۲۲/۱)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب استحباب الترتیل فی القراءۃ (۱۴۶۹، ۱۴۷۰) المستدرک (۵۶۹/۱)

المعجم الكبير (۲۵/۵) کنز العمال (۲۷۶۹) الدر المنثور (۳۴۹/۱)

۳۷۶۶ سعید العکلی

ثم الآبلی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور متنبہ کیا ہے کہ درست سوید ہے۔

۳۷۶۷ سعید بن العاص

بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ابن حبان نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کر کے کھلے وہم کا ثبوت دیا ہے اور اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ لکھتے ہیں کہ وہی عمر رسیدہ ہیں جنہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا، پھر ابن حبان سے پہلے کرنے والا شخص بھی مجھے مل گیا جو یعقوب بن سفیان ہیں وہ اپنی تاریخ میں بطریق ملیح، ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن عاص نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”تمہارے اسلام میں بہترین لوگ وہی ہیں جو جاہلیت میں بھی بہترین تھے۔“ یعقوب بن سفیان نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سعید بن عاص وہی امیہ بن عبد شمس کے بیٹے ہیں اور ان سعید کی کنیت ابو ایحیحہ تھی۔ قریش کے معزز شخص تھے۔

ابن عساکر لکھتے ہیں: انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا۔ یعقوب بن سفیان کو اپنے گمان میں وہم ہوا ہے، مذکورہ حدیث ان کے بیٹے سعید بن عاص بن سعید بن عاص کی ہے۔ ابن ابی داؤد ”المصاحف“ میں لکھتے ہیں کہ سعید بن عبد العزیز کا قول ہے: قرآن مجید کی عربیت کا معیار سعید بن عاص کی زبان پر قائم ہے۔ کیونکہ ان کا لب و لہجہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھا، ان کے والد عاص بدر میں حالت مشرک پر مارے گئے اور دادا سعید بن عاص بدر سے پہلے مشرک ہی فوت ہوئے۔ ابو داؤد میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا حصہ ملنے کی بات کی تو سعید بن عاص کے کسی بیٹے نے کہا: اس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ میں نے کہا: یہ کیا؟ ابن قوقل کا قاتل۔ تو سعید بن عاص نے کہا: اس بچو پر تعجب ہے۔ (حدیث)

اس سے وہم ہوتا ہے کہ سعید بن عاص اپنے کسی بیٹے کی وجہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جھگڑے حالانکہ ایسا نہیں۔ بلکہ درست یوں ہے: ابان بن سعید بن عاص نے کہا: میں نے شرح بخاری فتح الباری میں ان کے جھگڑے کی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ طبرانی میں حدیث جبیر بن مطعم سے منقول ہے: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو سعید بن عاص کی عیادت کرتے دیکھا۔“ (حدیث) میں نے ان کے پوتے کے حالات میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو ایحیحہ مکہ میں جیسا عمامہ باندھتے ان کی شان کی وجہ سے کوئی ایسا عمامہ نہ باندھتا۔ ان کی والدہ ریظہ بنت البیاع بن عبد یلیل ثقفیہ ہیں۔ سعید شام تجارت کی غرض سے آئے تو عمرو بن جھنہ نے انہیں عثمان بن حارث کے لیے گرفتار کر لیا، جس پر سعید نے کہا: ع

”اے میرے سوار! جب تو ادھر مڑے تو میری قوم کے یزید تک ضرور پیام پہنچا دینا، عثمان کو یا عفان کو یا بلند آواز

اسد الغابہ (۲۰۸۹) تجرید (۳۳۳۴) الاحاد والمثنائی (۴/۶۳۳)

اسد الغابہ (۲۰۸۲) استیعاب (۹۹۲) تجرید (۲۳۲۵) الثقات (۴/۲۷۶)

کنز العمال (۸۸۸۸۰) تہذیب تاریخ دمشق (۶/۱۳۴)

بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم (۲۸۲۷) المعجم الکبیر (۱۵۸۴) (۲/۱۳۸)

سے سردار تک پہنچا دینا۔ میں مدح کرنے والوں کی ایسی تعریف کروں گا کہ وہ بدکتے ہوئے آ پہنچیں گے۔

انہیں ہشام بن سعید بن عبد اللہ بن ابی قیس عامری کے ساتھ قید کیا گیا۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: **ع**
”ہشام! میری اور تیری قوم نے آخری زمانے تک مجھے اور تجھے چھوڑنے پر اتفاق کر لیا ہے۔“

چنانچہ بنی عبد شمس نے باہمی فیصلہ کیا کہ سعید بن عاص کا فدیہ دیا جائے، جس کے لیے بہت سا مال جمع کیا اور فدیے میں پیش کر دیا، اور ہشام قید میں ہی فوت ہو گئے۔

۳۷۶۸ (ز) سعید بن عبد اللہ الثقفی

بغوی کی المصباح کے کئی نسخوں میں کتاب الادب، باب حفظ اللسان من الحسان میں حدیث سعید بن عبد اللہ ثقفی لکھی ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ خدشہ کس چیز کا ہے؟ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زبان پوٹوں سے تھما کر فرمایا: ”اس کا“۔ اس میں ایسا ہی ہے جبکہ اس میں لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ سفیان ہیں یہ ایک حدیث کا کلمہ ہے جسے ترمذی نے نقل کیا اور اس کی اصل مسلم میں ہے۔

۳۷۶۹ (ز) سعید بن عبد العزیز

بقی کی مسند میں ان کی چار احادیث ہیں۔ درست نام سعید ابو عبد العزیز ہے جیسا کہ تجرید میں ہے۔ قسم اول میں سعید ثمالی ابو عبد العزیز کا ذکر ہوا ہے، ابن قانع نے ان کا نسب انصاری بتایا ہے۔ جبکہ ذہبی نے سعید انصاری کا الگ عنوان قائم کیا ہے، اور لکھا ہے ابن عامر کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا پھر ابن عامر کے بعد سعید کا ذکر کیا ہے جن سے ان کا بیٹا عبد العزیز روایت کرتا ہے۔ یہ تینوں نام حقیقت میں ایک شخص ہے۔

۳۷۷۰ (ز) سعید بن عقبہ ثقفی الطائفی

ابن مندہ کی کتاب میں طرح کے حالات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے صحابی ہیں، جبکہ ابن مندہ نے علیحدہ عنوان سے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور نہ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے بہتر کیا۔ کیونکہ یہ غلط ہے جو سند میں خط کی وجہ سے واقع ہوا ہے، وجہ یہ ہے کہ انہوں نے طرح کے حالات میں جو لکھا ہے وہ بعینہ پیش ہے: سعید بن یزید حمصی ہم سے محمد بن عوف کے واسطے سے وہ محمد بن عبد اللہ بن حوشب سے وہ اسمعیل بن طرح سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ ابو سفیان نے ان کے دادا سعید بن عقبہ کی جانب تیر پھینکا جو ان کی آنکھ میں لگ گیا۔ (حدیث) ابن مندہ یہی حدیث اسی سند سے سعید بن عبید کے حالات میں درج کی ہے، لیکن اس میں حوشب کے بعد لکھا: اسمعیل بن سعید بن عبید ثقفی جو کا تعلق اہل طائف سے تھا، فرماتے ہیں: ”مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا بیان کیا کہ ابو سفیان نے طائف کے روز انہیں تیر مارا۔“ (حدیث) یہی معتبر ہے اور صحابی سعید بن عبید ہیں۔ متن کے سیاق میں ایک اور چیز ہے جو میں نے سعید بن عبید کے

تجرید (۲۳۳۱) (۲۲۲/۹) * تجرید (۲۳۳۰) * تجرید (۶۳) * اسد الغابہ (۲۰۸۶) تجرید (۲۲۲/۱)

تہذیب تاریخ دمشق (۴۰۸/۶) * جامع المسانید (۳۰۸/۵) اسد الغابہ (۳۳۲/۲)

حالات میں بیان کر دی ہے۔

۳۷۷۱ سعید

بقول بعض: معبد بن عمرو تميمی بنی سہم کے حلیف۔ ذہبی نے ان کا دوبار ذکر کیا ہے۔

۳۷۷۲ سعید بن وقش اسدی

ابن مندہ نے ان کا نام بھی غلط لکھا ہے، یہ ابن رقیش (راء سے تصغیر) ہے۔

۳۷۷۳ سعید بن یزید ازدی

قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۳۷۷۴ سعید

تصغیر ہے۔ سعید بن سہل جن کا قسم اول میں ذکر ہوا وہیں ان کا ذکر اور وہم بیان کر دیا گیا ہے۔

باب سین کے بعد فاء

۳۷۷۵ (ز) سفیان بن بجیر

ابن مجیب۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۷۷۶ سفیان بن ابی العوجاء

ابو لیلیٰ۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ یہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کے والد ہیں جو ان کا وہم ہے۔ عبدالرحمن کے والد انصاری ہیں جبکہ یہ سلمیٰ ہیں۔ وہ صحابی ہیں اور یہ امام بخاری و مسلم رحمہ اللہ وغیرہ کے اتفاق سے تابعی ہیں۔

۳۷۷۷ سفیان بن قیس الکندی

ابن شاپین نے ان سے مروی ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ وہ کندہ وفد کے مؤذن تھے، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اس میں لفظی غلطی واقع ہوئی ہے۔ یہ نام سفیان بن قیس ہے جو اشعث بن قیس کے بھائی ہوتے ہیں۔ پہلے درست تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (۲۰۹۰) استیعاب (۱۰۰۰) تجرید (۲۲۴/۱) تجرید (۶۳) اسد الغابہ (۲۰۹۹) تجرید (۲۲۴/۱)

اسد الغابہ (۲۱۰۲) اسد الغابہ (۲۰۸۰) استیعاب (۹۹۰) تجرید (۲۲۵/۱) تجرید (۲۲۷/۱)

اسد الغابہ (۲۱۲۱) استیعاب (۱۰۱۰) تجرید (۲۲۷/۱)

باب سین کے بعد کاف

سکن بن ابی السکن ﴿۳۷۷۸﴾

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، کیونکہ انہوں نے ابن ابی حاتم ﴿۳﴾ کی کتاب کا حوالہ دیا جبکہ انہوں نے عثمان بن کعب کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم میں سات اصحاب رسول ﷺ تھے جن میں سے ایک سکن بن ابی السکن تھے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابن فتحون کو بہت برا وہم ہوا ہے وہ اس طرح کہ سکن بن ابی السکن وہی ہیں جو عثمان بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سات اصحاب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور یہ بات ابن ابی حاتم کی کتاب میں واضح ہے یہ سکن تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں علی بن المدینی اور ان کے طبقہ کے لوگوں کی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ذہبی نے ان کا نام ہی تذکرہ کیا ہے جیسا ابن فتحون نے کیا، یوں وہم میں ان کے شریک ہو گئے۔

سکینہ ﴿۳۷۷۹﴾

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محاطی، ابو حاتم رازی حسن بن عبید بن عبد اللہ بن زیاد بن سکینہ روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سکینہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر دین ثریا کہکشاں پر بھی ہوتا.... (حدیث) ﴿۳﴾ (تو اس تک سلمان اور ان کا خاندان پہنچ جاتا)۔ فرماتے ہیں: سکینہ نے فرمایا: ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں“۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: یہ وہم ہے حالانکہ یہ نام سفینہ ہے، نہ کہ سکینہ پھر بحوالہ ابو حاتم رازی اس طرح کی مسند روایت نقل کی۔

میں کہتا ہوں: ہم نے یہی روایت بحوالہ ابو حاتم بطریق عبد الغنی بن سعید مصری ان کی سند سے نقل کی ہے۔ اس کے آغا میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ابو ایوب سے فرمایا: انہیں فارسی ہونے کی عار نہ دلانا۔

باب سین کے بعد لام

سلام بن عمرویشکری ﴿۳۷۸۰﴾

قسم اول میں ذکر ہو چکا ہے۔

﴿۳۷۷۸﴾ تجرید (۲۲۸/۱) الجرح والتعديل (۲۸۸/۴) تجرید (۶۴) اسد الغابہ (۲۱۳۴) تجرید (۲۲۸/۱)

﴿۳۷۷۹﴾ تاریخ بغداد (۳۱۳/۱۰) تفسیر الطبری (۴۲/۲۶) جامع المسانید (۳۴۳/۵) اسد الغابہ (۳۴۴/۲)

﴿۳۷۸۰﴾ اسد الغابہ (۲۱۳۶) تجرید (۲۲۸/۱)

٣٤٨١ (ز) سلام بن قيس حضرمي *

نبی ﷺ سے سماع کیا ہے، ان سے عمرو بن ربیعہ روایت کرتے ہیں ایسا ہی امام بخاری اور ان کے اتباع میں ابن عدی نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: معروف نہیں۔ مغطائی نے اپنی کتاب "الامامة" میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ یہ غلط ہے، جو ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ درست نام قیصر ہے۔ بسا اوقات صادق کو سین سے بدل دیتے ہیں۔ یہ نام سلامہ بھی منقول ہے۔ قسم اول میں عمرو بن ربیعہ کی روایت میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

٣٤٨٢ (ز) سلمان الخیر *

بعض نے ان میں اور سلمان فارسی میں فرق کیا ہے، جبکہ ایک شخصیت ہے۔ ابن حبان * نے اس سے متنبہ کیا ہے۔

٣٤٨٣ سلمہ انصاری *

عبدالحمید بن یزید بن سلمہ کے دادا۔ بعض نے ان میں اور سلمہ بن یزید میں فرق کیا ہے، جبکہ ایک ہیں۔

٣٤٨٤ سلمہ بن ابی سلمہ الجرمي *

بعض نے علیحدہ سے ان کا ذکر کیا اور سلمہ نامی حضرات میں ان کا نام درج کیا ہے، جو وہم پر وہم ہے۔ یہ نام لام کے زیر سے ہے عمرو کے والد ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کے والد کا نام قیس ہے، قسم اول میں درست نام گزر چکا ہے۔ بعض نے انہیں اور سلمہ بن نفیج کو ایک لکھا ہے جبکہ راجح یہ ہے کہ متعدد ہیں۔

٣٤٨٥ سلمہ ہذلی *

ابو یعلیٰ نے ان میں اور سلمہ بن الحقیق میں اور ان کے اتباع میں ابو نعیم نے فرق کیا ہے۔ مسند قحی بن مخلد میں بھی ایسا ہے ذہبی نے بھی مسند قحی کی علامت دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ یہ سارا وہم ہے۔ دونوں ایک ہیں، ابو موسیٰ نے اس سے متنبہ کر کے اچھا کیا ہے۔

٣٤٨٦ سلمہ بن المجر *

ابن شاپین نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کی کوفہ میں ایک مسجد تھی۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا اتباع کیا اور تعاقب نہیں کیا۔ جو سرا سر وہم ہے، لفظی غلطی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ نام تو سلمہ المجر ہے جو سرہ بن معاویہ بن عمرو بن سلمہ کے دادا ہیں، جن کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے یہ سلمہ اسلام سے پہلے دور کے ہیں۔

* اسد الغابہ (٢١٣٩)۔ استیعاب (١١٤٤) تجرید (٢٢٩/١) * اسد الغابہ (٢١٤٩) تجرید (٢٣٠/١)

* الفقات (٣٣٤/٤) * اسد الغابہ (٢١٥٦) استیعاب (١٠٣٩) تجرید (٢٢٩/١)

* اسد الغابہ (٢١٧٢) استیعاب (١٠٣٠) تجرید (٢٣٤/١) * استیعاب (١٠٣١) تجرید (٢٤٤٦)

* اسد الغابہ (٢١٨٤)

۳۶۸۷ سلم بن یزید

یہ نبی ﷺ سے اور ان سے یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، بقول ابو عمر: میرے نزدیک ان کی حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے صحابہ میں ان کا اس سے پہلے ذکر کیا ہو۔ بلکہ ابن ابی حاتم تو فرماتے ہیں: یہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر مجھے استیعاب کے کئی نسخوں میں ان کے والد کا نام نذیر لکھا ملا۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ یزید ہے۔

۳۶۸۸ سلمی (خادم النبی ﷺ)

ابن شاہین ان کا ذکر کرتے ہیں اور ابو موسیٰ بھی ان کا اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پھر بطریق جعفر الصادق بواسطہ اپنے والد بحوالہ سلمی خادم النبی ﷺ روایت کی ہے کہ ازواج النبی ﷺ اپنے بالوں کی چار لٹیں بنا تی تھیں۔ جب غسل کرتیں تو سب کو یکجا کر لیتیں۔ (حدیث) سلمی خاتون ہیں۔ یہ وہی ام رافع، ابورافع کی اہلیہ ہیں۔ ابن شاہین خادم سے سمجھے کہ مرد ہے، حالانکہ ابن شاہین نے ذکر کیا اور ابو موسیٰ نے ان کے طریق سے نقل کیا کہ راوی نے ایک بار کہا: سالم خادم النبی ﷺ سے مروی ہے لگتا ہے: سلمی سے تبدیل ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۳۶۸۹ سلیط بن عمرو

بن مالک بن حسل عامری۔ طبرانی اور ان کے تابعین نے سلیط بن عمرو بن عبد شمس سے روایت کی ہے۔ جبکہ یہ وہی ہیں۔ عمروان کے والد ہیں جو عبد شمس بن عبد وڈ بن نصر بن مالک ہیں۔ ان کا نسب ان کے والد کے دادا کے حوالہ سے لکھ دیا جاتا ہے، جسے لوگوں نے دوسری شخصیت سمجھ لیا جبکہ واقعہ ایک ہے، وہ یہ کہ ہوذہ بن علی کی جانب یہ قاصد بن کر گئے تھے۔

۳۶۹۰ (ن) السلیل اشجعی

قسم اول سے دیکھ لیا جائے۔ ابن مندہ اور ابن ماکولانے اعتماد سے کہا ہے کہ یہ وہم ہے، درست ابوالسلیل ہے جو ابواشجعی سے روایت کرتے ہیں۔

۳۶۹۱ (ن) سلیمان ابو عثمان

الحاکم "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں کہ علی بن سعید العسکری نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور عثمان بن سلیمان بحوالہ اپنے والد یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور تلاوت کرتے سنا۔ حاکم فرماتے ہیں: یہ روایت تین وجہ سے

استیعاب (۱۱۴۸) الثقات (۳۳۴/۴) اسد الغابہ (۲۱۹۶) تجرید (۲۳۴/۱) بالوں کا جوڑہ۔

المعجم الكبير (۶۳۸۲/۷) مجمع الزوائد (۲۷۳/۱) اسد الغابہ (۲۲۰۳) استیعاب (۱۰۴۵) تجرید (۲۳۵/۱)

السيرة النبوية (۱۹۳/۴) اسد الغابہ (۲۲۰۸) تجرید (۲۳۵/۱) مسند احمد (۲۹، ۲۸/۶)

اسد الغابہ (۲۲۲۹) تجرید (۲۳۷/۱)

معلول ہے۔ (۱) اول عثمان وہی ابن ابی سلیمان ہیں اور ابوسلیمان جو محمد بن جبیر بن مطعم کے بیٹے ہیں، ان کے والد صحابی نہیں۔ (۲) دوم عثمان نے یہ حدیث نافع بن جبیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے یوں نافع بن جبیر کا نام چھوٹ گیا۔ (۳) سوم سلیمان کا نبی ﷺ سے سماع نہیں۔

میں کہتا ہوں: تیسری علت سابقہ کا نتیجہ ہوئی۔

۳۷۹۲ (ز) سلیمان بن جابر

مجمع ابن الاعرابی میں ان کی حدیث بروایت قرہ بحوالہ سلیمان بن جابر مروی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی جس کا پلو آپ ﷺ کے پاؤں پہ پڑ رہا تھا۔ میں نے عرض کی: مجھے کوئی وصیت فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا“۔ (حدیث) میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں محمد بن الصلت بن غالب کے حالات میں ان کا نسب الہجیمی درج کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سلیمان درست سلیم ہے وہی ابو جری الہجیمی ہیں۔ سلیمان غلط ہے۔

۳۷۹۳ (ز) سلیمان بن سعد

تابعی ہیں، مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی بنا پر کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان سے موسیٰ بن ابوعائشہ روایت کرتے ہیں۔

۳۷۹۴ (ز) سلیمان بن مسہر

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا، جو وہم ہے، چنانچہ ابن مندہ بطریق ابی حریز روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ نے ان سے بیان کیا کہ ان کے ایک ساتھی نے کہا: چلو مختار کے پاس جاتے ہیں، کیونکہ وہ آل محمد ﷺ کی مدد کی دعوت دیتا ہے، پھر ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ فرماتے ہیں: اس نے کوئی بات کی، تو میں نے اپنی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مجھے سلیمان بن مسہر کی بحوالہ نبی ﷺ یہ حدیث یاد آ گئی: ”جب کوئی شخص تمہیں اپنے خون کا امین بنائے تو اسے مت قتل کرو“۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست سند یوں ہے: رفاعہ، عمرو بن اُحتمق سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حریز کو سلیمان بن صدر کے والد کے نام میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ یہی حدیث ابن ابی لیلیٰ نے ابوعائشہ سے بواسطہ رفاعہ بحوالہ سلیمان بن صدر روایت کی ہے، تو اگر ابو حریز نے اس سند میں سلیمان بن مسہر نام یاد رکھا ہے تو یہ تابعی کی تابعی سے روایت ہے۔ رفاعہ بھی تابعی ہیں اور سلیمان بن مسہر تو اہل کوفہ کے مشہور تابعی ہیں اور یہ متن رفاعہ کی بحوالہ عمرو بن

اسد الغابہ (۲۲۱۳) استیعاب (۱۰۴۹) تجرید (۲۳۶/۱) مسند احمد (۶۳/۵، ۶۴) المعجم الكبير (۶۳۸۲/۷، ۶۳۸۴)

الجرح والتعديل (۱۱۹/۴) اسد الغابہ (۲۲۳۲) تجرید (۲۳۸/۱)

مسند احمد (۲۲۳/۵-۲۲۴) ابن ماجہ کتاب الدیات باب من امن رجلا علی دمه فقتله (۲۶۸۸)

مسند ابوداؤد طیالسی (۱۲۸۵، ۱۲۸۶) جامع المسانید (۵۱۷/۵)

المحقق روایت سے معروف ہے جیسا کہ ابن مندہ نے فرمایا ہے: اسی روایت کو نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے اور میں نے بطریق ابو حریز مختار کے حالات میں طویل ذکر کی ہے۔

(۳۷۹۵) (ز) سلیم (بے نسبت)

ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا شدہ وہم ہے۔ پھر یہ روایت بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ میں نے اور سلیم نے اپنے گھر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور ہماری والدہ ہمارے پیچھے تھیں۔ * ایسا ہی انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری مشہور کے رسالے سے بحوالہ ابن عیینہ نقل کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث مذکورہ رسالے میں صحیح ان الفاظ میں ہے۔ صلیت انا ویتیم جیسا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بروایت ابن عیینہ نقل کی ہے، بقول بعض: مذکورہ یتیم کا نام ضمیرہ تھا۔

(۳۷۹۶) (ز) سلیم الضبی *

خطیب نے "المؤتلف" میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن ہارون بن حمید المنجد ر بحوالہ سلیم الضبی روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ میرے والد مہمان نوازی کرتے اور کئی بھلائی کے کام کرتے تھے (اب ان کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے اسلام کا دور پایا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو ان کاموں کا انہیں کچھ فائدہ نہیں۔ آپ نے جب میری پریشانی بھانپ لی تو فرمانے لگے: البتہ ان کی اولاد میں اس کا یہ اثر ہوگا کہ نہ ان پر ظلم ہوگا نہ وہ ذلیل ہوں گے اور نہ لوگوں کے محتاج ہوں گے۔ خطیب فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن بشیر (بشر) نے ایسا ہی فرمایا: جبکہ وہ سلمان ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عامر الضبی مشہور صحابی ہیں۔ یہی قول طبرانی، حاکم، دارقطنی اور خطیب نے "المؤتلف" میں نقل کیا ہے جو کئی طرز سے ابو عاصم بواسطہ ابونعامة، عبدالعزیز بن بشیر (بشر) سے بحوالہ ابن کے دادا سلمان عامر الضبی منقول ہے اور یہی درست ہے۔ (دیکھیں گزشتہ نمبر شمار ۳۳۵۷۔ عامر تقی ندوی)

(۳۷۹۷) (ز) سلیم بن خالد انصاری الزرقی

بقول حافظ ابن عساکر در روایت نبوی پایا ہے اور شام کے جہاد میں شریک ہوئے۔ واقدی فرماتے ہیں: شرحبیل بن حسنہ کا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی مغلطائی نے اپنے استدراک میں لکھا ہے اور ان کے والد کا نام تبدیل کر دیا ہے جبکہ وہ خلدہ ہے جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔ (دیکھیں گزشتہ نمبر ۳۳۳۹)

(۳۷۹۸) (ز) سلیم بن عامر الخبائری (تصغیر ہے)

تابعی ہیں۔ مغلطائی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ شعبہ، یزید بن خمیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سلیم

* بخاری کتاب الاذان باب المرأة وحدها تكون صفا (۷۲۷)

نسائی کتاب الامامة باب المنفرد خلف الصف (۸۶۸) مسند احمد (۱۲۰۸۲)

* اسد الغابہ (۲۱۴۸) استيعاب (۱۹۴/۲) تجريد (۲۳۰/۱) * اسد الغابہ (۲۲۱۸) استيعاب (۱۰۵۱)

بن عامر کو فرماتے سنا ہے، انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ حافظ ابن عساکر کا قول ہے: یہ روایت کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے، یہی اصح ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے حافظ ابن عساکر کی تاریخ میں یہ بات نہیں ملی جو انہوں نے نقل کی ہے۔ بلکہ وہاں یہ روایت ہے: انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کا دور پایا ہے، بس۔ ہاں اتنی بات ہے کہ المزنی نے ان کے حالات میں یہ قول لکھا ہے لیکن صحیح سے مراد درست ہے۔ اس واسطے کہ یہ سلیم بن عامر مشہور تابعی ہیں۔ جن کا ابن سعد نے تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے کہ پرانے اور معتبر ہیں۔ ابن معین اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے آغاز سے ہی اسلام کا سامنا کیا ہے ان کا گمان ہے کہ ان کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا۔ استقبال اسلام سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے فتوحات میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط کی شنوائی میں بکثرت شرکت کی ہے، ممکن ہے وہ اس وقت صغیر السن ہوں۔ اسی بنا پر ابو حاتم ”مراسل“ میں فرماتے ہیں۔ حضرت عوف بن مالک سے مرسل روایت کرتے ہیں اور مقداد بن اسود، اور عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہم کا دور نہیں پایا ہے۔ مؤرخین ان کی تاریخ وفات تیس (۳۰ھ) لکھتے ہیں۔ علماء حدیث کے ہاں یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جس روز نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ”آج جو بھی زمین پر موجود ہے ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔“ تو ان لوگوں میں سے کوئی صدی کے آغاز تک زندہ نہیں رہا۔ اور جس آخری صحابی نے نبی ﷺ کی زیارت کی تھی ان کا نام ابو الطفیل عامر بن واہلہ قلمبند کیا گیا ہے۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ وہ ایک سو دس (۱۱۰ھ) میں فوت ہوئے جو صدی کی تکمیل کی برابری کا دور ہے۔ لہذا معلوم ہے کہ جس روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کا زمانہ پایا ہے وہی درست ہے۔ واللہ اعلم!

باب سین کے بعد میم

۳۷۹۹ سَمَّالِي بن هَزَال

قسم اول سے دیکھ لیا جائے۔ وہاں مذکور ہے کہ ابو موسیٰ نے وہم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ درست یہ ہے کہ ہزال کے ساتھ حضرت معز رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا تھا جیسا کہ حرف ہا میں بیان ہوگا۔

باب سین کے بعد نون

۳۸۰۰ سَنَاح عَنَسِي

بنی عبس کے نو افراد میں سے ایک۔ طبری وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اور ایسا ہی تجرید میں نے دیکھا ہے جو لفظی غلطی سے واقع ہونے والا وہم ہے، درست نام سباع ہے۔

۳۸۰۱ سنان بن رُوح

ایسا ہی کسی نے ذکر کیا ہے جبکہ درست سیار ہے۔

۳۸۰۲ سنان بن سعد

امام غزالی کی "احیاء العلوم" میں کتاب الفقر والزہد کے ربع اخیر میں جو نجیات کا چوتھائی حصہ ہے اس میں ان کا ذکر ملتا ہے، اس میں ہے سنان بن سعد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے لیے اون کا جبہ (گرم کوٹ نما لباس) بنا گیا جس کے کنارے سیاہ رنگ کے تھے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: "دیکھو! یہ کس قدر اچھا ہے"۔ آپ نے اسے پہنا نہیں۔ ایک دیہاتی شخص اٹھ کر عرض کرنے لگا اللہ کے رسول ﷺ! یہ جبہ مجھے مرحمت فرمادیں۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو اس میں بخل اور کنجوسی ہرگز نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے وہ جبہ اسے دے دیا اور دوسرا جبہ بنوانے کا حکم دے دیا ابھی تک وہ بنا ہی جا رہا تھا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ ہمارے شیخ اس حدیث کی تخریج میں فرماتے ہیں: یہ حدیث طیالسی اور طبرانی نے حدیث سہل بن سعد سے نقل کی ہے جو طبرانی کے ہاں دوسرے واقعے میں ہے۔ "احیاء" کے اکثر نسخوں میں سنان بن سعد ہی لکھا ہے جو غلط ہے۔ واللہ اعلم

۳۸۰۳ (ز) سنان بن سلمہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت سلمہ بن جنادہ بحوالہ ان کے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ اور انہیں سنان بن حنین سے الگ نقل کیا ہے جو وہم ہے، سنان کو دیدار تو حاصل ہے لیکن سماع نہیں۔ ادھر ابو عمر کو ان کے بارے خط ہوا، وہ لکھتے ہیں: سنان بن سلمہ سلمی بصری ہیں ان سے قتادہ اور معاذ بن سعد روایت کرتے ہیں ان کی حدیث میں اضطراب ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں وہم ہوا ہے، حالانکہ یہ ہذلی ہیں۔ بغوی نے وہم کی وجہ بیان کی ہے کہ کسی راوی نے ان کے ازسال حدیث کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ روایت اس طرح ہے کہ سنان بن سلمہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے دو بدنے (قربانی کے جانور) ایک شخص کے ساتھ روانہ کیے۔ (حدیث) یہی روایت ابن جریج نے عبدالکریم سے بواسطہ معاذ بن سعد انہوں نے سنان بن سلمہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد جو صحابی ہیں نقل کی ہے، یہی درست سند ہے اس کا کچھ حصہ قسم ثانی میں گزرا ہے۔

۳۸۰۴ سندر ابو الاسود

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن لہیعہ یزید سے بواسطہ ابوالخیر بحوالہ سندر مرفوع روایت نقل کی ہے: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے"۔ (حدیث) اسی میں ہے: "حق قبول کرتے ہیں اور ان کی بات قبول کی جاتی ہے"۔

اسد الغابہ (۲۲۵۹) استیعاب (۱۰۷۴) تجرید (۲۴۰/۱) المعجم الكبير (۵۹۲/۶)

اسد الغابہ (۲۲۶۰) استیعاب (۱۰۷۶) تجرید (۲۴۰/۱) استیعاب (۲۱۷/۳)

اسد الغابہ (ت: ۲۲۷۶) تجرید اسماء الصحابة (۲۴۲/۱)

بخاری، کتاب المناقب (۳۵۱۴) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۷۹) مجمع الزوائد (۴۷/۱۰)

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔ لگتا ہے کہ جب ابو موسیٰ نے اس روایت میں ان کی کنیت ابو الاسود دیکھی تو انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا۔ جبکہ ایسا نہیں، ان کی کنیت ابو الاسود ہے اور ان کے بیٹے عبد اللہ کی بھی یہی کنیت ہے۔ جس کی وضاحت عبد اللہ نامی حضرات میں ہوگی۔

باب سین کے بعد ہاء

۳۸۰۵ (ز) سہل بن ثعلبہ

بن جزء زبیدی۔ بقول امام بخاری رضی اللہ عنہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلہ رخ پیشاب ✽ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ✽ حدیث نقل کرتے ہیں جو ان سے لیٹ روایت کرتے ہیں، ایسا ہی ابن فتحون نے اپنے استدراک میں لکھ کر کھلی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سہل بن ثعلبہ سے ابن جزء روایت کرتے ہیں، لفظ عن رہ گیا ابن فتحون کو کیسے خیال آ گیا کہ لیٹ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ یہی حدیث طبرانی نے بطریق سہل بواسطہ عبد اللہ بن حارث بن جزء نقل کی ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ، ابو حاتم اور جس کسی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کے ہاں سہل تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

۳۸۰۶ سہل بن حنظلہ

قسم اول میں ذکر ہوا ہے، تجرید ✽ میں دوبار ہے۔

۳۸۰۷ سہل بن الربیع

وہی ابن حنظلہ جن کا ابو عمر نے دوبار ذکر کیا ہے۔

۳۸۰۸ سہل بن ابی سہل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: ”آپس میں ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو“۔ ✽ ان سے سعید بن ابی ہلال نقل کرتے ہیں، ابو عمر ✽ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: سہل تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں، اور سعید بن ابی ہلال کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔

۳۸۰۹ سہل

ان کا نام حزن تھا۔ ابن مندہ نے انہیں سہل بن سعد سے الگ ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ ابو نعیم نے یہ بیان کر کے اچھا کیا۔

✽ مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ (۶۰۵) ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبۃ (۹، ۷)
ترمذی کتاب الطہارۃ (۱۶) نسائی کتاب الطہارۃ (۲۱) ابن ماجہ کتاب الطہارۃ (۳۱۶)
✽ تاریخ الکبیر (۱۰۰/۲) ✽ الجرح والتعدیل (۱۹۵/۴) ✽ تجرید (۶۸) ✽ استیعاب (۱۰۹۲)
✽ اسد الغابہ (۲۲۹۴) استیعاب (۱۰۹۵) تجرید (۲۴۴/۱) ✽ اسد الغابہ (۳۹۱/۲) جامع المسانید (۱۶۰/۶)
✽ استیعاب (۲۲۵/۸) ✽ اسد الغابہ (۲۳۱۳) تجرید (۲۴۶/۱)

(۳۸۰۱) سهل بن معاذ الجهني

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا نام درج کیا ہے جو وہم ہے، اور یہ وہم کچھ رہ جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ بطریق اسمعیل بن عباس بحوالہ سهل بن معاذ الجھنی روایت کی ہے کہ میں ابوالصائفہ کی معیت میں ایک غزوے میں شرکت کی۔ ہم لوگوں نے ایک قلعہ کے پاس پڑاؤ کیا وہ فرودگاہ لوگوں کے لئے تنگ پڑ گئی تو کچھ لوگوں نے راستہ کاٹ لیا اور اس میں خیمے لگائے۔ آپ ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو ایک منادی بھیجا، جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: جس نے جگہ تنگ کی یا راہ کاٹی تو اس کا کوئی جہاد نہیں۔ میں کہتا ہوں: اگر ابن شاہین تھوڑا غور کر لیتے تو انہیں وہم کی وجہ معلوم ہو جاتی کہ نبی ﷺ کے دور میں صائفہ نامی کوئی شخصیت نہ تھی۔ اصل وجہ یہ ہے کہ متن سے کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے جس کی وضاحت امام احمد کی بطریق اسمعیل یہ روایت اسی سند سے نقل کرنے میں ہو جاتی ہے، اس میں اس کے بعد ہے لوگوں نے راہ کاٹی تو معاذ بن انس لوگوں میں اعلان کرنے لگے: لوگو! ہم نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا تھا، تو لوگوں نے فرودگاہ کو تنگ کر دیا اور راہیں کاٹ لیں۔ تو آپ ﷺ نے ایک منادی بھیجا.... پھر اس کا ذکر کیا۔ یہی روایت واقعہ کے علاوہ ابوداؤد میں موجود ہے، اسی طرح بطریق اوزاعی بحوالہ اسید منقول ہے۔ طبرانی نے یہ روایت دو سندوں سے نقل کی ہے اور ابویعلیٰ کی کتاب میں اس سند سے بحوالہ سهل بن معاذ مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں ابوالصائفہ کی معیت میں جہاد کیا، ہمارے امیر عبداللہ بن عبدالملک تھے۔ لوگوں نے پڑاؤ کے لیے خیمے لگا کر جگہ تنگ کر دی تو معاذ نے فرمایا: لوگو! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شرکت کی تھی، پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ اس حدیث میں صحابی معاذ بن انس ہیں نہ کہ ان کے بیٹے سهل۔

(۳۸۱۱) سهل بن يوسف

ذہبی نے از مسند قتی بن مخلد ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے حالانکہ یہ تبع تابعین میں سے ہیں، ان کی حدیث سهل بن مالک (جوان کے دادا ہیں) کے حالات میں گزر چکی ہے۔

(۳۸۱۲) سهل (بے نسبت)

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوحاتم روایت کی ہے کہ وہ ایاس بن سہم کے پاس بیٹھے کہنے لگے: میں تمہیں اپنے والد کے واسطے سے نبی ﷺ کی حدیث نہ سناؤں؟ جبکہ یہ نام سهل ہے یہی روایت مطین نے محمد بن یزید (باوردی کے شیخ) سے درست نقل کی ہے اور سهل نامی حضرات کے آخر میں اس پر کلام کے ساتھ ذکر ہو چکی ہے۔

باب سین کے بعد واؤ

(۳۸۱۳) سواء بن قيس محاربي

ابن شاہین ان میں اور سواء بن حارثہ میں فرق کرتے ہیں، جبکہ یہ وہی ہیں۔

۳۸۱۳ سوادہ بن عمرو

ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں، ابو عمر نے سواد بن عمرو سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے حالانکہ یہ وہی ہیں تعجب کی بات ہے انہوں نے سواد بن عمرو میں یہ تشبیہ کی ہے کہ انہیں سوادہ بھی کہا جاتا ہے۔ شاید ان کا اشارہ ابن ابی حاتم کے طرز کی طرف ہے کیونکہ انہوں نے سواد بن عمرو کا ذکر سواد نامی حضرات میں کیا ہے جو بغیر ہا ہے۔ پھر خوشبو کے بارے میں ان کا واقعہ ذکر کیا اور نبی ﷺ نے ان کے پیٹ میں کچو کا لگایا تھا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ سے بدلہ لینے کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو آپ ﷺ کے پیٹ کے چومنے لگے، اور اس سے پہلے سوادہ نامی حضرات میں بعینہ یہ واقعہ سوادہ بن عمرو کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور دونوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ان سے حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا تذکرہ دوسری طرح تھا جیسا کہ بعد والی شخصیت میں میں اس کی وضاحت کروں گا۔

۳۸۱۵ (ن) سوار بن خالد سواہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۱۶ (ن) سوار بن عمرو

ابن ابی حاتم نے سوار نامی حضرات کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بصری ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی شاخ از روئے مزاج چھوئی تھی تو اس نے بدلے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان سے حسن بصری روایت کرتے ہیں جو واضح غلطی ہے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس میں ان کی متابعت نہیں کی ہے، اس سبب میں درست یہ ہے کہ آدمی کا نام سوادہ ہے جس کی طرف میں نے قسم اول میں اشارہ کر دیا ہے اور بحوالہ بغوی ان کی حدیث سواد بن غزنیہ کے حالات میں ایک مفہوم کی وجہ سے بیان کر دی ہے۔

۳۸۱۷ (ن) سوار بن غزنیہ

دارقطنی کے نسخہ میں ایسا ہی لکھا ہے جبکہ صحیح سوادہ ہے، جیسا کہ قسم اول میں اس کی وضاحت ہوئی ہے۔

۳۸۱۸ سؤیب بن حاطب

ابو عمر نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور متنبہ نہیں کیا کہ سؤیب میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۸۱۹ سوید بن جبلة الفزاری

ابو عمر دمشق نے مسند شامیین میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ یہ صحابی نہیں ان کی حدیث مرسل ہے یہی ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ دارقطنی اور ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں، اور ان کی حدیث مرسل ہے۔

اسد الغابہ (۲۳۳۹) استیعاب (۱۱۱۷) * استیعاب (۲۳۵/۲) *

استیعاب (۲۴۸/۲) * اسد الغابہ (۲۳۴۲) استیعاب (۱۱۱۹) تجرید (۲۴۸/۱)

الجرح والتعديل (۲۳۶/۴)

میں کہتا ہوں: ان کی دو اور بھی مرسل احادیث ہیں جن میں سے ایک بغوی نے بطریق جراح بن ملیح، زبیدی سے بواسطہ لقمان بن عامر بحوالہ سوید بن جبلة نبی ﷺ سے نقل کی ہے: ”یہ امت ضرور حوض پر جمع ہوگی“۔ (حدیث) * یہ روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے مسند شامیین میں بطریق عبد اللہ بن سالم بواسطہ زبیدی اسی سند سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: سوید بن جبلة سے بحوالہ عرباض بن ساریہ مروی ہے۔ ان کی ایک حدیث طبرانی میں بحوالہ عرباض مروی ہے۔ اسی سند سے ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور اسی سند سے ان کی کتاب میں بحوالہ عمرو بن عبسہ ایک روایت ہے۔ دوسری حدیث ابن شاہین وغیرہ نے بطریق بقیہ بواسطہ زبیدی، راشد بن سعد سے بحوالہ سوید بن جبلة نبی ﷺ سے روایت کی ہے: ”مانگے کی چیز ادا کی جائے“۔ * اس حدیث کو نسائی نے بطریق حجاج بن فرافصہ بواسطہ زبیدی، ابو عامر ان سے بحوالہ ابو امامہ مروی ہے، یہی درست ہے۔

۳۸۲۰ (ز) سوید بن جملہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث سابقہ شخصیت کے حالات میں روایت کی ہے لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے۔

۳۸۲۱ سوید بن الصامت *

بن خالد بن عقبہ اسی ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے اسلام لانے میں شک ہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں، جیسے دوسروں کو شک ہے ایسا مجھے بھی ہے، کسی نے ابن اسحاق * کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے کہ عاصم بن عمر واپنی قوم کے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ سوید بن الصامت عمرہ کرنے آئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس سے بعد اختیار نہیں کیا بلکہ یہ کہا: یہ اچھی بات ہے، پھر واپس چلے گئے تو وہاں قتل ہو گئے ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے ہم انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر ان کی بات صحیح ہے تو وہ صحابی نہیں شمار ہوں گے کیونکہ حالت ایمان میں ان کی ملاقات نبی ﷺ سے نہیں ہوئی۔

۳۸۲۲ سوید بن صبیح

ابو العلاء المعری کے ”رسالة الغفران“ میں ان کا ذکر ملتا ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ ابو العلاء کے قول حاصل یہ ہے: اگر سوید بن صبیح زندہ رہتے تو بہار کے ابام سے جھگڑ پڑتے، سوید ہی کہتے ہیں: ص ”لوگ جب مجھ سے قسم کا مطالبہ کرتے ہیں تو میں انہیں ایسی قسم دیتا ہوں جیسی کالی سیاہ پھٹی ہوئی دھاری دار چادر ہوتی ہے اور اگر وہ مجھ سے طلاق دینے کی قسم کھلوائیں تو میں وہ ایسے احسن طریقے سے کر دوں گا جیسے ہم

* صحیح لابن حبان باب فضل الامّة (۷۲۳۹) المعجم الكبير (۲۵۳/۱۸) مجمع الزوائد (۳۶۵/۱۰) المتہید (۲۹۷/۲)

* ابوداؤد کتاب البیوع باب فی تضمین العاریة (۳۵۶۵) ترمذی کتاب البیوع (۱۲۶۵)

ابن ماجہ کتاب الصدقات باب العاریة (۲۳۹۸)

پہلے تھے اور ہم جدا بھی نہیں ہوں گے۔ اور اگر وہ مجھ سے غلام آزاد کرنے کی قسم لیں گے تو میرے غلاموں کے غلام جانتے ہیں وہ آزاد نہیں۔“

وہ ام المومنین سودہ کے بستر سے مانوس سے تھے، رسول ﷺ ان کا مقام جانتے تھے اور ان سے صرف نظر نہ کرتے۔ مجھ سے کسی شیخ نے ان سوید کے حالات کے بارے میں پوچھا، اس کا وہم تھا یہ صحابی ہیں، لیکن کہیں سے ان کا حوالہ نہیں مل رہا تھا۔ استیعاب اور اس کا استدراک کھول کر دیکھا لیکن ان کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنی عامر بن لوی کا نسب دیکھا۔ وہاں بھی ان کا ذکر نہیں، تو میں نے اسے جواب دیا سوید اسلامی شاعر ہیں۔ ان کے اشعار دونوں پر دلالت کرتے ہیں۔ المعری کے قول میں ”وہ نہیں تھا“ کی ضمیر سوید کی جانب ہے تو وہ اس کی جانب ہے جسے معری نے مذکورہ رسالے میں مخاطب کیا ہے۔ وہ اس کے خط کا جواب دینے کے بعد اس کی مدح و تعریف کرتے ہیں اور ان کی یہ صفت بیان کرتے ہیں کہ اگر فلاں کا دور پالیتا تو اسے پہچان لیتا، یا فلاں کے دور میں ہوتا۔ یہاں تک کئی لوگ شمار کیے، لیکن انہوں نے صرف اسود نامی لوگوں پر اکتفا کیا ہے یا جس کا نام سواد سے مشتق ہے کیونکہ جس رنگ سے انہوں نے اسے مخاطب کیا ہے وہ سیاہی کے زیادہ قریب ہے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوا کہ ”سکان“ کی ضمیر مخاطب کے لئے ہے نہ کہ سوید بن صبیح کے لئے۔ واللہ اعلم!

۳۸۲۳ سوید بن عامر

بن یزید بن حارثہ انصاری۔ چھوٹے درجے کے تابعی ہیں، ان کے دادا صحابی ہیں۔ رہے یہ تو ان کی حدیث بغوی اور ابو یعلیٰ نے بطریق مجمع بن یحییٰ نقل کی ہے کہ میں نے سوید بن عامر جو میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی رشتہ داریوں کو تروتازہ رکھو، خواہ سلام کرنے سے رکھو۔“ بقول ابن حبان: * ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ اور بغوی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۳۸۲۴ (ز) سوید الجہنی

عقبہ کے والد۔ بغوی نے ان میں اور سوید انصاری میں امتیاز کیا ہے جبکہ یہ وہی ہیں کیونکہ جہنی ہو کے انہوں نے انصار سے معاہدہ حلف کیا تھا۔

۳۸۲۵ سیاہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی تجرید کے استدراک میں ہے ابن قانع کے ہاں سیاہ ہے، قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

* اسد الغابہ (۲۳۵۰) استیعاب (۱۰۹۷) تجرید (۲۴۹/۱)

* اسد الغابہ (۴۰۴/۴) مختصر تاریخ دمشق (۲۱۶/۱۰) جامع المسانید (۳۷/۶)

* الثقات (۳۲۴/۴)

* اسد الغابہ (۲۳۵۲)

سیف بن ذی یزن ۳۸۲۶

حمیر کے بادشاہ۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے اور انہوں نے آپ کے دادا کو آپ ﷺ کی نبوت اور نشانی کی اطلاع دی تھی۔ پھر ان کے حالات میں حدیث انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ ”ذی یزن بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جوڑا بھیجا تھا۔“

میں کہتا ہوں: سیف کا انتقال بعثت سے پہلے ہو گیا تھا، آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیئے بھیجے اور آپ ﷺ سے خط کتابت کرنے والے اُن کے بیٹے زرعہ ہیں جیسا ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن ہشام نے ”دقائق“ میں منقطع سند سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ کے رضاعی والد حلیمہ کے خاوند نے انہیں بتایا کہ جب ان لوگوں نے سلول بن حبشیہ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو انہیں ایک بند دروازہ ملا، وہاں چار پائی پر ایک شخص پڑا تھا اس کے سر ہانے ایک تحریر تھی اس میں لکھا تھا: میں ابو شمر ذوالنون ہوں۔ ذوالنون نے کہا: وہی سیف بن یزن ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سے صاف معلوم ہوتا ہے ان کا انتقال بعثت سے پہلے ہوا ہے۔ اگر مورخین ان لوگوں کو صحابہ میں شمار کرنے لگ جاتے جنہوں نے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا ہے تو ان سے پہلے فوت ہونے والے لوگوں کا تذکرہ بھی ضرور ہوتا، جیسے تبع مسعر، سطح اور قس بن ساعدہ اور ان جیسے کئی لوگ۔



حرف شین

قسم اول از حرف شین

باب شین کے بعد الف

(۳۸۲۷) (ز) شاصر

مسلمان جنوں میں سے ایک ہیں۔ الارقم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۳۸۲۸) (ز) شاصر (دوسرے جن صحابی)

سعد بن عبادہ کی غریب حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے زبیر بن بنگار نے الموفقیات میں نقل کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بحوالہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، آپ ﷺ نے مکہ میں ہوتے ہوئے مجھے اپنے کسی کام سے حضرموت بھیجا۔ راستے میں میں نے کسی جگہ رات کے وقت پڑاؤ کیا تو مجھے ایک غیبی آواز آئی: **ص** ”ابو عمرو مجھے پھر بے خوابی کی شکایت ہوگئی ہے۔ نیند اڑگئی ہے اور سونے سے آنکھیں رُک گئیں ہیں۔“

پھر چند اشعار ذکر کئے۔ فرماتے ہیں: اسے دوسرے نے آواز دی اور کہا: **ص** ”زلعب! تجھے تعجب نے کہاں تک پہنچا دیا، اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ مکہ اور یرثب (مدینہ) میں پیش آیا ہے۔“

تو اس نے آگے والے سے کہا: ”شاصر! کیا اہم واقعہ ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”ایک نبی بہترین کلام کے ساتھ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہے، وہ حرمت والے شہر سے نکل کر نخلستان اور ٹیلوں کی طرف آئے گا۔“ دوسرے نے کہا: ”یہ بھیجا ہوا نبی کون ہے اور یہ اتاری ہوئی کتاب کیسی ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ لوی بن غالب کے آدمی ہیں۔“ پھر وہ واقعہ ذکر کیا، اس میں ہے: پھر مجھے ایسی چیخ سنائی دی جیسی حاملہ عورت کی ہوتی ہے، اتنے میں فجر ہوگئی تو مجھے ایک چھپکلی اور ایک ناگ مرے ہوئے نظر آئے۔ میں جب واپس آیا تو آپ ﷺ مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔

(۳۸۲۹) شافع بن السائب

بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب مطلسی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دادا۔ ان کے والد کے حالات میں بغیر نام کے ان کا ذکر ہوا ہے۔ خطیب ***** اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: میں نے ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری کو فرماتے سنا: شافع بن السائب وہی ہیں جن

کی طرف امام شافعی کی خاندانی نسبت ہے۔ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، اس وقت وہ جوان ہو رہے تھے۔ ان کے والد بدر کے روز مسلمان ہوئے۔ ان کا ذکر عبد یزید (ان کے دادا کے والد) کے حالات میں بیان ہوگا۔

۳۸۳۰ شاولیہ

ابن ابی شیبہ نے حسن سند سے جو مرسل ہے ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے، دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین میں صلح تھی... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے: ”یہ میری اسی گھڑی میں حرام ہے اس کا درخت نہ کا جائے“۔ تو آپ سے ایک شخص نے پوچھا جسے شاد کہا جاتا تھا، جبکہ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صرف اذخر (گھاس)۔۔۔

میں کہتا ہوں: صحیحین کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ بات کہنے والے حضرت عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ اگر اس نام کا کوئی شخص راوی ثابت کرتا تو میں اسے ادہام میں لکھ دیتا۔ ابو موسیٰ نے بطریق ابو سلمہ اس حدیث میں بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ شاہ یمانی نے کہا: مجھے پروانہ لکھ دیجئے!، جو وہم ہے، وہ تو ابو شاہ ہیں جیسا کہ کئیوں میں بیان ہوگا۔

باب شین کے بعد باء

۳۸۳۱ شبث بن خدیج

بن سلامہ بن اوس بن عمرو بن کعب بلوی۔ انصار کے حلیف۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں خدیج اور ان کی اہلیہ ام منج بنت عمرو بن عدی بن سنان بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں اور شبث عقبہ کی رات ہی پیدا ہوئے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: مشہور نہیں۔ اور ابو عمر کا قول ہے: انہیں روایت کرنے کی سعادت حاصل نہیں۔

۳۸۳۲ شبث بن سعد

بن مالک بلوی۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ کتاب الفتوح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یحییٰ بن عثمان بن صالح بحوالہ ابن عفریروایت کرتے ہیں کہ بیعت رضوان اور فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت محفوظ نہیں۔ ادھر ابن مندہ نے بطریق احمد بن یسار ایسی سند سے جس میں ابن لہیعہ ہے بحوالہ شیث بن سعد روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے دن آدمی کے لیے ایسی کتاب کھولی جائے گی جس میں نیکیاں ہوں گی“۔ (حدیث) یہی روایت ابو نعیم نے ”الصحابة“

اسد الغابہ (۲۳۷۲) تجرید (۲۵۱/۱)

بخاری کتاب اللقطة باب کیف نصر لقطه اهل مكة (۲۴۳۴) مسلم کتاب الحج (۳۲۹۲) ابوداؤد کتاب العلم (۳۶۴۹)، ۳۶۵۰

ترمذی کتاب السیر (۱۴۰۵) نسائی کتاب القسامة (۴۷۹۹) ابن ماجہ کتاب الديات (۲۶۲۴)

اسد الغابہ (۲۳۷۳) استیعاب (۱۱۹۵) تجرید (۲۵۱/۱) الطبقات (۲۹۸/۸) الاکمال (۶۸/۲)

الجرح والتعديل (۳۸۸/۴) استیعاب (۲۶۳/۲) اسد الغابہ (۲۳۷۴) تجرید (۲۵۲/۱) اسد الغابہ (۴۱۲/۲)

میں لکھی ہے اور انہی کے طریق سے ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس میں نقل کی ہے۔ یہ نام ابن ماکولا نے **شبث** قلمبند کیا ہے، ایک قول ہے: **شبث**۔ واللہ اعلم۔

۳۸۳۳ **شبث**

بقول ابن ماکولا: **شبث** ابن صعقوق۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: مجھے صعقوق لکھا ملا ہے۔ ابو نصر کا قول ہے: صعقوق ہے۔ اس وزن پر سوائے حُرنوب کے کوئی نام نہیں، باوجودیکہ فصحاء پہلے حرف کو پیش دیتے ہیں۔ ابو احمد الحاکم ابو عبیدہ السری بن یحییٰ کے حالات میں لکھتے ہیں، ان کے دادا **شبث** بن صعقوق بن عمرو، الکاتب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبد اللہ بن ذارم تہمی داری ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے انہیں انہی کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔

۳۸۳۴ **شبرمہ** (بے نسبت)

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے چنانچہ ابو داؤد، امام احمد، اسحاق ابو یعلیٰ، دارقطنی اور طبرانی بطریق عزرہ بن ثابت بواسطہ سعید بن جبیر بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کی آواز سنی جو شبرمہ کی طرف سے تلبیہ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تم نے اپنا حج کر لیا؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ”یہ تمہارا حج ہوا۔ اب شبرمہ کی طرف سے حج کرو“۔ **دارقطنی** کی روایت اسی مفہوم میں ہے: یہی روایت دارقطنی نے بطریق ابوالزبیر بحوالہ جابر اور بطریق عطاء بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی مفہوم میں نقل کی ہے۔

۳۸۳۵ **شبل بن خلیل المزنی**

ان سے دو حدیثیں مروی ہیں، ایک مزدور کے واقعہ میں دوسری باندی کے واقعہ میں جب وہ زنا کر بیٹھے۔ **بقول ابن اسکن**: اس میں زہری سے روایت میں اختلاف ہے۔ اکثریت یوں کہتی ہے: زہری سے بواسطہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتیبہ بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن خالد اور ابن عتبہ اسی کی طرح روایت کرتے ہیں۔ لیکن اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: **شبل** بے نسب ہیں۔ **شعیب** اور بکر بن وائل عمرو بن شعیب اور عبید اللہ بن ابی زیاد سے، سب فرماتے ہیں۔ بس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لکھتے ہیں: یونس سے یہ حدیث صحیح سند سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں زہری، عبید اللہ سے وہ **شبل** بن عامر مزنی سے وہ عبد اللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں۔ اس سند میں زبیدی اور زہری کے بھتیجے متفق ہیں۔ البتہ دونوں یہ کہتے ہیں: ”**شبل** بن خلیل“۔ ابن حبان **شبث** لکھتے ہیں: صحابی ہیں، اور جس نے انہیں **شبل** بن حاد سمجھا اسے وہم ہوا ہے۔ چنانچہ ”تابعین“ میں لکھتے ہیں: **شبل** بن خلیل

الاکمال (۷۹/۲) **اسد الغابہ** (۲۳۷۵) **تجريد** (۲۵۲/۱) **الادب: کمال** (۲۶۶/۲) **اسد الغابہ** (۲۳۷۶) **تجريد** (۲۵۲/۱)

ابوداؤد کتاب المناسک باب الرجل یحج عن غیرہ (۱۸۱۱) ابن ماجہ کتاب المناسک باب الحج عن المیت (۲۹۰۳)

اسد الغابہ (ت: ۲۳۷۸) الاستیعاب (ت: ۱۱۶۰)

المعجم الكبير (الحديث: ۷/۲۲۲۷) و اخرجه عبدالرزاق فی مصنفه (الحديث: ۱۳۵۶۶) مجمع الزوائد (الحديث: ۶/۲۸۰)

الثقات (۱۸۸/۳)

عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں یہ وہی شہل بن خلید ہیں جن کا انہوں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ انہیں شہل بن حامد بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا معاملہ ابن حبان کے لیے مشتبہ بن گیا۔ ان کے بارے میں اختلاف کی قسموں میں سے عقیل کی روایت رہ گئی، وہ فرماتے ہیں: زہری، عبداللہ سے وہ شہل سے وہ خلید سے بحوالہ مالک بن عبداللہ اوسی روایت کرتے ہیں۔ ابن اسکن کا قول ہے: شہل کو بعض نے صحابی لکھا ہے، ابن عیینہ ان کا غلط نام لیتے کہ ”شہل بن معبد“ ہیں۔ فرماتے ہیں: درست شہل بن حامد ہے اور وہ عبداللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ ان شہل بن معبد بجلی کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ قسم ثالث میں ہوگا۔

۳۸۳۶ (ز) شیبب بن حرام

بن مہان بن وہب بن لقیط بن یحییٰ الشراخ الکنانی اللیثی۔ حدیبیہ میں، بقول ابن کلبی اور طبری، شریک ہوئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۳۷ شیبب بن غالب

بن اسید الکندی۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے موزوں پر سح کرنے کے بارے میں پوچھا، اس کی سند میں علی بن قرین انتہائی غافل راوی ہے۔

۳۸۳۸ شیبب بن قرہ

یا ابن ابی مرثد الغسانی۔ ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جو حارث بن اسامہ نے مسور بن عبداللہ باہلی سے بحوالہ جارود کے کسی بیٹے نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے دور کے نسخہ میں سے لیا جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں بحرین بھیجا تھا جس میں معاویہ، عثمان، مختار بن قیس، قیس بن ابی عمیرہ شریک ہوئے۔ ابن ابی عمرو کی روایت میں ہے: سعد بن عبادہ، ضحاک بن ابی عمرو اور شیبب بن ابی مرثد تھے۔ اور ابن قرہ کی روایت میں ہے مستنیر بن ابی صعصعہ خزاعی، عوانہ یا عبادہ بن ہشام جہنی، سعد بن مالک، سعد بن معاذ اور زید بن عمیر شامل تھے۔ اور یزید بن عمیرہ میں اضافہ ہے: نوفل بن طلحہ اس کا ایک اور سیاق بھی ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ عوانہ بن شامخ کے حالات میں ہوگا۔

۳۸۳۹ شیبب بن نعیم

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ام ملام (بخاری) گوشت کھاتا اور خون پیتا ہے اس کی ٹھنڈک اور گرمی جہنم سے ہے۔“ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: شیبب بن نعیم ابوروح حمص سے عبدالملک بن

اسد الغابہ (۲۳۷۹) تجرید (۲۵۲/۱) * اسد الغابہ (۴۱۳/۲) * اسد الغابہ (۲۳۸۱) تجرید (۲۵۲/۱)

اسد الغابہ (۴۱۳/۲) جامع المسانید (۱۸۳/۶) * اسد الغابہ (۲۳۸۲) تجرید (۲۵۲/۱)

اسد الغابہ (۲۳۸۳) تجرید (۲۵۲/۱) * المعجم الكبير (۷۲۳۳/۷) مجمع الزوائد (۳۰۷/۲) جامع المسانید (۱۸۴/۶)

عمیر روایت کرتے ہیں، مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ جبکہ ابوروح تابعی ہیں جو شرف صحابیت سے محروم ہیں۔ قسم اخیر میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۸۳۰ شیبیب (دوسرے) مہمات میں ذکر ہوگا۔

باب شین کے بعد تاء

۳۸۳۱ شتیم

ابوالقاسم بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ میرا گمان ہے یہ مدینہ کے رہائشی ہیں۔ پھر بنی سہم بن مرہ کی بحوالہ ان کے والد یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ عیینہ بن حصن کے لشکر میں شامل تھے جب وہ یہود ابن خیبر کی مدد کے لئے آیا تھا۔ تو ہم نے عیینہ کے لشکر میں یہ آواز سنی: لوگو! تمہارے گھروں میں لوگ گھس آئے ہیں۔ لوگوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا، کچھ نظر نہ آیا اور نہ اس کی خبر ملی، جسے ہم آسانی آواز ہی سمجھتے ہیں۔ ابو نعیم نے شتیم عاصم کے والد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور بغوی، حسین بن علی بردیجی اور جعفر الاستغفری وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ ابن الامین کا بیان ہے کہ ابن الفرضی کا قول ہے: مجھے یہ نام بواسطہ صنابحی بحوالہ بغوی شروع حرف کے زبر اور دوسرے کے زیر سے لکھا ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے پاس جو بغوی کے مستند نسخے ہیں ان میں شتیم تصغیر کا صیغہ ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد جیم

۳۸۳۲ شجار السلفی

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں: نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو یسویٰ روایت لیتے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، یہی قول ابو عمر کا ہے۔ ابن قانع نے یہ روایت بطریق حسن نقل کی ہے کہ مجھ سے بنی سلیط کے ایک شخص نے بیان کیا جسے شجار کہا جاتا تھا کہ اس کا نبی ﷺ کے ہاں سے گزر ہوا آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے“۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک نسبت میں لفظی غلطی ہے، درست دوسری ہے کہ وہ سلیطی ہیں۔

۳۸۳۳ شجاع بن حارث السدوسی

ابن ابی خيثمة، عبد بن حمید نے تفسیر میں اور ابو مسلم کجی سب نے بطریق عباس بن خلیس بحوالہ عکرمہ روایت کی ہے کہ یہ

اسد الغابہ (۲۳۸۶) استیعاب (۱۱۹۸) تجرید (۲۵۳/۱) الجرح والتعديل (۳۸۸/۴) استیعاب (۲۶۴/۲)

بخاری، کتاب المظالم (۲۴۴۲) مسلم کتاب البر (۶۵۲۱) ابوداؤد کتاب الادب (۴۸۹۳) ترمذی کتاب الحدود (۱۴۲۶)

آیت جو سورة النساء میں ”اور پاک دامن عورتیں“ معاذ نامی ایک خاتون کے بارے میں نازل ہوئی، وہ بنی سدوس کے ایک بزرگ کے نکاح میں تھی جن کا نام شجاع بن حارث تھا، ان کے ساتھ اس کی سوکن تھی جس سے شجاع کی اولاد ہوئی۔ پھر شجاع اپنے اہل خانہ کے لیے ہجر سے غلہ لینے گئے۔ ادھر معاذہ کے ہاں سے اس کے چچا زاد کا گزر ہوا، اس نے اس سے کہا: مجھے اپنے میکے لے چلو۔ جب وہ بزرگ واپس آئے تو معاذہ کو غیر حاضر پا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرنے لگے: اے لوگوں کے بادشاہ اور تمام عرب کے دیانت دار! چند اشعار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جاؤ، اگر تمہیں معلوم ہو کہ اس مرد نے اس عورت کا پردہ کھولا ہے تو اسے سنگسار کر دو ورنہ اسے اس بوڑھے کے پاس پہنچا دو۔ چنانچہ اس کی سوکن کا بیٹا مالک بن شجاع بن حارث اسے جا کر لے آیا، جو بنی قریظہ کے روبرو پہنچا تو مالک کی ماں اسے پتھر مارتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہنے لگی: اے اپنی ماں کو نقصان پہنچانے والے۔ راوی کا بیان ہے جب معاذہ اطمینان سے اتری تو شجاع کہنے لگا:

”مجھے اپنی زندگی کی قسم! معاذہ سے میری جو محبت ہے اسے چغل خور اور زمانے کی لمبی مدت تبدیل نہیں کر سکتی۔“

میں کہتا ہوں: اسی طرح کا واقعہ اُشی مازنی کے ساتھ پیش آیا ہے جس طرح کہ ہمزہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۳۸۴۴ شجاع بن وہب

انہیں ابن ابی وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاقؒ نے سابقین اولین میں ان کا ذکر کیا ہے، جن لوگوں نے حبشہ ہجرت کی تھی اور بدر میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ، ابن کلبی اور عروہ نے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: شجاع بن وہب عقبہ کے بھائی ہیں، مہاجرین اولین سے ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے نبی ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی کو منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا۔ ابن سعدؒ نے بحوالہ واقدی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں حارث بن ابی شمر کی طرف بھیجا تھا۔ اور ابن وہب کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں جبلہؒ کی طرف بھیجا تھا، یہی قول واقدی کا شمر سے بحوالہ زہری اور ابن مندہ نے بطریق بریدہ بن الحصیب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ ابن سعد و ابن کلبی وغیرہ کا قول: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ کنیت ابو وہب تھی۔

۳۸۴۵ (ز) شجرہ النضری

حنین میں ہوازن کا ساتھ دیا جب انہیں شکست ہو گئی تو یہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ اور مسلمانوں سے کہنے لگے: وہ سیاہ گھوڑے اور ان پر سفید لباس والے مرد کہاں ہیں ان میں تم لوگ تو تل برابر دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں نے بتایا: وہ فرشتے تھے۔ اموی نے اپنے مغازی میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۴۶ (ز) شجرہ الکندی

یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب کے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور سعید بن یعقوب اصہبانی کا قول ہے: یحییٰ

اسد الغابہ (۲۳۸۷) استیعاب (۱۱۹۹) تجرید (۲۵۳/۱) السیرۃ النبویۃ (۱۹۳/۴) الطبقات (۶۶/۴)

مختصر تاریخ دمشق (۲۷۵/۱۰) اسد الغابہ (۲۳۸۸) تجرید (۲۵۳/۱)

معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ احمد بن یونس ضعی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے، لوگوں نے اس کے بارے میں کلمات خیر کہے، آپ ﷺ بیٹھ گئے اتنے میں اس کی تدفین ہونے لگی۔ آپ کے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: یہ شخص ایسا نہیں تھا جیسی لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے، صرف اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی گواہی قبول کر لی ہے اور اس کی ان لغزشوں کو معاف کر دیا ہے جو یہ نہیں جانتے تھے۔

باب شین کے بعد وال

۳۸۴۷ شداد بن اسامہ الیثی وہی ابن الحداد۔ تذکرہ ہونا ہے۔

۳۸۴۸ شداد بن الاسود بن شعوب تذکرہ ہوگا۔

۳۸۴۹ شداد بن اسید

اسید ہی زیادہ مشہور ہے۔ ابو عمر نے پیش نقل کیا ہے۔ ابوسلیمان سلمی۔ بقول ابو حاتم و ابن ماکولا: صحابی ہیں۔ بغوی کا قول: دیہات میں رہتے تھے۔ اور ابن السکن نے لکھا: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ یزار، بغوی، امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں، طبرانی اور ابن قانع نے بطریق عمرو بن قنیشی بن عامر بن شداد بن اسید سلمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا شداد روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت وہ بیمار تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: شداد تمہیں کیا ہوا ہے؟ بیمار ہوں، میں اگر بطحاء کا پانی پی لوں تو صحت یاب ہو جاؤں۔ فرمایا: پیتے کیوں نہیں؟ عرض کی: ہجرت کی وجہ سے، فرمایا: جاؤ، تم جہاں بھی رہے مہاجر شمار ہو گے۔ بقول ابو عمر: ان کی حدیث نقل کرنے میں زید بن حباب منفرد ہے اور ابن مندہ کی روایت میں عمرو بن قنیشی سے مروی ہے مجھ سے میرے دادا نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا۔ ابن قانع کے ہاں ہے، ان کے بیٹے بواسطہ ان کے دادا بحوالہ شداد، اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: شداد سے پہلے ”عن“ ہے جو وہم ہے۔ اور ابن ابی حاتم کی کتاب میں ہے ان سے ان کا پوتا قنیشی بن عمرو بن شداد روایت کرتا ہے۔

اسد الغابہ (۴۱۵/۲) جامع المسانید (۱۸۵/۶)

اسد الغابہ (۲۳۹۰) استیعاب (۱۱۶۲) تجرید (۲۵۳/۱)

استیعاب (۲۵۱/۲)

الجرح والتعديل (۳۲۸/۴)

الاکمال (۳۰/۱)

المعجم الكبير (۷۱۰۹/۷) مجمع الزوائد (۲۵۴/۵) جامع المسانید (۱۸۶/۶) اسد الغابہ ۹ (۴۱۵/۲)

استیعاب (۲۵۱/۲)

بن ثابت خزرجی۔ حسان بن ثابت کے بھتیجے۔ ابو یعلیٰ، بقول بعض: ابو عبد الرحمن۔ ان کا نسب ان کے والد اور چچا کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ بقول خلیفہ: ان کی والدہ کا نام صریمہ یا صرمہ تھا، جن کا تعلق بنی عدی بن نجار سے تھا۔ ابو عمر لکھتے ہیں: بقول امام مالک: حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ابو عمر نے تعاقب کرتے لکھا ہے: ان کے چچا زاد بھائی ہیں بلکہ بھتیجے ہیں۔ العتیبہ میں ہے کہ ابن قاسم کا قول ہے، امام مالک نے فرمایا: یہ حضرت حسان کے چچا زاد بھائی یا بھتیجے ہیں۔ درست دوسرا قول ہے۔ ابن البرقی فرماتے ہیں: ان کے والد بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔ طبرانی میں ہے اوس بن ثابت بیعت عقبہ والے ہیں جو شداد کے والد ہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: بقول بعض: شداد بدر میں شریک ہوئے، جو صحیح نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے یعلیٰ اور محمد، اور محمد بن الربیع، محمود بن لبید، عبد الرحمن بن غنم اور بشیر بن کعب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خنیسہ کی روایت ہے حدیث عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ شداد بن اوس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم اور حلم عطا کیا گیا تھا، جبکہ لوگوں میں سے کسی کو ان میں سے ایک چیز عطا ہوتی ہے۔ ابو زرعد مشقی کی کتاب میں بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ سعید بن عبد العزیز نے بیان کیا کہ شداد بن اوس انصاری کو ہم پر دو عادتوں کی وجہ سے فضیلت حاصل تھی۔ گفتگو کی وجہ سے جب وہ بولتے، اور غصہ کو پینے کی وجہ سے جب وہ ناراض ہوتے۔ حضرت حسان اپنے قصیدہ دالیہ میں فرماتے ہیں جس کا کچھ حصہ اوس بن ثابت کے حالات میں گزر چکا ہے:

”اور ہم میں سے گھاٹیوں کے شہید اوس ہیں۔“

اس کے بعد یہ اشعار ہیں:

”اور جس کا دادا میرے باپ کے پاس آنے والا ہے، اور اس کی ماں کا بیٹا میرے والد کی ماں کا بیٹا (پوتا) ہے، وہ مجاہد شہید ہے۔“

محمد بن حبیب فرماتے ہیں: مراد شداد بن اوس ہیں جو پسندیدہ انسان تھے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ شداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جان کنی کے عالم میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شداد تمہاری کیسی حالت ہے؟“ عرض کی: ”دنیا تنگ لگ رہی ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم پر کوئی تنگی نہیں۔ عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے بعد تمہارے بیٹے پیشوا ہوں گے۔“ بقول بغوی: حمص رہتے تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اٹھاون (۵۸ھ) پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

اسد الغابۃ (۲۳۹۲) استیعاب (۱۱۶۳) تجرید (۲۵۳/۱)

استیعاب (۲۵۱/۲)

التاریخ الكبير (۲۲۴/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۸۷/۶) اسد الغابۃ (۴۱۵/۲) الاستیعاب (۲۵۱/۲)

المعجم الكبير (۲۸۹/۷) مجمع الزوائد (۴۱۷/۹)

طبقات الکبریٰ (۲۲۴/۷)

عبادت اور عمل میں کوشش ان کا نمایاں وصف تھا۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: امیر معاویہ کے دور میں فلسطین میں فوت ہوئے۔ ابن حبان * کا قول ہے: اٹھاون (۵۸ھ) بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ یہی تاریخ کئی اور لوگوں نے قلمبند کی ہے، اس وقت عمر پچھتر (۷۵) برس تھی۔ فرماتے ہیں: ایک قول ہے: اکتالیس (۶۱ھ) یا اکتھ (۶۱ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن جوصانے نقل کیا ہے جس میں ایک واقعہ بھی ہے۔ ابن زبالہ "خبر المدینہ" میں لکھتے ہیں کہ ابو بکر بن حرام سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ نے اپنا مال صدقہ کر دیا تو آپ نے وہ مال ان کے رشتہ داروں ابی بن کعب، حسان بن ثابت، نبیط بن جابر کو دے دیا، سب نے اس کی قیمت لگائی تو وہ حضرت حسان کے حصے میں آیا۔ تو آپ ﷺ نے امیر معاویہ کے ہاتھ بچ دیا۔

۳۸۵۱ شداد بن ثمامہ *

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان میں مشہور نہیں۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ شداد بن ثمامہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بنی کعب بن اوس کو ایک تحریر لکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں ایک خط بھیج دیا اور شداد بن ثمامہ کو نماز اور * زکوٰۃ کا نگران بنا کر بھیجا۔ (حدیث) بقول ابن السکن: اس میں عبداللہ بن ناصح الزرقی بحوالہ قاسم بن معن نقل کرنے میں منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے الانساب میں ذکر کیا ہے: عاقبہ بن شداد بن ثمامہ بن سلمہ مذحجی کا تعلق بنی مازن بن کعب بن اود سے ہے۔ بقول بعض: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہید ہوئے، اور ان کے والد کو دور نبوی نصیب ہوا ہے، شاید وہ یہ ہوں۔

۳۸۵۲ (ن) شداد بن حی

عمر بن شبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عروہ بن رویم کی بحوالہ شداد بن حی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا، آپ نے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا: "اس کے ساتھ غزاری ہوگی"۔

۳۸۵۳ (ن) شداد بن شرحبیل انصاری *

ابو القاسم عبدالصمد نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان: * شام کے رہائشی تھے اور صحابی ہیں۔ ابن مندہ: حمصی صحابی ہیں۔ ابن السکن: مشہور نہیں۔ ابن عاصم، ابن السکن، طبرانی * اور اسماعیلی بطریق بقیہ بحوالہ شداد بن شرحبیل روایت کی ہے کہ جب میں کوئی چیز بھول جاتا تو بھول جاتا لیکن یہ نہیں بھولا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر

* الثقات (۱۸۵/۳)

* اسد الغابہ (۲۳۹۳) تجرید (۲۵۳/۱)

* اسد الغابہ (۴۱۶/۲)

* اسد الغابہ (۲۳۹۴) استیعاب (۱۱۶۴)

* الثقات (۱۸۶/۳)

* المعجم الكبير (۷۱۱/۷)

دایاں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ یہی روایت ایک جماعت نے بقیہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے عیاش اور شداد کے مابین ایک اور راوی کا اضافہ کیا، اسمعیلی اور ان کے موافقین کی روایت میں ہے عیاش کسی کے حوالہ سے بحوالہ شداد روایت کرتے ہیں۔ ابو عمرؒ کو ان کے نسب میں وہم ہوا ہے چنانچہ وہ انہیں جہنی لکھتے ہیں، جبکہ جہنی کی کنیت ابو عتبہ اور وہ ابن امیہ ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔

۳۸۵۲ (ز) شداد ابن شعوب

وہی ابو بکر ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر ہوگا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: شعوب ان کی والدہ ہے جبکہ ان کے والد کا نام اسود بن عبد شمس بن مالک ہے جن کا تعلق بنی لیث بن بکر بن کنانہ سے ہے۔

۳۸۵۵ (ز) شداد بن عارض جشمی

صحابی ہیں اور مشہور شاعر بھی۔ ابن اسحاقؒ نے تغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب روانہ ہوئے۔ تو شداد بن عارض جشمی نے کہا: ع

”لات کی مدد نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنے والا ہے۔ بھلا اس کی کیسے مدد کی جائے جو بدلہ نہیں لے سکتا۔ رسول ﷺ جب تمہارے شہروں میں فروکش ہوں گے تو وہاں سے کوچ کر لیں گے، وہاں اس کا کوئی بھی باسی نہیں رہے گا۔“

ابن اسحاق دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: شداد بن عارض، عیینہ بن حصن فزاری کو مخاطب کر کے کہتے ہیں، پھر ان کے اشعار نقل کیے، اس سب سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

۳۸۵۶ (ز) شداد بن عامر

بن لقیط بن جابر قرشی عامری۔ انہی کی اولاد سے شدید بن شداد ہے جو عبد الملک بن مروان کے دور میں تھا، جس کے یہ اشعار ہیں: ع

”امیر المؤمنین خالد کو پکڑ جو آپ خالد کے بارے میں چاہتے ہیں رکاوٹ ہے جب ہم خالد کے نکاح کے مقامات دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں چاہتا اور کہاں عشق کرتا ہے۔“

یعنی خالد بن یزید بن معاویہ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پوتا)۔ مورخین نے ان کے والد کا ذکر نہیں کیا شاید وہ بہت پہلے فوت ہو گئے۔ ان کے والد کا چچا زاد بھائی ابو الولید بن عبدہ بن جابر شاعر اور شہسوار تھا جو ہجرت سے پہلے فوت ہو گیا۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۵۷ (ز) شداد بن عبد اللہ قتبانی

بقول بعض القتبانی یہی درست ہے، ابن اسحاق نے بنی حارث بن کعب میں سے قیس بن حصین، عبد اللہ بن قریط اور یزید

❖ استیعاب (۶۹۵/۲) ❖ اسد الغابہ (۶۹۵) تجرید (۲۵۴/۱) ❖ السیرة النبویہ (۹۸/۴)
❖ سیرة ابن ہشام (۹۸/۴) ❖ اسد الغابہ (۲۳۹۶) استیعاب (۱۱۶۵) تجرید (۲۵۴/۱)

بن عبدالمدان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس دس (۱۰ھ) میں آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ہر شخص کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوگا۔

۳۸۵۸ (ز) شَدَاد بن عمرو

بن حسل بن الاحب بن حبیب قرشی فہری، مستورد کے والد۔ دونوں صحابی ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ مستورد بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھاما تو وہ زیشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا محسوس ہوا۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے۔

۳۸۵۹ (ز) شَدَاد بن عوف

ابو احمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے یعنی بن شداد کے طریق سے بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ ریا کاری کو ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں شرکِ اصغر سمجھتے تھے۔ ایسا ہی ابن الاثیر نے ایسا ہی درج کیا ہے۔ میرے خیال میں ان کا عوف کہنا سماعت کی غلطی ہے حالانکہ یہ نام اوس ہے، کیونکہ یہ متن یعنی بن شداد بن اوس کی روایت کے بحوالہ ان کے والد مشہور ہے۔

۳۸۶۰ (ز) شَدَاد بن الہادی

الہادی کا نام اسامہ بن عمرو، جو مسلم نے نقل کیا ہے، یہی مشہور ہے۔ البتہ خلیفہ کا قول ہے: شداد کا نام اسامہ اور الہادی کا نام عمرو ہے۔ اس پر ابو عمیر نے اعتماد کیا ہے۔ بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ بن عامر بن مالک بن لیث بن بکر بن عبدمناة بن کنانہ لیشی بنی ہاشم کے حلیف، ان کے والد کو الہادی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ رات کے وقت مسافروں کے لیے آگ جلاتے تھے۔ ابو عبیدہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کا قول ہے صحابی ہیں۔

ابن سعد لکھتے ہیں: خندق میں شریک ہوئے، مدینہ کے رہائشی تھے، پھر کوفہ منتقل ہو گئے۔ انہیں نبی ﷺ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت حاصل ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ، جسے دیدار نبوی نصیب ہے روایت کرتا ہے، اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ، عبدالرحمن بن ابی عمارہ، سلمی بنت عمیس اسماء بنت عمیس کی ہمیشہ ان سے منسوب تھیں۔ نبی ﷺ اور ابو بکر کے رشتہ داروں میں سے ہیں کیونکہ سلمی حضرت میمونہ کی ماں شریک بہن ہیں۔ "المشارق" میں ان کی ایک حدیث ہے دُوری لکھتے ہیں، بقول ابن معین اس کے علاوہ ان کی کوئی مسند روایت نہیں۔

۳۸۶۱ (ز) شَدَاد بن یزید

بن مرداس بن ابی عامر بن جاریہ السلمی، رشاطی نے بحوالہ ابوعلی الجہری ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ ابو عمر اور ابن فتحون

اسد الغابۃ (ت: ۲۳۹۷) تجرید اسماء الصحابة (۲۵۴/۱) المعجم الكبير (۷/۷۱۱) اسد الغابۃ (۲۳۹۸) تجرید (۲۵۴/۱) اسد الغابۃ (۲/۴۱۷) جامع المسانید (۶/۲۲۵) اسد الغابۃ (۲۳۹۹) استیعاب (۱۱۶۶) تجرید (۲۵۴/۱) اسد الغابۃ (۲/۴۱۷) جامع المسانید (۶/۲۲۶) التاريخ الكبير (۲/۲۲۷)

نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب شین کے بعد راء

(۳۸۶۲) (ز) شراحیل بن اوس

شرحیل بن عبدالرحمن میں تذکرہ ہوگا۔

(۳۸۶۳) (ز) شراحیل بن زرعه الحضرمی

بقول ابن مندہ: ابن لہیعہ کی حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: حضرت موت کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور سب مسلمان ہو گئے۔

(۳۸۶۴) (ز) شراحیل بن خیلان

بن سلمہ ثقفی۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان میں اور شرحیل بن خیلان میں فرق کیا۔ باوردی نے شراحیل کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں واقع ایک قصہ نقل کیا ہے۔ شراحیل خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۶۵) (ز) شراحیل بن مرہ ہمدانی

بقول بعض کندی۔ ابن ابی حاتم: بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں، نھرین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورز تھے جیسا کہ عبیدہ ضمی نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مشہور نہیں۔ اور انہیں مرہ بن شراحیل بھی کہا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے ابن شاہین، ابن قانع اور طبرانی نے بطریق قیس بن الربیع بحوالہ شراحیل بن مرہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا: ”علی! تمہیں بشارت ہو، تمہارا جینا مرنا میرے ساتھ ہے۔“ اسے میں نے عالی سند سے حدیث ابی علی صوف کے تیسرے جزء میں سنا ہے، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر اس حدیث کے ساتھ کیا ہے اور ابن ابی خنیس نے اسے فضائل میں بطریق جابر جعفی بحوالہ شرحیل بن مرہ، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی فرماتے سنا۔ پہلی روایت آیا وہ صحیح ہے اور اگر یہ محفوظ ہے تو احتمال ہے ان کے بھائی ہوں۔

(۳۸۶۶) (ز) شراحیل الکندی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن قیس السکونی بحوالہ شراحیل کندی روایت کی ہے اور وہ صحابی ہیں، کہ وہ

اسد الغابہ (۲۴۰۱) استیعاب (۱۱۶۷) تجرید (۲۵۴/۱) استیعاب (۲۵۳/۲) اسد الغابہ (۴۱۸/۲)

اسد الغابہ (۲۴۰۲) تجرید (۲۵۴/۱) الجرح والتعديل (۳۷۳/۴)

المعجم الكبير (۷۲۱۷/۷) مجمع الزوائد (۱۱۲/۹) جامع المسانید (۲۳۰/۶) اسد الغابہ (۴۱۸/۲)

اسد الغابہ (۲۴۰۳) استیعاب (۱۱۶۹) تجرید (۲۵۴/۱)

ایک جنازہ پڑھانے لگے تو لوگوں کو تین صفوں میں کر دیا۔ * اس کی سند صحیح ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے: میرے نزدیک یہ نام شراحیل بن مرہ ہے۔

۳۸۶۷ (ن) شراحیل المنقری *

بقول بعض: ابن المنقر۔ المنقری اکثر کا قول ہے۔ ابوالقاسم بن سعید نے طبقات المحصیین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم * کا قول ہے: شراحیل المنقری شام کے رہنے والے نبی ﷺ سے اور ان سے ہوزنی روایت کرتے ہیں۔ ابن شاہین، ابن ابی عاصم اور ابن مندہ کی بطریق مضمض بن زرعہ، شریح بن عبید، بواسطہ ابویزید ہوزنی بحوالہ شراحیل بن المنقر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی اولاد میں سے تین فرد اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۸۶۸ (ن) شراحیل (بے نسبت)

خلیفہ بن خیاط کی روایت ہے کہ شراحیل نبی ﷺ سے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ * کی فضیلت کی روایت کرتے ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶۹ شرحبیل بن الاعور

الکلابی الضبابی۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔

۳۸۷۰ شرحبیل بن اوس الجعفی *

بقول ابن ابی حاتم: صحابی ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبدالرحمن روایت کرتا ہے۔ بقول ابن حبان: * بقول بعض، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے بیٹے عبدالرحمن کے حالات میں اس کی تفصیل آئے گی۔

۳۸۷۱ شرحبیل بن اوس الکندی

بقول امام بخاری * اور ابو حاتم: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: شام کے رہائشی تھے۔ ایسا ہی ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: انہیں شرحبیل بن اوس اور اوس بن شرحبیل بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ حریر نمران سے بحوالہ شرحبیل اور زبیدی، عباس بن یونس سے بواسطہ عمران، بحوالہ اوس بن شرحبیل روایت کرتے ہیں۔ ابو حاتم اور بغوی نے

* اسد الغابہ (۴۱۸/۲) جامع المسانید (۲۳۱/۶) * اسد الغابہ (۲۴۰۴) استیعاب (۱۱۷۰) تجرید (۲۵۴/۱)

* الجرح والتعديل (۳۷۲/۴) الاحاد والمثنی (۱۲۲۷/۲) * سورة اخلاص

* الثقات (۱۸۸/۳) * اسد الغابہ (۲۴۰۵) استیعاب (۱۱۷۱) تجرید (۲۵۵/۱) * الثقات (۱۸۸)

* التاريخ الكبير (۲۵۰/۲) * الجرح والتعديل (۳۳۷/۴) * الثقات (۱۸۸/۳)

شرح حیل کو راجح قرار دیا ہے۔ اسی پر ابو زرہ نے مسند شامیین میں بھروسا کیا ہے۔ ابن اسکن کا قول ہے: بعض لوگوں نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا تذکرہ اوس بن شرحبیل میں ہو چکا ہے ان شرحبیل کی حدیث امام احمد، بخوی، ابن اسکن، ابن شاپین اور طبرانی نے بطریق حریر بن عثمان بواسطہ نمران بنحوالہ شرحبیل بن اوس کنذی جو صحابی رسول ﷺ ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کے بارے میں فرمایا: اسے کوڑے لگاؤ اور چوتھی بار فرمایا: "اسے قتل کر دو"۔ (سیارۃ جو صرف حاکم وقت کر سکتا ہے)۔ اوس میں بیان ہو چکا ہے کہ ان کی حدیث اس کے علاوہ ہے، لہذا راجح فرق ہوا۔ اس میں بھی کوئی ممانعت نہیں کہ نمران اوس بن شرحبیل اور شرحبیل بن اوس سے روایت کریں۔ (یاد رہے! یہ حدیث اس حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے لایحل دم امری مسلم الا باحدی ثلاث)۔

۳۸۷۲ شرح حیل ابن حسنہ

حسنہ ان کی والدہ ہیں جسے بہت سے لوگوں نے اعتماد سے لکھا ہے۔ بقول ابو عمر: بلکہ انہوں نے انہیں بیٹا بنایا تھا۔ ان کے والد عبد اللہ المطاع بن عبد اللہ العطفریف بن عبد العزی بن جثامہ بن مالک الکنذی بقول بعض تسمی ہے۔ ایک قول ہے: یہ غوث بن مرکی اولاد سے ہیں جو تمیم بن مر کے بھائی ہیں۔ اسی بنا پر انہیں تسمی کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ معمر بن حبیب جمحی کی مولاہ تھیں۔ چنانچہ جنادہ اور جابر صاحبزادگان سفیان بن معمر بن حبیب ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ایک قول ہے کہ معمر نے حسنہ کی شادی ایک انصاری سے کر دی جس کا تعلق بنی زریق سے تھا اور اسے سفیان کہا جاتا تھا۔ معمر نے اسے بیٹا بنایا ہوا تھا اس لیے انہی کے نسب میں گنے جانے لگے۔ تو حسنہ نے جابر اور جنادہ کو جنم دیا۔ پھر جابر اور ان کا بھائی اسلام لے آئے اور ان دونوں کا ماں شریک بھائی شرحبیل بہت پہلے اسلام لا چکا تھا۔ سب نے حبشہ ہجرت کی، پھر وہاں سے مدینہ ہجرت ہوئی اور بنی زریق میں فروکش ہوئے۔ پھر سفیان اور ان کے دونوں بیٹے خلافت فاروقی میں فوت ہوئے تو شرحبیل نے بنی زہرہ سے معاہدہ حلف قائم کر لیا۔ شرحبیل ان لوگوں میں سے تھے جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فتوحات شام کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ شرحبیل کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، بقول بعض: ابو عبد الرحمن یا ابو املکہ تھی۔ ان کی نبی ﷺ سے مروی روایت ابن ماجہ میں ہے۔ عبادہ بن الصامت سے بھی روایت لیتے تھے۔ جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے ربیعہ اور عبد الرحمن بن غنم اور ابو عبید اللہ اشعری روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن البرقی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے چوتھائی حصے کا والی مقرر کیا تھا۔ ایک قول ہے: یہ اور ابو عبیدہ ایک ہی دن طاعون عمواس کی وجہ سے فوت ہوئے۔ عمر سرسٹھ (۶۷) سال تھی، طاعون کے بارے ان کی ایک حدیث اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا جھگڑا مشہور ہے، جسے امام احمد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ بقول ابن زبیر: انہوں نے طبریہ فتح کیا۔ اور بقول ابن یونس: نبی ﷺ نے انہیں مصر روانہ کیا تھا۔ وہیں فوت ہوئے۔

مسند احمد (۲۳۴/۴) المعجم الكبير (۳۰۶/۷) یہ حدیث منسوخ ہے ناخ حدیث "لایحل دم امری مسلم الا باحدی ثلاث" ہے۔

اسد الغابہ (۴۱۰) استیعاب (۱۱۷۲) استیعاب (۲۵۵/۲) مسند احمد (۱۹۵/۴، ۱۹۶)

۳۸۴۳ شرحبیل بن السمط

بن الاسود یا اعور یا شرحبیل بن جبلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الکندی البوزید، بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ابو احمد الحاکم نے بھی ان کا اتباع کیا ہے، جبکہ ابن اسکن کا قول ہے: بخاری کا گمان ہے: یہ صحابی ہیں، پھر لکھتے ہیں، ایک قول ہے: نبی ﷺ کے پاس آئے اور پھر جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔ حمص فروکش ہوئے تو اسے کئی منازل میں تقسیم کیا۔ بغوی اور ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور پھر تابعین میں دوبارہ ان کا ذکر کر دیا۔ بغوی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: شام کے رہائشی تھے۔ مجھے محمد بن اسمعیل بخاری کی کتاب میں ان کا نام ملا ہے، لیکن کوئی حدیث ان سے مروی نہیں ملی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ قادسیہ میں شرکت کی اور حمص فتح کیا۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: کسی روایت سے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ صرف ان کی وہ حدیث جو یحییٰ بن حمزہ کی روایت سے نصر بن علقمہ بواسطہ کثیر بن مرہ بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن السمط مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پہ پوری طرح قائم رہے گی۔“ (حدیث) اسے ابن مندہ نے نقل کیا اور لکھا ہے: غریب ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان کا صحابہ میں ذکر ملتا ہے، لیکن نبی ﷺ سے کوئی مسند حدیث ان کی نہیں ملی۔

سیف نے اپنی سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شرحبیل بن السمط بن شرحبیل کو امیر بنایا جو نو جوان آدمی تھے، انہوں نے فتنہ ارتداد میں بھی جنگ لڑی تھی اور مشرقی علاقے پر اشعث غالب آ گیا، ان کے والد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے اور جنگ یرموک میں شرکت کی، شرحبیل قادسیہ والوں کے شہسواروں میں سے ایک تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت عمر، کعب بن مرہ اور عبادہ وغیرہ سے بھی روایت ہے۔ ان سے سالم بن ابی الجعد، جبیر بن نفیر اور سلیم بن عامر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: قادسیہ میں شریک ہوئے، حمص فتح کیا۔ بخاری صلاۃ خوف میں ان کا ذکر ہے۔ خلیفہ کا بیان ہے وہ بیس سال کے قریب حمص کے گورنر رہے۔

ابو عمر لکھتے ہیں: صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا، اس میں ان کا عظیم اثر و رسوخ تھا۔ ابو عامر ہوزنی کا قول ہے: میں حبیب بن سلمہ کے ساتھ شرحبیل کے جنازہ میں شریک ہوا۔ ابو داؤد فرماتے ہیں: صفین میں شہید ہوئے۔ یزید بن عبد ربہ کا قول ہے: چالیس (۴۰ھ) میں، کسی اور کا قول ہے بیالیس (۴۲ھ) اور تاریخ حمص کے مصنف کا قول ہے: چھتیس (۳۶ھ) میں فوت ہوئے۔ میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، کیونکہ یہ بات ثابت ہے وہ صفین میں شریک ہوئے جو سینتیس (۳۷ھ) میں پیش آئی، جس کے متعلق نجاشی شرحبیل کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ع

”شرحبیل! تم نے دین کی وجہ سے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا، بلکہ مالکی یعنی جریر سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔“

یعنی جریر بن عبد اللہ بجلي۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی طرف اہل شام سے بیعت لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

اسد الغابہ (۲۴۰۹) استیعاب (۱۱۷۲) تجرید (۲۵۵/۱) تاریخ الكبير (۲۴۸/۲)
الثقات (۲۶۴/۴) الطبقات (۱۵۵/۷) اسد الغابہ (۴۲۱/۲) جامع المسانید (۲۳۷/۶) مختصر تاریخ دمشق (۲۸۷/۱۰)
الاستیعاب (۲۵۶/۲)

ان کی مالکی نسبت اس وجہ سے بیان کی کہ وہ مالک بن سعد بن بدر کی اولاد سے تھے جو بجیلہ کا بطن ہے۔ شرحبیل اور جریر کے درمیان دوری تھی۔ ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ حمص کے گورنر اور وہیں فوت ہوئے۔

(۳۸۶۲) (ز) شرحبیل بن عبد اللہ

وہی ابن حسنہ، تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۳۸۶۵) (ز) شرحبیل بن عبد الرحمن الجعفی

ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کے والد کا ہی نام لیا ہے۔ جبکہ عسکری کا قول ہے: شرحبیل بن حسنہ۔ بقول ابن السکن: صحابی ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں، ابن السکن اور طبرانی بطریق حماد بن یزید المنقری ان کی روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میرے ہاتھ میں ایک سامان تھا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے اس سامان نے اذیت دی ہے، اس کی وجہ سے بارہا میں نے تلوار کا قبضہ پکڑا۔ آپ نے فرمایا: ”قریب ہو جاؤ“۔ میں قریب ہوا، پھر اس سامان پر ہاتھ رکھا اور اپنی ہتھیلی سے مسنے لگے اور پھر اپنا ہاتھ اٹھالیا، مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا اثر کس جگہ تھا۔ * بغوی بلاغی انداز میں (سنی سنائی روایت) شرحبیل نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شرحبیل مخلص بن عقبہ کے دادا ہیں، ان سے حماد بن یزید المنقری روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی طبرانی نے نقل کر کے حدیث اعرابی ذکر کی ہے۔ جس میں ہے: بہت بوڑھا شخص ہے جس کا بخار دہک رہا ہے۔ * اور حدیث: ”جس کی جائیداد اس کے لیے مشکل ہو“۔ * ابو عمر * لکھتے ہیں: شرحبیل کو شرحبیل بھی کہا جاتا ہے، ان کی علامات نبوت میں ایک حدیث ہے جو اس سامان کے بارے میں جو ان کے ہاتھ میں تھا، ابن مندہ فرماتے ہیں: اس سند سے کئی احادیث مروی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن نے اسی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے: ”جسے تجارت تھکا دے وہ عمان چلا جائے“۔ لکھتے ہیں: صحابی ہیں اور اس کی سند میں ان کے والد سے بحوالہ ان کے دادا شرحبیل بن عقبہ فرمایا جبکہ درست مخلص بن عقبہ بن شرحبیل سے وہ اپنے دادا شرحبیل سے روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ان کا ذکر کیا کہ شرحبیل یا عبد الرحمن بن شرحبیل بصرہ کے رہائشی تھے، ان کی کوئی حدیث نہیں۔

(۳۸۶۶) (ز) شرحبیل بن خیلان

بن سلمہ بن معتب بن مالک ثقفی۔ بقول ابن سعد: * طائف فروکش ہوئے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ساٹھ (۶۰ھ) میں فوت ہوئے، ایسا ہی ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں ان سے ایک حدیث

* اسد الغابہ (۲۴۰/۶) استیعاب (۱۱۷۵) تجرید (۲۵۵/۱) * المعجم الكبير (۳۰۶/۷) التاريخ الكبير (۲۵۰/۲)
 * المعجم الكبير (۴۲۱۳/۷) مجمع الزوائد (۳۰۷/۲) اسد الغابہ (۴۲۱/۲) جامع المسانید (۲۳۸/۶)
 * المعجم الكبير (۷۲۱۴/۷) مجمع الزوائد (۶۲/۱۰) جامع المسانید (۲۳۸/۶)
 * استیعاب (۲۵۷/۲) * اسد الغابہ (۲۴۱۴) استیعاب (۱۱۷۴) تجرید (۲۵۵/۱)
 * الطبقات (۳۷۱/۷) * الجرح والتعديل (۳۳۸/۴)

مروی ہے، لیکن اس کا ذکر نہیں کیا۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں شامل تھے۔ ساٹھ (۶۰ھ) میں فوت ہوئے۔ ان کی والدہ راکلہ بنت وہب بن معتب ہیں۔ بقول ابو عمر: * دونوں * مسجدوں کے درمیان استغفار کرنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے، لیکن اس کی سند کی وجہ سے قابل حجت و دلیل نہیں۔ وہ ان پانچ میں کے ایک تھے جنہیں ثقیف نے اپنے اسلام کی اطلاع دے کر بھیجا تھا۔

۳۸۷۷ (ز) شرحبیل بن مرہ

شرحبیل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۷۸ شرحبیل بن معدیکرب *

عقیف میں تذکرہ ہوگا۔ بقول بغوی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ عقیف کنڈی کا نام شرحبیل تھا۔

۳۸۷۹ (ز) شرحبیل * (بے نسب)

ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابواحمد غسانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کی روایت ہے ان کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چوری یا خیانت کی کوئی چیز خریدی اور اسے معلوم بھی ہے یہ خیانت کا مال ہے تو وہ (خریدار) اس کے گناہ اور عار میں شریک ہے۔“ * اس کی سند ضعیف ہے، البتہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا شاہد موجود ہے۔ ”کامل“ ابن عدی میں اسے اسحاق بن ابی فرہ نے نقل کیا ہے۔

۳۸۸۰ (ز) شرحبیل * (دوسرے بے نسب)

بقول ابن مندہ: صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے اور پھر یہ روایت نقل کی کہ شرحبیل نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صفر کی پندرہ (۱۵) کو مدینہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے پاس جبرائیل امین آئے، پھر لمبی حدیث روایت کی۔ *

۳۸۸۱ (ز) شرحبیل ضبابی *

بقول بعض: ذوالجوشن کا نام ہے جسے بغوی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔ ذال میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۸۸۲ شریح بن ابرہہ یافعی *

بقول ابن مندہ: صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ یہی ابن یونس کا قول ہے۔ ابن قانع اور ابو نعیم نے بطریق شرقی بن قنطاری بحوالہ شرقی بن ابرہہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق میں ظہر کی نماز سے نحر کے روز تکبیر کہتے دیکھا

* الثقات (۱۸۷/۳) * استیعاب (۲۵۶/۲) * اسد الغابہ (۴۲۲/۲) جامع المسانید (۲۴۰/۶)

* اسد الغابہ (۲۴۱۷) * اسد الغابہ (۲۴۱۵) تجرید (۲۵۶/۱)

* السنن الكبرى (۳۳۶/۵) جامع المسانید (۲۴۱/۶) اسد الغابہ (۴۲۲/۲) * اسد الغابہ (۲۴۱۷)

* جامع المسانید (۲۴۲/۶) * استیعاب (۱۱۷۶) * اسد الغابہ (۲۴۱۸) تجرید (۲۵۶/۱)

یہاں تک کہ آپ منیٰ سے چلے جاتے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ یہی روایت ابن مندہ نے بواسطہ المحمل بن وداعہ شرح حمیری کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا، پھر تلبیہ کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن عدی نے عمرو بن شمر کے حالات میں عمرو بن قیس سے نقل کی ہے جس کی اسناد میں معاذ بن جبل کا اضافہ نقل کیا اور انہی کی مسند میں شامل کی ہے۔ ادھر ابو نعیم کا گمان ہے کہ المحمل بن وداعہ بغیر الف لام ہے۔ اور ابو عمر کے ہاں شرح بن ابی وہب لکھا ہے اور ان کی حدیث عمرو بن قیس کے ہاں المحمل بن وداعہ بحوالہ ان سے مروی ہے۔ شاید ابرہہ کی کنیت ابو وہب ہو۔ یافع کا تعلق حمر سے ہے۔

(۳۸۸۳) (ن) شریح بن حارث

بن قیس بن جہم بن معاویہ بن عامر بن الرایش بن حارث بن معاویہ بن ثور بن عمرو بن معاویہ بن ثور (جو کندہ ہیں) ابوامیہ القاضی۔ یہ ابن کلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ ابو احمد الحاكم نے اس کے خلاف نسب ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: وہ شرح بن حارث بن شراحیل ہیں اور ان فارسیوں کی اولاد میں سے ہیں جو یمن رہتے ہیں اور کندہ کے حلیف تھے۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا، اس وقت عمر چالیس سال تھی۔ نبی ﷺ کے دور میں تو تھے لیکن آپ ﷺ کو دیکھا نہیں، اور نہ آپ ﷺ سے سماع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہی ہے لیکن ابن اسکن اور کئی دیگر حضرات بطریق علی بن عبد اللہ بن معاویہ بن میسرہ بن شرح القاضی روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کی: اللہ کے رسول! یمن میں کافی تعداد میں میرے رشتہ دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں لے آؤ۔“ جب انہیں لے آئے تو نبی ﷺ وفات پا چکے تھے۔ اسی سند سے ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عمر، عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور بعد کے لوگوں کی طرف سے قاضی رہا یہاں تک کہ حجاج سے میں نے استعفیٰ لے لیا۔ جس روز انہوں نے استعفیٰ دیا تھا اس وقت ایک سو بیس (۱۲۰) سال کا سن تھا، اس کے بعد بھی ایک سال حیات رہے۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: تریپن (۵۳) برس کوفہ کے قاضی رہے۔ بصرہ فروکش ہوئے تو سات سال اس عہدہ پر قائم رہے۔ ایک قول ہے: جب یمن میں تھے تو حضرت معاذ سے علم حاصل کرتے تھے۔

ابن اسکن لکھتے ہیں: خلافت فاروقی، عثمانی اور درحیدری میں شرح کی بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ لیکن مجھے اس روایت کے علاوہ کوئی روایت نہیں ملی جس سے ان کی نبی ﷺ سے ملاقات کا ثبوت ملتا ہو۔ اس کی صحت کا حال بھی اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ وہ عراق کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی تھے۔ ایک قول ہے: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے اور اٹھتر (۷۸ھ) میں بقول واقدی

المعجم الكبير (۷/۲۲۹) مجمع الزوائد (۳/۲۶۴) جامع المسانيد (۶/۲۴۳) اسد الغابة (۲/۴۲۳)

جامع المسانيد (۶/۲۴۴) اسد الغابة (ت: ۲۴۱۹) الاستيعاب (ت: ۱۱۷) تجريد اسماء الصحابة (۱/۲۵۶)

جامع المسانيد (۶/۲۴۵) استيعاب (۲/۷۰۲) مختصر تاريخ دمشق (۱/۲۹۴)

مختصر تاريخ دمشق (۱۰/۲۹۴) اسد الغابة (۲/۴۲۳) جامع المسانيد (۶/۲۴۵)

اور ایک جماعت کے فوت ہوئے۔ ابن معین کا قول ہے: نبی ﷺ کے دور میں تھے لیکن آپ ﷺ سے سماع نہیں کیا۔ عجل لکھتے ہیں: کوفہ کے معتبر تابعی ہیں۔ ابن المدینی لکھتے ہیں: بصرہ میں زیاد کے سات (۷) سال اور کوفہ میں تریپن (۵۳) برس قاضی رہے۔ شرح نبی ﷺ سے حضرت عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں: ابووائل، قیس بن ابی حازم، شعبی، مجاہد، ابن سیرین وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ حنبل بحوالہ ابن معین فرماتے ہیں: وہ شرح بن ہانی اور شرح بن ارطاة سے زیادہ عمر والے تھے۔ ابو حصین کا قول ہے: وہ قادر الکلام شاعر (اور قیافہ شناس) تھے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں: کونج (یعنی رخساروں پر بال نہ) تھے۔ ابواسحاق سبعمی، ہبیرہ بن یریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرح سے فرمایا: تم سب عربوں کے قاضی ہو۔ اور عمرو بن دینار بحوالہ ابوالشعفاء نقل کرتے ہیں: زیاد ہمارے پاس شرح کو لائے جو ہمارے ہاں بصرہ میں قاضی مقرر ہوئے۔ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد کوئی ایسا قاضی ہوا۔ ابو نعیم اور ایک جماعت کہتی ہے: اٹھتر (۷۸) بقول خلیفہ اسی (۸۰ھ) اور بقول علی بن المدینی بیاسی (۸۲ھ) ایک قول ہے نانوے (۹۹ھ) اور بھی کئی اقوال ہیں، میں فوت ہوئے۔ ان کے پوتے علی بن عبداللہ کا دعویٰ ہے (جو ناقابل اعتماد قول ہے) وہ نوے (۹۰ھ) کے بعد زندہ رہے۔

۳۸۸۲ (ز) شریح بن ابی شریح الحجازی

امام بخاری اور ابوحاتم کا قول ہے: صحابی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رضی اللہ عنہما تاریخ میں بطریق عمرو بن دینار بحوالہ ابوالزبیر نقل کرتے ہیں، انہوں نے شرح نامی ایک شخص سے سنا جس نے دور نبوی ﷺ پایا تھا کہ سمندر کی ہر چیز مذبوح (حلال) ہے۔ اور صحیح میں یہ روایت تعلیقاً نقل کی اور دارقطنی اور ابو نعیم نے بطریق ابن جریج بواسطہ ابوالزبیر بحوالہ شرح، جو صحابی رسول ﷺ ہیں، روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اسی کا مفہوم مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جبکہ ابن جریج سے موقوف روایت بھی محفوظ ہے جس کی طرف ابو نعیم نے اشارہ کیا ہے۔

۳۸۸۵ (ز) شریح بن ضمیرہ المزنی

بقول ابو عمر: سب سے پہلے مزینہ کی زکوٰۃ لانے والے یہی ہیں۔

۳۸۸۶ (ز) شریح بن عامر

بن قیس بن عامر بن عمیر اور ابن قانع کے ہاں یوں نسب ہے: شرح بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن عامر بن صعصعہ السعدی از بنی سعد بن بکر۔ بقول ابو عمر: صحابی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اھواز میں شہید ہوئے۔ عمر بن شبہ بطریق قتادہ روایت کرتے ہیں کہ قطبہ بن قتادہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مکہ کا خط لکھا تو آپ نے شرح بن عامر سعدی جو بنی سعد بن بکر سے تھے روانہ کیا اور ان سے فرمایا: مسلمانوں کے مددگار بن کر جاؤ، چنانچہ وہ بصرہ متوجہ ہوئے وہاں سے اھواز پہنچے

اسد الغابہ (۲۴۲۲) تاریخ (۲۲۹/۲) الجرح والتعديل (۳۳۲/۴)

اسد الغابہ (۴۲۴/۲) جامع المسانید (۲۴۶/۶) اسد الغابہ (۲۴۲۲) استيعاب (۱۱۷۸) تجرید (۲۵۶/۱)

استيعاب (۲۵۸/۲) اسد الغابہ (۲۴۲۳) استيعاب (۱۱۷۹) تجرید (۲۵۶/۱) الاستيعاب (۲۵۸/۲)

جہاں انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ قاسم بن سلیمان کے دادا ہیں۔

۳۸۸۷ (ز) شریح بن عامر

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ذواللحیہ کلاعی یعنی جن کا تذکرہ ذال میں ہوا ہے یہ ان کا نام ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ اسی کو ابن کلبی اور ابن قانع نے معتمد لکھا ہے۔

۳۸۸۸ شریح بن عمرو الخراعی

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور پھر ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز اصحاب رسول ﷺ کو ایسا شخص ملا جسے جاہلیت میں بدلے کے لئے تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ اسلام کی بیعت کرنے آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ انتہائی ناراض ہوئے، عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

شرح فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے اس کی دیت ادا کی۔ اسی طرح ابن شاہین کی روایت ہے شریح بن عمرو خراعی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پہ ایمان ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔“

”ذیل“ میں ابو موسیٰ لکھتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں ابو شریح کے حوالہ سے مشہور ہیں۔ ان کا نام خویلد بن عمرو خراعی ہے۔ ان دونوں میں ابن شاہین کے وہم پہ تعجب نہ ہو بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دونوں کیسے آگئیں؟

میں کہتا ہوں: ابن شاہین کو کوئی وہم نہیں ہوا، انہوں نے تو لکھے ہوئے کی پیروی کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسری حدیث غلط ہے، کیونکہ یہ حدیث اسی متن اور اسناد سے ابو شریح کے حوالہ سے صحیح میں درج ہے۔ رہی پہلی حدیث تو اس کا سیاق سند و متن دونوں لحاظ سے مخالف ہے، جس سے بعید احتمال یہ ہوتا ہے کہ کوئی اور ہوں۔

۳۸۸۹ (ز) شریح بن مالک بن ربیعہ

ابن ام مکتوم کے ناموں میں سے منقول ایک نام، جس کے قائل کا میں نے عبد اللہ بن شریح کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۲۴۲۴) * اسد الغابہ (۲۴۲۶) تجرید (۲۵۶/۱)

بخاری کتاب العلم باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب (۱۰۴) کتاب الحج باب لا یعضد شجر الحرم (۱۸۳۲)

مسلم کتاب الحج باب تحریم مکہ و صیدھا (۳۲۹۱) ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی حزمة مكة (۸۰۹)

نسائی کتاب الحج باب تحریم القتال فیہ (۱۲۰۵۷) مسند احمد (۳۸۵/۶)

بخاری کتاب الادب باب من كان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یؤذ جاره (۵۶۷۳) و کتاب الرقاق باب حفظ اللسان (۶۱۱۱)

مسلم کتاب اللقطة (۴۴۸۸) ابوداؤد کتاب الاطعمة (۳۷۴۸) ترمذی کتاب البر والصلة (۱۹۶۷)

ابن ماجہ کتاب الادب (۳۶۷۵) مسند احمد (۳۸۵/۶)

۳۸۹۰ (ن) شریح بن مرہ

بن سلمہ بن مرہ بن بحر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ کنڈی۔ یہی شریح بن مکدہ ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: انہیں مکدہ ان کے ایک شعر کی وجہ سے کہا جاتا ہے: ﴿مجھ سے اتنا مانگو کہ مجھے تھکا دو، کیونکہ میں جو کچھ میرے ہاتھوں میں ہے تنگی و خوشحالی میں تم پہ خرچ کرنے والا ہوں﴾۔

فرماتے ہیں: شریح کو آنے کی سعادت حاصل ہے، کذا قال الطبری۔ اشعث بن قیس نے انہیں آذربائیجان پہ اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

۳۸۹۱ شریح بن ابی وہب الحمیری ابن ابرہہ میں تذکرہ ہونا ہے۔

۳۸۹۲ شریح الحضرمی

ایک صحیح حدیث میں جسے نسائی نے نقل کیا ہے ان کا ذکر ملتا ہے کہ شریح حضرمی کا تذکرہ نبی ﷺ کے پاس ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسا شخص ہے جو قرآن کو تکیہ نہیں بتاتا ﴿یعنی قرآن سے غافل ہو کر سونہیں رہتا بلکہ اسے نوافل میں پڑھتا ہے یہ تو مدح ہوئی اور ذم کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ اسے کچھ قرآن یاد نہیں جب وہ سو جاتا ہے تو اس کے پاس قرآن نہیں ہوتا﴾ [اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۹۳] ایسا ہی زہری کے اکثر تلامذہ نے کہا ہے یہی روایت بغوی، طبرانی اور ابن مندہ وغیرہ نے نقل کی ہے۔ نعمان بن راشد مخرمہ بن شریح کا ذکر کرتے ہیں جو ان کا وہم ہے اور ابن مندہ نے بھی مخرمہ بن شریح کے حالات میں ایسا لکھا ہے، شاید یہ ابن مندہ کا وہم ہے کیونکہ ہم نے خلعیات کے تیرھویں (۱۳ویں) جزء میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: شریح نے ذکر کیا۔ رہا نعمان والا طریق تو طبرانی نے اسی سند سے اسے موصولاً نقل کیا ہے اور ابو نعیم بحوالہ طبرانی روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہی نعمان کا قول ہے، جبکہ درست وہ روایت ہے جو ابن المبارک اور ان کے پیروکاروں نے بحوالہ یونس نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی کو بغوی نے بطریق لیث بحوالہ یونس روایت کیا ہے کہ نعمان بن راشد نے فرمایا۔ واللہ اعلم۔

۳۸۹۳ شریح الکلابی

وہی ذوالحجیہ۔ تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (۲۴۲۶) تجرید (۲۵۶/۱) * اسد الغابہ (۴۲۵/۲) * استیعاب (۱۱۸۱)

اسد الغابہ (۲۴۲۰) استیعاب (۱۱۸۲) تجرید (۲۵۶/۱)

مسند احمد (۴۴۹/۳) نسائی کتاب قیام اللیل باب وقت رکعتی الفجر و ذکر الاختلاف علی نافع (۱۷۸۲)

المعجم الكبير (۶۶۵۴) جامع المسانید (۲۴۷/۶) اسد الغابہ (۴۲۴/۲)

اسد الغابہ (۲۴۲۵) * اسد الغابہ (۲۴۲۸) استیعاب (۱۱۸۳) تجرید (۲۵۷/۱)

۳۸۹۲ شریح (بے نسب)

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ واصل الاحدب بواسطہ ابو داؤد بخوالہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے انسان! میری طرف چل کر آ میں تیری طرف بھاگ کر آؤں گا۔“ (الحدیث) * ابو عمر فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ ان (شرح الحضری، شرح الحجازی، شرح بن عامر اور شرح بن ابی وہب) میں سے ایک ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۳۸۹۵ الشریذ بن سوید ثقفی *

ابن السکن: صحابی ہیں ان کی حدیث اہل حجاز سے مروی ہے۔ طائف کے رہائشی تھے اکثریت کا قول ہے نسا ثقفی ہیں ایک قول ہے حضری تھے، ثقیف کے حلیف تھے۔ آمنہ بنت ابی عاص بن امیہ سے شادی کی تھی۔ ایک قول ہے: ان کا نام مالک ہے الشریذ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں جب مغیرہ بن شعبہ نے اپنے ثقفی ساتھیوں کو قتل کیا تو یہ بھاگ نکلے تھے چنانچہ عبدالرزاق نے کتاب الجہاد میں معمر سے بخوالہ زہری روایت کی ہے کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ روانہ ہوئے تو ان سب کو قتل کر دیا۔ (حدیث) معمر کا قول ہے: میں نے ان کے بارے میں سنا ہے کہ انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ کوئی بھی ان سے غداری نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو بتائے گا۔ چلتے چلتے یہ لوگ ایک مقام پہ فروکش ہوئے، مغیرہ اپنی تلوار کی نوک سے گڑھا کھودنے لگے، انہوں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ مغیرہ نے کہا تمہاری قبر کھود رہا ہوں۔ لیکن وہ نہ سمجھے، کھاپی کر سو گئے تو انہیں قتل کر دیا۔ ان میں سے صرف شریذ بچے، اسی وجہ سے انہیں شریذ کہا جاتا ہے۔ واقدی نے یہ واقعہ طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ یہ سب مصر گئے تو مقوس نے سوائے مغیرہ کے سب کی عزت کی انہیں خوش آمدید کہا، مغیرہ کی اس طرح قدر و منزلت نہ کی انہوں نے ان سے بغض رکھا اور اس بنا پر ان سے یہ سلوک کیا۔

بغوی لکھتے ہیں: طائف اور مدینہ رہے ان کی کئی احادیث ہیں۔ مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ عمرو بن الشریذ بخوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی۔ مسلم * میں ہی اس کے کسی طریق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے ایک حدیث تعلیقاً نقل کی ہے: ”قرض کی ادائیگی کی پانے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور اسے سزا دینے کا سبب بن جاتا ہے۔“ *

نسائی وغیرہ نے اسے موصولاً نقل کیا ہے۔ ابو داؤد میں حدیث الشریذ بن سوید سے ہے: ایک دفعہ میں اپنے بائیں ہاتھ کو پیچھے رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ (حدیث) انہی کی حدیث سے ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

* اسد الغامہ (۴۲۶/۲) جامع المسانید (۲۴۸/۶) * اسد الغامہ (۲۴۲۹) استیعاب (۱۲۰۰) تجرید (۲۵۷/۱)

* مسند احمد (۲۸۸/۴) المعجم الكبير (۷۲۳۹/۷) الادب المفرد (۸۶۹) جامع المسانید (۲۵۰/۶)

* مسلم کتاب الطب باب اجتناب المجدوم نحوه (۱۲۶)

* ابو داؤد کتاب الاقصیہ (۳۶۲۸) نسائی کتاب البیوع باب مطل الغنی (۴۷۰۳، ۴۷۰۴)

ابن ماجہ کتاب الصدقات (۲۴۲۷) مسند احمد (۳۸۸/۴)

ساتھ چکر لگائے، آپ ﷺ نے سواری پر ہی سارے چکر پورے کیے۔ ان کی ایک حدیث نسائی* میں ہے کہ عہد نبی ﷺ میں ایک عورت سنگسار کی گئی جب ہم اس کے رجم سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کا نام شرید رکھا۔ ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن، عمرو بن نافع ثقفی وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔ ہوزہ جن کا ذکر ہونا ہے ان کے اشعار میں شرید بنی سلیم کا ذکر آتا ہے۔ میرے خیال میں وہ یہی ہیں۔

۳۸۹۶ شریط*

بن انس بن مالک بن ہلال اشجعی۔ عبیط کے والد۔ یہ اور عبیط دونوں صحابی ہیں، ابن اسکن لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی بطریق عبیط بن شریط روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں اپنے والد کے ساتھ سوار تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے گفتگو شروع کی تو میں نے اپنے والد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں“۔ (حدیث) اسے بغوی نے نقل کیا اور ابن اسکن نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ عبیط بن شریط بحوالہ اپنے والد شریط بن انس سے نقل کرتے ہیں۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: وہ نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کرتے۔ ابن مندہ بطریق وکیع روایت کرتے ہیں میں نے سلمہ بن عبیط کو فرماتے سنا: میرے والد اور دادا اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ اور بطریق عبد الحمید حمانی بحوالہ سلمہ مروی ہے، میرے والد، دادا اور چچا اصحاب رسول ﷺ تھے۔ ایسا ہی امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں حمانی سے نقل کیا ہے۔

۳۸۹۷ شریق*

حبیبہ کے والد۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مسند احمد اور مسند بدیل بن ورقاء میں بھی ان کا ذکر ملتا ہے۔ حکم زرقی اپنی داوی حبیبہ بنت شریق سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ تھیں۔ وہاں بدیل بن ورقاء چرے کانوں والی اونٹنی پر سوار تھے۔* (حدیث) یہی روایت بغوی نے عبد اللہ بن احمد سے بحوالہ ان کے والد انہی الفاظ میں نقل کی ہے اور عبد اللہ بن رجاہ سعید بن سلمہ سے اسی سند سے روایت کی ہے، اس میں ہے ان کی والدہ کے ساتھ شریق کی باندی عجماء تھی۔ دونوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ کا اور ایک دفعہ اپنے والد کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم

۳۸۹۸ شریک*

بن ابی الاغفل بن سلمہ بن عمرو بن قرط بن حارث بن عبد یغوث تہیبی، شاعر۔ بقول ابن یونس اور ابن کلبی: رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن یونس نے مزید لکھا ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ مرزبانی کا قول ہے: مختصری ہیں۔ پھر ان کے وہ

* نسانی کتاب الرجم از السنن العکبری (۱۵۴/۴) * اسد الغابہ (۲۴۳۰) استیعاب (۱۲۰۱) تجرید (۲۵۷/۱)

* اسد الغابہ (۲۴۳۱) تجرید (۲۵۷/۱) * المستدرک (۲۵۰/۲) کنز العمال (۲۳۴۷) اسد الغابہ (۴۲۷/۲) جامع المسانید (۲۷۸/۶)

* تجرید (۲۵۷/۱)

اشعار نقل کیے جو انہوں نے یمن میں فتنہ ارتداد کے موقع پر کہے تھے۔ ان کا ذکر اس قصہ میں بھی ملتا ہے جو المعانی نے ”الجلیس“ میں بطریق عبداللہ بن محمد بن ابی عبیدہ بن عمار نقل کیا ہے کہ عمرو بن معدی کرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ کے پاس ربیع بن زیاد اور شریک بن ابی الاغفل بیٹھے ہوئے تھے۔

۳۸۹۹ شریک بن ابی الحیسر

انس بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی بقول ابن کلبی: یہ اور ان کا بیٹا عبداللہ احد میں شریک ہوئے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: ان صحابہ میں سے ہیں جن کی روایت نہیں۔ ابن شاپین نے ابن کلبی کی طرح اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ ان کے بھائی حارث بدر میں شریک ہوئے۔

۳۹۰۰ شریک بن حنبل عبسی

ترمذی اور بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی یہ اضافہ نقل کرتے ہیں کوفہ کے رہائشی تھے۔ بغوی، ابن شاپین اور ابن مندہ بطریق یونس بن ابی اسحاق عمیر بن تمیم بحوالہ شریک بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص اس بد بودار سبزی کو کھالے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔“ فرماتے ہیں: اس روایت کو قیس بن ربیع وغیرہ نے ابو اسحاق سے بواسطہ عمیر بحوالہ شریک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس کے متعلق ہے شریک سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے اور ایک قول ہے شریک سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی ہے ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ ابو حاتم اور العسکری کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ کسی نے مسند میں انہیں شامل کر دیا ہے حالانکہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: کتاب الاطعمہ میں ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو طبری میں ان کی تہذیب میں مسند عمرو سے منقول ہے۔ اس بات پر اعتماد کرنا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے صحیح نہیں کیونکہ ان کے سماع کی تصریح موجود ہے، صرف اتنی بات ہے کہ تصریح کا راوی ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بقول بعض: شریک بن شرحبیل، جو وہم ہے ابن سعد اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۳۹۰۱ شریک ابن سحماء

سحماء ان کی والدہ ہیں جبکہ والد کا نام عبده بن مغیث بن الجعد بن العجلان البلوئی ہے۔ انصار کے حلیف ہیں۔ صحیحین میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ان کا ذکر ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پہ شریک بن سحماء کی تہمت لگائی۔ عباد بن منصور نے ہشام بن حسان کی بحوالہ عکرمہ روایت کرنے میں متابعت کی ہے، ایوب عکرمہ سے مرسل روایت کرتے ہیں، یہی روایت مسلم اور نسائی نے محمد بن

اسد الغابہ (۲۴۳۳) استیعاب (۱۱۸۵) تجرید (۲۵۷/۱) * اسد الغابہ (۲۴۳۲) استیعاب (۱۱۸۶) تجرید (۲۵۷/۱)
 ترمذی کتاب الاطعمہ باب ما جاء فی کراهیة اکل الثوم والبصل (۱۸۰۸) ابوداؤد (۳۸۲۸)
 جامع المسانید (۲۶۵/۶) اسد الغابہ (۴۲۷/۲) * الجرح والتعديل (۳۶۴/۴) * التاريخ الكبير (۲۳۷/۲)
 الطبقات (۱۶۰/۶) * الثقات (۳۶۰/۴) * اسد الغابہ (۲۴۳۴) استیعاب (۱۱۸۸) تجرید (۲۵۷/۱)

سیرین سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کی ہے، اس میں ہے: شریک براء بن مالک کے ماں شریک بھائی تھے۔ ابو نعیم نے لکھا ہے: بعض لوگوں کا خیال غلط ہے کہ شریک ان کا صفاتی نام ہے، اصلی نام نہیں، کیونکہ صحابہ کے بیٹے سے ان کی شراکت تھی اسی بنا پر شریک اور ابن سحمان کے درمیان ابن کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے۔ شاذ قول ہے جس کی مزید تقویت اس سے ہوتی ہے کہ براء بن مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے سب کی والدہ ام سلیم تھیں۔ لیکن یہ کہیں سے بھی منقول نہیں کہ ام سلیم نے عبدہ بن مغیث سے کبھی شادی کی ہو۔ البتہ اس کا بہتر جواب یہی ہے کہ براء بن مالک کے رضاعی بھائی تھے۔ ابراہیم بن عربی جو عبد الملک کی جانب سے یمامہ کا گورنر تھا اس کی والدہ فاطمہ بنت شریک بن سحمان تھی۔ مؤرخین حویلی کے روز فاطمہ بنت شریک کی ایک بات کی بھی نقل کرتے ہیں کہ اس نے مروان کو اٹھا کر اپنے گھر بنا دیا تھی کیونکہ مروان پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا، یوں وہ قتل سے بچ نکلے۔ ایک قول ہے: شریک بن سحمان کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یمامہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ بقول بعض: وہ اپنے والد کے ساتھ احد میں شریک ہوئے۔ یہ روایت ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے اپنی سند سے نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیام بھیجا کہ یمامہ سے عراق آ جائیں جس کا پروانہ آپ نے شریک بن عبدہ عجلانی کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ شریک شام کے ایک امیر تھے۔ جب آپ نے انہیں مصر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس پر تنبیہ نہیں کی کہ وہ ابن سحمان ہی ہیں۔ لگتا ہے وہ ان کے نزدیک اور ہیں۔

۳۹۰۲) شریک بن سلمہ قریب ہی ان کا ذکر ہوگا۔

۳۹۰۳) شریک بن سمی غطیفی

المرادی۔ بقول ابن یونس: رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے فتح مصر میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی فوج کے سرخیل تھے۔ کتاب مصر میں ہے: شریک بن سمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کاشتکاری کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے بلا اجازت کاشتکاری شروع کر دی۔ ادھر حضرت عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لیے خط لکھا، آپ نے لکھا: اسے میری طرف بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے انتہائی عجلت میں روانہ کر دیا۔ جب پیش ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کس فوج سے ہو؟ انہوں نے کہا: مصری فوج سے۔ فرمایا: شاید تم ہی شریک بن سمی ہو۔ کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تمہیں عبرت کا نشان بنا کر دم لوں گا۔ کہنے لگے: آپ میری معذرت قبول کر لیں گے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا عذر قبول کر لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم معذرت کرتے ہو؟ کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا: شریک میرے پاس عذر لے کر آیا تھا، میں نے اس کا عذر قبول کر لیا ہے۔

۳۹۰۴) شریک بن طارق

بن سفیان الحظلی بقول بعض: اشجعی۔ ایک قول کے مطابق: محاربی۔ بہر کیف پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ بقول بعض ان کا نسب یوں ہے: ابن قُرط بن ثعلبہ بن عوف بن سفیان بن اسید بن عامر بن ربیعہ بن حنظلہ بن تمیم۔ ابن قانع نے ان کا جو نسب بکر بن وائل

تک لکھا ہے نہ وہ نسب میں معتبر ہے اور نہ سند میں۔ امام واقدی خلیفہ بن خیاط اور ابن سعد نے کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خلیفہ ان کا نسب اشجعی بتاتے ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: سوید بن طلحہ سے زیاد بن علاقہ اور عبد الملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔ یہ صحابی نہیں۔ ان کی حدیث حسین بن محمد العتباتی نے ایک حدیث والے صحابہ میں، بغوی اور امام بخاری رضی اللہ عنہما نے اپنی تاریخ میں ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح اور اپنی تاریخ میں، باوردی، ابن قانع اور طبرانی سب نے بطریق زیاد بن علاقہ بحوالہ شریک بن طارق روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے“۔ (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت مسند نہیں۔ بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے: شریک بن طارق حظلی سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حرف شین: شریک بن طارق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض: فروہ بن نوفل سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور حرف طاء میں لکھتے ہیں: طارق بن شریک، انہیں شریک بن طارق بھی کہا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں، اسی طرح فروہ بن نوفل سے روایت کی ہے جبکہ ان سے زیاد بن علاقہ روایت لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: زیاد کی روایت اولیٰ ہے کیونکہ اس میں شریک اور طارق سے ہونے میں اختلاف نہیں، ان کے صحابی ہونے کے بارے میں معتبر قول امام واقدی اور ان کے موافقین کا ہے، رہا ابو حاتم کا ان کی حدیث کو مرسل کہنے کا یقین تو اس بنا پر کہ ان کی حدیث کے کسی طریق میں حدیث بیان کرنے کی وضاحت نہیں اور ساتھ یہ بات بھی شامل ہوگی کہ وہ فروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں، لیکن یہ اس بنیاد پر کہ دونوں ایک شخصیت ہیں۔ پھر اس سے کب لازم آتا ہے کہ فروہ سے روایت کرنے کی وجہ سے وہ صحابی نہ ہوں۔ کیونکہ عموماً اصاغر سے اکابر کی روایت ہوتی ہے۔ چنانچہ ضیاء نے ایسی احادیث ”مختارہ“ میں نقل کی ہے جو صحیحین (بخاری، مسلم) میں نہیں۔ ابن فتحون نے ”ابن عبد البر“ کے اوہام“ میں لکھا ہے: انہوں نے حظلی اور اشجعی کو ایک لکھا ہے جو وہم ہے۔ کیونکہ باوردی دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ اور حظلی کے حالات میں ایک حدیث اور اشجعی کے سوانح میں اس کے علاوہ دوسری نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: دونوں میں سے ہر ایک کا راوی دوسرے سے مختلف ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۰۵ (ز) شریک بن طارق اشجعی

دوسرے ہیں۔ سابقہ عنوان میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۰۶ (ز) شریک بن طفیل

بن حارث ازدی۔ بقول بعض: ان کا نسب کچھ اور ہے جس کی تفصیل طفیل میں بیان ہوگی۔ ان کا تذکرہ ان کی والدہ ام شریک بنت ابی بکر عامریہ قرشیہ عورتوں کی کنیتوں میں ہوگا۔

مجمع الزوائد (۲۲۵/۸) التاريخ الكبير (۲۳۹/۴) جامع المسانيد (۲۶۸/۶) اسد الغابہ (۴۲۸/۲)
الجرح والتعديل (۳۶۳/۴) استيعاب (۲۶۱/۲) استيعاب (۱۱۸۷)

۳۹۰۷ (ز) شريك بن عبد الرحمن صباحی

رشاطی بحوالہ ابو عبیدہ لکھتے ہیں: یہ فتح کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۳۹۰۸ شريك بن عبد عمرو

بن قنظلی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کے ساتھ احد میں یہ اور ان کا بھائی ابو ثابت شریک ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ کے ہاں شریک بن عبد اللہ لکھا ہے جو ان کے والد کے نام میں تبدیلی ہے۔

۳۹۰۹ شريك بن عبده العجلانی

شریک بن سماء میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۱۰ (ز) شريك بن ابی الفکر

نام سلمہ بن سلمی ازدی ثم دوسی ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ ام شریک ہیں جن سے نبی ﷺ کی نسبت تو ہوئی تھی لیکن رخصتی عمل میں نہ آئی۔ ان کا تذکرہ ان کی والدہ ام شریک کے سوانح میں ہوگا۔

۳۹۱۱ (ز) شريك بن وائله هذلي

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور صحیح سند حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ دادی نانی کو وارث نہ بننے کا فتویٰ دیتے تھے، میں نے آپ کے سامنے حمل بن نابغہ کی حدیث بیان کی تو مجھ سے فرمانے لگے: تمہیں میرے پاس اس کا گواہ بھی لانا ہوگا۔ میں نے کہا: حج کے زمانے تک کا انتظار کریں۔ فرماتے ہیں: پھر ہذیل کا شریک بن وائلہ نامی شخص آیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حمل بن نابغہ کا واقعہ بیان کیا۔ فرماتے ہیں اسی اثناء میں بنی کلاب کا زرارہ بن جزء نامی شخص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ نے اشیم کی بیوی کو مرحوم خاندن کی دیت کا وارث قرار دیا تھا۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے طویل روایت ذکر کی تھی میں نے اسے مختصر نقل کیا ہے۔

۳۹۱۲ شريك (بے نسب)

بقول ابن اسکن: ایک صحابی ہیں جن سے ایک حدیث مروی ہے جس کی سند میں تامل ہے۔ اہل اصہبان سے وہ حدیث مروی ہے۔ ابن شاہین: مجھے ان کے والد کا نام نہیں معلوم جبکہ یہ صحابی ہیں۔ پھر یہ ابن اسکن اور ابن مندہ بطریق یعقوب قمی بواسطہ

اسد الغابہ (۲۴۳۶) استیعاب (۱۱۸۹) تجرید (۲۵۸/۱) استیعاب (۲۶۲/۲)

اسد الغابہ (۲۴۳۷) استیعاب (۱۱۸۹) استیعاب (۱۱۸۸) اسد الغابہ، تجرید (۲۵۸/۱)

اسد الغابہ (۴۲۸/۲)

عیسیٰ بن جاریہ بحوالہ شریک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے زنا کیا تو وہ ایمان سے نکل گیا۔“ (حدیث) اس کے رجال ثقہ ہیں، ابن شاپین کی روایت میں یعقوب اور عیسیٰ کے درمیان عقبہ رازی کا اضافہ ہے۔ ایسا ہی ابن قانع کی روایت میں لکھا ہے جو روایتیں میرے علم میں آئیں ان میں سے کسی میں ان کا نسب نہیں بیان ہوا۔ ابن عبدالبر نے ان کی یہی حدیث شریک بن طارق کے حالات میں نقل کی ہے جو بہتر نہیں اس لیے کہ ائمہ نے اس حدیث کا راوی صرف عیسیٰ بن جاریہ کو ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوا یہ اور ہیں۔ ادھر ابن فتحون نے ”اوہام ابن عبدالبر“ میں اس کے متعلق ان کے وہم کا ذکر نہیں کیا۔

باب شین کے بعد صاد

(ن) شصار الجنی ۳۹۱۳

ان کا تذکرہ خنافر بن التوأم الحمیری میں قسم اول میں ہو چکا ہے۔

باب شین کے بعد طاء

شطب الممدود ۳۹۱۴

ابوطویل کندی، بقول ابن السکن۔ بعض کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ شامی حضرات سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ بغوی، ابن زمر ابن السکن، ابن ابی عاصم، یزید اور طبرانی بطریق عبدالرحمن بن جبیر بحوالہ ابوطویل شطب الممدود روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کی: ایک شخص ہر طرح کے گناہ کر بیٹھا ہے کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: نیکیاں کرتے رہو اور گناہ چھوڑتے جاؤ، اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو بھی تمہارے حق میں نیکیاں بنا دے گا۔ عرض کی: کیا میری غذا اریاں اور کھلے گناہ بھی؟ فرمایا: ہاں۔ کہنے لگے: اللہ اکبر۔ ابن السکن فرماتے ہیں: یہ روایت مغیرہ بحوالہ صفوان صرف ابوشیط نے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ قابل تردید حصہ ہے، چنانچہ یہی روایت طبرانی نے کسی اور طریق سے نقل کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، جس میں ابوالمغیرہ منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: صحیح کی شرط کے مطابق ہے مجھے اس کا ایک اور طریق بھی مل گیا۔ ابن ابی الدنیا کتاب ”حسن الظن“ میں عمرو بن عبسہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انتہائی بوڑھا شخص لاٹھی پر ٹیک لگائے آیا، کہنے لگا: اللہ کے نبی امیری کچھ بدعہدیاں اور گناہ ہیں، کیا میری بخشش ہو سکتی ہے؟ (الحدیث) اس حدیث میں مکحول اور عمرو بن عبسہ کے درمیان انقطاع بھی

المعجم الكبير (۷/۷۲۲۴) مجمع الزوائد (۱۰/۱) (۱۰۱/۱) (۴۲/۲) جامع المسانید (۶/۲۷۰)

اسد الغابہ (۲۴۳۹) استیعاب (۱۲۰۹) تجرید (۱/۲۵۸)

المعجم الكبير (۷/۳۷۶) كنز العمال (۱۴۹۱) الاحاد والمثنائ (۵/۲۷۱۸)

نہیں۔ بغوی فرماتے ہیں، مجھے لگتا ہے درست یوں ہے: عبدالرحمن بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص جو بہت دراز قد تھا نبی ﷺ کے پاس آیا، یہاں لفظ شطب استعمال ہوا جس کا معنی لغت میں دراز ہے، جسے راوی نے نام سمجھ لیا تو روایت کرتے اس نے کہہ دیا شطب ابو طویل سے مروی ہے۔

باب شین کے بعد عین

۳۹۱۵ شعل بن احمر تمیمی

ان کے والد احمر کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ لفظ شعل میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: تصغیر ہے، ایک قول ہے: احمر کے وزن پر باء کے ساتھ۔

۳۹۱۶ (ن) شعبہ العنبری

یہ نام قلمبند کرنے کا طریقہ بیان ہو چکا ہے اور ان کے نسب کا ذکر ان کے بیٹے ذویب کے حالات میں ہو چکا ہے جس میں ذویب کے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے اور تمہیں تمہارے والدین کے لیے کارآمد بنائے۔“

۳۹۱۷ شعیب بن عمرو الحضرمی

ابن ابی عاصم، بغوی اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ان کی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس کی سند میں تاثر ہے۔ پھر خود انہوں نے، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے بطریق عائد بن شرح روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس، شعیب بن عمرو اور ناجیہ حضرمی کو فرماتے سنا: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔“

باب شین کے بعد فاء

۳۹۱۸ شفیٰ الہذلی

نضر کے والد۔ بقول ابو عمر: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحیح نہیں۔ واقدی کی روایت ہے شفی نے فرمایا: ہم لوگ ایک قافلے میں شام روانہ ہوئے۔ عمان پہنچے تو رات کے وقت پڑاؤ کیا، اچانک ایک گھڑ سواریہ کہتا ہوا آیا کہ ”لوگو! بیدار ہو جاؤ، سونے کا وقت نہیں۔ احمد ﷺ آچکے ہیں۔ جنات بری طرح ہٹا دیئے گئے۔“ جس سے ہم ڈر گئے، واپس آئے تو لوگوں کو نبی ﷺ کے بارے میں گفتگو کرتے سنا کہ وہ معوث ہو چکے ہیں۔

اسد الغابہ (۲۴۴۱) تجرید (۲۵۸/۱) اسد الغابہ (۲۴۴۲) استیعاب (۱۲۰۳) تجرید (۲۵۸/۱)

اسد الغابہ (۲۶۵/۲) المعجم الكبير (۷/۲۳۴) مجمع الزوائد (۵/۱۶۱، ۱۶۲) جامع المسانید (۶/۲۷۴)

اسد الغابہ (۲۴۴۴) استیعاب (۱۲۰۴) تجرید (۲۵۹/۱) استیعاب (۲۶۶/۲)

میں کہتا ہوں: اس سے ان کا دور نبوت پانے کا پتہ چلتا ہے اور ان کے متعلق مدینہ کا رہائشی بتایا جاتا ہے جس سے ملاقات کا علم ہوتا ہے۔

باب شین کے بعد کاف

شقران ۳۹۱۹

مولا رسول اللہ ﷺ۔ ان کا نام صالح بن عدی بتایا جاتا ہے۔ مصعب فرماتے ہیں: حبشی تھے۔ عبدالرحمن بن عوف نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا تھا، بقول بعض: آپ ﷺ نے انہیں خرید لیا تھا اور بدر کے بعد آزاد کر دیا تھا۔ ایک قول ہے کہ یہ اور ام ایمن آپ کو اپنے والد بزرگوار کی جانب سے میراث میں ملے تھے۔ یہ بغوی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے خرید اور ہدیے کی روایت کی تردید ہو جاتی ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اس کام پر مامور کیا کہ مرسیع کے مردوں سے جو کچھ ملے وہ اور بچوں کو ایک جانب جمع کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ کے غسل اور تدفین میں یہ بھی حاضر تھے۔

بقول ابو معشر: بدر میں غلامی کی حالت میں شریک ہوئے، اس لیے حصہ پانے سے محروم رہے۔ بقول ابو حاتم کہ بدر کے روز وہ قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھے ایسا ہی ابن سعد نے نقل کیا ہے جس میں کچھ اضافہ ہے کہ غلام ہونے کی وجہ سے انہیں حصہ نہیں ملا۔ لیکن جو شخص قیدی کا فدیہ دیتا وہ انہیں بھی کچھ دیتا جس سے انہیں تقسیم سے ملنے والے مال سے زیادہ مل گیا۔

ترمذی میں ہے، شقران سے مروی ہے: اللہ کی قسم! میں نے قبر میں رسول اللہ ﷺ کے نیچے چادر بچھائی تھی۔ یہی روایت ابن السکن نے بحوالہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں عباس، فضل، شقران اور اوس بن خولی اترے۔ شقران نے نبی ﷺ کے استعمال کی چادر لے لی تھی جسے آپ کی قبر میں دفن کر دیا۔ امام احمد کی روایت ہے، شقران نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کی جانب دراز گوش پر سوار اشارہ سے نماز پڑھتے ہوئے جاتے دیکھا تھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مدینہ کے رہائشی تھے ایک قول ہے: بصرہ میں ان کی حویلی تھی۔

میں کہتا ہوں: عبید اللہ بن ابی رافع بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

باب شین کے بعد کاف

سگل بن حمید عبسی ۳۹۲۰

صحابی ہیں جو کوفہ فروکش ہوئے۔ بقول ابن السکن: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ شرف صحابیت سے مشرف

- اسد الغابہ (۲۴۴۵) استیعاب (۱۲۰۵) تجرید (۲۵۹/۱) * اسد الغابہ (۴۱۳/۲) جامع المسانید (۲۷۹/۶) استیعاب (۷۰۹/۲)
- الجرح والتعديل (۳۰۸/۴) * ترمذی کتاب الجنائز باب ما جاء في الثوب الواحد يلقي تحت الميت في القبر (۱۰۴۷)
- مسند احمد (۴۹۵/۳) * اسد الغابہ (۲۴۴۷) استیعاب (۱۲۰۷) تجرید (۲۵۹/۱)

ہیں۔ اہل کوفہ سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ اصحاب سنن کی روایت ہے کہ شکل بن حمید فرماتے ہیں میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی دعا سکھائیے۔ ترمذی کی روایت میں ہے حفاظت کی دعا سکھائیے جس کا میں دم کیا کروں۔ میں کہتا ہوں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی روایت ہے۔

باب شین کے بعد میم

(۳۹۲۱) (ن) الشماخ بن ضرار

بن حرمہ بن سنان بن امامہ بن عمرو بن جحاش بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان غطفانی۔ کنیت ابوسعید اور ابو کثیر تھی۔ والدہ کا نام معاذہ بنت بحیر بن خلف تھا جو غرثب کی بیٹیوں میں سے تھیں۔ بقول بعض: عرب کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ شریف عورتیں تھیں۔ مشہور شاعر تھے، ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ نبی ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: **ع**

”اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے ہم جو ہیں، ہم نے مقام ذوغسل میں اثمارِ ثعلاب میں سایہ حاصل کیا۔ اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں آپ نے ان جیسا کسی کو نہ دیکھا ہوگا جو کم درجہ پہ مہربان اور فضیلت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: انمار ایک خاندان تھا جس کی یہ جو کرتے تھے، ذوغسل بنی تمیم کا ایک گاؤں ہے اور انماران کی قوم ہے جو انمار بن بغیض کی اولاد ہیں۔ شماخ لقب اور نام معقل یا یم ہے۔ ابن عبدالبر نے یہی اشعار ان کے بھائی مزرد کے حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ اور نابغہ جعدی کے حالات کے اخیر میں ایک روایت نقل کی ہے، جس کا تقاضا ہے یہ صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: احمد بن زہیر یعنی ابن ابی خیمہ نے لبید بن ربیعہ، ضرار بن خطاب اور ابن زبیری کا تذکرہ نہیں کیا، کیونکہ ان حضرات کی روایت نہیں لکھتے ہیں: یہی حال شماخ بن ضرار اور ان کے بھائی مزرد اور ابو ذؤیب ہذلی کا ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: محمد بن سلام نجی نے نابغہ، شماخ، مزرد اور لبید کو ایک طبقہ میں شمار کیا ہے۔ بات یہی ہے انہیں تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے لیکن اس سے شماخ کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ اس بارے میں قابل اعتماد وہ شعر ہے جو ابوالفرج اصبہانی نے نقل کیا ہے۔ ابن سلام کا قول ہے: شماخ کا کلام لبید سے سخت ہے، اتنی بات ہے کہ ان میں شعر گوئی میں روانگی نہیں۔ جبکہ لبید ان سے زیادہ آسانی سے گفتگو کرتا ہے۔ حطیہ نے اپنی وصیت میں کہا تھا: شماخ تک یہ پیام پہنچا دینا کہ وہ غطفان کا بڑا شاعر ہے۔ ابن سلام نے شماخ کا ان کی بیوی کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ نقل کیا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آیا۔ اس نے ان کے خلاف طلاق کا دعویٰ دائر کیا تو کثیر بن الصلت نے ان پہ قسم لازم کر دی، انہوں نے پہلے تو پس و پیش کیا لیکن پھر قسم کھالی اور یہ اشعار کہے: **ع**

”لوگ مجھے کہتے ہیں، قسم! جبکہ میں ایسا کرنے والا نہیں۔ میں اس کے بارے میں انہیں دھوکا دے رہا تاکہ اسے

حاصل کر لوں، میں نے قسم کے ذریعہ دل کی پریشانی دور کر دی جیسے سرخ رنگ والی نے اپنی جھولوں کو پھاڑ رکھا ہے۔“

مرزبانی لکھتے ہیں خلافت عثمانی میں غزوہ موقان میں فوت ہوئے۔ جنگ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔ وہی عرابہ اوسی کے متعلق کہتے ہیں: ع

”میں نے عرابہ اوسی کو دیکھا کہ وہ دوستوں سے یکسو ہو کر نیکی کے کاموں کی طرف بلند ہوتا ہے، جب بھی کوئی جھنڈا عزت و بزرگی کے لیے بلند ہوتا ہے تو عرابہ اسے طاقت سے لے لیتا ہے۔“

جب وہ مدینہ آئے تو عرابہ نے ان کی سواری کھجوروں اور گندم سے لاد دی اور کپڑے دے کر اعزاز و اکرام کیا۔ میں نے دیوان شام میں لکھا دیکھا ہے کہ بنی لیث کا بکر نامی ایک شخص فوت ہوا جو آذربائیجان میں زخمی ہوا تھا اور شام بھی آذربائیجان کی جنگ میں حضرت سعید بن عاص کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اسی میں ہے: ایک خاتون مدینہ فرود کش ہوئی جس کے ساتھ اس کی خوبرو بیٹیاں تھیں۔ اس نے اس شرط پر شام کے لیے ہر ایک کے عوض اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ ان کا ذکر کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک قصیدہ کہا جس میں خلیج بن سوید تغلیسی کے ساتھ ان کا ججو کا مقابلہ تھا، اس وقت یہ دونوں مروان بن حکم کے ہمراہ روانہ تھے اور مروان مدینہ کا حاکم تھا۔ عقی کا قول ہے: شام کا یہ شعر زبان زد عام ہے: ع

”جس کام میں کوئی حرج نہیں تو اس کے کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لوگوں کے کہنے سے نیکی نقصان نہیں دیتی۔“

لوگوں کا کہنا ہے: شام کلبہ بنت جوال نامی ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے۔ جو جبل بن جوال تغلیسی شاعر کی بہن تھی۔ لیکن راہ رسم عشق کا آغاز کر کے کہیں غائب ہو گئے۔ جس سے ان کے بھائی جزء نے شادی کر لی۔ تو شام نے کبھی اپنے بھائی سے بات نہیں کی۔ اور اسی حالت ناراضگی میں دونوں فوت ہوئے۔

فاکھی نے صحیح سند سے بواسطہ ام کلثوم بنت ابی بکر بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں اپنا آخری حج کیا، آپ مقام حصہ سے آخری پہر شب روانہ ہوئے، اتنے میں ایک سوار آیا، اس نے آپ کے پڑاؤ کے بارے میں پوچھا پھر اپنی سواری بٹھا کر باواز بلند گنگنانے لگا: ع

”امیر المؤمنین! تجھ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ اس پھٹے چمڑے میں برکت دے۔“

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مرثیے میں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے اس کی جگہ دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا جسے میں تو کوئی جن ہی سمجھی۔ اور لوگوں نے یہ اشعار شام اور ان کے بھائی ججاج بن ضرار کی طرف منسوب کیے ہیں۔ عمر بن شبہ نے یہ واقعہ نقل کر کے آخر میں لکھا ہے: یا ان کے بھائی جزء بن ضرار اور اسے دوسری سند سے بواسطہ عروہ بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے کہ جنات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر روئے جو ان کی شہادت سے پہلے کا واقعہ ہے، پھر یہ اشعار ذکر کیے۔

ابن کلبی فرماتے ہیں: شام سب سے زیادہ شراب اور کمان کی خوبیاں بیان کرنے میں ماہر تھے۔ ”الاعانی“ میں ابوالفرج فرماتے ہیں: شام کے دو سگے بھائی تھے جزء بن ضرار اور مزرد بن ضرار اور ان کا نام یزید تھا، مزرد کا لقب اس شعر کی وجہ سے پڑ گیا: ع

”میں نے کہا عبید اسے جلدی نکل کیونکہ میں سالوں میں مسلسل شعر کہنے والا جلد باز ہوں۔“

(۳۹۲۲) (ز) شماس بن عثمان

بن الشريد بن هري بن عامر بن مخزوم قرشي مخزومي۔ بقول زبير بن بكار: سب لوگوں میں خوبصورت تھے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: مہاجرین اولین سے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احد میں شہید ہوئے۔ جبکہ ابو عبید نے سب کے خلاف لکھا ہے: بدر میں شہید ہوئے۔ حضرت حسان ان کا مرثیہ کہتے ہوئے ان کی بہن سے تعزیت کرتے ہیں: ص

”پردے اور کرم نوازی میں اپنی شرم و حیاء کو برقرار رکھو کیونکہ شماس لوگوں کے ایک فرد تھے اللہ کی تلوار حمزہ نے سیراب کرنے والا جام پی لیا جیسے شماس جیسے مرد نے پیا ہے۔“

زبير نے یہی اشعار حضرت حسان بن علیؓ کے حوالہ سے بطریق یعقوب بن محمد زہری اور پھر ان کے بہنوئی ابوسنان بن حریث کے حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

زبير فرماتے ہیں: ان عثمان (شماس) نے احد میں ڈھال بن کر رسول اللہ ﷺ کا بچاؤ کیا۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس دن وہ ڈھال بن گئے تھے۔“ * ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ”جس جانب سے کوئی تیرا آتا تو انہوں نے مجھے اپنی جان پر کھیل کر بچالیا۔“ اس سے تائید ہوتی ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ان کے شماس نام کی وجہ ذکر کی ہے، ان کا نام ان کے والد کے نام پر عثمان تھا۔ واقدی کا بیان ہے احد میں شدید زخمی ہوئے اور پھر ایک دن زندہ رہے۔ مدینہ لائے گئے اور ام سلمہؓ کے گھر میں فوت ہوئے۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔ شہداء احد میں سے ان کے علاوہ کوئی بھی یہاں دفن نہیں ہوا۔ جبکہ کسی اور کا قول ہے: وہاں سے احد لے آئے تھے اور وہیں تدفین ہوئی۔

(۳۹۲۳) (ز) الشمردل بن قباث الکعبی نجرانی

خطیب ”المتفق“ میں قیس بن ربیع کے حالات میں ان کا ذکر کرتے ہیں اور فاطمہ بنت حسان کی بواسطہ قیس بن ربیع بحوالہ شمردل بن قباث کعبی روایت کی ہے کہ وہ بنی حارث بن کعب کے نجرانی وفد میں تھے۔ شمردل نبی ﷺ کے سامنے پہنچتے ہی عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن (نجومی) تھا اور علاج و معالجہ بھی کرتا تھا۔ میرے لیے کیا یہ حلال ہے؟ کیونکہ میرے پاس نوجوان عورتیں بھی آتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رگ کھولنے اور داغ لگانے کی جب اشد ضرورت ہو تو ایسا کرنا، ورنہ نہیں اور اپنی ادویات میں شہرم نامی بوٹی استعمال نہ کرنا۔ سناکی کا استعمال ضرور کرنا۔ جب تک کسی کی بیماری معلوم نہ ہو جائے اس کا علاج نہ شروع کرنا۔“ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کے گھٹنوں کو چوما اور عرض کی: اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے آپ ﷺ تو مجھ سے زیادہ طب سے واقفیت رکھتے ہیں۔ خطیب فرماتے ہیں: اس کی سند میں تردد ہے۔ ابن الجوزی * العلل المتناہیہ میں لکھتے ہیں: اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔

* اسد الغابہ (۲۴۴۸) استیعاب (۱۲۰۸) تجرید (۲۵۹/۱) * الطبقات (۱۷۵/۱) استیعاب (۷۱۱/۲) اسد الغابہ (۴۳۲/۲)

* العلل المتناہیہ (۴۰۰/۲)

میں کہتا ہوں: میں نے ان کا کلام قیس بن ریح کے حالات میں ”لسان المیزان“ میں درج کیا ہے۔

شمعون

۳۹۲۲

بقول بعض: سمعون۔ ابوریحانہ کنیت میں شہرت ہے، ازدی بقول بعض انصاری یا قرشی۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: سارے انصار ”ازد“ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ کسی قریشی کے حلیف ہوں۔ یوں سب اقوال متفق ہو جاتے ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شام میں فروکش ہوئے، اہل مصر سے ان کی حدیث مروی ہے۔ ابوالحسین رازی تمام کے والد کا بیان ہے کہ میرے دمشق شیوخ کا قول ہے: پہلے پہل جب دمشق فتح ہوا تو اپنے بیٹوں کی حویلی میں فروکش ہوئے جہاں محمد بن حکیم بن ابی ریحانہ رہائش پذیر تھے جو دمشق کے اکابرین میں سے ہیں۔ یہی پہلے محدث ہیں جنہوں نے سب سے پہلے طومار صحیفہ لپیٹا اور اس میں ”مذرج“ کو ”مقلوب“ شکل میں لکھا تھا۔ امام بخاری ^{رحمۃ اللہ علیہ} حرف شین میں لکھتے ہیں: شمعون ابوریحانہ انصاری۔ بقول بعض قرظی۔ ان کا یہی نام ابن ابی اویس نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ شام فروکش ہوئے اور صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے بھی اپنے والد سے یہی نقل کیا ہے۔ البتہ اس میں قدرے اضافہ ہے۔ ان سے ابوعلی ہمدانی، ثمامہ بن شفی اور شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن بن سمیع ”کتاب الصحابة“ میں لکھتے ہیں: شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ابوریحانہ اسدی بھی ہیں۔ بقول ابن البرقی: بیت المقدس رہتے تھے۔ ان کی پانچ احادیث ہیں۔ ابن حبان ^{رحمۃ اللہ علیہ} ان کا نام عبداللہ بن نصر بتایا جاتا ہے جبکہ شمعون اصح ہے۔ حضر موت کے حلیف ہیں۔ بیت المقدس کے رہائشی تھے۔ الکنی میں دولابی لکھتے ہیں: انہیں ابوریحانہ کنانی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ یہ مصر کب آئے۔ اہل مصر میں سے کریب بن ابرہہ عمرو بن مالک اور ابو عاصم جری بقول بعض عجمی یہی صحیح نقل کرتے ہیں۔ ابن ماکولا ^{رحمۃ اللہ علیہ} بحوالہ احمد بن وزیر مصری مصر آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اور بردیجی حرف شین میں اکیلے ناموں (Single Names) میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ عبدالغافر بن سلامہ حمصی اپنی تاریخ میں بواسطہ یحییٰ بن حسان بکری بحوالہ ابوریحانہ صحابی رسول ^{صلی اللہ علیہ وسلم} روایت کرتے ہیں: میں رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: ”قرآن مجھے یاد نہیں رہتا“۔ آپ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا: ”جو چیز تمہارے بس میں نہیں اس کی مشقت میں کیوں پڑتے ہو، نمازیں زیادہ پڑھا کرو“۔ بقول عمیرہ: ابوریحان عسقلان آئے تو وہ بکثرت نماز نوافل پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد، نسائی اور طبرانی کی بطریق ابوعلی ہمدانی بحوالہ ابوریحانہ روایت ہے کہ وہ کسی غزوے میں رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے ساتھ تھے۔ ایک رات ہم لوگ ”سرف“ آئے جہاں ہمیں سخت سردی لگی، یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اپنے لئے گڑھے کھود لیے جس میں گھس کر اوپر اپنی ڈھال کر لی۔ رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے جب یہ صورتحال دیکھی تو فرمایا: آج کی رات ہمارا پہرہ جو بھی دے گا میں اس کے لیے ایسی دعا کروں گا جس کی فضیلت اسے حاصل ہوگی۔ تو ایک انصار صاحب اٹھے، عرض کی: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: فلاں ہوں۔ آپ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے

اسد الغابہ (۲۴۴۹) استیعاب (۱۲۰۹) تجرید (۲۵۹/۱) ^{رحمۃ اللہ علیہ} تاریخ الکبیر (۲۶۴/۲)

الجرح والتعديل (۳۸۸/۴) ^{رحمۃ اللہ علیہ} الثقات (۱۸۹/۳) ^{رحمۃ اللہ علیہ} الاکمال (۳۷/۲)

تہذیب تاریخ دمشق (۳۴۳/۶) کنز العمال (۲۸۱۹)

فرمایا: نزدیک آؤ۔ چنانچہ وہ صاحب قریب ہو، آپ ﷺ نے ان کا کپڑا اتھام کر دعا شروع کی، جب میں نے وہ دعا سنی تو میں نے عرض کی: میں بھی حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: ابوریحانہ۔ پھر آپ ﷺ نے میرے لیے اس کے علاوہ دعا فرمائی، پھر فرمایا: ”جو آنکھ اللہ کی راہ میں پہرہ دے جہنم اس کے لیے حرام ہے۔“ (حدیث) ابن السبارک ”الزهد“ میں بطریق ضمیرہ بن حبیب بحوالہ مولا ابوریحانہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ابوریحانہ ایک غزوہ سے واپس آئے، رات کا کھانا کھا کر وضو کیا اور نماز پڑھنے چلے گئے، کوئی سورۃ پڑھنا شروع کی اور مؤذن کی اذان تک اپنی جگہ رہے۔ تو ان کی اہلیہ کہنے لگی: ابوریحانہ آپ غزوہ میں شریک تھے، تھک گئے ہو کیا ہمارے لئے آپ کے ہاں کوئی حصہ نہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ مجھے اگر تم یاد آتی تو واقعی مجھ پہ تمہارا حق تھا۔ وہ کہنے لگیں: آپ کو اتنا کس چیز نے مشغول کر رکھا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی جو خوبیاں بیان کی ہیں ان میں غور و فکر نے یہاں تک کہ میں نے مؤذن کی اذان سن لی۔ اسی سند سے ضمیرہ کی روایت ہے: ابوریحانہ میافارقین کی سرحد پر تھے، تو وہاں کے کسی قبیلے سے چند دراہم میں ایک رسی خریدی اور واپس آ کر رستن کے عقبی مقام پر پہنچے جو حمص کے قریب ہے، اپنے غلام سے فرمانے لگے: رسی والے کو پیسے دے دیئے تھے؟ اس نے کہا: نہیں۔ چنانچہ آپ سواری سے اترے، خرچ کے پیسے نکال کر غلام کو دیئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے: اس سے تعاون کرنا تاکہ یہ اپنے گھر پہنچ جائے۔ اور خود میافارقین لوٹ آئے۔ رسی والے کو پیسے دیئے اور پھر اپنے گھر روانہ ہوئے۔ ابراہیم بن الجبید ”کتاب الاولیاء“ میں لکھتے ہیں: عروہ انعمی مولا بنی سعد کا قول ہے: ابوریحانہ بحری سفر پہ روانہ ہوئے، ان کے پاس کچھ صحیفے تھے، وہ سوئی سے سلائی کر رہے تھے، اچانک ان کی سوئی سمندر میں جاگری تو وہ عرض کرنے لگے: اللہ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ میری سوئی واپس کر دیں، تھوڑی دیر بعد وہ ظاہر ہوئی تو انہوں نے لے لی۔

۳۹۲۵ (ز) سمیحه انصاری سین میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۲۶ شمیر (بے نسب)

بقول ابن حزم: مسند قحی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ذہبیؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ سمیر بن عبدالمدان، ابیض بن حمال سے روایت کرنے والے نہ ہوں۔ شاید انہوں نے مرسل حدیث کی ہو اور مذکورہ سند والے صحابی کا دھیان نہ رہا ہو، اس طرح ان کی کئی روایات ہیں۔

باب شین کے بعد نون

۳۹۲۷ (ز) شہاب میں دیکھیں۔

۳۹۲۸ شنتمؒ (بے نسب)

دارقطنی، بغوی اور ابن اسکن وغیرہ نے نون سے ہی قلمبند کیا ہے۔ بعض نے شنتمؒ بھی لکھا ہے۔ بغوی، ابن اسکن اور ابن

سنائی کتاب الجہاد باب ثواب عین سہرت فی سبیل اللہ (۳۱۱۷) مسند احمد (۱۳۴/۴) المستدرک (۸۳/۲)

منان الاعتدال (۲۸۱/۲) اسد الغابہ (۲۴۵۰) تجرید (۲۵۹/۱)

قانع بطریق ہمام بواسطہ شقیق بن لیث، عاصم بن شنتم بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ”نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے آپ کے گھٹنے زمین پر لگتے اور جب دو رکعت والی نماز پڑھتے تو رانوں پر ہاتھ رکھ کر گھٹنوں کے بل اٹھتے“۔ بغوی اور ابن السکن فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ اس روایت کا کچھ حصہ شریک نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ وائل بن حجر نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد کی روایت بطریق ہمام ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں ان میں سے ایک کی حدیث میں ہے: میری زیادہ معلومات محمد بن حجاجہ کی حدیث کے بارے میں یہ ہے کہ ”جب آپ ﷺ رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو گھٹنوں کے بل اٹھتے“۔ یہ اضافہ صرف عاصم بن شنتم کی روایت میں ہے۔ لگتا ہے انہوں نے یہ روایت زبانی لکھی جس میں وہم ہو گیا، بغوی فرماتے ہیں: جہاں تک میرا علم ہے شریک سے یہ حدیث صرف یزید بن ہارون نے نقل کی ہے اور میں نے شنتم کا تذکرہ صرف اسی حدیث میں سنا ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ صحابہ میں نامعلوم ہیں۔ ان کا نام صرف اسی روایت میں سنا ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۲۹ (ز) شن الجرشى

انصار کے حلیف۔ الرذہ میں دشمن نے لکھا ہے کہ مسیلمہ کو قتل کرنے میں یہ وحشی بن حرب کے شریک کا رتھے۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں: ص
”کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اور ان کے وحشی نے فتنہ زدہ مسیلمہ کو قتل کیا ہے۔ میں اس کے علاوہ اس کے ساتھ نہ تھا اور نہ وہ شن کے سوا اس کے ساتھ تھا“۔
ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد ہاء

۳۹۳۰ شہاب بن اسماء* الکندی

بقول ابن کلیب، ابن سعد اور طبری: نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ ابن شاپین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۳۱ شہاب بن خرفه*

نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے فرمایا: ”تم مسلم بن عبد اللہ ہو“۔ جس کی سند ان شاء اللہ تعالیٰ میم میں بیان ہوگی۔

۳۹۳۲ شہاب بن زھیر*

بن مذکور البکری۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کی روایت ہے کہ شہاب نے فرمایا: میں بکر بن وائل کے پانچ افراد کے ساتھ نبی ﷺ

* السنن الدارقطنی (۳۴۴/۱) * اسد الغابہ (۲۴۵۱) تجرید (۲۵۹/۱) * اسد الغابہ (۴۳۳/۲)

* اسد الغابہ (۲۴۵۲) تجرید (۲۶۰/۱) * جامع المسانید (۲۸۳/۶) اسد الغابہ (۴۳۴/۲) * اسد الغابہ (۲۴۵۴) تجرید (۲۶۰/۱)

کے پاس آیا، جن میں سے ایک مرثد بن ظبیان بھی تھے۔ پھر مرثد حنین میں شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دو جوڑے عطا کیے تھے، اور انہیں بکر بن وائل کی طرف یہ خط دے کر بھیجا: ”مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے“۔ ”القباب“ میں شیرازی کی روایت ہے کہ شہاب نے فرمایا: بکر بن وائل کے پانچ افراد نے ﷺ کی طرف ہجرت کی، مرثد بن ظبیان کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا پھر ذکر ہوگا۔

۳۹۳۳ شہاب بن عامر انصاری

وہی ہشام، تذکرہ ہونا ہے، نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کیا تھا۔

۳۹۳۴ (ز) شہاب بن کلیب

بقول بعض: ابن الجحون یہی ہیں۔ جن کا تذکرہ بعد میں ہوگا۔

۳۹۳۵ شہاب بن مالک

بقول بعض: یمامی ہیں۔ ابن ابی حاتم کا بیان ہے: انہیں شرف صحابیت اور آمد حاصل ہے۔ ان سے ان کا پوتا بقییر بن عبداللہ بن شہاب بن مالک روایت کرتا ہے۔ علی بن سعید العسکری، بغوی اور ابن قانع کی روایت ہے کہ شہاب بن مالک نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، پھر ام کلثوم نے کہا.... اس کے بعد عورتوں کی مذمت میں ایک حدیث بیان کی۔ لفظ بقییر ابن مالک کا قلمبند کردہ ہے، جبکہ عسکری نے نفیر لکھا ہے اور ابن ابی حاتم کے ہاں بقییر اور سعید بن یعقوب کی کتاب ”الصحابة“ میں یعیش لکھا ہے۔ یہ سارے نام لفظاً غلط ہیں۔

۳۹۳۶ شہاب بن المتروک

بقول ابن سعد: وفد عبدالقیس کے ایک فرد، ان کے والد کا نام عباد بن عبید ہے۔

۳۹۳۷ شہاب بن المجنون الجرمی

بقول بعض: عاصم بن کلیب کے دادا۔ ابن حبان اور بغوی کا قول ہے ”شہاب جرمی“ عاصم بن کلیب کے دادا اور صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شہاب جرمی کی حدیث اہل کوفہ سے مروی ہے، ایک قول ہے: صحابی ہیں۔ جبکہ صحابہ میں مشہور نہیں۔ طبرانی لکھتے ہیں: شہاب نام تھا کسی نے شیبیب یا شینیز بھی لکھا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔ ترمذی، ابویعلیٰ بغوی، مطین، باوردی اور طبری وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ حضرت شہاب نے فرمایا: میں مسجد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ التیحات کی حالت میں ران پر انگشت شہادت رکھ کر یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اسد الغابہ (۴۳۴/۲) * اسد الغابہ (۲۴۵۳) (۳۹۶/۲) * الجرح والتعديل (۳۶۱/۴)

کنز العمال (۴۵۰۸۴) جامع المسانید (۲۸۴/۶) اسد الغابہ (۴۳۴/۲) * الاکمال (۳۴۰/۱)

اسد الغابہ (۲۴۵۷) استیعاب (۱۱۹۱) تجرید (۲۶۰/۱) * الثقات (۱۹۰/۳) * استیعاب (۲۶۲/۲)

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک ❀

”اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔“

ترمذی اور بخوی فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے جس میں محمد بن حمران، ابن معدان سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔ ابن اسکن نے بطریق عباد بن عوام عاصم بن کلیب سے اسی سند سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں دیکھنے کے لیے آیا..... (حدیث) جس میں کانوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھانے اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنے کا ذکر ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں: اسے ایک جماعت نے عاصم سے بحوالہ ان کے والد وائل بن حجر سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے راوی معتبر ہیں، صرف ابو داؤد نے لکھا ہے کہ عاصم بن کلیب کی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادی والی سند کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

❀ ۳۹۳۸ شہاب القرشی ❀

ان کے مولا۔ حمص فروکش ہوئے۔ ابن مندہ بطریق محفوظ بن علقمہ بحوالہ عبداللہ بن زغب ❀ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہاب قرشی کو پورا قرآن پڑھایا۔ حمص کے اکثر لوگ ان سے قرآن سیکھتے تھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، جس میں نصر بن خزیمہ منفرد ہے۔ ❀

❀ ۳۹۳۹ شہاب ❀ (دوسرے بے نسب)

بقول بخوی: امام بخاری ❀ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک صحابی ہیں، جو مصر کے رہائشی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور حدیث ذکر نہیں کی۔ بقول ابو عمر ❀ انصاری ہیں، طبرانی کی روایت ہے شہاب ایک صحابی ہیں جو مصر ٹھہرا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی ”اس کی برائی کا لوگوں میں چرچا نہ کیا“ تو گویا اس نے کسی مرنے والے کو بچالیا۔“ ❀

ابن مندہ کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے شہاب نامی ایک صاحب سے فرمایا: کیا تم نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا، پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: مبارک ہو، یہ حدیث میرے اور تمہارے علاوہ کسی نے نہیں سنی۔ ابن مندہ کا گمان ہے کہ یہ حفص راسبی البوشان ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں تاثر ہے، یہی روایت حسن بن سفیان نے بطریق ابوہام راسبی نقل کی ہے جو صدوق راوی ہے و فرماتے ہیں: ہم سے حفص ابونصر نے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کی، جو اس سے مکمل ہے۔

❀ ترمذی کتاب الدعوات (۳۵۸۷) ❀ اسد الغابہ (۲۴۵۵) تجرید (۲۶۰/۱) ❀ الاکمال (۷/۲)

❀ اسد الغابہ (۴۳۴/۲) ❀ اسد الغابہ (۲۴۵۸) استیعاب (۱۱۹۲) تجرید (۲۶۰/۱) ❀ التاريخ الكبير (۲۳۵/۲)

❀ استیعاب (۲۶۲) ❀ المعجم الكبير (۷۲۳۱/۷) مجمع الزوائد (۲۴۷/۶) جامع المسانید (۲۸۶/۶)

(۳۹۲۰) (ز) شہاب العنبری (حبیب کے والد)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ان سے ان کے بیٹے حبیب کی روایت ہے۔ فرمایا: میں نے سب سے پہلے باب تستر میں آگ جلائی اور اشعری کو تیر مارا جس سے وہ چکرا کر گرجا جب مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا تو مجھے اپنی قوم کے دس آدمیوں کا امیر مقرر کر دیا، اس کی سند صحیح ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

باب شین کے بعد واؤ

(۳۹۲۱) شویفع (بے نسب)

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کہنے سننے میں حیاء کرے تو وہ ناسمجھ ہے۔“ اس میں ولید بن سلمہ ان سے نقل کرنے میں منفرد ہے، ناقدین نے اسے ضعیف قرار دے کر حدیثیں گھڑنے کی نسبت اس کی طرف کی ہے۔

باب شین کے بعد یاء

(۳۹۲۲) (ز) شیبان بن عباد سلمی

ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب، نبی ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ شیبان بن عباد بن شیبان بن خالد بن سالم بن مرہ بن عیس بن حارث بن بھشہ بن سلیم۔ خلیفہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(۳۹۲۳) (ز) شیبان بن علقمہ

بن زرارہ تمیمی تعقاع بن سعید بن زرارہ کے چچا زاد ہیں۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، خالد بن مالک کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

(۳۹۲۴) شیبان بن مالک انصاری سلمی

بقول مسلم اور ابن حبان: صحابی ہیں۔ مسلم نے کوئی ہونے کا اضافہ نقل کیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ابو ہریرہ یحییٰ بن عباد کے دادا ہوتے ہیں، ان کی ایک حدیث ہے، ابن مندہ کا قول ہے: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن ابی حاتم

التاریخ لابن ابی شیبہ (۳۱، ۳۰/۸) * اسد الغابہ (۲۴۶۰) تجرید (۲۶۰/۱)

المعجم الكبير (۷۲۳۶/۷) مجمع الزوائد (۲۸۴/۱۰) جامع المسانید (۲۸۸/۶) اسد الغابہ (۴۳۵/۲)

اسد الغابہ (۲۴۶۳) استیعاب (۱۱۹۳) تجرید (۲۶۱/۱) * الثقات (۱۸۸/۳) * الجرح والتعديل (۳۵۴/۴)

کا قول ہے: شیبان سلمیٰ مدنی انصاری ہیں۔ یحییٰ بن علاء جو ایک ضعیف راوی ہے۔ اسمعیل بن ابراہیم بن عباد بن شیبان سے سلسلہ بسلسلہ حدیث نقل کرتا ہے کہ نبی ﷺ نے آمنہ بنت عبدالمطلب کے ہاں پیام نکاح بھیجا۔ ان سے ان کا پوتا ابوہمیرہ اور بیٹا عباد بن شیبان روایت کرتا ہے وہ حدیث جس کی طرف ابن ابی حاتم نے اشارہ کیا وہ ابن قانع نے بطریق حفص بن عمر بواسطہ یحییٰ بن علاء مذکورہ سند سے نقل کی ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: شیبان انصاری، پھر بیان کیا کہ ابراہیم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہاں صرف بروایت اسمعیل بن ابراہیم کی اپنے والد کے حوالہ سے وہی حدیث گزری ہے جس کا میں نے ابھی ابن ابی حاتم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے اس کا تعاقب کرتے لکھا ہے، یہ وہم ہے، ان کی درست سند یوں ہے: ان کے والد سے وہ اپنے دادا عباد بن عباد بن شیبان سے نقل کرتے ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔ حسن بن سفیان، ابن اسکن، ابن شاپین بن ابی خیمہ اور طبرانی نے ”اوسط“ میں بطریق ابوہمیرہ بحوالہ اپنے دادا شیبان روایت کی ہے کہ میں مسجد میں آیا تو حجرہ رسول ﷺ سے ٹیک لگا کر کھانسا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابو یحییٰ؟ میں نے عرض کی: جی ہاں ابو یحییٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ۔ میں نے عرض کی: میرا روزے کا ارادہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا بھی روزے کا ارادہ ہے لیکن ہمارا مؤذن جو ہے اس کی نظر میں کمزوری ہے، اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی ہے۔“ بقول ابن اسکن: ان سے صرف یہی حدیث مروی ہے۔

ابن اسکن دوسری سند سے اشعث، بواسطہ یحییٰ بن عباد، شیبان سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے پھر اسی کا مفہوم نقل کیا اور پہلی روایت کے راجح ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ یحییٰ بن عباد وہی ابوہمیرہ ہیں۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ جنادہ بن مروان نے یہ روایت اشعث نقل کی کہ یحییٰ بن عباد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ابو یحییٰ، آؤ کھانا کھاؤ۔ جس کی وجہ سے ابن مندہ نے ”عباد بن شیبان“ کے لئے عنوان دے دیا، تذکرہ ہونا ہے۔ ابن مندہ نے لیث بن ابی سلیم کے طریق سے بواسطہ ابوہمیرہ بحوالہ زید بن ثابت اس کے علاوہ ایک حدیث نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۳۵ شیبان بن محرز

بن عمرو بن عبد اللہ یمانی حنفی۔ علی بن شیبان کے والد۔ بقول ابو عمر: ان کی حدیث کا دارودار محمد بن جابر پر ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند قحقی میں ان کی ایک حدیث ہے جو بروایت محمد بن جابر، عبد اللہ بن بدر سے بواسطہ علی بن شیبان بحوالہ ان کے والد مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک نماز پڑھی، کسی نے آپ سے پہلے سراٹھایا، نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام سے پہلے سراٹھائے یا جھکائے اس کی نماز نہیں۔“

میں کہتا ہوں: یہی حدیث ابن ماجہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، لیکن انہوں نے کہا: عبد اللہ بن بدر، عبد الرحمن بن علی بن شیبان سے بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، یہی مشہور ہے۔ ان کے بیٹے علی بھی صحابی ہیں۔ جن کی حدیث ابوداؤد وغیرہ نے نقل کی ہے۔ ادھر ابن قانع نے شیبان کے سوانح میں بروایت ملازم بن عمرو، بواسطہ عبد اللہ بن بدر، عبد الرحمن بن علی بن شیبان بحوالہ اپنے والد

الجرح والتعديل (۳۵۴/۴)

المعجم الكبير (۷/۲۲۲۸) مجمع الزوائد (۳/۱۵۳) جامع المسانيد (۶/۲۸۹) اسد الغابہ (۲/۴۳۶)

کنز العمال (۲۰۴۸۰)

شیبان سے مرفوع حدیث نقل کی ہے: جو شخص کم سن کی اقتداء میں نماز پڑھے (یعنی اکیلے) اس کی نماز نہیں۔
میں کہتا ہوں: یہ حدیث امام احمد اور ابن حبان نے اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن اس میں شیبان کا واسطہ نہیں۔ بلکہ اس کی
سندیوں ہے: عبدالرحمن بن علی بن شیبان، یوں لفظ ابن تبدیل ہو کر عن بن گیا۔ واللہ اعلم

۳۹۲۶ شیبہ بن عبدالرحمن سلمیٰ

ابونعیم ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ بکری کو ”برکت“ کہا کرتے تھے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۲۷ شیبہ بن عتبہ

بن زبیر بن عبد شمس، ابوہاشم، نام میں اختلاف ہے۔ طبرانی نے ان کا نام شیبہ بتایا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں، کتیبوں
میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

کعبہ کے چابی بردار

۳۹۲۸ شیبہ بن عثمان

وہی اوقص بن ابی طلحہ بن عبد اللہ بن عبد العزی بن عبدالدار قرشی عبد ربیع بن ابی عثمان ہیں۔ بقول ابن السکن: ان کی والدہ کا
نام ام جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار ہے، جو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر کئی
حضرات کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، ان کے والد بھی احد میں کافر مارے گئے۔ ان کی بیٹی صفیہ بنت شیبہ بھی
صحابیہ ہیں۔ شیبہ حنین کے روز کافروں کی طرف سے ثابت قدم رہنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا ارادہ بن گیا تھا کہ (نعوذ باللہ) نبی
ﷺ کو کوئی نقصان پہنچائیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا، آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا تو ایمان دل
میں جاگزیں ہو گیا، پھر آپ ﷺ کے سامنے سرفروشی سے لڑے۔ یہ روایت ابن ابی خنیسہ بحوالہ مصعب زبیری نقل کی ہے۔

مغازی میں ابن اسحاق نے اس کا مفہوم نقل کیا ہے، ایسا ہی ابن سعد نے بحوالہ واقدی طویل سند سے لکھا ہے اور بغوی
نے دوسری سند سے بحوالہ شیبہ لکھا ہے جس میں ہے کہ میں آپ کے پیچھے سے قریب ہوتے ہوتے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔ اب بس
تکوار سے وار کرنا باقی رہ گیا تھا تو میرے سامنے آگ کا انکارہ بجلی کی تیزی جیسے آگرا، میں الٹے پیر پیچھے لوٹ آیا۔ آپ ﷺ نے
میری طرف دیکھ کر فرمایا: ”شیبہ آگے آؤ“۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا، میں نے آنکھ اٹھا کر آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ

اسد الغابہ (۲۴۶۴) تجرید (۲۶۱/۱) جامع المسانید (۲۹۰/۶) اسد الغابہ (۲۴۶۶)

المعجم الكبير (۳۰۱/۷) اسد الغابہ (۲۴۶۶) استيعاب (۱۲۱۰) تجرید (۲۶۱/۱) التاريخ الكبير (۲۴۱/۲)

المعجم الكبير (۷۱۹۲/۷) مجمع الزوائد (۱۸۴/۶) جامع المسانید (۲۹۵/۶) اسد الغابہ (۴۳۶/۲) الطبقات (۲۷۷/۱۴)

السيرة النبوية (۶۸/۴)

مجھے سب سے زیادہ محبوب بلکہ اپنی ذات سے بھی زیادہ پسندیدہ محسوس ہونے لگے۔ (حدیث) ابن اسکن فرماتے ہیں: ان کے اسلام لانے کے واقعہ کی سند میں تامل ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شیبہ بن عثمان کو بلا کر کعبہ کی چابی انہیں دیتے ہوئے فرمایا: ”اسے لے لو! تم اللہ تعالیٰ کے گھرا میں ہو“۔ مصعب کا قول ہے: انہیں اور ان کے ساتھ عثمان بن طلحہ دونوں کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: ”ابو طلحہ کی اولاد یہ چابی لے لو، اسے تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں لے گا، یہ ہمیشہ تمہاری ملکیت رہے گی۔“ امام واقدی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے روز انہیں دی تھی، اور عثمان حجابہ کی خدمت پر مامور ہوئے، جو وفات تک ان کے پاس رہی، پھر شیبہ نے یہ خدمت سنبھال لی جو ان کی اولاد میں برقرار رہی۔ ابن لہیعہ عروہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ عباس اور شیبہ اسلام تو لاپچکے تھے لیکن ہجرت نہیں کی تھی۔ عباس سقاییہ پر اور شیبہ حجابہ کی خدمت پر قائم تھے۔ یعقوب بن سفیان کا قول ہے: شیبہ نے انتالیس (۳۹) لوگوں کے لیے حج کا بندوبست کیا، خلیفہ فرماتے ہیں: اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو حج کرانے بھیجا تھا اور امیر معاویہ نے یزید بن شجرہ کو روانہ کیا تھا۔ دونوں کی نہ بن سکی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دونوں میں پڑ کر اس پہ راضی کر لیا کہ شیبہ بن عثمان حج کرائیں گے اور وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

روایت: نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے، اور ان سے ابوداؤد اور بیٹا مصعب بن شیبہ اور پوتا مسافع بن عبد اللہ بن شیبہ اور عبد الرحمن بن زجاج وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ خلیفہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں، انتقال: انسٹھ (۵۹ھ) میں، بقول ابن سعد: خلافت یزید بن معاویہ تک حیات رہے، عبد اللہ بن زبیر کو وصیت کی۔ ابن مندہ کی کتاب میں ہے: اٹھاون (۵۸ھ) میں اٹھاون برس کی عمر میں فوت ہوئے، جو غلط ہے، ایسا ہی ان کے نسب میں کھلی غلطی واقع ہوئی ہے۔

۳۹۳۹ شیبہ بن ابی کثیر اشجعی

طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے: میرا ایک عورت سے تعلق ہو گیا جو شبہ باشی کی نوبت تک پہنچ گیا اور یہ غزوہ تبوک کا دور تھا، وہ فوت ہو گئی، آپ سے میں نے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کے وارث نہیں بن سکتے۔ بغوی، ابن قانع اور طبرانی کی روایت میں عمر بن شیبہ اشجعی ہے اور طبرانی کی روایت میں عمر بن شیبہ بن ابی کثیر بجاوالہ ان کے والد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیند کی وجہ سے چہرے کا ورم اور پھولنا نیکوں کو جھاڑ دیتا ہے۔ اس حدیث کے صحابی کے نام میں واقدی سے آگے نقل کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ والعلم عند اللہ۔

۳۹۵۰ شیبہ بن سعد حرف شین کے آغاز میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۵۱ شیخہ العوسجی

میں نے تجرید میں ذہبی کے قلم سے پڑھا ہے کہ ان کا ذکر ایسی موضوع روایت میں آتا ہے جس کا سننا بھی حرام ہے۔

- ✽ مختصر تاریخ دمشق (۱۱/۱۱) ✽ اسد الغابہ (۲۴۶۷) تجرید (۲۶۱/۱) ✽ المعجم الكبير (۳۰۳/۷)
- ✽ المعجم الكبير (۷۲۰۴/۷) مجمع الزوائد (۲۳۰/۴) جامع المسانید (۲۹۷/۶) ✽ چہرے کی سوچن۔
- ✽ المعجم الكبير (۳۶۳/۷) مجمع الزوائد (۷۲/۵) جامع المسانید (۲۹۷/۶) ✽ تجرید (۲۶۱/۱)

ابن عساکر نے وہ روایت جہت کی نفی کی مجلس میں لکھی ہے، تابعین میں شیخ ضحیٰ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جن کا ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

۳۹۵۲ (ز) شیطان

ابوداؤد نے سنن میں بغیر سند کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا نام آپ ﷺ نے تبدیل کیا تھا۔

۳۹۵۳ شییم

ابوالولید فرنی لکھتے ہیں میں نے یہ نام مناجی سے بحوالہ بغوی شمیم پڑھا ہے، ایسا ہی ابن الاثیر نے لکھا ہے۔ بغوی کی روایت ہے شمیم کا قول ہے: میں عیینہ بن حصن کے لشکر میں تھا جب وہ یہود خیبر کی مدد کے لیے آیا تھا۔ تو ہم لوگوں نے عیینہ کے لشکر میں آواز سنی: لوگو! تمہارے گھروں میں لوگ گھس آئے ہیں۔ فرماتے ہیں: لوگ پلٹ کر دیکھنے لگے لیکن اس کی کچھ خبر نہ ملی، جسے ہم آسانی آواز ہی سمجھتے ہیں۔ ابن قانع اور ابو نعیم نے ان کی حدیث شمیم حاصم کے والد جن کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ حالات میں نقل کی ہے، جو غلطی ہے کیونکہ بغوی، حسین بن برزعی اور جعفر المستغفری وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے، دونوں نام اگرچہ لکھنے میں یکساں ہیں لیکن پڑھنے بولنے میں مختلف ہیں۔

۳۹۵۴ (ز) شمیم (دوسرے)

ابن عبدالعزیٰ بن نطل، ان کا نام عبد مناف بن اسعد بن جابر بن کبیر ابن تیم بن غالب ہے۔ ہلال بن نطل جو فتح مکہ کے روز قتل ہوا اس کے بھتیجے ہیں۔ شمیم اس وقت موجود تھے، ان کا بیٹا عبداللہ جنگ جمل میں شریک ہوا اور اسی میں شہید ہوا۔ وہ حضرت طلحہ کے ساتھ تھا، اس کے بھائی قطبہ بن شمیم نے اس کا مرثیہ کہا ہے، جس کا زبیر نے کتاب النسب میں ذکر کیا ہے، ہم یہ بات کتنی بار دہرا چکے ہیں کہ قریش اور ثقیف کا جو آدمی بھی بچا خواہ وہ طائف میں تھا یا مکہ میں مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ تو یہ شمیم بھی اسی قسم میں سے ہوئے۔

قسم ثانی از حرف شین

باب شین کے بعد تاء

۳۹۵۵ شتیر بن شگل عبسی

مشہور تابعی ہیں۔ ابو موسیٰ کا بیان ہے: انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کے والد کا ذکر ہو چکا ہے جو صحابی ہیں اور ان کی روایت صرف ان کے اس بیٹے سے مروی ہے، نسائی

تجرید (۷۳) الجرح والتعديل (۳۸۹/۴) اسد الغابہ (۲۴۶۷) تجرید (۲۶۵/۱)
اسد الغابہ (۴۳۸/۲) جامع المسانید (۲۹۸/۶) اسد الغابہ (۲۳۸۵)

میں اس کی سند صحیح ہے جس کا تقاضا ہے کہ انہیں دیدار ہوا ہے۔ ان کا اور ان کے والد کا نام دیگر ناموں میں نہیں ملتا۔ شہیر حضرت ابن مسعود، حذیفہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ اور ان سے شععی، ابوالضحیٰ اور بلال بن یحییٰ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن حبان: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولایت میں فوت ہوئے، اور ابن سعد لکھتے ہیں: مصعب کے دور میں فوت ہوئے، عجل کا قول ہے: ابن مسعود کے تلامذہ میں سے ثقہ راوی ہیں۔

باب شین کے بعد یاء

۳۹۵۶ شینم سابقہ قسم کے اخیر میں ذکر ہو چکا ہے۔

قسم ثالث از حرف شین

باب شین کے بعد الف

۳۹۵۷ (ن) شیبہ بن معقل

بن معقل بن تیم طائی۔ دور نبوی پایا ہے ان کے بیٹے قیس کا کوفہ میں حجاج کے دور میں ذکر ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد باء

۳۹۵۸ شبت بن ربیع

تمیمی ربیوعی۔ ابو عبد القدوس، دور نبوی پایا ہے اور حضرت حذیفہ اور علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمد بن کعب قرظی اور سلیمان تیمی روایت لیتے ہیں۔ دارقطنی کا قول ہے، بقول بعض: سجاح جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کے مؤذن تھے پھر اسلام کی طرف رجوع کر لیا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے پھر خوارج میں شامل ہوئے، وہاں سے تائب ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والوں میں آئے۔ مدائنی فرماتے ہیں: اس کے بعد کوفہ میں قباع کی پولیس کے نگران مقرر ہو گئے۔ عجل لکھتے ہیں: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں اعانت کی۔ یہ بہت برے شخص ہیں۔ معتز اپنے والد سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شبت نے کہا: میں نے حروریت کی بنیاد رکھی۔ طبری کی روایت ہے کہ مختار نے جب وہ کرسی نکالی جس کے بارے اس کا گمان تھا کہ اس کی حیثیت تابوت سیکنہ جو بنی اسرائیل میں تھا کی سی ہے تو شبت بن ربیع نے پکار کر کہا: اے مضر کے لوگو! واضح کفر نہ کرو، وہ سب لوگ جمع ہو گئے اور اسے نکال دیا۔ اسحاق بن طلحہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی اس کے بارے میں امید ہے۔ شبت کا انتقال ستر (۷۰ھ) کی حدود میں ہوا۔

۳۹۵۹ شبر بن علقمہ العبدی الکوفی

دور نبوی پایا ہے، اور قادیہ میں شریک ہوئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ بطریق اسود بن قیس بحوالہ شبر بن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ قادیہ کے روز میں نے ایک شخص کو مقابلہ میں لکار کر مار ڈالا جس کا سلب (مقتول جنگ سے حاصل ہونے والا ہتھیار و سامان) بارہ ہزار لاگت کا بنا تھا، تو امیر جنگ نے مجھے اس کا سلب دے دیا۔ ابن حبان "الثقات" میں بطریق اصمغ بن علقمہ * بواسطہ حمید بن مرہ ربیع بحوالہ شبر روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو انہیں صبح سے رات تک کے لیے وضو اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔

میں کہتا ہوں: مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ پھر ابن ابی حاتم کی کتاب میں میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۹۶۰ شبل بن معبد *

بن عبید بن حارث بن عمرو... بجلی احسی۔ طبری * اور عسکری نے ان کا نسب لکھا ہے اور فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع ثابت نہیں۔ ابن اسکن کا قول ہے: بقول بعض صحابی ہیں۔ والدہ کا نام سمیہ ہے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اور زیاد کی والدہ ہیں۔ طبری نے ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابو بکرہ، نافع اور شبل بن معبد نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ گواہی دی کہ انہوں نے انہیں ایسے دیکھا جسے سرمہ دانی میں سرمہ سلائی۔ اتنے میں زیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: ایسا شخص آچکا ہے جو صرف سچی گواہی دیتا ہے، تو وہ بولے: میں نے بڑا برا منظر دیکھا جس میں بھرپور کوشش کا مظاہرہ تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ پتہ نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تہمت زنا کی حد * جاری کی۔ یہی واقعہ ابن ابی شیبہ اور طبری بطریق زہری بحوالہ سعید بن المسیب طویل نقل کیا ہے۔ شبل بن معبد کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے ابن عیینہ کی زہری سے بواسطہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بحوالہ ابو ہریرہ، زید بن خالد اور شبل بن معبد باندی * زنا کر بیٹھے تو اس کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: اس میں ابن عیینہ سے غلطی ہوئی انہوں نے یہ وہ شبل بن معبد سمجھ لیے جنہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی تھی درست یہ ہے کہ ان کا نام شبل بن حامد ہے یہی قول سعید بن ابی مریم کا بحوالہ ابن معین ہے اور ابن ابی خنیسہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ "شبل بن معبد" زیادہ درست لگتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں تردد ہے، کیونکہ دوری کی بحوالہ ان سے مروی روایت میں وہ کہتے ہیں: اہل مصر کا کہنا ہے، شبل بن حامد، عبد اللہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔ فرماتے ہیں: شبل صحابی نہیں۔ میں کہتا ہوں: جو حدیث اصحاب السنن نے بطریق ابن عیینہ نقل کی ہے اس میں انہوں نے صرف شبل لکھا ہے، ان کے

* المصنف لابن ابی شیبہ (۱۴/۸) المصنف لعبد الرزاق (۹۴۷۳) * اسد الغابہ (۲۳۷۸) تجرید (۲۵۲/۱)

* تاریخ طبری (۴۴۲/۲ - ۴۹۳) * المصنف لعبد الرزاق (۱۳۵۶۶) المعجم الكبير (۷۲۲۷/۷) مجمع الزوائد (۱۰۶۸۷)

* الاحاد والمثانی (۲۷۶/۲)

والد کا ذکر نہیں کیا۔ اسی روایت کو امام بخاری اور مسلم رحمہما نے نقل کیا ہے۔ لیکن شبلی کا نام نہیں لیا۔ اور نسائی نے بطریق آخر زہری سے نقل کی تو انہوں نے فرمایا: شبلی عبد اللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں، امام نسائی رحمہما کا قول ہے: یہی درست ہے۔ اور حدیث ابن عیینہ سنداً غلط ہے، کذا قال البغوی۔

امام ترمذی لکھتے ہیں: حدیث ابن عیینہ وہم پر مبنی ہے، شبلی بن خلید نے دور نبوی نہیں پایا۔ ابن عیینہ سے منقول ہے: ”یہ شبلی بن حامد ہیں“ جو غلط ہے حالانکہ یہ شبلی بن خلید یا خالد ہیں۔ ابن حبان نے شبلی بن خلید کو صحابہ میں بغیر ان کی کسی روایت کے ذکر کر کے ان میں اور شبلی بن حامد میں فرق کیا ہے اور انہیں تابعین میں لکھا ہے اور لکھتے ہیں: یہ عبد اللہ بن مالک اوسی سے روایت کرتے ہیں۔

دارقطنی کا قول ہے: تابعین میں گئے جاتے ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: شبلی بن معبد بجلی، جن کے ذریعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریٰ کو معزولی کا خط بھیجا تھا، صحابہ میں ان کا ذکر صرف ابن عیینہ کی اسی روایت سے ملتا ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں: تابعی ہیں۔ اور ابن الاثیر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ابن مندہ ابو عمر، ابو احمد عسکری اور ابو نعیم نے اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے کہ شبلی بن معبد شبلی بن خلید اور شبلی بن حامد تینوں ایک شخصیت کے نام ہیں۔ شاید ان کی مراد یہ ہے کہ سب نے ابن عیینہ کی مذکورہ روایت درج کی ہے، میں نے قسم اول میں شبلی بن خلید کے حالات میں ان کی وضاحت کی ہے۔

(۳۹۶۱) (ز) شیبب بن بُرد

بن حارثہ۔ یثکری ان کے والد کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۳۹۶۲) (ز) شیبب بن حجل

بن نھلہ باہلی۔ فتوحات میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے دو جاہلیت دیکھا اور بڑھاپے تک کی عمر پائی ہے۔ زبیر بن بنگار ”موفقیات“ میں بغیر سند فرماتے ہیں: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے سامنے سے لشکر گزرا جس میں شیبب بن حجل بن نھلہ باہلی کا گزرا ایک کمزور گھوڑے پر بیٹھے ہوا تو آپ نے فرمایا: کمزور پر کمزور سوار ہے انہیں معلوم ہوا تو یہ اشعار کہے: ص

”مجھے اشعری نے دیکھ کر کہا کمزور پر کمزور سوار ہے، جبکہ میری جنگی مہم کا انہیں علم نہیں۔ تم جیسے لوگوں کا فیصلہ میں تیر سے کرتا ہوں جب وہ اپنی بیماری ظاہر کرتا اور میں اپنی بیماری سے شفا حاصل کر لیتا ہوں۔“

(۳۹۶۳) (ز) شیبب بن عبد اللہ

بن شغل بن حنی بن جد یہ مدنی۔ دور نبوی پایا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کا ساتھ دیا ہے، پھر آپ ان سے خفا ہو گئے اور انہیں کوفہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور تین دن کے اندر جلا وطن کر دیا، وہ کہنے لگے: تین دن جیسے ثمود کے تین دن، اللہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا۔ تو انہیں دس دن کی مہلت دے دی۔ ابن کلبی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

۳۹۶۴ شیبیل بن عوف

البجلی الاحمسی، ابوالطفیل۔ بقول بعض: شیبیل، تصغیر کے بغیر، دور جاہلیت پایا ہے اور قادیسیہ میں شریک ہوئے، نرت عمر اور جیرہ انصاری وغیرہ حضرات سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسمعیل بن ابی خالد، حبیب بن عبداللہ ازدی روایت لیتے ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم کنیت ابوالطفیل تھی، دور نبوی نہیں پایا۔ ابن مندہ کا بیان ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے۔ ابن ابی شیبہ کا قول ہے: ہم سے عبدالرحمن نے بواسطہ ابن ابی خالد بحوالہ شیبیل بن عوف روایت کی ہے جنہوں نے دور جاہلیت پایا ہے، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ عسکری اور ابو نعیم کا قول ہے، دور جاہلیت پایا ہے اور نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا۔ ابن سعد ابن حبان انہیں تابعین میں لکھتے ہیں۔

باب شین کے بعد جمیم

۳۹۶۵ (ن) شجرہ بن الاغر

دور نبی ﷺ پایا ہے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ سے حرہ خلافت صدیقی میں بارہ (۱۲ھ) میں روانہ ہوئے تو یہ لشکر کی ”ساقہ“ فوج کی کمان کر رہے تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب شین کے بعد حاء

۳۹۶۶ (ن) شخریب

بنی نجرانہ کے ایک فرد ہیں۔ دور نبوی پایا ہے۔ یمن میں مردوں سے جنگ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ساتھ تھے۔ پھر انہوں نے خوشخبری دینے کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف غنیمت کا پانچواں حصہ دے کر روانہ کیا، یہ بات سیف نے بواسطہ سہل بن یوسف بحوالہ قاسم بن محمد بن ابی بکر روایت کی ہے۔

باب شین کے بعد وال

۳۹۶۷ شداد بن الازمغ الکوفی

بقول ابوموسیٰ: بتایا جاتا ہے انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ کوفہ کے تابعی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان تابعین میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نسب وداعی لکھتے ہیں۔ ایسا ہی عمران بن محمد نے اہل کوفہ کے تابعین کے

اسد الغابہ (۲۳۸۴) استیعاب (۱۱۹۷) تجرید (۲۵۲/۱) الجرح والتعديل (۳۸۱/۴)
الطبقات (۱۰۵/۶) اسد الغابہ (۲۳۸۹) تجرید (۲۵۳/۱) الطبقات (۱۳۷/۶) الثقات (۳۵۸/۴)

حالات میں لکھا ہے۔

۳۹۶۸ شداد بن ثمامہ قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۳۹۶۹ (ن) شدید مولا ابی بکر الصدیق

دور نبوی پایا ہے۔ یہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولی عہدی کا پروانہ لے کر آئے تھے۔ چنانچہ امام احمد بطریق قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی دیکھی، آپ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی وصیت سنو، اتنے میں مولا ابی بکر ایک تحریر لے کر آگئے، ان کا نام شدید تھا، جو انہوں نے لوگوں کے سامنے پڑھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: اس تحریر میں جس شخص کا نام ہے اس کی بات سنو اور مانو۔ اللہ کی قسم! میں تمہارا ولی نہیں بنا رہا۔ قیس فرماتے ہیں: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

باب شین کے بعد راء

۳۹۷۰ (ن) شراحیل بن مرثد

بقول ابن عمرو، ابو عثمان الصنعانی، صنعاء شام سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول حافظ ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے، جنگ یمامہ اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ انہیں سلمان فارسی اور ابو درداء وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت حاصل ہے۔ ان سے ابو اشعث صنعانی اور اہل شام کی ایک جماعت روایت لیتی ہے۔ بقول ابن حبان: شراحیل بن مرثد ابو عثمان صنعانی فتوحات والے مرسل روایت کرتے ہیں اور ان سے اہل شام روایت لیتے ہیں۔ ابوالحسن بن سمیع کا قول ہے: دور صدیقی پایا ہے اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: مسیلمہ کے قتل میں شریک تھے۔

۳۹۷۱ شَرْحِیْلُ بْنُ حُجَّيْهِ الْمَرَادِي

بہادروں میں سے ایک ہیں۔ دور نبوی پایا ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے، جب مصر فتح ہوا تو سب سے پہلے یہ اور زبیر قلعہ پر نمودار ہوئے۔

۳۹۷۲ شَرْحِیْلُ بْنُ عَبْدِ كَلَالٍ

یمن کے بادشاہوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی لمبی حدیث لکھ کر بھیجی تھی جو نسائی نے نقل کیا ہے۔ "حارث بن عبد کلال" میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۷۳ شَرِيحُ بْنُ حَارِثِ الْقَاضِي قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

* النقات (۵۰/۶) * الجرح والتعديل (۳۷۴/۴) * اسد الغابہ (۲۴۱۲) تجرید (۲۵۵/۱)

* نسائی کتاب القسامۃ باب ذکر حدیث عمرو بن حزم (۴۸۶۸، ۴۸۶۹) السیرۃ النبویہ (۱۷۹/۴)

(۳۹۴۴) (ز) شریح بن عبدالکلال بھائیوں میں سے ایک نعیم بن عبدالکلال ہیں، ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۳۹۴۵) (ز) شریح بن ہانی

بن یزید بن نہیک۔ بقول بعض: شریح بن ہانی بن یزید بن حارث بن کعب حارثی ابوالمقدام، دور نبوی پایا ہے لیکن آپ ﷺ کی طرف ہجرت آپ ﷺ کی وفات کے بعد کی۔ جبکہ ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے ان کے سب سے بڑے بیٹے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا اس کا نام شریح ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم ”ابو شریح“ ہوئے۔ * اس سے پہلے ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ یہ روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور مسلم نے مخضر مین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شریح کی مسلم وغیرہ میں روایت ہے، جو حضرت عائشہ، حضرت علی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، ان سے ان کے بیٹے ابوالمقدام اور محمد اور شعبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں تھے، انہوں نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحکیم کے لیے ابوموسیٰ کے ساتھ چار سو آدمی بھیجے، جن کے امیر شریح بن ہانی تھے، اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے جو انہیں نمازیں پڑھاتے۔ معاویہ بن صالح بحوالہ ابن معین نقل کرتے ہیں: ان کے والد نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بیٹے کا نام بتایا، یعقوب بن سفیان نے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو نعیم الفضل بن دکین کا قول ہے: ایک سو دس (۱۱۰) برس زندہ رہے۔ قاسم بن خمیرہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن ابی بکرہ کے ساتھ بھتان کی جنگ میں اٹھتر (۸) میں شہید ہوئے۔ کفار نے مسلمانوں کے خلاف بڑی جرات کی جس میں لشکر اسلامی کی اکثریت شہید ہوئی، اسی دن شریح بن ہانی اپنے یہ اشعار کہتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے یہ دور پایا ہے: ص

”میں غمگین ہو گیا اور بڑھاپے کی مشقت جھیل رہا ہوں، مشرکین میں کئی زمانے میں زندہ رہا۔ پھر میں نے ڈرانے والے نبی کا زمانہ پایا، اور ان کے بعد آپ صدیق اور عمر کا دور پایا، پھر مہران اور تستر کی جنگوں کے دن دیکھے اور جس روز مسلمان بحری بیڑے میں اکٹھے ہوئے اور جنگ صفین میں (بغداد و موصل کے درمیانی مقام) اجبیرات اور مشقر میں، اف یہ کتنی لمبی عمر ہے۔“ *

(۳۹۴۶) (ز) شریک بن اریطاة

بن عمرو بن الوحید بن کعب بن عمرو بن کلاب۔ اریطاة کا لقب صبر ہے۔ انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ جاہلیت میں شہرت رکھتے تھے۔ انہی کے ماتحت عامر بن طفیل، علقمہ بن علاشہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن شریک کا رہن ہوتا تھا۔ کوفہ میں مختار کے ساتھ تھے۔

* اسد الغابہ (۲۴۲۷) استیعاب (۱۱۸۰) تجرید (۲۵۶/۱)

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح (۴۹۵۵) نسائی کتاب آداب القضاة (۵۴۰۲) المستدرک (۲۷۹/۴)

* تاریخ طبری (۶۱۵/۳)

۳۹۷۷ شريك بن خباشة النعميري

بقول ابن کلبی: بنی عمرو بن نمیر کے فرد ہیں، دور نبوی پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک واقعہ پیش آیا جو ابن حبان نے "اللفقات" میں نقل کیا ہے کہ شریک بن خباشة فرماتے ہیں وہ بیت المقدس حضرت سلیمان کے کنویں سے پانی پینے گئے، ڈول کھینچتے رستی ٹوٹی، ڈول اندر گر گیا، یہ اسے نکالنے کے لیے کنویں میں اترے، اسی دوران انہیں ایک درخت نظر آیا، انہوں نے اس کا ایک پتا توڑا اور اسے باہر لے آئے تو وہ دنیا کے درختوں سے مختلف تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں یہ سچی بات ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اس کنویں میں اس اُمت کا ایک جنتی شخص داخل ہوگا"۔ چنانچہ انہوں نے وہ پتہ اپنے قرآن کی جلد میں رکھ لیا۔ ایسا ہی طبرانی نے مسند شامین میں اسی سند سے لکھا ہے۔

ابن کلبی نے اسے دوسری سند سے بحوالہ شریک بن خباشة کی اہلیہ نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں سفر پر روانہ ہوئے جن ایام میں وہ شام جا رہے تھے۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ مرفوع روایت نہیں نقل کی، اسی میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب کی طرف پیام بھیجا، کیا تمہیں سابقہ کتابوں میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ اس اُمت کا ایک شخص دنیا میں ہی جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر وہ لوگوں میں ہو تو میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔ انہوں نے تلاش کیا تو کہنے لگے وہ یہی ہے۔ یوں بنی نمیر کا شعار (کوڈ نام) آج تک اس پتے کی وجہ سے "خضرہ" قرار دے دیا۔ ان کے والد کا نام خباشة بھی بتایا جاتا ہے۔

۳۹۷۸ (ز) شريك بن سلمان

بن خویلد بن سلمہ اسدی والبی۔ دور نبوی پایا ہے ان کا بیٹا فضالہ دور معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشہور شاعر ہو گزرا ہے، اس کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا ہے، اس نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بھوکی تھی: "مجھے کیا ہوا کہ معاذ سے ابن الکاہلیہ کی طرف "ذات عرق" سے مسافت طے کرتا ہوں"۔ یزید بن معاویہ کی وفات پر ابی سفیان کا مرثیہ کہا، جو مشہور ہے۔ مرزبانی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۷۹ (ز) شريك بن نمله

ابو حکیم۔ دور نبوت پایا ہے۔ طبرانی کی روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا تو انہوں نے مجھے کھانے میں اونٹ کا سر تیل کے ساتھ پیش کیا۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: جابر بن عبداللہ بحوالہ شریک بن نمله روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔

۳۹۸۰ (ز) شريك الفزاری

سیف کا بیان ہے: جب خالد بن ولید طلحہ کی جنگ سے فارغ ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، خارجہ بن حصن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۸۱ (ن) شزیہ ابن عبید

بن قلیب بن خولی الجعفی عمر رسیدہ۔ جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ بقول عمر بن شیبہ: ہم سے عبداللہ بن محمد بن حکیم نے بیان کیا کہ شریہ بن عبید تین سو سال زندہ رہے، دور اسلام پایا اور عہد فاروقی میں مدینہ آئے، فرمانے لگے: جب وادی میں تم لوگ ہو میں نے اس کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جس میں پانی کا ایک قطرہ نہ تھا اور نہ کوئی ”لا الہ الا اللہ“ کہنے والا تھا۔ ان کے ساتھ ان کا ایک بیٹا تھا جو بڑھاپے کی وجہ سے بہک گئے تھے، پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اسی طرح ابو حاتمؒ جحستانی نے ”معرین“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن کلبی نے ابو بکر بن قیس الجعفی سے بحوالہ اپنے شیوخ ان کا یہ نسب ذکر کیا ہے۔ وہی یہ شعر کہنے والے ہیں: ع
”اللہ کی قسم! مجھے اکیلے شخص کی مدد مغرور نہیں کرتی اور نہ میں دو کی مدد سے دھوکا کھاتا ہوں اور تین آدمیوں کی مدد سے میں معذور ہوں۔“

۳۹۸۲ (ن) شزیہ الجزہمی

بقول عمر بن شیبہ: ہم سے مدائنی بحوالہ عیسیٰ بن داب بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے عبید بن شریہ جرہمی کی طرف پیام بھیجا۔

باب شین کے بعد عین

۳۹۸۳ (ن) شعبہ بن عمیر الطہوی

بقول آمدی: دور جاہلیت کے ہیں۔ اسلام کا زمانہ پایا، ان کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے: ع
”میں ایسی تلوار کی دھار لے کر پلٹا جس کی پلکیں بوسیدہ ہو چکی تھیں (مراد نیام) اور اس کے ابدان پرانے ہو گئے تھے لیکن تلوار کی دھار کندہ تھی، بلکہ تیز تھی۔“

باب شین کے بعد قاف

۳۹۸۴ شقیق بن جزو

بن رباح۔ بقول بعض: ان کے والد کا نام جریر باہلی ہے، دور نبوی پایا ہے اور یرموک میں شہید ہوئے۔ حکیم بن قبیصہ بن ضرار نسی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ حافظ ابن عسا کرنے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۹۸۵ شقیق بن سلمہ اسدی

ابو وائل۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد، دور نبوی پایا ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت کی۔ حضرات شیخین،

تجرید (۲۵۸/۱)

اسد الغابہ (۲۴۴۷) استیعاب (۱۲۰۶) اسد الغابہ (۲۴۴۶) استیعاب (۱۲۰۶) تجرید (۲۵۹/۱)

حضرت علی، حذیفہ اور جناب وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اعمش، منصور، عاصم، عمرو بن مرہ اور ابو حصین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ * اعمش فرماتے ہیں: ابووائل مجھ سے فرمانے لگے: سلیمان! اگر تم ہمارا وہ منظر دیکھ لیتے جب ہم لوگ خالد بن ولید سے بھاگ رہے تھے، میں اونٹ سے گر پڑا، اگر میں مرجاتا تو تلواریں ہوتیں۔ یزید بن ابی زیاد کا قول ہے، میں نے ان سے پوچھا: آپ بڑی عمروالے ہیں یا مسروق؟ انہوں نے فرمایا: میں۔ *

مغیرہ بن مقسم بحوالہ ابووائل بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس نبی ﷺ کا زکوٰۃ وصول کنندہ آیا، میں اس کے پاس دنبہ لایا، میں نے کہا: اس کی زکوٰۃ لیجئے۔ اس نے کہا: اس میں زکوٰۃ نہیں۔ عمرو بن مرہ کا قول ہے: میں نے ابو عبیدہ سے پوچھا، آپ کے والد کی حدیث کا سب سے بڑا حافظ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابووائل۔ ابن حبان * کا قول ہے: ان کی ولادت کیم ہجری میں ہوئی۔ بقول ابو زرہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: لگتا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے ہجرت کی ہوگی۔ امام احمد، علی بن ثابت سے بحوالہ ابو العنبنس روایت کرتے ہیں کہ ابووائل نے فرمایا: جب نبی ﷺ معوث ہوئے تو میں بے ریش لڑکا تھا۔ لیکن آپ ﷺ سے ملاقات کا کوئی موقع نہ ملا۔ محمد بن حمید رازی بطریق عاصم بحوالہ ابووائل نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کے اونٹ چرا رہا تھا، میرے پاس سے ایک قافلہ گزرا جس سے میرے اونٹ بدک گئے، ایک شخص کہنے لگا: لڑکے اونٹ یکجا کر دو۔ میں نے کسی آدمی سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ * اس نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابن مندہ یہ روایت ابووائل کے حالات میں نقل کر کے فرماتے ہیں: ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی صراحت نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں کہ وہ اس وقت اسلام لا چکے تھے۔ واللہ اعلم

باب شین کے بعد میم

۳۹۸۶ شماس بن لای تمیمی

بغیض بن عامر کے سواخ میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۳۹۸۷ (ن) شمر بن جعونہ

دور نبوی پایا ہے۔ بقول ابن ابی حاتم: * ابواسحاق ہمدانی ان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشم کی

قباء خریدی۔

* مختصر تاریخ دمشق (۳۲۷/۱۰) استیعاب (۷۱۰/۲) اسد الغابہ (۴۳۱/۲)

* الطبقات (۹۶/۶) مختصر تاریخ دمشق (۵۳/۸) * الثقات (۳۵۴/۴)

* اسد الغابہ (۴۳۱/۲) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۷/۱۰) * الجرح والتعديل (۳۷۵/۴)

باب شین کے بعد ہاء

(۳۹۸۸) (ز) شہاب بن جمرہ

بن ضرام بن مالک بن ثعلبہ بن عامر بن ثعلبہ بن جہینہ الجحفی۔ بلاذری اور رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا نسب بیان کیا ہے۔ دور نبوی پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مشہور واقعہ پیش آیا ہے جسے ابو حاتم سجستانی نے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ شہاب بن جمرہ جھنی کی آمد حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا نام؟ انہوں نے کہا: شہاب (آگ کی چمک)۔ فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ کہا: جمرہ (انگارے) کا۔ فرمایا: کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ کہا: خزقہ (گرمی) سے۔ ان میں سے کس کی شاخ ہو؟ کہا: بنی ضرام (بھڑک)۔ فرمایا: کہاں سے آنا ہوا؟ کہا: حرۃ النار سے۔ فرمایا: اہل وعیال کہاں چھوڑے ہیں؟ کہا: لظی میں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا ناس ہو! مجھے لگتا ہے تمہارے اہل وعیال جل گئے ہیں۔ وہ واپس گئے تو کیا دیکھتے ہیں وہ لوگ آگ کے گھیرے میں آچکے ہیں۔ ابن شہاب میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

(۳۹۸۹) شہر بن باذام فارسی

نبی ﷺ نے انہیں ان کے والد کی وفات کے بعد صنعاء کا گورنر بنایا تھا۔ جسے سیف نے اہل سند سے نقل کیا ہے۔ طبری لکھتے ہیں: جب اسود کذاب کا صنعاء پر قبضہ ہو گیا تو اس نے شہر بن باذام کو شہید کر دیا اور ان کی بیوی سے شادی کر لی۔ اسی نے اسود کے قتل میں مدد پہنچائی تاکہ شہر کا قصاص لیا جائے۔

(۳۹۹۰) (ز) شہر ذویناق

یمن کے رئیسوں میں سے ایک۔ بقول طبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر ذومرّان، سعید ذورود اور شہر ذویناق کو خط لکھ کر فیروز کی بات ماننے کا حکم دیا، جب وہ مردوں کے خلاف برسر پیکار تھے۔

باب شین کے بعد واو

(۳۹۹۱) شوئیس بن حیاش العدوی

دور نبوی پایا ہے۔ شرح الامالی میں ابو عبید بکرمی لکھتے ہیں کہ وہ اپنے بارے فرمایا کرتے تھے: ”میں ابن التاریخ ہوں، ہجرت کے سال میری پیدائش ہوئی“۔ فرماتے ہیں: ہارون الرشید کی خلافت تک عمر پائی، سدیس عدوی کے حالات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ امام احمد کتاب الزہد میں بطریق ابوخلدہ روایت کرتے ہیں کہ ابو العالیہ نے مجھ سے فرمایا: بنی عدی کے بزرگوں میں سے کون رہ گیا ہے؟ میں نے کہا: ابوالسّوار۔ فرمایا: وہ تو نوجوانوں میں سے ہے۔ میں نے کہا: شوئیس عدوی۔ کہا: ہاں۔ یہ ان لوگوں میں

اسد الغابہ (۲۴۵۹) تجرید (۲۶۰/۱) تاریخ طبری (۲۴۷/۲، ۲۴۸)

سے ہیں جو عہد فاروقی میں وظیفہ لیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: رشید کے دور تک کی بات بالکل غلط ہے۔

باب شین کے بعدیاء

(ن) شیبان بن دثار النمیری (۳۹۹۲)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضر مین ہیں اور زبرقان بن بدر کے بارے ان کا مدیحانہ کلام نقل کیا ہے: ص
”مجھ سے پوچھے کوئی اگر، میں پڑوسی ہوں زبرقان بن بدر، میں جب مسافر بن کر اس کے ہاں فروکش ہوا تو ایسا معلوم ہوا جیسے میں ابان کے مضبوط آدمی کے ہاں ٹھہرا۔ ال لای اس کا راستہ چھوڑ دو تمہارے ان کے مقابلہ میں ہاتھ نہیں۔“

(ن) شیبان بن محرث (۳۹۹۳)

دور نبوی پایا اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

(ن) شیبان بن المخبل السعدی (۳۹۹۴)

دور نبوت پایا ہے۔ اصمعی، ابو عبیدہ اور ابن الاعرابی کا قول ہے: خلافت فاروقی میں شیبان بن مخبل ہجرت کے بعد سعد بن ابی وقاص کے ساتھ فارسیوں سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے والد بڑے عمر رسیدہ بزرگ ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان کی منت سماجت کی، قریب تھا کہ وہ مغلوب العقول ہو جاتے پھر انہوں نے اپنا مال و متاع بیچ کر اپنے بیٹے سے جانے کا ارادہ کر لیا۔ تو علقمہ بن ہوذہ نے انہیں روک دیا اور انہیں گھوڑا دے کر کہا: میں آپ کے بیٹے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کرتا ہوں کہ وہ واپس بھجوادیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر مخبل کا یہ شعر نقل کیا: ص
”کیا شیبان ہر رات میرے دل پر طاری فراق کے خوف کو روک سکتا ہے، شیبان مجھے بتا دے کہ وہ ہرگز میری نافرمانی نہیں کرے گا، ہاں جب وہ مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا تو نافرمان اور گنہگار ہوگا۔“

مزید وہ کہتے ہیں: ص

”اگر آج میرے بدن کی شاخ پرانی ہو گئی اور تیری شاخیں جوانی کی آب و تاب سے تازہ ہیں جب میرا دوست مجھے کہتا ہے دیکھ بہار آئی ہے تو مجھے قریب کا آدمی بھی دود کھائی دیتے ہیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان پر ترس آیا اور رونے لگے اور سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسے واپس بھیجو۔ چنانچہ شیبان اپنے والد کے پاس لوٹ آئے اور ان کی وفات تک انہی کے ساتھ رہے۔

(ن) شیبان نخعی (۳۹۹۵)

دور نبوی پایا ہے۔ ابراہیم حربی کی روایت ہے کہ نخع کا شیبان نامی ایک شخص لشکر میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر خلافت فاروقی

میں روانہ ہوا۔ اچانک گدھا کر کر مر گیا، ان کے ساتھیوں نے انہیں اپنے ساتھ سوار ہونے اور سامان لادنے کا کہا تو وہ باز رہے، اٹھ کر وضو کیا، دو گناہ ادا کرنے کے بعد یہ دعا کرنے لگے:

”اے اللہ! میں رغبت سے مسلمان ہوا اور اپنے اختیار سے ہجرت کی تاکہ آپ کی خوشنودی حاصل ہو۔ میرا گدھا سواری و باربرداری میں میرا معاون تھا، اس کے ہوتے مجھے لوگوں کی ضرورت نہ تھی، اس لئے مجھے اس کے ذریعہ تقویت دے اور اسے میرے لیے زندہ فرما، اور اپنے علاوہ کسی کے احسان مجھ پر نہ رکھ۔“
تو یکا یک وہی گدھا کان جھاڑتا اٹھ بیٹھا، انہوں نے اس پر اپنا سامان لادا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔

(۳۹۹۶) (ن) شیبان (دوسرے، بے نسب)

میرے خیال میں یہ ابن قتل ہی ہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے ایک صاحب نے شام کی جنگ میں عہد فاروقی میں حصہ لیا۔ انہیں شیبان کہا جاتا تھا جن کا بوڑھا باپ تھا۔ پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

(۳۹۹۷) (ن) شیمان

پہلے نام کی طرح ہے۔ صرف باء کی جگہ میم ہے۔ ابن علف بن کیوم بن عبدالازدی ثم الحدانی، دور نبوی پایا ہے۔ ان کا بیٹا صبرہ جمل میں ازدیوں کا سردار تھا جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کا ساتھ دیا۔ ابن کلبی اور ان کی پیروی میں ابو عبید نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صبرہ اس وقت قتل ہو گئے تھے۔ اس میں تا مل ہے کیونکہ ”الاشقاق“ میں ابن درید نے لکھا ہے، انہوں نے جنگ جمل میں زیاد کو پناہ دی۔ اور مراد ”الکامل“ میں لکھتے ہیں: مذکور ہے کہ وہ امیر معاویہ کے پاس آئے تھے، ان سے کہا: امیر المؤمنین! پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمل کے بعد بھی زندہ رہے۔

قسم رابع از حرف شین

باب شین کے بعد الف

(۳۹۹۸) شاہ

درست ابو شاہ یمانی ہے۔ اس حرف کے آغاز میں تمبیہ ہو چکی ہے۔

باب شین کے بعد باء

(۳۹۹۹) شبل

عبدالرحمن بن شبل کے والد نسب بیٹے کے سوانح میں بیان ہوگا۔ بقول ابو عمر: ان سے ان کے بیٹے کے علاوہ کسی نے

روایت نہیں کی۔ یہ اور ان کا بیٹا مشہور بھی نہیں اور نہ صحیح ثابت ہے۔ ان کی نبی ﷺ سے منقول ”نماز“ میں کوئے کی طرح ٹھونگ مارنے سے ممانعت“ کی حدیث اور یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی جب تک کوڑے سے کسی قریشی کا جوتا اٹھا کر یہ نہ کہا جائے کہ یہ تو کسی قریشی کا جوتا ہے۔“ جو منکر حدیث ہے، جس کی کوئی اصل نہیں اور شبلی مجہول و نامعلوم شخص ہیں، یہ تو ابو عمر کا قول تھا۔

ان کا یہ کہنا کہ ”مشہور نہیں نہ یہ اور نہ ان کا بیٹا“ قابل رد بات ہے اس واسطے کہ عبدالرحمن بن شبلی مشہور صحابی ہیں جن کی حدیث سنن میں ہے اور ان کی ”کوئے کی ٹھونگ والی حدیث“ کی تصحیح ابن خزیمہ وغیرہ نے کی ہے اور اسی طرح اسے امام احمد، اصحاب السنن، حاکم، بغوی اور ابن شاہین نے عبدالرحمن بن شبلی سے نقل کیا ہے اس میں ”عن ابیہ“ کے الفاظ نہیں۔ اور ”قریشی کے جوتے“ والی حدیث بغوی نے عبدالرحمن بن شبلی کے حالات میں بطریق عبدالحمید بن جعفر بواسطہ ان کے چچا بحوالہ عبدالرحمن بن شبلی انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے شاید ابو عمر کی دلیل یہی ہے ان کے نسخہ سے لفظ ابن زہ گیا اور عن عبدالرحمن بن شبلی عن ابیہ بن گیا یوں انہوں نے شبلی کو صحابی سمجھ لیا، جس سے یہ تمام وہم پیدا ہوئے۔

پھر مجھے اس کی علت بھی معلوم ہوگئی۔ چنانچہ ابن قانع مذکورہ حدیث انہی شبلی کے حالات میں اسی سند سے جس سے بغوی نے نقل کی ہے روایت کرتے ہیں، لیکن وہ فرماتے ہیں: ”عبدالرحمن بن شبلی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔“ اور ایک بار لکھتے ہیں، عبدالرحمن بن شبلی کے کسی بیٹے سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں ابن قانع فرماتے ہیں: یہی درست ہے۔

۴۰۰۰ (ن) شبلی بن حامد

ان کا تذکرہ اور ان کی روایت کی تحریر شبلی بن خلید کے حالات میں قسم اول میں ہو چکی ہے۔

۴۰۰۱ (ن) شبلی بن مالک

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور کھلی غلطی کی ہے۔ انہوں نے ان کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب باندی سے زنا ہو جائے تو اسے کوڑے لگاؤ۔“ (حدیث) یہ خط کچھ رہ جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، اصل میں یونس عن الزہری عن عبید اللہ عن شبلی بن حامد عن عبداللہ بن مالک تھا، پھر ”ابن حامد عن عبداللہ“ چھوٹ گیا اور شبلی بن مالک بن گیا۔ قسم اول شبلی بن خلید میں زہری سے آگے اختلاف کا تذکرہ کر چکا ہوں۔

۴۰۰۲ شیبب بن ذی الکلاع

ابوروح۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی آپ نے سورۃ روم کی تلاوت کی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: ان کی

* الطبقات * التاريخ الكبير (۲۲۴/۴) جامع المسانيد (۱۸۰/۶)

* بخاری کتاب الغتق باب كراهية التناول على الرقيق (۲۵۵۵) مسلم كتاب الحدود باب رجم اليهود اهل الذمة في الزنا (۴۴۲۲)

ابن ماجه كتاب الحدود (۲۵۶۵) السنن الكبرى (۲۴۷/۸) * اسد الغابہ (۲۳۸۰) استيعاب (۱۱۹۶) تجريد (۲۵۲/۱)

* جامع المسانيد (۱۸۶/۶) اسد الغابہ (۴۱۳/۲) * استيعاب (۲۶۲/۲)

حدیث کی سند میں گنجلک ہے، ان سے عبد الملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہ ہے کہ یہ شیب بن ابی روح یا شیب بن نعیم ابوروح الکلاء حمصی ہیں، ایسا ہی امام بخاری * وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، دوسرے نسب پر ابن ابی حاتم * کا اعتماد ہے کہ وہ حمصی اور حاطی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ اور یزید بن حمید سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے حریر بن عثمان اور ایک جماعت روایت لیتی ہے۔ یہ حدیث ابن قانع نے اسی طرح نقل کی ہے اس کی سند سے ایک راوی رہ گیا ہے۔ حفاظ نے یہ حدیث بطریق عبد الملک بن عمیر بواسطہ شیب ابوروح بحوالہ ایک صحابی نقل کی ہے بعض نے ان کا نام اغز بھی بتایا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابوالاھب صحابی کا تذکرہ نہ کرنے میں منفرد ہیں اس لئے جس نے شیب کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے اس کی بنا پر ان کی روایت معتبر بن سکتی ہے، جبکہ یہ وہم ہے۔

باب شین کے بعدحاء

۴۰۰۳ سجور الحضرمی

تجرید میں ذہبی * نے اسی مقام پر یہ نام دہرایا ہے جو ان کا وہم اور لفظی غلطی ہے۔ درست سردر ہے ایسا ہی ابن یونس وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔ دیکھیں (۳۱۰۱)۔

باب شین کے بعدراء

۴۰۰۴ شراحیل الحنفی *

ایسا ہی ابن عبد البر نے بحوالہ ابن مدائنی نقل کیا ہے جبکہ درست شرحیل ہے، ان کا ذکر اور حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ امام بخاری * بحوالہ علی بن المدینی ان کا درست نام شرحیل نقل کرتے ہیں۔ رہا نسب حنفی تو یہ بھی سے بگڑا ہوا لفظ ہے۔ ابو عمر نے شرحیل میں شک کے ساتھ ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: شرحیل یا شراحیل۔

۴۰۰۵ شرحیل بن حبیب *

شفاء بنت عبد اللہ کے خاوند۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کر کے شفاء بنت عبد اللہ کی حدیث نقل کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نبی ﷺ کے ہاں گئی اس وقت وہ شرحیل بن حبیب سے منسوب تھیں، وہ گھر میں تھے، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ ابو نعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انہیں دو جگہ وہم ہوا ہے۔ (۱) اول تو نام غلط ہے، ابن حبیب کہا جبکہ ابن حسنہ ہیں۔ (۲) دوم: ”میں نبی ﷺ کے پاس گئی“ اصل میں ہے ”میں اپنی بیٹی کے پاس گئی“۔ پھر دوسری سند سے یہ حدیث نقل کی، شفاء بنت عبد اللہ فرماتی ہیں: میں اپنی بیٹی

* التاريخ الكبير (۲۳۱/۲) * الجرح والتعديل (۳۶/۴) * تجرید (۷۱)

* اسد الغابہ (۲۴۰۱) استیعاب (۱۱۶۸) * التاريخ الكبير (۲۵۰/۲)

* اسد الغابہ (۲۴۰۸) تجرید (۲۵۵/۱) * اسد الغابہ (۴۱۹/۲)

کے ہاں گئی جو شرحبیل بن حسنہ کے عقد میں تھی، اس وقت شرحبیل گھر میں تھے، میں نے ان سے کہا: نماز کا وقت ہے۔ وہ کہنے لگے: خالہ مجھے ملامت نہ کریں..... (حدیث) پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کو ”شفاء کے خاوند“ کہنے میں بھی وہم ہوا، حالانکہ ان کے داماد ہیں۔

۴۰۰۶ (ز) شرحبیل غبسی

عبدالرحمن کے والد۔ ابن فتحون نے ان میں اور شرحبیل الجبھی میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک شخصیت کے نام ہیں۔

۴۰۰۷ (ز) شرحبیل الغبسی

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جوان بدبودار سبز یوں میں سے کھا بیٹھے تو وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے“۔ انہوں نے شرحبیل نامی حضرات میں ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے جو واضح غلطی ہے، یہ حدیث شریک بن حنبیل کے حوالہ سے ہے جس کا قسم اول میں وضاحت سے درست بیان ہوگا۔ اور انہوں نے ان کے دوبارہ ذکر سے اس حدیث کا بھی اعادہ کیا ہے۔ جہاں ”سوید“ نامی حضرات کا ذکر ہے، لیکن ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا۔ حنبیل کی جگہ شرحبیل لکھ دیا۔

۴۰۰۸ (ب) شرحبیل (ب) نسب

بقول مغلطائی صنعانی نے جن صحابہ کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا ہے ان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: صنعانی نے ”اسد الغابہ“ میں جو عبارت ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ قسم اول میں جن حضرات کا ذکر ہوا ہے ان میں سے یہ ایک ہیں۔

۴۰۰۹ شرحبیل

عمر کے والد۔ ابن قانع اور قحی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ پھر دونوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ شرحبیل فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: ایک شخص اپنی بیوی سے مشغول کسی شخص کو دیکھ کر اسے تلوار سے قتل کر ڈالتا ہے..... (حدیث)

میں کہتا ہوں: سند میں عن جدہ کی ضمیر عمرو کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ عبدالوہاب کی طرف۔ شرحبیل وہی ابن سعید بن سعد بن عبادہ ہیں۔ یہ حدیث بحوالہ سعید یا ان کے والد سعد کی ہے، جسے امام احمد رحمہ اللہ نے مسند میں مسند سعید بن سعد بن عبادہ سے بطریق ابو معشر اسی سند سے نقل کیا ہے۔

* مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا (۱۲۵۶) المصنف لعبدالرزاق (۱۷۴۱) کنز العمال (۴۰۹۱۳)

* اسد الغابہ (۲۴۱۳) تجرید (۲۵۵/۱) * اسد الغابہ (۴۲۲/۲)

۴۰۱۰ (ز) شریح بن حارث

درست نام حارث بن شریح ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ عمر بن شبہ کی کتاب میں اُلٹ لکھا ہے۔

۴۰۱۱ شریح بن عمرو خزاعی

قسم اول میں اس کے متعلق تشبیہ بیان ہوئی ہے۔

۴۰۱۲ (ز) شریح بن ابی وہب حمیری

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پڑھتے سنا، ان سے محکم بن وداعہ روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن عبد البر نے نقل کیا ہے جو وہم ہے جس کی وجہ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی بنی۔ درست نام شریح بن ابرہہ ہے جیسا کہ پہلے حرف بحرف بیان ہو چکا ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ابرہہ کی کنیت ابو وہب ہو۔

۴۰۱۳ شریح الیافی

تجرید میں، ان میں اور ابن ابرہہ میں فرق کیا گیا ہے جبکہ ایک ہی شخص ہے جیسا کہ قسم اول میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ تابعی ہیں۔

۴۰۱۴ شریح (أخس کے والد)

مسند احمد میں بلا روایت ان کا ذکر ملتا ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند احمد میں شریح، حسنہ کے والد کا ذکر ہے۔ ان کا تذکرہ ان سے پہلے کیا ہے اور أخس کے والد شریح تو جاہلیت کے فوت ہو چکے ہیں، ان کے بیٹے أخس بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ جو والدہ نبی ﷺ کا خاندان ہے۔ انہی کے ساتھ بدر کے معرکہ میں شریح ہوئے اور انہیں واپس لے گئے۔ جنگ و قتال میں حصہ نہیں لیا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ قسم اول میں حرف الف کے دوران بیان ہو چکا ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، اس میں اختلاف ہے آیا وہ مسلمان فوت ہوئے یا نہیں؟

۴۰۱۵ (ز) شریح بن شرحبیل

قسم اول، شریح بن حنبل میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب شین کے بعد عین

۴۰۱۶ شعبہ بن التوام ضبّی

مشہور تابعی ہیں۔ مسند قحقی میں اور سعید بن یعقوب کی کتاب الصحابہ میں ان کی مرسل حدیث درج ہے۔ دونوں بطریق مغیرہ

اسد الغابہ (۲۴۲) استیعاب (۱۱۷۷) * اسد الغابہ (۲۴۲۶) تجرید (۲۵۶/۱) * استیعاب (۱۱۸۱) تجرید (۲۵۷/۱)

اسد الغابہ (۲۵۹/۲) * الجرح والتعديل (۳۳۲/۴) * تجرید (۷۲) * اسد الغابہ (ت: ۲۴۴۱) تجرید اسماء الصحابة (۲۵۸/۱)

بواسطہ ان کے بیٹے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن عاصم نے نبی ﷺ سے حلیف بننے کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں حلیف بننے کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔“ (ہر مسلمان مسلمان کا بھائی پہلے صرف ایک خاندان سے اب پورے مسلم معاشرے سے یہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے، اس لیے اس کی ضرورت نہ رہی)۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں اکثر راوی شعبہ سے بواسطہ تو ام بحوالہ قیس بن عاصم نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم **✽** بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں شعبہ بن تو ام کی ولادت عہد فاروقی یا عثمانی میں ہوئی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت حدیث حاصل ہے۔ ابو احمد العسکری کا قول ہے: نبی ﷺ کی ان کی روایت مرسل ہے، مسند جریر بن عبد الحمید میں ان کی روایت ”وحدان“ میں ہے جو وہم ہے۔

(ز) شعیب بن ذریق الکلفی (۲۰۱۷)

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم سب احکامات کی بجا آوری نہیں کر سکتے، لہذا راہ راست سید ہو اور آسانی پیدا کرو۔“ **✽** میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ الفاظ رہ جانے سے پیدا ہوئی، درست سند یوں ہے: شعیب بن ذریق طاہی سے منقول ہے کہ میں حکم بن حزن کلفی نامی ایک صاحب کے پاس بیٹھا تھا، وہ فرمانے لگے، ہم آئے..... ایسا ہی ابوداؤد اور ابویعلیٰ وغیرہ نے نقل کیا۔ یہی نام حرف حاء میں درست بیان ہو چکا ہے۔ طاہی سے حزن تک کی عبارت چھوٹ گئی اور ”ابن ذریق کلفی“ سے آخر تک رہ گئی جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ شعیب صحابی ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں۔ بلکہ یہ کم حدیث بیان کرنے والے تابعی ہیں۔ اور صدوق ہیں۔ ان سے صرف شہاب (بن خراش) روایت لیتے ہیں۔ ابن قانع ہی حرف حاء میں دوسری سند سے بواسطہ شہاب بن خراش بحوالہ شعیب بن ذریق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکم بن حزن کلفی ایک بزرگ کو فرماتے سنا جو صحابی تھے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پھر وہی حدیث بیان کی جس کے آخر میں ہے ”لوگو! تمہیں ہرگز اس کی طاقت نہیں....“۔ پھر وہ حدیث نقل کی۔

(ز) شعیب العنبری (۲۰۱۸)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کی کتاب میں حرف شین میں یہ آخری نام ہے اور ان کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ثبوت پر فیصلہ کیا۔ یہ کھلی غلطی ہے۔ اسی روایت کو حرف زاء میں زبرقان سے پہلے اور زرعد کے بعد اسی سند سے درست نقل کیا ہے۔ اور ان کا نام شعیث بن عبد اللہ بن زبیب بن ثعلبہ عنبری نقل کیا ہے اور دوسری سند سے یہ روایت طویل لکھی ہے جو شعیث سے مروی ہے۔ حرف زاء میں زبیب کا صحیح بیان ہو چکا ہے۔ واللہ الحمد

✽ بخاری کتاب الکفالة باب قول الله عزوجل ﴿ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَانُؤْمُهُمْ نَصِيْبُهُمْ ﴾ (۲۲۹۴)

مسلم کتاب فضائل الصحابه (۶۴۱۰) ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی الحلف (۲۹۲۶)

✽ الجرح والتعديل (۳۶۸/۴)

✽ مسند احمد (۲۱۱/۴) تہذیب تاریخ دمشق (۳۴۴/۶) الطبقات (۳۷۸/۵)

۲۰۱۹ شیخ ابن شداد

ایک مرسل حدیث نقل کی ہے، جس کی بنا پر کسی نے انہیں صحابی سمجھ لیا۔ ابن ابی حاتم * نے اعتماد سے لکھا ہے وہ روایت مرسل ہے۔ ابوبکر بن ابی سمرہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔

باب شین کے بعد فاء

۲۰۲۰ شفی بن ماتع

اسی ابو عثمان مشہور تابعی ہیں۔ ابن شاہین اور طبرانی وغیرہ نے ایک حدیث کی وجہ سے جو انہوں نے مرسل روایت کی ہے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار افراد جہنیوں کی اذیت میں مزید اضافہ کر دیں گے...“ * (حدیث) اسی سند سے مرفوع روایت ہے: آسمان میں چار فرشتے ہیں جو بلندی سے پستی تک یہ صدا بلند کرتے ہیں: ”اے خیر والے! خوش ہو جا اور اے شر والے! بس کر...“ * (حدیث)

میں کہتا ہوں: جی نے اپنی مسند میں بھی ان کی حدیث درج کی ہے، مجھے صحابہ میں سے ان کی روایت صرف عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ملی ہے۔ ان سے مروی ان کی حدیث سنن میں ہے۔ اور امام بخاری، * ابن حبان * اور ابن ابی حاتم * وغیرہ نے اعتماد سے کہا ہے: یہ تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

باب شین کے بعد یاء

۲۰۲۱ شیبان بن محرز *

الحنفی الیمامی علی بن شیبان کے والد، ان کے بارے ابن قانع کی غلطی کا بیان گزر چکا ہے۔ حرف طاء کے ”طلق“ میں ان کی دوسری غلطی کا بیان ہوگا۔ ابن عبدالبر * کا قول ہے: شیبان پدر علی کی حدیث کا مدار محمد بن جابر پر ہے۔

۲۰۲۲ شیبان اسلمی

حرمہ بن عمرو کے چچا۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر ابو یوسف علوی کا گمان ہے کہ حرمہ کے چچا کا نام شیبان ہے کسی اور کا قول ہے: ان کا نام سنان ہے۔ میں کہتا ہوں: یہی صحیح ہے، جیسا کہ سین کی قسم اول میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

* الجرح والتعديل (۳۸۶/۴) * اسد الغابہ (۲۴۴۳) تجرید (۲۵۸/۱) * المعجم الكبير (۳۱۰/۷)

* اسد الغابہ (۷۲۲۶/۷) مجمع الزوائد (۲۰۹/۱) جامع المسانید (۲۷۶، ۲۷۵/۶)

* جامع المسانید (۲۷۷) اسد الغابہ (۴۳۰/۲) * التاريخ الكبير (۲۶۶/۲) * الثقات (۳۷۱/۴)

* الجرح والتعديل (۳۸۹/۴) * اسد الغابہ (۲۴۶۲) استيعاب (۱۱۹۴) تجرید (۲۶۰/۱) * استيعاب (۲۶۳/۲)

۴۰۲۳ شیبان انصاری

ابن مندہ نے شیبان بن مالک سلمی انصاری سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ وہی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں لکھا ہے۔

۴۰۲۴ شیبہ المہری

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور ابن الامین نے اسی طرح اپنے استدراک میں لکھا اور ذہبی نے ان کا اتباع کیا ہے جو وہم ہے جس کی وجہ سقوط عبارت ہے۔ درست ابو شیبہ ہے۔ لفظ کنیت ”ابو“ چھوٹ گیا تھا۔ الععلل میں دارقطنی لکھتے ہیں: حماد بن سلمہ، عبدالکریم بن عمیر، بحوالہ ابو شیبہ نبی ﷺ کی حدیث نقل کرتے ہیں: ”تین باتیں تیرے بھائی کی محبت کو خالص کر دیں گی“۔ (حدیث) یہی روایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر نے اپنے والد اور شیبہ بن عثمان سے انہوں نے اپنے چچا سے نقل کی ہے، اگر انہوں نے اسے یاد رکھا تو خوب سند ہے۔

۴۰۲۵ (ز) شیبہ الخیر

ابن قانع ان کا ذکر کرتے ہیں جو لفظی غلطی کا پیش خیمہ ہے، وہ یوں کہ انہوں نے بطریق معلیٰ بن زیاد نبال سے کہ مجھ سے میرے دادا بحوالہ شیبہ الخیر روایت کی جو صحابی ہیں، فرمایا: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم لوگ ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جس برتن میں کھا کر اسے (انگلی سے) چاٹ لے تو وہ اس کے لیے دعاء مغفرت کرتا ہے“۔ یہ حدیث یا تو پیشہ سے مروی ہے جو ترمذی اور ابن ماجہ میں اسی سند سے درست لکھی ہوئی ہے۔

الحمد للہ آج 23 مارچ 2010ء بروز منگل 01:45 بجے الاصابہ جلد اول کا با محاورہ سلیس اردو ترجمہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔

فقط دعا گو و دعا جو

ابورجب عامر شہزاد علوی

المستدرک (۴۲۹/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۲۵۱/۴) الترغیب والترہیب (۲۲۵/۳)

ترمذی کتاب الاطعمہ باب ما جاء في اللقمة تسقط (۱۸۰۴) ابن ماجہ کتاب باب تنقیة الصحفة (۳۲۷۱)

اتحاف السادة المتقين (۲۲۵/۵)